الجامع المسند الصحیح المختصر من امور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسننہ وایامہ

صحیح البخاری

للإمام أبي عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل البخاری الجعفی رحمہ اللہ
١٩٤ھ ـــــــ ٢٥٦ھ

پنجم

ترجمہ وتشریح
مولانا محمد داؤد راز

نظر ثانی
شیخ الحدیث أبو محمد حافظ عبد الستار الحماد

مقدمہ
حافظ زبیر علی زئی

تخریج
فضیلۃ الشیخ **احمد زهوة** فضیلۃ الشیخ **احمد عناية**

دار العلم ممبئی

الجامع المسند الصحيح المختصر من امور
رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وايامه

صحیح بخاری

للإمام أبي عبد الله محمد بن اسمعيل البخاري الجعفي رحمه الله

١٩٤ھ ——— ٢٥٦ھ

ترجمہ وتشریح

مولانا محمد داؤد راز

جلد پنجم

نظر ثانی

شیخ الحدیث ابو محمد حافظ عبدالستار الحماد

مقدمہ

حافظ زبیر علی زئی

تخریج

فضیلۃ الشیخ احمد زھوۃ فضیلۃ الشیخ احمد عنایۃ

دار العلم ممبئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

© جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

سلسلہ مطبوعات دار العلم نمبر 154

نام کتاب : صحیح البخاری
تالیف : الامام محمد بن اسمٰعیل البخاری
ترجمہ وتشریح : مولانا محمد داؤد راز
جلد : پنجم
ناشر : دار العلم، ممبئی
طابع : محمد اکرم مختار
تعداد اشاعت (بار اوّل) : ایک ہزار
تاریخ اشاعت : ستمبر ۲۰۱۲ء

دار العلم ممبئی
DARUL ILM
PUBLISHERS & DISTRIBUTORS
242, J.B.B. Marg, (Belasis Road),
Nagpada, Mumbai-8 (INDIA)
Tel. (+91-22) 2308 8989, 2308 2231
Fax : (+91-22) 2302 0482
E-mail : ilmpublication@yahoo.co.in

فہرست

مضمون	صفحہ نمبر
[کِتَابُ] الْمَنَاقِبِ	13
اللہ تعالیٰ کا سورۂ حجرات میں ارشاد	13
حضرت محمد ﷺ کی قرابت	16
قریش کی فضیلت کا بیان	17
قرآن کا قریش کی زبان میں نازل ہونا	20
یمن والوں کا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں ہونا	21
جس شخص نے بھی جان بوجھ کر اپنے باپ کے سوا کسی اور کو اپنا باپ بنایا تو اس نے کفر کیا	22
اسلم، مزینہ، جہینہ، غفار اور اشجع قبیلوں کا بیان	24
ایک قحطانی آدمی کا تذکرہ	26
جاہلیت کی سی باتیں کرنا منع ہے	26
قبیلہ خزاعہ کا بیان	28
ابوذر غفاری ؓ کے اسلام لانے کا بیان	29
زمزم کا واقعہ	29
عرب قوم کی جہالت کا بیان	34
جو شخص اسلام یا جاہلیت میں اپنی نسبت اپنے باپ دادا کی طرف کرے	34
کسی قوم کا بھانجا یا آزاد کیا ہوا غلام بھی اسی قوم میں داخل ہوتا ہے	36
حبشہ کے لوگوں کا بیان	36
جو شخص یہ چاہے کہ اس کے باپ دادا کو کوئی برا نہ کہے	37
رسول اللہ ﷺ کے ناموں کا بیان	38
آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا	39
نبی اکرم ﷺ کی وفات کا بیان	40
نبی کریم ﷺ کی کنیت کا بیان	40
مہر نبوت کا بیان	42

مضمون	صفحہ نمبر
نبی کریم ﷺ کے حلیہ اور اخلاق فاضلہ کا بیان	42
نبی کریم ﷺ کی آنکھیں ظاہر میں سوتی تھیں لیکن دل غافل نہیں ہوتا تھا	52
رسول اللہ ﷺ کے معجزوں یعنی نبوت کی نشانیوں کا بیان	53
آیت يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ...... کی تفسیر	90
مشرکین کا نبی اکرم ﷺ سے کوئی نشانی چاہنا اور آنحضرت ﷺ کا معجزۂ شق القمر دکھانا	91
[کِتَابُ فَضَائِلِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ]	98
نبی کریم ﷺ کے صحابیوں کی فضیلت کا بیان	98
مہاجرین کے مناقب اور فضائل کا بیان	100
نبی کریم ﷺ کا حکم فرمانا کہ ابوبکر ؓ کے دروازے کو چھوڑ کر تمام دروازے بند کر دو	102
نبی کریم ﷺ کے بعد ابوبکر صدیق ؓ کی دوسرے صحابہ ؓ پر فضیلت کا بیان	103
نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ اگر میں کسی کو جانی دوست بناتا تو ابوبکر ؓ کو بناتا	103
حضرت ابوحفص عمر بن خطاب قرشی عدوی ؓ کی فضیلت کا بیان	117
حضرت ابو عمرو عثمان بن عفان القرشی (اموی) ؓ کے فضائل کا بیان	126
حضرت عثمان ؓ سے بیعت کا قصہ اور آپ کی خلافت پر صحابہ ؓ کا اتفاق کرنا	130
حضرت ابوالحسن علی بن ابی طالب القرشی الہاشمی ؓ کے فضائل کا بیان	137
حضرت جعفر بن ابی طالب ہاشمی ؓ کی فضیلت کا بیان	141
حضرت عباس بن عبد المطلب ؓ کی فضیلت کا بیان	143

مضمون	صفحہ نمبر
رسول کریم ﷺ کے رشتہ داروں کے فضائل	143
زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان	145
حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ	148
سعد بن ابی وقاص الزہری رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان	148
نبی کریم ﷺ کے دامادوں کا بیان ابوالعاص بن ربیع بھی ان ہی میں سے ہیں	150
رسول کریم ﷺ کے غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان	151
حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کا بیان	153
حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے فضائل کا بیان	155
عمار اور حذیفہ رضی اللہ عنہما کے فضائل کا بیان	156
حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان	158
حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا بیان	158
حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے فضائل کا بیان	158
ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مولیٰ بلال بن رباح رضی اللہ عنہ کے فضائل	161
عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ذکر خیر	162
خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان	162
ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے مولیٰ سالم رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان	163
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان	163
حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کا بیان	165
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے فضائل کا بیان	166
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان	167
انصار رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان	171
نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان کہ اگر میں نے مکہ سے ہجرت نہ کی ہوتی تو میں بھی انصار کا ایک آدمی ہوتا	173
نبی کریم ﷺ کا انصار اور مہاجرین کے درمیان بھائی چارہ قائم کرنا	173
انصار سے محبت رکھنے کا بیان	175
انصار سے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ تم لوگ مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہو	176
انصار کے تابعدار لوگوں کی فضیلت کا بیان	177
انصار کے گھرانوں کی فضیلت کا بیان	177
نبی کریم ﷺ کا انصار کو اپنے بعد صبر کی تلقین کرنا	179
نبی اکرم ﷺ کا انصار و مہاجرین کے لیے دعا کرنا	181
آیت: وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ کی تفسیر	182
نبی کریم ﷺ کا فرمان کہ انصار کے نیک لوگوں کی نیکیوں کو قبول کرو اور ان کے غلط کاروں سے درگزر کرو	183
سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان	185
اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان	186
معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان	187
سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	187
ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان	188
زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان	189
حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان	189
عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان	190
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کی شادی اور ان کی فضیلت کا بیان	192
جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کا بیان	195
حذیفہ بن یمان عبسی رضی اللہ عنہ کا بیان	195
ہند بنت عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہا کا بیان	196
حضرت زید بن عمرو بن نفیل کا بیان	197
قریش نے جو کعبہ کی مرمت کی تھی اس کا بیان	199
جاہلیت کے زمانے کا بیان	200
زمانہ جاہلیت کی قسامت کا بیان	206
نبی کریم ﷺ کی بعثت کا بیان	210
نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مکہ میں مشرکین کے ہاتھوں جن مشکلات کا سامنا کیا	211
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا بیان	214

مضمون	صفحہ نمبر
سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا بیان	215
جنوں کا بیان	215
ابوذر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ	217
سعید بن زید رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا	219
عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ	219
چاند کے پھٹ جانے کا بیان	223
مسلمانوں کا حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا بیان	224
حبش کے بادشاہ نجاشی کی وفات کا بیان	229
نبی کریم ﷺ کے خلاف مشرکین کا عہد و پیمان کرنا	230
ابوطالب کا واقعہ	231
بیت المقدس تک جانے کا قصہ	232
معراج کا بیان	233
مکہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس انصار کے وفود کا آنا اور بیعت عقبہ کا بیان	239
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کا نکاح کرنا اور آپ کا مدینہ میں تشریف لانا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کا بیان	241
نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مدینہ کی طرف ہجرت کرنا	243
نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مدینہ میں آنا	268
حج کی ادائیگی کے بعد مہاجر کا مکہ میں قیام کرنا کیسا ہے	274
اسلامی تاریخ کب سے شروع ہوئی؟	275
نبی کریم ﷺ کی دعا کہ اے اللہ! میرے اصحاب رضی اللہ عنہم کی ہجرت قائم رکھ	276
نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کے درمیان کس طرح بھائی چارہ قائم کرایا تھا	278
جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ کے پاس یہودیوں کے آنے کا بیان	281
سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کا واقعہ	283

مضمون	صفحہ نمبر
كِتَابُ الْمَغَازِي	285
غزوۂ عشیرہ یا عسیرہ کا بیان	285
مقتولینِ بدر کے متعلق نبی ﷺ کی پیشین گوئی کا بیان	286
غزوۂ بدر کا بیان	288
آیت إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ...... کی تفسیر	289
جنگ بدر میں شریک ہونے والوں کی تعداد	291
کفار قریش، شیبہ، عتبہ، ولید اور ابوجہل بن ہشام کے لیے نبی کریم ﷺ کا بددعا کرنا اور ان کی ہلاکت کا بیان	292
(بدر کے دن) ابوجہل کا قتل ہونا	293
بدر کی لڑائی میں حاضر ہونے والوں کی فضیلت کا بیان	302
جنگ بدر میں فرشتوں کا شریک ہونا	311
ان اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کے نام جنہوں نے جنگ بدر میں شرکت کی تھی	327
بنونضیر کے یہودیوں کے واقعہ کا بیان	329
کعب بن اشرف یہودی کے قتل کا قصہ	336
ابورافع عبداللہ بن ابی الحقیق یہودی کے قتل کا قصہ	339
غزوۂ احد کا بیان	344
جب تم میں سے دو جماعتیں ایسا ارادہ کر بیٹھی تھیں کہ ہمت ہار دیں، حالانکہ اللہ دونوں کا مددگار تھا اور ایمانداروں کو تو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے	351
آیت إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ...... کی تفسیر	357
آیت إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُونَ عَلَى...... کی تفسیر	359
آیت ثُمَّ أَنزَلَ عَلَيْكُم مِّنْ بَعْدِ الْغَمِّ...... کی تفسیر	360
ام سلیط رضی اللہ عنہا کا تذکرہ	361
حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بیان	362
غزوۂ احد کے موقع پر نبی کریم ﷺ کو جو زخم پہنچے	365
وہ لوگ جنہوں نے اللہ اور رسول کا حکم مانا	367
جن مسلمانوں نے غزوۂ احد میں شہادت پائی ان کا بیان	367

صفحہ نمبر	مضمون
370	ارشاد نبوی ﷺ کہ احد پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے
371	غزوۂ رجیع کا بیان
381	غزوۂ خندق کا بیان جس کا دوسرا نام غزوۂ احزاب ہے
392	غزوۂ احزاب سے نبی کریم ﷺ کا واپس لوٹنا اور بنو قریظہ پر چڑھائی کرنا اور ان کا محاصرہ کرنا
396	غزوۂ ذات الرقاع کا بیان
402	غزوۂ بنی المصطلق کا بیان جو قبیلہ بنو خزاعہ سے ہوا تھا اس کا دوسرا نام غزوۂ مریسیع بھی ہے
403	غزوۂ انمار کا بیان
404	واقعہ افک کا بیان
416	غزوۂ حدیبیہ کا بیان
432	قبائل عکل اور عرینہ کا قصہ
434	ذات قرد کی لڑائی کا بیان
435	غزوۂ خیبر کا بیان
459	نبی کریم ﷺ کا خیبر والوں پر تحصیل دار مقرر فرمانا
460	خیبر والوں کے ساتھ نبی کریم ﷺ کا معاملہ طے کرنا
460	ایک بکری کا گوشت جس میں نبی کریم ﷺ کو خیبر میں زہر دیا گیا تھا
460	غزوۂ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا بیان
461	عمرۂ قضا کا بیان
466	غزوۂ موتہ کا بیان جو سرزمین شام میں سنہ ۸ ھ میں ہوا تھا
470	نبی کریم ﷺ کا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو حرقات کے مقابلہ پر بھیجنا
472	غزوۂ فتح مکہ کا بیان
474	غزوۂ فتح مکہ کا رمضان سنہ ۸ ھ میں ہونا
477	فتح مکہ کے دن نبی کریم ﷺ نے جھنڈا کہاں گاڑا تھا؟
482	نبی کریم ﷺ کا شہر کی بالائی جانب سے مکہ میں داخل ہونا
483	فتح مکہ کے دن قیام نبوی کا بیان
487	فتح مکہ کے زمانہ میں نبی کریم ﷺ کا مکہ میں قیام کرنا

صفحہ نمبر	مضمون
496	جنگ حنین کا بیان
503	غزوۂ اوطاس کا بیان
504	غزوۂ طائف کا بیان جو شوال سنہ ۸ ھ میں ہوا
514	نجد کی طرف جو لشکر آنحضرت ﷺ نے روانہ کیا تھا
515	نبی کریم ﷺ کا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنی جذیمہ قبیلے کی طرف بھیجنا
516	عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ اور علقمہ بن مجزز مدلجی رضی اللہ عنہ کی ایک لشکر میں روانگی جسے انصار کا لشکر کہا جاتا تھا
517	حجۃ الوداع سے پہلے آنحضرت ﷺ کا ابوموسیٰ اشعری اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو یمن بھیجنا
522	حجۃ الوداع سے پہلے علی بن ابی طالب اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کو یمن بھیجنا
526	غزوۂ ذو الخلصہ کا بیان
529	غزوہ ذات السلاسل کا بیان
529	جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کا یمن کی طرف جانا
531	غزوۂ سیف البحر کا بیان
533	ابوبکر رضی اللہ عنہ کا لوگوں کے ساتھ سنہ ۹ ھ میں حج کرنا
534	بنی تمیم کے وفد کا بیان
536	وفد عبدالقیس کا بیان
540	وفد بنو حنیفہ اور ثمامہ بن اثال کے واقعات کا بیان
543	اسود عنسی کا قصہ
545	نجران کے نصاریٰ کا قصہ
547	عمان اور بحرین کا قصہ
548	قبیلہ اشعر اور اہل یمن کی آمد کا بیان
552	قبیلہ دوس اور طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ کا بیان
553	قبیلہ طے کے وفد اور عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کا قصہ
555	حجۃ الوداع کا بیان
565	غزوۂ تبوک کا بیان، اس کا دوسرا نام غزوۂ عسرت بھی ہے
568	کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے واقعہ کا بیان

مضمون	صفحہ نمبر
حجر بستی سے نبی اکرم ﷺ کا گزرنا	577
کسریٰ (شاہِ ایران) اور قیصر (شاہِ روم) کو رسول اللہ ﷺ کا خطوط لکھنا	578
نبی کریم ﷺ اور آپ کی وفات کا بیان	580
نبی کریم ﷺ کا آخری کلمہ جو زبانِ مبارک سے نکلا	594
نبی کریم ﷺ کی وفات کا بیان	595
نبی کریم ﷺ کا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو مرض الموت میں ایک مہم پر روانہ کرنا	596
نبی کریم ﷺ نے کل کتنے غزوے کیے ہیں؟	597

تشریحی مضامین

مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
قریش نضر بن کنانہ کی اولاد کو کہتے ہیں	17	وفات نبوی پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خطاب عظیم	111
قریش اور خلافت اسلامی کا بیان	18	خادم بخاری حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مرقد پر	115
جمع قرآن مجید پر ایک تشریح	21	چاروں خلیفہ ایک دل ایک جان تھے	117
جعلی شیخ سیدوں کے بارے میں	23	لفظ محدث کی وضاحت	123
پانچ طاقتور قبائل کا بیان	24	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خوف الٰہی کا بیان	125
عبداللہ بن ابی منافق کے بارے میں	27	حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا نسب نامہ	126
مکہ میں بت پرستی کا آغاز کیسے ہوا	28	شہادت عمر رضی اللہ عنہ کا تفصیلی تذکرہ	136
تاثیرات آب زمزم کا بیان	29	حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل پر ایک بیان	137
ختم نبوت کا بیان	39	روافض کی تشریح مزید	141
مہر نبوت کی کچھ تفصیلات کا بیان	42	قرابت نبوی پر ایک تشریحی بیان	143
حضرات حسنین کے فضائل کا بیان	43	آنحضرت ﷺ عالم الغیب نہیں تھے	145
حضرت اسامہ بن زید کے بارے میں ایک تشریح	47	حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما پر ایک بیان	153
کچھ فسادی سرمایہ دار یہودیوں کے بارے میں	49	مدینہ میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی ایک اذان کا بیان	161
تراویح کی آٹھ رکعت سنت نبوی ہیں	52	بڑوں کی ایک لغزش کا بیان	165
معراج جسمانی حق ہے	53	ایک رکعت وتر کا بیان	166
امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ایمان افروز بیان	64	جنگ صفین کی ایک توجیہ	169
مولانا وحید الزماں رحمۃ اللہ علیہ کی ایک تقریر دل پذیر	64	لفظ انصار کی تاریخی تحقیق	171
مردود خارجیوں پر ایک تبصرہ	76	جنگ بعاث کا بیان	172
بعض منکرین حدیث کے ایک قول باطل کی تردید	82	حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ مجتہد مطلق تھے	175
اللہ کے سوا کسی کو غیب دان ماننا کفر ہے	86	قبیلہ بنونجار کا بیان	178
آنحضرت ﷺ بھی غیب دان نہیں تھے	87	انصاری برادری پر ایک نوٹ	180
بزرگان اسلام تقلید جامد کے شکار نہ تھے	94	الٹا ترجمہ	188
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں	97	ذی الخلصہ کی بربادی	195
بدعت حسنہ اور سیئہ کے بارے میں	99	مشرکین مسلمان کی مذمت	197
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق جمہور امت کا عقیدہ	103	قبل اسلام کے ایک مرد موحد کا بیان	199
خلافت صدیقی پر ایک اشارہ نبوی	104	مشہور شاعر حضرت لبید کا ذکر خیر	204

مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
جھوٹی قسم کھانے کا نتیجہ	208	حضرت عمر ؓ کی ایک خفگی کا بیان	271
ایک بندر اور بندریا کے رجم ہونے کا واقعہ	210	ایک عبرتناک حدیث معہ تشریح	272
حضور ﷺ کا نسب نامہ	210	اسلامی تاریخ پر ایک تشریح	275
حضرت صدیق اکبر ؓ ایک بت خانے میں	215	تاریخ پر ابن جوزی کی تشریح	276
لفظ جن کی لغوی تحقیق	215	حضرت سعد بن ابی وقاص کا ایک واقعہ	277
جنات کا وجود برحق ہے	216	یہود سے متعلق ایک ارشاد نبوی ﷺ	281
شہادت حضرت عثمان غنی ؓ	219	حضرت سلمان فارسی ؓ کا قبول اسلام	283
شہادت حضرت عمر بن خطاب ؓ	220	غزوات نبوی کا آغاز	285
ایک فراست فاروقی کا بیان	222	امیہ کے قتل کی پیشین گوئی	287
حضرت عمر ؓ کا مسلمان ہونا	222	مقام بدر کے کچھ حالات	288
معجزۂ شق القمر کے بارے میں	224	جنگ بدر کا ذکر قرآن میں	288
نماز جنازہ غائبانہ کا ثبوت	229	جنگ بدر کیوں پیش آئی	290
کچھ معراج کی تفصیلات	233	جنگ بدر میں نزول ملائکہ کا ذکر خیر	291
حدیث معراج کو ۲۸ صحابیوں نے روایت کیا ہے	233	جنگ بدر میں فریقین کی تعداد	291
لفظ براق کی تحقیق	237	کفار قریش کی ہلاکت کا بیان	293
بیت المعمور کی تشریح	238	مومن کا آخری کامیاب ہتھیار کیا ہے؟	293
واقعہ معراج پر شاہ ولی اللہ کی تشریح	238	قاتلین ابوجہل کے اسمائے گرامی	294
بیعت عقبہ کی تفصیلات	239	جنگ بدر میں پہل کرنے والوں کا بیان	295
بارہ نقیبوں کے اسمائے گرامی	240	حضرت ابوذر غفاری ؓ کا ذکر خیر	296
سوانح حضرت عائشہ صدیقہ ؓا	241	سماع موتی پر ایک بحث	300
ہجرت کی وضاحت	244	اہل بدعت کی تردید	302
فضیلت صدیقی پر ایک بیان	247	حضرت عمر ؓ کی ایک سیاسی رائے	304
حدیث ہجرت کی تفصیلات	254	ایک جنگی اصول کا بیان	304
حضرت اسماء ؓا کے حالات	256	جنگ احد میں شکست کے اسباب	305
حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ کے حالات	257	دس شہدائے اسلام کا ذکر خیر	309
واقعہ ہجرت سے متعلق چند امور	260	حضرت خبیب بن عدی ؓ کی شہادت کا بیان	309
حضرت عمر ؓ کا ایک قول مبارک	263	بدر میں فرشتوں کی مار پہچانی جاتی تھی	311
شداد بن اسود کا ایک مرثیہ	267	آنحضرت ﷺ غیب داں نہیں تھے	315
بنو نجار کا ایک ذکر خیر	269	نعتیہ اشعار کا سننا سنانا جائز ہے	315

مضمون	صفحہ نمبر
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اونٹنیوں کا واقعہ	317
تکبیرات جنازہ پر اجماع امت	317
حالات حضرت قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ	320
بٹائی کی ایک خاص صورت جو ناجائز ہے	321
ذکر خیر حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ	323
قومی اونچ نیچ کا تصور شیوہ ابوجہل ہے	324
بدری صحابہ غیر بدریوں سے افضل ہیں	325
حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	326
بنونضیر کے یہود	330
وارثت نبوی کے متعلق ایک تفصیلی بیان	335
احترام حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے متعلق......	336
کعب بن اشرف یہودی کے قتل کا واقعہ	338
ابورافع یہودی کا قتل	343
قبائل اوس وخزرج کے باہمی رقابت کا بیان	343
تفصیلات جنگ احد کا بیان	344
حدیث والوں سے دشمنی رکھنا موجب بدبختی ہے	346
انصار کا پہلا مجاہد جو شہید ہوا	350
مولانا وحیدالزماں کی ایک تقریر دلپذیر	350
حالات حضرت جابر رضی اللہ عنہ	352
حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لئے ایک دعائے نبوی	354
منکرین حدیث کا استدلال غلط ہے	355
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر بعض الزام کی تردید	359
حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا تفصیلی بیان	365
جنگ احزاب کی تفصیلات	381
جنگ خندق کا آخری منظر	386
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ذکر خیر	389
ایک مبارک تاریخی دعا	391
بنوقریظہ پر چڑھائی کے اسباب	393
اختلاف امت کا ایک واقعہ	393

مضمون	صفحہ نمبر
غزوۂ ذات الرقاع کی وجہ تسمیہ	398
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ پر توکل کا بیان	402
عزل کے متعلق ایک حدیث	403
نماز وتر کو شفع بنانے کا بیان	425
کچھ ڈاکوؤں کے قتل کا بیان	433
قسامہ کی ایک تفصیل کا بیان	434
مسلمان کا ڈاکوؤں سے مقابلہ اور حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ	435
حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا ذکر خیر	440
نام نہاد صوفیوں پر ایک اشارہ	443
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک دور اندیشی کا بیان	455
حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیعت کرنا	458
ایک یہودی عورت جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے گوشت میں زہر ڈالا	460
جیش اسامہ کا بیان	460
حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے چند اشعار	461
ذکر خیر حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ	466
حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی ایک غلطی کا بیان	471
علمائے اسلام سے ایک ضروری گزارش	471
غزوۂ فتح مکہ کے اسباب	472
حضرت حاطب بن بلتعہ رضی اللہ عنہ کا خط بنام مشرکین مکہ	474
حالات حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ	479
لفظ خیف کی تشریح	480
ابن خطل مردود کا بیان	481
کعبہ شریف کی کنجی قیامت تک کے لئے	483
زادالمعاد حافظ ابن قیم کا ایک بیان	484
علوم اسلامی کی قدر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں	485
مولانا وحیدالزماں کی ایک تقریر دلپذیر	485
حالات حضرت عبداللہ بن زبیر اسدی قریشی رضی اللہ عنہما	486
تفصیلات فتح مکۃ المکرمہ	488

مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
نابالغ کی امامت کا بیان	490	مفضول کی امامت افضل کے لئے جائز ہے	529
ایک اسلامی قانون کا بیان	491	سمندر کی مردہ مچھلی کا کھانا درست ہے	533
مذاکرات احادیث نبوی ﷺ قرون خیر میں	492	حضرات شیخین کے متعلق ایک غلط بیانی	536
فتح مکہ پر علامہ ابن قیم کا تبصرہ	495	گاؤں میں جمعہ کے متعلق ایک دیوبندی فتویٰ	539
جنگ حنین کی تفصیلات	495	اس بارے میں ایک مفصل مدلل بیان	539
اخلاق نبوی سے ایک بیان کی مزید تفصیلات	497	حضرت ثمامہ بن اثال کا ذکر خیر	541
جنگ حنین کی مزید تفصیلات	502	قصہ ثمامہ پر حافظ صاحب کا تبصرہ	541
ایک بے ادب گنوار کا بیان	507	قصہ نجران پر حافظ صاحب کا تبصرہ	545
حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر	509	حالات حضرت ابوعبیدہ عامر بن عبداللہ فہری قریشی	547
حضرت ہشام بن عروہ کا بیان	510	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ قبیلہ بنودوس سے تھے	552
حضرت سلیمان بن حرب کا بیان	511	طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کے لئے ایک دعائے نبوی کا بیان	553
حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی ایک اجتہادی غلطی کا بیان	516	حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے کچھ حالات	554
واقعہ بالا پر علامہ ابن قیم کا تبصرہ	516	واقعہ کعب بن مالک خود ان کی زبان سے	568
خلاف شرع کسی کی اطاعت جائز نہیں ہے	517	مقام حجر کا بیان	577
یمنی بزرگوں سے اظہار عقیدت از مترجم	519	کسریٰ شاہ ایران کی گستاخی اور سزا کا بیان	579
ہمارے زمانے کے بعض شیاطین کا بیان	525	کچھ وصایائے مبارکہ	582
ہندوستان کے مسلم بادشاہوں کا ذکر خیر	526	خطبہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	592
ایک حدیث کی شرح فتح الباری میں	528		

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

[كِتَابُ] الْمَنَاقِبِ

فضائل ومناقب کا بیان

تشریح: حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اکثر نسخوں میں باب المناقب ہے کتاب کا لفظ نہیں ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے یہ الگ کتاب نہیں بلکہ اسی کتاب الانبیاء میں داخل ہے۔ اس میں خاتم الانبیا کے حالات مذکور ہیں، جیسے پچھلے بابوں میں پچھلے پیغمبروں کے حالات مذکور تھے۔ پھر حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الأنبیا کو ختم کرتے ہوئے جناب رسول کریم ﷺ کی زندگی پر روشنی ڈالنے کے لئے یہ ابواب منعقد فرمائے جس میں ابتدا سے انتہا تک بہت سے کوائف کا تذکرہ ہوا ہے۔ مثلاً پہلے آپ کا نسب شریف ذکر میں آیا اور انساب سے متعلق امور کا ذکر کیا۔ پھر قبائل کا ذکر آیا۔ پھر فخر بالانساب پر روشنی ڈالی، پھر نبی کریم ﷺ کے شمائل وفضائل کو بیان کیا گیا پھر فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر ہوا۔ پھر ہجرت سے قبل مکی زندگی کے حالات، مبعث اسلام صحابہ، ہجرت حبشہ، معراج اور وفود الانصار، پھر مدینہ کے لئے ہجرت کے واقعات مذکور ہوئے۔ پھر ترتیب سے مغازی کا ذکر آیا، پھر وفات نبوی ﷺ کا ذکر ہوا۔

"فهذا آخر هذا الباب وهو من جملة تراجم الانبياء وختمها بخاتم الانبياء ﷺ۔" (فتح الباری)

[بَابُ] قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ﴾ [الحجرات: ١٣] وَقَوْلُهُ: ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَلُوْنَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾. [النساء:١] وَمَا يُنْهَى عَنْ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ. الشُّعُوْبُ:النَّسَبُ الْبَعِيْدُ، وَالْقَبَائِلُ دُوْنَ ذٰلِكَ.

باب: اللہ تعالیٰ کا سورۂ حجرات میں ارشاد:

''اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک ہی مرد آدم اور ایک عورت حوا سے پیدا کیا ہے اور تم کو مختلف قومیں اور خاندان بنا دیا ہے تاکہ تم بطور رشتہ داری ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بے شک تم سب میں سے اللہ کے نزدیک معزز تر وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہو'' اور اللہ تعالیٰ کا سورۂ نساء میں ارشاد'' اور اللہ سے ڈرو جس کا نام لے کر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور ناتا توڑنے سے ڈرو۔ بے شک اللہ تمہارے اوپر نگران ہے۔'' اور جاہلیت کی طرح باپ دادوں پر فخر کرنا منع ہے، اس کا بیان شعوب شعب کی جمع ہے جس سے اوپر کا خاندان مراد ہے اور قبیلہ اس سے اتر کر نیچے کا یعنی اس کی شاخ مراد ہے۔

تشریح: یہ طبرانی نے نکالا مجاہد سے مثلاً انصار ایک شعب ہے یا قریش ایک شعب یا ربیعہ یا مضر ایک شعب ہے۔ ہر ایک میں کئی ایک قبیلے ہیں جیسے قریش مضر کا ایک قبیلہ ہے۔ ہندوستانی اصطلاح میں شعب پال کے معنی میں ہے اور قبیلہ گوت کے معنی میں ہے۔ یہاں کی اکثر نومسلم قوموں میں گوت اور پال کی بھارتی قومی تنظیم کے کچھ کچھ آثار اب تک موجود ہیں۔ شمالی ہند کے علاقوں میں گوت اور پال کی اصطلاحات بہت نمایاں ہیں۔

٣٤٨٩۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ الْكَاهِلِيُّ،

(٣٤٨٩) ہم سے خالد بن یزید الکاہلی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوبکر بن

قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرٍ، عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا﴾ قَالَ: الشُّعُوْبُ: الْقَبَائِلُ الْعِظَامُ وَالْقَبَائِلُ: الْبُطُوْنُ.

عیاش نے بیان کیا، ان سے ابوحصین (عثمان بن عاصم) نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت ﴿وَ جَعَلْنَا كُمْ شُعُوْبًا وَ قَبَائِلَ﴾ کے متعلق فرمایا کہ شعوب بڑے قبیلوں کے معنی میں ہے اور قبائل سے کسی بڑے قبیلے کی شاخیں مراد ہیں۔

٣٤٩٠ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ؟ قَالَ: ((أَتْقَاهُمْ)). قَالُوْا: لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ. قَالَ: ((فَيُوْسُفُ نَبِيُّ اللَّهِ)). [راجع: ٣٣٥٣]

(۳۴۹۰) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی سعید نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ پوچھا گیا، یارسول اللہ! سب سے زیادہ شریف کون ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہمارا سوال اس کے بارے میں نہیں اس پر آپ نے فرمایا کہ ''پھر (نسب کی رو سے) اللہ کے نبی یوسف علیہ السلام سب سے زیادہ شریف تھے۔''

٣٤٩١ـ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا كُلَيْبُ بْنُ وَائِلٍ، قَالَ: حَدَّثَتْنِي رَبِيْبَةُ النَّبِيِّ ﷺ زَيْنَبُ بِنْتُ أَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ: قُلْتُ لَهَا: أَرَأَيْتِ النَّبِيَّ ﷺ أَكَانَ مِنْ مُضَرَ؟ قَالَتْ: فَمِمَّنْ كَانَ إِلَّا مِنْ مُضَرَ؟ مِنْ بَنِي النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ.

[طرفه في: ٣٤٩٢]

(۳۴۹۱) ہم سے قیس بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے بیان کیا، ان سے کلیب بن وائل نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا جو نبی کریم ﷺ کی زیر پرورش رہ چکی تھیں۔ کلیب نے بیان کیا کہ میں نے زینب سے پوچھا کہ کیا نبی کریم ﷺ کا تعلق قبیلہ مضر سے تھا؟ انہوں نے کہا پھر کس قبیلہ سے تھا؟ یقیناً آنحضرت ﷺ مضر کی بنی النضر بن کنانہ کی اولاد میں سے تھے۔

تشریح: اور نضر بن کنانہ ایک شاخ ہے مضر کی کیونکہ کنانہ خزیمہ کا بیٹا تھا اور خزیمہ مدرکہ کا اور مدرکہ الیاس کا اور الیاس مضر کا بیٹا تھا اس طرح نبی کریم ﷺ کا نسبی تعلق خاندان مضر سے ثابت ہوا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہیں۔ یہ ملک حبشہ میں پیدا ہوئیں۔ بطور ربیبہ نبی کریم ﷺ کے زیر تربیت رہنے کا شرف حاصل کیا۔ ان کے خاوند کا نام عبداللہ بن زمعہ ہے۔ اپنے زمانے کی عورتوں میں سب سے زیادہ فقیہ ہیں۔ ان سے ایک جماعت نے حدیث کی روایت کی ہے۔

٣٤٩٢ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا كُلَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَتْنِي رَبِيْبَةُ النَّبِيِّ ﷺ وَأَظُنُّهَا زَيْنَبَ قَالَتْ: نَهَى رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُقَيَّرِ وَالْمُزَفَّتِ. وَقُلْتُ لَهَا: أَخْبِرِيْنِي النَّبِيُّ ﷺ

(۳۴۹۲) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے عبدالواحد نے، کہا ہم سے کلیب نے بیان کیا اور ان سے ربیبۂ نبی کریم ﷺ نے، میرا خیال ہے کہ ان سے مراد زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا ہیں، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے دباء، حنتم، مقیر اور مزفت کے استعمال سے منع فرمایا تھا اور میں نے ان سے پوچھا تھا کہ آپ مجھے بتایئے کہ آنحضرت ﷺ کا

مِمَّنْ كَانَ؟ مِنْ مُضَرَ كَانَ؟ قَالَتْ: فَمِمَّنْ كَانَ إِلَّا مِنْ مُضَرَ؟ كَانَ مِنْ وَلَدِ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ. [راجع: ٣٤٩١]

تعلق کس قبیلہ سے تھا؟ کیا واقعی آپ کا تعلق مضر سے تھا؟ انہوں نے کہا کہ پھر اور کس سے ہوسکتا ہے یقیناً آپ کا تعلق اسی قبیلہ سے تھا۔ آپ نضر بن کنانہ کی اولاد میں سے تھے۔

تشریح: ((دباء)) کدو کے تونبے، ((حنتم)) سبز لاکھی برتن ((نقیر)) لکڑی کا کریدا ہوا برتن اور ((مزفت)) روغنی برتن، یہ چاروں شراب کے برتن تھے جس میں عرب شراب بنایا اور رکھا کرتے تھے۔ جب شراب کی ممانعت نازل ہوئی تو ان برتنوں کے استعمال سے بھی ان لوگوں کو روک دیا گیا۔

٣٤٩٣- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: **((تَجِدُونَ النَّاسَ مَعَادِنَ، خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوا، وَتَجِدُونَ خَيْرَ النَّاسِ فِي هَذَا الشَّأْنِ أَشَدَّهُمْ لَهُ كَرَاهِيَةً))**. [طرفاه في: ٣٤٩٦، ٣٥٨٨] [مسلم: ٦١٨٥، ٦١٨٦]

(۳۴۹۳) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم کو جریر نے خبر دی، انہیں عمارہ نے، انہیں ابوزرعہ نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تم انسانوں کو کان کی طرح پاؤ گے (بھلائی اور برائی میں) جو لوگ جاہلیت کے زمانے میں بہتر اور اچھی صفات کے مالک تھے وہ اسلام لانے کے بعد بھی بہتر اور اچھی صفات والے ہیں بشرطیکہ وہ دین کا علم بھی حاصل کریں اور حکومت اور سرداری کے لائق اس کو پاؤ گے جو حکومت اور سرداری کو بہت ناپسند کرتا ہو۔“

٣٤٩٤- **((وَتَجِدُونَ شَرَّ النَّاسِ ذَا الْوَجْهَيْنِ، الَّذِي يَأْتِي هَؤُلَاءِ بِوَجْهٍ، وَيَأْتِي هَؤُلَاءِ بِوَجْهٍ))**. [طرفاه في: ٦٠٥٨، ٧١٧٩]

(۳۴۹۴) ”اور آدمیوں میں سب سے برا اس کو پاؤ گے جو دو رخہ (دوغلا) ہو۔ ان لوگوں میں ایک منہ لے کر آئے، دوسروں میں دوسرا منہ۔“

٣٤٩٥- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: **((النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَيْشٍ فِي هَذَا الشَّأْنِ، مُسْلِمُهُمْ تَبَعٌ لِمُسْلِمِهِمْ، وَكَافِرُهُمْ تَبَعٌ لِكَافِرِهِمْ))**. [مسلم: ٤٧٠١]

(۳۴۹۵) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے مغیرہ بن عبدالرحمن نے بیان کیا، ان سے ابوالزناد، ان سے اعرج نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اس (خلافت کے) معاملے میں لوگ قریش کے تابع ہیں۔ عام مسلمان قریشی مسلمانوں کے تابع ہیں جس طرح ان کے عام کفار قریشی کفار کے تابع رہتے چلے آئے ہیں۔“

٣٤٩٦- **((وَالنَّاسُ مَعَادِنُ: خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوا، تَجِدُونَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ أَشَدَّ النَّاسِ كَرَاهِيَةً لِهَذَا الشَّأْنِ حَتَّى يَقَعَ فِيهِ))**. [راجع: ٣٤٩٣]

(۳۴۹۶) ”اور انسانوں کی مثال کان کی طرح ہے۔ جو لوگ جاہلیت کے دور میں شریف تھے وہ اسلام لانے کے بعد بھی شریف ہیں جب کہ انہوں نے دین کی سمجھ بھی حاصل کی ہو تم دیکھو گے کہ بہترین اور لائق وہی ثابت ہوں گے جو خلافت و امارت کے عہدے کو بہت زیادہ ناپسند کرتے رہے ہوں، یہاں تک کہ وہ اس میں گرفتار ہو جائیں۔“

تشریح: معلوم ہوا اسلام میں شرافت کی بنیاد دینی علوم اور ان میں فقاہت حاصل کرنا ہے جو مسلمان عالم دین اور فقیہ ہوں وہی عنداللہ شریف ہیں۔ دینی فقاہت سے کتاب وسنت کی فقاہت مراد ہے۔ رائے وقیاس کی فقاہت محض ابلیسی طریق کار ہے۔ اولاد آدم کے لئے کتاب وسنت کے ہوتے ہوئے ابلیسی طریق کار کی ضرورت نہیں۔

بَابٌ: [قُرْبَى مُحَمَّدٍ ﷺ]

باب: حضرت محمد ﷺ کی قرابت

٣٤٩٧ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنِي عَبْدُالْمَلِكِ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى﴾ [الشورى: ٢٣] قَالَ: فَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ: قُرْبَى مُحَمَّدٍ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ بَطْنٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلَّا وَلَهُ فِيهِ قَرَابَةٌ، فَنَزَلَتْ عَلَيْهِ إِلَّا أَنْ تَصِلُوْا قَرَابَةً بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ.

(۳۴۹۷) ہم سے مسدد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے عبدالملک نے بیان کیا، ان سے طاؤس نے، ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، "اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى" کے متعلق (طاؤس نے) بیان کیا کہ قریش کی کوئی شاخ ایسی نہیں تھی جس میں آنحضرت ﷺ کی قرابت نہ رہی ہو اور اسی وجہ سے یہ آیت نازل ہوئی تھی کہ میرا مطالبہ صرف یہ ہے کہ تم لوگ میری اور اپنی قرابت داری کا لحاظ کرو۔

[طرفه في: ٤٨١٨] [ترمذي: ٣٢٥١]

تشریح: اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے مشکل ہے۔ چونکہ اس حدیث میں رشتہ داری کا بیان ہے اور رشتہ داری کا پہچاننا نسب کے پہچاننے پر موقوف ہے۔ اس لئے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں یہ حدیث بیان کی۔ (وحیدی)

٣٤٩٨ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مِنْ هَاهُنَا جَاءَتِ الْفِتَنُ نَحْوَ الْمَشْرِقِ، وَالْجَفَاءُ وَغِلَظُ الْقُلُوبِ فِي الْفَدَّادِينَ أَهْلِ الْوَبَرِ عِنْدَ أُصُولِ أَذْنَابِ الْإِبِلِ، وَالْبَقَرِ فِي رَبِيعَةَ وَمُضَرَ)). [راجع: ٣٣٠٢]

(۳۴۹۸) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے اسماعیل نے، ان سے قیس نے اور ان سے ابومسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا: ''اسی طرف سے فتنے اٹھیں گے یعنی مشرق سے اور بے وفائی اور سخت دلی ان لوگوں میں ہے جو اونٹوں اور گایوں کی دم کے پاس چلاتے رہتے ہیں یعنی ربیعہ اور مضر کے لوگوں میں۔''

تشریح: ربیعہ اور مضر کے لوگ بہت مالدار اور زراعت پیشہ تھے۔ ایسے لوگوں کے دل سخت اور بے رحم ہوتے ہیں۔ اس حدیث اور اس کے بعد والی حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ اس حدیث میں ربیعہ اور مضر کی برائی بیان کی تو دوسرے قبیلے والوں کی تعریف نکلی اور بعد والی حدیث میں یمن والوں اور بکریوں والوں کی تعریف ہے اور یہ ترجمہ باب ہے۔ (وحیدی)

فرمان نبوی ﷺ کے مطابق آئندہ زمانوں میں مشرقی ممالک سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جو بھی فتنے اٹھے وہ تفصیل طلب ہیں جنہوں نے اپنے دور میں اسلام کو شدید ترین نقصانات پہنچائے۔ (صدق رسول اللہ ﷺ)

٣٤٩٩ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ،

(۳۴۹۹) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان

عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((الْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي الْفَدَّادِينَ أَهْلِ الْوَبَرِ، وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ، وَالْإِيمَانُ يَمَانٍ، وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ)). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: سُمِّيَتِ الْيَمَنَ لِأَنَّهَا عَنْ يَمِينِ الْكَعْبَةِ، وَالشَّأْمَ عَنْ يَسَارِ الْكَعْبَةِ، وَالْمَشْأَمَةُ الْمَيْسَرَةُ، وَالْيَدُ الْيُسْرَى الشُّؤْمَى، وَالْجَانِبُ الْأَيْسَرُ الْأَشْأَمُ. [راجع: ٣٣٠١]

[مسلم: ١٨٨]

سے زہری نے بیان کیا، انہیں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ ”فخر اور تکبر ان چیخنے اور شور مچانے والے اونٹ والوں میں ہے اور بکری چرانے والوں میں نرم دلی اور ملامت ہوتی ہے اور ایمان تو یمن میں ہے اور حکمت (حدیث) بھی یمنی ہے۔“ ابوعبداللہ یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یمن کا نام یمن اس لئے ہوا کہ یہ کعبہ کے دائیں جانب ہے اور شام کو شام اس لئے کہتے ہیں کہ یہ کعبہ کے بائیں جانب ہے ”المشامة“ بائیں جانب کو کہتے ہیں۔ بائیں ہاتھ کو ”الشومی“ کہتے ہیں اور بائیں جانب کو ”الاشام“ کہتے ہیں۔

تشریح: جیسے سورۂ بلد میں ہے: ﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا هُمْ أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ﴾ (۹۰/ البلد: ۱۹) یعنی جن لوگوں نے کفر کیا یہ بائیں جانب والے ہیں۔ جن کو بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال ملے گا۔ دور آخر میں یمن میں استاذ الاساتذہ حضرت علامہ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے جن کے ذریعہ سے فن حدیث کی وہ خدمات اللہ پاک نے انجام دلائیں جو رہتی دنیا تک یادگار زمانہ رہیں گی۔ نیل الاوطار آپ کی مشہور ترین کتاب ہے جو شرح حدیث میں ایک عظیم درجہ رکھتی ہے۔ غفر اللہ لہ۔

بَابُ مَنَاقِبِ قُرَيْشٍ باب: قریش کی فضیلت کا بیان

تشریح: قریش نضر بن کنانہ کی اولاد کو کہتے ہیں اور کلبی سے منقول ہے کہ مکہ کے رہنے والے اپنے آپ کو قریش سمجھتے اور نضر کی باقی اولاد کو قریش نہ جانتے۔ جب نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا نضر بن کنانہ کی اولاد بھی قریش میں ہے، اکثر علما کا یہی قول ہے۔ کہتے ہیں قریش ایک دریائی جانور کا نام ہے جو دریا کے دوسرے سب جانوروں کو کھا لیتا ہے۔ یہ ان سب کا سردار ہے اسی طرح قریش بھی عرب کے سب قبیلوں کے سردار تھے۔ اس لئے ان کا نام قریش ہوا۔ بعض نے کہا کہ جب قصی نے خزاعہ کے لوگوں کو حرم سے باہر کیا تو باقی لوگ سب ان کے پاس جمع ہوئے اس لئے ان کا نام قریش ہوا جو تقرش سے نکلا ہے جس کے معنی جمع ہونے کے ہیں۔ قریش کی وجہ تسمیہ سے متعلق کچھ اور بھی اقوال ہیں جن کو علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں بیان فرمایا ہے۔ مگر زیادہ مستند قول وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ دور حاضر میں ہندوستان میں قریش برادری نے اپنی عظیم تنظیم کے تحت مسلمانان ہند میں ایک بہترین مقام پیدا کر لیا ہے۔ جنوبی ہند میں یہ لوگ کافی تعداد میں آباد ہیں۔ شمالی ہند میں بھی کم نہیں ہیں۔ ان کے ڈیل ڈول حلیہ وغیرہ سے قریش عرب کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ جہاں تک تاریخی حقائق کا تعلق ہے قریش کے کچھ لوگ شروع زمانہ اسلام میں اسلامی قوتوں کے ساتھ ہندوستان آئے اور یہیں ان لوگوں نے اپنا وطن بنا لیا اور بیشتر نے یہاں کے حالات کے تحت حلال چوپایوں کا تجارتی دھندا اختیار کر لیا نیز ایسے ہی حلال جانوروں کا ذبیحہ کر کے ان کے گوشت کی تجارت کو اپنا لیا اسلامی نقطہ نظر سے یہ کوئی مذموم پیشہ نہ تھا بلکہ مسلمانان ہند کی ایک شدید ضرورت تھی جسے اللہ نے ان لوگوں کے ہاتھوں انجام دلایا اور الحمد للہ آج تک یہ لوگ اسی خدمت کے ساتھ ملک میں ملی حیثیت سے بہترین اسلامی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ (اللهم زد فزد آمین)۔

٣٥٠٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ،

(٣٥٠٠) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان

عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ ابْنِ مُطْعِمٍ يُحَدِّثُ أَنَّهُ بَلَغَ مُعَاوِيَةَ- وَهُوَ عِنْدَهُ فِيْ وَفْدٍ مِنْ قُرَيْشٍ- أَنَّ عَبْدَاللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَيَكُوْنُ مَلِكٌ مِنْ قَحْطَانَ، فَغَضِبَ مُعَاوِيَةُ، فَقَامَ فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّهُ بَلَغَنِيْ أَنَّ رِجَالاً مِنْكُمْ يَتَحَدَّثُوْنَ أَحَادِيْثَ لَيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللَّهِ، وَلَا تُؤْثَرُ عَنْ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ، فَأُولَئِكَ جُهَّالُكُمْ، فَإِيَّاكُمْ وَالْأَمَانِيَّ الَّتِيْ تُضِلُّ أَهْلَهَا، فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ فِيْ قُرَيْشٍ، لَا يُعَادِيْهِمْ أَحَدٌ إِلَّا كَبَّهُ اللَّهُ عَلَى وَجْهِهِ، مَا أَقَامُوا الدِّيْنَ)). [طرفه في: ٧١٣٩]

سے زہری نے بیان کیا کہ محمد بن جبیر بن مطعم بیان کرتے تھے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تک یہ بات پہنچی جب وہ قریش کی ایک جماعت میں تھے کہ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ عنقریب (قرب قیامت میں) بنی قحطان سے ایک حکمران اٹھے گا۔ یہ سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ غصے ہوگے۔ پھر آپ خطبہ دینے اٹھے اور اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق حمد وثنا کے بعد فرمایا، لوگو! مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض لوگ ایسی احادیث بیان کرتے ہیں جو نہ تو قرآن مجید میں موجود ہیں اور نہ رسول اللہ ﷺ سے منقول ہیں۔ دیکھو! تم میں سب سے جاہل یہی لوگ ہیں۔ ان سے اور ان کے خیالات سے بچتے رہو جن خیالات نے ان کو گمراہ کردیا ہے۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے یہ سنا ہے کہ ”یہ خلافت قریش میں رہے گی اور جو بھی ان سے دشمنی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو سرنگوں اوندھا کردے گا جب تک وہ (قریش) دین کو قائم رکھیں گے۔“

تشریح: قریش جب دین اور شریعت کو چھوڑ دیں گے تو ان میں سے خلافت بھی جاتی رہے گی۔ آپ نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ پانچ چھ سو برس تک خلافت بنوامیہ اور بنوعباسیہ میں قائم رہی جو قریشی تھے۔ جب انہوں نے شریعت پر چلنا چھوڑ دیا تو ان کی خلافت چھن گئی اور دوسرے لوگ بادشاہ بن گئے۔ جب سے آج تک پھر قریش کو خلافت اور سرداری نہیں ملی۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے جو حدیث روایت کی ہے وہ اس کے خلاف نہیں ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے قریب ایک قحطانی عرب کا بادشاہ ہوگا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔ ذی مخبر حبشی سے بھی مرفوعاً مروی ہے کہ حکومت قریش سے پہلے حمیر میں تھی اور پھر ان میں چلی جائے گی۔ اس کو احمد اور طبرانی نے نکالا ہے۔ قحطان یمن میں ایک مشہور قبیلہ ہے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو محمد بن جبیر والی حدیث کا علم نہ تھا، اس لئے انہیں شبہ ہوا اور ان سخت لفظوں میں اس پر نوٹس لیا مگر ان کا یہ نوٹس صحیح نہ تھا کیونکہ یہ حدیث صحیح ہے اور رسول اللہ ﷺ سے سند صحیح کے ساتھ ثابت ہے جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔

٣٥٠٤- حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سَعْدٍ؛ ح: وَقَالَ يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَبْدُالرَّحْمَنِ ابْنُ هُرْمُزَ الْأَعْرَجُ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((قُرَيْشٌ وَالْأَنْصَارُ وَجُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَأَسْلَمُ وَأَشْجَعُ وَغِفَارُ

(۳۵۰۴) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا اور ان سے سعد بن ابراہیم نے (دوسری سند) یعقوب بن ابراہیم نے کہا کہ ہمارے والد نے ہم سے بیان کیا اور ان سے ان کے والد نے، کہا مجھ سے عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج نے بیان کیا اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”قریش، انصار، جہینہ، مزینہ، اسلم، اشجع اور غفار ان سب قبیلوں کے لوگ میرے خیر خواہ ہیں اور ان کا بھی اللہ اور

مَوَالِيَّ لَيْسَ لَهُمْ مَوْلًى، دُوْنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ)). اس کے رسول کے سوا کوئی حمایتی نہیں ہے۔''

[طرفه في: ٣٥١٢] [مسلم: ٦٤٣٩]

نوٹ: احادیث کی ترتیب میں نسخہ ہندیہ کو اور ترقیم میں المعجم المفہرس کو مدنظر رکھا گیا ہے۔

تشریح: دوسری سند مذکورہ سے یہ حدیث نہیں ملی البتہ مسلم نے اس کو روایت کیا ہے یعقوب سے، انہوں نے ابن شہاب سے، انہوں نے صالح سے، انہوں نے اعرج سے۔

٣٥٠١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: **((لَا يَزَالُ هٰذَا الْأَمْرُ فِي قُرَيْشٍ، مَا بَقِيَ مِنْهُمُ اثْنَانِ))**.

(٣٥٠١) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے عاصم بن محمد نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا اور انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ خلافت اس وقت تک قریش کے ہاتھوں میں باقی رہے گی جب تک کہ ان میں دو آدمی بھی باقی رہیں۔''

[طرفه في: ٧١٤٠] [مسلم: ٤٧٠٤]

تشریح: امام نووی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس حدیث سے صاف نکلتا ہے کہ خلافت قریش سے خاص ہے اور قیامت تک سوا قریشی کے غیر قریشی سے خلافت کی بیعت کرنا درست نہیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں اس پر اجماع ہو چکا ہے اور اگر کسی زمانہ میں قریشی کے سوا اور کسی قوم کا شخص بادشاہ بن بیٹھا ہے تو اس نے قریشی خلیفہ سے اجازت لی ہے اور اس کا نائب بن کر رہا ہے۔ (وحیدی)

٣٥٠٢۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، قَالَ: مَشَيْتُ أَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَعْطَيْتَ بَنِي الْمُطَّلِبِ وَتَرَكْتَنَا، وَإِنَّمَا نَحْنُ وَهُمْ مِنْكَ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: **((إِنَّمَا بَنُوْ هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبِ شَيْءٌ وَاحِدٌ))**. [راجع: ٣١٤٠]

(٣٥٠٢) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے ابن مسیب نے اور ان سے جبیر بن مطعم نے بیان کیا کہ میں اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ دونوں مل کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! بنو مطلب کو تو آپ نے عطا فرمایا اور ہمیں (بنی امیہ کو) نظر انداز کر دیا حالانکہ آپ کے لئے ہم اور وہ ایک ہی درجے کے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا'' (یہ صحیح ہے) مگر بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک ہی ہیں۔''

٣٥٠٣۔ وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي أَبُو الْأَسْوَدِ، مُحَمَّدٌ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: ذَهَبَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ مَعَ أُنَاسٍ مِنْ بَنِي زُهْرَةَ إِلَى عَائِشَةَ، وَكَانَتْ أَرَقَّ شَيْءٍ لِقَرَابَتِهِمْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

(٣٥٠٣) اور لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے ابوالاسود محمد نے بیان کیا اور ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بنی زہرہ کے چند لوگوں کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بنی زہرہ کے ساتھ بہت اچھی طرح پیش آتی تھیں کیونکہ ان لوگوں کی رسول اللہ ﷺ سے قرابت تھی۔

[طرفه في: ٣٥٠٥، ٦٠٧٣]

تشریح: بنو امیہ اور بنو مطلب دونوں ایک ہی قبیلہ کی دو شاخیں ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ آمنہ کا تعلق بنی زہرہ سے ہے۔ آپ کا نسب نامہ

یہ ہے۔ آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ۔

٣٥٠٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الأَسْوَدِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: كَانَ عَبْدُاللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ أَحَبَّ الْبَشَرِ إِلَى عَائِشَةَ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ، وَكَانَ أَبَرَّ النَّاسِ بِهَا، وَكَانَتْ لَا تُمْسِكُ شَيْئًا مِمَّا جَاءَ هَا مِنْ رِزْقِ اللَّهِ إِلَّا تَصَدَّقَتْ. فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: يَنْبَغِي أَنْ يُؤْخَذَ عَلَى يَدَيْهَا. فَقَالَتْ: أَيُؤْخَذُ عَلَى يَدَيَّ؟ عَلَيَّ نَذْرٌ إِنْ كَلَّمْتُهُ فَاسْتَشْفَعَ إِلَيْهَا بِرِجَالٍ مِنْ قُرَيْشٍ، وَبِأَخْوَالِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ خَاصَّةً فَامْتَنَعَتْ، فَقَالَ لَهُ الزُّهْرِيُّونَ: أَخْوَالُ النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثَ وَالْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ، إِذَا اسْتَأْذَنَّا فَاقْتَحِمِ الْحِجَابَ. فَفَعَلَ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا بِعَشْرِ رِقَابٍ، فَأَعْتَقَتْهُمْ، ثُمَّ لَمْ تَزَلْ تُعْتِقُهُمْ حَتَّى بَلَغَتْ أَرْبَعِينَ. وَقَالَتْ: وَدِدْتُ أَنِّي جَعَلْتُ- حِينَ حَلَفْتُ- عَمَلًا أَعْمَلُهُ فَأَفْرُغَ مِنْهُ. [راجع: ٣٥٠٣]

(٣٥٠٥) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے، کہا کہ مجھ سے ابوالاسود نے، ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے عائشہ رضی اللہ عنہا کو سب سے زیادہ محبت تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عادت تھی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو رزق بھی ان کو ملتا وہ اسے صدقہ کر دیا کرتی تھیں۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے (کسی سے) کہا ام المؤمنین کو اس سے روکنا چاہئے (جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کی بات پہنچی) تو انہوں نے کہا، کیا اب میرے ہاتھوں کو روکا جائے گا۔ اب اگر میں نے عبداللہ سے بات کی تو مجھ پر نذر واجب ہے۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو راضی کرنے کے لئے) قریش کے چند لوگوں اور خاص طور سے رسول اللہ ﷺ کے نانہالی رشتہ داروں (بنوزہرہ) کو ان کی خدمت میں معافی کی سفارش کے لئے بھیجا لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پھر بھی نہ مانیں۔ اس پر بنوزہرہ نے جو رسول اللہ ﷺ کے ماموں ہوتے تھے اور ان میں عبداللہ بن اسود بن عبد یغوث اور مسور بن مخرمہ بھی تھے، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ جب ہم ان کی اجازت سے وہاں جا بیٹھیں تو تم ایک ہی دفعہ آن کر پردہ میں گھس جاؤ۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ (جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خوش ہو گئیں تو) انہوں نے ان کی خدمت میں دس غلام (آزاد کرانے کے لئے بطور کفارہ قسم) بھیجے اور ام المؤمنین نے انہیں آزاد کر دیا۔ پھر آپ برابر غلام آزاد کرتی رہیں، یہاں تک کہ چالیس غلام آزاد کر دیئے پھر انہوں نے کہا کاش میں نے جس وقت قسم کھائی تھی (منت مانی تھی) تو میں کوئی خاص بیان کر دیتی جس کو کر کے میں فارغ ہو جاتی۔

تشریح: یعنی صاف یوں نذر مانتی کہ ایک غلام آزاد کروں گی یا اتنے مسکینوں کو کھانا کھلاؤں گی تو دل میں تردد نہ رہتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مبہم منت مانی اور کوئی تفصیل بیان نہیں کی، اس لئے احتیاطاً چالیس غلام آزاد کئے۔ اس سے بعض علما نے دلیل لی ہے کہ مجہول نذر درست ہے مگر وہ اس میں ایک قسم کا کفارہ کافی سمجھتے ہیں۔ یہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بڑی بہن حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے بیٹے ہیں لیکن ان کی تعلیم و تربیت بچپن ہی سے ان کی سگی خالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کی تھی۔

بَابٌ: نَزَلَ الْقُرْآنُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ

باب: قرآن کا قریش کی زبان میں نازل ہونا

تشریح: یعنی قریش جو عربی مادری طور پر جس محاورہ اور جس لب ولہجہ کے ساتھ بولتے ہیں اسی طرز پر قرآن شریف نازل ہوا۔ یہ اس لئے بھی کہ خود رسول اللہ ﷺ عربی قریشی ہیں۔ لہٰذا ضروری ہوا کہ رسول اللہ ﷺ پر خود ان کی مادری زبان میں کلام الٰہی نازل کیا جائے تا کہ پہلے وہ خود اسے بخوبی سمجھیں پھر ساری دنیا کو احسن طریق پر سمجھا سکیں۔ ایسا ہی ہوا جیسا کہ حیات نبوی کو بطور شہادت پیش کیا جا سکتا ہے۔

٣٥٠٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ عُثْمَانَ، دَعَا زَيْدَ ابْنَ ثَابِتٍ وَعَبْدَاللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَنَسَخُوْهَا فِي الْمَصَاحِفِ، وَقَالَ عُثْمَانُ لِلرَّهْطِ الْقُرَشِيِّيْنَ الثَّلَاثَةِ إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِيْ شَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ، فَاكْتُبُوْهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ، فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوْا ذٰلِكَ. [طرفاه في: ٤٩٨٤، ٤٩٨٧]

[ترمذي: ٣١٠٤]

(٣٥٠٦) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت، عبداللہ بن زبیر، سعد بن عاص اور عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہم کو بلایا (اور ان کو قرآن مجید کی کتابت پر مقرر فرمایا۔ چنانچہ ان حضرات نے) قرآن مجید کو کئی مصحفوں میں نقل فرمایا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (ان چاروں میں سے) تین قریشی صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا تھا کہ جب آپ لوگوں کا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے (جو مدینہ منورہ کے رہنے والے تھے) قرآن کے کسی مقام پر (اس کے کسی محاورے میں) اختلاف ہو جائے تو اس کو قریش کے محاورے کے مطابق لکھنا۔ کیونکہ قرآن مجید قریش کے محاورہ میں نازل ہوا ہے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

تشریح: ہوا یہ کہ قرآن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے اتفاق سے جمع ہو چکا تھا، وہی قرآن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان کے پاس رہا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہی قرآن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے منگوا کر اس کی نقلیں مذکورہ بالا لوگوں سے لکھوائیں اور ایک ایک نقل عراق، مصر، شام اور ایران وغیرہ ملکوں میں روانہ کر دیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جو جامع قرآن کہتے ہیں وہ اسی وجہ سے کہ انہوں قرآن کی نقلیں صاف خطوں سے لکھوا کر ملکوں میں روانہ کیں، یہ نہیں کہ قرآن ان کے وقت میں جمع ہوا۔ قرآن نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ہی جمع ہو چکا تھا جو کچھ متفرق رہ گیا تھا وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں سب ایک جگہ جمع کر دیا گیا۔ یہاں باب کا مقصد قریش کی فضیلت بیان کرنا ہے کہ قرآن مجید ان کے محاورے کے مطابق نازل ہوا۔

بَابُ نِسْبَةِ الْيَمَنِ إِلَى إِسْمَاعِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

باب: یمن والوں کا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں ہونا

مِنْهُمْ أَسْلَمُ بْنُ أَفْصَى بْنِ حَارِثَةَ بْنِ عَمْرِو ابْنِ عَامِرٍ مِنْ خُزَاعَةَ.

قبیلہ خزاعہ کی شاخ بنو اسلم بن افصی بن حارثہ بن عمرو بن عامر اہل یمن میں سے ہیں۔

٣٥٠٧۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى قَوْمٍ مِنْ

(٣٥٠٧) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی عبید نے اور ان سے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ قبیلہ اسلم کے صحابہ کی طرف سے گزرے جو بازار میں تیر

أَسْلَمَ، يَتَنَاضَلُوْنَ بِالسُّوْقِ، فَقَالَ: ((ارْمُوْا بَنِيْ إِسْمَاعِيْلَ، فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا، وَأَنَا مَعَ بَنِيْ فُلَانٍ)). لِأَحَدِ الْفَرِيْقَيْنِ، فَأَمْسَكُوْا بِأَيْدِيْهِمْ قَالَ: فَقَالَ: ((مَا لَهُمْ)). قَالُوْا: وَكَيْفَ نَرْمِيْ وَ أَنْتَ مَعَ بَنِيْ فُلَانٍ. قَالَ: ((ارْمُوْا وَأَنَا مَعَكُمْ كُلِّكُمْ)). [راجع: ٢٨٩٩]

اندازی کر رہے تھے تو آپ نے فرمایا: ''اے اولاد اسماعیل! خوب تیراندازی کرو کہ تمہارے بابا اسماعیل علیہ السلام بھی تیرانداز تھے اور آپ نے فرمایا میں فلاں جماعت کے ساتھ ہوں۔'' یہ سن کر دوسری جماعت والوں نے ہاتھ روک لئے تو آپ نے دریافت فرمایا: ''کیا بات ہوئی؟'' انہوں عرض کیا کہ جب آپ دوسرے فریق کے ساتھ ہو گئے تو پھر ہم کیسے تیر اندازی کریں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''تم تیراندازی جاری رکھو۔ میں تم سب کے ساتھ ہوں۔''

تشریح: یہ تیراندازی کرنے والے باشندگان یمن سے تھے۔ رسول کریم ﷺ نے نسب کے لحاظ سے انہیں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرف منسوب فرمایا۔ اسی سے باب کا مطلب ثابت ہوا کہ اہل یمن اولاد اسماعیل علیہ السلام ہیں۔ اس حدیث کی رو سے آج کل بندوق کی نشانہ بازی اور دوسرے جدید اسلحہ کا استعمال سیکھنا مسلمانوں کے لئے اسی بشارت میں داخل ہے۔ مگر یہ فساد اور غارت گری اور بغاوت کے لئے نہ ہو۔ ﴿ان الله لا يحب المفسدين﴾۔

بَابٌ: [لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعَى لِغَيْرِ أَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُهُ إِلَّا كَفَرَ]

باب: جس شخص نے بھی جان بوجھ کر اپنے باپ کے سوا کسی اور کو اپنا باپ بنایا تو اس نے کفر کیا

٣٥٠٨۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ، قَالَ: قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ يَعْمَرَ، أَنَّ أَبَا الْأَسْوَدِ الدُّؤَلِيَّ، حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعَى لِغَيْرِ أَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُهُ إِلَّا كَفَرَ بِاللّٰهِ وَمَنِ ادَّعَى قَوْمًا لَيْسَ لَهُ فِيْهِمْ نَسَبٌ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)).

[طرفه في: ٦٠٤٥] [مسلم: ٢١٧]

(٣٥٠٨) ہم سے ابومعمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، ان سے حسین بن واقد نے، ان سے عبداللہ بن بریدہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے یحییٰ بن یعمر نے بیان کیا، ان سے ابوالاسود دیلی نے بیان کیا اور ان سے ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''جس شخص نے بھی جان بوجھ کر اپنے باپ کے سوا کسی اور کو اپنا باپ بنایا تو اس نے کفر کیا اور جس شخص نے بھی اپنا نسب کسی ایسی قوم سے ملایا جس سے اس کا کوئی (نسبی) تعلق نہیں ہے تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔''

تشریح: مراد وہ شخص ہے جو ایسا کرنا درست سمجھے یا یہ بطور تغلیظ کے ہے۔ یا کفر سے ناشکری مراد ہے۔ (والله اعلم)۔

٣٥٠٩۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَرِيْزٌ، حَدَّثَنِيْ عَبْدُالْوَاحِدِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ النَّصْرِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ وَاثِلَةَ بْنَ الْأَسْقَعِ، يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ

(٣٥٠٩) ہم سے علی بن عیاش نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبدالواحد بن عبداللہ نصری نے بیان کیا، کہا کہ میں نے واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بڑا بہتان اور سخت جھوٹ یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے

الْفِرَاءِ أَنْ يَدَّعِيَ الرَّجُلُ إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، أَوْ يُرِيَ عَيْنَهُ مَا لَمْ تَرَ، أَوْ تَقُوْلَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا لَمْ يَقُلْ)).

سوا کسی اور کو اپنا باپ کہے یا جو چیز اس نے خواب میں نہیں دیکھی، اس کے دیکھنے کا دعویٰ کرے۔ یا رسول اللہ ﷺ کی طرف ایسی حدیث منسوب کرے جو آپ نے نہ فرمائی ہو۔“

تشریح: جھوٹا خواب بیان کرنا بیداری میں جھوٹ بولنے سے بڑھ کر گناہ ہے۔ کیونکہ خواب نبوت کے حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ جھوٹا خواب بیان کرنے والا گویا اللہ پر بہتان لگاتا ہے۔ یہی حال جھوٹی حدیث بیان کرنے والے کا ہے، جو رسول اللہ ﷺ پر الزام لگاتا ہے۔ ایسا شخص اگر توبہ نہ کرے تو وہ زندہ دوزخی ہے۔ آج کل بہت سے لوگ شیخ، سید، پٹھان فرضی طور پر بن جاتے ہیں ان کو اس ارشاد نبوی ﷺ پر غور کرنا چاہیے کہ یہ کتنا بڑا گناہ ہے۔

٣٥١٠۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَبِي جَمْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ: قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ هَذَا الْحَيَّ مِنْ رَبِيْعَةَ قَدْ حَالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ، فَلَسْنَا نَخْلُصُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي كُلِّ شَهْرٍ حَرَامٍ، فَلَوْ أَمَرْتَنَا بِأَمْرٍ، نَأْخُذُهُ عَنْكَ، وَنُبَلِّغُهُ مَنْ وَرَائَنَا. قَالَ: ((آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ، وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعَةٍ الْإِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَشَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ، وَأَنْ تُؤَدُّوْا إِلَى اللّٰهِ خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ، وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ، وَالْحَنْتَمِ، وَالنَّقِيْرِ، وَالْمُزَفَّتِ)). [راجع: ٥٣]

(٣٥١٠) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد نے بیان کیا، ان سے ابوحمزہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا وہ کہتے تھے کہ قبیلہ عبدالقیس کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارا تعلق قبیلہ ربیعہ سے ہے اور ہمارے اور آپ کے درمیان (راستے میں) کفار مضر کا قبیلہ پڑتا ہے۔ اس لئے ہم آپ کی خدمت اقدس میں صرف حرمت کے مہینوں میں ہی حاضر ہو سکتے ہیں۔ مناسب ہوتا اگر آپ ہمیں ایسے احکام بتلا دیتے جن پر ہم خود بھی مضبوطی سے قائم رہیں اور جو لوگ ہمارے پیچھے رہ گئے ہیں انہیں بھی بتا دیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”میں تمہیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے روکتا ہوں۔ اول اللہ پر ایمان لانے کا۔ یعنی اس کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور نماز قائم کرنے کا اور زکوٰۃ ادا کرنے کا اور اس بات کا کہ جو کچھ بھی تمہیں مال غنیمت ملے اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کو (یعنی امام وقت کے بیت المال کو) ادا کرو اور میں تمہیں دباء، حنتم، نقیر اور مزفت (کے استعمال) سے منع کرتا ہوں۔“

تشریح: یہ حدیث کتاب الایمان میں گزر چکی ہے۔ اور اسی کتاب المناقب کے شروع میں اس حدیث کا کچھ حصہ اور اس کے الفاظ کے معانی و مطالب بھی آ چکے ہیں۔ باب کی مناسبت یہ ہے کہ آخر عرب کے لوگ یا تو ربیعہ کی شاخ ہیں یا مضر کی اور یہ دونوں حضرت اسماعیل کی اولاد ہیں۔ بعد میں یہ جملہ قبائل مسلمان ہو گئے تھے۔

٣٥١١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمُ ابْنُ عَبْدِاللّٰهِ، أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ:

(٣٥١١) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، ان سے سالم بن عبداللہ نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ منبر پر فرما رہے تھے:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: ((أَلَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هُنَا-يُشِيْرُ إِلَى الْمَشْرِقِ- مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ)).

[راجع: ٣١٠٤]

”آگاہ ہو جاؤ! اس طرف سے فساد پھوٹے گا۔ آپ نے مشرق کی طرف اشارہ کر کے یہ جملہ فرمایا، جدھر سے شیطان کا سینگ طلوع ہوتا ہے۔“

تشریح: شیطان طلوع آفتاب کے وقت اپنا سر اس پر رکھ دیتا ہے تاکہ آفتاب پرستوں کا سجدہ شیطان کے لئے ہو جائے۔ علما نے لکھا ہے یہ حدیث اشارہ ہے ترکوں کے فساد کا جو چنگیز خاں کے زمانے میں ہوا۔ انہوں نے مسلمانوں کو بہت تباہ کیا، بغداد کو لوٹا اور خلافت اسلامی کو برباد کر دیا۔ (وحیدی)

بَابُ ذِكْرِ أَسْلَمَ وَغِفَارَ وَمُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةَ وَأَشْجَعَ

باب: اسلم، مزینہ، جہینہ، غفار اور اشجع قبیلوں کا بیان

تشریح: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ پانچوں قبیلے عرب میں بڑے زور دار قبیلے تھے اور دوسرے قبائل سے پہلے ہی اسلام لائے۔ اس لئے نبی کریم ﷺ نے ان کو فضیلت عطا فرمائی۔ ایسے زور آور قبائل کے اسلام قبول کرنے سے عرب میں اشاعت اسلام کا دروازہ کھل گیا اور دوسرے چھوٹے قبائل خوشی خوشی اسلام قبول کرتے چلے گئے کیونکہ عوام اپنے بڑوں کے قدم بہ قدم چلنے والے ہوتے ہیں۔ سچ ہے ﴿يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ أَفْوَاجًا﴾ (١١٠/النصر:٢)۔

٣٥١٢- حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((قُرَيْشٌ وَالْأَنْصَارُ وَجُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَأَسْلَمُ وَغِفَارُ وَأَشْجَعُ مَوَالِيَّ، لَيْسَ لَهُمْ مَوْلًى دُوْنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ)). [راجع: ٣٥٠٤]

(٣٥١٢) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے سعد بن ابراہیم نے، ان سے عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”قریش، انصار، جہینہ، مزینہ، اسلم، غفار اور اشجع میرے خیرخواہ اور اللہ اور اس کے رسول کے سوا اور کوئی ان کا حمایتی نہیں۔“

تشریح: یہاں بہ سلسلہ تذکرہ قبیلہ آپ نے قریش کا ذکر مقدم فرمایا۔ اس سے بھی قریش کی برتری ثابت ہوتی ہے۔

٣٥١٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غُرَيْرٍ الزُّهْرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعٌ، أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ، أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ عَلَى الْمِنْبَرِ: ((غِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ، وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ، وَعُصَيَّةُ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ)). [مسلم: ٦٤٣٦]

(٣٥١٣) ہم سے محمد بن غریر زہری نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے صالح نے، ان سے نافع نے اور انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر فرمایا: ”قبیلہ غفار کی اللہ تعالیٰ نے مغفرت فرما دی اور قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ نے سلامت رکھا اور قبیلہ عصیہ نے اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔“

تشریح: قبیلہ غفار والے عہد جاہلیت میں حاجیوں کا مال چراتے، چوری کرتے۔ اسلام لانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کو معاف کر دیا اور قبیلہ عصیہ والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ سے عہد کر کے غداری کی اور بئر معونہ والوں کو شہید کر دیا۔ شہدا بئر معونہ کے حالات کسی دوسرے

مقام پر تفصیل سے مذکور ہو چکے ہیں۔

٣٥١٤ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللَّهُ، وَغِفَارُ غَفَرَ اللَّهُ لَهَا)). [مسلم: ٦٤٣٢]

(۳۵۱۴) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالوہاب ثقفی نے بیان کیا، انہیں ایوب نے، انہیں محمد نے، انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے بیان کیا: ”قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ نے سلامت رکھا اور قبیلہ غفار کی اللہ تعالیٰ نے مغفرت فرما دی۔“

٣٥١٥ـ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ جُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَأَسْلَمُ وَغِفَارُ خَيْرًا مِنْ بَنِي تَمِيمٍ وَمِنْ بَنِي أَسَدٍ، وَمِنْ بَنِي عَبْدِاللَّهِ ابْنِ غَطَفَانَ وَمِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ)). فَقَالَ رَجُلٌ: خَابُوا وَخَسِرُوا. فَقَالَ: ((هُمْ خَيْرٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ وَمِنْ بَنِي أَسَدٍ، وَمِنْ بَنِي عَبْدِاللَّهِ بْنِ غَطَفَانَ، وَمِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ)). [طرفاه في: ٣٥١٦، ٦٦٣٥]

(۳۵۱۵) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا (دوسری سند) امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا اور مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن مہدی نے بیان کیا، ان سے سفیان نے، ان سے عبدالملک بن عمیر نے، ان سے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نے اور ان سے ان کے والد ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بتاؤ کیا جہینہ، مزینہ اسلم اور غفار کے قبیلے بنی تمیم، بنی اسد، بنی عبداللہ بن غطفان اور بنی عامر بن صعصعہ کے مقابلے میں بہتر ہیں؟“ ایک شخص (اقرع بن حابس) نے کہا کہ وہ تو تباہ و برباد ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”ہاں یہ چاروں قبیلے بنو تمیم، بنو اسد، بنو عبداللہ بن غطفان اور بنو عامر بن صعصعہ کے قبیلوں سے بہتر ہیں۔“

[مسلم: ٦٤٤٤، ٦٤٤٨؛ ترمذي: ٣٩٥٢]

تشریح: جاہلیت کے زمانے میں جہینہ، مزینہ، اسلم اور غفار کے قبیلے بنو تمیم، بنی اسد، بنی عبداللہ، بنی غطفان اور بنی عامر بن صعصعہ وغیرہ قبیلوں سے کم درجہ کے سمجھے جاتے تھے۔ پھر جب اسلام آیا تو انہوں نے اسے قبول کرنے میں پیش قدمی کی، اس لئے شرف فضیلت میں بنو تمیم وغیرہ قبائل سے یہ لوگ بڑھ گئے۔

٣٥١٦ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَالرَّحْمَنِ ابْنَ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ، قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّمَا بَايَعَكَ سُرَّاقُ

(۳۵۱۶) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، ان سے محمد بن ابی یعقوب نے بیان کیا، انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے سنا، انہوں نے اپنے والد سے کہ اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ آپ سے ان لوگوں نے بیعت کی ہے کہ جو حاجیوں کا سامان چرایا کرتے تھے یعنی اسلم اور غفار اور مزینہ کے لوگ۔ محمد ابی یعقوب

الْحَجِيجِ مِنْ أَسْلَمَ وَغِفَارَ وَمُزَيْنَةَ -وَأَحْسِبُهُ وَجُهَيْنَةَ ابْنُ أَبِي يَعْقُوبَ شَكَّ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ أَسْلَمُ وَغِفَارُ وَمُزَيْنَةُ- وَأَحْسِبُهُ وَجُهَيْنَةُ- خَيْرًا مِنْ بَنِي تَمِيمٍ وَبَنِي عَامِرٍ وَأَسَدٍ وَغَطَفَانَ، خَابُوا وَخَسِرُوا)). قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنَّهُمْ لَأَخْيَرُ مِنْهُمْ)) [راجع: ٣٥١٥]

نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں عبدالرحمٰن نے جہینہ کا بھی ذکر کیا۔ شعبہ نے کہا کہ یہ شک محمد بن ابی یعقوب کو ہوا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بتلاؤ اسلم، غفار، مزینہ اور میں سمجھتا ہوں جہینہ کو بھی کہا یہ چاروں قبیلے بنی تمیم، بنی عامر اور اسد اور غطفان سے بہتر نہیں ہیں؟ کیا یہ (مؤخر الذکر) خراب اور برباد نہیں ہوئے؟'' اقرع نے کہا ہاں، آپ نے فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، یہ ان سے بہتر ہیں۔''

٣٥١٦- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ: ((أَسْلَمُ وَغِفَارُ وَشَيْءٌ مِنْ مُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةَ- أَوْ قَالَ: شَيْءٌ مِنْ جُهَيْنَةَ أَوْ مُزَيْنَةَ- خَيْرٌ عِنْدَ اللَّهِ- أَوْ قَالَ: يَوْمَ الْقِيَامَةِ- مِنْ أَسَدٍ وَتَمِيمٍ وَهَوَازِنَ وَغَطْفَانَ)).

[طرفه في: ٣٥٢٣] [مسلم: ٦٤٤١]

(۳۵۱۶) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے محمد نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''قبیلہ اسلم، غفار اور مزینہ اور جہینہ کے کچھ لوگ یا انہوں نے بیان کیا کہ مزینہ کے کچھ لوگ یا (بیان کیا کہ) جہینہ کے کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یا بیان کیا کہ قیامت کے دن قبیلہ اسد، تمیم، ہوازن اور غطفان سے بہتر ہوں گے۔''

بَابُ ذِكْرِ قَحْطَانَ

باب: ایک قحطانی آدمی کا تذکرہ

٣٥١٧- حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ ثَوْرِ ابْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِنْ قَحْطَانَ يَسُوقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ)). [طرفه في: ٧١١٧] [مسلم: ٧٣٠٨]

(۳۵۱۷) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، ان سے ثور بن زید نے، ان سے ابوالغیث نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ قبیلہ قحطان میں ایک ایسا شخص پیدا نہیں ہوگا جو لوگوں پر اپنی لاٹھی کے زور سے حکومت کرے گا۔''

تشریح: اس قحطانی شخص کا نام صحیح مسلم کی روایت میں جہجاہ مذکور ہوا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ قحطانی حضرت امام مہدی کے بعد نکلے گا اور ان ہی کے قدم بہ قدم چلے گا جیسے کہ ابونعیم نے فتن میں روایت کیا ہے۔ (وحیدی)

بَابُ مَا يُنْهَى عَنْهُ مِنْ دَعْوَةِ الْجَاهِلِيَّةِ

باب: جاہلیت کی سی باتیں کرنا منع ہے

٣٥١٨ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَخْلَدُ ابْنُ يَزِيْدَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ: غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ ثَابَ مَعَهُ نَاسٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ حَتَّى كَثُرُوْا، وَكَانَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلٌ لَعَّابٌ فَكَسَعَ أَنْصَارِيًّا، فَغَضِبَ الْأَنْصَارِيُّ غَضَبًا شَدِيْدًا، حَتَّى تَدَاعَوْا، وَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: يَا لَلْأَنْصَارِ. وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ: يَا لَلْمُهَاجِرِيْنَ. فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((مَا بَالُ دَعْوَى أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ؟)) ثُمَّ قَالَ: ((مَا شَأْنُهُمْ؟)) فَأُخْبِرَ بِكَسْعَةِ الْمُهَاجِرِيِّ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((دَعُوْهَا فَإِنَّهَا خَبِيْثَةٌ)). وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ: أَقَدْ تَدَاعَوْا عَلَيْنَا، لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ. فَقَالَ عُمَرُ: أَلَا نَقْتُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَذَا الْخَبِيْثَ يَعْنِيْ عَبْدَ اللّٰهِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّهُ كَانَ يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ)). [طرفاه في: ٤٩٠٥، ٤٩٠٧]

(۳۵۱۸) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو مخلد بن یزید نے خبر دی، کہا ہمیں ابن جریج نے خبر دی، کہا کہ مجھے عمرو بن دینار نے خبر دی اور انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ جہاد میں شریک تھے۔ مہاجرین بڑی تعداد میں آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ وجہ یہ ہوئی کہ مہاجرین میں ایک صاحب تھے بڑے دل لگی کرنے والے، انہوں نے ایک انصاری کے سرین پر ضرب لگائی۔ انصاری بہت سخت غصہ ہوا۔ اس نے اپنی برادری والوں کو مدد کے لئے پکارا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ ان لوگوں نے یعنی انصاری نے کہا، اے قبائل انصار! مدد کو پہنچو! اور مہاجر نے کہا، اے مہاجرین! مدد کو پہنچو! یہ غل سن کر نبی کریم ﷺ (خیمہ سے) باہر تشریف لائے اور فرمایا: ''کیا بات ہے؟ یہ جاہلیت کی پکار کیسی ہے؟'' آپ کے صورت حال دریافت کرنے پر مہاجر صحابی کے انصاری صحابی کو مار دینے کا واقعہ بیان کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''ایسی جاہلیت کی ناپاک باتیں چھوڑ دو'' اور عبداللہ بن ابی ابن سلول (منافق) نے کہا کہ یہ مہاجرین اب ہمارے خلاف اپنی قوم والوں کو دہائی دینے لگے۔ مدینہ پہنچ کر ہم سمجھ لیں گے۔ عزت دار ذلیل کو یقیناً نکال باہر کر دے گا۔ حضرت عمر نے اجازت چاہی یا رسول اللہ! ہم اس ناپاک پلید عبداللہ بن ابی کو قتل کیوں نہ کر دیں؟ لیکن آپ نے فرمایا: ''ایسا نہ ہونا چاہئے کہ لوگ کہیں کہ محمد (ﷺ) اپنے لوگوں کو قتل کر دیا کرتے ہیں۔''

تشریح: گو عبداللہ بن ابی مردود منافق تھا مگر ظاہر میں مسلمانوں میں شریک رہتا۔ اس لئے آپ کو یہ خیال ہوا کہ اس کے قتل سے ظاہر بین لوگ جو اصل حقیقت سے واقف نہیں ہیں یہ کہنے لگیں گے کہ پیغمبر صاحب اپنے ہی لوگوں کو قتل کر رہے ہیں اور جب یہ مشہور ہو جائیگا تو دوسرے لوگ اسلام قبول کرنے میں تامل کریں گے۔ اسی منافق اور اس کے حواریوں سے متعلق قرآن پاک میں سورہ منافقون نازل ہوئی جس میں اس مردود کا یہ قول بھی منقول ہے کہ مدینہ پہنچ کر عزت والا ذلیل لوگوں (یعنی مکہ کے مہاجر مسلمانوں) کو نکال دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے خود اسی کو ہلاک کر کے تباہ کر دیا اور مسلمان بفضلہ تعالیٰ فاتح مدینہ قرار پائے۔ اس واقعہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مصلحت اندیشی بھی ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے:

دوروغ مصلحت آمیزبه ازراستی فتنه انگیز

٣٥١٩ـ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ

(۳۵۱۹) ہم سے ثابت بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے عبداللہ بن مرہ نے، ان سے مسروق

مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَعَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ، وَشَقَّ الْجُيُوْبَ، وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ)). [راجع: ١٢٩٤]

نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود ؓ نے نبی کریم ﷺ سے۔ اور سفیان نے زبیر سے، انہوں نے ابراہیم سے، انہوں نے مسروق سے اور انہوں نے حضرت عبداللہ ؓ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو (نوحہ کرتے ہوئے) اپنے رخسار پیٹے، گریبان پھاڑ ڈالے اور جاہلیت کی پکار پکارے۔''

تشریح: اگر ان کاموں کو درست جان کر کرتا ہے تو وہ اسلام سے خارج ہے ورنہ یہ تغلیظ کے طور پر فرمایا کہ وہ مسلمانوں کی روش پر نہیں ہے۔

بَابُ قِصَّةِ خُزَاعَةَ

باب: قبیلہ خزاعہ کا بیان

تشریح: خزاعہ عرب کا ایک مشہور قبیلہ ہے۔ ان کے نسب میں اختلاف ہے مگر اس پر اتفاق ہے کہ وہ عمرو بن لحی کی اولاد ہیں۔ ان کا چچا اسلم تھا جو قبیلہ اسلم کا جد اعلیٰ ہے۔ ابن اسحاق کی روایت میں یوں ہے اسی نے بتوں کو نصب کیا۔ سائبہ چھوڑوایا، بحیرہ اور وصیلہ اور حام نکالا۔ کہتے ہیں کہ یہ عمرو بن لحی شام کے ملک میں گیا۔ وہاں کے بت پرستوں سے ایک بت مانگ لایا اور اسے کعبہ میں لا کر کھڑا کیا، اسی کا نام ہبل تھا اور ایک شخص اساف نامی نے نائلہ نامی ایک عورت سے خاص کعبہ میں زنا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو پتھر کر دیا۔ عمرو بن لحی نے ان کو لے کر کعبہ میں کھڑا کر دیا۔ جو لوگ کعبہ کا طواف کرتے وہ اساف کے بوسے سے شروع کرتے اور نائلہ کے بوسے پر ختم کرتے، بعض کہتے ہیں، ایک شیطان جن ابو ثمامہ نامی عمرو بن لحی کا رفیق تھا، اس نے عمرو بن لحی سے کہا کہ جدہ میں جاؤ وہاں سے بت اٹھا لاؤ اور لوگوں سے کہو کہ وہ ان کی پوجا کیا کریں وہ جدہ گیا۔ وہاں ان بتوں کو پایا جو حضرت ادریس اور حضرت نوح ؑ کے زمانے میں پوجے جاتے تھے یعنی وڈ اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نصر ان کو مکہ اٹھا لایا۔ لوگوں سے کہا ان کی پوجا کرو۔ اس طرح عرب میں بت پرستی جاری ہوئی۔ اللہ کی مار اس بے وقوف پر آپ بھی آفت میں پڑا اور قیامت تک ہزارہا لوگوں کو آفت میں پھنسایا۔ اگر نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی عرب میں ظہور نہ کرتی تو عرب ابھی تک بت پرستی میں گرفتار رہتے۔ (وحیدی)

اسلامی دور میں شروع سے اب تک حجاز مقدس بت پرستی سے پاک رہا ہے۔ مگر کچھ عرصہ قبل حجاز خصوصاً حرمین شریفین میں قبور بزرگان کی پرستش کا سلسلہ جاری تھا وہاں کے بہت سے معلم لوگ حاجیوں کو زیارت کے بہانے سے محض اپنے مفاد کے لئے قبروں پر لے جاتے اور وہاں نذر و نیاز کا سلسلہ جاری ہوتا۔ الحمدللہ آج سعودی حکومت نے حرمین شریفین کو اس قسم کی جملہ شرکیہ خرافات اور بدعات سے پاک کر کے وہاں خالص توحید کی بنیاد پر اسلام کو استحکام بخشا ہے۔ اللهم ايده بنصرك العزيز آمين۔

٣٥٢٠۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ، عَنْ أَبِي حَصِيْنٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((عَمْرُو بْنُ لُحَيِّ بْنِ قَمَعَةَ بْنِ خِنْدِفَ أَبُوْ خُزَاعَةَ)).

(٣٥٢٠) مجھ سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن آدم نے بیان کیا، کہا ہم کو اسرائیل نے خبر دی، انہیں ابو حصین نے، انہیں ابو صالح نے اور انہیں ابو ہریرہ ؓ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عمرو بن لحی بن قمعہ بن خندف قبیلہ خزاعہ کا باپ تھا۔''

٣٥٢١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ

(٣٥٢١) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہوں نے سعید بن مسیب سے سنا، انہوں نے

سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، قَالَ: الْبَحِيْرَةُ الَّتِيْ يُمْنَعُ دَرُّهَا لِلطَّوَاغِيْتِ وَلَا يَحْلُبُهَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ، وَالسَّائِبَةُ الَّتِيْ كَانُوْا يُسَيِّبُوْنَهَا لِآلِهَتِهِمْ فَلَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا شَيْءٌ. قَالَ: وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرٍ الْخُزَاعِيَّ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ، وَكَانَ أَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ)).

بیان کیا کہ بحیرہ وہ اونٹنی جس کے دودھ کی ممانعت ہوتی تھی کیونکہ وہ بتوں کے لئے وقف ہوتی تھی۔ اس لئے کوئی بھی شخص اس کا دودھ نہیں دوہتا تھا اور سائبہ اسے کہتے جس کو وہ اپنے معبودوں کے لئے چھوڑ دیتے اور ان پر کوئی بوجھ نہ لادتا اور نہ کوئی سواری کرتا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا کہ جہنم میں وہ اپنی انتڑیاں گھسیٹ رہا تھا اور یہی عمرو وہ پہلا شخص ہے جس نے سائبہ کی رسم نکالی۔“

[طرفه في: ٤٦٢٣]

تشریح: جاہل مسلمانوں میں ایسی بدرسمیں آج بھی مروج ہیں کہ اپنے نام نہاد پیروں اور مرشدوں کے نام پر جانور چھوڑ دیتے ہیں جیسے خواجہ کا بکرا۔ بڑے پیر کے نام کی دیگ۔ پھر ان کے لئے ایسے ہی خاص رسوم مروج ہیں کہ ان کو فلاں کھائے اور فلاں نہ کھائے۔ یہ سب جہالت اور ضلالت کی باتیں ہیں۔ اللہ پاک ایسے نام نہاد مسلمانوں کو نیک سمجھ عطا کرے کہ وہ کفار کی اس تقلید سے باز آئیں۔

[بَابُ] قِصَّةِ إِسْلَامِ أَبِيْ ذَرٍّ.

باب: ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا بیان

بَابُ قِصَّةِ زَمْزَمَ

باب: زمزم کا واقعہ

تشریح: بعض نسخوں میں یوں ہے باب قصة اسلام ابی ذر الغفاری اور یہی مناسب ہے کیونکہ ساری حدیث میں ان کے مسلمان ہونے کا قصہ مذکور ہے۔ چونکہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ مکہ میں ایک عرصہ تک صرف زمزم کے پانی پر گزارہ کرتے رہے اور اس مبارک پانی نے ان کو طعام و شراب دونوں کا کام دیا۔ اس اہمیت کے پیش نظر باب قصة زمزم کا باب منعقد کیا گیا۔ درحقیقت زمزم کے پانی پر اس طرح گزارہ کرنا بھی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی زندگی کا ایک اہم ترین واقعہ ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ وہ اس طرح مسلسل زمزم پینے سے خوب موٹے تازے ہو گئے تھے۔ فی الواقع اللہ تعالیٰ نے اس مقدس پانی میں یہی تاثیر رکھی ہے۔ راقم الحروف نے اپنے تینوں حج کے مواقع پر بارہا اس کا تجربہ کیا ہے کہ علی الصباح اس پانی کو تازہ بہ تازہ خوب شکم سیر ہو کر پیا اور دن بھر طبیعت کو سکون اور فرحت حاصل رہی اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو یہ موقع نصیب کرے۔ دور حاضر میں حکومت سعودیہ نے چاہ زمزم پر ایسے ایسے بہترین انتظام کر دیئے ہیں کہ ہر حاجی مرد ہو یا عورت جب جی چاہے بہ آسانی تازہ پانی پی سکتا ہے۔ فی الواقع یہ حکومت ایسی مثالی حکومت ہے جس کے لئے جس قدر دعائیں کی جائیں کم ہیں۔ اللہ پاک اس سعودی حکومت کو مزید استحکام اور ترقی عطا فرمائے۔ آمین

٣٥٢٢۔ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ قُتَيْبَةَ سَالِمُ بْنُ قُتَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِيْ مُثَنَّى ابْنُ سَعِيْدٍ الْقَصِيْرُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ جَمْرَةَ، قَالَ: قَالَ لَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِإِسْلَامِ أَبِيْ ذَرٍّ؟ قَالَ: قُلْنَا: بَلَى. قَالَ: قَالَ أَبُوْ ذَرٍّ: كُنْتُ رَجُلًا مِنْ غِفَارٍ، فَبَلَغَنَا أَنَّ رَجُلًا قَدْ

(٣٥٢٢) ہم سے زید بن اخزم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوقتیبہ سالم بن قتیبہ نے بیان کیا، ان سے مثنیٰ بن سعید قصیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابو جمرہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کیا میں ابوذر رضی اللہ عنہ کے اسلام کا واقعہ تمہیں سناؤں؟ ہم نے عرض کیا ضرور سنایئے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے بتلایا، میرا تعلق غفار سے تھا، ہمارے یہاں یہ خبر پہنچی تھی کہ مکہ میں ایک شخص پیدا ہوئے ہیں جن کا دعویٰ ہے کہ وہ

خَرَجَ بِمَكَّةَ، يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، فَقُلْتُ لِأَخِي: انْطَلِقْ إِلَى هَذَا الرَّجُلِ وَكَلِّمْهُ وَأْتِنِي بِخَبَرِهِ. فَانْطَلَقَ فَلَقِيَهُ ثُمَّ رَجَعَ فَقُلْتُ: مَا عِنْدَكَ؟ فَقَالَ: وَاللَّهِ! لَقَدْ رَأَيْتُ رَجُلًا يَأْمُرُ بِالْخَيْرِ وَيَنْهَى عَنِ الشَّرِّ. فَقُلْتُ لَهُ: لَمْ تَشْفِنِي مِنَ الْخَبَرِ. فَأَخَذْتُ جِرَابًا وَعَصًا، ثُمَّ أَقْبَلْتُ إِلَى مَكَّةَ فَجَعَلْتُ لَا أَعْرِفُهُ، وَأَكْرَهُ أَنْ أَسْأَلَ عَنْهُ، وَأَشْرَبُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ وَأَكُونُ فِي الْمَسْجِدِ. قَالَ: فَمَرَّ بِي عَلِيٌّ فَقَالَ: كَأَنَّ الرَّجُلَ غَرِيبٌ. قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ. فَقَالَ: فَانْطَلِقْ إِلَى الْمَنْزِلِ. قَالَ: فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ لَا يَسْأَلُنِي عَنْ شَيْءٍ، وَلَا أُخْبِرُهُ، فَلَمَّا أَصْبَحْتُ غَدَوْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ لِأَسْأَلَ عَنْهُ، وَلَيْسَ أَحَدٌ يُخْبِرُنِي عَنْهُ بِشَيْءٍ. قَالَ: فَمَرَّ بِي عَلِيٌّ فَقَالَ: أَمَا نَالَ لِلرَّجُلِ يَعْرِفُ مَنْزِلَهُ بَعْدُ قَالَ: قُلْتُ: لَا. قَالَ: فَانْطَلِقْ مَعِي. قَالَ: فَقَالَ: مَا أَمْرُكَ وَمَا أَقْدَمَكَ هَذِهِ الْبَلْدَةَ قَالَ: قُلْتُ لَهُ: إِنْ كَتَمْتَ عَلَيَّ أَخْبَرْتُكَ. قَالَ: فَإِنِّي أَفْعَلُ. قَالَ: قُلْتُ لَهُ: بَلَغَنَا أَنَّهُ قَدْ خَرَجَ هَاهُنَا رَجُلٌ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، فَأَرْسَلْتُ أَخِي لِيُكَلِّمَهُ فَرَجَعَ وَلَمْ يَشْفِنِي مِنَ الْخَبَرِ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَلْقَاهُ. فَقَالَ لَهُ: أَمَا إِنَّكَ قَدْ رَشَدْتَ، هَذَا وَجْهِي إِلَيْهِ، فَاتَّبِعْنِي، أُدْخُلْ حَيْثُ أَدْخُلُ، فَإِنِّي أَنْ رَأَيْتُ أَحَدًا أَخَافُهُ عَلَيْكَ، قُمْتُ إِلَى الْحَائِطِ، كَأَنِّي أُصْلِحُ نَعْلِي، وَامْضِ أَنْتَ، فَمَضَى وَمَضَيْتُ مَعَهُ، حَتَّى دَخَلَ وَدَخَلْتُ مَعَهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ

نبی ہیں (پہلے تو) میں نے اپنے بھائی سے کہا کہ اس شخص کے پاس مکہ جا، اس سے گفتگو کر اور پھر اس کے سارے حالات آ کر مجھے بتا۔ چنانچہ میرے بھائی خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے اور آنحضرت ﷺ سے ملاقات کی اور واپس آ گئے۔ میں نے پوچھا کہ کیا خبر لائے؟ انہوں نے کہا، اللہ کی قسم! میں نے ایسے شخص کو دیکھا ہے جو اچھے کاموں کے لئے کہتا ہے اور برے کاموں سے منع کرتا ہے۔ میں نے کہا کہ تمہاری باتوں سے میری تشفی نہیں ہوئی۔ اب میں نے توشے کا تھیلا اور چھڑی اٹھائی اور مکہ آ گیا۔ وہاں میں کسی کو پہچانتا نہیں تھا اور آپ کے متعلق کسی سے پوچھتے ہوئے بھی ڈر لگتا تھا۔ میں (صرف) زمزم کا پانی پی لیا کرتا تھا اور مسجد حرام میں ٹھہرا ہوا تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ علی ؓ میرے سامنے سے گزرے اور بولے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس شہر میں مسافر ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے کہا جی ہاں۔ بیان کیا کہ تو پھر میرے گھر چلو۔ پھر وہ مجھے اپنے گھر ساتھ لے گئے۔ بیان کیا کہ میں آپ کے ساتھ ساتھ گیا۔ نہ انہوں نے کوئی بات پوچھی اور نہ میں نے کچھ کہا۔ صبح ہوئی تو میں مسجد حرام میں آ گیا تا کہ آنحضرت ﷺ کے بارے میں کسی سے پوچھوں لیکن آپ کے بارے میں کوئی بتانے والا نہیں تھا۔ بیان کیا کہ پھر حضرت علی ؓ میرے سامنے سے گزرے اور بولے کہ کیا ابھی تک آپ اپنے ٹھکانے کو نہیں پا سکے ہیں؟ بیان کیا، میں نے کہا کہ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ اچھا پھر میرے ساتھ آیئے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر حضرت علی ؓ نے پوچھا، آپ کا مطلب کیا ہے۔ آپ اس شہر میں کیوں آئے ہیں؟ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے کہا، آپ اگر ظاہر نہ کریں تو میں آپ کو اپنے معاملے کے بارے میں بتاؤں۔ انہوں نے کہا کہ میں ایسا ہی کروں گا۔ تب میں نے ان سے کہا، ہمیں معلوم ہوا ہے کہ یہاں کوئی شخص پیدا ہوئے ہیں جو نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ میں نے پہلے اپنے بھائی کو ان سے بات کرنے کے لئے بھیجا تھا لیکن جب وہ واپس ہوئے تو انہوں نے مجھے کوئی تشفی بخش اطلاعات نہیں دیں۔ اس لئے میں اس ارادہ سے آیا ہوں کہ ان سے خود ملاقات کروں۔ علی ؓ نے کہا کہ آپ نے اچھا راستہ پایا کہ مجھ سے مل گئے، میں

فَقُلْتُ لَهُ: أَعْرِضْ عَلَيَّ الْإِسْلَامَ. فَعَرَضَهُ فَأَسْلَمْتُ مَكَانِيْ، فَقَالَ لِيْ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ! اكْتُمْ هَذَا الْأَمْرَ، وَارْجِعْ إِلَى بَلَدِكَ، فَإِذَا بَلَغَكَ ظُهُوْرُنَا فَأَقْبِلْ)). فَقُلْتُ: وَالَّذِيْ! بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَأَصْرُخَنَّ بِهَا بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ. فَجَاءَ إِلَى الْمَسْجِدِ، وَقُرَيْشٌ فِيْهِ. فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! إِنِّيْ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ. فَقَالُوْا: قُوْمُوْا إِلَى هَذَا الصَّابِئِ. فَقَامُوْا فَضُرِبْتُ لِأَمُوْتَ فَأَدْرَكَنِي الْعَبَّاسُ، فَأَكَبَّ عَلَيَّ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ: وَيْلَكُمْ تَقْتُلُوْنَ رَجُلًا مِنْ غِفَارٍ، وَمَتْجَرُكُمْ وَمَمَرُّكُمْ عَلَى غِفَارٍ؟ فَأَقْلَعُوْا عَنِّيْ، فَلَمَّا أَنْ أَصْبَحْتُ الْغَدَ رَجَعْتُ فَقُلْتُ: مِثْلَ مَا قُلْتُ بِالْأَمْسِ، فَقَالُوْا: قُوْمُوْا إِلَى هَذَا الصَّابِئِ. فَصُنِعَ مِثْلَ مَا صُنِعَ بِالْأَمْسِ وَأَدْرَكَنِي الْعَبَّاسُ فَأَكَبَّ عَلَيَّ، وَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ بِالْأَمْسِ. قَالَ: فَكَانَ هَذَا أَوَّلَ إِسْلَامِ أَبِيْ ذَرٍّ. [طرفه في: ٣٨٦١] [مسلم: ٦٣٦٢]

انہی کے پاس جا رہا ہوں۔ آپ میرے پیچھے پیچھے چلیں، جہاں میں داخل ہوں آپ بھی داخل ہو جائیں۔ اگر میں کسی ایسے آدمی کو دیکھوں گا جس سے آپ کے بارے میں مجھے خطرہ ہو گا تو میں کسی دیوار کے پاس کھڑا ہو جاؤں گا، گویا کہ میں اپنا جوتا ٹھیک کر رہا ہوں، اس وقت آپ آگے بڑھ جائیں چنانچہ وہ چلے اور میں بھی ان کے پیچھے ہو لیا اور آخر میں وہ ایک مکان کے اندر گئے اور میں بھی ان کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اندر داخل ہو گیا۔ میں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ اسلام کے اصول و ارکان مجھے سمجھا دیجئے۔ آپ نے میرے سامنے ان کی وضاحت فرمائی اور میں مسلمان ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا: ''اے ابوذر! اس معاملے کو ابھی پوشیدہ رکھنا اور اپنے شہر کو چلے جانا۔ پھر جب تمہیں ہمارے غلبہ کا حال معلوم ہو جائے تب یہاں دوبارہ آنا۔'' میں نے عرض کیا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میں تو ان سب کے سامنے اسلام کے کلمہ کا اعلان کروں گا۔ چنانچہ وہ مسجد حرام میں آئے۔ قریش کے لوگ وہاں موجود تھے اور کہا، اے قریش کی جماعت! (سنو) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ قریشیوں نے کہا کہ اس بددین کی خبر لو۔ چنانچہ وہ میری طرف لپکے اور مجھے اتنا مارا کہ میں مرنے کے قریب ہو گیا۔ اتنے میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ آ گئے اور مجھ پر گر کر مجھے اپنے جسم سے چھپا لیا اور قریشیوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا، ارے نادانو! قبیلہ غفار کے آدمی کو قتل کرتے ہو۔ غفار سے تو تمہاری تجارت بھی ہے اور تمہارے قافلے بھی اس طرف سے گزرتے ہیں۔ اس پر انہوں نے مجھے چھوڑ دیا۔ پھر جب دوسری صبح ہوئی تو پھر میں مسجد حرام میں آیا اور جو کچھ میں نے کل پکارا تھا اسی کو پھر دہرایا۔ قریشیوں نے پھر کہا، پکڑو اس بددین کو۔ جو کچھ انہوں نے میرے ساتھ کل کیا تھا وہی آج بھی کیا۔ اتفاق سے پھر عباس بن عبدالمطلب آ گئے اور مجھ پر گر گئے مجھے اپنے جسم سے انہوں نے چھپا لیا اور جیسا انہوں نے قریشیوں سے کل کہا تھا ویسا ہی آج بھی کہا۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کی ابتدا اس

طرح سے ہوئی تھی۔

تشریح: قریش کے لوگ ہر سال تجارت اور سوداگری کے لئے ملک شام کو جایا کرتے تھے اور راستہ میں مکہ اور مدینہ کے درمیان غفار کی قوم پڑتی تھی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان کو ڈرایا کہ اگر اس کو مار ڈالو گے تو ساری غفار کی قوم برہم ہو جائے گی اور ہماری سوداگری اور آمد و رفت میں خلل ہو جائے گا۔

٣٥٢٢م۔ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى عَنْ أَبِيْ جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا بَلَغَ أَبَا ذَرٍّ مَبْعَثُ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لِأَخِيْهِ: ارْكَبْ إِلَى هَذَا الْوَادِيْ فَاعْلَمْ لِيْ عِلْمَ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ يَأْتِيْهِ الْخَبَرُ مِنَ السَّمَاءِ، وَاسْمَعْ مِنْ قَوْلِهِ ثُمَّ ائْتِنِيْ. فَانْطَلَقَ الْأَخُ حَتَّى قَدِمَهُ وَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى أَبِيْ ذَرٍّ فَقَالَ لَهُ: رَأَيْتُهُ يَأْمُرُ بِمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ، وَكَلَامًا مَا هُوَ بِالشِّعْرِ. فَقَالَ: مَا شَفَيْتَنِيْ مِمَّا أَرَدْتُ. فَتَزَوَّدَ وَحَمَلَ شَنَّةً لَهُ فِيْهَا مَاءٌ حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ، فَأَتَى الْمَسْجِدَ. فَالْتَمَسَ النَّبِيَّ ﷺ لَا يَعْرِفُهُ، وَكَرِهَ أَنْ يَسْأَلَ عَنْهُ، حَتَّى أَدْرَكَهُ بَعْضُ اللَّيْلِ اضْطَجَعَ فَرَآهُ عَلِيٌّ، فَعَرَفَ أَنَّهُ غَرِيْبٌ، فَلَمَّا رَآهُ تَبِعَهُ، فَلَمْ يَسْأَلْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أَصْبَحَ، ثُمَّ احْتَمَلَ قُرْبَتَهُ وَزَادَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ، وَظَلَّ ذَلِكَ الْيَوْمَ، وَلَا يَرَاهُ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى أَمْسَى فَعَادَ إِلَى مَضْجَعِهِ، فَمَرَّ بِهِ عَلِيٌّ فَقَالَ: أَمَا نَالَ لِلرَّجُلِ أَنْ يَعْلَمَ مَنْزِلَهُ؟ فَأَقَامَهُ، فَذَهَبَ بِهِ مَعَهُ، لَا يَسْأَلُ وَاحِدٌ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ، حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ الثَّالِثِ فَعَادَ عَلِيٌّ مِثْلَ ذَلِكَ، فَأَقَامَ

(٣٥٢٢) مجھ سے عمرو بن عباس نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن مہدی نے، کہا ہم سے مثنیٰ نے، ان سے ابو جمرہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب ابوذر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے بارے میں معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے بھائی انیس سے کہا مکہ جانے کے لئے سواری تیار کر اور اس شخص کے متعلق جو نبی ہونے کا مدعی ہے اور کہتا ہے کہ اس کے پاس آسمان سے خبر آتی ہے، میرے لئے خبریں حاصل کر کے لا۔ اس کی باتوں کو خود غور سے سننا اور پھر میرے پاس آنا۔ ان کے بھائی وہاں سے چلے اور مکہ حاضر ہو کر آنحضرت ﷺ کی باتیں خود سنیں پھر واپس ہو کر انہوں نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ میں نے انہیں خود دیکھا ہے، وہ اچھے اخلاق کا لوگوں کو حکم کرتے ہیں اور میں نے ان سے جو کلام سنا وہ شعر نہیں ہے۔ اس پر ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا جس مقصد کے لئے میں نے تمہیں بھیجا تھا مجھے اس پر پوری طرح تشفی نہیں ہوئی، آخر انہوں نے خود توشہ باندھا، پانی سے بھرا ایک پرانا مشکیزہ ساتھ لیا اور مکہ آئے، مسجد الحرام میں حاضری دی اور یہاں نبی کریم ﷺ کو تلاش کیا۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کو پہچانتے نہیں تھے اور کسی سے آپ کے متعلق پوچھنا بھی مناسب نہیں سمجھا، کچھ رات گزر گئی کہ وہ لیٹے ہوئے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو اس حالت میں دیکھا اور سمجھ گئے کہ کوئی مسافر ہے، علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ آپ میرے گھر پر چل کر آرام کیجئے۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے پیچھے چلے گئے لیکن کسی نے ایک دوسرے کے بارے میں بات نہیں کی۔ جب صبح ہوئی تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے اپنا مشکیزہ اور توشہ اٹھایا اور مسجد الحرام میں آ گئے یہ دن بھی یونہی گزر گیا اور وہ نبی کریم کو نہ دیکھ سکے۔ شام ہوئی تو سونے کی تیاری کرنے لگے۔ علی رضی اللہ عنہ پھر وہاں سے گزرے اور سمجھ گئے کہ ابھی اپنے ٹھکانے جانے کا وقت اس شخص پر نہیں آیا، وہ انہیں وہاں سے پھر اپنے ساتھ لے آئے اور آج بھی کسی نے ایک دوسرے سے

مَعَهُ ثُمَّ قَالَ: أَلَا تُحَدِّثُنِي مَا الَّذِي أَقْدَمَكَ؟ قَالَ: إِنْ أَعْطَيْتَنِي عَهْدًا وَمِيْثَاقًا لَتُرْشِدَنَّنِي فَعَلْتُ. فَفَعَلَ، فَأَخْبَرَهُ، قَالَ: فَإِنَّهُ حَقٌّ، وَهُوَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ، فَإِذَا أَصْبَحْتَ فَاتَّبِعْنِي، فَإِنِّي إِنْ رَأَيْتُ شَيْئًا أَخَافُ عَلَيْكَ قُمْتُ كَأَنِّي أُرِيْقُ الْمَاءَ، فَإِنْ مَضَيْتُ فَاتَّبِعْنِي حَتَّى تَدْخُلَ مَدْخَلِي ، فَفَعَلَ ، فَانْطَلَقَ يَقْفُوْهُ، حَتَّى دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ، وَدَخَلَ مَعَهُ فَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ وَأَسْلَمَ مَكَانَهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((**ارْجِعْ إِلَى قَوْمِكَ فَأَخْبِرْهُمْ حَتَّى يَأْتِيَكَ أَمْرِي**)). قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَأَصْرُخَنَّ بِهَا بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ. فَخَرَجَ حَتَّى أَتَى الْمَسْجِدَ ، فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللَّهِ. ثُمَّ قَامَ الْقَوْمُ فَضَرَبُوْهُ حَتَّى أَضْجَعُوْهُ. وَأَتَى الْعَبَّاسُ فَأَكَبَّ عَلَيْهِ قَالَ: وَيْلَكُمْ ، أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّهُ مِنْ غِفَارٍ، وَأَنَّ طَرِيْقَ تِجَارِكُمْ إِلَى الشَّامِ؟ فَأَنْقَذَهُ مِنْهُمْ. ثُمَّ عَادَ مِنَ الْغَدِ لِمِثْلِهَا فَضَرَبُوْهُ وَثَارُوْا إِلَيْهِ ، فَأَكَبَّ الْعَبَّاسُ عَلَيْه. [مسلم: ٢٣٦٢]

بات چیت نہیں کی، تیسرا دن ہوا اور علی رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ یہی کام کیا اور اپنے ساتھ لے گئے تو ان سے پوچھا کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ یہاں آنے کا باعث کیا ہے؟ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم مجھ سے پختہ وعدہ کرلو کہ میری راہ نمائی کرو گے تو میں تم کو سب کچھ بتا دوں گا۔ علی رضی اللہ عنہ نے وعدہ کر لیا تو انہوں نے انہیں اپنے خیالات کی خبر دی۔ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بلاشبہ وہ حق پر ہیں اور اللہ کے سچے رسول ہیں اچھا صبح کو تم میرے پیچھے پیچھے میرے ساتھ چلنا۔ اگر میں (راستے میں) کوئی ایسی بات دیکھوں جس سے مجھے تمہارے بارے میں کوئی خطرہ ہو تو میں کھڑا ہو جاؤں گا۔ (کسی دیوار کے قریب) گویا مجھے پیشاب کرنا ہے، اس وقت تم میرا انتظار نہ کرنا اور جب میں پھر چلنے لگوں تو میرے پیچھے آ جانا تاکہ کوئی سمجھ نہ سکے کہ یہ دونوں ساتھ ہیں اور اس طرح جس گھر میں، میں داخل ہوں تم بھی داخل ہو جانا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور پیچھے پیچھے چلے تا آنکہ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے، آپ کی باتیں سنیں اور وہیں اسلام لے آئے۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اب اپنی قوم غفار میں واپس جاؤ اور انہیں میرا حال بتاؤ تا آنکہ جب ہمارے غلبہ کا علم تم کو ہو جائے (تو پھر ہمارے پاس آ جانا)'' ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں ان قریشیوں کے مجمع میں پکار کر کلمۂ توحید کا اعلان کروں گا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کے یہاں سے واپس وہ مسجد حرام میں آئے اور بلند آواز سے کہا کہ ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔'' یہ سنتے ہی سارا مجمع ٹوٹ پڑا، اور اتنا مارا کہ زمین پر لٹا دیا۔ اتنے میں عباس رضی اللہ عنہ آ گئے اور ابوذر رضی اللہ عنہ کے اوپر اپنے کو ڈال کر قریش سے کہا افسوس! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یہ شخص قبیلہ غفار سے ہے اور شام جانے والے تمہارے تاجروں کا راستہ ادھر ہی سے پڑتا ہے۔ اس طرح سے ان سے ان کو بچایا۔ پھر ابوذر رضی اللہ عنہ دوسرے دن مسجد الحرام میں آئے اور اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ قوم بری طرح ان پر ٹوٹ پڑی اور مارنے لگے۔ اس دن بھی عباس ان پر اوندھے پڑ گئے۔

بَابُ جَهْلِ الْعَرَبِ

باب: عرب قوم کی جہالت کا بیان

تشریح: اسلام سے پہلے اہل عرب بہت سی جہالتوں میں مبتلا تھے، اس لئے اس دور کو دور جاہلیت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہاں اس باب کے ذیل میں ان کی کچھ ایسی ہی جہالتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

٣٥٢٣۔ [حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ: ((أَسْلَمُ وَغِفَارُ وَشَيْءٌ مِنْ مُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةَ. أَوْ قَالَ: شَيْءٌ مِنْ جُهَيْنَةَ أَوْ مُزَيْنَةَ. خَيْرٌ عِنْدَاللّٰهِ. أَوْ قَالَ: يَوْمَ الْقِيَامَةِ. مِنْ أَسَدٍ وَتَمِيمٍ وَهَوَازِنَ وَغَطْفَانَ))].

(۳۵۲۳) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے محمد نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''قبیلہ اسلم، غفار اور مزینہ اور جہینہ کے کچھ لوگ یا انہوں نے بیان کیا کہ مزینہ کے کچھ لوگ یا (بیان کیا کہ) جہینہ کے کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یا بیان کیا کہ قیامت کے دن قبیلہ اسد، تمیم، ہوازن اور غطفان سے بہتر ہوں گے۔''

تشریح: بعض نسخوں میں یہ حدیث اور بعد کی کچھ حدیثیں باب قصہ زمزم سے پہلے مذکور ہوئی ہیں اور وہی صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ ان حدیثوں کا تعلق اس قصہ سے پہلے ہی کی حدیثوں کے ساتھ ہے۔

٣٥٢٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِذَا سَرَّكَ أَنْ تَعْلَمَ جَهْلَ الْعَرَبِ فَاقْرَأْ مَا فَوْقَ الثَّلَاثِينَ وَمِائَةٍ فِي سُورَةِ الْأَنْعَامِ: ﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوا أَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿قَدْ ضَلُّوا وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ﴾ [الانعام: ١٤٠]

(۳۵۲۴) ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا، ان سے بشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اگر تم کو عرب کی جہالت معلوم کرنا اچھا لگے تو سورۂ انعام میں ایک سوتیس آیتوں کے بعد یہ آیتیں پڑھ لو ''یقیناً وہ لوگ تباہ ہوئے جنہوں نے اپنی اولاد کو نادانی سے مار ڈالا'' سے لے کر ''وہ گمراہ ہیں، راہ پانے والے نہیں'' تک۔

تشریح: یعنی سورۂ انعام میں عرب کی ساری جہالتیں مذکور ہیں، ان میں سب سے بڑی جہالت یہ تھی کہ کم بخت اپنی بیٹیوں کو اپنے ہاتھوں سے قتل کرتے، بت پرستی اور راہزنی ان کا رات دن کا شیوہ تھا عورتوں پر وہ ستم ڈھاتے کہ معاذ اللہ جانوروں کی طرح سمجھتے۔ یہ سب بلائیں اللہ پاک نے نبی کریم ﷺ کو بھیج کر دور کرائیں۔ بعض نسخوں میں یوں ہے باب قصة زمزم وجهل العرب مگر اس باب میں زمزم کا قصہ بالکل مذکور نہیں ہے، اس لئے صحیح یہی ہے جو نسخہ یہاں نقل کیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ حدیث نمبر ۳۵۲۳ جو اس سے قبل (۳۵۱۶م) کے تحت گزر چکی ہے، شیخ فؤاد والے نسخے میں دوبارہ موجود ہے۔

جبکہ ہندوستانی نسخوں میں اس باب کے تحت صرف ابوالنعمان راوی کی حدیث موجود ہے۔

بَابُ مَنِ انْتَسَبَ إِلَى آبَائِهِ فِي الْإِسْلَامِ وَالْجَاهِلِيَّةِ

باب: جو شخص اسلام یا جاہلیت میں اپنی نسبت اپنے باپ دادا کی طرف کرے

تشریح: یعنی یہ بیان کرنا کہ میں فلاں کی اولاد میں سے ہوں اگرچہ وہ آباء واجداد غیر مسلم ہی کیوں نہ ہوں مگر ایسا بیان کرنا جائز ہے۔ یہ اسلام کی وہ

زبردست اخلاقی تعلیم ہے جس پر مسلمان فخر کر سکتے ہیں۔ ہندوستان کی بیشتر قومیں نو مسلم ہیں۔ وہ بھی اپنے غیر مسلم آباء واجداد کا ذکر کریں تو شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں ہے بشرطیکہ یہ ذکر حدود شرعی کے اندر رہو۔

وَقَالَ أَبُوْ عُمَرَ وَأَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّ الْكَرِيْمَ بْنَ الْكَرِيْمِ بْنِ الْكَرِيْمِ بْنِ الْكَرِيْمِ يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ اللّٰهِ)). [راجع:٣٣٨٢] وَقَالَ الْبَرَاءُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ)). [راجع: ٢٨٦٤]

اور عبداللہ بن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”کریم بن کریم بن کریم بن کریم یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم خلیل اللہ علیہم السلام تھے۔“ اور براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔“

تشریح: نبی کریم ﷺ نے اپنے آپ کو عبدالمطلب کی طرف منسوب کیا اس سے باب کا مطلب ثابت ہوا۔

٣٥٢٥۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَمْرُو ابْنُ مُرَّةَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ﴾ جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يُنَادِيْ: ((يَا بَنِيْ فِهْرٍ، يَا بَنِيْ عَدِيٍّ)) بِبُطُوْنِ قُرَيْشٍ. [راجع: ١٣٩٤]

(٣٥٢٥) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے، کہا ان سے عمرو بن مرہ نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب (سورۂ شعراء کی) یہ آیت اتری: ”اے پیغمبر! اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرا“ تو نبی ﷺ نے قریش کے مختلف قبیلوں کو بلایا: ”اے بنی فہر! اے بنی عدی!“ جو قریش کے خاندان تھے۔

٣٥٢٦۔ وَقَالَ لَنَا قَبِيْصَةُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ حَبِيْبِ بْنِ أَبِيْ ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ﴾ جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَدْعُوهُم قَبَائِلَ قَبَائِلَ. [راجع: ١٣٩٤]

(٣٥٢٦) (امام بخاری رحمہ اللہ نے) کہا کہ ہم سے قبیصہ نے بیان کیا انہیں سفیان نے خبر دی، انہیں حبیب بن ابی ثابت نے، انہیں سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب یہ آیت ”اور آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے“ اتری تو نبی اکرم ﷺ نے الگ الگ قبائل کو دعوت دی۔

٣٥٢٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ! اشْتَرُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللّٰهِ، يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اشْتَرُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللّٰهِ، يَا أُمَّ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ! يَا فَاطِمَةُ

(٣٥٢٧) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم کو ابوالزناد نے خبر دی، انہیں اعرج نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اے عبد مناف کے بیٹو! اپنی جانوں کو اللہ سے خرید لو (یعنی نیک کام کر کے انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا لو) اے عبدالمطلب کے بیٹو! اپنی جانوں کو اللہ تعالیٰ سے خرید لو۔ اے زبیر بن عوام کی والدہ! رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی، اے

بِنْتُ مُحَمَّدٍ! اشْتَرِيَا أَنْفُسَكُمَا مِنَ اللّٰهِ، لَا أَمْلِكُ لَكُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا، سَلَانِيْ مِنْ مَالِيْ مَا شِئْتُمَا)). [راجع: ٢٧٥٣]

فاطمہ بنت محمد! تم دونوں اپنی جانوں کو اللہ سے بچالو۔ میں تمہارے لئے اللہ کی بارگاہ میں کچھ اختیار نہیں رکھتا۔ تم دونوں میرے مال میں جتنا چاہو مانگ سکتی ہو۔“

تشریح: باب کی مناسبت یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان خاندانوں کو ان کے پرانے آباء واجداد ہی کے ناموں سے پکارا، معلوم ہوا کہ ایسی نسبت عنداللہ معیوب نہیں ہے جیسے یہاں کے بیشتر مسلمان اپنے پرانے خاندانوں ہی کے نام سے اپنے کو موسوم کرتے ہیں۔ دوسری روایت میں یوں ہے اے عائشہ! اے حفصہ! اے ام سلمہ! اے بنی ہاشم! اپنی اپنی جانوں کو دوزخ سے چھڑاؤ۔ معلوم ہوا کہ اگر ایمان نہ ہو تو پیغمبر علیہ السلام کی رشتہ داری قیامت میں کچھ کام نہ آئے گی۔ اس حدیث سے اس شرکیہ شفاعت کا بالکل رد ہو گیا جو بعض نام کے مسلمان انبیا اور اولیا کی نسبت یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ جس کے دامن کو چاہیں گے پکڑ کر اپنی شفاعت کرا کے بخشوالیں گے، یہ عقیدہ سراسر باطل ہے۔

بَابٌ: ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ وَمَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ

باب: کسی قوم کا بھانجا یا آزاد کیا ہوا غلام بھی اسی قوم میں داخل ہوتا ہے

٣٥٢٨- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: دَعَا النَّبِيُّ ﷺ الْأَنْصَارَ خَاصَّةً فَقَالَ: ((هَلْ فِيكُمْ أَحَدٌ مِنْ غَيْرِكُمْ)). قَالُوا: لَا، إِلَّا ابْنُ أُخْتٍ لَنَا. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ)). [راجع: ٣١٤٦] [مسلم: ٢٤٣٩؛ ترمذي: ٣٩٠١؛ نسائي: ٢٦١٠]

(۳۵۲۸) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے انصار کو خاص طور سے ایک مرتبہ بلایا، پھر ان سے پوچھا: ”کیا تم لوگوں میں کوئی ایسا شخص بھی رہتا ہے جس کا تعلق تمہارے قبیلے سے نہ ہو؟“ انہوں نے عرض کیا کہ صرف ہمارا بھانجا ایسا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”بھانجا بھی اسی قوم میں داخل ہوتا ہے۔“

تشریح: انصار کے اس بچے کا نام نعمان بن مقرن تھا۔ امام احمد رحمہ اللہ کی روایت میں اس کی صراحت ہے۔ ترجمہ باب میں مولیٰ کا ذکر ہے لیکن امام بخاری رحمہ اللہ مولیٰ (آزاد کردہ غلام) کی کوئی حدیث نہیں لائے۔ بعض نے کہا انہوں نے مولیٰ کے باب میں کوئی حدیث اپنی شرط پر نہیں پائی ہوگی۔ حافظ نے کہا یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے فرائض میں یہ حدیث نکالی ہے کہ کسی قوم کا مولیٰ بھی ان ہی میں داخل ہے اور ممکن ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا ہو جس کو بزار نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نکالا ہے۔ اس میں مولیٰ اور حریف اور بھانجے تینوں مذکور ہیں۔ تیسیر میں ہے کہ حنفیہ نے اسی حدیث سے دلیل لی ہے کہ جب عصبہ اور ذوی الفروض نہ ہوں تو بھانجا ماموں کا وارث ہوگا۔

بَابُ قِصَّةِ الْحَبَشِ وَقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((يَا بَنِي أَرْفِدَةَ))

باب: حبشہ کے لوگوں کا بیان اور ان سے نبی ﷺ کا یہ فرمانا: ”اے بنی ارفدہ!“

٣٥٢٩- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَيْهَا

(۳۵۲۹) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ان کے یہاں تشریف لائے تو وہاں

وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ فِيْ أَيَّامِ مِنًى تُغَنِّيَانِ وَتُدَفِّفَانِ وَتَضْرِبَانِ، وَالنَّبِيُّ ﷺ مُتَغَشٍّ بِثَوْبِهِ، فَانْتَهَرَهُمَا أَبُوْ بَكْرٍ، فَكَشَفَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ وَجْهِهِ، فَقَالَ: ((دَعْهُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ، فَإِنَّهَا أَيَّامُ عِيْدٍ)) وَتِلْكَ الْأَيَّامُ أَيَّامُ مِنًى.

[راجع:٩٤٩]

(انصاری کی) دو لڑکیاں دف بجا کر گا رہی تھیں۔ یہ حج کے ایام منیٰ کا واقعہ ہے۔ نبی کریم ﷺ روئے مبارک پر کپڑا ڈالے ہوئے لیٹے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں ڈانٹا تو نبی اکرم ﷺ نے اپنے چہرۂ مبارک سے کپڑا ہٹا کر فرمایا: ''ابوبکر! انہیں چھوڑ دو۔ یہ عید کے دن ہیں۔'' یہ منیٰ میں ٹھہرنے کے دن تھے۔

٣٥٣٠- وَقَالَتْ عَائِشَةُ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَسْتُرُنِيْ، وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْحَبَشَةِ، وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ فَزَجَرَهُمْ عُمَرُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((دَعْهُمْ أَمْنًا بَنِيْ أَرْفِدَةَ)). يَعْنِيْ مِنَ الْأَمْنِ. [راجع: ٤٥٤]

(۳۵۳۰) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ مجھ کو پردہ میں رکھے ہوئے ہیں اور میں حبشیوں کو دیکھ رہی تھی جو نیزوں کا کھیل مسجد میں کر رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں ڈانٹا۔ لیکن نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''انہیں چھوڑ دو۔ بنی ارفدہ تم بے فکر ہو کر کھیلو۔''

تشریح: یہ حدیث اس باب میں موصولاً مذکور ہے۔ ارفدہ حبشیوں کے جد اعلیٰ کا نام تھا۔ کہتے ہیں حبشی حبش بن کوش بن حام بن نوح کی اولاد میں سے ہیں۔ ایک زمانہ میں یہ سارے عرب پر غالب ہو گئے تھے اور ان کے بادشاہ ابرہہ نے کعبہ کو گرا دینا چاہا تھا۔ یہاں یہ کھیل حبشیوں کا جنگی تعلیم اور مشق کے طور پر تھا۔ اس سے اس رقص کی اباحت پر دلیل صحیح نہیں جو محض لہو ولعب کے طور پر ہو۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو بنو ارفدہ کہہ کر پکارا یہی مقصود باب ہے۔

بَابُ مَنْ أَحَبَّ أَنْ لَا يُسَبَّ نَسَبُهُ

باب: جو شخص یہ چاہے کہ اس کے باپ دادا کو کوئی برا نہ کہے

٣٥٣١- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اسْتَأْذَنَ حَسَّانُ النَّبِيَّ ﷺ فِيْ هِجَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ، قَالَ: ((كَيْفَ بِنَسَبِيْ)). فَقَالَ حَسَّانُ: لَأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِيْنِ. وَعَنْ أَبِيْهِ قَالَ: ذَهَبْتُ أَسُبُّ حَسَّانَ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ: لَا تَسُبَّهُ فَإِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. قَالَ أَبُو الْهَيْثَمِ نَفَحَتِ الدَّابَّةُ إِذَا رَمَتْ بِحَوَافِرِهَا

(۳۵۳۱) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مشرکین (قریش) کی ہجو کرنے کی اجازت چاہی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''پھر میں بھی تو ان ہی کے خاندان سے ہوں۔'' اس پر حسان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں آپ کو (شعر میں) اس طرح صاف نکال لے جاؤں گا جیسے آٹے میں سے بال نکال لیا جاتا ہے۔ اور (ہشام نے) اپنے والد سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں میں حسان رضی اللہ عنہ کو برا کہنے لگا تو انہوں نے فرمایا، انہیں برا نہ کہو، وہ نبی کریم ﷺ کی طرف سے مدافعت کیا کرتے

وَنَفَحَهُ بِالسَّيْفِ إِذَا تَنَاوَلَهُ مِنْ بَعِيدٍ [طرفاه في: ٤١٤٥، ٦١٥٠] [مسلم: ٢٣٩٣]

تھے۔ ابوالہیثم نے کہا کہ نَفَحَتِ الدَّابة اس وقت کہتے ہیں جبکہ وہ اچھلے کودے ایڑ مارے اور نفحه بالسیف اس وقت کہتے ہیں جبکہ اسے دور سے مارے۔

تشریح: حضرت حسان ؓ ایک موقع پر بہک گئے تھے۔ یعنی حضرت عائشہ ؓ پر اتہام لگانے والوں کے ہم نوا ہوگئے تھے بعد میں یہ تائب ہوگئے مگر کچھ دلوں میں یہ واقعہ یاد رہا مگر حضرت عائشہ ؓ نے خود ان کی مدح کی اور ان کو اچھے لفظوں سے یاد کیا جیسا کہ یہاں مذکور ہے۔ مشرکین جو نبی کریم ﷺ کی برائیاں کرتے حضرت حسان ؓ ان کا جواب دیتے اور جواب بھی ایسا کہ مشرکین کے دلوں پر سانپ لوٹنے لگ جاتا۔ حضرت حسان ؓ کے بہت سے قصائد نعتیہ کتابوں میں منقول ہیں اور ایک دیوان بھی آپ کے نام سے شائع ہو چکا ہے جس میں بہت سے قصائد مذکور ہوئے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے مشرکین قریش کی بلاضرورت ہجو کو پسند نہیں فرمایا، یہی باب کا مقصود ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَسْمَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

باب: رسول اللہ ﷺ کے ناموں کا بیان

وَقَوْلِ اللَّهِ: ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ﴾ الآيَةَ وَقَوْلِهِ: ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ﴾ [الفتح: ٢٩] وَقَوْلِهِ: ﴿مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ﴾ [الصف: ٦]

اور اللہ تعالیٰ کا سورۂ فتح میں ارشاد کہ "محمد (ﷺ) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں" اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ "محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار کے مقابلہ میں انتہائی سخت ہوتے ہیں" اور سورۂ صف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ﴿مِنْ بَعْدِی اسْمُهُ اَحْمَدُ﴾

تشریح: یہ حضرت عیسیٰ ؑ کا قول ہے کہ میرے بعد آنے والے رسول کا نام احمد ہوگا۔ باب کا مطلب یوں ثابت ہوا کہ یہاں آیتوں میں آپ کے نام محمد اور احمد مذکور ہوئے۔ (ﷺ) کفار سے حربی کافر جو باضابطہ اسلام اور مسلمانوں کے استیصال کے لئے جارحانہ حملہ آور ہوں مراد ہیں کہ ایسے لوگوں کے حملے کا مدافعانہ جواب دینا اور سختی کے ساتھ فساد کو مٹا کر امن قائم کرنا یہ سچے محمدیوں کی خاص علامت ہے۔

٣٥٣٢- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنِي مَعْنٌ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لِي خَمْسَةُ أَسْمَاءٍ أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَحْمَدُ، وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللَّهُ بِيَ الْكُفْرَ، وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي، وَأَنَا الْعَاقِبُ)). [طرفه في: ٤٨٩٦] [مسلم: ٦١٠٥، ٦١٠٦؛ ترمذي: ٢٨٤٠]

(۳۵۳۲) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے معن نے کہا، ان سے امام مالک نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے محمد بن جبیر بن مطعم نے اور ان سے ان کے والد (جبیر بن مطعم ؓ) نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے پانچ نام ہیں۔ میں محمد، احمد اور ماحی ہوں (یعنی مٹانے والا ہوں) کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ کفر کو مٹائے گا اور میں حاشر ہوں کہ تمام انسانوں کا (قیامت کے دن) میرے بعد حشر ہوگا اور میں "عاقب" ہوں یعنی خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نیا پیغمبر دنیا میں نہیں آئے۔"

تشریح: اس حدیث سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ آپ کے بعد کوئی بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا دجال ہے۔

٣٥٣٣۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا تَعْجَبُوْنَ كَيْفَ يَصْرِفُ اللّٰهُ عَنِّي شَتْمَ قُرَيْشٍ وَلَعْنَهُمْ؟ يَشْتِمُوْنَ مُذَمَّمًا وَيَلْعَنُوْنَ مُذَمَّمًا وَأَنَا مُحَمَّدٌ)).

(۳۵۳۳) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے ابوالزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہیں تعجب نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ قریش کی گالیوں اور لعنت ملامت کو کس طرح دور کرتا ہے، مجھے وہ مذمم کہہ کر برا کہتے، اس پر لعنت کرتے ہیں۔ حالانکہ میں تو محمد (ﷺ) ہوں۔“

تشریح: عرب کے کافر دشمنی سے آپ کو محمد ﷺ نہ کہتے بلکہ اس کی ضد میں مذمم نام سے آپ کو پکارتے یعنی مذمت کیا ہوا آپ نے فرمایا کہ مذمم میرا نام ہی نہیں ہے۔ جو مذمم ہوگا اسی پر ان کی گالیاں پڑیں گی۔ حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے اور بھی نام وارد ہیں جیسے رؤف، رحیم، شاہد، بشیر، نذیر، مبین، داعی الی اللہ، سراج منیر، مذکر، رحمت، نعمت، ہادی، شہید، امین، مزمل، مدثر، متوکل، مختار، مصطفیٰ، شفیع مشفع، صادق، مصدوق وغیرہ وغیرہ بعض نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے نام بھی اسماء الحسنیٰ کی طرح ننانوے تک پہنچتے ہیں، اگر مزید تلاش کئے جائیں تو سو تک مل سکیں گے۔ (ﷺ) مبارک نام محمد (ﷺ) کے بارے میں حافظ صاحب فرماتے ہیں: ”اي الذی حمد مرة بعد مرة اوالذی تكاملت فيه الخصال المحمودة قال عياض كان رسول الله ﷺ احمد قبل ان يكون محمدًا كما وقع فی الوجود لان تسمية احمد وقعت فی الكتب السالفة وتسميه محمد وقعت فی القرآن العظيم وذالك انه حمد ربه قبل ان يحمده الناس وكذالك فی الاخرة يحمد ربه فيشفعه فيحمده الناس وقد خص بسورة الحمد وبلواء الحمد وبالمقام المحمود وشرع له الحمد بعد الاكل والشرب وبعد الدعاء وبعد القدوم من السفر وسميت امته الحمادين فجمعت له معانی الحمد وانواعه (ﷺ)۔“

(فتح الباری جلد٦ صفحه ٦٨٨)

بَابُ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ ﷺ

باب: آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا

تشریح: نبی کریم ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے سلسلہ نبوت ختم فرمادیا، اب قیامت تک کوئی اور نبی نہیں ہوسکتا نہ ظلی ہوسکتا ہے نہ بروزی، نہ حقیقی ہوسکتا ہے، نہ مجازی۔ آپ قیامت تک کے لئے آخری نبی ہیں جیسے سورج نکلنے کے بعد کسی چراغ کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ آپ ایسے کامل ومکمل نبی ہیں کہ اب نہ کسی نئی شریعت اور نئے پیغمبر کی ضرورت ہے اور نہ اب قرآن کے بعد کسی نئی کتاب کی ضرورت ہے۔ یہ وہ عقیدہ ہے جس پر چودہ سو برس سے پوری امت کا اتفاق ہے مگر صد افسوس کہ اس ملک میں پنجاب میں مرزا قادیانی نے اس عقیدہ کے خلاف اپنی نبوت کا چرچا کیا اور وحی والہام کا مدعی ہوا اور وہ آیات واحادیث جن سے نبی کریم ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ثابت ہوتا ہے ان کی ایسی ایسی دور از کار تاویلات فاسدہ کیں کہ فی الواقع دجل کا حق ادا کردیا۔ علمائے اسلام بالخصوص ہمارے استاد محترم حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے دعویٰ نبوت کی تردید میں بہت سی فاضلانہ کتابیں لکھی ہیں۔ ایسے مدعیان نبوت ان احادیث نبوی ﷺ کے مصداق ہیں جن میں آپ نے خبر دی ہے کہ میری امت میں کچھ ایسے دجال لوگ پیدا ہوں گے جو نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو ایسے گمراہ کن لوگوں کے خیالات فاسدہ سے محفوظ رکھے۔ آمین

٣٥٣٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ، حَدَّثَنَا سَلِيْمُ ابْنُ حَيَّانَ، حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَاءَ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَثَلِي

(۳۵۳۴) ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیم نے بیان کیا، ہم سے سعید بن میناء نے بیان کیا اور ان سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میری اور دوسرے انبیا کی مثال

وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا فَأَكْمَلَهَا وَأَحْسَنَهَا، إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَدْخُلُونَهَا وَيَتَعَجَّبُونَ، وَيَقُولُونَ: لَوْلَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ)). [مسلم: ٥٩٥٨، ٥٩٦٣؛ ترمذي: ٢٨٦٢]

ایسی ہے جیسے کسی شخص نے کوئی گھر بنایا، اسے خوب آراستہ پیراستہ کر کے مکمل کر دیا۔ صرف ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی۔ لوگ اس گھر میں داخل ہوتے اور تعجب کرتے اور کہتے کاش یہ ایک اینٹ کی جگہ خالی نہ رہتی تو کیسا اچھا مکمل گھر ہوتا۔“

تشریح: میری نبوت نے اس کمی کو پورا کر کے قصر نبوت کو پورا کر دیا۔ اب میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

٣٥٣٥۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ، إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ يَتَعَجَّبُونَ لَهُ، وَيَقُولُونَ: هَلَّا وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ: فَأَنَا اللَّبِنَةُ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ)). [مسلم: ٥٩٦١]

(۳۵۳۵) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن دینار نے ان سے ابو صالح نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری اور مجھ سے پہلے کے تمام انبیا کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک گھر بنایا اور اس میں ہر طرح کی زینت پیدا کی لیکن ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹ گئی۔ اب تمام لوگ آتے ہیں اور مکان کو چاروں طرف سے گھوم کر دیکھتے ہیں اور تعجب میں پڑ جاتے ہیں لیکن یہ بھی کہتے جاتے ہیں کہ یہاں پر ایک اینٹ کیوں نہ رکھی گئی؟ تو میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔“

بَابُ وَفَاةِ النَّبِيِّ ﷺ

باب: نبی اکرم ﷺ کی وفات کا بیان

٣٥٣٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ. وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ مِثْلَهُ.

[طرفه في: ٤٤٦٦] [مسلم: ٦٠٩٢]

(۳۵۳۶) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اور ابن شہاب نے کہا کہ مجھ سے سعید بن مسیب نے اسی طرح بیان کیا۔

بَابُ كُنْيَةِ النَّبِيِّ ﷺ

باب: نبی کریم ﷺ کی کنیت کا بیان

تشریح: نام کے علاوہ اپنے لئے کوئی بطور اشارہ کنایہ نام رکھے تو اس کو کنیت کہتے ہیں۔ اشارے کنائے کے نام ہر قوم میں اور ہر زبان میں رکھے جاتے ہیں۔ عرب میں ایسا دستور تھا۔ نبی کریم ﷺ کی مشہور کنیت ابو القاسم ہے۔ اکثر یہ کنیت اولاد کی نسبت سے رکھی جاتی ہے۔ آپ کے بھی ایک فرزند کا نام قاسم بتلایا گیا ہے جس سے آپ ابو القاسم کہلائے (ﷺ)۔

٣٥٣٧۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ،

(۳۵۳۷) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا،

عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِي السُّوقِ فَقَالَ رَجُلٌ: يَا أَبَا الْقَاسِمِ. فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((سَمُّوا بِاسْمِي، وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي)). [راجع: ٢١٢٠]

ان سے حمید نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ بازار میں تھے کہ ایک صاحب کی آواز آئی، یا اباالقاسم! آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے (معلوم ہوا کہ انہوں نے کسی اور کو پکارا ہے) اس پر آپ نے فرمایا: ”میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت مت رکھو۔“

٣٥٣٨ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((سَمُّوا بِاسْمِي، وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي)). [راجع: ٣١١٤]

(۳۵۳۸) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں منصور نے، انہیں سالم بن ابی الجعد نے اور انہیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میرے نام پر نام رکھا کرو لیکن میری کنیت نہ رکھا کرو۔“

٣٥٣٩ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: ((تَسَمُّوا بِاسْمِي، وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي)). [راجع: ١١٠] [مسلم: ٥٥٩٧؛ ابوداود: ٤٩٦٥؛ ابن ماجه: ٢٧٣٥]

(۳۵۳۹) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے ابن سیرین نے بیان کیا اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ نے بیان کیا کہ ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا: ”میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت نہ رکھا کرو۔“

تشریح: حافظ رحمہ اللہ نے کہا بعض کے نزدیک یہ مطلقاً منع ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ ممانعت آپ کی زندگی تک تھی۔ بعض نے کہا جمع کرنا منع ہے یعنی محمد ابوالقاسم نام رکھنا۔ قول ثانی کو ترجیح ہے۔

بَابٌ

باب

٣٥٤٠ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، عَنِ الْجُعَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ، قَالَ: رَأَيْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ ابْنَ أَرْبَعٍ وَتِسْعِينَ جَلْدًا مُعْتَدِلًا فَقَالَ: قَدْ عَلِمْتُ مَا مُتِّعْتُ بِهِ سَمْعِي وَبَصَرِي إِلَّا بِدُعَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، إِنَّ خَالَتِي ذَهَبَتْ بِي إِلَيْهِ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ ابْنَ أُخْتِي شَاكٍ فَادْعُ اللَّهَ. قَالَ: فَدَعَا لِي. [راجع: ١٩٠]

(۳۵۴۰) مجھ سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو فضل بن موسیٰ نے خبر دی، انہیں جعید بن عبدالرحمن نے کہ میں نے سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کو چورانوے سال کی عمر میں دیکھا کہ خاصے قوی و توانا تھے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ میرے کانوں اور آنکھوں سے جو میں نفع حاصل کر رہا ہوں وہ صرف رسول اللہ ﷺ کی دعا کی برکت ہے۔ میری خالہ مجھے ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں لے گئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ میرا بھانجا بیمار ہے، آپ اس کے لئے دعا فرما دیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر آپ نے میرے لئے دعا فرمائی۔

تشریح: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کی خالہ نے نبی کریم ﷺ کے سامنے بچے کا نام نہیں لیا بلکہ ((ابن اختی)) کہہ کر پیش کیا۔ تو ثابت ہوا کہ کنایہ کی ایک صورت یہ بھی ہے یہی اس علیحدہ باب کا مقصد ہے کہ کنیت باپ اور بیٹا ہر دو طرح سے مستعمل ہے۔

بَابُ خَاتِمِ النُّبُوَّةِ

باب: مہر نبوت کا بیان (جو آپ کے دونوں کندھوں کے بیچ میں تھی)

٣٥٤١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِاللهِ، حَدَّثَنَا حَاتِمٌ، عَنِ الْجُعَيْدِ، قَالَ: سَمِعْتُ السَّائِبَ ابْنَ يَزِيْدَ، قَالَ: ذَهَبَتْ بِيْ خَالَتِيْ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! إِنَّ ابْنَ أُخْتِيْ. وَقِعٌ فَمَسَحَ رَأْسِيْ وَدَعَا لِيْ بِالْبَرَكَةِ، وَتَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوْءِهِ، ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَنَظَرْتُ إِلَى خَاتِمٍ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ قَالَ ابْنُ عُبَيْدِاللهِ: الْحُجْلَةُ مِنْ حُجَلِ الْفَرَسِ الَّذِيْ عَيْنَيْهِ. وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ: مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ. [راجع: ١٩٠] قَالَ أَبُوْ عَبْدِاللهِ: الصَّحِيْحُ الرَّاءُ قَبْلَ الزَّاى.

(٣٥٤١) ہم سے محمد بن عبید اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حاتم بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے جعید بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا اور انہوں نے سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے سنا کہ میری خالہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ میرا بھانجا بیمار ہو گیا ہے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے میرے سر پر دست مبارک پھیرا اور میرے لئے برکت کی دعا فرمائی۔ اس کے بعد آپ نے وضو کیا تو میں نے آپ کے وضو کا پانی پیا، پھر آپ کی پیٹھ کی طرف جا کر کھڑا ہو گیا اور میں نے مہر نبوت کو آپ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان دیکھا۔ محمد بن عبداللہ نے کہا کہ حجلہ، حجل الفرس سے مشتق ہے جو گھوڑے کی اس سفیدی کو کہتے ہیں جو اس کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں ہوتی ہے۔ ابراہیم بن حمزہ نے کہا مثل زِرِّ الحجلة یعنی زائے مہملہ پہلے پھر زائے معجمہ۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ رائے مہملہ پہلے ہے۔

تشریح: حافظ صاحب کہتے ہیں کہ یہ مہر ولادت کے وقت آپ کی پشت پر نہ تھی جیسے بعض نے گمان کیا ہے بلکہ شق صدر کے بعد فرشتوں نے یہ علامت کر دی تھی۔ یہ مضمون ابوداؤد، طیالسی اور حارث بن اسامہ نے اپنی مسندوں میں اور ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں اور امام احمد اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔ ((مثل زر الحجلة)) کا لفظ اکثر نسخوں میں حدیث میں نہیں ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث میں ہے کیونکہ اگر حدیث میں نہ ہوتا تو محمد بن عبیداللہ اس لفظ کی تفسیر کیوں بیان کرتے۔ اور بعض نے یوں ترجمہ کیا ہے جیسے حجلہ کا انڈا اور حجلہ ایک پرندہ کا نام ہے جو کبوتر سے چھوٹا ہوتا ہے۔ زر بتقدیم زائے معجمہ برائے مہملہ یا بتقدیم رائے مہملہ بزائے معجمہ یعنی رز دونوں طرح سے منقول ہے۔ زر سے مراد انڈا ہے۔ ابراہیم بن ہمزہ کی روایت کو خود امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الطب میں وارد کیا ہے۔ حافظ نے کہا مجھ کو سائب بن یزید کی خالہ کا نام معلوم نہیں ہوا۔ ہاں ان کی ماں کا نام علبہ بنت شریح تھا۔

بَابُ صِفَةِ النَّبِيِّ ﷺ

باب: نبی کریم ﷺ کے حلیہ اور اخلاق فاضلہ کا بیان

تشریح: اس باب کے تحت امام بخاری رحمہ اللہ تقریباً ۲۸ احادیث لائے ہیں جن سے آپ ﷺ کے حلیہ مبارک اور آپ ﷺ کی سیرت طیبہ اور اخلاق فاضلہ پر روشنی پڑتی ہے۔

٣٥٤٢۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ حُسَيْنٍ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ، قَالَ: صَلَّى أَبُوْ بَكْرٍ

(٣٥٤٢) ہم سے ابوعاصم نے بیان کیا، ان سے عمر بن سعید بن ابی حسین نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے عقبہ بن حارث نے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ عصر کی نماز سے فارغ ہو کر مسجد سے باہر نکلے تو دیکھا کہ

الْعَصْرَ، ثُمَّ خَرَجَ يَمْشِي فَرَأَى الْحَسَنَ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ، فَحَمَلَهُ عَلَى عَاتِقِهِ وَقَالَ بِأَبِي شَبِيهٌ بِالنَّبِيِّ ﷺ لَا شَبِيهٌ بِعَلِيٍّ. وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ. [طرفه في: ٣٧٥٠]

حضرت حسن بچوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے کندھے پر بٹھالیا اور فرمایا میرے باپ تم پر قربان ہوں تم میں نبی کریم ﷺ کی شباہت ہے، علی کی نہیں۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ ہنس رہے تھے (خوش ہو رہے تھے)۔

تشریح: حضرت حسن رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے بہت مشابہ تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ جناب حسین رضی اللہ عنہ بہت مشابہ تھے۔ ان دونوں میں اختلاف نہیں ہے۔ وجوہ مشابہت مختلف ہوں گے بعض نے کہا کہ حضرت حسن نصف اعلیٰ بدن میں مشابہ تھے اور حضرت حسین نصف اسفل میں۔ غرض یہ کہ دونوں شاہزادے نبی کریم ﷺ کی پوری تصویر تھے۔ اس حدیث سے رافضیوں کا بھی رد ہوا جو جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کا دشمن اور مخالف خیال کرتے ہیں کیونکہ یہ قصہ آپ کی وفات کے بعد کا ہے، کوئی بے وقوف بھی ایسا بیان نہیں کر سکتا۔ ابوبکر صدیق جب تک زندہ رہے نبی کریم ﷺ اور آپ کی آل واولاد کے خیر خواہ اور جاں نثار بن کر رہے۔ (رضی الله عنه وارضاه)۔

٣٥٤٣۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَكَانَ الْحَسَنُ يُشْبِهُهُ. [طرفه في: ٣٥٤٤] [مسلم: ٦٠٨١، ٦٠٨٢؛ ترمذي: ٢٨٢٦]

(۳۵۴۳) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا اور ان سے ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کو میں نے دیکھا تھا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ میں آپ کی پوری شباہت موجود تھی۔

٣٥٤٤۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يُشْبِهُهُ قُلْتُ لِأَبِي جُحَيْفَةَ: صِفْهُ لِي. قَالَ: كَانَ أَبْيَضَ قَدْ شَمِطَ. وَأَمَرَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ بِثَلَاثَ عَشْرَةَ قَلُوصًا قَالَ: فَقُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ قَبْلَ أَنْ نَقْبِضَهَا. [راجع: ٣٥٤٣]

(۳۵۴۴) مجھ سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن فضیل نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے، حسن بن علی رضی اللہ عنہما میں آپ کی شباہت پوری طرح موجود تھی۔ اسماعیل بن ابی خالد نے کہا، میں نے ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آپ نبی ﷺ کی صفت بیان کریں۔ انہوں نے کہا آپ سفید رنگ کے تھے، کچھ بال سفید ہو گئے اور آپ نے ہمیں تیرہ اونٹنیوں کے دیئے جانے کا حکم دیا تھا، لیکن ابھی ہم نے ان اونٹنیوں کو اپنے قبضہ میں نہیں لیا تھا کہ آپ کی وفات ہو گئی۔

٣٥٤٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ وَهْبٍ أَبِي جُحَيْفَةَ السُّوَائِيِّ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَرَأَيْتُ بَيَاضًا مِنْ تَحْتِ شَفَتِهِ السُّفْلَى

(۳۵۴۵) ہم سے عبداللہ بن رجاء نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے، ان سے وہب نے، ان سے ابوجحیفہ سوائی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا، آپ کے نچلے ہونٹ مبارک کے نیچے تھوڑی کے کچھ (بال) سفید تھے۔

الْعَنفَقَةَ. [مسلم: ٦٠٨٠؛ ابن ماجه: ٣٦٢٨]

تشریح: عنفقہ ٹھوڑی اور لب زیریں کے درمیان کو کہتے ہیں۔

٣٥٤٦ـ حَدَّثَنَا عِصَامُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا حَرِيزُ ابْنُ عُثْمَانَ، أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَاللهِ بْنَ بُسْرٍ صَاحِبَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: أَرَأَيْتَ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ شَيْخًا قَالَ: كَانَ فِي عَنْفَقَتِهِ شَعَرَاتٌ بِيضٌ.

(۳۵۴۶) ہم سے عصام بن خالد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حریز بن عثمان نے بیان کیا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کے صحابی عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا رسول اللہ ﷺ بوڑھے ہوگئے تھے؟ انہوں نے کہا کہ آپ کی ٹھوڑی کے چند بال سفید ہوگئے تھے۔

تشریح: ان جملہ احادیث مذکورہ میں کسی نہ کسی وصف نبوی کا ذکر ہوا ہے۔ اسی لئے ان احادیث کو اس باب کے ذیل میں لایا گیا ہے۔

٣٥٤٧ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِالرَّحْمَنِ، سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَصِفُ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: كَانَ رَبْعَةً مِنَ الْقَوْمِ، لَيْسَ بِالطَّوِيلِ وَلَا بِالْقَصِيرِ، أَزْهَرَ اللَّوْنِ لَيْسَ بِأَبْيَضَ أَمْهَقَ وَلَا آدَمَ، لَيْسَ بِجَعْدٍ قَطَطٍ وَلَا سَبْطٍ رَجِلٍ، أُنْزِلَ عَلَيْهِ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِينَ، فَلَبِثَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ، وَقُبِضَ، وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُونَ شَعَرَةً بَيْضَاءَ. قَالَ رَبِيعَةُ: فَرَأَيْتُ شَعَرًا مِنْ شَعَرِهِ، فَإِذَا هُوَ أَحْمَرُ فَسَأَلْتُ فَقِيلَ: احْمَرَّ مِنَ الطِّيبِ. [طرفاه في: ٣٥٤٨، ٥٩٠٠] [مسلم: ٦٠٨٩؛ ترمذي: ٣٦٢٣]

(۳۵۴۷) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے لیث نے بیان کیا، ان سے خالد نے، ان سے سعید بن ابی ہلال نے، ان سے ربیعہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ نے نبی کریم ﷺ کے اوصاف مبارکہ بیان کرتے ہوئے بتلایا کہ آپ درمیانہ قد تھے، نہ بہت لمبے اور نہ چھوٹے قد والے، رنگ کھلتا ہوا تھا (سرخ و سفید) نہ خالی سفید تھے اور نہ بالکل گندم گوں۔ آپ کے بال نہ بالکل مڑے ہوئے سخت قسم کے تھے اور نہ سیدھے لٹکے ہوئے ہی تھے۔ نزول وحی کے وقت آپ کی عمر چالیس سال تھی۔ مکہ میں آپ نے دس سال تک قیام فرمایا اور اس پورے عرصہ میں آپ پر وحی نازل ہوتی رہی اور مدینہ میں بھی آپ کا قیام دس سال تک رہا۔ آپ کے سر اور داڑھی میں بیس بال بھی سفید نہیں ہوئے تھے۔ ربیعہ (راوی حدیث) نے بیان کیا کہ پھر میں نے آپ ﷺ کا ایک بال دیکھا تو وہ سرخ تھا میں نے اس کے متعلق پوچھا تو مجھے بتایا گیا کہ یہ خوشبو لگاتے لگاتے سرخ ہوگیا ہے۔

تشریح: نبی کریم ﷺ پر وحی کے شروع ہونے کے بعد تقریباً تین سال ایسے گزرے جن میں آپ پر وحی کا سلسلہ بند ہوگیا تھا، اسے "فترت" کا زمانہ کہتے ہیں۔ راوی نے بیچ کے ان سالوں کو حذف کردیا ہے جن میں سلسلہ وحی کے شروع ہونے کے بعد وحی نہیں آئی تھی۔ آپ کی نبوت کے بعد قیام مکہ کی کل مدت تیرہ سال ہے۔

٣٥٤٨ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ

(۳۵۴۸) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو مالک بن انس نے خبر دی، انہیں ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن نے اور انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نہ

يَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ، وَلَا بِالْأَبْيَضِ الْأَمْهَقِ، وَلَيْسَ بِالْآدَمِ وَلَيْسَ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبْطِ، بَعَثَهُ اللّٰهُ عَلَى رَأْسِ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً، فَأَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ، وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ، وَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ، وَلَيْسَ فِيْ رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ. [راجع: ٣٥٤٧]

بہت لمبے تھے اور نہ چھوٹے قد کے، نہ بالکل سفید تھے اور نہ گندمی رنگ کے، نہ آپ کے بال بہت زیادہ گھنگریالے سخت تھے اور نہ بالکل سیدھے لٹکے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چالیس سال کی عمر میں نبوت دی اور آپ نے مکہ میں دس سال تک قیام کیا اور مدینہ میں دس سال تک قیام کیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی تو آپ کے سر اور ڈاڑھی کے بیس بال بھی سفید نہیں تھے۔

٣٥٤٩ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ أَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ ابْنُ يُوْسُفَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ، يَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَأَحْسَنَهُمْ خَلْقًا، لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ. [مسلم: ٦٠٦٦]

(۳۵۴۹) ہم سے ابوعبداللہ احمد بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن یوسف نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے ابو اسحاق نے بیان کیا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ حسن و جمال میں بھی سب سے بڑھ کر تھے اور اخلاق میں بھی سب سے بہتر تھے۔ آپ کا قد نہ بہت لمبا تھا اور نہ چھوٹا (بلکہ درمیانہ قد تھا)۔

٣٥٥٠ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسًا هَلْ خَضَبَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: لَا، إِنَّمَا كَانَ شَيْءٌ فِيْ صُدْغَيْهِ. [طرفاه في: ٥٨٩٤، ٥٨٩٥] [نسائي: ٥١٠١]

(۳۵۵۰) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ نے کبھی خضاب بھی استعمال فرمایا تھا انہوں نے کہا کہ آپ نے کبھی خضاب نہیں لگایا، صرف آپ کی دونوں کنپٹیوں پر (سر میں) چند بال سفید تھے۔

تشریح: مگر ابورمثہ کی روایت میں جس کو حاکم اور اصحاب سنن نے نکالا ہے، یہ ہے کہ آپ کے بالوں پر مہندی کا خضاب تھا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ آپ زرد خضاب کرتے تھے اور احتمال ہے کہ آپ نے مہندی بطریق خوشبو لگائی ہو، اسی طرح زعفران بھی۔ ان لوگوں نے اس کو خضاب سمجھا۔ یہ بھی احتمال ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے خضاب نہ دیکھا ہو۔

٣٥٥١ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ مَرْبُوْعًا، بَعِيْدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ، لَهُ شَعَرٌ يَبْلُغُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ، رَأَيْتُهُ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ، لَمْ أَرَ شَيْئًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ. وَقَالَ يُوْسُفُ بْنُ أَبِيْ إِسْحَاقَ

(۳۵۵۱) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ درمیانہ قد کے تھے۔ آپ کا سینہ بہت کشادہ اور کھلا ہوا تھا۔ آپ کے (سر کے) بال کانوں کی لو تک لٹکتے رہتے تھے۔ میں نے آنحضرت ﷺ کو ایک مرتبہ سرخ جوڑے میں دیکھا۔ میں نے آپ سے بڑھ کر حسین کسی کو نہیں دیکھا۔ یوسف بن ابی اسحاق نے اپنے والد کے

عَنْ أَبِيهِ إِلَى مَنْكِبَيْهِ. [طرفاه في: ٥٨٤٨، ٥٩٠١] [مسلم: ٦٠٦٤؛ ابوداود: ٤١٨٤، ٤٠٧٢؛ نسائي: ٥٢٤٧]

واسطہ سے " الی منکبیه " بیان کیا (بجائے لفظ شحمة اذنیه کے) یعنی آپ کے بال مونڈھوں تک پہنچتے تھے۔

تشریح: یوسف کے طریق کو خود مؤلف نے ابھی نکالا مگر مختصر طور پر۔ اس میں بالوں کا ذکر نہیں ہے۔ بعض روایتوں میں آپ کے بال کانوں کی لو تک، بعض روایتوں میں کندھوں تک، بعض روایتوں میں ان کے بیچ تک مذکور ہیں۔ ان کا اختلاف یوں رفع ہو سکتا ہے کہ جس وقت آپ تیل ڈالتے، کنگھی کرتے تو بال کندھوں تک آ جاتے، خالی وقتوں میں کانوں تک یا دونوں کے بیچ میں رہتے۔

٣٥٥٢۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ هُوَ السَّبِيعِيُّ قَالَ: سُئِلَ الْبَرَاءُ أَكَانَ وَجْهُ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ السَّيْفِ قَالَ: لَا بَلْ مِثْلَ الْقَمَرِ.

(٣٥٥٢) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے بیان کیا کہ کسی نے براء رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا رسول اللہ ﷺ کا چہرہ تلوار کی طرح (لمبا پتلا) تھا؟ انہوں نے کہا نہیں، چہرہ مبارک چاند کی طرح (گول اور خوبصورت) تھا۔

تشریح: گول سے یہ غرض نہیں کہ بالکل گول تھا بلکہ قدرے گولائی تھی۔ عرب میں یہ حسن میں داخل ہے، اس کے ساتھ آپ کے رخسار پھولے نہ تھے بلکہ صاف تھے جیسے دوسری روایت میں ہے۔ ڈاڑھی آپ کی گول اور گھنی ہوئی، قریب تھی کہ سینہ ڈھانپ لے، بال بہت سیاہ، آنکھیں سرگیں، ان میں سرخ ڈورا تھا۔ الغرض آپ حسن مجسم تھے۔ (ﷺ)

٣٥٥٣۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مَنْصُورٍ أَبُو عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَعْوَرُ، بِالْمَصِّيصَةِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْهَاجِرَةِ إِلَى الْبَطْحَاءِ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ، وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ، وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ. قَالَ شُعْبَةُ: وَزَادَ فِيهِ عَوْنٌ عَنْ أَبِيهِ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ: كَانَ تَمُرُّ مِنْ وَرَائِهَا الْمَرْأَةُ، وَقَامَ النَّاسُ فَجَعَلُوا يَأْخُذُونَ يَدَيْهِ، فَيَمْسَحُونَ بِهَا وُجُوهَهُمْ، قَالَ: فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ، فَوَضَعْتُهَا عَلَى وَجْهِي، فَإِذَا هِيَ أَبْرَدُ مِنَ الثَّلْجِ، وَأَطْيَبُ رَائِحَةً مِنَ الْمِسْكِ. [راجع: ١٨٧]

(٣٥٥٣) ہم سے ابوعلی حسن بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے حجاج بن محمد الاعور نے مصیصہ (شہر میں) بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حکم نے بیان کیا کہ میں نے ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ دوپہر کے وقت سفر کے ارادہ سے نکلے۔ بطحاء نامی جگہ پر پہنچ کر آپ نے وضو کیا اور ظہر کی نماز دو رکعت (قصر) پڑھی پھر عصر کی بھی دو رکعت (قصر) پڑھی۔ آپ کے سامنے ایک چھوٹا سا نیزہ (بطور سترہ) گڑا ہوا تھا۔ عون نے اپنے والد سے اس روایت میں یہ زیادہ کیا ہے کہ ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس نیزہ کے آگے سے آنے جانے والے آ جا رہے تھے۔ پھر صحابہ آپ کے پاس آ گئے اور آپ کے مبارک ہاتھوں کو تھام کر اپنے چہروں پر پھیرنے لگے۔ ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے بھی آپ کے دست مبارک کو اپنے چہرے پر رکھا۔ اس وقت وہ برف سے بھی زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے بھی زیادہ خوشبودار تھا۔

تشریح: ایک روایت میں ہے، آپ نے ایک ڈول پانی میں کلی کر کے وہ پانی کنویں میں ڈال دیا تو کنویں میں سے مشک جیسی خوشبو آنے لگی۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے آپ کا پسینہ جمع کر کے رکھا، خوشبو میں ملایا تو وہ دوسری خوشبو سے زیادہ معطر تھا۔ ابویعلی اور بزار نے باسناد صحیح نکالا کہ آپ جب مدینہ کے

کسی راستے سے گزرتے تو وہ مہک جاتا۔ ایک غریب عورت کے پاس خوشبو نہ تھی۔ آپ نے شیشی میں اپنا تھوڑا سا پسینہ اسے دے دیا تو اس سے سارے مدینہ والے مشک کی سی خوشبو پاتے۔ اس کے گھر کا نام بیت المطیبین پڑ گیا تھا۔ (ابو یعلی، طبرانی)

٣٥٥٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ، أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَجْوَدَ النَّاسِ، وَأَجْوَدُ مَا يَكُوْنُ فِي رَمَضَانَ، حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ، وَكَانَ جِبْرِيْلُ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ، فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ فَلَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ. [راجع: ٦]

(٣٥٥٤) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم کو یونس نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبیداللہ بن عبداللہ نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں جب آپ سے جبرئیل علیہ السلام کی ملاقات ہوتی تو آپ کی سخاوت اور بھی بڑھ جایا کرتی تھی۔ جبرئیل علیہ السلام رمضان کی ہر رات میں آپ سے ملاقات کے لئے تشریف لاتے اور آپ کے ساتھ قرآن مجید کا دور کرتے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ خیر و بھلائی کے معاملے میں تیز چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ سخی ہو جاتے تھے۔

تشریح: نبی کریم ﷺ کے بے شمار اوصاف حسنہ میں سے یہاں آپ کی صفت سخاوت کا ذکر ہے۔ اس حدیث کو اسی لئے اس باب کے تحت لائے۔ باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔

٣٥٥٥۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسَى، حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا مَسْرُوْرًا تَبْرُقُ أَسَارِيْرُ وَجْهِهِ، فَقَالَ: ((أَلَمْ تَسْمَعِي إِلَى مَا قَالَ الْمُدْلِجِيُّ لِزَيْدٍ وَأُسَامَةَ- وَرَأَى أَقْدَامَهُمَا- إِنَّ بَعْضَ هَذِهِ الْأَقْدَامِ مِنْ بَعْضٍ)). [أطرافه في: ٣٧٣١، ٦٧٧٠، ٦٧٧١] [مسلم: ٣٦٢٠]

(٣٥٥٥) ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن جریج نے بیان کیا، کہا کہ مجھے ابن شہاب نے خبر دی، انہیں عروہ نے اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ان کے یہاں بہت ہی خوش خوش داخل ہوئے، خوشی اور مسرت سے پیشانی کی لکیریں چمک رہی تھیں۔ پھر آپ نے فرمایا: ”عائشہ! تم نے سنا نہیں مجزز مدلجی نے زید و اسامہ کے صرف قدم دیکھ کر کیا بات کہی؟ اس نے کہا کہ ایک کے پاؤں دوسرے کے پاؤں سے ملتے ہوئے نظر آتے ہیں۔“

تشریح: ہوا یہ تھا کہ زید گورے تھے اور اسامہ سیاہ فام۔ بعض منافق شبہ کرتے تھے کہ اسامہ زید کے بیٹے نہیں ہیں۔ ایک بار باپ بیٹے چادر اوڑھے ہوئے سو رہے تھے مگر پاؤں کھلے ہوئے تھے۔ مدلجی نے جو عرب کا بڑا قیافہ شناس تھا، پاؤں دیکھ کر کہا یہ پاؤں ایک دوسرے سے ملتے ہیں یا ایک دوسرے میں سے ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث سے قیافہ کو صحیح سمجھا ہے۔ یہاں اس حدیث کے لانے سے یہ ثابت کرنا منظور ہے کہ آپ کی پیشانی میں لکیریں تھیں۔ اس حدیث میں آپ کی فرحت و مسرت کا ذکر ہے جو آپ کے اخلاق فاضلہ سے متعلق ہے۔ اسی لئے اس حدیث کو یہاں لائے۔

٣٥٥٦۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ، أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ،

(٣٥٥٦) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب نے اور ان سے عبداللہ بن کعب نے بیان کیا کہ میں نے کعب بن

قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ، يُحَدِّثُ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ تَبُوكَ، فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهُ مِنَ السُّرُورِ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ، حَتَّى كَأَنَّهُ قِطْعَةُ قَمَرٍ، وَكُنَّا نَعْرِفُ ذَلِكَ مِنْهُ. [راجع: ٢٧٥٧]

مالک رضی اللہ عنہ سے سنا۔ آپ غزوۂ تبوک میں اپنے پیچھے رہ جانے کا واقعہ بیان کررہے تھے، انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں نے (توبہ قبول ہونے کے بعد) حاضر ہوکر رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا تو چہرۂ مبارک مسرت وخوشی سے چمک رہا تھا۔ جب بھی حضور ﷺ کسی بات پر مسرور ہوتے تو چہرۂ مبارک چمک اٹھتا، ایسا معلوم ہوتا جیسے چاند کا ٹکڑا ہو اور آپ کی خوشی کو ہم اسی سے پہچان جاتے تھے۔

٣٥٥٧۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((**بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُونِ بَنِي آدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا، حَتَّى كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِي كُنْتُ مِنْهُ**)).

(۳۵۵۷) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا، ان سے عمرو بن ابی عمرو نے، ان سے سعید مقبری نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں (حضرت آدم سے لے کر) برابر آدمیوں کے بہتر قرنوں میں ہوتا آیا ہوں (یعنی شریف اور پاکیزہ نسلوں میں) یہاں تک کہ وہ قرن آیا جس میں میں پیدا ہوا۔“

تشریح: مطلب یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کے بعد نبی کریم ﷺ کے نسب کے جتنے بھی سلسلے ہیں وہ سب آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے بہترین خاندان گزرے ہیں۔ آپ کے اجداد میں حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں، پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں، جو ابوالعرب ہیں۔ اس کے بعد عربوں کے جتنے سلسلے ہیں، ان سب میں آپ کا خاندان سب سے زیادہ شریف اور رفیع تھا۔ آپ کا تعلق اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کی شاخ بنی کنانہ سے، پھر قریش سے، پھر بنی ہاشم سے ہے۔ قرن کی مدت چالیس سال سے ایک سو بیس سال تک بتلائی گئی ہے کہ یہ ایک قرن ہوتا ہے۔ (واللہ اعلم)۔

٣٥٥٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَسْدِلُ شَعَرَهُ، وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ يَفْرُقُونَ رُؤُوسَهُمْ فَكَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدِلُونَ رُءُوسَهُمْ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيهِ بِشَيْءٍ، ثُمَّ فَرَقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَأْسَهُ. [طرفاه في: ٣٩٤٤، ٥٩١٧]

[مسلم: ٦٠٦٢؛ ابوداود: ٤١٨٨؛ نسائي: ٥٢٥٣؛ ابن ماجه: ٣٦٣٢]

(۳۵۵۸) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا مجھ کو عبیداللہ بن عبداللہ نے خبر دی اور انہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ (سر کے آگے کے بالوں کو پیشانی پر) پڑا رہنے دیتے تھے اور مشرکین کی یہ عادت تھی کہ وہ آگے کے سر کے بال دو حصوں میں تقسیم کرلیتے تھے (پیشانی پر پڑا نہیں رہنے دیتے تھے) اور اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) سر کے آگے کے بال پیشانی پر پڑا رہنے دیتے تھے۔ آنحضرت ﷺ ان معاملات میں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم آپ کو نہ ملا ہوتا، اہل کتاب کی موافقت پسند فرماتے (اور حکم نازل ہونے کے بعد وحی پر عمل کرتے تھے) پھر حضور ﷺ بھی سر میں مانگ نکالنے لگے۔

تشریح: اور پیشانی پر لٹکانا چھوڑ دیا۔ شاید آپ کو حکم آ گیا ہوگا۔

٣٥٥٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَكَانَ يَقُوْلُ: ((إِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقًا)). [اطرافه في: ٣٧٥٩، ٦٠٢٩، ٦٠٣٥] [مسلم: ٦٠٣٣]

(۳۵۵۹) ہم سے عبدان نے بیان کیا، ان سے ابوحمزہ نے، ان سے اعمش نے، ان سے ابووائل نے، ان سے مسروق نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ بدزبان اور لڑنے جھگڑنے والے نہیں تھے، آپ فرمایا کرتے تھے کہ ''تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں'' (جو لوگوں سے کشادہ پیشانی سے پیش آئے)۔

٣٥٦٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا، مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا، فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ، وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِنَفْسِهِ، إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمَ لِلّٰهِ بِهَا. [اطرافه في: ٦١٢٦، ٦٧٨٦، ٦٨٥٣] [مسلم: ٦٠٤٥؛ ابوداود: ٤٧٨٥]

(۳۵۶۰) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبردی، انہیں ابن شہاب نے، انہیں عروہ بن زبیر نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے جب بھی دو چیزوں میں سے کسی ایک کے اختیار کرنے کے لئے کہا گیا تو آپ نے ہمیشہ اسی کو اختیار فرمایا جس میں آپ کو زیادہ آسانی معلوم ہوئی بشرطیکہ اس میں کوئی گناہ نہ ہو۔ کیونکہ اگر اس میں گناہ کا کوئی شائبہ بھی ہوتا تو آپ اس سے سب سے زیادہ دور رہتے اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذات کے لئے کبھی کسی سے بدلا نہیں لیا۔ لیکن اگر اللہ کی حرمت کو کوئی توڑتا تو آپ اس سے ضرور بدلا لیتے تھے۔

تشریح: عبداللہ بن خطل یا عقبہ بن ابی معیط یا ابورافع یہودی یا کعب بن اشرف کو جو آپ نے قتل کروایا وہ بھی اپنی ذات کے لئے نہ تھا بلکہ ان لوگوں نے اللہ کے دین میں خلل ڈالنا، لوگوں کو بہکانا اور فتنہ وفساد بھڑکانا اپنا رات دن کا شغل بنالیا تھا۔ اس لئے قیام امن کے واسطے ان فساد پسندوں کو ختم کرایا گیا۔ ورنہ یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اگر آپ اپنی ذات کے لئے بدلا لیتے تو اس یہودن کو ضرور قتل کراتے جس نے دعوت دے کر بکری کے گوشت میں زہر ملا کے آپ کو قتل کرنا چاہا تھا، یا اس منافق کو قتل کراتے جس نے مال غنیمت کی تقسیم پر آپ کی دیانت پر شبہ کیا تھا مگر ان سب کو معاف کردیا گیا۔ جان سے پیارے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو بے دردی سے قتل کرنے والا وحشی بن حرب جب آپ کے سامنے آیا تو آپ کو سخت تکلیف ہونے کے باوجود نہ صرف یہ کہ آپ نے اسے معافی دی بلکہ اس کا اسلام بھی قبول کیا اور فتح مکہ کے دن آپ نے جو کچھ کیا اس پر آج تک دنیا حیران ہے۔ (ﷺ)

٣٥٦١۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مَا مَسِسْتُ حَرِيْرًا وَلَا دِيْبَاجًا أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ النَّبِيِّ ﷺ، وَلَا شَمِمْتُ رِيْحًا قَطُّ أَوْ عَرْفًا قَطُّ أَطْيَبَ مِنْ رِيْحِ أَوْ عَرْفِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ١١٤١]

(۳۵۶۱) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد نے بیان کیا، ان سے ثابت نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نہ تو نبی کریم ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم و نازک کوئی حریر و دیباج میرے ہاتھوں نے کبھی چھوا اور نہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خوشبو یا آپ کے پسینے سے زیادہ بہتر اور پاکیزہ کوئی خوشبو یا عطر سونگھا۔

٣٥٦٢۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي عُتْبَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِي خِدْرِهَا.

(۳۵۶۲) ہم سے مسدد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے قتادہ نے، ان سے عبداللہ ابن ابی عتبہ نے اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ پردہ نشین کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ شرمیلے تھے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، وَابْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، مِثْلَهُ وَإِذَا كَرِهَ شَيْئًا عُرِفَ فِي وَجْهِهِ. [طرفاه: ٦١٠٢، ٦١١٩] [مسلم: ٦٠٣٢؛ ابن ماجه: ٤١٨٠]

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان اور ابن مہدی دونوں نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے اسی طرح بیان کیا (اس زیادتی کے ساتھ) کہ جب آپ کسی بات کو برا سمجھتے تو آپ کے چہرے پر اس کا اثر ظاہر ہو جاتا۔

تشریح: بزار کی روایت میں ہے کہ آپ کا کبھی کسی نے ستر نہیں دیکھا۔

٣٥٦٣۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَا عَابَ النَّبِيُّ ﷺ طَعَامًا قَطُّ، إِنِ اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ، وَإِلَّا تَرَكَهُ.

(۳۵۶۳) مجھ سے علی بن جعد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں اعمش نے، انہیں ابوحازم نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا، اگر آپ کو مرغوب ہوتا تو کھاتے ورنہ چھوڑ دیتے۔

[طرفه في: ٥٤٠٩] [مسلم: ٥٣٨٠؛ ابوداود: ٣٧٦٣؛ ترمذي: ٢٠٣١؛ ابن ماجه: ٣٢٥٩]

تشریح: اللہ والوں کی یہی شان ہوتی ہے، برخلاف اس کے دنیا پرست شکم پرور لوگ کھانا کھانے بیٹھتے ہیں اور لقمہ لقمہ میں عیب جوئیاں شروع کر دیتے ہیں۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو اسوۂ رسول ﷺ پر عمل کی توفیق بخشے۔ آمین

٣٥٦٤۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا بَكْرُ ابْنُ مُضَرَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ الْأَسَدِيِّ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا سَجَدَ فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتَّى نَرَى إِبْطَيْهِ. قَالَ: قَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا بَكْرٌ وَقَالَ: بَيَاضَ إِبْطَيْهِ. [راجع: ٣٩٠]

(۳۵۶۴) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے بکر بن مضر نے بیان کیا، ان سے جعفر بن ربیعہ نے، ان سے اعرج نے، ان سے عبداللہ بن مالک بن بُحینہ اسدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب سجدہ کرتے تو دونوں ہاتھ پیٹ سے الگ رکھتے یہاں تک کہ آپ کی بغلیں ہم یوں دیکھ لیتے۔ ابن بکیر نے بکر سے روایت کی اس میں یوں ہے، یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دیتی تھی۔

٣٥٦٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُالْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ دُعَائِهِ، إِلَّا فِي

(۳۵۶۵) ہم سے عبدالاعلیٰ بن حماد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سعید نے بیان کیا، انہوں نے قتادہ سے، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ دعائے استسقاء کے سوا اور کسی دعا میں (زیادہ اونچے) ہاتھ نہیں اٹھاتے

الْإِسْتِسْقَاءِ، فَإِنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ. وَقَالَ أَبُوْ مُوْسَى دَعَا النَّبِيُّ ﷺ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ [راجع: ١٠٣٥]

تھے۔ اس دعا میں آپ اتنے اونچے ہاتھ اٹھاتے کہ بغل مبارک کی سفیدی دکھائی دیتی تھی۔ حضرت ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی ﷺ نے دعا کی اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور میں نے آپ کی دونوں بغلوں کی سفیدی دیکھی۔

تشریح: اس حدیث کے لانے کی غرض یہاں یہ ہے کہ آپ کی بغلیں بالکل سفید اور صاف تھیں۔

٣٥٦٦۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ، حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَوْنَ بْنَ أَبِي جُحَيْفَةَ، ذَكَرَ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: دُفِعْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ بِالْأَبْطَحِ فِي قُبَّةٍ كَانَ بِالْهَاجِرَةِ، فَخَرَجَ بِلَالٌ فَنَادَى بِالصَّلَاةِ، ثُمَّ دَخَلَ فَأَخْرَجَ فَضْلَ وَضُوْءِ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ، فَوَقَعَ النَّاسُ عَلَيْهِ يَأْخُذُوْنَ مِنْهُ، ثُمَّ دَخَلَ فَأَخْرَجَ الْعَنَزَةَ، وَخَرَجَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ سَاقَيْهِ فَرَكَزَ الْعَنَزَةَ، ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ، يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ الْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ. [راجع: ١٨٧]

(٣٥٦٦) ہم سے حسن بن صباح بزار نے بیان کیا، کہا ہم سے **محمد بن سابق** نے بیان کیا، کہا ہم سے مالک بن مغول نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عون بن ابی جحیفہ سے سنا، وہ اپنے والد (ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ) سے نقل کرتے تھے کہ میں سفر کے ارادہ سے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ابطح میں (محصب میں) خیمہ کے اندر تشریف رکھتے تھے۔ کڑی دوپہر کا وقت تھا، اتنے میں بلال رضی اللہ عنہ نے باہر نکل کر نماز کے لئے اذان دی اور اندر آ گئے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کے وضو کا بچا ہوا پانی نکالا تو لوگ اسے لینے کو ٹوٹ پڑے۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ایک نیزہ نکالا اور آنحضرت ﷺ باہر تشریف لائے، گویا آپ کی پنڈلیوں کی چمک اب بھی میری نظروں کے سامنے ہے۔ بلال رضی اللہ عنہ نے (سترہ کے لئے) نیزہ گاڑ دیا۔ آپ نے ظہر اور عصر کی دو دو رکعت قصر نماز پڑھائی، گدھے اور عورتیں آپ کے سامنے سے گزر رہی تھیں۔

تشریح: برچھی سترہ کے طور پر آپ کے آگے گاڑ دی گئی تھی۔ ترجمہ باب اس سے نکلا کہ آپ کی پنڈلیاں نہایت خوبصورت اور چمکدار تھیں۔

٣٥٦٧۔ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ الْبَزَّارُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُحَدِّثُ حَدِيْثًا لَوْ عَدَّهُ الْعَادُّ لَأَحْصَاهُ. [طرفه في: ٣٥٦٨] [مسلم: ٣٦٥٤]

(٣٥٦٧) مجھ سے حسن بن صباح بزار نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم اس قدر ٹھہر ٹھہر کر باتیں کرتے کہ اگر کوئی شخص (آپ کے الفاظ) گن لینا چاہتا تو گن سکتا تھا۔

٣٥٦٨۔ وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: أَلَا يُعْجِبُكَ أَبَا فُلَانٍ جَاءَ فَجَلَسَ إِلَى جَانِبِ حُجْرَتِي

(٣٥٦٨) اور لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ابوفلاں (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) پر تمہیں تعجب نہیں ہوا، وہ آئے اور میرے حجرہ کے ایک کونے میں بیٹھ کر رسول

يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ، يُسْمِعُنِي ذَلِكَ وَكُنْتُ أُسَبِّحُ فَقَامَ قَبْلَ أَنْ أَقْضِيَ سُبْحَتِيْ، وَلَوْ أَدْرَكْتُهُ لَرَدَدْتُ عَلَيْهِ، إِنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ الْحَدِيْثَ كَسَرْدِكُمْ. [راجع: ٣٥٦٧] [مسلم: ٦٣٩٩؛ ابوداود: ٣٦٥٥]

اللہ ﷺ کی احادیث مجھے سنانے کے لئے بیان کرنے لگے۔ میں اس وقت نماز پڑھ رہی تھی۔ پھر وہ میری نماز ختم ہونے سے پہلے ہی اٹھ کر چلے گئے۔ اگر وہ مجھے مل جاتے تو میں ان کی خبر لیتی کہ رسول اللہ ﷺ تمہاری طرح یوں جلدی جلدی باتیں نہیں کیا کرتے تھے۔

تشریح: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی تیز بیانی اور عجلت لسانی پر انکار کیا تھا اور اشارہ یہ تھا کہ نبی کریم ﷺ کی گفتگو بہت آہستہ آہستہ ہوا کرتی تھی کہ سننے والا آپ کے الفاظ کو گن سکتا تھا۔ گویا اسی طرح آہستہ آہستہ کلام کرنا اور قرآن وحدیث سنانا چاہیے۔ لیکن مجمع عام اور خطبہ میں یہ قید نہیں لگائی جاسکتی کیونکہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ توحید کا بیان کرتے یا عذاب الٰہی سے ڈراتے تو آپ کی آواز بہت بڑھ جاتی اور غصہ زیادہ ہو جاتا وغیرہ یہاں یہ نتیجہ نکالنا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حدیث پر اعتراض کیا، یہ بالکل باطل ہے اور "توجیہ القول بما لا یرضیٰ به القائل" میں داخل ہے یعنی کسی کے قول کی ایسی تعبیر کرنا جو خود کہنے والے کے ذہن میں بھی نہ ہو۔

بَابٌ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ تَنَامُ عَيْنُهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ

باب: نبی کریم ﷺ کی آنکھیں ظاہر میں سوتی تھیں لیکن دل غافل نہیں ہوتا تھا

رَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَاءَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [طرفه في: ٧٢٨١]

اس کی روایت سعید بن میناء نے جابر رضی اللہ عنہ سے کی ہے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے۔

٣٥٦٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فِيْ رَمَضَانَ فَقَالَتْ: مَا كَانَ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّيْ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّيْ أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلَاثًا فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! تَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوْتِرَ قَالَ: ((تَنَامُ عَيْنِيْ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ)). [راجع: ١١٤٧]

(۳۵۶۹) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے سعید مقبری نے، ان سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے اور انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رمضان شریف میں رسول اللہ ﷺ کی نماز (تہجد یا تراویح) کی کیا کیفیت ہوتی تھی؟ انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ رمضان مبارک یا دوسرے کسی بھی مہینے میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے (ان ہی کو تہجد کہو یا تراویح) پہلے آپ چار رکعت پڑھتے، وہ رکعتیں کتنی لمبی ہوتی تھیں، کتنی اس میں خوبی ہوتی تھی اس کے بارے میں نہ پوچھو۔ پھر آپ چار رکعات پڑھتے۔ یہ چاروں بھی کتنی لمبی ہوتیں اور ان میں کتنی خوبی ہوتی اس کے متعلق نہ پوچھو۔ پھر آپ تین رکعت وتر پڑھتے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ وتر پڑھنے سے پہلے کیوں سو جاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل بیدار رہتا ہے۔''

تشریح: رمضان شریف میں اسی نماز کو تراویح کے نام سے موسوم کیا گیا اور غیر رمضان میں یہ نماز تہجد کے نام سے مشہور ہوئی ان کو الگ الگ قرار دینا

صحیح نہیں ہے۔ آپ رمضان ہو یا غیر رمضان تراویح یا تہجد گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے جن میں آٹھ رکعات نفل نماز اور تین وتر شامل ہوتے تھے۔ اس صاف اور صریح حدیث کے ہوتے ہوئے آٹھ رکعات کو خلاف سنت کہنے والے لوگوں کو اللہ نیک سمجھ عطا فرمائے کہ وہ ایک ثابت شدہ سنت کے منکر بن کر فساد برپا کرنے سے باز رہیں آمین۔ باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

٣٥٧٠۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي أَخِي، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يُحَدِّثُنَا عَنْ لَيْلَةِ، أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ ﷺ مِنْ مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ جَاءَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ قَبْلَ أَنْ يُوْحَى إِلَيْهِ۔ وَهُوَ نَائِمٌ فِيْ مَسْجِدِ الْحَرَامِ۔ فَقَالَ أَوَّلُهُمْ: أَيُّهُمْ هُوَ؟ فَقَالَ أَوْسَطُهُمْ: هُوَ خَيْرُهُمْ؟ وَقَالَ آخِرُهُمْ: خُذُوْا خَيْرَهُمْ. فَكَانَتْ تِلْكَ، فَلَمْ يَرَهُمْ حَتَّى جَاؤُوْا لَيْلَةً أُخْرَى، فِيْمَا يَرَى قَلْبُهُ، وَالنَّبِيُّ ﷺ نَائِمَةٌ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ وَكَذَٰلِكَ الْأَنْبِيَاءُ تَنَامُ أَعْيُنُهُمْ وَلَا تَنَامُ قُلُوْبُهُمْ، فَتَوَلَّاهُ جِبْرِيْلُ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ. [أطرافه في: ٤٩٦٤، ٥٦١٠، ٦٥٨١، ٧٥١٧] [مسلم: ٤١٤]

(٣٥٧٠) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے بھائی (عبدالحمید) نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن بلال نے، ان سے شریک بن عبداللہ بن ابی نمر نے، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ مسجد حرام سے نبی کریم ﷺ کی معراج کا واقعہ بیان کر رہے تھے کہ (معراج سے پہلے) تین فرشتے آئے۔ یہ آپ پر وحی نازل ہونے سے بھی پہلے کا واقعہ ہے، اس وقت آپ مسجد حرام میں (دو آدمیوں حضرت حمزہ اور جعفر بن ابی طالب کے درمیان) سو رہے تھے۔ ایک فرشتے نے پوچھا، وہ کون ہیں؟ (جن کو لے جانے کا حکم ہے) دوسرے نے کہا کہ وہ درمیان والے ہیں۔ وہی سب سے بہتر ہیں، تیسرے نے کہا کہ پھر جو سب سے بہتر ہیں انہیں ساتھ لے چلو، اس رات صرف اتنا ہی واقعہ ہو کر رہ گیا۔ پھر آپ نے انہیں نہیں دیکھا لیکن فرشتے ایک اور رات میں آئے۔ آپ دل کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور آپ کی آنکھیں سوتی تھیں پر دل نہیں سوتا تھا اور تمام انبیا کی یہی کیفیت ہوتی ہے کہ جب ان کی آنکھیں سوتی ہیں تو دل اس وقت بھی بیدار ہوتا ہے۔ غرض کہ پھر جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو اپنے ساتھ لیا اور آسمان پر چڑھا لے گئے۔

تشریح: اس کے بعد وہی قصہ گزرا جو معراج والی حدیث میں اوپر گزر چکا ہے۔ اس روایت سے ان لوگوں نے دلیل لی ہے جو کہتے ہیں کہ معراج سوتے میں ہوا تھا۔ مگر یہ روایت شاذ ہے، صرف شریک نے یہ روایت کیا ہے کہ آپ اس وقت سو رہے تھے۔ عبدالحق نے کہا کہ شریک کی روایت منفرد و مجہول ہے اور اکثر اہل حدیث کا اس پر اتفاق ہے کہ معراج بیداری میں ہوا تھا (وحیدی) مترجم کہتا ہے کہ اس حدیث سے معراج جسمانی کا انکار ثابت کرنا کج فہمی ہے۔ روایت کے آخر میں صاف موجود ہے " ثم عرج به الى السماء " یعنی جبریل علیہ السلام آپ کو جسمانی طور سے اپنے ساتھ لے کر آسمان کی طرف چڑھے، ہاں اس واقعہ کا آغاز ایسے وقت میں ہوا کہ آپ مسجد حرام میں سو رہے تھے۔ بہر حال معراج جسمانی حق ہے جس کے قرآن و حدیث میں بہت سے دلائل ہیں۔ اس کا انکار کرنا سورج کے، وجود کا انکار کرنا ہے جب کہ وہ نصف النہار میں چمک رہا ہو۔

بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الْإِسْلَامِ

باب: آنحضرت ﷺ کے معجزوں یعنی نبوت کی نشانیوں کا بیان

تشریح: معجزات نبوی ﷺ کی بہت طویل فہرست ہے۔ علما نے اس عنوان پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ اس باب کے ذیل میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بہت سی احادیث لائے ہیں اور ہر حدیث میں کچھ نہ کچھ معجزات نبوی کا بیان ہے۔ کچھ خرق عادات ہیں اور کچھ پیشین گوئیاں ہیں جو بعد کے زمانوں میں

حرف بہ حرف ٹھیک ثابت ہوتی چلی آرہی ہیں۔ مقام رسالت کو سمجھنے کے لئے اس باب کا غور وخوض کے ساتھ مطالعہ کرنا ضروری ہے۔

٣٥٧١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ زَرِيرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا رَجَاءٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ، أَنَّهُمْ كَانُوْا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي مَسِيرٍ، فَأَدْلَجُوْا لَيْلَتَهُمْ حَتَّى إِذَا كَانَ فِي وَجْهِ الصُّبْحِ عَرَّسُوْا فَغَلَبَتْهُمْ أَعْيُنُهُمْ حَتَّى ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ، فَكَانَ أَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ مِنْ مَنَامِهِ أَبُوْ بَكْرٍ، وَكَانَ لَا يُوْقَظُ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ مِنْ مَنَامِهِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ، فَاسْتَيْقَظَ عُمَرُ فَقَعَدَ أَبُوْ بَكْرٍ عِنْدَ رَأْسِهِ فَجَعَلَ يُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ، حَتَّى اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ ﷺ فَنَزَلَ وَصَلَّى بِنَا الْغَدَاةَ، فَاعْتَزَلَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لَمْ يُصَلِّ مَعَنَا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ((يَا فُلَانُ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَنَا؟)) قَالَ: أَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ. فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَيَمَّمَ بِالصَّعِيْدِ، ثُمَّ صَلَّى وَجَعَلَنِي رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ فِي رَكُوْبٍ بَيْنَ يَدَيْهِ، وَقَدْ عَطِشْنَا عَطَشًا شَدِيْدًا فَبَيْنَمَا نَحْنُ نَسِيْرُ إِذَا نَحْنُ بِامْرَأَةٍ سَادِلَةٍ رِجْلَيْهَا بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ، فَقُلْنَا لَهَا: أَيْنَ الْمَاءُ فَقَالَتْ: إِنَّهُ لَا مَاءَ. قُلْنَا: كَمْ بَيْنَ أَهْلِكِ وَبَيْنَ الْمَاءِ؟ قَالَتْ: يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ. فَقُلْنَا: انْطَلِقِي إِلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ. فَقَالَتْ: وَمَا رَسُوْلُ اللَّهِ؟ فَلَمْ نُمَلِّكْهَا مِنْ أَمْرِهَا حَتَّى اسْتَقْبَلْنَا بِهَا النَّبِيَّ ﷺ، فَحَدَّثَتْهُ بِمِثْلِ الَّذِي حَدَّثَتْنَا غَيْرَ أَنَّهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا مُؤْتِمَةٌ، فَأَمَرَ بِمَزَادَتَيْهَا فَمَسَحَ فِي الْعَزْلَاوَيْنِ، فَشَرِبْنَا عِطَاشًا

(۳۵۷۱) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے سلم بن زریر نے بیان کیا، انہوں نے ابورجاء سے سنا کہ ہم سے عمران بن حصین ؓ نے بیان کیا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، رات بھر سب لوگ چلتے رہے جب صبح کا وقت قریب ہوا تو پڑاؤ کیا (چونکہ ہم تھکے ہوئے تھے) اس لئے سب لوگ اتنی گہری نیند سو گئے کہ سورج پوری طرح نکل آیا۔ سب سے پہلے ابوبکر صدیق ؓ جاگے۔ لیکن آنحضرت ﷺ کو، جب آپ سوتے ہوتے تو جگاتے نہیں تھے۔ بلکہ آپ خود ہی جاگتے، پھر عمر ؓ بھی جاگ گئے۔ آخر ابوبکر ؓ آپ کے سر مبارک کے قریب بیٹھ گئے اور بلند آواز سے اللہ اکبر کہنے لگے۔ اس سے آنحضرت ﷺ بھی جاگ گئے اور وہاں سے کوچ کا حکم دے دیا۔ (پھر کچھ فاصلے پر تشریف لائے) اور یہاں آپ اترے اور ہمیں صبح کی نماز پڑھائی، ایک شخص ہم سے دور کونے میں بیٹھا رہا۔ اس نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی۔ نبی ﷺ جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے اس سے فرمایا: ”اے فلاں! ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے تمہیں کس چیز نے روکا؟“ اس نے عرض کیا کہ مجھے غسل کی حاجت ہوگئی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اسے حکم دیا کہ پاک مٹی سے تیمم کرلو (پھر اس نے بھی تیمم کے بعد) نماز پڑھی۔ عمران ؓ کہتے ہیں کہ پھر آنحضور ﷺ نے مجھے چند سواروں کے ساتھ آگے بھیج دیا۔ (تاکہ پانی تلاش کریں کیونکہ) ہمیں سخت پیاس لگی ہوئی تھی۔ اب ہم اسی حالت میں چل رہے تھے کہ ہمیں ایک عورت ملی جو دو مشکوں کے درمیان (سواری پر) اپنے پاؤں لٹکائے ہوئے جا رہی تھی ہم نے اس سے کہا کہ پانی کہاں ملتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ یہاں پانی نہیں ہے۔ ہم نے اس سے پوچھا کہ تمہارے گھر سے پانی کتنے فاصلے ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ایک دن رات کا فاصلہ ہے۔ ہم نے اس سے کہا کہ اچھا تم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چلو۔ وہ بولی رسول اللہ ﷺ کے کیا معنی ہیں؟ عمران ؓ کہتے ہیں آخر ہم اسے نبی ﷺ کی خدمت میں لائے اس نے آپ سے بھی وہی کہا جو ہم سے کہہ چکی تھی۔ ہاں اتنا اور کہا کہ وہ یتیم بچوں کی ماں ہے

أَرْبَعِينَ رَجُلاً حَتَّى رَوِينَا، فَمَلأْنَا كُلَّ قِرْبَةٍ مَعَنَا وَإِدَاوَةٍ، غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ نَسْقِ بَعِيْرًا وَهِيَ تَكَادُ تَنِضُّ مِنَ الْمِلْأِ ثُمَّ قَالَ: ((هَاتُوْا مَا عِنْدَكُمْ)). فَجُمِعَ لَهَا مِنَ الْكِسَرِ وَالتَّمْرِ، حَتَّى أَتَتْ أَهْلَهَا فَقَالَتْ: لَقِيْتُ أَسْحَرَ النَّاسِ، أَوْ هُوَ نَبِيٌّ كَمَا زَعَمُوْا، فَهَدَى اللَّهُ ذَاكَ الصِّرْمَ بِتِلْكَ الْمَرْأَةِ فَأَسْلَمَتْ وَأَسْلَمُوْا. [راجع: ٣٤٤]

[مسلم: ١٥٦٣]

(اس لئے واجب الرحم ہے) آنحضرت ﷺ کے حکم سے اس کے دونوں مشکیزوں کو اتارا گیا اور آپ نے ان کے دہانوں پر دست مبارک پھیرا۔ ہم چالیس پیاسے آدمیوں نے اس میں سے خوب سیراب ہو کر پیا اور اپنے تمام مشکیزے اور بالٹیاں بھی بھر لیں صرف ہم نے اونٹوں کو پانی نہیں پلایا، اس کے باوجود اس کی مشکیں پانی سے اتنی بھری ہوئی تھی کہ معلوم ہوتا تھا ابھی بہہ پڑیں گی۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جو کچھ تمہارے پاس ہے (کھانے کی چیزوں میں سے ہو) میرے پاس لاؤ'' چنانچہ اس عورت کے سامنے ٹکڑے اور کھجوریں لا کر جمع کر دیں گئیں۔ پھر جب وہ اپنے قبیلے میں آئی تو اپنے آدمیوں میں سے اس نے کہا کہ آج میں سب سے بڑے جادوگر سے مل کر آئی ہوں یا پھر جیسا کہ (اس کے ماننے والے) لوگ کہتے ہیں، وہ واقعی نبی ہے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اس کے قبیلے کو اسی عورت کی وجہ سے ہدایت دی۔ وہ خود بھی اسلام لائی اور تمام قبیلے والوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔

تشریح: اس قصہ کے بیان میں اختلاف ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ واقعہ خیبر سے نکلنے کے بعد پیش آیا اور ابو داؤد میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ واقعہ اس وقت ہوا جب رسول کریم ﷺ حدیبیہ سے لوٹے تھے اور مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ یہ تبوک کے سفر کا واقعہ ہے اور ابو داؤد میں ایک روایت کی رو سے اس واقعہ کا تعلق غزوہ جیش الامراء سے معلوم ہوتا ہے۔ ایک جماعت مؤرخین نے کہا ہے کہ اس ایک نوعیت کا واقعہ مختلف اوقات میں پیش آیا ہے یہی ان روایات میں تطبیق ہے (توشیح)۔ یہاں آپ کی دعا سے پانی میں برکت ہو گئی۔ یہی معجزہ وجہ مطابقت باب ہے۔

٣٥٧٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ سَعِيْدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِإِنَاءٍ وَهُوَ بِالزَّوْرَاءِ، فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ، فَجَعَلَ الْمَاءُ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ، فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ. قَالَ قَتَادَةُ: قُلْتُ لِأَنَسٍ: كَمْ كُنْتُمْ؟ قَالَ: ثَلَاثَمِائَةٍ، أَوْ زُهَاءَ ثَلَاثِمِائَةٍ. [راجع: ١٦٩]

[مسلم: ٥٩٤٤]

(٣٥٧٢) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی عدی نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی عروبہ نے، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک برتن حاضر کیا گیا (پانی کا) آنحضرت ﷺ اس وقت (مدینہ کے نزدیک) مقام زوراء میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ نے اس برتن میں ہاتھ رکھا تو اس میں سے پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان میں سے پھوٹنے لگا اور اسی پانی سے پوری جماعت نے وضو کیا۔ قتادہ نے کہا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا، آپ لوگ کتنی تعداد میں تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ تین سو ہوں گے یا تین سو کے قریب ہوں گے۔

٣٥٧٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ

(٣٥٧٣) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم

مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَحَانَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ، فَالْتُمِسَ الْوَضُوْءُ فَلَمْ يَجِدُوْهُ فَأُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِوَضُوْءٍ، فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ ذٰلِكَ الْإِنَاءِ يَدَهُ، فَأَمَرَ النَّاسَ أَنْ يَتَوَضَّؤُوْا مِنْهُ، فَرَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ أَصَابِعِهِ، فَتَوَضَّأَ النَّاسُ حَتّٰى تَوَضَّؤُوْا مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ. [راجع: ١٦٩]

سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، عصر کی نماز کا وقت ہو گیا تھا اور لوگ وضو کے پانی کو تلاش کر رہے تھے لیکن پانی کا کہیں پتہ نہیں تھا، پھر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں (برتن کے اندر) وضو کا پانی لایا گیا آپ نے اپنا ہاتھ اس برتن میں رکھا اور لوگوں سے فرمایا کہ اسی پانی سے وضو کریں۔ میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی انگلیوں کے نیچے سے اُبل رہا تھا چنانچہ لوگوں نے وضو کیا اور ہر شخص نے وضو کر لیا۔

٣٥٧٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مُبَارَكٍ، حَدَّثَنَا حَزْمٌ، قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ بَعْضِ مَخَارِجِهِ وَمَعَهُ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَانْطَلَقُوْا يَسِيْرُوْنَ، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلَمْ يَجِدُوْا مَاءً يَتَوَضَّؤُوْنَ، فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ، فَجَاءَ بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ يَسِيْرٍ فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ مَدَّ أَصَابِعَهُ الْأَرْبَعَ عَلَى الْقَدَحِ ثُمَّ قَالَ: ((قُوْمُوْا فَتَوَضَّؤُوْا)). فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ حَتّٰى بَلَغُوْا فِيْمَا يُرِيْدُوْنَ مِنَ الْوَضُوْءِ، وَكَانُوْا سَبْعِيْنَ أَوْ نَحْوَهُ. [راجع: ١٦٩]

(۳۵۷۴) ہم سے عبدالرحمٰن بن مبارک نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حزم بن مہران نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے امام حسن بصری سے سنا، انہوں نے کہا کہ ہم سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کسی سفر میں تھے اور آپ کے ساتھ کچھ صحابہ کرام بھی تھے۔ چلتے چلتے نماز کا وقت ہو گیا تو وضو کے لئے کہیں پانی نہیں ملا۔ آخر جماعت میں سے ایک صاحب اٹھے اور ایک بڑے سے پیالے میں تھوڑا سا پانی لے کر حاضر خدمت ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے لیا اور اس کے پانی سے وضو کیا۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ پیالے پر رکھا اور فرمایا کہ "آؤ وضو کرو۔" پوری جماعت نے وضو کیا اور تمام آداب و سنن کے ساتھ پوری طرح کر لیا۔ ہم تعداد میں ستر یا اسی کے لگ بھگ تھے۔

٣٥٧٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ، سَمِعَ يَزِيْدَ، أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَقَامَ مَنْ كَانَ قَرِيْبَ الدَّارِ مِنَ الْمَسْجِدِ يَتَوَضَّأُ، وَبَقِيَ قَوْمٌ، فَأُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِمِخْضَبٍ مِنْ حِجَارَةٍ فِيْهِ مَاءٌ، فَوَضَعَ كَفَّهُ فَصَغُرَ الْمِخْضَبُ أَنْ يَبْسُطَ فِيْهِ كَفَّهُ، فَضَمَّ أَصَابِعَهُ فَوَضَعَهَا فِي الْمِخْضَبِ،

(۳۵۷۵) ہم سے عبداللہ بن منیر نے بیان کیا، انہوں یزید بن ہارون سے کہا کہ مجھ کو حمید نے خبر دی اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نماز کا وقت ہو چکا تھا۔ مسجد نبوی سے جن کے گھر قریب تھے انہوں نے تو وضو کر لیا لیکن بہت سے لوگ باقی رہ گئے۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پتھر کی بنی ہوئی ایک لگن لائی گئی، اس میں پانی تھا۔ آپ نے اپنا ہاتھ اس پر رکھا لیکن اس کا منہ اتنا تنگ تھا کہ آپ اس کے اندر اپنا ہاتھ پھیلا کر نہیں رکھتے تھے چنانچہ آپ نے انگلیاں ملا لیں اور لگن کے اندر ہاتھ کو ڈال

فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ جَمِيعًا. قُلْتُ: كَمْ كَانُوا؟ قَالَ: ثَمَانُونَ رَجُلًا. [راجع: ١٦٩]

دیا پھر (اسی پانی سے) جتنے لوگ باقی رہ گئے تھے سب نے وضو کیا۔ میں نے پوچھا کہ آپ حضرات کی تعداد کیا تھی؟ انس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ اسی آدمی تھے۔

تشریح: یہ چار حدیثیں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کی ہیں اور ہر ایک میں ایک علیحدہ واقعہ کا ذکر ہے۔ اب ان میں جمع کرنے اور اختلاف رفع کرنے کے لئے تکلف کی ضرورت نہیں ہے (وحیدی) چاروں احادیث میں آپ کے معجزہ کا تذکرہ ہے۔ اسی لئے اس باب کے ذیل ان کو لایا گیا۔

٣٥٧٦۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ، وَالنَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ فَجَهَشَ النَّاسُ نَحْوَهُ، قَالَ: ((مَا لَكُمْ؟)) قَالُوا: لَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ وَلَا نَشْرَبُ إِلَّا مَا بَيْنَ يَدَيْكَ، فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الرَّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَثُورُ بَيْنَ أَصَابِعِهِ كَأَمْثَالِ الْعُيُونِ، فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا. قُلْتُ: كَمْ كُنْتُمْ؟ قَالَ: لَوْ كُنَّا مِائَةَ أَلْفٍ لَكَفَانَا، كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً. [أطرافه في: ٤١٥٢، ٤١٥٣، ٤١٥٤، ٤٨٤٠، ٥٦٣٩] [مسلم: ٤٨١٢، ٤٨١٣؛ نسائي: ٧٧]

(٣٥٧٦) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن مسلم نے بیان کیا، ان سے حصین نے بیان کیا، ان سے سالم بن ابی الجعد نے اور ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ صلح حدیبیہ کے دن لوگوں کو پیاس لگی ہوئی تھی کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک چھاگل رکھا ہوا تھا آپ نے اس سے وضو کیا۔ اتنے میں لوگ آپ کے پاس آ گئے۔ آپ نے فرمایا: ''کیا بات ہے؟'' لوگوں نے کہا کہ جو پانی آپ کے سامنے ہے، اس پانی کے سوا نہ تو ہمارے پاس وضو کے لئے کوئی دوسرا پانی ہے اور نہ پینے کے لئے۔ آپ نے اپنا ہاتھ چھاگل میں رکھ دیا اور پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان سے چشمے کی طرح پھوٹنے لگا اور ہم سب لوگوں نے اس پانی کو پیا بھی اور اس سے وضو بھی کیا۔ میں نے پوچھا آپ لوگ کتنی تعداد میں تھے؟ کہا کہ اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی کافی ہوتا۔ ویسے ہماری تعداد اس وقت پندرہ سو تھی۔

تشریح: کیونکہ آپ کی انگلیوں سے اللہ تعالیٰ نے چشمہ جاری کر دیا، پھر پانی کی کیا کمی تھی۔ یہ آپ کا معجزہ تھا۔ (ﷺ)

٣٥٧٧۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً، وَالْحُدَيْبِيَةُ بِئْرٌ فَنَزَحْنَاهَا حَتَّى لَمْ نَتْرُكْ فِيهَا قَطْرَةً، فَجَلَسَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى شَفِيرِ الْبِئْرِ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ وَمَجَّ فِي الْبِئْرِ، فَمَكَثْنَا غَيْرَ بَعِيدٍ ثُمَّ اسْتَقَيْنَا حَتَّى رَوِينَا وَرَوَتْ۔ أَوْ صَدَرَتْ۔ رَكَائِبُنَا. [طرفاه في: ٤١٥٠، ٤١٥١]

(٣٥٧٧) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے، ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ صلح حدیبیہ کے دن ہم چودہ سو کی تعداد میں تھے۔ حدیبیہ ایک کنویں کا نام ہے ہم نے اس سے اتنا پانی کھینچا کہ اس میں ایک قطرہ بھی باقی نہ رہا (جب رسول کریم ﷺ کو اس کی خبر معلوم ہوئی تو آپ تشریف لائے) اور کنویں کے کنارے بیٹھ کر پانی کی دعا کی اور اس پانی سے کلی کی اور کلی کا پانی کنویں میں ڈال دیا۔ ابھی تھوڑی دیر بھی نہیں ہوئی تھی کہ کنواں پھر پانی سے بھر گیا، ہم بھی اس سے خوب سیر ہوئے اور ہمارے اونٹ بھی

سیراب ہوگئے، یا پانی پی کر لوٹے۔

تشریح: راوی کوشک ہے کہ ((رویت رکائبنا)) کہا یا ((صدرت رکائبنا)) مفہوم ہر دو کا ایک ہی ہے۔ یہ بھی نبی کریم ﷺ کا معجزہ تھا، اسی لئے اس باب کے ذیل اسے ذکر کیا گیا۔

٣٥٧٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُوْلُ: قَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ لِأُمِّ سُلَيْمٍ: لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ضَعِيْفًا، أَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَتْ: نَعَمْ. فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِنْ شَعِيْرٍ، ثُمَّ أَخْرَجَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ، ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ يَدِيْ وَلَاثَتْنِيْ بِبَعْضِهِ، ثُمَّ أَرْسَلَتْنِيْ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَذَهَبْتُ بِهِ، فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ، فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((آرْسَلَكَ أَبُوْ طَلْحَةَ؟)) فَقُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: ((بِطَعَامٍ؟)) فَقُلْتُ: نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِمَنْ مَعَهُ: ((قُوْمُوْا)). فَانْطَلَقُوْا وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ حَتَّى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ: فَأَخْبَرْتُهُ. فَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ: يَا أُمَّ سُلَيْمٍ! قَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّاسِ، وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ؟ فَقَالَتْ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ. فَانْطَلَقَ أَبُوْ طَلْحَةَ حَتَّى لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُوْ طَلْحَةَ مَعَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هَلُمِّيْ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ! مَا عِنْدَكِ)). فَأَتَتْ بِذَلِكَ الْخُبْزِ، فَأَمَرَ بِهِ

(٣٥٧٨) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو مالک نے خبر دی، انہیں اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے اور انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے (میری والدہ) ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز سنی تو آپ کی آواز میں بہت ضعف معلوم ہوا۔ میرا خیال ہے کہ آپ بہت بھوکے ہیں کیا تمہارے پاس کچھ کھانا ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔ چنانچہ انہوں نے جو کی چند روٹیاں نکالیں پھر اپنی اوڑھنی نکالی اور اس میں روٹیوں کو لپیٹ کر میرے ہاتھ میں چھپا دیا اور اس اوڑھنی کا دوسرا حصہ میرے بدن پر باندھ دیا، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مجھے بھیجا۔ میں جب گیا تو آپ مسجد میں تشریف فرما تھے، آپ کے ساتھ بہت سے صحابہ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ میں آپ کے پاس کھڑا ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا ابوطلحہ نے تمہیں بھیجا ہے؟'' میں نے عرض کیا جی ہاں، آپ نے دریافت فرمایا: ''کچھ کھانا دے کر؟'' میں نے عرض کیا جی ہاں، جو صحابہ آپ کے ساتھ اس وقت موجود تھے، ان سب سے آپ نے فرمایا کہ ''چلو اٹھو۔'' آنحضرت ﷺ تشریف لانے لگے اور میں آپ کے آگے آگے لپک رہا تھا اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچ کر میں نے انہیں خبر دی۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بولے، ام سلیم! حضور اکرم ﷺ تو بہت سے لوگوں کو ساتھ لائے ہیں اور ہمارے پاس اتنا کھانا کہاں ہے کہ سب کو کھلایا جا سکے؟ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا، اللہ اور اس کے رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں (ہم فکر کیوں کریں؟) خیر ابوطلحہ آگے بڑھ کر آنحضرت ﷺ سے ملے اب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وہ بھی چل رہے تھے (گھر پہنچ کر) آپ نے فرمایا: ''ام سلیم! تمہارے پاس جو کچھ ہو یہاں لاؤ۔'' ام سلیم نے وہی روٹی لا کر آپ کے سامنے رکھ دی پھر آنحضرت ﷺ کے حکم سے روٹیوں کا چورا کر دیا گیا۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کپی نچوڑ کر اس پر کچھ گھی ڈال دیا اور اس طرح سالن

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَفُتَّ، وَعَصَرَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً فَأَدَمَتْهُ، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُوْلَ، ثُمَّ قَالَ: ((ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ)). فَأَذِنَ لَهُمْ، فَأَكَلُوْا حَتَّى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا، ثُمَّ قَالَ: ((ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ)). فَأَذِنَ لَهُمْ، فَأَكَلُوْا حَتَّى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا، ثُمَّ قَالَ: ((ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ)). فَأَذِنَ لَهُمْ، فَأَكَلُوْا حَتَّى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ: ((ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ)). فَأَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا، وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ۔ أَوْ ثَمَانُوْنَ۔ رَجُلاً. [راجع:٤٢٢]

ہو گیا۔ آپ نے اس کے بعد اس پر دعا کی جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر فرمایا: ''دس آدمیوں کو بلا لو۔'' انہوں نے ایسا ہی کیا۔ ان سب نے روٹی پیٹ بھر کر کھائی اور جب یہ لوگ باہر گئے تو آپ نے فرمایا کہ ''پھر دس آدمیوں کو بلا لو۔'' چنانچہ دس آدمیوں کو بلایا گیا، انہوں نے بھی پیٹ بھر کر کھایا۔ جب یہ لوگ باہر گئے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ''پھر دس ہی آدمیوں کو اندر بلا لو۔'' انہوں نے ایسا ہی کیا اور انہوں نے بھی پیٹ بھر کھایا۔ جب وہ باہر گئے تو آپ نے فرمایا: ''پھر دس آدمیوں کو دعوت دے دو۔'' اس طرح سب لوگوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ ان لوگوں کی تعداد ستر یا، اسی تھی۔

تشریح: آپ نے اس کھانے میں برکت کی دعا فرمائی۔ اتنے لوگوں کے کھا لینے کے بعد بھی کھانا بچ رہا۔ نبی کریم ﷺ نے ابوطلحہ اور ام سلیم رضی اللہ عنہما کے ساتھ ان کے گھر میں کھانا کھایا اور جو بچ رہا وہ ہمسایوں کو بھیج دیا۔

٣٥٧٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا أَبُوْ أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: كُنَّا نَعُدُّ الْآيَاتِ بَرَكَةً وَأَنْتُمْ تَعُدُّوْنَهَا تَخْوِيْفًا، كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ فَقَلَّ الْمَاءُ فَقَالَ: ((اطْلُبُوْا فَضْلَةً مِنْ مَاءٍ)). فَجَاؤُوْا بِإِنَاءٍ فِيْهِ مَاءٌ قَلِيْلٌ، فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ، ثُمَّ قَالَ: ((حَيَّ عَلَى الطَّهُوْرِ الْمُبَارَكِ، وَالْبَرَكَةُ مِنَ اللّٰهِ)) فَلَقَدْ رَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَقَدْ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيْحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُؤْكَلُ. [ترمذي: ٣٦٣٣]

(٣٥٧٩) مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے احمد زبیری نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے علقمہ نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ معجزات کو ہم تو باعث برکت سمجھتے تھے اور تم لوگ ان سے ڈرتے ہو۔ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے اور پانی تقریباً ختم ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جو کچھ بھی پانی بچ گیا ہو اسے تلاش کرو۔'' چنانچہ لوگ ایک برتن میں تھوڑا سا پانی لائے۔ آپ نے اپنا ہاتھ برتن میں ڈال دیا اور فرمایا: ''برکت والا پانی لو اور برکت تو اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔'' میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی فوارے کی طرح پھوٹ رہا تھا اور ہم تو آنحضرت ﷺ کے زمانے میں کھاتے وقت کھانے کی تسبیح سنتے تھے۔

تشریح: یہ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے کانوں سے کھانے وغیرہ میں سے تسبیح کی آواز سن لیتے تھے۔ ورنہ ہر چیز اللہ پاک کی تسبیح بیان کرتی ہے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ﴾ (١٧/بنی اسرائیل:٤٤) ''ہر چیز اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے لیکن تم ان کی تسبیح کو سمجھ نہیں پاتے۔'' امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل میں نکالا ہے کہ آپ نے سات کنکریاں لیں، انہوں نے آپ کے

ہاتھ میں تسبیح کہی ان کی آواز سنائی دی پھر آپ نے ان کو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں رکھ دیا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں پھر عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں، ہر ایک کے ہاتھ میں تسبیح کہی۔ حافظ نے کہا شق قمر تو قرآن اور صحیح احادیث سے ثابت ہے اور لکڑی کا رونا بھی صحیح حدیث اور کنکریوں کی تسبیح صرف ایک طریق سے جو ضعیف ہے۔ بہر حال یہ رسول کریم ﷺ کے معجزات ہیں جو جس طرح ثابت ہیں اسی طرح ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ تم ہر نشانی اور خرق عادت کو تخریف سمجھتے ہو، یہ تمہاری غلطی ہے۔ اللہ کی بعض نشانیاں تخویف کی بھی ہوتی ہیں جیسے گہن وغیرہ اور بعض نشانیاں جیسے کھانے پینے میں برکت یہ تو عنایت فضل الٰہی ہے۔

٣٥٨٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا، حَدَّثَنِيْ عَامِرٌ، حَدَّثَنِي جَابِرٌ أَنَّ أَبَاهُ، تُوُفِّيَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: إِنَّ أَبِيْ تَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا وَلَيْسَ عِنْدِيْ إِلَّا مَا يُخْرِجُ نَخْلُهُ، وَلَا يَبْلُغُ مَا يُخْرِجُ سِنِيْنَ مَا عَلَيْهِ، فَانْطَلِقْ مَعِيْ لِكَيْ لَا يُفْحِشَ عَلَيَّ الْغُرَمَاءُ. فَمَشَى حَوْلَ بَيْدَرٍ مِنْ بَيَادِرِ التَّمْرِ فَدَعَا ثُمَّ آخَرَ، ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ فَقَالَ: ((انْزِعُوْهُ)). فَأَوْفَاهُمُ الَّذِيْ لَهُمْ، وَبَقِيَ مِثْلُ مَا أَعْطَاهُمْ. [راجع: ٢١٢٧]

(٣٥٨٠) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے زکریا نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عامر نے، کہا کہ مجھ سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان کے والد (عبداللہ بن عمرو بن حرام، جنگ احد میں) شہید ہو گئے تھے اور وہ مقروض تھے۔ میں رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا کہ میرے والد اپنے اوپر قرض چھوڑ گئے۔ ادھر میرے پاس سوا اس پیداوار کے جو کھجوروں سے ہو گی اور کچھ نہیں ہے اور اس کی پیداوار سے تو برسوں میں قرض ادا نہیں ہو سکتا، اس لئے آپ میرے ساتھ تشریف لے چلئے تاکہ قرض خواہ آپ کو دیکھ کر زیادہ منہ نہ پھاڑیں۔ آپ تشریف لائے (لیکن وہ نہیں مانے) تو آپ کھجور کے جو ڈھیر لگے ہوئے تھے پہلے ان میں سے ایک کے چاروں طرف چلے اور دعا کی اسی طرح دوسرے ڈھیر کے بھی۔ پھر آپ اس پر بیٹھ گئے فرمایا: ''کھجوریں نکال کر انہیں دو۔'' چنانچہ سارا قرض ادا ہو گیا اور جتنی کھجوریں قرض میں دی تھیں اتنی ہی بچ بھی گئیں۔

تشریح: آپ کی دعائے مبارک سے کھجوروں میں برکت ہو گئی۔ باب اور حدیث میں یہی وجہ مطابقت ہے۔

٣٥٨١۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، عَنْ أَبِيْهِ، حَدَّثَنَا أَبُوْ عُثْمَانَ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ أَنَّ أَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوْا أُنَاسًا فُقَرَاءَ، وَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَرَّةً: ((مَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامُ اثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ، وَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامُ أَرْبَعَةٍ فَلْيَذْهَبْ بِخَامِسٍ أَوْ بِسَادِسٍ)). أَوْ كَمَا قَالَ، وَأَنَّ أَبَا بَكْرٍ جَاءَ بِثَلَاثَةٍ وَانْطَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ بِعَشَرَةٍ، وَأَبُوْ بَكْرٍ ثَلَاثَةً، قَالَ: فَهُوَ أَنَا وَأَبِيْ وَأُمِّيْ وَلَا أَدْرِيْ هَلْ قَالَ:

(٣٥٨١) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا، ان سے ان کے والد سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عثمان نہدی نے بیان کیا اور ان سے عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ صفہ والے محتاج اور غریب لوگ تھے اور نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا: ''جس کے گھر میں دو آدمیوں کا کھانا ہو تو وہ ایک تیسرے کو بھی ساتھ لیتا جائے اور جس کے گھر چار آدمیوں کا کھانا ہو پانچواں آدمی اپنے ساتھ لیتا جائے یا چھٹے کو بھی'' یا آپ نے اسی طرح کچھ فرمایا (راوی کو پانچ اور چھ میں شک ہے) خیر تو ابو بکر رضی اللہ عنہ تین اصحاب صفہ کو اپنے ساتھ لائے اور آنحضرت ﷺ اپنے ساتھ دس اصحاب کو لے گئے اور گھر میں میں تھا اور میرے ماں باپ تھے، ابو عثمان نے کہا مجھ کو یاد نہیں عبدالرحمٰن نے یہ بھی کہا،

امْرَأَتِي وَخَادِمِي، بَيْنَ بَيْتِنَا وَبَيْنَ بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ، وَأَنَّ أَبَا بَكْرٍ تَعَشَّى عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ لَبِثَ حَتَّى صَلَّى الْعِشَاءَ، ثُمَّ رَجَعَ فَلَبِثَ حَتَّى تَعَشَّى رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ فَجَاءَ بَعْدَ مَا مَضَى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللَّهُ، قَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ: مَا حَبَسَكَ عَنْ أَضْيَافِكَ۔ أَوْ ضَيْفِكَ؟۔قَالَ: أَوَ[مَا] عَشَّيْتِهِمْ؟ قَالَتْ: أَبَوْا حَتَّى تَجِيءَ، قَدْ عَرَضُوْا عَلَيْهِمْ فَغَلَبُوْهُمْ، فَذَهَبْتُ فَاخْتَبَأْتُ، فَقَالَ: يَا غُنْثَرُ. فَجَدَّعَ وَسَبَّ وَقَالَ: كُلُوْا وَقَالَ: لَا أَطْعَمُهُ أَبَدًا. قَالَ: وَأَيْمُ اللَّهِ! مَا كُنَّا نَأْخُذُ مِنَ اللُّقْمَةِ إِلَّا رَبَا مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرُ مِنْهَا حَتَّى شَبِعُوْا، وَصَارَتْ أَكْثَرَ مِمَّا كَانَتْ قَبْلُ، فَنَظَرَ أَبُوْ بَكْرٍ فَإِذَا شَيْءٌ أَوْ أَكْثَرُ فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ: يَا أُخْتَ بَنِي فِرَاسٍ. قَالَتْ: لَا وَقُرَّةِ عَيْنِي لَهِيَ الْآنَ أَكْثَرُ مِمَّا قَبْلُ بِثَلَاثِ مِرَارٍ. فَأَكَلَ مِنْهَا أَبُوْ بَكْرٍ، وَقَالَ: إِنَّمَا كَانَ الشَّيْطَانُ -يَعْنِي يَمِينَهُ۔ ثُمَّ أَكَلَ مِنْهَا لُقْمَةً، ثُمَّ حَمَلَهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَصْبَحَتْ عِنْدَهُ. وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ، فَمَضَى الْأَجَلُ، فَتَعَرَّفْنَا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا مَعَ كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ أُنَاسٌ -اللَّهُ أَعْلَمُ كَمْ مَعَ كُلِّ رَجُلٍ، غَيْرَ أَنَّهُ بَعَثَ مَعَهُمْ۔ قَالَ: أَكَلُوْا مِنْهَا أَجْمَعُوْنَ. أَوْ كَمَا قَالَ: [راجع: ٦٠٢]

اور میری عورت اور خادم جو میرے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ دونوں کے گھروں میں کام کرتا تھا لیکن خود ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ کھانا کھایا اور عشاء کی نماز تک وہاں ٹھہرے رہے (مہمانوں کو پہلے ہی بھیج چکے تھے) اس لئے انہیں اتنا ٹھہرنا پڑا کہ آنحضرت ﷺ نے کھانا کھالیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کو جتنا منظور تھا اتنا حصہ رات کا جب گزر گیا تو آپ گھر واپس آئے، ان کی بیوی نے ان سے کہا، کیا بات ہوئی، آپ کو اپنے مہمان یاد نہیں رہے؟ انہوں نے پوچھا، کیا مہمانوں کو اب تک کھانا نہیں کھلایا؟ بیوی نے کہا کہ مہمانوں نے آپ کے آنے تک کھانے سے انکار کیا۔ ان کے سامنے کھانا پیش کیا گیا تھا لیکن وہ نہیں مانے، عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں تو جلدی سے چھپ گیا (کیونکہ ابو بکر غصہ ہو گئے تھے) آپ نے ڈانٹا، اے پاجی! اور بہت برا بھلا کہا پھر (مہمانوں سے) کہا چلو اب کھاؤ اور خود قسم کھالی کہ میں تو کبھی نہ کھاؤں گا۔ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ خدا کی قسم، پھر ہم جو لقمہ بھی (اس کھانے میں سے) اٹھاتے تو جیسے نیچے سے کھانا اور زیادہ ہو جاتا تھا (اتنی اس میں برکت ہوئی) سب لوگوں نے شکم سیر ہو کھایا اور کھانا پہلے سے بھی زیادہ بچ رہا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جو دیکھا تو کھانا جوں کا توں تھا یا پہلے سے بھی زیادہ۔ اس پر انہوں نے اپنی بیوی سے کہا، اے بنی فراس کی بہن (دیکھو تو یہ کیا معاملہ ہوا) انہوں نے کہا، کچھ بھی نہیں، میری آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم، کھانا تو پہلے سے تین گنا زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ پھر وہ کھانا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی کھایا اور فرمایا کہ یہ میرا قسم کھانا تو شیطان کا اغوا تھا۔ ایک لقمہ کھا کر اسے آپ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لے گئے وہاں وہ صبح تک رکھا رہا۔ اتفاق سے ایک کافر قوم جس کا ہم مسلمانوں سے معاہدہ تھا اور معاہدہ کی مدت ختم ہو چکی تھی، ان سے لڑنے کے لئے فوج جمع کی گئی۔ پھر ہم بارہ ٹکریاں ہو گئے اور ہر آدمی کے ساتھ کتنے آدمی تھے خدا معلوم مگر اتنا ضرور معلوم ہے کہ آپ نے ان نقیبوں کو لشکر والوں کے ساتھ بھیجا۔ حاصل یہ کہ فوج والوں نے اس میں سے کھایا۔ یا عبدالرحمٰن نے کچھ ایسا ہی کہا۔

تشریح: حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اس بیوی کو ام رومان کہا جاتا تھا۔ ام رومان فراس بن غنم بن مالک بن کنانہ کی اولاد میں سے تھیں۔ عرب کے محاورہ میں جو کوئی کسی قبیلے سے ہوتا ہے اس کو اس کا بھائی کہتے ہیں۔ اس حدیث میں بھی آپ ﷺ کے ایک عظیم معجزہ کا ذکر ہے۔ یہی مطابقت باب ہے۔ اس حدیث کے ذیل میں مولانا وحید الزماں رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ہوا یہ ہوگا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے شام کو کھانا نبی کریم ﷺ کے گھر کھالیا ہوگا مگر

نبی کریم ﷺ نے نہ کھایا ہوگا۔ عشاء کے بعد آپ نے کھایا ہوگا۔ اس حدیث کے ترجمہ میں بہت اشکال ہے اور بڑی مشکل سے معنی جمتے ہیں ورنہ تکرار بے فائدہ لازم آتی ہے اور ممکن ہے راوی نے الفاظ میں غلطی کی ہو۔ چنانچہ مسلم کی روایت میں دوسرے لفظ تغشی کے بدل حتی نعس ہے یعنی نبی کریم ﷺ کے پاس اتنا ٹھہرے کہ آپ اونگھنے لگے۔ قاضی عیاض نے کہا یہی ٹھیک ہے۔ بعض راویوں نے فتفرقنا اثنا عشر رجلا نقل کیا ہے جس کے مطابق یہاں ترجمہ کیا گیا اور بعض نسخوں میں ففرقنا یعنی ہماری بارہ ٹکڑیاں ہوگئیں، ہر ٹکڑی ایک آدمی کے تحت میں تھی۔ بعض نسخوں میں یوں ہے کہ بارہ آدمیوں کو مسلمانوں نے نقیب بنایا۔ بعض میں فقرینا ہے۔ یعنی ہم نے بارہ آدمیوں کی ضیافت کی۔ ہر آدمی کے ساتھ کتنے آدمی تھے یہ اللہ ہی کو معلوم ہے اس حدیث شریف میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کرامت مذکور ہے مگر اولیائے اللہ کی کرامت ان کے پیغمبر کا معجزہ ہے کیونکہ پیغمبر ہی کی تابعداری کی برکت سے ان کو یہ درجہ ملا ہے، اس لئے باب کا مطلب حاصل ہوگیا۔ یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے۔ (وحیدی)

٣٥٨٢۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَبْدِالْعَزِيْزِ، عَنْ أَنَسٍ، وَعَنْ يُوْنُسَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَصَابَ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ قَحْطٌ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَبَيْنَمَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ جُمُعَةٍ إِذْ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلَكَتِ الْكُرَاعُ، وَهَلَكَتِ الشَّاءُ، فَادْعُ اللّٰهَ يَسْقِيْنَا، فَمَدَّ يَدَيْهِ وَدَعَا ـقَالَ أَنَسٌ: وَإِنَّ السَّمَاءَ لَمِثْلُ الزُّجَاجَةِـ فَهَاجَتْ رِيْحٌ أَنْشَأَتْ سَحَابًا ثُمَّ اجْتَمَعَ، ثُمَّ أَرْسَلَتِ السَّمَاءُ عَزَالِيَهَا، فَخَرَجْنَا نَخُوْضُ الْمَاءَ حَتَّى أَتَيْنَا مَنَازِلَنَا، فَلَمْ نَزَلْ نُمْطَرُ إِلَى الْجُمُعَةِ الأُخْرَى، فَقَامَ إِلَيْهِ ذَلِكَ الرَّجُلُ ـ أَوْ غَيْرُهُ ـ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! تَهَدَّمَتِ الْبُيُوْتُ، فَادْعُ اللّٰهَ يَحْبِسْهُ. فَتَبَسَّمَ ثُمَّ قَالَ: ((حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا)). فَنَظَرْتُ إِلَى السَّحَابِ تَصَدَّعَ حَوْلَ الْمَدِيْنَةِ كَأَنَّهَا إِكْلِيْلٌ. [راجع: ٩٣٢]

(٣٥٨٢) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد نے بیان کیا، ان سے عبدالعزیز نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے اور حماد نے اس حدیث کو یونس سے بھی روایت کیا ہے۔ ان سے ثابت نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک سال قحط پڑا۔ آپ جمعہ کی نماز کے لئے خطبہ دے رہے تھے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ! گھوڑے بھوک سے ہلاک ہوگئے اور بکریاں بھی ہلاک ہوگئیں۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ ہم پر پانی برسائے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس وقت آسمان شیشے کی طرح (بالکل صاف) تھا اتنے میں ہوا چلی، اس نے ابر کو اٹھایا پھر اس ابر کے بہت سے ٹکڑے جمع ہوگئے اور آسمان نے گویا اپنے دہانے کھول دیئے۔ ہم جب مسجد سے نکلے تو گھر پہنچتے پہنچتے پانی میں ڈوب چکے تھے۔ بارش یوں ہی دوسرے جمعہ تک برابر ہوتی رہی۔ دوسرے جمعہ کو وہی صاحب یا کوئی دوسرے پھر کھڑے ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! مکانات گر گئے، دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ بارش روک دے۔ آنحضرت ﷺ مسکرائے اور فرمایا: ”اے اللہ! اب ہمارے چاروں طرف بارش برسا (جہاں اس کی ضرورت ہو) ہم پر نہ برسا۔“ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جو نظر اٹھائی تو دیکھا کہ اسی وقت ابر پھٹ کر مدینہ کے اردگرد تاج کی طرح ہوگیا تھا۔

٣٥٨٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيْرٍ أَبُوْ غَسَّانَ، حَدَّثَنَا أَبُوْ حَفْصٍ ـوَاسْمُهُ عُمَرُ بْنُ الْعَلَاءِ أَخُوْ أَبِيْ عَمْرِو بْنِ

(٣٥٨٣) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوغسان یحییٰ بن کثیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابوحفص نے جن کا نام عمر بن علاء ہے اور جو ابوعمرو بن علاء کے بھائی ہیں، بیان کیا، کہا کہ میں نے نافع سے سنا اور

الْعَلَاءِ. قَالَ: سَمِعْتُ نَافِعًا، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ إِلَى جِذْعٍ فَلَمَّا اتُّخِذَ الْمِنْبَرُ تَحَوَّلَ إِلَيْهِ، فَحَنَّ الْجِذْعُ فَأَتَاهُ فَمَسَحَ يَدَهُ عَلَيْهِ. وَقَالَ عَبْدُ الْحَمِيدِ: أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ ابْنُ عُمَرَ، أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ الْعَلَاءِ، عَنْ نَافِعٍ، بِهَذَا. وَرَوَاهُ أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ أَبِي رَوَّادٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ نبی کریم ﷺ ایک لکڑی کا سہارا لے کر خطبہ دیا کرتے تھے، پھر جب منبر بن گیا تو آپ خطبہ کے لئے اس پر تشریف لے گئے۔ اس پر اس لکڑی نے باریک آواز سے رونا شروع کر دیا۔ آخر آپ اس کے قریب تشریف لائے اور اپنا ہاتھ اس پر پھیرا۔ اور عبدالحمید نے کہا کہ ہمیں عثمان بن عمر نے خبر دی، انہیں معاذ بن علاء نے خبر دی اور انہیں نافع نے اسی حدیث کی اور اس کی روایت ابو عاصم نے کی، ان سے ابو رَوّاد نے، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ سے۔

تشریح: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ معلوم نہیں یہ عبدالحمید نامی راوی کون ہیں؟ مزی نے کہا کہ یہ عبد بن حمید حافظ مشہور ہیں، مگر میں نے ان کی تفسیر اور مسند دونوں میں یہ حدیث تلاش کی تو مجھ کو نہیں ملی۔ البتہ دارمی نے اس کو نکالا ہے عثمان بن عمر سے آخر تک اسی اسناد سے۔ (وحیدی)

٣٥٨٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ابْنُ أَيْمَنَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُومُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَى شَجَرَةٍ أَوْ نَخْلَةٍ، فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ۔ أَوْ رَجُلٌ۔ يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَلَا نَجْعَلُ لَكَ مِنْبَرًا؟ قَالَ: ((إِنْ شِئْتُمْ)). فَجَعَلُوا لَهُ مِنْبَرًا، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ دُفِعَ إِلَى الْمِنْبَرِ، فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ صِيَاحَ الصَّبِيِّ، ثُمَّ نَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَضَمَّهَا إِلَيْهِ تَئِنُّ أَنِينَ الصَّبِيِّ، الَّذِي يُسَكَّنُ، قَالَ: ((كَانَتْ تَبْكِي عَلَى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ عِنْدَهَا)). [راجع: ٤٤٩]

(۳۵۸۴) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالواحد بن ایمن نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا اور انہوں نے جابر بن عبداللہ سے کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن خطبہ کے لئے ایک درخت (کے تنے) کے پاس کھڑے ہوتے، یا (بیان کیا کہ) کھجور کے درخت کے پاس۔ پھر ایک انصاری عورت نے یا کسی صحابی نے کہا، یارسول اللہ! کیوں نہ ہم آپ کے لئے ایک منبر تیار کر دیں؟ آپ نے فرمایا: ''اگر تمہارا جی چاہے تو کر دو۔'' چنانچہ انہوں نے آپ کے لئے منبر تیار کر دیا۔ جب جمعہ کا دن ہوا تو آپ اس منبر پر تشریف لے گئے۔ اس پر کھجور کے تنے سے بچے کی طرح رونے کی آواز آنے لگی۔ نبی ﷺ منبر سے اترے اور اسے اپنے گلے سے لگا لیا، جس طرح بچوں کو چپ کرنے کے لئے لوریاں دیتے ہیں، آنحضرت ﷺ نے بھی اسی طرح اسے چپ کرایا۔ پھر آپ نے فرمایا: ''یہ تنا اس لئے رو رہا تھا کہ وہ اللہ کے اس ذکر کو سنا کرتا تھا جو اس کے قریب ہوتا تھا۔''

٣٥٨٥۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي أَخِي، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَخْبَرَنِي حَفْصُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللَّهِ يَقُولُ: كَانَ الْمَسْجِدُ مَسْقُوفًا عَلَى جُذُوعٍ

(۳۵۸۵) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے بھائی نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن بلال نے، ان سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، انہیں حفص بن عبیداللہ بن انس بن مالک نے خبر دی اور انہوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا۔ انہوں نے بیان کیا کہ مسجد نبوی کی چھت کھجور کے تنوں پر بنائی گئی تھی۔ نبی کریم ﷺ جب خطبہ کے لئے تشریف لاتے تو

مِنْ نَخْلٍ فَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا خَطَبَ يَقُومُ إِلَى جِذْعٍ مِنْهَا، فَلَمَّا صُنِعَ لَهُ الْمِنْبَرُ، فَكَانَ عَلَيْهِ، فَسَمِعْنَا لِذَلِكَ الْجِذْعِ صَوْتًا كَصَوْتِ الْعِشَارِ، حَتَّى جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهَا فَسَكَنَتْ. [راجع: ٤٤٩]

آپ ان میں سے ایک تنے کے پاس کھڑے ہو جاتے لیکن جب آپ کے لئے منبر بنا دیا گیا تو آپ اس پر تشریف لائے۔ پھر ہم نے اس تنے سے اس طرح رونے کی آواز سنی جیسی بوقت ولادت اونٹنی کی آواز ہوتی ہے۔ آخر جب نبی ﷺ نے اس کے قریب آ کر اس پر ہاتھ رکھا تو وہ چپ ہوا۔

تشریح: صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ آواز سنی۔ دوسری روایت میں ہے، آپ نے آ کر اس کو گلے لگا لیا اور وہ لکڑی خاموش ہو گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں ایسا نہ کرتا تو وہ قیامت تک روتی رہتی۔ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جب اس حدیث کو بیان کرتے تو کہتے مسلمانو! ایک لکڑی نبی کریم ﷺ سے ملنے کے شوق میں روئی اور تم لکڑی کے برابر بھی آپ سے ملنے کا شوق نہیں رکھتے۔ دارمی کی روایت میں ہے کہ آپ نے حکم دیا کہ ایک گڑھا کھودا گیا اور وہ لکڑی اس میں دبا دی گئی۔ ابونعیم کی روایت میں ہے آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا تم کو اس لکڑی کے رونے پر تعجب نہیں آتا، وہ آئے، اس کا رونا سنا، خود بھی بہت روئے۔ مسلمانو! ایک لکڑی کو نبی کریم ﷺ سے ایسی محبت ہو اور ہم لوگ جو اشرف الخلوقات ہیں اپنے پیغمبر سے اتنی بھی الفت نہ رکھیں، رونے کا مقام ہے کہ آپ کی حدیث کو چھوڑ کر ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی طرف دوڑیں، آپ کی حدیث سے تو ہم کو تسلی نہ ہو اور قہستانی اور کیدانی جو نامعلوم کس باغ کی مولی تھے ان کے قول سے تشفی ہو جائے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ پھر اسلام کا دعویٰ کیوں کرتے ہو جب پیغمبر اسلام کی تم کو ذرا بھی محبت نہیں۔ (مولانا وحید الزماں رحمۃ اللہ علیہ)

٣٥٨٦ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: قَالَ عُمَرُ: أَيُّكُمْ يَحْفَظُ حَدِيثَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْفِتْنَةِ ؟ح: وَحَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: أَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْفِتْنَةِ؟ فَقَالَ حُذَيْفَةُ: أَنَا أَحْفَظُ كَمَا قَالَ، قَالَ: هَاتِ إِنَّكَ لَجَرِيءٌ. قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَجَارِهِ تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ)). قَالَ: لَيْسَتْ هَذِهِ، وَلَكِنِ الَّتِي تَمُوجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ. قَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! لَا بَأْسَ عَلَيْكَ

(٣٥٨٦) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی عدی نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے ان سے اعمش نے ان سے ابو وائل نے بیان کیا کہ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم میں سے فتنہ کے بارہ میں نبی اکرم ﷺ کی حدیث کس کو زیادہ یاد ہے، (دوسری سند) کہا مجھ سے بشر بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے، ان سے شعبہ نے، ان سے سلیمان نے، انہوں نے ابو وائل سے سنا، وہ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا فتنہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث کس کو یاد ہے؟ حذیفہ بولے کہ مجھے زیادہ یاد ہے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر بیان کرو۔ (ماشاء اللہ) تم تو بہت جری ہو۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انسان کی ایک آزمائش (فتنہ) تو اس کے گھر مال اور پڑوس میں ہوتا ہے جس کا کفارہ، نماز صدقہ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسی نیکیاں بن جاتی ہیں۔'' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس کے متعلق نہیں پوچھتا، بلکہ میری مراد اس فتنہ سے ہے جو سمندر کی طرح (ٹھاٹھیں مارتا) ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ اس فتنہ کا آپ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا آپ کے اور اس فتنہ کے درمیان

مِنْهَا، إِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا. قَالَ: يُفْتَحُ الْبَابُ أَوْ يُكْسَرُ؟ قَالَ: لَا بَلْ يُكْسَرُ. قَالَ: ذَلِكَ أَحْرَى أَنْ لَا يُغْلَقَ. قُلْنَا: عَلِمَ عُمَرُ الْبَابَ قَالَ: نَعَمْ، كَمَا أَنَّ دُوْنَ غَدٍ لَيْلَةً، إِنِّي حَدَّثْتُهُ حَدِيْثًا لَيْسَ بِالْأَغَالِيطِ. فَهِبْنَا أَنْ نَسْأَلَهُ، وَأَمَرْنَا مَسْرُوْقًا، فَسَأَلَهُ فَقَالَ: مَنِ الْبَابُ؟ قَالَ: عُمَرُ. [راجع: ٥٢٥]

بند دروازہ ہے۔ حضرت عمر نے پوچھا وہ دروازہ کھولا جائے گا یا توڑ دیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ نہیں بلکہ توڑ دیا جائے گا۔ حضرت عمر نے اس پر فرمایا کہ پھر تو بند نہ ہو سکے گا۔ ہم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا عمر رضی اللہ عنہ اس دروازے کے متعلق جانتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ اسی طرح جانتے تھے جیسے دن کے بعد رات کے آنے کو ہر شخص جانتا ہے۔ میں نے ایسی حدیث بیان کی جو غلط نہیں تھی۔ ہمیں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے (دروازے کے متعلق) پوچھتے ہوئے ڈر معلوم ہوا۔ اس لئے ہم نے مسروق سے کہا جب انہوں نے پوچھا کہ وہ دروازہ (سے مراد) کون صاحب مراد ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ وہ خود عمر رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔

تشریح: یہ حدیث مع شرح اوپر گزر چکی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس باب میں اس کو اس لئے لائے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا ایک معجزہ ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب تک زندہ رہے کوئی فتنہ اور فساد مسلمانوں میں نہیں ہوا۔ ان کی وفات کے بعد فتنوں کا دروازہ کھل گیا تو آپ کی پیش گوئی پوری ہوئی۔ زرکشی نے کہا کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ اگر اس دروازے کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ذات کہتے تو درست ہوتا ان کی شہادت کے بعد فتنوں کا دروازہ کھل گیا۔ بلکہ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت بھی فتنہ گروں کے ہاتھوں ہوئی) راقم کہتا ہے کہ یہ زرکشی کی خوش فہمی ہے۔ فتنوں کا دروازہ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حیات میں کھل گیا تھا پھر وہ دروازہ کیسے ہو سکتے ہیں۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ ایک جلیل الشان صحابی اور نبی کریم ﷺ کے محرم راز تھے۔ انہوں نے جو امر قرار دیا، زرکشی کو اس پر اعتراض کرنا زیبا نہیں تھا (وحیدی) اہل ومال کے فتنے سے مراد اللہ کی یاد سے غافل ہونا اور دل پر غفلت کا پردہ آنا ہے۔

٣٥٨٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوْا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ، وَحَتَّى تُقَاتِلُوا التُّرْكَ، صِغَارَ الْأَعْيُنِ، حُمْرَ الْوُجُوْهِ، ذُلْفَ الْأُنُوْفِ كَأَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ)). [راجع: ٢٩٢٨]

(٣٥٨٧) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک نہیں قائم ہوگی جب تک تم ایک ایسی قوم کے ساتھ جنگ نہ کر لو جن کے جوتے بال کے ہوں اور جب تک تم ترکوں سے جنگ نہ کر لو، جن کی آنکھیں چھوٹی ہوں گی، چہرے سرخ ہوں گے، ناک چھوٹی اور چپٹی ہوگی، چہرے ایسے ہوں گے جیسے تہ بہ تہ ڈھال ہوتی ہے۔''

٣٥٨٨۔ ((وَتَجِدُوْنَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ أَشَدَّهُمْ كَرَاهِيَةً لِهَذَا الْأَمْرِ حَتَّى يَقَعَ فِيْهِ. وَالنَّاسُ مَعَادِنُ: خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ)). [راجع: ٣٤٩٣]

(٣٥٨٨) ''اور تم حکومت کے لئے سب سے زیادہ بہتر شخص اسے پاؤ گے جو حکومت کرنے کو برا جانے (یعنی اس منصب کو خود کے لئے ناپسند کرے) یہاں تک کہ وہ اس میں پھنس جائے۔ لوگوں کی مثال کان کی سی ہے جو جاہلیت میں شریف تھے وہ اسلام لانے کے بعد بھی شریف ہیں۔''

٣٥٨٩۔ ((وَلَيَأْتِيَنَّ عَلَى أَحَدِكُمْ زَمَانٌ لَأَنْ

(٣٥٨٩) ''اور تم پر ایک ایسا دور بھی آنے والا ہے کہ تم میں سے کوئی اپنے

يَرَانِي أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَهُ مِثْلُ أَهْلِهِ وَمَالِهِ)). [راجع: ٣٥٨٧]

سارے گھر بار اور مال و دولت سے بڑھ کر مجھ کو دیکھ لینا زیادہ پسند کرے گا۔''

تشریح: اس حدیث میں چار پیشین گوئیاں ہیں، چاروں پوری ہوئیں۔ نبی کریم ﷺ کے محبان صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم میں بلکہ ان کے بعد والے لوگوں میں بھی ہمارے زمانے تک بعض ایسے گزرے ہیں کہ مال اولاد سب کو آپ کے ایک دیدار پر تصدق (قربان) کر دیں۔ مال و دولت کیا چیز ہے، جان ہزار جانیں آپ پر سے تصدق کرنا فخر اور سعادت دارین سمجھتے رہے۔

ہر دو عالم قیمت خود گفتہ نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز (وحیدی)

٣٥٩٠۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا خُوزًا وَكَرْمَانَ مِنَ الْأَعَاجِمِ، حُمْرَ الْوُجُوهِ، فُطْسَ الْأُنُوفِ، صِغَارَ الْأَعْيُنِ، كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ، نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ)). تَابَعَهُ غَيْرُهُ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ. [راجع: ٢٩٢٨]

(٣٥٩٠) ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، ان سے معمر نے اور ان سے ہمام نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ تم ایرانیوں کے شہر خوز اور کرمان والوں سے جنگ نہ کر لو گے۔ چہرے ان کے سرخ ہوں گے، ناک چپٹی ہوگی، آنکھیں چھوٹی ہوں گی اور چہرے ایسے ہوں گے جیسے تہ بہ تہ ڈھال ہوتی ہے اور ان کے جوتے بالوں والے ہوں گے۔'' یحییٰ کے علاوہ اس حدیث کو اوروں نے بھی عبدالرزاق سے روایت کیا ہے۔

٣٥٩١۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: قَالَ إِسْمَاعِيلُ: أَخْبَرَنِي قَيْسٌ، قَالَ: أَتَيْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَقَالَ: صَحِبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَ سِنِينَ لَمْ أَكُنْ فِي سِنِيَّ أَحْرَصَ عَلَى أَنْ أَعِيَ الْحَدِيثَ مِنِّي فِيهِنَّ سَمِعْتُهُ يَقُولُ وَقَالَ هٰكَذَا بِيَدِهِ: ((بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ تُقَاتِلُونَ قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ، وَهُوَ هٰذَا الْبَارِزُ)). وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً: وَهُمْ أَهْلُ الْبَارِزِ. [راجع: ٢٩٢٨] [مسلم: ٧٣١٤]

(٣٥٩١) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا کہ اسماعیل نے بیان کیا کہ مجھ کو قیس نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ ہم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں تین سال رہا ہوں، اپنی پوری عمر میں مجھے حدیث یاد کرنے کا اتنا شوق کبھی نہیں ہوا جتنا ان تین سالوں میں تھا۔ میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے سنا، آپ نے اپنے ہاتھ سے یوں اشارہ کر کے فرمایا: ''قیامت کے قریب تم لوگ (مسلمان) ایک ایسی قوم سے جنگ کرو گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے۔'' (مراد یہی ایرانی ہیں) سفیان نے ایک مرتبہ وھو ھذا البارز کے بجائے الفاظ وھم اھل البارز نقل کئے (یعنی ایرانی، یا کردی یا دیلم والے لوگ مراد ہیں)۔

٣٥٩٢۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، سَمِعْتُ الْحَسَنَ، يَقُولُ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ

(٣٥٩٢) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا، کہا میں نے حسن سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: ''قیامت کے قریب تم ایک ایسی قوم سے جنگ کرو گے جو بالوں کا

تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا يَنْتَعِلُوْنَ الشَّعَرَ، وَتُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا كَأَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ)). [راجع: ٢٩٢٧]

جوتا پہنتے ہوں گے اور ایک ایسی قوم سے جنگ کرو گے جن کے منہ تہ بہ تہ ڈھالوں کی طرح ہوں گے۔"

٣٥٩٣۔ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((تُقَاتِلُكُمُ الْيَهُوْدُ فَتُسَلَّطُوْنَ عَلَيْهِمْ حَتّٰى يَقُوْلُ الْحَجَرُ يَا مُسْلِمُ! هٰذَا يَهُوْدِيٌّ وَرَائِيْ فَاقْتُلْهُ)). [راجع: ٢٩٢٥]

(۳۵۹۳) ہم سے حکم بن نافع نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھے سالم بن عبداللہ نے خبر دی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا تھا: "تم یہودیوں سے ایک جنگ کرو گے اور اس میں ان پر غالب آ جاؤ گے، اس وقت یہ کیفیت ہوگی کہ (اگر کوئی یہودی جان بچانے کے لئے کسی پہاڑ میں بھی چھپ جائے گا تو) پتھر بولے گا کہ اے مسلمان! یہ یہودی میری آڑ میں چھپا ہوا ہے، اسے قتل کر دے۔"

تشریح: یہ اس وقت ہوگا جب عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اور یہودی لوگ دجال کے لشکری ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام باب لد کے پاس دجال کو ماریں گے اور اس کے لشکر والے جابجا مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوں گے۔

٣٥٩٤۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَغْزُوْنَ، فَيُقَالُ لَهُمْ: هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَحِبَ الرَّسُوْلَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ؟ نَعَمْ. فَيُفْتَحُ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ يَغْزُوْنَ فَيُقَالُ لَهُمْ: هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَحِبَ مَنْ صَحِبَ الرَّسُوْلَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ. فَيُفْتَحُ لَهُمْ)). [راجع: ٢٨٩٧]

(۳۵۹۴) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عمرو نے، ان سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ جہاد کے لئے فوج جمع ہوگی، پوچھا جائے گا کہ فوج میں کوئی ایسے بزرگ بھی ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ کی صحبت اٹھائی ہو؟ معلوم ہوگا کہ ہاں ہیں تو ان کے ذریعہ فتح کی دعا مانگی جائے گی۔ پھر ایک جہاد ہوگا اور پوچھا جائے گا، کیا فوج میں کوئی ایسے شخص ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے کسی صحابی کی صحبت اٹھائی ہو؟ معلوم ہوگا کہ ہاں ہیں تو ان کے ذریعے فتح کی دعا مانگی جائے گی۔ پھر ان کی دعا کی برکت سے فتح ہوگی۔"

٣٥٩٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَكَمِ، أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيْلُ، أَخْبَرَنَا سَعْدٌ الطَّائِيُّ: أَخْبَرَنَا مُحِلُّ بْنُ خَلِيْفَةَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: بَيْنَا أَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ فَشَكَا إِلَيْهِ الْفَاقَةَ، ثُمَّ جَاءَهُ آخَرُ، فَشَكَا إِلَيْهِ قَطْعَ السَّبِيْلِ. فَقَالَ: ((يَا عَدِيُّ هَلْ

(۳۵۹۵) مجھ سے محمد بن حکم نے بیان کیا، کہا ہم کو نضر نے خبر دی، کہا ہم کو اسرائیل نے خبر دی، کہا ہم کو سعد طائی نے خبر دی، انہیں محل بن خلیفہ نے خبر دی، ان سے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک صاحب آئے اور آنحضرت ﷺ سے فقر و فاقہ کی شکایت کی۔ پھر دوسرے صاحب آئے اور راستوں کی بدامنی کی شکایت کی۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "عدی! تم نے مقام حیرہ

رَأَيْتَ الْحِيرَةَ؟)) قُلْتُ: لَمْ أَرَهَا وَقَدْ أُنْبِئْتُ عَنْهَا قَالَ: ((فَإِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الظَّعِينَةَ تَرْحَلُ مِنَ الْحِيرَةِ، حَتَّى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ، لَا تَخَافُ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ)) قُلْتُ: فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَ نَفْسِي: فَأَيْنَ دُعَّارُ طَيِّئٍ الَّذِينَ قَدْ سَعَّرُوا الْبِلَادَ: ((وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتُفْتَحَنَّ كُنُوزُ كِسْرَى)) قُلْتُ: كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ؟ قَالَ: ((كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ، وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ، لَتَرَيَنَّ الرَّجُلَ يُخْرِجُ مِلْأَ كَفِّهِ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ، يَطْلُبُ مَنْ يَقْبَلُهُ مِنْهُ، فَلَا يَجِدُ أَحَدًا يَقْبَلُهُ مِنْهُ، وَلَيَلْقَيَنَّ اللَّهَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ يَلْقَاهُ، وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تُرْجُمَانٌ يُتَرْجِمُ لَهُ. فَيَقُولَنَّ لَهُ: أَلَمْ أَبْعَثْ إِلَيْكَ رَسُولًا فَيُبَلِّغَكَ؟ فَيَقُولُ: بَلَى. فَيَقُولُ: أَلَمْ أُعْطِكَ مَالًا وَوَلَدًا وَأُفْضِلْ عَلَيْكَ؟ فَيَقُولُ: بَلَى فَيَنْظُرُ عَنْ يَمِينِهِ فَلَا يَرَى إِلَّا جَهَنَّمَ، وَيَنْظُرُ عَنْ يَسَارِهِ فَلَا يَرَى إِلَّا جَهَنَّمَ)). قَالَ عَدِيٌّ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقَّةِ تَمْرَةٍ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ شِقَّ تَمْرَةٍ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ)). قَالَ عَدِيٌّ: فَرَأَيْتُ الظَّعِينَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيرَةِ حَتَّى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ، لَا تَخَافُ إِلَّا اللَّهَ تَعَالَى، وَكُنْتُ فِيمَنِ افْتَتَحَ كُنُوزَ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ، وَلَئِنْ طَالَتْ بِكُمْ حَيَاةٌ لَتَرَوُنَّ مَا قَالَ النَّبِيُّ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: ((يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهِ)). [راجع: ١٤١٣]

دیکھا ہے؟'' (جو کوفہ کے پاس ایک بستی ہے) میں نے عرض کیا کہ میں نے دیکھا تو نہیں، البتہ اس کا نام میں نے سنا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمہاری زندگی کچھ اور لمبی ہوئی تو تم دیکھو گے کہ ہودج میں ایک عورت اکیلی حیرہ سے سفر کرے گی اور (مکہ پہنچ کر) کعبہ کا طواف کرے گی اور اللہ کے سوا، اسے کسی کا بھی خوف نہ ہوگا۔'' میں نے (حیرت سے) اپنے دل میں کہا، پھر قبیلے طے کے ان ڈاکوؤں کا کیا ہوگا جنہوں نے شہروں کو تباہ کردیا، فساد کی آگ سلگا رکھی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم کچھ اور دنوں تک زندہ رہے تو کسریٰ کے خزانے (تم پر) کھولے جائیں گے۔'' میں (حیرت میں) بول پڑا کسریٰ بن ہرمز (ایران کا بادشاہ) آپ نے فرمایا: ''ہاں کسریٰ بن ہرمز! اور اگر تم کچھ دنوں تک اور زندہ رہے تو یہ دیکھو گے کہ ایک شخص اپنے ہاتھ میں سونا چاندی بھر کر نکلے گا۔ اسے کسی ایسے آدمی کی تلاش ہوگی (جو اس کی زکوٰۃ) قبول کرلے لیکن اسے کوئی ایسا آدمی نہیں ملے گا جو اسے قبول کرلے۔ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا جو دن مقرر ہے اس وقت تم میں سے ہر کوئی اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ درمیان میں کوئی ترجمان نہ ہوگا (بلکہ پروردگار اس سے بلاواسطہ باتیں کرے گا) اللہ تعالیٰ اس سے دریافت کرے گا۔ کیا میں نے تمہارے پاس رسول نہیں بھیجے تھے جنہوں نے تم تک میرا پیغام پہنچا دیا ہو؟ وہ عرض کرے گا، بے شک تو نے بھیجے تھے۔ اللہ تعالیٰ دریافت فرمائے گا کیا میں نے مال اور اولاد تمہیں نہیں دی تھی؟ کیا میں نے ان کے ذریعہ تمہیں فضیلت نہیں دی تھی؟ وہ جواب دے گا بے شک تو نے دیا تھا۔ پھر وہ اپنی داہنی طرف دیکھے گا تو سوا جہنم کے اسے اور کچھ نظر نہ آئے گا پھر وہ بائیں طرف دیکھے گا تو ادھر بھی جہنم کے سوا اور کچھ نظر نہیں آئے گا۔'' عدی ؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ ''جہنم سے ڈرو، اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعہ ہو۔ اگر کسی کو کھجور کا ایک ٹکڑا بھی میسر نہ آسکے تو (کسی سے) ایک اچھا کلمہ ہی کہہ دے۔'' حضرت عدی ؓ نے بیان کیا کہ میں نے ہودج میں بیٹھی ہوئی اک اکیلی عورت کو تو خود دیکھ لیا کہ حیرہ سے سفر کے لئے نکلی اور (مکہ پہنچ کر) اس نے کعبہ کا طواف کیا اور اسے

اللہ کے سوا اور کسی (ڈاکو وغیرہ) کا (راستے میں) خوف نہیں تھا اور مجاہدین کی اس جماعت میں تو میں خود شریک تھا جس نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کیے۔ اور اگر تم لوگ کچھ دنوں اور زندہ رہے تو وہ بھی دیکھ لوگے جو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ''ایک شخص اپنے ہاتھ میں (زکوٰۃ کا سونا چاندی) بھر کر نکلے گا (لیکن اسے لینے والا کوئی نہیں ملے گا)۔''

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ، أَخْبَرَنَا سَعْدَانُ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا أَبُوْ مُجَاهِدٍ، حَدَّثَنَا مُحِلُّ بْنُ خَلِيْفَةَ، سَمِعْتُ عَدِيًّا، كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ١٤١٣]

مجھ سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، کہا ہم کو سعدان بن بشر نے خبر دی، ان سے ابو مجاہد نے بیان کیا، ان سے محل بن خلیفہ نے بیان کیا اور انہوں نے عدی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ پھر یہی حدیث نقل کی جو اوپر مذکور ہوئی۔

تشریح: عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں مال و دولت کی فراوانی کی پیش گوئی بھی پوری ہوئی کہ مسلمانوں کو اللہ نے بہت دولت مند بنا دیا تھا کہ کوئی زکوٰۃ لینے والا نہ تھا۔ حافظ نے کہا کہ حیرہ عرب کے ان بادشاہوں کا پایہ تخت تھا جو ایران کے ماتحت تھے۔

٣٥٩٦۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ شُرَحْبِيْلَ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ يَزِيْدَ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ، فَقَالَ: ((إِنِّي فَرَطُكُمْ، وَأَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ، إِنِّي وَاللّٰهِ! لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ، وَإِنِّي قَدْ أُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ، وَإِنِّي وَاللّٰهِ! مَا أَخَافُ مِنْ بَعْدِي أَنْ تُشْرِكُوْا، وَلَكِنْ أَخَافُ أَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا)). [راجع: ١٣٤٤]

(٣٥٩٦) مجھ سے سعید بن شرحبیل نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے زید بن حبیب نے، ان سے ابو الخیر نے، ان سے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ ایک دن مدینہ سے باہر نکلے اور شہدائے احد پر نماز پڑھی جیسے میت پر پڑھتے ہیں اس کے بعد آپ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا: ''میں (حوض کوثر پر) تم سے پہلے پہنچوں گا اور قیامت کے دن تمہارے لئے میر سامان بنوں گا، میں تم پر گواہی دوں گا اور اللہ کی قسم میں اپنے حوض کوثر کو اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں۔ مجھے روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں اور قسم اللہ کی مجھے تمہارے بارے میں یہ خوف نہیں کہ تم شرک کرنے لگو گے، میں تو اس سے ڈرتا ہوں کہ کہیں دنیا داری میں پڑ کر ایک دوسرے سے رشک وحسد نہ کرنے لگو۔''

تشریح: آپ کی یہ پیش گوئی بالکل سچ ثابت ہوئی، مسلمانوں کو بڑا عروج حاصل ہوا۔ مگر یہ آپس کے رشک اور حسد سے خراب ہو گئے۔ تاریخ بتلاتی ہے کہ مسلمانوں کو خود اپنوں ہی کے ہاتھوں جو تکالیف ہوئیں وہ اغیار کے ہاتھوں سے نہیں ہوئیں۔ مسلمانوں کے لئے اغیار کی ریشہ دوانیوں اور برے منصوبوں میں بھی بیشتر غدار مسلمانوں کا ہاتھ رہا ہے۔

٣٥٩٧۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ أُسَامَةَ قَالَ: أَشْرَفَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى أُطُمٍ مِنَ الْآطَامِ، فَقَالَ: ((هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرَى؟ إِنِّي أَرَى الْفِتَنَ

(٣٥٩٧) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، ان سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عروہ بن زبیر نے اور ان سے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ مدینہ کے ایک بلند ٹیلہ پر چڑھے اور فرمایا: ''جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں کیا تمہیں بھی نظر آ رہا ہے؟ میں

تَقَعُ خِلَالَ بُيُوتِكُمْ مَوَاقِعَ الْقَطْرِ)). [راجع: ١٨٧٨]

فتنوں کو دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے گھروں میں وہ اس طرح گر رہے ہیں جیسے بارش کی بوندیں گرا کرتی ہیں۔''

تشریح: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جو فتنے برپا ہوئے ان پر یہ اشارہ ہے۔ ان فتنوں نے ایسا سر اٹھایا کہ آج تک ان کے تباہ کن اثرات باقی ہیں۔

٣٥٩٨ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ، حَدَّثَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ حَدَّثَتْهَا عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا فَزِعًا يَقُولُ: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ، فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هَذِهِ)). وَحَلَّقَ بِإِصْبَعِهِ وَبِالَّتِي تَلِيهَا، فَقَالَتْ زَيْنَبُ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ)). [راجع: ٣٣٤٦]

(٣٥٩٨) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، کہا کہ مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا، ان سے زینب بنت ابی سلمہ نے بیان کیا، ان سے ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہم کو زینب بنت ابی جحش رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ ایک دن نبی کریم ﷺ ان کے گھر تشریف لائے تو آپ بہت پریشان نظر آ رہے تھے اور یہ فرما رہے تھے: ''اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں، عرب کے لئے تباہی اس شہر سے آئے گی جس کے واقع ہونے کا زمانہ قریب آ گیا ہے، آج یاجوج ماجوج کی دیوار میں اتنا شگاف پیدا ہو گیا ہے۔'' اور آپ نے انگلیوں سے حلقہ بنا کر اس کی وضاحت کی۔ ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں نیک لوگ ہوں گے پھر بھی ہم ہلاک کر دیئے جائیں گے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''ہاں جب خباثتیں بڑھ جائیں گی (تو ایسا ہوگا)۔''

٣٥٩٩ـ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَتْنِي هِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ، أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ، قَالَتِ: اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((سُبْحَانَ اللَّهِ! مَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ وَمَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْفِتَنِ؟)) [راجع: ١١٥]

(٣٥٩٩) اور زہری سے روایت ہے، ان سے ہند بنت الحارث نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ بیدار ہوئے تو فرمایا: ''سبحان اللہ! کیسے کیسے خزانے اترے ہیں (جو مسلمانوں کو ملیں گے) اور کیا کیا فتنے وفساد اترے ہیں۔''

تشریح: جن میں مسلمان مبتلا ہوں گے۔ فتوحات اسلامی اور باہمی جھگڑے ہر دو کے لئے آپ نے پیش گوئی فرمائی جو حرف بہ حرف پوری ہوئی۔

٣٦٠٠ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ الْمَاجِشُونِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ لِي إِنِّي أَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ، وَتَتَّخِذُهَا، فَأَصْلِحْهَا وَأَصْلِحْ رُعَامَهَا، فَإِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ

(٣٦٠٠) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی سلمہ بن ماجشون نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ نے، ان سے ان کے والد نے کہا، ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہیں بکریوں سے بہت محبت ہے اور تم انہیں پالتے ہو تو تم ان کی نگہداشت اچھی کیا کرو اور ان کی ناک کی صفائی کا بھی خیال رکھا کرو۔ کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا:

يَقُوْلُ: ((يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَكُوْنُ الْغَنَمُ فِيْهِ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ، يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ- أَوْ سَعَفَ الْجِبَالِ- فِي مَوَاقِعِ الْقَطْرِ، يَفِرُّ بِدِيْنِهِ مِنَ الْفِتَنِ)). [راجع: ١٩]

”لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ مسلمان کا سب سے عمدہ مال اس کی بکریاں ہوں گی جنہیں لے کر وہ پہاڑ کی چوٹیوں پر چڑھ جائے گا یا (آپ نے سَعَفَ الجبال کے لفظ فرمائے) وہ بارش گرنے کی جگہ میں چلا جائے گا۔ اس طرح وہ اپنے دین کو فتنوں سے بچانے کے لیے بھاگتا پھرے گا۔“

تشریح: عہد نبوت کے بعد جو خانگی فتنے مسلمانوں میں پیدا ہوئے ان سے نبی کریم ﷺ کی پیش گوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوتی ہے۔

٣٦٠١- حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ الْأُوَيْسِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، وَأَبِي سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((سَتَكُوْنُ فِتَنٌ، الْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ، وَالْقَائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي، وَالْمَاشِي فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي، وَمَنْ تُشْرِفْ لَهَا يَسْتَشْرِفْهُ، وَمَنْ وَجَدَ مَلْجَأً أَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهِ)). [طرفاه في: ٧٠٨١، ٧٠٨٢] [مسلم: ٧٢٤٧]

(٣٦٠١) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیسان نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے ابن المسیب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمان نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فتنوں کا دور جب آئے گا تو اس میں بیٹھنے والا کھڑا رہنے والے سے بہتر ہوگا۔ کھڑا رہنے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا جو اس میں جھانکے گا فتنہ بھی اسے اچک لے گا اور اس وقت جسے جہاں بھی پناہ مل جائے بس وہیں پناہ پکڑ لے تا کہ اپنے دین کو فتنوں سے بچا سکے۔“

٣٦٠٢- وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَنِي أَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ مُطِيْعِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ نَوْفَلِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، ، مِثْلَ حَدِيْثِ أَبِي هُرَيْرَةَ هَذَا، إِلَّا أَنَّ أَبَا بَكْرٍ، يَزِيْدُ: ((مِنَ الصَّلَاةِ صَلَاةٌ مَنْ فَاتَتْهُ فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ)). [مسلم: ٧٢٤٨]

(٣٦٠٢) اور ابن شہاب سے روایت ہے، ان سے ابوبکر بن عبدالرحمان بن حارث نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمان بن مطیع بن اسود نے اور ان سے نوفل بن معاویہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اسی حدیث کی طرح البتہ ابوبکر (راوی حدیث) نے اس روایت میں اتنا اور زیادہ بیان کیا ”نمازوں میں ایک ایسی نماز ہے کہ جس سے وہ چھوٹ جائے گویا اس کا گھربار سب برباد ہوگئے۔“ (اور وہ عصر کی نماز ہے)

٣٦٠٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((سَتَكُوْنُ أَثَرَةٌ وَأُمُوْرٌ تُنْكِرُوْنَهَا)). قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: ((تُؤَدُّوْنَ الْحَقَّ

(٣٦٠٣) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان نے خبر دی، انہیں اعمش نے، انہیں زید بن وہب نے اور انہیں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میرے بعد تم پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں تم پر دوسروں کو مقدم کیا جائے گا اور ایسی باتیں سامنے آئیں گی جن کو تم برا سمجھو گے۔“ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ! اس وقت ہمیں

الَّذِي عَلَيْكُمْ، وَتَسْأَلُوْنَ اللَّهَ الَّذِي لَكُمْ)).
[طرفه في: ٧٠٥٢] [مسلم: ٤٧٧٥؛ ترمذي: ٢١٩٠]

آپ کیا حکم فرماتے ہیں ۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جو حقوق تم پر دوسروں کے واجب ہوں انہیں ادا کرتے رہنا اور اپنے حقوق اللہ ہی سے مانگنا۔'' (یعنی صبر کرو اور اپنا حق لینے کے لئے خلیفہ اور حاکم وقت سے بغاوت نہ کرنا)

٣٦٠٤ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحِيْمِ، حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ، إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((يُهْلِكُ النَّاسَ هَذَا الْحَيُّ مِنْ قُرَيْشٍ)). قَالُوْا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: ((لَوْ أَنَّ النَّاسَ اعْتَزَلُوْهُمْ)). وَقَالَ مَحْمُوْدٌ: حَدَّثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ. [طرفاه في: ٣٦٠٥، ٧٠٥٨] [مسلم: ٧٣٢٥، ٧٣٢٦]

(۳۶۰۴) مجھ سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابومعمر اسماعیل بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابوالتیاح نے، ان سے ابوزرعہ نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس قبیلہ قریش کے بعض آدمی لوگوں کو ہلاک و برباد کردیں گے۔'' صحابہ نے عرض کیا، ایسے وقت کے لئے آپ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: '' کاش لوگ ان سے بس الگ ہی رہتے۔'' محمود بن غیلان نے بیان کیا کہ ہم سے ابوداؤد طیالسی نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں ابوالتیاح نے، انہوں نے ابوزرعہ سے سنا۔

٣٦٠٥ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ الْمَكِّيُّ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدِ الْأُمَوِيِّ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ مَرْوَانَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ فَسَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ الصَّادِقَ الْمَصْدُوْقَ ﷺ، يَقُوْلُ: ((هَلَاكُ أُمَّتِي عَلَى يَدَيْ غِلْمَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ)). فَقَالَ مَرْوَانُ: غِلْمَةٌ. قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: إِنْ شِئْتَ أَنْ أُسَمِّيَهُمْ بَنِيْ فُلَانٍ وَبَنِيْ فُلَانٍ. [راجع: ٣٦٠٤]

(۳۶۰۵) مجھ سے احمد بن محمد مکی نے بیان کیا، کہا ہم سے عمرو بن یحییٰ بن سعید اموی نے بیان کیا، ان سے ان کے دادا نے بیان کیا کہ میں مروان بن حکم اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، اس وقت میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے سچوں کے سچے رسول کریم ﷺ سے سنا ہے، آپ فرما رہے تھے: ''میری امت کی بربادی قریش کے چند لڑکوں کے ہاتھوں پر ہوگی۔'' مروان نے پوچھا، نوجوان لڑکوں کے ہاتھ پر؟ اس پر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں ان کے نام بھی لے دوں کہ وہ بنو فلاں اور بنوفلاں ہوں گے۔

تشریح: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ نے ان کے نام بھی بتلائے ہوں گے جب تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ ۶۰ھ سے یا اللہ! مجھ کو بچائے رکھنا اور چھوکروں کی حکومت سے بچانا، یہی سال یزید کے بادشاہ ہونے کا ہے۔ اکثر نوجوان تجربات سے نہیں گزرنے پاتے، اس لئے بسا اوقات سیادت وقیادت میں وہ مخرب یعنی خرابیاں پیدا کرنے والے ثابت ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر رسولوں کو مقام رسالت چالیس سال کی عمر کے بعد ہی دیا گیا ہے۔

٣٦٠٦ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسَى، حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ، حَدَّثَنِي ابْنُ جَابِرٍ، حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ

(۳۶۰۶) ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ولید نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابن جابر نے، کہا کہ مجھ سے بسر بن عبیداللہ حضرمی نے، کہا

عُبَيْدُاللَّهِ الْحَضْرَمِيُّ، حَدَّثَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ، أَنَّهُ سَمِعَ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ، يَقُولُ: كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْخَيْرِ، وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ، فَجَاءَ نَا اللَّهُ بِهَذَا الْخَيْرِ، فَهَلْ بَعْدَ هَذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)). قُلْتُ: وَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ قَالَ: ((نَعَمْ، وَفِيهِ دَخَنٌ)). قُلْتُ: وَمَا دَخَنُهُ قَالَ: ((قَوْمٌ يَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ)). قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ: ((نَعَمْ دُعَاةٌ إِلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ، مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا)). قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! صِفْهُمْ لَنَا فَقَالَ: ((هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا، وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا)) قُلْتُ: فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذَلِكَ قَالَ: ((تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ)). قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ قَالَ: ((فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا، وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذَلِكَ)). [طرفاه في: ٣٦٠٧، ٧٠٨٤] [مسلم: ٤٧٨٤؛ ابن ماجه: ٣٩٧٩]

کہ مجھ سے ابوادریس خولانی نے بیان کیا، انہوں نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ دوسرے صحابہ کرام تو رسول اللہ ﷺ سے خیر کے متعلق سوال کیا کرتے تھے لیکن میں شر کے بارے میں پوچھتا تھا اس خوف سے کہ کہیں میں ان میں نہ پھنس جاؤں۔ تو میں نے ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ سے سوال کیا: یارسول اللہ! ہم جاہلیت اور شر کے زمانے میں تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ خیر و برکت (اسلام کی) عطا فرمائی، اب کیا اس خیر کے بعد پھر شر کا کوئی زمانہ آئے گا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''ہاں!'' میں نے سوال کیا، اور اس شر کے بعد پھر خیر کا کوئی زمانہ آئے گا؟ آپ نے فرمایا کہ ''ہاں لیکن اس خیر پر کچھ دھواں ہوگا۔'' میں نے عرض کیا وہ دھواں کیا ہوگا؟ آپ نے جواب دیا کہ ''ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو میری سنت اور طریقے کے علاوہ دوسرے طریقے اختیار کریں گے، ان میں کوئی بات اچھی ہوگی کوئی بری۔'' میں نے سوال کیا، کیا اس خیر کے بعد پھر شر کا کوئی زمانہ آئے گا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، جہنم کے دروازوں کی طرف بلانے والے پیدا ہوں گے، جو ان کی بات قبول کرے گا اسے وہ جہنم میں جھونک دیں گے۔'' میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ان کے اوصاف بھی بیان فرما دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''وہ لوگ ہماری ہی قوم و مذہب کے ہوں گے، ہماری ہی زبان بولیں گے۔'' میں نے عرض کیا: پھر اگر میں ان لوگوں کا زمانہ پاؤں تو میرے لئے آپ کا حکم کیا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے تابع رہنا۔'' میں نے عرض کیا کہ اگر مسلمانوں کی کوئی جماعت نہ ہو اور نہ ان کا کوئی امام ہو۔ آپ نے فرمایا: ''پھر ان تمام فرقوں سے اپنے کو الگ رکھنا، اگرچہ تجھے اس کے لئے کسی درخت کی جڑ چبانی پڑے، یہاں تک کہ تیری موت آ جائے اور تو اسی حالت پر ہو (تو یہ تیرے حق میں ان کی صحبت میں رہنے سے بہتر ہوگا)۔''

٣٦٠٧ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنِي قَيْسٌ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: تَعَلَّمَ أَصْحَابِي

(۳۶۰۷) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا مجھ سے یحییٰ بن سعید نے، انہوں نے اسماعیل سے، کہا مجھ سے قیس نے بیان کیا، ان سے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے ساتھیوں نے (یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم نے) تو آنحضرت

الْخَيْرَ وَتَعَلَّمْتُ الشَّرَّ. [راجع: ٣٦٠٦]

سے بھلائی کے حالات سیکھے اور میں نے برائی کے حالات دریافت کئے۔

تشریح: حدیث میں ایسے لوگوں کا ذکر آیا ہے جو حدیث نبوی پر نہیں چلیں گے۔ ان کی کوئی بات اچھی ہوگی کوئی بری۔ اس پر حضرت مولانا وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں: یہ زمانہ گزر چکا۔ مسلمان نیک کام کرتے تھے، نماز پڑھتے تھے مگر اس کے ساتھ اتباع سنت کا خیال نہیں رکھتے تھے، بہت سی بدعات میں گرفتار تھے اور سب سے بڑھ کر بات یہ ہے کہ انہوں نے قرآن وحدیث کو پس پشت ڈال دیا تھا۔ وہ یہ سمجھتے تھے اب قرآن اور حدیث کی حاجت نہیں رہی، مجتہدوں نے سب چھان ڈالا ہے اور جو نکالنا تھا وہ نکال لیا ہے۔ قرآن کبھی تیجہ یا دہم میں بطور تبرک پڑھ لیتے، تراویح میں قرآن کے الفاظ سن لیتے، حدیث بھی کبھی بطور تبرک پڑھ لیتے، عمل کرنے کی نیت سے نہیں پڑھتے، باقی ساری عمر ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز اور قدوری اور شرح مواہب اور شرح عقائد میں صرف کرتے، ارے اللہ کے بندو! ان سب کتابوں سے فائدہ؟ قرآن اور صحیح بخاری اپنے بچوں کو سمجھ کر پڑھاتے تو یہ دونوں کتابیں تم کو کافی تھیں۔ حدیث ہذا میں کچھ اور لوگوں کی نشان دہی کی گئی ہے جو بظاہر اسلام ہی کا نام لیں گے مگر باطن میں دوزخ کے داعی ہوں گے۔ یعنی دل میں پکے کافر اور ملحد ہوں گے ان سے وہ مغرب زدہ لوگ بھی مراد ہو سکتے ہیں جو اسلام کا نام لینے کے باوجود مغربی تہذیب کے دلدادہ ہیں اور اسلام پر ہنسی اڑاتے ہیں۔ اسلام کو دقیانوسی مذہب اور قرآن کو دقیانوسی کتاب کہتے ہیں۔ دن رات مغربی تہذیب کی خوبیوں کے گیت گاتے رہتے ہیں اور سر سے پیر تک انگریز بننے کو فخر سمجھتے ہیں، ان ہی کی طرح کھاتے ہیں اور ان کی طرح کھڑے پیشاب کرتے ہیں۔ الغرض تہذیب جدید کے یہ دلدادہ جنہوں نے اسلام کو قطعاً چھوڑ دیا ہے پھر بھی اسلام کا نام لیتے ہیں یہ سو فیصد اس حدیث میں وارد وعید شدید کے مصداق ہیں (شرح وحیدی) حدیث ہذا میں پیش گوئی کا ایک خاص تعلق خوارج سے ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کر کے کھڑے ہو گئے تھے اور جو بظاہر قرآن مجید کا نام لیتے اور آیت: ﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ﴾ (٦/ الانعام: ٥٧) پڑھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تکفیر کرتے تھے۔ ان لوگوں نے اسلام کو شدید نقصان پہنچایا اور ان لوگوں نے بھی جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت میں غلو کر کے غلط ترین عقائد میں مبتلا ہو گئے۔

٣٦٠٨۔ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتَّى يَقْتَتِلَ فِئَتَانِ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ)). [راجع: ٨٥]

(٣٦٠٨) ہم سے حکم بن نافع نے بیان کیا، کہا ہم سے شعیب نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھے ابوسلمہ نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک دو جماعتیں (مسلمانوں کی) آپس میں جنگ نہ کر لیں اور دونوں کا دعویٰ ایک ہوگا (کہ وہ حق پر ہیں)۔“

تشریح: دونوں یہ دعویٰ کریں گے کہ ہم مسلمان ہیں اور حق پر لڑتے ہیں اگرچہ نفس الامر میں ایک حق پر ہوگا اور دوسرا ناحق پر یہ پیشین گوئی آپ نے اس لڑائی کی فرمائی جو حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما میں ہوئی۔ دونوں طرف والے مسلمان تھے اور حق پر لڑنے کا دعویٰ کرتے تھے۔

اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے گروہ کے متعلق خود فرمایا کہ وہ ہمارے بھائی ہیں جنہوں نے ہم پر بغاوت کی، وہ کافر یا فاسق نہیں ہیں (وحیدی) ان واقعات میں آج کے نام نہاد علما کے لئے بھی سبق ہے جو ذرا ذرا سی باتوں پر آپس میں تکفیر و تفسیق کے گولے پھینکنے لگ جاتے ہیں۔ اس طرح امت کے شیرازے کو منتشر کرتے ہیں۔ اللہ پاک ایسے مدعیان علم کو فہم وفراست عطا کرے کہ وہ وقت کا مزاج پہچانیں اور شیرازہ ملت کو سمیٹنے کی کوشش کریں۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو وہ وقت آ رہا ہے کہ امت کی تباہی کے ساتھ ایسے نام نہاد راہ نمایانِ امت بھی فنا کے گھاٹ اتار دیئے جائیں گے اور ملت کی بربادی کا گناہ ان کے سروں پر ہوگا۔ آج ٢٢ شوال ١٣٩١ھ کو مسجد اہل حدیث پر لال پور ہری ہر میں یہ نوٹ حوالہ قلم کیا گیا۔ ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم۔ آمین۔

٣٦٠٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا

(٣٦٠٩) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق

عَبْدُالرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ، فَتَكُوْنَ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيْمَةٌ، دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ، وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتَّى يُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ قَرِيْبًا مِنْ ثَلَاثِيْنَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ)).

نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں ہمام نے اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک دو جماعتیں آپس میں جنگ نہ کرلیں۔ دونوں میں بڑی بھاری جنگ ہوگی، حالانکہ دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا اور قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تقریباً تیس جھوٹے دجال پیدا نہ ہولیں۔ ان میں ہر ایک کا یہی گمان ہوگا کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔''

[راجع: ۸۵] [مسلم: ۷۳۴۳؛ ترمذي: ۲۲۱۸]

تشریح: ان میں سے اکثر پیدا ہو چکے ہیں جن کا ذکر تواریخ اسلام کے صفحات پر موجود ہے۔ ایک صاحب ہندوستان میں بھی پیدا ہو چکے ہیں جنہوں نے نبوت ورسالت کا دعویٰ کر کے ایک خلق کثیر کو گمراہ کر ڈالا تھا۔ اللھم اھدھم۔ دو جماعتوں کا اشارہ جنگ صفین کی طرف ہے جو دو مسلم جماعتوں ہی کے درمیان ہوئی تھی جیسا کہ ابھی بیان ہوا ہے۔

٣٦١٠ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، أَنَّ أَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَقْسِمُ قَسْمًا أَتَاهُ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ۔ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيْمٍ۔ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اعْدِلْ. فَقَالَ: ((وَيْلَكَ، وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ؟ قَدْ خِبْتَ وَخَسِرْتَ إِنْ لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ)). فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ائْذَنْ لِي فِيْهِ، فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ. فَقَالَ: ((دَعْهُ فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا، يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ، يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، يُنْظَرُ إِلَى نَصْلِهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى رِصَافِهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى نَضِيِّهِ۔ وَهُوَ قِدْحُهُ۔ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى قُذَذِهِ فَلَا

(۳۶۱۰) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ کو ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے خبر دی اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں موجود تھے اور آپ (جنگ حنین کا مال غنیمت) تقسیم فرما رہے تھے اتنے میں بنی تمیم کا ایک شخص ذوالخویصرہ نامی آیا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ! انصاف سے کام لیجئے۔ یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''افسوس! اگر میں ہی انصاف نہ کروں تو دنیا میں پھر کون انصاف کرے گا۔ اگر میں ظالم ہو جاؤں تب تو میری بھی تباہی اور بربادی ہو جائے۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور! اس کے بارے میں مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن ماردوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اسے چھوڑ دو، اس کے جوڑ کے کچھ لوگ پیدا ہوں گے کہ تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے مقابلے میں (بظاہر) حقیر سمجھو گے اور تم اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے مقابل ناچیز سمجھو گے۔ وہ قرآن کی تلاوت کریں گے لیکن وہ ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا۔ یہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے زور دار تیر جانور سے پار ہو جاتا ہے۔ اس تیر کے پھل کو اگر دیکھا جائے تو اس میں کوئی چیز (خون وغیرہ) نظر نہ آئے گی پھر اس کے پٹھے کو اگر دیکھا جائے تو چھڑ میں اس کے پھل کے داخل ہونے کی جگہ سے اوپر جو لگایا جاتا ہے تو وہاں بھی کچھ نہ ملے گا،

يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ، قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ، آيَتُهُمْ رَجُلٌ أَسْوَدُ إِحْدَى عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ، أَوْ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ وَيَخْرُجُوْنَ عَلَى حِيْنِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ)). قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ: فَأَشْهَدُ أَنِّيْ سَمِعْتُ هَذَا الْحَدِيْثَ مِنْ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ قَاتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهُ، فَأَمَرَ بِذَلِكَ الرَّجُلِ، فَالْتُمِسَ فَأُتِيَ بِهِ حَتَّى نَظَرْتُ إِلَيْهِ عَلَى نَعْتِ النَّبِيِّ ﷺ الَّذِيْ نَعَتَهُ. [راجع: ٣٣٤٤]

[مسلم: ٢٤٤٩، ٢٤٥٠؛ ابن ماجه: ١٦٩]

اس کے نضی (نضی تیر میں لگائی جانے والی لکڑی کو کہتے ہیں) کو دیکھا جائے تو وہاں بھی کچھ نشان نہیں ملے گا۔ اسی طرح اگر اس کے پر کو دیکھا جائے تو اس میں بھی کچھ نہیں ملے گا۔ حالانکہ گندگی اور خون سے وہ تیر گزرا ہے۔ ان کی علامت ایک کالا شخص ہوگا۔ اس کا ایک بازو عورت کے پستان کی طرح (اٹھا ہوا) ہوگا یا گوشت کے لوتھڑے کی طرح ہوگا اور حرکت کر رہا ہوگا۔ یہ لوگ مسلمانوں کے بہترین گروہ سے بغاوت کریں گے۔" حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی بن ابی طالب نے ان سے جنگ کی تھی (یعنی خوارج سے) اس وقت میں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور انہوں نے اس شخص کو تلاش کرایا (جسے آنحضرت ﷺ نے اس گروہ کی علامت کے طور پر بتلایا گیا) آخر وہ لایا گیا۔ میں نے اسے دیکھا تو اس کا پورا حلیہ بالکل آنحضرت ﷺ کے بیان کئے ہوئے اوصاف کے مطابق تھا۔

تشریح: یعنی جس طرح ایک تیر کمان سے نکلنے کے بعد شکار کو چھیدتا ہوا گزر جانے پر بھی بالکل صاف شفاف نظر آتا ہے حالانکہ اس سے شکار زخمی ہو کر خاک وخون میں تڑپ رہا ہے۔ چونکہ نہایت تیزی کے ساتھ اس نے اپنا فاصلہ طے کیا ہے اس لئے خون وغیرہ کا کوئی اثر اس کے کسی حصے پر دکھائی نہیں دیتا۔ اسی طرح وہ لوگ بھی دین سے بہت دور ہوں گے لیکن بظاہر بے دینی کے اثرات ان میں کہیں نظر نہ آئیں گے۔ یہ مردود خارجی تھے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور مسلمانوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ ظاہر میں اہل کوفہ کی طرح بڑے نمازی پرہیزگار، ادنیٰ ادنیٰ بات پر مسلمانوں کو کافر بنانا ان کے بائیں ہاتھ کا کرتب تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان مردودوں کو مارا، ان میں سے ایک بھی زندہ نہ چھوڑا۔ معلوم ہوا کہ قرآن کو زبان سے رٹنا، مطالب ومعانی میں غور نہ کرنا یہ خارجیوں کا شیوہ ہے اور آیات قرآنیہ کا بے محل استعمال کرنا بھی بدترین حرکت ہے۔ اللہ کی پناہ۔

٣٦١١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَلَأَنْ أَخِرَّ مِنَ السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكْذِبَ عَلَيْهِ، وَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيْمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ، فَإِنَّ الْحَرْبَ خُدْعَةٌ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((يَأْتِيْ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ حُدَثَاءُ الأَسْنَانِ، سُفَهَاءُ الأَحْلَامِ، يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ

(٣٦١١) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان نے خبر دی، انہیں اعمش نے، انہیں خیثمہ نے، ان سے سوید بن غفلہ نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا، جب تم سے کوئی بات رسول اللہ ﷺ کے حوالہ سے میں بیان کروں تو یہ سمجھو کہ میرے لئے آسمان گر جانا اس سے بہتر ہے کہ میں آنحضرت ﷺ پر کوئی جھوٹ باندھوں۔ البتہ جب میں اپنی طرف سے کوئی بات تم سے کہوں تو لڑائی تو تدبیر اور فریب ہی کا نام ہے۔ (اس میں کوئی بات بنا کر کہوں تو ممکن ہے) دیکھو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے کہ "آخر زمانہ میں کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے جو چھوٹے چھوٹے دانتوں والے، کم عقل اور بے وقوف ہوں گے۔ باتیں وہ کہیں

الْبَرِيَّةِ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، لَا يُجَاوِزُ إِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ، فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [طرفاه في: ٥٠٥٧، ٦٩٣٠] [مسلم: ٢٤٦٢، ٢٤٦٣، ٢٤٦٤؛ ابوداود: ٤٧٦٧؛ نسائي: ٤١١٣]

گے جو دنیا کی بہترین بات ہوگی لیکن اسلام سے اس طرح صاف نکل چکے ہوں گے جیسے تیر جانور کے پار نکل جاتا ہے۔ ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، تم انہیں جہاں بھی پاؤ قتل کر دو۔ کیونکہ ان کے قتل سے قاتل کو قیامت کے دن ثواب ملے گا۔''

تشریح: کہیں گے قرآن پر چلو، قرآن کی آیتیں پڑھیں گے، ان کا معنی غلط کریں گے، ان سے خارجی مردود مراد ہیں۔ یہ لوگ جب نکلے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہتے تھے کہ قرآن پر چلو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ﴾ (٦/ الانعام: ٥٧) تم نے آدمیوں کو کیسے حکم مقرر کیا ہے اور اس بنا پر معاویہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما ہر دو کی تکفیر کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کلمة حق ارید بها الباطل یعنی آیت قرآن تو برحق ہے مگر جو مطلب انہوں نے سمجھا ہے وہ غلط ہے۔ جتنے گمراہ فرقے ہیں وہ سب اپنی دانست میں قرآن سے دلیل لاتے ہیں مگر ان کی گمراہی اس سے کھل جاتی ہے کہ قرآن کی تفسیر اس طرح نہیں کرتے جو نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ماثور ہے جن پر قرآن اترا تھا اور جو اہل زبان تھے۔ یہ کل کے بچے قرآن سمجھ گئے اور صحابہ اور تابعین اور خود پیغمبر صاحب جن پر قرآن اترا تھا، انہوں نے نہیں سمجھا، یہ بھی کوئی بات ہے۔ آج کل کے اہل بدعت کا بھی یہی حال ہے جو آیات قرآنی سے اپنے عقائد باطلہ کے اثبات کے لئے دلائل پیش کر کے آیات قرآنی کے معنی و مطالب مسخ کر کے رکھ دیتے ہیں۔ (وحیدی)

٣٦١٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا قَيْسٌ، عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ، قَالَ: شَكَوْنَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَهُ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ، فَقُلْنَا أَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا؟ أَلَا تَدْعُو اللّٰهَ لَنَا؟ قَالَ: ((كَانَ الرَّجُلُ فِيمَنْ قَبْلَكُمْ يُحْفَرُ لَهُ فِي الْأَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيهَا، فَيُجَاءُ بِالْمِنْشَارِ، فَيُوضَعُ عَلَى رَأْسِهِ فَيُشَقُّ بِاثْنَتَيْنِ، وَمَا يَصُدُّهُ عَنْ دِينِهِ، وَيُمْشَطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيدِ، مَا دُونَ لَحْمِهِ مِنْ عَظْمٍ أَوْ عَصَبٍ، وَمَا يَصُدُّهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ، وَاللّٰهِ! لَيَتِمَّنَّ هَذَا الْأَمْرُ حَتَّى يَسِيرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلَى حَضْرَمَوْتَ، لَا يَخَافُ إِلَّا اللّٰهَ أَوِ الذِّئْبَ عَلَى غَنَمِهِ، وَلَكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُونَ)). [طرفاه في: ٣٨٥٢، ٦٩٤٣] [ابوداود: ٢٦٤٩]

(٣٦١٢) مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، ان سے اسماعیل نے، کہا ہم سے قیس نے بیان کیا، ان سے حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی۔ آپ اس وقت اپنی ایک چادر پر ٹیک دیئے کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ ہمارے لئے مدد کیوں نہیں طلب فرماتے، ہمارے لئے اللہ سے دعا کیوں نہیں مانگتے (ہم کافروں کی ایذا دہی سے تنگ آ چکے ہیں) آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''(ایمان لانے کی سزا میں) تم سے پہلی امتوں کے لوگوں کے لئے گڑھا کھودا جاتا اور انہیں اس میں ڈال دیا جاتا۔ پھر ان کے سر پر آرا رکھ کر ان کے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے پھر بھی وہ اپنے دین سے نہ پھرتے۔ لوہے کے کنگھے ان کے گوشت میں دھنسا کر ان کی ہڈیوں اور پٹھوں پر پھیرے جاتے پھر بھی وہ اپنا ایمان نہ چھوڑتے۔ اللہ کی قسم کہ یہ امر (اسلام) بھی کمال کو پہنچے گا اور ایک زمانہ آئے گا کہ ایک سوار مقام صنعاء سے حضر موت تک سفر کرے گا (لیکن راستوں کے پرامن ہونے کی وجہ سے) اسے اللہ کے سوا اور کسی کا ڈر نہیں ہوگا۔ یا صرف بھیڑیئے کا خوف ہوگا کہ کہیں اس کی

بکریوں کو نہ کھا جائے لیکن تم لوگ جلدی کرتے ہو۔"

تشریح: نبی کریم ﷺ کی یہ پیش گوئی بھی اپنے وقت پر پوری ہو چکی ہے اور آج سعودی دور میں بھی حجاز میں جو امن وامان ہے وہ بھی اس پیش گوئی کا مصداق قرار دیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس حکومت کو قائم ودائم رکھے۔ آمین

٣٦١٣۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ، أَنْبَأَنِي مُوْسَى بْنُ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ افْتَقَدَ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنَا أَعْلَمُ لَكَ عِلْمَهُ. فَأَتَاهُ فَوَجَدَهُ جَالِسًا فِي بَيْتِهِ مُنَكِّسًا رَأْسَهُ، فَقَالَ: مَا شَأْنُكَ؟ فَقَالَ: شَرٌّ، كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ، وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ. فَأَتَى الرَّجُلُ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ كَذَا وَكَذَا. قَالَ مُوْسَى بْنُ أَنَسٍ: فَرَجَعَ الْمَرَّةَ الْآخِرَةَ بِبِشَارَةٍ عَظِيْمَةٍ، فَقَالَ: ((اذْهَبْ إِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ إِنَّكَ لَسْتَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَلٰكِنْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)). [طرفه في: ٤٨٤٦]

(۳۶۱۳) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ازہر بن سعد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن عون نے بیان کیا، انہیں موسیٰ بن انس نے خبر دی اور انہیں انس بن مالک ؓ نے کہ نبی کریم ﷺ کو ایک دن ثابت بن قیس ؓ نہیں ملے تو ایک صحابی نے کہا، یا رسول اللہ! میں آپ کے لئے ان کی خبر لاتا ہوں۔ چنانچہ وہ ان کے یہاں آئے تو دیکھا کہ اپنے گھر میں سر جھکائے بیٹھے ہیں۔ اس نے پوچھا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا کہ برا حال ہے۔ ان کی عادت تھی کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے آنحضرت ﷺ سے بھی اونچی آواز میں بولا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا اسی لئے میرا عمل غارت ہو گیا اور میں دوزخیوں میں ہو گیا ہوں۔ وہ صحابی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو اطلاع دی کہ ثابت یوں کہہ رہے ہیں۔ موسیٰ بن انس نے بیان کیا، لیکن دوسری مرتبہ وہی صحابی ثابت ؓ کے پاس ایک بڑی خوشخبری لے کر واپس ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا تھا: "ثابت کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ وہ اہل جہنم میں سے نہیں ہیں بلکہ وہ اہل جنت میں ہیں۔"

تشریح: ثابت بن قیس بن شماس ؓ مشہور صحابی ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے سچے جان نثاروں میں سے تھے۔ بعض افراد کی بلند آواز سے بات کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ ثابت ؓ کی ایسی ہی عادت تھی۔ اس کی مطابقت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ جیسی نبی کریم ﷺ نے ثابت ؓ کو بشارت دی وہ سچی ہوئی۔ ثابت جنگ یمامہ میں شہید ہو کر درجہ شہادت کو پہنچے۔ (رضی اللہ عنہ وارضاہ)

٣٦١٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ، قَالَ: قَرَأَ رَجُلٌ الْكَهْفَ وَفِي الدَّارِ الدَّابَّةُ فَجَعَلَتْ تَنْفِرُ فَسَلَّمَ، فَإِذَا ضَبَابَةٌ أَوْ سَحَابَةٌ غَشِيَتْهُ، فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((اقْرَأْ فُلَانُ، فَإِنَّهَا السَّكِيْنَةُ نَزَلَتْ لِلْقُرْآنِ، أَوْ تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْآنِ)).

(۳۶۱۴) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے ان سے ابواسحاق نے اور انہوں نے براء بن عازب ؓ سے سنا۔ انہوں نے بیان کیا کہ ایک صحابی (اسید بن حضیر ؓ) نے (نماز میں) سورۂ کہف کی تلاوت کی، اسی گھر میں گھوڑا بندھا ہوا تھا، گھوڑے نے اچھلنا کودنا شروع کر دیا۔ (اسید نے ادھر خیال نہ کیا اس کو خدا کے سپرد کیا) اس کے بعد جب انہوں نے سلام پھیرا تو دیکھا کہ بادل کے ایک ٹکڑے نے ان کے سارے گھر پر سایہ کر رکھا ہے۔ اس واقعہ کا ذکر انہوں نے نبی

[طرفاه في: ٤٨٣٩، ٥٠١١] [مسلم: ١٨٥٧، ١٨٥٨؛ ترمذي: ١٨٨٥]

کریم ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا: ”قرآن پڑھتا ہی رہ کیونکہ یہ سکینہ ہے جو قرآن کی وجہ سے نازل ہوئی یا (اس کے بجائے راوی نے) تنزلت للقرآن کے الفاظ کہے۔“

تشریح: ہر دو کا مفہوم ایک ہی ہے۔ سکینہ کی تشریح کتاب التفسیر میں آئے گی۔ ان شاء اللہ۔

٣٦١٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ أَبُو الْحَسَنِ الْحَرَّانِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ، قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ، يَقُوْلُ: جَاءَ أَبُوْ بَكْرٍ إِلَى أَبِيْ فِيْ مَنْزِلِهِ، فَاشْتَرَى مِنْهُ رَحْلاً فَقَالَ لِعَازِبٍ: ابْعَثِ ابْنَكَ يَحْمِلْهُ مَعِيْ. قَالَ: فَحَمَلْتُهُ مَعَهُ، وَخَرَجَ أَبِيْ يَنْتَقِدُ ثَمَنَهُ، فَقَالَ لَهُ أَبِيْ: يَا أَبَا بَكْرٍ حَدِّثْنِيْ كَيْفَ صَنَعْتُمَا حِيْنَ سَرَيْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ أَسْرَيْنَا لَيْلَتَنَا، وَمِنَ الْغَدِ حَتَّى قَامَ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ، وَخَلَا الطَّرِيْقُ لَا يَمُرُّ فِيْهِ أَحَدٌ، فَرُفِعَتْ لَنَا صَخْرَةٌ طَوِيْلَةٌ، لَهَا ظِلٌّ لَمْ تَأْتِ عَلَيْهَا الشَّمْسُ فَنَزَلْنَا عِنْدَهُ، وَسَوَّيْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ مَكَانًا بِيَدِيْ يَنَامُ عَلَيْهِ، وَبَسَطْتُ عَلَيْهِ فَرْوَةً، وَقُلْتُ: نَمْ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! وَأَنَا أَنْفُضُ لَكَ مَا حَوْلَكَ. فَنَامَ وَخَرَجْتُ أَنْفُضُ مَا حَوْلَهُ، فَإِذَا أَنَا بِرَاعٍ مُقْبِلٍ بِغَنَمِهِ إِلَى الصَّخْرَةِ يُرِيْدُ مِنْهَا مِثْلَ الَّذِيْ أَرَدْنَا فَقُلْتُ لَهُ: لِمَنْ أَنْتَ يَا غُلَامُ؟ فَقَالَ: لِرَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ أَوْ مَكَّةَ. قُلْتُ: أَفِيْ غَنَمِكَ لَبَنٌ؟ قَالَ: نَعَمْ. قُلْتُ: أَفَتَحْلُبُ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَأَخَذَ شَاةً. فَقُلْتُ: انْفُضِ الضَّرْعَ مِنَ

(٣٦١٥) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے احمد بن یزید بن ابراہیم ابوالحسن حرانی نے، کہا ہم سے زہیر بن معاویہ نے، کہا ہم سے ابو اسحاق نے بیان کیا اور انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے والد کے پاس ان کے گھر آئے اور ان سے ایک پالان خریدا، پھر انہوں نے میرے والد سے کہا کہ اپنے بیٹے کے ذریعہ اسے میرے ساتھ بھیج دو۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا چنانچہ میں اس کجاوے کو اٹھا کر آپ کے ساتھ چلا اور میرے والد اس کی قیمت کے روپے پرکھوانے لگے۔ میرے والد نے ان سے پوچھا اے ابوبکر! مجھے وہ واقعہ سناؤ جب تم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غار ثور سے ہجرت کی تھی تو آپ دونوں نے وہ وقت کیسے گزارا تھا؟ اس پر انہوں نے بیان کیا کہ جی ہاں رات بھر تو ہم چلتے رہے اور دوسرے دن صبح کو بھی، لیکن جب دوپہر کا وقت ہوا اور راستہ بالکل سنسان پڑ گیا کہ کوئی بھی آدمی گزرتا ہوا دکھائی نہیں دیتا تھا تو ہمیں ایک لمبی چٹان دکھائی دی، اس کے سائے میں دھوپ نہیں تھی۔ ہم وہاں اتر گئے اور میں نے خود نبی کریم ﷺ کے لئے ایک جگہ اپنے ہاتھ سے ٹھیک کر دی اور ایک چادر وہاں بچھا دی، پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ یہاں آرام فرمائیں میں نگرانی کروں گا۔ آنحضرت ﷺ سو گئے اور میں چاروں طرف حالات دیکھنے کے لئے نکلا۔ اتفاق سے مجھے ایک چرواہا ملا۔ وہ بھی اپنی بکریوں کے ریوڑ کو اسی چٹان کے سائے میں لانا چاہتا تھا جس کے تلے میں نے وہاں پڑاؤ ڈالا، وہی اس کا بھی ارادہ تھا، میں نے اس سے پوچھا کہ تو کس قبیلے سے ہے؟ اس نے بتایا کہ مدینہ یا (راوی نے کہا کہ) مکہ کے فلاں شخص سے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تیری بکریوں سے دودھ مل سکتا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں۔ میں نے پوچھا، کیا ہمارے لئے تو دودھ نکال سکتا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں، چنانچہ وہ ایک

التُّرَابِ وَالشَّعَرِ وَالْقَذَى. قَالَ: فَرَأَيْتُ الْبَرَاءَ يَضْرِبُ إِحْدَى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى يَنْفُضُ، فَحَلَبَ فِيْ قَعْبٍ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ، وَمَعِي إِدَاوَةٌ حَمَلْتُهَا لِلنَّبِيِّ ﷺ يَرْتَوِيْ مِنْهَا، يَشْرَبُ وَيَتَوَضَّأُ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَكَرِهْتُ أَنْ أُوْقِظَهُ، فَوَافَقْتُهُ حِيْنَ اسْتَيْقَظَ، فَصَبَبْتُ مِنَ الْمَاءِ عَلَى اللَّبَنِ حَتَّى بَرَدَ أَسْفَلُهُ، فَقُلْتُ: اشْرَبْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: فَشَرِبَ، حَتَّى رَضِيْتُ ثُمَّ قَالَ: ((أَلَمْ يَأْنِ لِلرَّحِيْلِ)). قُلْتُ: بَلَى! قَالَ: فَارْتَحَلْنَا بَعْدَ مَا مَالَتِ الشَّمْسُ، وَاتَّبَعَنَا سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ، فَقُلْتُ: أُتِيْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((لَا تَحْزَنْ، إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا)). فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَارْتَطَمَتْ بِهِ فَرَسُهُ إِلَى بَطْنِهَا- أُرَى فِيْ جَلَدٍ مِنَ الْأَرْضِ، شَكَّ زُهَيْرٌ- فَقَالَ: إِنِّي أُرَاكُمَا قَدْ دَعَوْتُمَا عَلَيَّ فَادْعُوَا اللّٰهَ لِيْ، وَاللّٰهِ لَكُمَا أَنْ أَرُدَّ عَنْكُمَا الطَّلَبَ. فَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَنَجَا فَجَعَلَ لَا يَلْقَى أَحَدًا إِلَّا قَالَ: قَدْ كَفَيْتُكُمْ مَا هُنَا. فَلَا يَلْقَى أَحَدًا إِلَّا رَدَّهُ. قَالَ: وَوَفَى لَنَا. [راجع: ٢٤٣٩]

بکری پکڑ کے لایا۔ میں نے اس سے کہا کہ پہلے تھن کو مٹی، بال اور دوسری گندگیوں سے صاف کر لے۔ ابو اسحاق راوی نے کہا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے پر مار کر تھن کو جھاڑنے کی صورت بیان کی۔ اس نے لکڑی کے ایک پیالے میں دودھ نکالا۔ میں نے نبی ﷺ کے لئے ایک برتن اپنے ساتھ رکھ لیا تھا۔ آپ اس سے پانی پیا کرتے تھے اور وضو بھی کر لیتے۔ پھر میں نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا (آپ سو رہے تھے) میں آپ کو جگانا پسند نہیں کرتا تھا لیکن بعد میں جب میں آیا تو آپ بیدار ہو چکے تھے، میں نے پہلے دودھ کے برتن پر پانی بہایا اس کے نیچے کا حصہ ٹھنڈا ہو گیا تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! دودھ پی لیجئے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے دودھ نوش فرمایا جس سے مجھے خوشی حاصل ہوئی۔ پھر آپ نے فرمایا: ”کیا ابھی کوچ کرنے کا وقت نہیں آیا؟“ میں نے عرض کیا کہ آ گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب سورج ڈھل گیا تو ہم نے کوچ کیا۔ بعد میں سراقہ بن مالک ہمارا پیچھا کرتا ہوا یہیں پہنچا۔ میں نے کہا حضور! اب تو یہ ہمارے قریب ہی پہنچ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”غم نہ کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔“ آپ نے پھر اس کے لئے بددعا کی اور اس کا گھوڑا اسے لئے ہوئے پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔ میرا خیال ہے کہ زمین بڑی سخت تھی، یہ شک (راوی حدیث) زہیر کو تھا۔ سراقہ نے کہا، میں سمجھتا ہوں کہ آپ لوگوں نے میرے لئے بددعا کی ہے، اگر اب آپ لوگ میرے لئے (اس مصیبت سے نجات کی) دعا کر دیں تو اللہ کی قسم میں آپ لوگوں کی تلاش میں آنے والے تمام لوگوں کو واپس لوٹا دوں گا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے پھر دعا کی تو وہ نجات پا گیا۔ پھر تو جو بھی اسے راستے میں ملتا اس سے وہ کہتا تھا کہ میں بہت تلاش کر چکا ہوں، قطعی طور پر وہ ادھر نہیں ہیں۔ اس طرح جو بھی ملتا اسے وہ واپس اپنے ساتھ لیجاتا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس نے ہمارے ساتھ جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کیا۔

تشریح: واقعہ ہجرت میں نبی کریم ﷺ سے بہت سے **معجزات** کا ظہور ہوا جن کی تفاصیل مختلف روایتوں میں نقل ہوئی ہیں۔ یہاں بھی آپ کے کچھ معجزات کا ذکر ہے جس سے آپ کی صداقت اور حقانیت پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ اہل بصیرت کے لئے آپ کے رسول برحق ہونے میں ایک ذرہ برابر بھی شک وشبہ کرنے کی گنجائش نہیں اور دل کے اندھوں کے لئے ایسے ہزار نشانات بھی ناکافی ہیں۔

٣٦١٦- حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ ابْنُ مُخْتَارٍ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَى أَعْرَابِيٍّ يَعُوْدُهُ. قَالَ: وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ عَلَى مَرِيْضٍ يَعُوْدُهُ قَالَ: ((لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ)). فَقَالَ لَهُ: ((لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ)). فَقَالَ: قُلْتَ: طَهُوْرٌ كَلَّا بَلْ هِيَ حُمَّى تَفُوْرُ- أَوْ تَثُوْرُ- عَلَى شَيْخٍ كَبِيْرٍ، تُزِيْرُهُ الْقُبُوْرَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَنَعَمْ إِذَنْ)).

[أطرافه في: ٥٦٥٦، ٥٦٦٢، ٧٤٧٠]

(۳۶۱۶) ہم سے معلیٰ بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن مختار نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ایک اعرابی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ جب بھی کسی مریض کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تو فرماتے: ”کوئی حرج نہیں، ان شاء اللہ یہ بخار گناہوں کو دھودے گا۔“ آپ نے اس اعرابی سے بھی یہی فرمایا کہ ”کوئی حرج نہیں ان شاء اللہ گناہوں کو دھودے گا۔“ اس نے اس پر کہا۔ آپ کہتے ہیں گناہوں کو دھونے والا ہے۔ ہرگز نہیں یہ تو نہایت شدید قسم کا بخار ہے یا (راوی نے) تثور کہا (دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے) کہ بخار ایک بوڑھے کھوسٹ پر جوش مار رہا ہے۔ جو قبر کی زیارت کرائے بغیر نہیں چھوڑے گا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ”اچھا تو پھر یوں ہی ہوگا۔“

تشریح: یعنی تو اس بیماری سے مرجائے گا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو لا کر اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو طبرانی نے نکالا، اس میں یہ ہے کہ دوسرے روز وہ مرگیا۔ جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔

٣٦١٧- حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ، حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ نَصْرَانِيٌّ فَأَسْلَمَ وَقَرَأَ الْبَقَرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ، فَكَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَعَادَ نَصْرَانِيًّا فَكَانَ يَقُوْلُ: مَا يَدْرِيْ مُحَمَّدٌ إِلَّا مَا كَتَبْتُ لَهُ، فَأَمَاتَهُ اللَّهُ فَدَفَنُوْهُ، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ فَقَالُوْا: هَذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ، لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ نَبَشُوْا عَنْ صَاحِبِنَا. فَأَلْقَوْهُ فَحَفَرُوْا لَهُ فَأَعْمَقُوْا لَهُ فِي الْأَرْضِ مَا اسْتَطَاعُوْا فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ، فَقَالُوْا: هَذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ نَبَشُوْا عَنْ صَاحِبِنَا لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ. فَأَلْقَوْهُ فَحَفَرُوْا لَهُ، وَأَعْمَقُوْا لَهُ فِي الْأَرْضِ مَا اسْتَطَاعُوْا، فَأَصْبَحَ لَفَظَتْهُ

(۳۶۱۷) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص پہلے عیسائی تھا، پھر وہ اسلام میں داخل ہوگیا تھا۔ اس نے سورۂ بقرہ اور آل عمران پڑھ لی تھی اور وہ نبی کریم ﷺ کا منشی بن گیا لیکن پھر وہ شخص مرتد ہو کر عیسائی ہوگیا اور کہنے لگا کہ محمد (ﷺ) کے لئے جو کچھ میں نے لکھ دیا ہے اس کے سوا اسے اور کچھ بھی معلوم نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی موت واقع ہوگئی اور اس کے آدمیوں نے اسے دفن کردیا جب صبح ہوئی تو انہوں نے دیکھا کہ اس کی لاش قبر سے نکل کر زمین کے اوپر پڑی ہے۔ عیسائی لوگوں نے کہا کہ یہ محمد (ﷺ) اور اس کے ساتھیوں کا کام ہے۔ چونکہ ان کا دین اس نے چھوڑ دیا تھا اس لئے انہوں نے اس کی قبر کھودی ہے اور لاش کو باہر نکال کر پھینک دیا ہے۔ چنانچہ دوسری قبر انہوں نے کھودی جو بہت زیادہ گہری تھی۔ لیکن جب صبح ہوئی تو پھر لاش باہر تھی۔ اس مرتبہ بھی انہوں نے یہی کہا کہ یہ محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھیوں کا کام ہے چونکہ ان کا دین اس نے چھوڑ دیا تھا اس لئے اس کی قبر

الْأَرْضُ، فَعَلِمُوْا أَنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ فَأَلْقَوْهُ. [مسلم: ٧٠٤٠]

کھود کر انہوں نے لاش باہر پھینک دی ہے۔ پھر انہوں نے قبر کھودی اور جتنی گہری ان کے بس میں تھی کر کے اسے اس کے اندر ڈال دیا لیکن صبح ہوئی تو پھر لاش باہر تھی۔ اب انہیں یقین آیا کہ یہ کسی انسان کا کام نہیں ہے۔ (بلکہ یہ میت عذاب الٰہی میں گرفتار ہے) چنانچہ انہوں نے اسے یونہی (زمین پر) ڈال دیا۔

تشریح: یہ اس کے ارتداد کی سزا تھی اور توہین رسالت کی کہ زمین نے اس کے بدترین لاشہ کو بحکم الٰہی باہر پھینک دیا۔ آج بھی گستاخان رسول کو ایسی ہی سزائیں ملتی رہتی ہیں۔ لو کانوا یعلمون۔

٣٦١٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُوْنُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: وَأَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ، وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَتُنْفِقُنَّ كُنُوْزَهُمَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ)). [راجع: ٣٠٢٧] [مسلم: ٧٣٢٨]

(٣٦١٨) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے سعید بن مسیب نے خبر دی کہ حضرت ابو ہریرہ ؓ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب کسریٰ (شاہ ایران) ہلاک ہو جائے گا تو پھر کوئی کسریٰ پیدا نہیں ہوگا اور جب قیصر (شاہ روم) ہلاک ہو جائے گا تو پھر کوئی قیصر پیدا نہیں ہوگا اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے تم ان کے خزانے اللہ کے راستے میں ضرور خرچ کرو گے۔“

تشریح: نبی کریم ﷺ نے جو فرمایا تھا حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوا جیسا کہ تاریخ شاہد ہے۔ روایت میں حضرت ابن شہاب سے مراد مشہور تابعی امام زہری مراد ہیں جو زہرہ بن کلاب کی نسل سے ہیں اور اسی لئے ان کو زہری کہا گیا ہے۔ ان کی کنیت ابو بکر اور نام محمد ہے۔ عبد اللہ بن شہاب کے بیٹے ہیں۔ بعض منکرین حدیث تمنا عمادی جیسوں نے ان کے زہرہ بن کلاب کی نسل سے ہونے کا انکار کیا ہے جو سراسر غلط ہے، یہ فی الواقع زہری ہیں۔ بڑے محدث اور فقیہ، جلیل القدر تابعی ہیں، علوم شریعت کے امام ہیں، ان کے شاگردوں میں بڑے بڑے ائمہ حدیث داخل ہیں۔ حضرت عمر بن عبد العزیز ؒ نے کہا کہ میں اپنے دور میں ان سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں پاتا ہوں۔ ۱۲۴ھ بماہ رمضان انتقال فرمایا۔ ؒ آمین

٣٦١٩۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، يَرْفَعُهُ قَالَ: ((إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ)) وَذَكَرَ وَقَالَ: ((لَتُنْفِقُنَّ كُنُوْزَهُمَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ)). [راجع: ٣١٢١]

(٣٦١٩) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عبد الملک بن عمیر نے اور ان سے حضرت جابر بن سمرہ ؓ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب کسریٰ ہلاک ہوا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ پیدا نہیں ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہوا تو کوئی قیصر پھر پیدا نہیں ہوگا۔“ اور راوی نے (پہلی حدیث کی طرح اس حدیث کو بھی بیان کیا اور) کہا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”تم ان دونوں کے خزانے اللہ کے راستے میں خرچ کرو گے۔“

٣٦٢٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ،

(٣٦٢٠) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر

عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ، حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَدِمَ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَجَعَلَ يَقُولُ: إِنْ جَعَلَ لِي مُحَمَّدٌ الْأَمْرَ مِنْ بَعْدِهِ تَبِعْتُهُ. وَقَدِمَهَا فِي بَشَرٍ كَثِيرٍ مِنْ قَوْمِهِ، فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَعَهُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، وَفِي يَدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قِطْعَةُ جَرِيدٍ، حَتَّى وَقَفَ عَلَى مُسَيْلِمَةَ فِي أَصْحَابِهِ فَقَالَ: ((لَوْ سَأَلْتَنِي هَذِهِ الْقِطْعَةَ مَا أَعْطَيْتُكَهَا، وَلَنْ تَعْدُوَ أَمْرَ اللَّهِ فِيكَ، وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللَّهُ، وَإِنِّي لَأَرَاكَ الَّذِي أُرِيتُ فِيكَ مَا رَأَيْتُ)). [أطرافه في: ٤٢٧٣، ٤٢٧٨، ٧٠٣٣، ٧٤٦١] [مسلم: ٥٩٣٥؛ ترمذي: ٢٢٩٢]

دی، انہیں عبداللہ بن ابی حسین نے، ان سے نافع بن جبیر نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں مسیلمہ کذاب مدینہ میں آیا اور یہ کہنے لگا کہ اگر محمد (ﷺ) ''امر'' (یعنی خلافت) کو اپنے بعد مجھے سونپ دیں تو میں ان کی اتباع کے لئے تیار ہوں۔ مسیلمہ اپنے بہت سے مریدوں کو ساتھ لے کر مدینہ آیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس کے پاس (اسے سمجھانے کے لئے) تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ تھے اور آپ کے ہاتھ میں کھجور کی ایک چھڑی تھی۔ آپ وہاں ٹھہر گئے جہاں مسیلمہ اپنے آدمیوں کے ساتھ موجود تھا تو آپ نے اس سے فرمایا: ''اگر تو مجھ سے چھڑی بھی مانگے تو میں تجھے نہیں دے سکتا (خلافت تو بڑی چیز ہے) اور پروردگار کی مرضی کو تو ٹال نہیں سکتا اگر تو اسلام سے پیٹھ پھیرے گا تو اللہ تجھ کو تباہ کر دے گا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ تو وہی ہے جو مجھے (خواب میں) دکھایا گیا تھا۔''

٣٦٢١- فَأَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ فِي يَدَيَّ سِوَارَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ، فَأَهَمَّنِي شَأْنُهُمَا، فَأُوحِيَ إِلَيَّ فِي الْمَنَامِ أَنِ انْفُخْهُمَا، فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ بَعْدِي)). فَكَانَ أَحَدُهُمَا الْعَنْسِيَّ وَالْآخَرُ مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابَ صَاحِبَ الْيَمَامَةِ. [أطرافه في: ٤٣٧٤، ٤٣٧٥، ٤٣٧٩، ٧٠٣٤، ٧٠٣٧] [راجع: ٣٦٢٠]

(٣٦٢١) (ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ) مجھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''میں سویا ہوا تھا کہ میں نے (خواب میں) سونے کے دو کنگن اپنے ہاتھوں میں دیکھے۔ مجھے اس خواب سے بہت فکر ہوا، پھر خواب میں ہی وحی کے ذریعے مجھے بتلایا گیا کہ میں ان پر پھونک ماروں۔ چنانچہ جب میں نے پھونک ماری تو وہ دونوں اڑ گئے، میں نے اس سے یہ تعبیر لی کہ میرے بعد دو جھوٹے نبی ہوں گے۔'' پس ان میں سے ایک تو اسود عنسی ہے اور دوسرا یمامہ کا مسیلمہ کذاب تھا۔

تشریح: اللہ نے دونوں کو ہلاک کر دیا۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ نے جو فرمایا تھا وہ حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوا یہ بھی آپ کی نبوت کی دلیل ہے۔ یہاں پر بعض صحیح بخاری کا ترجمہ کرنے والوں نے یوں ترجمہ کیا ہے نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں مسیلمہ کذاب پیدا ہوا تھا، یہ ترجمہ صحیح نہیں ہے بلکہ اس کا ترجمہ مدینہ میں آنا مراد ہے جیسا کہ آگے صاف مذکور ہے۔

٣٦٢٢- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ

(٣٦٢٢) مجھ سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن اسامہ نے بیان کیا، ان سے برید بن عبداللہ بن ابی بردہ نے، ان سے ان کے دادا ابو

أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى- أُرَاهُ- عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ، فَذَهَبَ وَهَلِي إِلَى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوِ الْهَجَرُ، فَإِذَا هِيَ الْمَدِينَةُ يَثْرِبُ، وَرَأَيْتُ فِي رُؤْيَايَ أَنِّي هَزَزْتُ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهُ، فَإِذَا هُوَ مَا أُصِيبَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ أُحُدٍ، ثُمَّ هَزَزْتُهُ بِأُخْرَى فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ، فَإِذَا هُوَ مَا جَاءَ اللَّهُ بِهِ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِينَ، وَرَأَيْتُ فِيهَا بَقَرًا وَاللَّهُ خَيْرٌ فَإِذَا هُمُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ أُحُدٍ، وَإِذَا الْخَيْرُ مَا جَاءَ اللَّهُ بِهِ مِنَ الْخَيْرِ، وَثَوَابِ الصِّدْقِ الَّذِي آتَانَا اللَّهُ بَعْدَ يَوْمِ بَدْرٍ)). [أطرافه في: ٣٩٨٧، ٤٠٨١، ٧٠٣٥، ٧٠٤١] [مسلم: ٥٩٣٤؛ ابن ماجه: ٣٩٢١]

بردہ نے اور ان سے ابوموسیٰ اشعری ؓ نے۔ میں سمجھتا ہوں (یہ امام بخاری ؒ کا قول ہے کہ) محمد بن علاء نے یوں کہا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”میں نے خواب دیکھا تھا کہ میں مکہ سے ایک ایسی زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جہاں کھجور کے باغات ہیں۔ اس پر میرا ذہن ادھر گیا کہ یہ مقام یمامہ یا ہجر ہوگا، لیکن وہ یثرب، مدینہ منورہ ہے اور اسی خواب میں میں نے دیکھا کہ میں نے تلوار ہلائی تو وہ بیچ میں سے ٹوٹ گئی، یہ اس مصیبت کی طرف اشارہ تھا جو احد کی لڑائی میں مسلمانوں کو اٹھانی پڑی تھی۔ پھر میں نے دوسری مرتبہ اسے ہلایا تو وہ پہلے سے بھی اچھی صورت میں ہوگئی۔ یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ کو فتح دی اور مسلمان سب اکٹھے ہوگئے۔ میں نے اسی خواب میں گائیں دیکھیں اور اللہ تعالیٰ کا جو کام ہے وہ بہتر ہے۔ ان گایوں سے ان مسلمانوں کی طرف اشارہ تھا جو احد کی لڑائی میں شہید کئے گئے تھے اور خیر و بھلائی وہ تھی جو ہمیں اللہ تعالیٰ سے سچائی کا بدلہ بدر کی لڑائی کے بعد عطا فرمایا تھا۔“

٣٦٢٣- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا، عَنْ فِرَاسٍ، عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ تَمْشِي، كَأَنَّ مِشْيَتَهَا مَشْيُ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَرْحَبًا بِابْنَتِي)). ثُمَّ أَجْلَسَهَا عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ، ثُمَّ أَسَرَّ إِلَيْهَا حَدِيثًا فَبَكَتْ فَقُلْتُ: لَهَا لِمَ تَبْكِينَ؟ ثُمَّ أَسَرَّ إِلَيْهَا حَدِيثًا فَضَحِكَتْ فَقُلْتُ: مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ فَرَحًا أَقْرَبَ مِنْ حُزْنٍ، فَسَأَلْتُهَا عَمَّا قَالَ، فَقَالَتْ: مَاكُنْتُ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى قَبِضَ النَّبِيُّ ﷺ فَسَأَلْتُهَا عَمَّا قَالَ [أطرافه في: ٣٦٢٥، ٣٧١٥، ٤٤٣٣، ٦٢٨٥] [مسلم: [illegible] ٦٣١٣، ٦٣١٤؛ ابن ماجه: ١٦٢١]

(٣٦٢٣) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے زکریا نے بیان کیا، ان سے فراس نے، ان سے عامر نے، ان سے مسروق نے اور ان سے حضرت عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ حضرت فاطمہ ؓ آئیں، ان کی چال میں نبی کریم ﷺ کی چال سے بڑی مشابہت تھی۔ آپ نے فرمایا: ”بیٹی آؤ مرحبا!“ اس کے بعد آپ نے انہیں اپنی دائیں طرف یا بائیں طرف بٹھا لیا، پھر ان کے کان میں آپ نے چپکے سے کوئی بات کہی تو وہ رونے لگیں۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ روتی کیوں ہو؟ پھر دوبارہ آنحضرت ﷺ نے ان کے کان میں کچھ کہا تو وہ ہنس دیں۔ میں نے ان سے کہا کہ آج غم کے فوراً بعد ہی خوشی کی جو کیفیت میں نے آپ کے چہرے پر دیکھی وہ پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کہ آنحضرت ﷺ نے کیا فرمایا تھا؟ انہوں نے کہا جب تک رسول اللہ ﷺ زندہ ہیں میں آپ کے راز کو کسی پر نہیں کھول سکتی۔ چنانچہ میں نے آپ کی وفات کے بعد پوچھا۔

٣٦٢٤ـ فَقَالَتْ: أَسَرَّ إِلَيَّ: ((إِنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يُعَارِضُنِي الْقُرْآنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً، وَإِنَّهُ عَارَضَنِي الْعَامَ مَرَّتَيْنِ، وَلاَ أُرَاهُ إِلاَّ حَضَرَ أَجَلِي، وَإِنَّكِ أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِي لَحَاقًا بِي)). فَبَكَيْتُ فَقَالَ: ((أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ ـ أَوْ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ ـ)). فَضَحِكْتُ لِذَلِكَ. [أطرافه في: ٣٦٢٦، ٣٧١٦، ٤٤٣٤، ٦٢٨٦] [راجع: ٣٦٢٣]

(٣٦٢٤) تو انہوں نے بتایا کہ آپ نے میرے کان میں کہا تھا کہ ''حضرت جبرئیل علیہ السلام ہر سال قرآن مجید کا ایک دور کیا کرتے تھے لیکن اس سال انہوں نے دو مرتبہ دور کیا ہے مجھے یقین ہے کہ اب میری موت قریب ہے اور میرے گھرانے میں سب سے پہلے مجھ سے آ ملنے والی تم ہو گی۔'' میں (آپ کی اس خبر پر) رونے لگی تو آپ نے فرمایا: ''تم اس پر راضی نہیں کہ جنت کی عورتوں کی سردار بنو گی یا (آپ نے فرمایا کہ) مومنہ عورتوں کی۔'' تو اس پر میں ہنسی تھی۔

تشریح: دوسری روایتوں میں یوں ہے کہ پہلے آپ نے یہ فرمایا کہ میری وفات نزدیک ہے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں پھر یہ فرمایا کہ تم سب سے پہلے مجھ سے ملو گی تو وہ ہنسنے لگیں۔ اس حدیث سے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ فی الواقع آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر، نور نظر ہیں اس لئے ہر فضیلت کی اولین حقدار ہیں۔

٣٦٢٥ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَعَا النَّبِيُّ ﷺ فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فِي شَكْوَاهُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ، فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ، ثُمَّ دَعَاهَا، فَسَارَّهَا فَضَحِكَتْ، قَالَتْ: فَسَأَلْتُهَا عَنْ ذَلِكَ. [راجع: ٣٦٢٣] [مسلم: ٦٣١٢؛ ترمذي: ٣٨٩٣]

(٣٦٢٥) ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ مرض میں اپنی صاحب زادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور چپکے سے کوئی بات ان سے فرمائی تو وہ رونے لگیں، پھر آپ نے انہیں بلایا اور چپکے سے پھر کوئی بات فرمائی تو وہ ہنسیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اس کے متعلق پوچھا۔

٣٦٢٦ـ فَقَالَتْ: سَارَّنِي النَّبِيُّ ﷺ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ يُقْبَضُ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ فَبَكَيْتُ، ثُمَّ سَارَّنِي فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِهِ أَتْبَعُهُ فَضَحِكْتُ. [راجع: ٢٦٢٤]

(٣٦٢٦) تو انہوں نے بتایا کہ پہلی مرتبہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے آہستہ سے گفتگو کی تھی تو اس میں آپ نے فرمایا تھا کہ آپ کی اس مرض میں وفات ہو جائے گی جس میں واقعی آپ کی وفات ہوئی، میں اس پر رو پڑی۔ پھر دوبارہ آپ نے آہستہ سے مجھ سے جو بات کہی اس میں آپ نے فرمایا کہ آپ کے اہل بیت میں، میں سب سے پہلے آپ سے جا ملوں گی۔ میں اس پر ہنسی تھی۔

تشریح: جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ وفات نبوی کے چھ ماہ بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہو گیا اس حدیث سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بڑی فضیلت نکلتی ہے۔

٣٦٢٧ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ،

(٣٦٢٧) ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو بشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے۔ ان سے عبداللہ بن

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يُدْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ: إِنَّ لَنَا أَبْنَاءً مِثْلَهُ. فَقَالَ: إِنَّهُ مِنْ حَيْثُ تَعْلَمُ. فَسَأَلَ عُمَرُ بْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ: ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾. فَقَالَ: أَجَلُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَعْلَمَهُ إِيَّاهُ. قَالَ: مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَعْلَمُ. [اطرافه في: ٤٢٩٤، ٤٤٣٠، ٤٠٦٩، ٤٩٧٠]

عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے پاس بٹھاتے تھے۔ اس پر عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے شکایت کی کہ ان جیسے تو ہمارے لڑکے بھی ہیں لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ یہ محض ان کے علم کی وجہ سے ہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت ﴿اذا جاء نصر الله والفتح﴾ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی وفات تھی جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے آپ کو دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو تم نے سمجھا ہے میں بھی وہی سمجھتا ہوں۔

تشریح: ترجمہ باب کی مطابقت ظاہر ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ کو جو بات بتلائی گئی تھی کہ آپ کی وفات قریب ہے وہ پوری ہوئی۔ اللہ جب چاہے کسی بندے کو کچھ آگے کی باتیں بتلا دیتا ہے مگر یہ غیب دانی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی غیب دان کہنا کفر ہے جیسا کہ علمائے احناف نے صراحت کے ساتھ لکھا ہے۔ غیب داں صرف اللہ ہے۔ انبیا و اولیا سب اللہ کے علم کے محتاج ہیں۔ بغیر اللہ کے بتلائے وہ کچھ بھی بول نہیں سکتے۔

٣٦٢٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ حَنْظَلَةَ بْنِ الْغَسِيلِ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ بِمِلْحَفَةٍ وَقَدْ عَصَّبَ رَأْسَهُ بِعِصَابَةٍ دَسْمَاءَ، حَتَّى جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُونَ وَيَقِلُّ الْأَنْصَارُ، حَتَّى يَكُونُوا فِي النَّاسِ بِمَنْزِلَةِ الْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ، فَمَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ شَيْئًا يَضُرُّ فِيهِ قَوْمًا، وَيَنْفَعُ فِيهِ آخَرِينَ، فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ، وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيئِهِمْ)). فَكَانَ آخِرَ مَجْلِسٍ جَلَسَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ. [راجع: ٩٢٧]

(۳۶۲۸) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن سلیمان بن حنظلہ بن غسیل نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مرض الوفات میں رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے، آپ ایک چکنے کپڑے سے سر مبارک پر پٹی باندھے ہوئے تھے۔ آپ مسجد نبوی میں منبر پر تشریف فرما ہوئے پھر جیسے ہونی چاہئے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی، پھر فرمایا: ''اما بعد (آنے والے دور میں) دوسرے لوگوں کی تعداد بہت بڑھ جائے گی لیکن انصار کم ہوتے جائیں اور ایک زمانہ آئے گا کہ دوسروں کے مقابلے میں ان کی تعداد اتنی کم ہو جائے گی جیسے کھانے میں نمک ہوتا ہے۔ پس اگر تم میں سے کوئی شخص کہیں کا حاکم بنے اور اپنی حکومت کی وجہ سے وہ کسی کو نقصان اور نفع بھی پہنچا سکتا ہو تو اسے چاہئے کہ انصار کے نیکوں (کی نیکیوں) کو قبول کرے اور جو برے ہوں ان سے درگزر کر دیا کرے۔'' یہ نبی کریم ﷺ کی آخری مجلس وعظ تھی۔

تشریح: آپ کو معلوم تھا کہ انصار کو خلافت نہیں ملے گی اس لئے ان کے حق میں نیک سلوک کرنے کی وصیت فرمائی۔ باب سے اس حدیث کی مطابقت ظاہر ہے۔

٣٦٢٩۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ، عَنْ

(۳۶۲۹) مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن آدم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حسین جعفی نے بیان کیا،

أَبِي مُوسَى، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: أَخْرَجَ النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ الْحَسَنَ فَصَعِدَ بِهِ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَقَالَ: ((ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ)). [راجع: ٢٧٠٤]

ان سے ابوموسیٰ نے، ان سے امام حسن بصری نے اور ان سے حضرت ابو بکرہ ؓ نے کہ نبی کریم ﷺ حسن ؓ کو ایک دن ساتھ لے کر باہر تشریف لائے اور منبر پر ان کو لے کر چڑھ گئے۔ پھر فرمایا: ''میرا یہ بیٹا سید ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو جماعتوں میں ملاپ کرا دے گا۔''

تشریح: آپ کی یہ پیش گوئی پوری ہوئی۔ حضرت حسن ؓ نے وہ کام کیا کہ ہزاروں مسلمانوں کی جان بچ گئی، حضرت امیر معاویہ ؓ سے لڑنا پسند نہ کیا۔ خلافت ان ہی کو دے دی حالانکہ ستر ہزار آدمیوں نے آپ کے ساتھ جان دینے پر بیعت کی تھی، اس طرح سے نبی کریم ﷺ کی یہ پیش گوئی صحیح ثابت ہوئی اور یہاں پر یہی مقصد باب ہے۔

٣٦٣٠ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَعَى جَعْفَرًا وَزَيْدًا قَبْلَ أَنْ يَجِيءَ خَبَرُهُمَا وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ. [راجع: ١٢٤٦]

(۳۶۳۰) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے حمید بن ہلال نے اور ان سے حضرت انس بن مالک ؓ نے کہ نبی کریم ﷺ نے جعفر بن ابی طالب اور زید بن حارثہ ؓ کی شہادت کی خبر پہلے ہی صحابہ کو سنا دی تھی اس وقت آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

تشریح: آپ ﷺ کا رسول برحق ہونا بایں طور پر ثابت ہوا کہ آپ نے وحی کے ذریعہ سے ایک دور دراز مقام پر ہونے والا واقعہ اطلاع آنے سے پہلے ہی بیان فرما دیا۔ صدق رسول اللہ ﷺ۔ اگر اہل بدعت کے خیال کے مطابق آپ عالم الغیب ہوتے تو سفر جہاد پر جانے سے پہلے ہی ان کو روک دیتے اور موت سے بچا لیتے مگر آپ غیب داں نہیں تھے۔ آیت مبارکہ: ﴿وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ﴾ (۷/ الاعراف: ۱۸۸) کا یہی مطلب ہے۔ وحی الٰہی سے خبر دینا یہ امر دیگر ہے اس کو غیب دانی سے تعبیر کرنا ان لوگوں کا کام ہے جن کو فہم و فراست سے ایک ذرہ بھی نصیب نہیں ہوا ہے۔ کتب فقہ میں صاف لکھا ہوا ہے کہ جو نبی کریم ﷺ کو غیب داں جان کر کسی امر پر گواہ بنائے تو اس کی یہ حرکت اسے کفر تک پہنچا دیتی ہے۔

٣٦٣١ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَلْ لَكُمْ مِنْ أَنْمَاطٍ؟)) قُلْتُ: وَأَنَّى يَكُونُ لَنَا الْأَنْمَاطُ؟ قَالَ: ((أَمَا إِنَّهُ سَيَكُونُ لَكُمُ الْأَنْمَاطُ)). فَأَنَا أَقُولُ لَهَا- يَعْنِي امْرَأَتَهُ- أَخِّرِي عَنِّي أَنْمَاطَكِ. فَتَقُولُ: أَلَمْ يَقُلِ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّهَا سَتَكُونُ لَكُمُ الْأَنْمَاطُ)). فَأَدَعُهَا.

[طرفه في: ٥١٦١] [مسلم: ٥٤٥٠؛ ترمذي: ٢٧٧٤]

(۳۶۳۱) ہم سے عمرو بن عباس نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق بن مہدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے محمد بن منکدر نے اور ان سے جابر بن عبداللہ ؓ نے بیان کیا کہ (ان کی شادی کے موقع پر) نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کیا تمہارے پاس قالین ہیں؟'' میں نے عرض کیا، ہمارے پاس قالین کہاں؟ (ہم غریب لوگ ہیں) اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''یاد رکھو ایک وقت آئے گا کہ تمہارے پاس عمدہ عمدہ قالین ہوں گے۔'' اب جب میں اس سے (اپنی بیوی سے) کہتا ہوں کہ اپنے قالین ہٹا لے تو وہ کہتی ہے کہ کیا نبی کریم ﷺ نے تم سے نہیں فرمایا تھا کہ ''ایک وقت آئے گا جب تمہارے پاس قالین ہوں گے۔'' چنانچہ میں انہیں وہیں رہنے دیتا ہوں (اور چپ

ہو جاتا ہوں)۔

تشریح: اس روایت میں نبی کریم ﷺ کی ایک پیش گوئی کا ذکر ہے جو حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے خود اس صداقت کو دیکھا۔ یہ علامات نبوت میں سے ایک اہم علامت ہے۔ یہی حدیث اور باب میں وجہ مطابقت ہے۔

٣٦٣٢۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ مُوْسَى، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: انْطَلَقَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ مُعْتَمِرًا۔ قَالَ: فَنَزَلَ عَلَى أُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ أَبِيْ صَفْوَانَ، وَكَانَ أُمَيَّةُ إِذَا انْطَلَقَ إِلَى الشَّأْمِ فَمَرَّ بِالْمَدِيْنَةِ نَزَلَ عَلَى سَعْدٍ، فَقَالَ أُمَيَّةُ لِسَعْدٍ: انْتَظِرْ حَتَّى إِذَا انْتَصَفَ النَّهَارُ، وَغَفَلَ النَّاسُ انْطَلَقْتُ فَطُفْتُ، فَبَيْنَا سَعْدٌ يَطُوْفُ إِذَا أَبُوْ جَهْلٍ فَقَالَ: مَنْ هَذَا الَّذِيْ يَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ؟ فَقَالَ سَعْدٌ: أَنَا سَعْدٌ. فَقَالَ أَبُوْ جَهْلٍ: تَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ آمِنًا، وَقَدْ آوَيْتُمْ مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ؟ فَقَالَ نَعَمْ. فَتَلَاحَيَا بَيْنَهُمَا. فَقَالَ أُمَيَّةُ لِسَعْدٍ: لَا تَرْفَعْ صَوْتَكَ عَلَى أَبِي الْحَكَمِ، فَإِنَّهُ سَيِّدُ أَهْلِ الْوَادِيْ. ثُمَّ قَالَ سَعْدٌ: وَاللَّهِ! لَئِنْ مَنَعْتَنِيْ أَنْ أَطُوْفَ بِالْبَيْتِ لَأَقْطَعَنَّ مَتْجَرَكَ بِالشَّأْمِ. قَالَ: فَجَعَلَ أُمَيَّةُ يَقُوْلُ لِسَعْدٍ: لَا تَرْفَعْ صَوْتَكَ. وَجَعَلَ يُمْسِكُهُ، فَغَضِبَ سَعْدٌ فَقَالَ: دَعْنَا عَنْكَ، فَإِنِّيْ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا ﷺ يَزْعُمُ أَنَّهُ قَاتِلُكَ. قَالَ: إِيَّايَ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: وَاللَّهِ! مَا يَكْذِبُ مُحَمَّدٌ إِذَا حَدَّثَ. فَرَجَعَ إِلَى امْرَأَتِهِ، فَقَالَ: أَمَا تَعْلَمِيْنَ مَا قَالَ لِيْ أَخِي الْيَثْرِبِيُّ؟ قَالَتْ: وَمَا قَالَ؟ قَالَ زَعَمَ أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدًا

(٣٦٣٢) ہم سے احمد بن اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے، ان سے عمرو بن میمون نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ عمرہ کی نیت سے (مکہ) آئے اور ابو صفوان امیہ بن خلف کے یہاں اترے۔ امیہ بھی شام جاتے ہوئے (تجارت وغیرہ کے لئے) جب مدینہ سے گزرتا تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے یہاں قیام کیا کرتا تھا۔ امیہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا، ابھی ٹھہرو، جب دوپہر کا وقت ہو جائے اور لوگ غافل ہو جائیں (تب طواف کرنا کیونکہ مکہ کے مشرک مسلمانوں کے دشمن تھے) سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، چنانچہ میں نے جا کر طواف شروع کر دیا، حضرت سعد رضی اللہ عنہ ابھی طواف کر ہی رہے تھے کہ ابو جہل آ گیا اور کہنے لگا، یہ کعبہ کا طواف کون کر رہا ہے؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بولے کہ میں سعد ہوں۔ ابو جہل بولا، تم کعبہ کا طواف خوب امن سے کر رہے ہو حالانکہ محمد ﷺ اور اس کے ساتھیوں کو پناہ دے رکھی ہے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں ٹھیک ہے۔ اس طرح دونوں میں بات بڑھ گئی۔ پھر امیہ نے سعد رضی اللہ عنہ سے کہا، ابوالحکم (ابو جہل) کے سامنے اونچی آواز سے نہ بولو، وہ اس وادی (مکہ) کا سردار ہے۔ اس پر سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم اگر تم نے مجھے بیت اللہ کے طواف سے روکا تو میں بھی تمہاری شام کی تجارت خاک میں ملا دوں گا (کیونکہ شام جانے کا صرف ایک ہی راستہ ہے جو مدینہ سے جاتا ہے) بیان کیا کہ امیہ برابر سعد رضی اللہ عنہ سے یہی کہتا رہا کہ اپنی آواز بلند نہ کرو اور انہیں (مقابلہ سے) روکتا رہا۔ آخر سعد رضی اللہ عنہ کو اس پر غصہ آ گیا اور انہوں نے امیہ سے کہا۔ چل پرے ہٹ میں نے حضرت محمد ﷺ سے تیرے متعلق سنا ہے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ تجھ کو ابو جہل ہی قتل کرائے گا۔ امیہ نے پوچھا، مجھے؟ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں تجھ کو۔ تب تو امیہ کہنے لگا۔ اللہ کی قسم محمد (ﷺ) جب کوئی بات کہتے ہیں تو وہ غلط نہیں ہوتی پھر وہ اپنی

يَزْعُمُ أَنَّهُ قَاتِلِي. قَالَتْ: فَوَاللَّهِ! مَا يَكْذِبُ مُحَمَّدٌ. قَالَ: فَلَمَّا خَرَجُوْا إِلَى بَدْرٍ، وَجَاءَ الصَّرِيْخُ قَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ: أَمَا ذَكَرْتَ مَا قَالَ لَكَ أَخُوْكَ الْيَثْرِبِيُّ؟ قَالَ: فَأَرَادَ أَنْ لَا يَخْرُجَ، فَقَالَ لَهُ أَبُوْ جَهْلٍ: إِنَّكَ مِنْ أَشْرَافِ الْوَادِيْ، فَسِرْ بِنَا يَوْمًا أَوْ يَوْمَيْنِ، فَسَارَ مَعَهُمْ فَقَتَلَهُ اللَّهُ. [طرفه في: ٣٩٥٠]

بیوی کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ تمہیں معلوم نہیں، میرے یثربی بھائی نے مجھے کیا بات بتائی ہے؟ اس نے پوچھا، انہوں نے کیا کہا؟ امیہ نے بتایا کہ محمد (ﷺ) کہہ چکے ہیں کہ ابوجہل مجھ کو قتل کرائے گا۔ وہ کہنے لگی، اللہ کی قسم محمد (ﷺ) غلط بات زبان سے نہیں نکالتے۔ پھر ایسا ہوا کہ اہل مکہ بدر کی لڑائی کے لئے روانہ ہونے لگے اور امیہ کو بھی بلانے والا آیا تو امیہ سے اس کی بیوی نے کہا، تمہیں یاد نہیں رہا تمہارا یثربی بھائی تمہیں کیا خبر دے گیا تھا۔ بیان کیا کہ اس یاد دہانی پر امیہ نے چاہا کہ اس جنگ میں شرکت نہ کرے۔ لیکن ابوجہل نے کہا، تم وادی مکہ کے رئیس ہو۔ اس لئے کم از کم ایک یا دو دن کے لئے ہی تمہیں چلنا پڑے گا۔ اس طرح وہ ان کے ساتھ جنگ میں شرکت کے لئے نکلا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو قتل کرادیا۔

تشریح: یہ پیش گوئی پوری ہوئی۔ امیہ جنگ بدر میں جانا نہیں چاہتا تھا مگر ابوجہل زبردستی پکڑ کر لے گیا، آخر مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا۔ علامات نبوت میں اس پیش گوئی کو بھی اہم مقام حاصل ہے پیش گوئی کی صداقت ظاہر ہو کر رہی حدیث کے لفظ ((انه قاتلك)) میں ضمیر کا مرجع ابوجہل ہے کہ وہ تجھ کو قتل کرائے گا۔ بعض مترجم حضرات نے ((انه)) کی ضمیر کا مرجع رسول کریم ﷺ کو قرار دیا ہے لیکن روایت کے سیاق وسباق اور مقام ومحل کے لحاظ سے ہمارا ترجمہ بھی صحیح ہے۔ والله اعلم۔

٣٦٣٤ـ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ شَيْبَةَ، أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ الْمُغِيْرَةِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((رَأَيْتُ النَّاسَ مُجْتَمِعِيْنَ فِيْ صَعِيْدٍ، فَقَامَ أَبُوْ بَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوْبًا أَوْ ذَنُوْبَيْنِ، وَفِيْ بَعْضِ نَزْعِهِ ضَعْفٌ، وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ، ثُمَّ أَخَذَهَا عُمَرُ، فَاسْتَحَالَتْ بِيَدِهِ غَرْبًا، فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا فِي النَّاسِ يَفْرِيْ فَرِيَّهُ، حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ)). وَقَالَ هَمَّامٌ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ((فَنَزَعَ أَبُوْ بَكْرٍ ذَنُوْبَيْنِ)). [أطرافه في: ٣٦٧٦، ٣٦٨٢، ٧٠١٩، ٧٠٢٠] [مسلم: ٦١٩٧؛ ترمذي: ٢٢٨٩]

(٣٦٣٤) ہم سے عبدالرحمٰن بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہ ہم سے عبدالرحمٰن بن مغیرہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے موسیٰ بن عقبہ نے، ان سے سالم بن عبداللہ نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے (خواب میں) دیکھا کہ لوگ ایک میدان میں جمع ہو رہے ہیں۔ ان میں سے ابوبکر رضی اللہ عنہ اٹھے اور ایک کنویں سے انہوں نے ایک دو ڈول پانی بھر کر نکالا، پانی نکالنے میں ان میں کچھ کمزوری معلوم ہوتی تھی اور اللہ ان کو بخشے۔ پھر وہ ڈول عمر رضی اللہ عنہ نے سنبھالا، ان کے ہاتھ میں جاتے ہی وہ ایک بڑا ڈول ہو گیا۔ میں نے لوگوں میں ان جیسا شہ زور پہلوان اور بہادر انسان ان کی طرح کام کرنے والا نہیں دیکھا (انہوں نے اتنے ڈول کھینچے) کہ لوگ اپنے اونٹوں کو بھی پلا پلا کر ان کے ٹھکانوں میں لے گئے۔“ اور ہمام نے بیان کیا، ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے واسطے سے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دو ڈول کھینچے۔

نوٹ: احادیث کی ترتیب میں نسخہ ہندیہ کو اور ترقیم میں المعجم المفہرس کو مدنظر رکھا گیا ہے۔

تشریح: اس حدیث کی تعبیر خلافت ہے، یعنی پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلافت ملے گی۔ وہ حکومت تو کریں گے لیکن عمر رضی اللہ عنہ کی سی قوت وشوکت ان کو حاصل نہ ہوگی۔ عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مسلمانوں کی شوکت وعظمت بہت بڑھ جائے گی، آپ نے جیسا خواب دیکھا تھا ویسا ہی ظاہر ہوا۔ یہ بھی علامات نبوت میں سے ایک اہم نشان ہے جن کو دیکھ اور سمجھ کر بھی جو شخص آپ کے رسول برحق ہونے کو نہ مانے اس سے بڑھ کر بدنصیب کوئی نہیں ہے۔ (ﷺ)

٣٦٣٣۔ حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيْدِ النَّرْسِيُّ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، حَدَّثَنَا أَبُوْ عُثْمَانَ، قَالَ: أُنْبِئْتُ أَنَّ جِبْرِيْلَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَعِنْدَهُ أُمُّ سَلَمَةَ، فَجَعَلَ يَتَحَدَّثُ ثُمَّ قَامَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأُمِّ سَلَمَةَ: ((مَنْ هَذَا)). أَوْ كَمَا قَالَ. قَالَتْ: هَذَا دِحْيَةُ. فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: أَيْمُ اللَّهِ! مَا حَسِبْتُهُ إِلَّا إِيَّاهُ حَتَّى سَمِعْتُ خُطْبَةَ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ بِخَبَرِ جِبْرِيْلَ أَوْ كَمَا قَالَ. قَالَ: فَقُلْتُ لِأَبِي عُثْمَانَ: مِمَّنْ سَمِعْتَ هَذَا؟ قَالَ: مِنْ أُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ. [طرفه في: ٤٩٨٠] [مسلم: ٦١٩٧]

(٣٦٣٣) ہم سے عباس بن ولید نرسی نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا، ان سے ابوعثمان نے بیان کیا کہ مجھے یہ بات معلوم کرائی گئی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے باتیں کرتے رہے۔ اس وقت آنحضرت ﷺ کے پاس ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں۔ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام چلے گئے تو نبی اکرم ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''معلوم ہے یہ کون صاحب تھے؟'' یا ایسے ہی الفاظ ارشاد فرمائے۔ ابوعثمان نے بیان کیا کہ ام سلمہ نے جواب دیا کہ یہ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ تھے۔ ام سلمہ نے بیان کیا اللہ کی قسم میں سمجھے بیٹھی تھی کہ وہ دحیہ کلبی ہیں۔ آخر جب میں نے اللہ کے نبی ﷺ کا خطبہ سنا جس میں آپ حضرت جبرئیل علیہ السلام (کی آمد) کی خبر دے رہے تھے تو میں سمجھی کہ وہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہی تھے۔ یا ایسے ہی الفاظ کہے۔ بیان کیا کہ میں نے ابوعثمان سے پوچھا کہ آپ نے یہ حدیث کس سے سنی؟ تو انہوں نے بتایا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے سنی ہے۔

تشریح: حضرت جبریل علیہ السلام کا آپ ﷺ کی خدمت میں حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں آنا مشہور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو یہ طاقت بخشی ہے کہ وہ جس صورت میں چاہیں آسکتے ہیں۔ اس حدیث سے نبی کریم ﷺ کا رسول برحق ہونا ثابت ہوا۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى:

﴿يَعْرِفُوْنَهُ كَمَا يَعْرِفُوْنَ أَبْنَاءَهُمْ وَإِنَّ فَرِيْقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾. [البقرة: ١٤٦]

باب: اللہ تعالیٰ کا سورۂ بقرہ میں یہ ارشاد:

''اہل کتاب اس رسول کو اس طرح پہچان رہے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور بے شک ان میں سے ایک فریق کے لوگ حق کو جانتے ہیں پھر بھی وہ اسے چھپاتے ہیں۔''

تشریح: تورات وانجیل میں نبی کریم ﷺ کا ذکر خیر کھلے لفظوں میں موجود تھا جسے اہل کتاب پڑھتے اور آپ کو رسول برحق مانتے تھے مگر خداوند تعالیٰ نے ان کو اسلام قبول کرنے سے باز رکھا۔ بہرحال نبی کریم ﷺ کا رسول برحق ثابت کرنا مقصود باب ہے۔

٣٦٣٥ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ الْيَهُوْدَ، جَاؤُوْا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرُوْا لَهُ أَنَّ رَجُلًا مِنْهُمْ وَامْرَأَةً زَنَيَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا تَجِدُوْنَ فِي التَّوْرَاةِ فِيْ شَأْنِ الرَّجْمِ؟)) فَقَالُوْا: نَفْضَحُهُمْ وَيُجْلَدُوْنَ. فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ: كَذَبْتُمْ، إِنَّ فِيْهَا الرَّجْمَ. فَأَتَوْا بِالتَّوْرَاةِ فَنَشَرُوْهَا فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ، فَقَرَأَ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا. فَقَالَ لَهُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ: ارْفَعْ يَدَكَ. فَرَفَعَ يَدَهُ فَإِذَا فِيْهَا آيَةُ الرَّجْمِ. فَقَالُوْا صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ! فِيْهَا آيَةُ الرَّجْمِ. فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرُجِمَا. قَالَ عَبْدُاللّٰهِ: فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يَجْنِي عَلَى الْمَرْأَةِ يَقِيْهَا الْحِجَارَةَ. [راجع: ١٣٢٩] [مسلم: ٤٤٣٨؛ ابوداود: ٤٤٤٦؛ ترمذي: ١٤٣٦]

(۳۶۳۵) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک بن انس نے خبر دی، انہیں نافع نے اور انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ یہود، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو بتایا کہ ان کے یہاں ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کیا ہے۔ آپ نے ان سے فرمایا: ”رجم کے بارے میں تورات میں کیا حکم ہے؟“ وہ بولے یہ کہ ہم انہیں رسوا کریں اور انہیں کوڑے لگائیں۔ اس پر عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم لوگ جھوٹے ہو۔ تورات میں رجم کا حکم موجود ہے۔ تورات لاؤ۔ پھر یہودی تورات لائے اور اسے کھولا۔ لیکن رجم سے متعلق جو آیت تھی اسے ایک یہودی نے اپنے ہاتھ سے چھپا لیا اور اس سے پہلے اور اس کے بعد کی عبارت پڑھنے لگا۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ذرا اپنا ہاتھ تو اٹھانا جب اس نے ہاتھ اٹھایا تو وہاں آیت رجم موجود تھی۔ اب وہ سب کہنے لگے کہ اے محمد! عبداللہ بن سلام نے سچ کہا۔ بے شک تورات میں رجم کی آیت موجود ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کے حکم سے ان دونوں کو رجم کیا گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رجم کے وقت دیکھا، یہودی مرد اس عورت پر جھکا پڑتا تھا، اس کو پتھروں کی مار سے بچاتا تھا۔

تشریح: حضرت عبداللہ بن سلام یہود کے بہت بڑے عالم تھے جن کو یہودی بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے مگر مسلمان ہو گئے تو یہودی ان کو برا کہنے لگے۔ اسلام میں ان کا بڑا مقام ہے۔

بَابُ سُؤَالِ الْمُشْرِكِيْنَ أَنْ يُرِيَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ آيَةً فَأَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ

باب: مشرکین کا نبی اکرم ﷺ سے کوئی نشانی چاہنا اور آنحضرت ﷺ کا معجزۂ شق القمر دکھانا

تشریح: یہ کتنا بڑا معجزہ ہے کہ کسی پیغمبر کو ایسا معجزہ نہیں دیا گیا۔ جمہور علما کا یہی قول ہے کہ شق القمر نبی کریم ﷺ کا ایک بڑا معجزہ تھا۔ گو اس کا وقوع قیامت کی بھی نشانی تھا۔ جیسے حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ (۵۴/القمر:۱) جن لوگوں نے انشق کا معنی یہ رکھا ہے یعنی قیامت میں چاند پھٹے گا باب کی احادیث سے ان کی تردید ہوتی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ کافروں نے اللہ کی قدرت کی ایک نشانی مانگی تھی جو خلاف عادت ہو چونکہ چاند کے پھٹنے کا زمانہ آن پہنچا تھا اس لئے آپ نے بھی یہی نشانی دکھلائی۔ چونکہ آپ پہلے سے اس کی خبر دے چکے ہیں اس لئے اس کو معجزہ کہہ سکتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا باقی بحث ان شاء اللہ کتاب التفسیر میں آئے گی۔

آج کل چاند پر جانے والوں نے مشاہدہ کے بعد بتایا کہ چاند کی سطح پر ایک جگہ بہت طویل وعمیق ایک دراڑ ہے، معترین حق کا کہنا ہے کہ یہ وہی دراڑ ہے جو معجزہ شق القمر کی شکل میں چاند پر واقع ہوئی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

٣٦٣٦۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ شِقَّتَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اشْهَدُوْا)). [أطرافه في: ٣٨٦٩، ٣٨٧١، ٤٨٦٤، ٤٨٦٥] [مسلم: ٧٠٧١، ٧٠٧٣؛ ترمذي: ٣٢٨٥، ٣٢٨٦]

(٣٦٣٦) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی، انہیں ابن ابی نجیح نے، انہیں مجاہد نے، انہیں ابو معمر نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں چاند کے پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گئے تھے اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا: ”لوگو اس پر گواہ رہنا۔“

٣٦٣٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ. وَقَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ، حَدَّثَنَا يَزِيْدُ ابْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ أَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً، فَأَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ. [أطرافه في: ٣٨٦٨، ٤٨٦٧، ٤٨٦٨] [مسلم: ٧٠٧٦]

(٣٦٣٧) مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس بن یزید نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک ؓ نے (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور مجھ سے خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، ان سے سعید نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالک ؓ نے بیان کیا کہ مکہ والوں نے رسول کریم ﷺ سے کہا تھا کہ انہیں کوئی معجزہ دکھائیں تو آپ نے شق قمر کا معجزہ یعنی چاند کا پھٹ جانا ان کو دکھایا۔

٣٦٣٨۔ حَدَّثَنِيْ خَلَفُ بْنُ خَالِدٍ الْقُرَشِيُّ، حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ الْقَمَرَ، انْشَقَّ فِيْ زَمَانِ النَّبِيِّ ﷺ. [طرفاه في: ٣٨٧٠، ٤٨٦٦] [مسلم: ٧٠٧٩]

(٣٦٣٨) مجھ سے خلف بن خالد قرشی نے بیان کیا، کہا ہم سے بکر بن مضر نے بیان کیا، ان سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا، ان سے عراک بن مالک نے، ان سے عبیداللہ بن عبداللہ بن مسعود نے اور ان سے عبداللہ بن عباس ؓ نے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے تھے۔

تشریح: کفار مکہ کا خیال تھا کہ یہ یعنی محمد ﷺ اپنے جادو کے زور سے زمین پر عجائبات دکھلا سکتے ہیں، آسمان پر ان کا جادو نہ چل سکے گا اسی خیال کی بنا پر انہوں نے معجزہ شق قمر طلب کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ دکھلا دیا۔

بَابٌ

باب

تشریح: اس باب کے تحت مختلف احادیث ہیں جن میں معجزات نبوی ﷺ سے متعلق کوئی نہ کوئی واقعہ کسی نہ کسی پہلو سے مذکور ہے۔

٣٦٣٩۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُعَاذٌ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، حَدَّثَنَا أَنَسٌ أَنَّ رَجُلَيْنِ، مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ وَمَعَهُمَا مِثْلُ الْمِصْبَاحَيْنِ، يُضِيْآنِ بَيْنَ أَيْدِيهِمَا، فَلَمَّا افْتَرَقَا صَارَ مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا وَاحِدٌ حَتَّى أَتَى أَهْلَهُ. [راجع: ٤٦٥]

(۳۶۳۹) مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے معاذ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس ؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی مجلس سے دو صحابی (اسید بن حضیر ؓ اور عباد بن بشر ؓ) اٹھ کر (اپنے گھر) واپس ہوئے۔ رات اندھیری تھی لیکن دو چراغوں کی طرح کوئی چیز ان کے آگے روشنی کرتی جاتی تھیں۔ پھر جب یہ دونوں (رات میں، اپنے گھر کی طرف جانے کے لئے) جدا ہوئے تو وہ چیز دونوں کے ساتھ الگ الگ ہوگئی اور اس طرح وہ اپنے گھر والوں کے پاس پہنچ گئے۔

تشریح: یہ رسول کریم ﷺ کی دعا تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو روشنی مرحمت فرمائی۔ عبدالرزاق کی روایت میں ہے کہ ان کی عصا چراغ کی طرح روشن ہوگئی۔ بعض فضلائے اسلام نے بتلایا کہ ان کی انگلیاں روشن ہوگئی تھیں اختلاف دیکھنے والوں کی رویت کا ہے۔ کسی نے سمجھا کہ عصا چمک رہی ہے۔ کسی نے جانا کہ یہ روشنی ان کی انگلیوں میں سے پھوٹ رہی ہے۔ اس سے اولیائے اللہ کی کرامتوں کا برحق ہونا ثابت ہوا مگر جھوٹی کرامتوں کا گھڑنا بدترین جرم ہے۔ جس کا ارتکاب آج کل کے اہل بدعت کرتے رہتے ہیں جو بہت سے افیونیوں اور شرابیوں کی کرامتیں بنا کر ان کی قبروں کو درگاہ بنا لیتے ہیں، پھر ان کی پوجا پاٹ شروع کر دیتے ہیں۔ مولانا روم ؒ نے سچ کہا ہے:

کار شیطان می کند نامش ولی　　گر ولی ای است لعنت بر ولی

یعنی کتنے لوگ ولی کہلاتے ہیں اور کام شیطانوں کے کرتے ہیں۔ ایسے مکار آدمیوں پر اللہ کی لعنت ہے۔

٣٦٤٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا قَيْسٌ قَالَ: سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَزَالُ النَّاسُ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ ظَاهِرُوْنَ)).

(۳۶۴۰) مجھ سے عبداللہ بن ابوالاسود نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ان سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے قیس نے بیان کیا کہ میں نے حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے کچھ لوگ ہمیشہ غالب رہیں گے، یہاں تک کہ قیامت یا موت آئے اس وقت بھی وہ غالب ہی ہوں گے۔''

[طرفاه في: ٧٣١١، ٧٤٥٩] [مسلم: ٤٩٥١]

تشریح: اس حدیث سے اہلحدیث مراد ہیں۔ امام احمد بن حنبل ؒ فرماتے ہیں کہ اگر اس سے اہل حدیث مراد نہ ہوں تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ اور کون لوگ مراد ہو سکتے ہیں۔

٣٦٤١۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ حَدَّثَنِي ابْنُ جَابِرٍ، حَدَّثَنِي عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ، أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللَّهِ، لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ

(۳۶۴۱) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے ولید نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے یزید بن جابر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عمیر بن ہانی نے بیان کیا اور انہوں نے معاویہ بن ابی سفیان سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا تھا، آپ فرما رہے تھے کہ ''میری امت میں ہمیشہ ایک گروہ ایسا موجود رہے گا جو اللہ تعالیٰ کی شریعت پر قائم رہے گا، انہیں

حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ عَلَى ذَلِكَ)). قَالَ عُمَيْرُ ابْنُ هَانِيءٍ فَقَالَ مَالِكُ بْنُ يُخَامِرَ: قَالَ مُعَاذٌ: ((وَهُمْ بِالشَّأْمِ)). فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: هَذَا مَالِكٌ يَزْعَمُ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاذًا يَقُولُ: ((وَهُمْ بِالشَّأْمِ)). [راجع: ٧١] [مسلم: ٤٩٥٥]

ذلیل کرنے کی کوشش کرنے والے اور اسی طرح ان کی مخالفت کرنے والے انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی اور وہ اسی حالت پر رہیں گے۔" عمیر بن ہانی نے بیان کیا کہ اس پر مالک بن یخامر نے کہا کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ ہمارے زمانے میں یہ لوگ شام میں ہیں۔ امیر معاویہ نے کہا کہ دیکھو یہ مالک بن یخامر یہاں موجود ہیں، جو کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے معاذ رضی اللہ عنہ سے سنا: "یہ لوگ شام کے ملک میں ہیں۔"

تشریح: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی شام میں تھے۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ اہل شام اس حدیث سے مراد ہیں مگر یہ کوئی خصوصیت نہیں ہے مطلب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے کہ میری امت کے سب لوگ یک دم گمراہ ہو جائیں ایسا نہ ہوگا بلکہ ایک گروہ تب بھی ضرور بالضرور حق پر قائم رہے گا اور یہ اہل حدیث کا گروہ ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے یہی فرمایا ہے اور بھی بہت سے علما نے صراحت سے لکھا ہے کہ اس پیش گوئی کا مصداق وہ لوگ ہیں جنہوں نے قیل و قال اور آراء الرجال سے ہٹ کر صرف ظاہر نصوص کتاب و سنت کو اپنا مدار عمل قرار دیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم تابعین اور تبع تابعین و محدثین وائمہ مجتہدین کے طرز عمل کو اپنایا۔ ظاہر ہے کہ مذکورہ بزرگان اسلام موجودہ تقلید جامد کے شکار نہ تھے نہ ان میں مسالک کے ناموں پر مختلف گروہ تھے جیسا کہ بعد میں پیدا ہوئے کہ کعبہ شریف تک کو چار مصلوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ شکر ہے اللہ پاک کا کہ جماعت اہل حدیث کی مساعی کے نتیجہ میں آج مسلمان پھر کتاب و سنت کی طرف آ رہے ہیں۔

٣٦٤٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا شَبِيبُ بْنُ غَرْقَدَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْحَيَّ، يَتَحَدَّثُونَ عَنْ عُرْوَةَ هُوَ الْبَارِقِيُّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَعْطَاهُ دِينَارًا يَشْتَرِي لَهُ بِهِ شَاةً، فَاشْتَرَى لَهُ بِهِ شَاتَيْنِ، فَبَاعَ إِحْدَاهُمَا بِدِينَارٍ فَجَاءَهُ بِدِينَارٍ وَشَاةٍ، فَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ فِي بَيْعِهِ، فَكَانَ لَوِ اشْتَرَى التُّرَابَ لَرَبِحَ فِيهِ. قَالَ سُفْيَانُ: كَانَ الْحَسَنُ ابْنُ عُمَارَةَ جَاءَنَا بِهَذَا الْحَدِيثِ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعَهُ شَبِيبٌ مِنْ عُرْوَةَ، فَأَتَيْتُهُ فَقَالَ شَبِيبٌ: إِنِّي لَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ عُرْوَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْحَيَّ يُخْبِرُونَهُ عَنْهُ. [ابوداود: ٣٣٨٤؛ ترمذي: ١٢٥٨]

(۳۶۴۲) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی، کہا ہم سے شبیب بن غرقدہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے قبیلہ کے لوگوں سے سنا تھا، وہ لوگ عروہ سے نقل کرتے تھے (جو ابوالجعد کے بیٹے اور صحابی تھے) کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک دینار دیا کہ وہ اس کی ایک بکری خرید کر لے آئیں۔ انہوں نے اس دینار سے دو بکریاں خریدیں، پھر ایک بکری کو ایک دینار میں بیچ کر دینار بھی واپس کر دیا اور بکری بھی پیش کر دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ان کی تجارت میں برکت کی دعا فرمائی۔ پھر تو ان کا یہ حال ہوا کہ اگر مٹی بھی خریدتے تو اس میں انہیں نفع ہو جاتا۔ سفیان نے کہا کہ حسن بن عمارہ نے ہمیں یہ حدیث پہنچائی تھی شبیب بن غرقدہ سے۔ حسن بن عمارہ نے کہا کہ شبیب نے یہ حدیث خود عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے سنی تھی۔ چنانچہ میں شبیب کی خدمت میں گیا تو انہوں نے بتایا کہ میں نے یہ حدیث خود عروہ سے نہیں سنی تھی، البتہ میں نے اپنے قبیلہ کے لوگوں کو ان کے حوالے سے بیان کرتے سنا تھا۔

٣٦٤٣- وَلَكِنْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ

(۳۶۴۳) البتہ یہ دوسری حدیث خود میں نے عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے سنی ہے وہ

النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((الْخَيْرُ مَعْقُودٌ بِنَوَاصِي الْخَيْلِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)). قَالَ: وَقَدْ رَأَيْتُ فِي دَارِهِ سَبْعِينَ فَرَسًا. قَالَ سُفْيَانُ: يَشْتَرِي لَهُ شَاةً كَأَنَّهَا أُضْحِيَةٌ. [راجع: ٢٨٥٠]

بیان کرتے تھے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: ”خیر اور بھلائی گھوڑوں کی پیشانی کے ساتھ قیامت تک کے لئے بندھی ہوئی ہے۔“ شبیب نے کہا کہ میں نے حضرت عروہ ؒ کے گھر میں ستر گھوڑے دیکھے۔ سفیان نے کہا کہ عروہ نے حضور اکرم ﷺ کے لئے بکری خریدی تھی شاید وہ قربانی کے لئے ہوگی۔

تشریح: یہاں یہ اعتراض ہوا ہے کہ امام بخاری ؒ کو عروہ کی کونسی حدیث مقصود ہے اگر گھوڑوں کی حدیث مقصود ہے تو وہ بے شک موصول ہے مگر اس کو باب سے مناسبت نہیں ہے اور اگر بکری والی حدیث مقصود ہے تو وہ باب کے موافق ہے کیونکہ اس میں نبی کریم ﷺ کا ایک معجزہ یعنی دعا کا قبول ہونا مذکور ہے مگر وہ موصول نہیں ہے، شبیب کے قبیلے والے مجہول ہیں۔ جواب یہ ہے کہ قبیلے والے متعدد اشخاص تھے، وہ سب جھوٹ بولیں، یہ نہیں ہوسکتا تو حدیث موصول اور صحیح ہوگی۔ گھوڑوں والی حدیث میں ایک پیش گوئی ہے جو حرف بہ حرف صحیح ثابت ہو رہی ہے، یہ بھی اس طرح باب سے متعلق ہے کہ اس میں آپ ﷺ کی صداقت کی دلیل موجود ہے۔

٣٦٤٤۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((الْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)). [راجع: ٢٨٤٩] [مسلم: ٤٨٤٦؛ نسائي: ٣٥٧٥؛ ابن ماجه: ٢٧٨٧]

(۳۶۴۴) ہم سے مسدد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحیٰی نے بیان کیا، ان سے عبداللہ نے بیان کیا، انہیں نافع نے خبر دی اور انہیں حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”گھوڑے کی پیشانی کے ساتھ خیر و بھلائی قیامت تک کے لئے باندھ دی گئی ہے۔“

تشریح: اس میں بھی پیش گوئی ہے جو حرف بہ حرف صحیح ہے اور یہی ترجمہ باب ہے۔ آج جدید اسلحہ کی فراوانی کے باوجود بھی فوج میں گھوڑے کی اہمیت ہے۔

٣٦٤٥۔ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((الْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ)). [راجع: ٢٨٥١]

(۳۶۴۵) ہم سے قیس بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن حارث نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو التیاح نے بیان کیا اور انہوں نے حضرت انس بن مالک ؓ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ ”گھوڑے کی پیشانی کے ساتھ برکت باندھ دی گئی ہے۔“

تشریح: مراد مال غنیمت ہے جو گھوڑے پر سوار مجاہدین کو فتح کے نتیجہ میں حاصل ہوا کرتا تھا۔ آج بھی گھوڑا فوجی ضروریات کے لئے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔

٣٦٤٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

(۳۶۴۶) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے زید بن اسلم نے، ان سے ابو صالح سمان نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ ؓ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”گھوڑے تین

قَالَ: ((الْخَيْلُ لِثَلَاثَةٍ لِرَجُلٍ أَجْرٌ، وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلَى رَجُلٍ وِزْرٌ. فَأَمَّا الَّذِي لَهُ أَجْرٌ، فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَأَطَالَ لَهَا فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ، فَمَا أَصَابَتْ فِي طِيَلِهَا مِنَ الْمَرْجِ أَوِ الرَّوْضَةِ كَانَتْ لَهُ حَسَنَاتٍ، وَلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا، فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ، كَانَتْ أَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ، وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ فَشَرِبَتْ، وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَسْقِيَهَا، كَانَ ذَلِكَ لَهُ حَسَنَاتٍ، وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَسِتْرًا وَتَعَفُّفًا، لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللَّهِ فِي رِقَابِهَا وَظُهُورِهَا، فَهِيَ لَهُ كَذَلِكَ سِتْرٌ. وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِيَاءً، وَنِوَاءً لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَهِيَ وِزْرٌ لَهُ)). وَسُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْحُمُرِ فَقَالَ: ((مَا أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيهَا إِلَّا هَذِهِ الْآيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ: ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾)) [الزلزلة: ٧، ٨] [راجع: ٢٣٧١]

آدمیوں کے لئے ہیں۔ ایک کے لئے تو وہ باعث ثواب ہیں اور ایک کے لئے وہ معاف یعنی مباح ہیں اور ایک کے لئے وہ وبال ہیں۔ جس کا گھوڑا باعث ثواب ہے یہ وہ شخص ہے جو جہاد کے لئے اسے پالے اور چراگاہ یا باغ میں اس کی رسی کو خوب دراز کر دے تو وہ اپنے اس طول وعرض میں جو کچھ بھی چرتا ہے وہ سب اس کے مالک کے لئے نیکیاں بن جاتی ہیں اور اگر کبھی وہ اپنی رسی تڑا کر دو چار قدم دوڑ لے تو اس کی لید بھی مالک کے لئے باعث ثواب بن جاتی ہے اور کبھی اگر وہ کسی نہر سے گزرتے ہوئے اس میں سے پانی پی لے اگرچہ مالک کے دل میں اسے پہلے سے پانی پلانے کا خیال بھی نہ تھا، پھر بھی گھوڑے کا پانی پینا اس کے لئے ثواب بن جاتا ہے۔ اور ایک وہ آدمی جو گھوڑے کو لوگوں کے سامنے اپنی حاجت پردہ پوشی اور سوال سے بچے رہنے کی غرض سے پالے اور اللہ تعالیٰ کا جو حق اس کی گردن اور اس کی پیٹھ میں ہے اسے بھی وہ فراموش نہ کرے تو یہ گھوڑا اس کے لئے ایک طرح کا پردہ ہوتا ہے اور ایک شخص وہ ہے جو گھوڑے کو فخر اور دکھاوے اور اہل اسلام کی دشمنی میں پالے تو وہ اس کے لئے وبال جان ہے۔" اور نبی کریم ﷺ سے گدھوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: "اس جامع آیت کے سوا مجھ پر گدھوں کے بارے میں کچھ نازل نہیں ہوا کہ "جو شخص ایک ذرہ کے برابر بھی نیکی کرے گا تو اس کا بھی وہ بدلہ پائے گا اور جو شخص ایک ذرہ کے برابر بھی برائی کرے گا تو وہ اس کا بھی بدلہ پائے گا۔"

تشریح: آج کے دور میں گھوڑوں کی جگہ لاریوں اور ٹرکوں نے لے لی ہے جن کی دنیا کے ہر میدان میں ضرورت پڑتی ہے۔ جنگی مواقع پر حکومتیں کتنی پبلک لاریوں اور ٹرکوں کو حاصل کر لیتی ہیں اور ایسا کرنا حکومتوں کے لئے ضروری ہو جاتا ہے۔ حدیث میں مذکورہ تین اشخاص کا اطلاق تفصیل بالا کے مطابق آج لاری وٹرک رکھنے والے مسلمان پر بھی ہو سکتا ہے کہ کتنی گاڑیاں بعض دفعہ بہترین ملی مفاد کے لئے استعمال میں آ جاتی ہیں۔ ان کے مالک مذکورہ اجر وثواب کے مستحق ہوں گے: ﴿ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ (۵۷/ الحدید: ۲۱) گھوڑوں کی تفصیلات آج بھی قائم ہیں۔

٣٦٤٧ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ مُحَمَّدٍ، سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: صَبَّحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَيْبَرَ بُكْرَةً وَقَدْ خَرَجُوا بِالْمَسَاحِي، فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوا: مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسُ. وَأَحَالُوا إِلَى الْحِصْنِ يَسْعَوْنَ، فَرَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَيْهِ

(۳۶۴۷) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ خیبر میں صبح سویرے ہی پہنچ گئے۔ خیبر کے یہودی اس وقت اپنے پھاوڑے لے کر (کھیتوں میں کام کرنے کے لئے) جا رہے تھے کہ انہوں نے آپ کو دیکھا اور یہ کہتے ہوئے کہ محمد (ﷺ) لشکر لے کر آ گئے، وہ قلعہ کی طرف

وَقَالَ: ((اللَّهُ أَكْبَرُ، خَرِبَتْ خَيْبَرُ، إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ)). قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللَّهِ: دَعْ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَإِنِّيْ أَخْشَى أَنْ لَا تَكُوْنَ مَحْفُوْظًا وَإِنْ كَانَ فِيهِ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَإِنَّهُ غَرِيْبٌ جِدًّا. [راجع: ٣٧١]

بھاگے۔ اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھا کر فرمایا: ’’اللہ اکبر خیبر تو برباد ہوا کہ جب ہم کسی قوم کے میدان میں (جنگ کے لئے) اتر جاتے ہیں تو پھر ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہو جاتی ہے۔‘‘ ابوعبداللہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ فَرَفَعَ يَدَيْهِ الفاظ ان کو چھوڑیئے مجھے ڈر ہے کہ یہ الفاظ محفوظ نہ ہوں اگر اس میں فَرَفَعَ يَدَيْهِ کے الفاظ ہیں تو پھر یہ روایت بہت ہی غریب ہے۔

تشریح: اس حدیث کی مناسبت باب سے یہ ہے کہ آپ نے خیبر فتح ہونے سے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ خیبر خراب ہوا اور پھر یہی ظہور میں آیا۔ یہ جنگ خیبر کا واقعہ ہے جس کی تفصیلات اپنے موقع پر بیان ہوں گی۔

٣٦٤٨۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ فُدَيْكٍ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ ذِئْبٍ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! إِنِّيْ سَمِعْتُ مِنْكَ حَدِيْثًا كَثِيْرًا فَأَنْسَاهُ. قَالَ: ((ابْسُطْ رِدَائَكَ)). فَبَسَطْتُهُ فَغَرَفَ بِيَدِهِ فِيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((ضُمَّهُ)). فَضَمَمْتُهُ، فَمَا نَسِيْتُ حَدِيْثًا بَعْدُ. [راجع: ١١٨]

(٣٦٤٨) مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا مجھ سے محمد بن اسماعیل ابن ابی فدیک نے بیان کیا، ان سے محمد بن عبدالرحمٰن ابن ابی ذئب نے، ان سے سعید مقبری نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے آپ سے بہت سی احادیث اب تک سنی ہیں لیکن میں انہیں بھول جاتا ہوں آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ’’اپنی چادر پھیلاؤ۔‘‘ میں نے چادر پھیلا دی اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اس میں ایک لپ بھر کر ڈال دی اور فرمایا: ’’اسے اپنے بدن سے لگالو۔‘‘ چنانچہ میں نے لگا لیا اور اس کے بعد کبھی کوئی حدیث نہیں بھولا۔

تشریح: آپ کی دعا کی برکت سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا حافظہ تیز ہو گیا۔ چادر میں آپ نے دعاؤں کے ساتھ برکت کو گویا لپ بھر کر ڈال دیا۔ اس چادر کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے سینے سے لگا کر برکتوں سے اپنے سینے کو معمور کر لیا اور پانچ ہزار سے بھی زائد احادیث کے حافظ قرار پائے۔ تف ہے ان لوگوں پر جو ایسے جلیل القدر حافظ الحدیث صحابی رسول اللہ ﷺ کو حدیث فہمی میں ناقص قرار دے کر خود اپنی حماقت کا اظہار کرتے ہیں۔ ایسے علما و فقہا کو اللہ کے عذاب سے ڈرنا چاہیے کہ ایک صحابی رسول کی توہین کی سزا میں گرفتار ہو کر کہیں وہ خسر الدنیا والآخرۃ کے مصداق نہ بن جائیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا مقام روایت اور مقام درایت بہت اعلیٰ و ارفع ہے۔ وللتفصیل مقام آخر۔

علامات نبوت کا باب یہاں ختم ہوا، اب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اصحاب رسول اللہ ﷺ کے فضائل کا بیان شروع فرما رہے ہیں۔ جس قدر روایات مذکور ہوئی ہیں سب میں کسی نہ کسی طرح سے علامت نبوت کا ثبوت نکلتا ہے۔ اور یہی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا منشا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

[كِتَابُ فَضَائِلِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ]

نبی کریم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی فضیلت

بَابُ فَضَائِلِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ

باب: نبی کریم ﷺ کے صحابیوں کی فضیلت کا بیان

وَمَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ ﷺ أَوْ رَآهُ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَهُوَ مِنْ أَصْحَابِهِ.

(امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ) جس مسلمان نے بھی نبی اکرم ﷺ کی صحبت اٹھائی یا آپ ﷺ کا دیدار اسے نصیب ہوا ہو وہ آپ ﷺ کا صحابی ہے۔

تشریح: جمہور علما کا یہی قول ہے کہ جس نے نبی کریم ﷺ کو ایک بار بھی دیکھا ہو وہ صحابی ہے بشرطیکہ وہ مسلمان ہو۔ بس نبی کریم ﷺ کو ایک بار دیکھ لینا ایسا شرف ہے کہ ساری عمر کا مجاہدہ اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔ بعض نے کہا کہ اولیائے اللہ جن صحابہ رضی اللہ عنہم کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے ان سے مراد وہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں جو آپ کی صحبت میں رہے اور آپ سے استفادہ کیا اور آپ کے ساتھ جہاد کیا، مگر یہ قول مرجوح ہے۔ ہمارے پیر و مرشد محبوب سبحانی حضرت سید جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کوئی ولی ادنیٰ صحابی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ (وحیدی)

٣٦٤٩۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ: حَدَّثَنَا أَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْ فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَيُقَالُ: هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَيَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْ فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَيُقَالُ: هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَيَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْ فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَيُقَالُ: هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ مَنْ

(٣٦٤٩) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا اور انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک زمانہ آئے گا کہ اہل اسلام کی جماعتیں جہاد کریں گی تو ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا تمہارے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے کوئی صحابی بھی ہیں؟ وہ کہیں گے کہ ہاں ہیں۔ تب ان کی فتح ہوگی۔ پھر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ مسلمانوں کی جماعتیں جہاد کریں گی اور اس موقع پر یہ پوچھا جائے گا کہ کیا یہاں رسول اللہ ﷺ کے صحابی کی صحبت اٹھانے والے (تابعی) بھی موجود ہیں؟ جواب ہوگا کہ ہاں ہیں اور ان کے ذریعہ فتح کی دعا مانگی جائے گی۔ اس کے بعد ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مسلمانوں کی جماعتیں جہاد کریں گی اور

صَاحَبَ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَيَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ)). [راجع: ٢٨٩٧]

اس وقت سوال اٹھے گا کہ کیا یہاں کوئی بزرگ ایسے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے شاگردوں میں سے کسی بزرگ کی صحبت میں رہے ہوں؟ جواب ہوگا کہ ہاں ہیں تو ان کے ذریعہ فتح کی دعا مانگی جائے گی پھر ان کی فتح ہوگی۔''

تشریح: نبی کریم ﷺ نے ان تین زمانے والوں کی فضیلت بیان فرمائی گویا وہ خیر القرون ٹھہرے۔ اسی لئے علمانے بدعت کی تعریف یہ قرار دی ہے کہ دین میں جو کام نیا نکالا جائے جس کا وجود ان تین زمانوں میں نہ ہو۔ ایسی ہر بدعت گمراہی ہے اور جن لوگوں نے بدعت کی تقسیم کی ہے حسنہ اور سیئہ کی طرف، ان کی مراد بدعت سے بدعت لغوی ہے۔ ہمارے مرشد شیخ احمد مجدد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں تو کسی بدعت میں سوائے ظلمت اور تاریکی کے مطلق نور نہیں پاتا۔ (وحیدی)

٣٦٥٠۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ رَاهَوَيْهِ، حَدَّثَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ سَمِعْتُ زَهْدَمَ بْنَ مُضَرِّبٍ سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((خَيْرُ أُمَّتِي قَرْنِي ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ)) قَالَ عِمْرَانُ: فَلَا أَدْرِي أَذَكَرَ بَعْدَ قَرْنِهِ قَرْنَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ((ثُمَّ إِنَّ بَعْدَكُمْ قَوْمًا يَشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ وَيَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ وَيَنْذُرُوْنَ وَلَا يَفُوْنَ وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ)). [راجع: ٢٦٥١]

(۳۶۵۰) مجھ سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم سے نضر نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں ابوجمرہ نے کہا میں نے زہدم بن مضرب سے سنا، کہا کہ میں نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کا سب سے بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے۔ پھر ان لوگوں کا جو اس زمانہ کے بعد آئیں گے، پھر ان لوگوں کا جو اس زمانہ کے بعد آئیں گے۔'' حضرت عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے دور کے بعد دو زمانوں کا ذکر کیا یا تین کا۔ پھر آپ نے فرمایا: ''تمہارے بعد ایک ایسی قوم پیدا ہوگی جو بغیر کہے گواہی دینے کے لئے تیار ہو جایا کرے گی اور ان میں خیانت اور چوری اتنی عام ہو جائے گی کہ ان پر کسی قسم کا بھروسہ باقی نہیں رہے گا، اور نذریں مانیں گے لیکن انہیں پورا نہیں کریں گے (حرام مال کھا کھا کر) ان پر موٹاپا عام ہو جائے گا۔''

تشریح: خیر القرون کے بعد پیدا ہونے والے دنیادار نام نہاد مسلمانوں کے متعلق یہ پیش گوئی ہے جو اخلاق اور اعمال کے اعتبار سے بدترین قسم کے لوگ ہوں گے۔ جیسا کہ ارشاد ہوا ہے کہ جھوٹ اور بددیانتی اور دنیا سازی ان کا رات دن کا مشغلہ ہوگا۔ اللهم لا تجعلنا منهم آمين۔

٣٦٥١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِاللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَجِيْءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِيْنَهُ وَيَمِيْنُهُ شَهَادَتَهُ)) [راجع: ٢٦٥٢]

(۳۶۵۱) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے عبیدہ بن قیس سلمانی نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے۔ پھر ان لوگوں کا جو اس زمانہ کے بعد آئیں گے پھر ان لوگوں کا جو اس کے بعد آئیں گے۔ اس کے بعد ایک ایسی قوم پیدا ہوگی کہ گواہی دینے سے پہلے قسم ان کی زبان پر آ جایا کرے گی اور قسم

قَالَ إِبْرَاهِيمُ: وَكَانُوا يَضْرِبُونَنَا عَلَى الشَّهَادَةِ وَالْعَهْدِ وَنَحْنُ صِغَارٌ.

کھانے سے پہلے گواہی ان کی زبان پر آ جایا کرے گی۔" ابراہیم نے بیان کیا کہ جب ہم چھوٹے تھے تو گواہی اور عہد (کے الفاظ زبان پر لانے) کی وجہ سے ہمارے بڑے بزرگ ہم کو مارا کرتے تھے۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ ان کو خود اپنے دماغ پر اور اپنی زبان پر قابو حاصل نہ ہوگا، جھوٹی گواہی دینے اور جھوٹی قسم کھانے میں وہ ایسے بے باک ہوں گے کہ فی الفور ہی یہ چیزیں ان کی زبانوں پر آ جایا کریں گی۔ بغور دیکھا جائے تو آج عام اہل اسلام کا حال یہی ہے۔ (الا ماشاء الله)

بَابُ مَنَاقِبِ الْمُهَاجِرِينَ وَفَضْلِهِمْ

باب: مہاجرین کے مناقب اور فضائل کا بیان

مِنْهُمْ أَبُو بَكْرٍ عَبْدُاللَّهِ بْنُ أَبِي قُحَافَةَ التَّيْمِيُّ وَقَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ﴾ [الحشر: ٨] وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ﴾ الآيَةَ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یعنی عبداللہ بن ابی قحافہ تیمی رضی اللہ عنہ بھی مہاجرین میں شامل ہیں اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ حشر) میں ان مہاجرین کا ذکر کیا: "ان مفلس مہاجروں کا یہ (خاص طور پر) حق ہے جو اپنے گھروں اور اپنے مالوں سے جدا کر دیئے گئے ہیں جو اللہ کا فضل اور رضامندی چاہتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرنے کو آئے ہیں، یہی لوگ سچے ہیں۔" اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اگر تم لوگ ان کی (یعنی رسول کی) مدد نہ کرو گے تو ان کی مدد تو خود اللہ کر چکا ہے، آخر آیت اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا تک۔

قَالَتْ عَائِشَةُ وَأَبُو سَعِيدٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ: وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْغَارِ.

حضرت عائشہ، ابوسعید خدری اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ (ہجرت کے وقت) غار ثور میں رہے تھے۔

تشریح: وہ مسلمان جو کفار مکہ کے ستانے پر اپنا وطن مکہ شریف چھوڑ کر مدینہ جا بسے یہی مسلمان مہاجرین کہلاتے۔ لفظ ہجرت اسلام کے لئے ترک وطن کرنے کو کہا گیا ہے۔

٣٦٥٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: اشْتَرَى أَبُو بَكْرٍ مِنْ عَازِبٍ رَحْلًا بِثَلَاثَةَ عَشَرَ دِرْهَمًا، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعَازِبٍ: مُرِ الْبَرَاءَ فَلْيَحْمِلْ إِلَيَّ رَحْلِي فَقَالَ عَازِبٌ: لَا حَتَّى تُحَدِّثَنَا كَيْفَ صَنَعْتَ أَنْتَ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ خَرَجْتُمَا مِنْ مَكَّةَ وَالْمُشْرِكُونَ يَطْلُبُونَكُمْ قَالَ: ارْتَحَلْنَا مِنْ مَكَّةَ فَأَحْيَيْنَا أَوْ سَرَيْنَا لَيْلَتَنَا وَيَوْمَنَا حَتَّى أَظْهَرْنَا وَقَامَ قَائِمُ

(٣٦٥٢) ہم سے عبداللہ بن رجاء نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے اور ان سے حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (ان کے والد) حضرت عازب رضی اللہ عنہ سے ایک پالان تیرہ درہم میں خریدا۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عازب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ براء (اپنے بیٹے) سے کہو کہ وہ میرے یہ پالان اٹھا کر پہنچا دیں اس پر حضرت عازب رضی اللہ عنہ نے کہا یہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک آپ وہ واقعہ بیان نہ کریں کہ آپ اور رسول اللہ ﷺ (مکہ سے ہجرت کرنے کے لئے) کس طرح نکلے تھے حالانکہ مشرکین آپ دونوں کو تلاش بھی کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ مکہ سے نکلنے کے بعد ہم رات بھر چلتے رہے اور دن

الظَّهِيرَةِ فَرَمَيْتُ بِبَصَرِي هَلْ أَرَى مِنْ ظِلٍّ فَآوِيَ إِلَيْهِ فَإِذَا صَخْرَةٌ أَتَيْتُهَا فَنَظَرْتُ بَقِيَّةَ ظِلٍّ لَهَا فَسَوَّيْتُهُ ثُمَّ فَرَشْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فِيهِ ثُمَّ قُلْتُ لَهُ: اضْطَجِعْ يَا نَبِيَّ اللَّهِ! فَاضْطَجَعَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ انْطَلَقْتُ أَنْظُرُ مَا حَوْلِي هَلْ أَرَى مِنَ الطَّلَبِ أَحَدًا فَإِذَا أَنَا بِرَاعِي غَنَمٍ يَسُوقُ غَنَمَهُ إِلَى الصَّخْرَةِ يُرِيدُ مِنْهَا الَّذِي أَرَدْنَا فَسَأَلْتُهُ فَقُلْتُ لَهُ: لِمَنْ أَنْتَ يَا غُلَامُ! قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ سَمَّاهُ فَعَرَفْتُهُ فَقُلْتُ: هَلْ فِي غَنَمِكَ مِنْ لَبَنٍ؟ قَالَ: نَعَمْ قُلْتُ: فَهَلْ أَنْتَ حَالِبٌ لَنَا؟ قَالَ نَعَمْ فَأَمَرْتُهُ فَاعْتَقَلَ شَاةً مِنْ غَنَمِهِ ثُمَّ أَمَرْتُهُ أَنْ يَنْفُضَ ضَرْعَهَا مِنَ الْغُبَارِ ثُمَّ أَمَرْتُهُ أَنْ يَنْفُضَ كَفَّيْهِ فَقَالَ هَكَذَا ضَرَبَ إِحْدَى كَفَّيْهِ بِالْأُخْرَى فَحَلَبَ لِي كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ وَقَدْ جَعَلْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِدَاوَةً عَلَى فَمِهَا خِرْقَةٌ فَصَبَبْتُ عَلَى اللَّبَنِ حَتَّى بَرَدَ أَسْفَلُهُ فَانْطَلَقْتُ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَوَافَقْتُهُ قَدِ اسْتَيْقَظَ فَقُلْتُ: اشْرَبْ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيتُ ثُمَّ قُلْتُ قَدْ آنَ الرَّحِيلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: بَلَى فَارْتَحَلْنَا وَالْقَوْمُ يَطْلُبُونَنَا فَلَمْ يُدْرِكْنَا أَحَدٌ مِنْهُمْ غَيْرُ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ عَلَى فَرَسٍ لَهُ فَقُلْتُ: هَذَا الطَّلَبُ قَدْ لَحِقَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَقَالَ: ((﴿لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا﴾)). [راجع: ٢٤٣٩]

میں بھی سفر جاری رکھا۔ لیکن جب دوپہر ہوگئی تو میں نے چاروں طرف نظر دوڑائی کہ کہیں کوئی سایہ نظر آجائے تو ہم اس میں کچھ آرام کرسکیں۔ آخر ایک چٹان دکھائی دی اور میں نے اس کے پاس پہنچ کر دیکھا کہ سایہ ہے۔ پھر میں نے نبی کریم ﷺ کے لئے ایک فرش وہاں بچھا دیا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ اب آرام فرمائیں۔ چنانچہ آپ لیٹ گئے۔ پھر میں چاروں طرف دیکھتا ہوا نکلا کہ کہیں لوگ ہماری تلاش میں نہ آئے ہوں۔ پھر مجھ کو بکریوں کا ایک چرواہا دکھائی دیا جو اپنی بکریاں ہانکتا ہوا اسی چٹان کی طرف آرہا تھا۔ وہ بھی ہماری طرح سایہ کی تلاش میں تھا۔ میں نے بڑھ کر اس سے پوچھا کہ لڑکے تو کس کا غلام ہے۔ اس نے قریش کے ایک شخص کا نام لیا تو میں نے اسے پہچان لیا۔ پھر میں نے اس سے پوچھا، کیا تمہاری بکریوں میں دودھ ہے۔ اس نے کہا جی ہاں۔ میں نے کہا، کیا تم دودھ دوہ سکتے ہو؟ اس نے کہا کہ ہاں۔ چنانچہ میں نے اس سے کہا اور اس نے اپنے ریوڑ کی ایک بکری باندھ دی۔ پھر میرے کہنے پر اس نے اس کے تھن کے غبار کو جھاڑا۔ اب میں نے کہا کہ اپنا ہاتھ بھی جھاڑ لے۔ اس نے یوں اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر مارا اور میرے لئے تھوڑا سا دودھ دوہا۔ رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک برتن میں نے پہلے ہی سے ساتھ لے لیا تھا اور اس کے منہ کو کپڑے سے بند کر دیا تھا (اس میں ٹھنڈا پانی تھا) پھر میں نے دودھ پر وہ پانی (ٹھنڈا کرنے کے لئے) ڈالا اتنا کہ وہ نیچے تک ٹھنڈا ہوگیا تو اسے آپ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا آپ بھی بیدار ہو چکے تھے۔ میں نے عرض کیا دودھ پی لیجیے۔ آپ نے اتنا پیا کہ مجھے خوشی حاصل ہوگئی۔ پھر میں نے عرض کیا کہ اب کوچ کا وقت ہوگیا ہے یارسول اللہ! آپ نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے چلو چنانچہ ہم آگے بڑھے اور مکہ والے ہماری تلاش میں تھے لیکن سراقہ بن مالک بن جعشم کے سوا ہم کو کسی نے نہیں پایا۔ وہ اپنے گھوڑے پر سوار تھا۔ میں نے اسے دیکھتے ہی کہا کہ یارسول اللہ! ہمارا پیچھا کرنے والا دشمن ہمارے قریب آپہنچا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''فکر نہ کرو، اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔''

تشریح: واقعہ ہجرت حیات نبوی ﷺ کا ایک اہم واقعہ ہے جس میں آپ کے بہت سے معجزات کا ظہور ہوا یہاں بھی چند معجزات کا بیان ہوا ہے

چنانچہ باب مہاجرین کے فضائل سے متعلق ہے، اس لئے اس میں ہجرت کے ابتدائی واقعات کو بیان کیا گیا ہے۔ یہی باب اور حدیث کا تعلق ہے۔

٣٦٥٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَأَنَا فِي الْغَارِ: لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ نَظَرَ تَحْتَ قَدَمَيْهِ لَأَبْصَرَنَا فَقَالَ: ((مَا ظَنُّكَ يَا أَبَا بَكْرٍ بِاثْنَيْنِ اللَّهُ ثَالِثُهُمَا)). [طرفاه في: ٣٩٢٢، ٤٦٦٣] [مسلم: ٦١٦٩؛ ترمذي: ٣٠٩٦]

(۳۶۵۳) ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، ان سے ثابت نے، ان سے حضرت انس ؓ نے اور ان سے حضرت ابوبکر ؓ نے بیان کیا کہ جب ہم غار ثور میں چھپے تھے تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ اگر مشرکین کے کسی آدمی نے اپنے قدموں پر نظر ڈالی تو وہ ضرور ہم کو دیکھ لے گا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”اے ابوبکر! ان دو کا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے۔“

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ:

((سُدُّوا الْأَبْوَابَ إِلَّا بَابَ أَبِي بَكْرٍ)) قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

باب: نبی کریم ﷺ کا حکم فرمانا:

”حضرت ابوبکر ؓ کے دروازے کو چھوڑ کر (مسجد نبوی کی طرف کے) تمام دروازے بند کردو۔“ یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے۔

٣٦٥٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ، حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ، حَدَّثَنِي سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: خَطَبَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ النَّاسَ وَقَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ ذَلِكَ الْعَبْدُ مَا عِنْدَ اللَّهِ)) قَالَ: فَبَكَى أَبُوْ بَكْرٍ فَتَعَجَّبْنَا لِبُكَائِهِ أَنْ يُخْبِرَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ عَنْ عَبْدٍ خُيِّرَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ هُوَ الْمُخَيَّرَ وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ أَعْلَمَنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنْ أَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبَا بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا غَيْرَ رَبِّي لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيْلًا وَلَكِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهُ لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ إِلَّا سُدَّ إِلَّا بَابَ أَبِي بَكْرٍ)). [راجع: ٤٦٦]

(۳۶۵۴) مجھ سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعامر نے بیان کیا، ان سے فلیح بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سالم ابوالنضر نے بیان کیا، ان سے بسر بن سعید نے اور ان سے حضرت ابوسعید خدری ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو دنیا میں اور جو کچھ اللہ کے پاس آخرت میں ہے ان دونوں میں سے کسی ایک کا اختیار دیا تو اس بندے نے اس کو اختیار کرلیا جو اللہ کے پاس تھا۔“ انہوں نے بیان کیا کہ اس پر ابوبکر رونے لگے۔ ابوسعید کہتے ہیں کہ ہم کو ان کے رونے پر حیرت ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ تو کسی بندے کے متعلق خبر دے رہے ہیں جسے اختیار دیا گیا تھا۔ لیکن بات یہ تھی کہ خود رسول اللہ ﷺ ہی وہ بندے تھے جنہیں اختیار دیا گیا تھا اور (واقعتًا) حضرت ابوبکر ؓ ہم میں سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا: ”اپنی صحبت اور مال کے ذریعہ مجھ پر ابوبکر ؓ کا سب سے زیادہ احسان ہے اور اگر میں اپنے رب کے سوا کسی کو جانی دوست بنا سکتا تو ابوبکر کو بناتا، لیکن اسلام کا بھائی چارہ اور اسلام کی محبت ان سے کافی ہے، دیکھو مسجد کی طرف تمام دروازے (جو صحابہ کے گھروں کی طرف کھلتے

تھے) سب بند کر دیئے جائیں۔ صرف ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دروازہ رہنے دو۔''

تشریح: حدیث اور باب میں مطابقت ظاہر ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ایک ممتاز مقام عطا فرمایا اور آج تک مسجد نبوی میں یہ تاریخی جگہ محفوظ رکھی گئی ہے۔

بَابُ فَضْلِ أَبِي بَكْرٍ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ

باب: نبی کریم ﷺ کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم پر فضیلت کا بیان

٣٦٥٥ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا نُخَيِّرُ بَيْنَ النَّاسِ فِي زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنُخَيِّرُ أَبَا بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ثُمَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ. [راجع: ٣٦٩٧]

(٣٦٥٥) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید نے، ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں جب ہمیں صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان انتخاب کے لئے کہا جاتا تو سب میں افضل اور بہتر ہم ابوبکر کو قرار دیتے، پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو، پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو۔

تشریح: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مذہب جمہور کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فضیلت حاصل ہے۔ اکثر سلف کا یہی قول ہے اور خلف میں سے بھی اکثر نے یہی کہا ہے۔ بعض محققین ایسا بھی کہتے ہیں کہ خلفائے اربعہ کو باہم ایک دوسرے پر فضیلت دینے میں کوئی نص قطعی نہیں ہے، لہٰذا یہ چاروں ہی افضل ہیں بعض کہتے ہیں کہ تمام صحابہ میں یہ چاروں افضل ہیں اور ان کی خلافت جس ترتیب کے ساتھ منعقد ہوئی اسی ترتیب سے وہ حق اور صحیح ہیں اور ان میں باہم فضیلت اسی ترتیب سے کہی جاسکتی ہے۔ بہرحال جمہور کے مذہب کو ترجیح حاصل ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا))

باب: نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ ''اگر میں کسی کو جانی دوست بناتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا''

قَالَهُ أَبُوْ سَعِيْدٍ.

یہ ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

تشریح: اس باب کے ذیل میں بہت سی روایات درج کی گئی ہیں جن سے کسی نہ کسی طرح سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت نکلتی ہے۔ اس نکتہ کو سمجھ کر مندرجہ ذیل روایات کا مطالعہ کرنا نہایت ضروری ہے۔

٣٦٥٦ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ أُمَّتِي خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ وَلٰكِنْ أَخِي وَصَاحِبِي)). [راجع: ٤٦٧]

(٣٦٥٦) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، ان سے ایوب نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں اپنی امت کے کسی فرد کو اپنا جانی دوست بنا سکتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن وہ میرے دینی بھائی اور میرے دوست ہیں۔''

٣٦٥٧ـ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ وَمُوْسَى بْنُ

(٣٦٥٧) ہم سے معلیٰ بن سعد اور موسیٰ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے وہیب

إِسْمَاعِيلَ قَالَا: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ وَقَالَ: ((لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُهُ خَلِيلًا وَلَكِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ)).

[راجع: ٤٦٧]

نے بیان کیا، ان سے ایوب نے (یہی روایت) کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں کسی کو جانی دوست بنا سکتا تو ابوبکر کو بناتا۔ لیکن اسلام کا بھائی چارہ کیا کم ہے۔''

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ مِثْلَهُ.

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے ایوب نے ایسی ہی حدیث بیان کی۔

٣٦٥٨- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: كَتَبَ أَهْلُ الْكُوفَةِ إِلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ فِي الْجَدِّ فَقَالَ: أَمَّا الَّذِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُهُ)) أَنْزَلَهُ أَبًا يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ.

(٣٦٥٨) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم کو حماد بن زید نے خبر دی، انہیں ایوب نے، ان سے عبداللہ بن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ کوفہ والوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو دادا (کی میراث کے سلسلے میں) سوال لکھا تو آپ نے انہیں جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''اگر اس امت میں کسی کو میں اپنا جانی دوست بنا سکتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا۔'' (وہی) ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ فرماتے تھے کہ دادا باپ کی طرح ہے (یعنی جب میت کا باپ زندہ نہ ہو تو باپ کا حصہ دادا کی طرف لوٹ جائے گا یعنی باپ کی جگہ دادا وارث ہوگا)۔

بَابٌ

باب

٣٦٥٩- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَا: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَتِ امْرَأَةُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ قَالَتْ: أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ وَلَمْ أَجِدْكَ كَأَنَّهَا تَقُولُ الْمَوْتَ قَالَ: ((إِنْ لَمْ تَجِدِينِي فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ)). [طرفاه في: ٧٢٢٠، ٧٣٦٠]

[مسلم: ٦١٧٩، ٦١٨٠؛ ترمذي: ٣٦٧٦]

(٣٦٥٩) ہم سے حمیدی اور محمد بن عبیداللہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے محمد بن جبیر بن مطعم نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئی تو آپ نے ان سے فرمایا کہ ''پھر آنا۔'' اس نے کہا، اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو؟ گویا وہ وفات کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''اگر تم مجھے نہ پا سکو تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس چلی آنا۔''

تشریح: اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ آپ کو بذریعہ وحی معلوم ہو چکا تھا کہ آپ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے خلیفہ ہوں گے۔ طبرانی نے عصمہ بن مالک سے نکالا، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے بعد اپنے مالوں کی زکوٰۃ کس کو دیں؟ آپ نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دینا، اس کی سند ضعیف ہے۔ معجم بن سہل بن ابی خیثمہ سے نکالا کہ آپ سے ایک گنوار نے بیعت کی اور پوچھا کہ اگر آپ کی وفات ہو جائے تو میں کس کے پاس آؤں؟ فرمایا ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے پاس۔ اس نے کہا اگر وہ بھی فوت ہو جائیں تو پھر کس کے پاس؟ فرمایا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس۔ ان روایتوں سے شیعوں کا رد ہوتا ہے جو کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے بعد علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کر گئے تھے۔

٣٦٦٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي الطَّيِّبِ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُجَالِدٍ، حَدَّثَنَا بَيَانُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ وَبَرَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَمَّارًا يَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَمَا مَعَهُ إِلَّا خَمْسَةُ أَعْبُدٍ وَامْرَأَتَانِ وَأَبُو بَكْرٍ. [طرفه في: ٣٨٥٧]

(٣٦٦٠) ہم سے احمد بن ابی طیب نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابی مجاہد نے بیان کیا، ان سے بیان بن بشر نے کہا، ان سے وبرہ بن عبدالرحمٰن نے، ان سے ہمام نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس وقت دیکھا ہے جب آپ کے ساتھ (اسلام لانے والوں میں صرف) پانچ غلام، دو عورتوں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سوا اور کوئی نہ تھا۔

تشریح: غلام یہ تھے بلال، زید بن حارثہ، عامر بن فہیرہ، ابوفکیہ اور عبید بن زید حبشی، عورتیں حضرت خدیجہ اور ام ایمن تھیں یا سمیہ غرض آزاد مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔ بچوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ عورتوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا۔

٣٦٦١- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا صَدَقَةُ ابْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ بُسْرِ ابْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ عَائِذِ اللَّهِ أَبِي إِدْرِيسَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ آخِذًا بِطَرَفِ ثَوْبِهِ حَتَّى أَبْدَى عَنْ رُكْبَتِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَأَمَّا صَاحِبُكُمْ فَقَدْ غَامَرَ)) فَسَلَّمَ وَقَالَ: إِنِّي كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ ابْنِ الْخَطَّابِ شَيْءٌ فَأَسْرَعْتُ إِلَيْهِ ثُمَّ نَدِمْتُ فَسَأَلْتُهُ أَنْ يَغْفِرَ لِي فَأَبَى عَلَيَّ فَأَقْبَلْتُ إِلَيْكَ فَقَالَ: ((يَغْفِرُ اللَّهُ لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ)) ثَلَاثًا ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ نَدِمَ فَأَتَى مَنْزِلَ أَبِي بَكْرٍ فَسَأَلَ أَثَمَّ أَبُو بَكْرٍ؟ قَالُوا: لَا. فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَجَعَلَ وَجْهُ النَّبِيِّ ﷺ يَتَمَعَّرُ حَتَّى أَشْفَقَ أَبُو بَكْرٍ فَجَثَا عَلَى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَاللَّهِ أَنَا كُنْتُ أَظْلَمَ مَرَّتَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ اللَّهَ بَعَثَنِي إِلَيْكُمْ فَقُلْتُمْ: كَذَبْتَ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: صَدَقَ وَوَاسَانِي بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَهَلْ أَنْتُمْ تَارِكُوا لِي صَاحِبِي؟)) مَرَّتَيْنِ فَمَا أُوذِيَ

(٣٦٦١) مجھ سے ہشام بن عمار نے بیان کیا، کہا ہم سے صدقہ بن خالد نے بیان کیا، ان سے زید بن واقد نے بیان کیا، ان سے بسر بن عبیداللہ نے، ان سے عائذ اللہ ابوادریس نے اور ان سے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے کپڑے کا کنارہ پکڑے ہوئے گھٹنا کھولے ہوئے آئے۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ حالت دیکھ کر فرمایا: ''معلوم ہوتا ہے تمہارے دوست کسی سے لڑ کر آئے ہیں۔'' پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر سلام کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ تکرار ہو گئی تھی اور اس سلسلے میں نے جلدی میں ان کو سخت لفظ کہہ دیئے لیکن بعد میں مجھے سخت ندامت ہوئی تو میں نے ان سے معافی چاہی، اب وہ مجھے معاف کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں، اسی لئے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''اے ابوبکر! تمہیں اللہ معاف کرے۔'' تین مرتبہ آپ نے یہ جملہ ارشاد فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی ندامت ہوئی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے اور پوچھا کیا ابوبکر گھر پر موجود ہیں؟ معلوم ہوا کہ نہیں تو آپ بھی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کیا۔ آنحضرت ﷺ کا چہرۂ مبارک غصہ سے بدل گیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ڈر گئے اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عرض کرنے لگے، یا رسول اللہ! اللہ کی قسم زیادتی میری ہی طرف سے تھی۔ دو مرتبہ یہ جملہ کہا۔ اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے مجھے تمہاری طرف نبی بنا کر بھیجا تھا۔ اور تم لوگوں نے

بَعْدَهَا. [طرفه في: ٤٦٤٠]

مجھ سے کہا تھا کہ تم جھوٹ بولتے ہو لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ آپ سچے ہیں اور اپنی جان و مال کے ذریعہ انہوں نے میری مدد کی تھی تو کیا تم لوگ میرے دوست کو ستانا چھوڑتے ہو یا نہیں؟'' آپ نے دو دفعہ یہی فرمایا۔ آپ کے یہ فرمانے کے بعد پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کسی نے نہیں ستایا۔

تشریح: ابو یعلی کی روایت میں ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے منہ پھیر لیا۔ دوسری طرف سے آئے تو ادھر سے بھی منہ پھیر لیا، سامنے بیٹھے تو ادھر سے بھی منہ پھیر لیا آخر انہوں نے سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا ابو بکر نے تم سے معذرت کی اور تم نے قبول نہ کی۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت تمام صحابہ پر نکلی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان کا خطاب صدیق آسمان سے اترا۔ اس حدیث سے شیعہ حضرات کو سبق لینا چاہیے۔ جب آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے اتنے غصہ ہوئے حالانکہ پہلے زیادتی ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی کی تھی مگر جب انہوں نے معافی چاہی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فوراً معاف کرنا چاہیے تھا۔ پھر شیعہ حضرات کس منہ سے نبی کریم ﷺ کے یار غار کو برا بھلا کہتے ہیں، ان لوگوں کو اللہ سے ڈرنا چاہیے۔ دیکھا گیا ہے کہ حضرت شیخین پر تبرا کرنے والوں کا برا حشر ہوا ہے۔

٣٦٦٢ـ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَهُ عَلَى جَيْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: ((عَائِشَةُ)) فَقُلْتُ: مِنَ الرِّجَالِ؟ قَالَ: ((أَبُوهَا)) قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ)) فَعَدَّ رِجَالاً. [طرفه في: ٤٣٥٨] [مسلم: ٦١٧٧؛ ترمذي: ٣٨٨٥]

(٣٦٦٢) ہم سے معلّٰی بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن مختار نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد حذاء نے، کہا ہم سے ابو عثمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں غزوۂ ذات السلاسل کے لئے بھیجا (عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ) پھر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ سب سے زیادہ محبت آپ کو کس سے ہے؟ آپ نے فرمایا: ''عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔'' میں نے پوچھا اور مردوں میں؟ فرمایا: ''اس کے باپ (ابو بکر رضی اللہ عنہ) سے۔'' میں نے پوچھا، اس کے بعد؟ فرمایا کہ ''عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے۔'' اس طرح آپ نے کئی آدمیوں کے نام لئے۔

٣٦٦٣ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((بَيْنَمَا رَاعٍ فِي غَنَمِهِ عَدَا عَلَيْهِ الذِّئْبُ فَأَخَذَ مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهُ الرَّاعِي فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ الذِّئْبُ فَقَالَ: مَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ يَوْمَ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ غَيْرِي؟

(٣٦٦٣) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا: ''ایک چرواہا اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ بھیڑیا آ گیا اور ریوڑ سے ایک بکری اٹھا کر لے جانے لگا، چرواہے نے اس سے بکری چھڑانی چاہی تو بھیڑیا بول پڑا۔ درندوں والے دن میں اس کی رکھوالی کرنے والا کون ہوگا؟ جس دن میرے سوا اور کوئی

وَبَيْنَمَا رَجُلٌ يَسُوقُ بَقَرَةً قَدْ حَمَلَ عَلَيْهَا فَالْتَفَتَتْ إِلَيْهِ فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَتْ: إِنِّي لَمْ أُخْلَقْ لِهَذَا وَلَكِنِّي خُلِقْتُ لِلْحَرْثِ)) قَالَ النَّاسُ: سُبْحَانَ اللَّهِ! قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَإِنِّي أُوْمِنُ بِذَلِكَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ)). [راجع: ٢٣٢٤]

چرواہا نہ ہوگا۔ اسی طرح ایک شخص بیل کو اس پر سوار ہو کر لئے جا رہا تھا۔ بیل اس کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ میری پیدائش اس کے لئے نہیں ہوئی ہے، میں تو کھیتی باڑی کے کاموں کے لئے پیدا کیا گیا ہوں۔" وہ شخص بول پڑا سبحان اللہ! (جانور اور انسانوں کی طرح باتیں کرے) نبی ﷺ نے فرمایا: "میں ان واقعات پر ایمان لاتا ہوں اور ابو بکر اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما بھی۔"

تشریح: درندوں کے دن سے قیامت کا دن مراد ہے جب کہ خود گڈریئے اپنی بکریوں کی رکھوالی چھوڑ دیں گے سب کو اپنے نفس کی فکر لگ جائے گی۔ یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے۔ اس میں اتنا اور زیادہ تھا کہ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما وہاں موجود نہ تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت نکالی۔ آپ نے اپنے بعد ان کا نام لیا، آپ کو ان پر پورا بھروسا تھا اور آپ جانتے تھے کہ وہ دونوں اتنے راسخ العقیدہ ہیں کہ میری بات کو وہ کبھی رد نہیں کر سکتے۔

٣٦٦٤ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي عَلَى قَلِيبٍ عَلَيْهَا دَلْوٌ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ فَنَزَعَ بِهَا ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ ضَعْفَهُ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَأَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ)). [أطرافه في: ٧٠٢١، ٧٠٢٢، ٧٤٧٥] [مسلم: ٦١٩٢]

(٣٦٦٤) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں یونس نے، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ کو ابن المسیب نے خبر دی اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: "میں سو رہا تھا کہ خواب میں میں نے اپنے آپ کو ایک کنویں پر دیکھا جس پر ڈول تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جتنا چاہا میں نے اس ڈول سے پانی کھینچا، پھر اسے ابن ابی قحافہ (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ) نے لے لیا اور انہوں نے ایک یا دو ڈول کھینچے۔ ان کے کھینچنے میں کچھ کمزوری سی معلوم ہوئی۔ اللہ ان کی اس کمزوری کو معاف فرمائے۔ پھر اس ڈول نے ایک بہت بڑے ڈول کی صورت اختیار کر لی اور اسے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ میں نے ایسا شہ زور پہلوان آدمی نہیں دیکھا جو عمر رضی اللہ عنہ کی طرح ڈول کھینچ سکتا۔ انہوں نے اتنا پانی نکالا کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو حوض سے سیراب کر لیا۔"

تشریح: یہ خلافت اسلامی کو سنبھالنے پر اشارہ ہے۔ جیسا کہ وفات نبوی ﷺ کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دو اڑھائی سال سنبھالا بعد میں فاروقی دور شروع ہوا اور آپ نے خلافت کا حق ادا کر دیا کہ فتوحات اسلامی کا سیلاب دوز دور تک پہنچ گیا اور خلافت کے ہر ہر شعبہ میں ترقیات کے دروازے کھل گئے۔ نبی کریم ﷺ کو خواب میں یہ سارے حالات دکھلائے گئے۔

٣٦٦٥ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ: أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ

(٣٦٦٥) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو موسیٰ بن عقبہ نے خبر دی، انہیں سالم بن عبداللہ نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: إِنَّ أَحَدَ شِقَّيْ ثَوْبِيْ يَسْتَرْخِيْ إِلَّا أَنْ أَتَعَاهَدَ ذٰلِكَ مِنْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّكَ لَسْتَ تَصْنَعُ ذٰلِكَ خُيَلَاءَ)) قَالَ مُوْسَى: فَقُلْتُ لِسَالِمٍ: أَذَكَرَ عَبْدُ اللّٰهِ: مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ قَالَ: لَمْ أَسْمَعْهُ ذَكَرَ إِلَّا ثَوْبَهُ. [أطرافه في: ٥٧٨٣، ٥٧٨٤، ٦٠٦٢] [ابوداود: ٤٠٨٥؛ نسائي: ٥٣٥٠]

فرمایا: ”جو شخص اپنا کپڑا (پاجامہ یا تہبند وغیرہ) تکبر اور غرور کی وجہ سے زمین پر گھسیٹتا چلے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا بھی نہیں۔“ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرے کپڑے کا ایک حصہ لٹک جایا کرتا ہے۔ البتہ اگر میں پوری طرح خیال رکھوں تو وہ نہیں لٹک سکے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”آپ تو ایسا تکبر کے خیال سے نہیں کرتے۔“ (اس لئے آپ اس حکم میں داخل نہیں ہیں) موسیٰ نے کہا کہ میں نے سالم سے پوچھا کیا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس حدیث میں یہ فرمایا تھا جو اپنی ازار کو گھسیٹتے ہوئے چلے۔ تو انہوں نے کہا کہ میں نے تو ان سے یہی سنا کہ جو کوئی اپنا کپڑا لٹکائے۔

تشریح: معلوم ہوا کہ انما الاعمال بالنیات، اگر کوئی اپنی ازار ٹخنے سے اونچی بھی رکھے اور مغرور ہو تو اس کی تباہی یقینی ہے۔ اگر بلا قصد اور بلا نیت غرور لٹک جائے تو وہ اس وعید میں داخل نہ ہوگا۔ یہ ہر کپڑے کو شامل ہے۔ ازار ہو یا پاجامہ یا کرتہ کی آستین بہت بڑی بڑی رکھنا، اگر غرور کی راہ سے ایسا کرے تو سخت گناہ اور حرام ہے۔ آج کے دور میں ازراہ کبر و غرور کوٹ پتلون اس طرح پہننے والے اسی وعید میں داخل ہیں۔

٣٦٦٦ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ مِنْ شَيْءٍ مِنَ الْأَشْيَاءِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ دُعِيَ مِنْ أَبْوَابِ ـ يَعْنِي الْجَنَّةَ ـ يَا عَبْدَ اللّٰهِ! هٰذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصِّيَامِ بَابِ الرَّيَّانِ)) فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: مَا عَلَى هٰذَا الَّذِيْ يُدْعَى مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ وَقَالَ: هَلْ يُدْعَى مِنْهَا كُلِّهَا أَحَدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: ((نَعَمْ وَأَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ يَا أَبَا بَكْرٍ!)) [راجع: ١٨٩٧]

(٣٦٦٦) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعیب نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف نے خبر دی اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا: ”جس نے اللہ کے راستے میں کسی چیز کا ایک جوڑا خرچ کیا (مثلاً دو روپے، دو کپڑے، دو گھوڑے اللہ تعالیٰ کے راستے میں دیئے) تو اسے جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا کہ اے اللہ کے بندے! ادھر آ، یہ دروازہ بہتر ہے پس جو شخص نمازی ہوگا اسے نماز کے دروازے سے بلایا جائے گا، جو شخص مجاہد ہوگا اسے جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا، جو شخص اہل صدقہ میں سے ہوگا اسے صدقہ کے دروازہ سے بلایا جائے گا اور جو شخص روزہ دار ہوگا اسے صیام اور ریان (سیرابی) کے دروازے سے بلایا جائے گا۔“ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جس شخص کو ان تمام ہی دروازوں سے بلایا جائے گا پھر تو اسے کسی قسم کا خوف باقی نہیں رہے گا اور پوچھا گیا کوئی شخص ایسا بھی ہوگا جسے ان تمام دروازوں سے بلایا جائے یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں اور مجھے امید ہے کہ تم بھی انہیں میں سے ہوگے اے ابوبکر!“

٣٦٦٧ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَاتَ وَأَبُوْ بَكْرٍ بِالسُّنْحِ قَالَ إِسْمَاعِيلُ: يَعْنِي بِالْعَالِيَةِ فَقَامَ عُمَرُ يَقُوْلُ: وَاللّٰهِ! مَا مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: وَقَالَ عُمَرُ: وَاللّٰهِ! مَا كَانَ يَقَعُ فِي نَفْسِي إِلَّا ذَاكَ وَلَيَبْعَثَنَّهُ اللّٰهُ فَلَيَقْطَعَنَّ أَيْدِيَ رِجَالٍ وَأَرْجُلَهُمْ فَجَاءَ أَبُوْ بَكْرٍ فَكَشَفَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَبَّلَهُ قَالَ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي طِبْتَ حَيًّا وَمَيِّتًا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَا يُذِيْقُكَ اللّٰهُ الْمَوْتَتَيْنِ أَبَدًا ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ: أَيُّهَا الْحَالِفُ! عَلَى رِسْلِكَ فَلَمَّا تَكَلَّمَ أَبُوْ بَكْرٍ جَلَسَ عُمَرُ.

[راجع:١٢٤١]

(٣٦٦٧) مجھ سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے عروہ بن زبیر نے اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی جب وفات ہوئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس وقت مقام سنح میں تھے۔ اسماعیل نے کہا یعنی عوالی کے ایک گاؤں میں۔ آپ کی خبر سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھ کر یہ کہنے لگے کہ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کی وفات نہیں ہوئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: اللہ کی قسم! اس وقت میرے دل میں یہی خیال آتا تھا اور میں کہتا تھا کہ اللہ آپ کو ضرور اس بیماری سے اچھا کر کے اٹھائے گا اور آپ ان لوگوں کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیں گے (جو آپ کی موت کی باتیں کرتے ہیں) اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور اندر جا کر آپ کی نعش کے اوپر سے کپڑا اٹھایا اور بوسہ دیا اور کہا، میرے باپ اور ماں آپ پر فدا ہوں، آپ زندگی میں بھی پاکیزہ تھے اور وفات کے بعد بھی اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اللہ تعالیٰ آپ پر دو مرتبہ موت ہرگز طاری نہیں کرے گا۔ اس کے بعد آپ باہر آئے اور عمر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے اے قسم کھانے والے! ذرا تامل کر۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے گفتگو شروع کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ خاموش بیٹھ گئے۔

٣٦٦٨ـ فَحَمِدَ اللّٰهَ أَبُوْ بَكْرٍ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ: أَلَا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَإِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ وَقَالَ: ﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُوْنَ﴾ [الزمر: ٣٠] وَقَالَ: ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشَّاكِرِيْنَ﴾ [آل عمران: ١٤٤] قَالَ: فَنَشَجَ النَّاسُ يَبْكُوْنَ قَالَ: وَاجْتَمَعَتِ الْأَنْصَارُ

(٣٦٦٨) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پہلے اللہ کی حمد کی اور ثنا بیان کی۔ پھر فرمایا: ''لوگو! دیکھو اگر کوئی محمد (ﷺ) کو پوجتا تھا (یعنی یہ سمجھتا تھا کہ وہ آدمی نہیں ہیں، وہ کبھی نہیں مریں گے) تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت محمد ﷺ کی وفات ہو چکی ہے اور جو شخص اللہ کی پوجا کرتا تھا تو اللہ ہمیشہ زندہ ہے اسے موت کبھی نہیں آئے گی (پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سورۂ زمر کی یہ آیت پڑھی) ''اے پیغمبر! تو بھی مرنے والا اور وہ بھی مریں گے'' اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''محمد ﷺ صرف ایک رسول ہیں۔ اس سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔ پس کیا اگر وہ وفات پا جائیں یا انہیں شہید کر دیا جائے تو تم اسلام سے پھر جاؤ گے اور جو شخص اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائے تو وہ اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور اللہ عنقریب شکر گزار بندوں

إِلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ فَقَالُوا: مِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ فَذَهَبَ إِلَيْهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فَذَهَبَ عُمَرُ يَتَكَلَّمُ فَأَسْكَتَهُ أَبُو بَكْرٍ وَكَانَ عُمَرُ يَقُولُ: وَاللَّهِ! مَا أَرَدْتُ بِذَلِكَ إِلَّا أَنِّي قَدْ هَيَّأْتُ كَلَامًا قَدْ أَعْجَبَنِي خَشِيتُ أَنْ لَا يَبْلُغَهُ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ تَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ فَتَكَلَّمَ أَبْلَغَ النَّاسِ فَقَالَ فِي كَلَامِهِ: نَحْنُ الْأُمَرَاءُ وَأَنْتُمُ الْوُزَرَاءُ فَقَالَ حُبَابُ ابْنُ الْمُنْذِرِ: لَا وَاللَّهِ! لَا نَفْعَلُ، مِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: لَا وَلَكِنَّا الْأُمَرَاءُ وَأَنْتُمُ الْوُزَرَاءُ هُمْ أَوْسَطُ الْعَرَبِ دَارًا وَأَعْرَبُهُمْ أَحْسَابًا فَبَايِعُوا عُمَرَ أَوْ أَبَا عُبَيْدَةَ ابْنَ الْجَرَّاحِ فَقَالَ عُمَرُ: بَلْ نُبَايِعُكَ أَنْتَ فَأَنْتَ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَأَحَبُّنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَخَذَ عُمَرُ بِيَدِهِ فَبَايَعَهُ وَبَايَعَهُ النَّاسُ فَقَالَ قَائِلٌ: قَتَلْتُمْ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ عُمَرُ: قَتَلَهُ اللَّهُ. [راجع: ١٢٤٢]

کو بدلہ دینے والا ہے۔" راوی نے بیان کیا کہ یہ سن کر لوگ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ راوی نے بیان کیا کہ انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہو گئے اور کہنے لگے کہ ایک امیر ہم میں سے ہو گا اور ایک امیر تم (مہاجرین) میں سے ہو گا۔ (دونوں مل کر حکومت کریں) پھر ابوبکر، عمر بن خطاب اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم ان کی مجلس میں پہنچے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے گفتگو کرنی چاہی لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے خاموش رہنے کے لئے کہا۔ عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اللہ کی قسم میں نے ایسا صرف اس وجہ سے کیا تھا کہ میں نے پہلے ہی سے ایک تقریر تیار کر لی تھی جو مجھے بہت پسند آئی تھی، پھر بھی مجھے ڈر تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی برابری اس سے بھی نہیں ہو سکے گی۔ آخر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ انتہائی بلاغت کے ساتھ بات شروع کی۔ انہوں نے تقریر میں فرمایا کہ ہم (قریش) امراء ہیں اور تم (جماعت انصار) وزراء ہو۔ اس پر حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ بولے کہ نہیں اللہ کی قسم ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے، ایک امیر ہم میں سے ہو گا اور ایک امیر تم میں سے ہو گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں ہم امراء ہیں تم وزراء ہو (وجہ یہ ہے کہ) قریش کے لوگ سارے عرب میں شریف خاندان شمار کئے جاتے ہیں اور ان کا ملک (یعنی مکہ) عرب کے بیچ میں ہے تو اب تم کو اختیار ہے یا تو عمر سے بیعت کر لو یا ابوعبیدہ بن جراح سے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، نہیں ہم آپ سے ہی بیعت کریں گے، آپ ہمارے سردار ہیں، ہم میں سب سے بہتر ہیں اور رسول کریم ﷺ کے نزدیک آپ ہم سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی پھر سب لوگوں نے بیعت کی۔ اتنے میں کسی کی آواز آئی کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو تم لوگوں نے مار ڈالا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: انہیں اللہ نے مار ڈالا۔

٣٦٦٩۔ وَقَالَ عَبْدُاللَّهِ بْنُ سَالِمٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ قَالَ عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ أَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: شَخَصَ بَصَرُ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ قَالَ: ((فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى))

(٣٦٦٩) اور عبداللہ بن سالم نے زبیدی سے نقل کیا کہ عبدالرحمٰن بن قاسم نے بیان کیا، انہیں قاسم نے خبر دی اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی نظر (وفات سے پہلے) اٹھی اور آپ نے فرمایا: "اے اللہ! مجھے رفیق اعلیٰ میں (داخل کر)۔" آپ نے یہ جملہ تین مرتبہ فرمایا اور

ثَلَاثًا وَقَصَّ الْحَدِيثَ قَالَتْ: فَمَا كَانَتْ مِنْ خُطْبَتِهِمَا مِنْ خُطْبَةٍ إِلَّا نَفَعَ اللَّهُ بِهَا لَقَدْ خَوَّفَ عُمَرُ النَّاسَ وَإِنَّ فِيهِمْ لَنِفَاقًا فَرَدَّهُمُ اللَّهُ بِذَلِكَ. [راجع: ۱۲۴۱]

پوری حدیث بیان کی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما دونوں ہی کے خطبوں سے نفع پہنچا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو دھمکایا کیونکہ ان میں بعض منافقین بھی تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس طرح (غلط افواہیں پھیلانے سے) ان کو باز رکھا۔

۳۶۷۰۔ ثُمَّ لَقَدْ بَصَّرَ أَبُو بَكْرٍ النَّاسَ الْهُدَى وَعَرَّفَهُمُ الْحَقَّ الَّذِي عَلَيْهِمْ وَخَرَجُوا بِهِ يَتْلُونَ: ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ﴾ إِلَى ﴿الشَّاكِرِينَ﴾. [راجع: ۱۲۴۲]

(۳۶۷۰) اور بعد میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو حق اور ہدایت کی بات تھی وہ لوگوں کو سمجھا دی اور ان کو بتلا دیا جو ان پر لازم تھا (یعنی اسلام پر قائم رہنا) اور وہ یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے باہر آئے "محمد (ﷺ) ایک رسول ہیں اور ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں۔" "الشاکرین" تک۔

تشریح: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس عظیم خطبہ نے امت کے شیرازے کو منتشر ہونے سے بچا لیا۔ انصار نے جو دو امیر مقرر کرنے کی تجویز پیش کی تھی وہ صحیح نہ تھی۔ ایک میان میں دو تلواریں نہیں رکھی جا سکتیں۔ روایت میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بددعا مذکور ہے۔ وہی دو امیر مقرر کرنے کی تجویز لے کر آئے تھے۔ خدانخواستہ اس پر عمل ہوتا تو نتیجہ بہت ہی برا ہوتا۔ کہتے کہ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ اس کے بعد شام کے ملک کو چلے گئے اور وہیں آپ کا انتقال ہوا۔ اس حدیث سے نصب خلیفہ کا وجوب ثابت ہوا کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ کی تجہیز و تکفین پر بھی اس کو مقدم رکھا، صد افسوس کہ امت نے جلد ہی اس فرض کو فراموش کر دیا۔ پہلی خرابی یہ پیدا ہوئی کہ خلافت کی جگہ ملوکیت آ گئی، پھر مسلمانوں نے قطار عالم میں قدم رکھا تو مختلف اقوام عالم سے ان کا سابقہ پڑا جن سے متاثر ہو کر وہ اس فریضہ ملت کو بھول گئے اور انتشار کا شکار ہو گئے۔ آج تو دور ہی دوسرا ہے اگرچہ اب بھی مسلمانوں کی کافی حکومتیں دنیا میں قائم ہیں مگر خلافت راشدہ کی جھلک سے اکثر محروم ہیں۔ اللہ پاک اس دور پرفتن میں مسلمانوں کو باہمی اتفاق نصیب کرے کہ وہ متحدہ طور پر جمع ہو کر ملت اسلامیہ کی خدمت کر سکیں۔ آمین

۳۶۷۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا جَامِعُ بْنُ أَبِي رَاشِدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو يَعْلَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي: أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ عُمَرُ وَخَشِيتُ أَنْ يَقُولَ عُثْمَانُ قُلْتُ: ثُمَّ أَنْتَ قَالَ: مَا أَنَا إِلَّا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ.

[ابوداود: ۴۶۲۹]

(۳۶۷۱) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، کہا ہم سے جامع بن ابی راشد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو یعلیٰ نے بیان کیا، ان سے محمد بن حنفیہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد (علی رضی اللہ عنہ) سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل صحابی کون ہیں؟ انہوں نے بتلایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ میں نے پوچھا پھر کون ہیں؟ انہوں نے بتلایا، اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ مجھے اس کا اندیشہ ہوا کہ اب (پھر میں نے پوچھا کہ اس کے بعد؟ تو) کہہ دیں گے کہ عثمان رضی اللہ عنہ۔ اس لئے میں نے خود کہا، اس کے بعد آپ ہیں؟ یہ سن کر بولے کہ میں تو صرف عام مسلمانوں کی جماعت کا ایک شخص ہوں۔

تشریح: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس قول سے ان لوگوں نے دلیل لی ہے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے افضل کہتے ہیں پھر ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جیسے جمہور اہل سنت کا قول ہے۔ عبدالرزاق محدث فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خود شیخین کو اپنے اوپر فضیلت دی ہے لہٰذا میں بھی فضیلت دیتا ہوں ورنہ کبھی فضیلت نہ دیتا۔ دوسری روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جو کوئی مجھ کو شیخین کے اوپر

فضیلت دے میں اس کو مفتری کی حد لگاؤں گا۔ اس سے ان سنی حضرات کو سبق لینا چاہیے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تفضیل کے قائل ہیں جب کو خود حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی ان کو مفتری قرار دے رہے ہیں۔

٣٦٧٢- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فِيْ بَعْضِ أَسْفَارِهِ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ أَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِيْ فَأَقَامَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْتِمَاسِهِ وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ وَلَيْسُوْا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَأَتَى النَّاسُ أَبَا بَكْرٍ فَقَالُوْا: أَلَا تَرَى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ؟ أَقَامَتْ بِرَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ وَبِالنَّاسِ مَعَهُ وَلَيْسُوْا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَجَاءَ أَبُوْ بَكْرٍ وَرَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلَى فَخِذِيْ قَدْ نَامَ فَقَالَ: حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوْا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ؟ قَالَتْ: فَعَاتَبَنِيْ وَقَالَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُوْلَ وَجَعَلَ يَطْعُنُنِيْ بِيَدِهِ فِيْ خَاصِرَتِيْ فَلَا يَمْنَعُنِيْ مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ عَلَى فَخِذِيْ فَنَامَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى أَصْبَحَ عَلَى غَيْرِ مَاءٍ فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوْا فَقَالَ أُسَيْدُ ابْنُ الْحُضَيْرِ: مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِيْ بَكْرٍ! فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَبَعَثْنَا الْبَعِيْرَ الَّذِيْ كُنْتُ عَلَيْهِ فَوَجَدْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهُ. [راجع: ٣٣٤]

(٣٦٧٢) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، ان سے مالک نے، ان سے عبدالرحمٰن بن قاسم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے جب ہم مقام بیداء یا مقام ذات الجیش پر پہنچے تو میرا ایک ہار ٹوٹ کر گر گیا۔ اس لئے حضور اکرم ﷺ اس کی تلاش کے لئے وہاں ٹھہر گئے اور صحابہ بھی آپ کے ساتھ ٹھہرے لیکن نہ اس جگہ پانی تھا اور نہ ان کے ساتھ پانی تھا۔ لوگ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہنے لگے کہ آپ ملاحظہ نہیں فرماتے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کیا، حضور اکرم ﷺ کو یہیں روک لیا ہے۔ اتنے صحابہ آپ کے ساتھ ہیں، نہ تو یہاں پانی اور نہ لوگ اپنے ساتھ (پانی) لئے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اندر آئے۔ رسول اللہ ﷺ اس وقت اپنا سر مبارک میری ران پر رکھے ہوئے سو رہے تھے۔ وہ کہنے لگے، تمہاری وجہ سے رسول اللہ ﷺ کو اور سب لوگوں کو رکنا پڑا۔ اب نہ یہاں کہیں پانی ہے اور نہ لوگوں کے ساتھ پانی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ پر غصہ کیا اور جو کچھ اللہ کو منظور تھا انہوں نے کہا اور اپنے ہاتھ سے میری کوکھ میں کچوکے لگانے لگے میں ضرور تڑپ اٹھتی مگر رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک میری ران پر تھا۔ رسول اللہ ﷺ سوتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو پانی نہیں تھا اور اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے تیمم کا حکم نازل فرمایا اور سب نے تیمم کیا۔ اس پر اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے آل ابو بکر! یہ تمہاری کوئی پہلی برکت نہیں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر ہم نے جب اس اونٹ کو اٹھایا جس پر میں سوار تھی تو ہار اسی کے نیچے ہمیں ملا۔

تشریح: گم ہونے والا ہار حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا تھا، اس لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اور بھی زیادہ فکر ہوا، بعد میں اللہ تعالیٰ نے اسے ملا دیا۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اولاد کی وجہ سے مسلمانوں کو ہمیشہ فوائد و برکات ملتے رہے ہیں۔ یہ حدیث کتاب التیمم میں بھی مذکور ہو چکی ہے۔ یہاں پر اس کے لانے سے یہ غرض ہے کہ اس حدیث سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خاندان کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اسید رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ((ماھی باول برکتکم یا آل ابی بکر))۔

٣٦٧٣ـ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: سَمِعْتُ ذَكْوَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ)). تَابَعَهُ جَرِيرٌ وَعَبْدُاللَّهِ ابْنُ دَاوُدَ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ وَمُحَاضِرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ. [مسلم: ٦٤٨٧، ٦٤٨٨، ٦٤٨٩، ٤٦٥٨؛ ترمذي: ٣٨٦١؛ ابن ماجه: ١٦١]

(۳۶۷۳) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، کہا میں نے ذکوان سے سنا اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میرے اصحاب کو برا بھلا مت کہو۔ اگر کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر بھی سونا (اللہ کی راہ میں) خرچ کرلے تو ان کے ایک مدغلہ کے برابر بھی نہیں ہوسکتا اور نہ ان کے آدھے مد کے برابر۔“ شعبہ کے ساتھ اس حدیث کو جریر، عبداللہ بن داؤد، ابومعاویہ اور محاضر نے بھی اعمش سے روایت کیا ہے۔

تشریح: اس سے عام طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت ثابت ہوتی ہے یہ وہ بزرگان اسلام ہیں۔ جن کو دیدار رسالت پناہ ﷺ نصیب ہوا۔ اس لئے ان کی عنداللہ بڑی اہمیت ہے۔ جریر رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اور محاضر کی روایت کو ابوالفتح نے اپنے فوائد میں اور عبداللہ بن داؤد کی روایت کو مسدد نے اور ابومعاویہ کی روایت کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے وصل کیا ہے۔ خدمت اسلام میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مالی قربانیوں کو اس لئے فضیلت حاصل ہے کہ انہوں نے ایسے وقت میں خرچ کیا جب سخت ضرورت تھی، کافروں کا غلبہ تھا اور مسلمان محتاج تھے۔ مقصود مہاجرین اولین اور انصار کی فضیلت کا بیان کرنا ہے۔ ان میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تھے، لہٰذا باب کی مطابقت حاصل ہوگئی۔ یہ حدیث آپ نے اس وقت فرمائی جب خالد بن ولید اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما میں کچھ تکرار ہوئی۔ خالد رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو کچھ سخت کہا۔ آپ نے خالد رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے یہ فرمایا۔ بعض نے کہا کہ یہ خطاب ان لوگوں کی طرف ہے جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد پیدا ہوں گے۔ ان کو موجودہ فرض کر کے ان کی طرف خطاب کیا۔ مگر یہ قول صحیح نہیں ہے کیونکہ خالد رضی اللہ عنہ کی طرف خطاب کر کے آپ نے یہ حدیث فرمائی تھی اور خالد رضی اللہ عنہ خود صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں۔

٣٦٧٤ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِينٍ أَبُو الْحَسَنِ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ شَرِيكِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، أَخْبَرَنِي أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ، أَنَّهُ تَوَضَّأَ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ خَرَجَ فَقُلْتُ: لَأَلْزَمَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَلَأَكُونَنَّ مَعَهُ يَوْمِي هَذَا قَالَ: فَجَاءَ الْمَسْجِدَ فَسَأَلَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا: خَرَجَ وَوَجَّهَ هَا هُنَا فَخَرَجْتُ عَلَى إِثْرِهِ أَسْأَلُ عَنْهُ حَتَّى دَخَلَ بِئْرَ أَرِيسٍ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ وَبَابُهَا مِنْ جَرِيدٍ حَتَّى قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَاجَتَهُ فَتَوَضَّأَ فَقُمْتُ

(۳۶۷۴) ہم سے ابوالحسن محمد بن مسکین نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن حسان نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا، ان سے شریک بن ابی نمر نے، ان سے سعید بن مسیب نے بیان کیا، کہا مجھ کو ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ انہوں نے ایک دن اپنے گھر میں وضو کیا اور اس ارادہ سے نکلے کہ آج دن بھر رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑوں گا۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر وہ مسجد نبوی میں حاضر ہوئے اور آنحضرت ﷺ کے متعلق پوچھا تو وہاں موجود لوگوں نے بتایا کہ حضور تو تشریف لے جاچکے ہیں اور آپ اس طرف تشریف لے گئے۔ چنانچہ میں آپ کے متعلق پوچھتا ہوا آپ کے پیچھے پیچھے نکلا اور آخر میں نے دیکھا کہ آپ (قبا کے قریب) بئر اریس میں داخل ہو رہے ہیں۔ میں دروازے پر بیٹھ گیا اور اس کا دروازہ کھجور کی شاخوں سے بنا ہوا تھا۔ جب آپ قضائے حاجت کرچکے اور وضو

إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلَى بِئْرِ أَرِيسٍ وَتَوَسَّطَ قُفَّهَا وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ فَقُلْتُ: لَأَكُوْنَنَّ بَوَّابَ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ الْيَوْمَ فَجَاءَ أَبُوْ بَكْرٍ فَدَفَعَ الْبَابَ فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ: أَبُوْ بَكْرٍ فَقُلْتُ: عَلَى رِسْلِكَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! هَذَا أَبُوْ بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ: ((ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)) فَأَقْبَلْتُ حَتَّى قُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ: ادْخُلْ وَرَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ يُبَشِّرُكَ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ أَبُوْ بَكْرٍ فَجَلَسَ عَنْ يَمِيْنِ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ مَعَهُ فِي الْقُفِّ وَدَلَّى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ كَمَا صَنَعَ النَّبِيُّ ﷺ وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ وَقَدْ تَرَكْتُ أَخِيْ يَتَوَضَّأُ وَيَلْحَقُنِيْ فَقُلْتُ: إِنْ يُرِدِ اللَّهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا -يُرِيْدُ أَخَاهُ- يَأْتِ بِهِ فَإِذَا إِنْسَانٌ يُحَرِّكُ الْبَابَ فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ: عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ: عَلَى رِسْلِكَ ثُمَّ جِئْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ: هَذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ: ((ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)) فَجِئْتُ فَقُلْتُ: ادْخُلْ وَبَشَّرَكَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ فَجَلَسَ مَعَ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فِي الْقُفِّ عَنْ يَسَارِهِ وَدَلَّى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ فَقُلْتُ إِنْ يُرِدِ اللَّهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا يَأْتِ بِهِ فَجَاءَ إِنْسَانٌ يُحَرِّكُ الْبَابَ فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟

بھی کرلیا تو میں آپ کے پاس گیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ بئر اریس (اس باغ کے کنویں) کی منڈیر پر بیٹھے ہوئے ہیں، اپنی پنڈلیاں آپ نے کھول رکھی ہیں اور کنویں میں پاؤں لٹکائے ہوئے ہیں۔ میں نے آپ کو سلام کیا اور پھر واپس آ کر باغ کے دروازے پر بیٹھ گیا۔ میں نے سوچا کہ آج رسول اللہ ﷺ کا دربان رہوں گا۔ پھر حضرت ابوبکر ؓ آئے اور دروازہ کھولنا چاہا تو میں نے پوچھا کہ کون صاحب ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ابو بکر! میں نے کہا تھوڑی دیر ٹھہر جائیے۔ پھر میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ! ابوبکر دروازے پر موجود ہیں اور اندر آنے کی اجازت آپ سے چاہتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''انہیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی۔'' میں دروازہ پر آیا اور حضرت ابوبکر ؓ سے کہا کہ اندر تشریف لے جائیے اور رسول کریم ﷺ نے آپ کو جنت کی بشارت دی ہے۔ حضرت ابوبکر اندر داخل ہوئے اور اسی کنویں کی منڈیر پر آنحضرت ﷺ کی داہنی طرف بیٹھ گئے اور اپنے دونوں پاؤں کنویں میں لٹکا لئے، جس طرح آنحضرت ﷺ نے لٹکائے ہوئے تھے اور اپنی پنڈلیوں کو بھی کھول لیا تھا۔ پھر میں واپس آ کر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ میں آتے وقت اپنے بھائی کو وضو کرتا ہوا چھوڑ آیا تھا۔ وہ میرے ساتھ آنے والے تھے، میں نے اپنے دل میں کہا، کاش اللہ تعالیٰ فلاں کو خبر دے دیتا، ان کی مراد اپنے بھائی سے تھی اور انہیں یہاں پہنچا دیتا۔ اتنے میں کسی صاحب نے دروازہ پر دستک دی میں نے پوچھا کون صاحب ہیں؟ کہا کہ عمر بن خطاب (ؓ) میں نے کہا کہ تھوڑی دیر کے لئے ٹھہر جائیے۔ چنانچہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کے بعد عرض کیا کہ عمر بن خطاب (ؓ) دروازے پر کھڑے اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''انہیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی پہنچا دو۔'' میں واپس آیا اور کہا کہ اندر تشریف لے جائیے اور آپ کو رسول اللہ ﷺ نے جنت کی بشارت دی ہے۔ وہ بھی داخل ہوئے اور آپ کے ساتھ اسی مینڈ پر بائیں طرف بیٹھ گئے اور اپنے پاؤں کنویں میں لٹکا لئے۔ میں پھر دروازے پر آ کر بیٹھ گیا اور سوچتا رہا کہ کاش اللہ تعالیٰ

فَقَالَ: عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقُلْتُ: عَلَى رِسْلِكَ وَجِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: ((ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى تُصِيبُهُ)) فَجِئْتُهُ فَقُلْتُ لَهُ: ادْخُلْ وَبَشَّرَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى تُصِيبُكَ فَدَخَلَ فَوَجَدَ الْقُفَّ قَدْ مُلِئَ فَجَلَسَ وِجَاهَهُ مِنَ الشَّقِّ الْآخَرِ. قَالَ شَرِيكٌ قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ: فَأَوَّلْتُهَا قُبُورَهُمْ. [أطرافه في: ٣٦٩٣، ٣٦٩٥، ٦٢١٦، ٧٠٩٧] [مسلم: ٦٢١٤]

فلاں (آپ کے بھائی) کے ساتھ خیر چاہتا اور انہیں یہاں پہنچا دیتا۔ اتنے میں ایک اور صاحب آئے اور دروازے پر دستک دی، میں نے پوچھا، کون صاحب ہیں؟ بولے کہ عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ)۔ میں نے کہا تھوڑی دیر کے لئے رک جائیے، میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو ان کی اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا: ”انہیں اجازت دے دو اور ایک مصیبت پر جو انہیں پہنچے گی جنت کی بشارت پہنچا دو۔“ میں دروازے پر آیا اور ان سے کہا کہ اندر تشریف لے جائیے۔ حضور اکرم ﷺ نے آپ کو جنت کی بشارت دی ہے ایک مصیبت پر جو آپ کو پہنچے گی۔ وہ جب داخل ہوئے تو دیکھا چبوترہ پر جگہ نہیں اس لئے وہ دوسری طرف آنحضرت ﷺ کے سامنے بیٹھ گئے۔ شریک نے بیان کیا کہ سعید بن مسیّب نے کہا میں نے اس سے ان کی قبروں کی تاویل لی ہے (کہ اس طرح بنیں گی)۔

تشریح: یہ سعید بن مسیب کی کمال دانائی تھی حقیقت میں ایسا ہی ہوا۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما تو نبی کریم ﷺ کے پاس دفن ہوئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آپ کے سامنے بقیع غرقد میں۔ سعید کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما آپ کے دائیں بائیں دفن ہوں گے کیونکہ ایسا نہیں ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قبر نبی کریم ﷺ کے بائیں طرف ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بائیں طرف ہے۔ نبی کریم ﷺ کی ان مبارک نشانیوں کی بنا پر متعلقہ جملہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جنتی ہونا یقینی امر ہے۔ پھر بھی امت میں ایک ایسا گروہ موجود ہے جو حضرات شیخین کرام رضی اللہ عنہما کی توہین کرتا ہے۔ اس گروہ سے اسلام کو جو نقصان پہنچا ہے وہ تاریخ ماضی کے اوراق پر ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بابت آپ نے ان کی شہادت کی طرف اشارہ فرمایا جو اللہ کے ہاں مقدر تھی اور وہ وقت آیا کہ خود اسلام کے فرزندوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر خلیفہ راشد کے خلاف علم بغاوت بلند کیا، آخر ان کو شہید کر کے دم لیا۔ ۱۳۹۰ھ کے حج کے موقع پر بقیع غرقد مدینہ میں جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی قبر پر حاضر ہوا تو دیر تک ماضی کے تصورات میں کھویا ہوا آپ کی جلالت وشان اور ملت کے بعض لوگوں کی غداری پر سوچتا رہا۔ اللہ پاک ان جملہ بزرگوں کو ہمارا اسلام پہنچائے، اور قیامت کے دن سب سے ملاقات نصیب کرے۔ آمین۔ مذکورہ اریس مدینہ کے ایک مشہور باغ کا نام تھا۔ اس باغ کے کنویں میں نبی کریم ﷺ کی انگوٹھی جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی انگلی میں تھی۔ گر گئی تھی جو تلاش کے باوجود نہ مل سکی۔ آج کل یہ کنواں مسجد قبا کے پاس کھنڈر کی شکل میں خشک موجود ہے۔ اسی جگہ یہ باغ واقع تھا۔

٣٦٧٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَعِدَ أُحُدًا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَقَالَ: ((اثْبُتْ أُحُدُ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ)). [طرفاه في: ٣٦٨٦، ٣٦٩٩]

(۳۶۷۵) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے سعید نے ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر احد پہاڑ پر چڑھے تو احد کانپ اٹھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، احد! قرار پکڑ کہ تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

[ابو داود: ٤٦٥١؛ ترمذي: ٣٦٩٧]

تشریح: نبی کریم ﷺ کی یہ معجزانہ پیش گوئی تھی جو اپنے وقت پر پوری ہوئی اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما ہر دو نے جام شہادت نوش فرمایا۔ مقصود اس سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کرنا ہے۔ احد پہاڑ کا کانپ اٹھنا برحق ہے جو رسول کریم ﷺ کے ایک معجزہ کے طور پر ظہور میں آیا۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ قدرت کی ہر ہر مخلوق اپنی حد کے اندر شعور زندگی رکھتی ہے سچ ہے: ﴿وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ﴾ (۱۷/ بنی اسرائیل: ۴۴)

٣٦٧٦ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ أَبُوْ عَبْدِاللَّهِ، حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ، حَدَّثَنَا صَخْرٌ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((بَيْنَمَا أَنَا عَلَى بِئْرٍ أَنْزِعُ مِنْهَا جَاءَ نِي أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ فَأَخَذَ أَبُوْ بَكْرٍ الدَّلْوَ فَنَزَعَ ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ وَفِيْ نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْ يَدِ أَبِيْ بَكْرٍ فَاسْتَحَالَتْ فِيْ يَدِهِ غَرْبًا فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَفْرِيْ فَرِيَّهُ فَنَزَعَ حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ)). قَالَ وَهْبٌ: الْعَطَنُ مَبْرَكُ الْإِبِلِ يَقُوْلُ: حَتَّى رَوِيَتِ الْإِبِلُ فَأَنَاخَتْ. [راجع: ٣٦٣٣]

(٣٦٧٦) مجھ سے ابوعبداللہ احمد بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا، کہا ہم سے صخر نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں ایک کنویں پر (خواب میں) کھڑا اس سے پانی کھینچ رہا تھا کہ میرے پاس ابوبکر اور عمر بھی پہنچ گئے۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ڈول لے لیا اور ایک یا دو ڈول کھینچے۔ ان کے کھینچنے میں ضعف تھا اور اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے گا۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے ڈول عمر رضی اللہ عنہ نے لے لیا اور ان کے ہاتھ میں پہنچتے ہی وہ ایک بہت بڑے ڈول کی شکل میں ہوگیا۔ میں نے کوئی ہمت والا اور بہادر انسان نہیں دیکھا جو اتنی حسن تدبیر اور مضبوط قوت کے ساتھ کام کرنے کا عادی ہو۔ چنانچہ انہوں نے اتنا پانی کھینچا کہ لوگوں نے اونٹوں کو پانی پلانے کی جگہیں بھر لیں۔ وہب نے بیان کیا کہ ”العطن“ اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ عرب لوگ بولتے ہیں۔ اونٹ سیراب ہوئے کہ (وہیں) بیٹھ گئے۔

تشریح: یہ حدیث پہلے بھی گزر چکی ہے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی یہ ناتوانی کوئی عیب نہیں ہے جو ان کے لئے خلقی تھی۔ اس ناتوانی کے باوجود ڈول انہوں نے پہلے سنبھالا، اسی سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر ان کی فوقیت ثابت ہوئی۔

٣٦٧٧ـ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي الْحُسَيْنِ الْمَكِّيُّ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِنِّيْ لَوَاقِفٌ فِيْ قَوْمٍ فَدَعَوُا اللَّهَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَقَدْ وُضِعَ عَلَى سَرِيْرِهِ إِذَا رَجُلٌ مِنْ خَلْفِيْ قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَهُ عَلَى مَنْكِبِيْ يَقُوْلُ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ إِنْ كُنْتُ لَأَرْجُوْ أَنْ يَجْعَلَكَ اللَّهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ

(٣٦٧٧) ہم سے ولید بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے عیسیٰ بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے عمر بن سعید بن ابی الحسین مکی نے ان سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں ان لوگوں کے ساتھ کھڑا تھا جو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لئے دعائیں کر رہے تھے۔ اس وقت ان کا جنازہ چارپائی پر رکھا ہوا تھا، اتنے میں ایک صاحب نے میرے پیچھے سے آ کر میرے شانوں پر اپنی کہنیاں رکھ دیں اور (عمر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے) کہنے لگے اللہ آپ پر رحم کرے۔ مجھے تو یہی امید تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں (رسول اللہ ﷺ

لِأَنِّي كَثِيْرًا مَا كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((كُنْتُ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَفَعَلْتُ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَانْطَلَقْتُ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ)) فَإِنْ كُنْتُ لَأَرْجُوْ أَنْ يَجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَهُمَا فَالْتَفَتُّ فَإِذَا هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ.

[طرفه في: ٣٦٨٥] [مسلم: ٦١٨٧، ٦١٨٨؛ ابن ماجه: ٩٨]

اور ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ دفن کرائے گا میں اکثر رسول اللہ ﷺ کو یوں فرماتے سنا کرتا تھا: ''میں اور ابوبکر اور عمر تھے، میں نے اور ابوبکر اور عمر نے یہ کام کیا، میں اور ابوبکر اور عمر گئے۔'' اس لئے مجھے یہی امید تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان ہی دونوں بزرگوں کے ساتھ رکھے گا۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

تشریح: سبحان اللہ! یہ چاروں خلیفہ ایک دل اور ایک جان تھے اور ایک دوسرے کے خیر خواہ اور ثنا خواں تھے اور جس نے یہ گمان کیا کہ یہ آپس میں ایک دوسرے کے مخالف اور بدخواہ تھے وہ مردود خود بد باطن اور منافق ہے۔ المرء يقيس على نفسه کا مصداق ہے۔ سچ ہے:

چه نسبت خاك رابه عالم پاك   كجا عيسىٰ كجا دجال ناپاك

حافظ نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سل کا شکار ہوئے، واقدی نے کہا کہ انہوں نے سردی میں غسل کیا تھا، پندرہ دن تک بخار رہا۔ بعض نے کہا کہ یہودیوں نے ان کو زہر دے دیا تھا۔ ۱۳ بماہ جمادی الاخری انہوں نے انتقال فرمایا، ان کی خلافت دو برس تین ماہ اور چند دن رہی۔ نبی کریم ﷺ کی طرح ان کی عمر بھی انتقال کے وقت تریسٹھ ۶۳ سال کی تھی۔ رضى الله عنه وارضاه وحشرنا الله فى خدامه۔

٣٦٧٨ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيْدَ الْكُوْفِيُّ، حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو عَنْ أَشَدِّ مَا صَنَعَ الْمُشْرِكُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: رَأَيْتُ عُقْبَةَ بْنَ أَبِيْ مُعَيْطٍ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَوَضَعَ رِدَاءَهُ فِيْ عُنُقِهِ فَخَنَقَهُ بِهِ خَنْقًا شَدِيْدًا فَجَاءَ أَبُوْ بَكْرٍ حَتَّى دَفَعَهُ عَنْهُ فَقَالَ: ﴿أَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا أَنْ يَقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ﴾. [غافر: ٢٨] [طرفه في: ٣٨٥٦، ٤٨١٥]

(۳۶۷۸) مجھ سے محمد بن یزید کوفی نے بیان کیا، کہا ہم سے ولید نے بیان کیا، ان سے اوزاعی نے، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، ان سے محمد بن ابراہیم نے اور ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مشرکین مکہ کی سب سے بڑی ظالمانہ حرکت کے بارے میں پوچھا جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کی تھی تو انہوں نے بتلایا کہ میں نے دیکھا کہ عقبہ بن ابی معیط آنحضرت ﷺ کے پاس آیا۔ آپ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے، اس بدبخت نے اپنی چادر آپ کی گردن مبارک میں ڈال کر کھینچی جس سے آپ کا گلا بڑی سختی کے ساتھ پھنس گیا۔ اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور اس بدبخت کو دفع کیا اور کہا: ''کیا تم ایک ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے اور وہ تمہارے پاس اپنے پروردگار کی طرف سے کھلی ہوئی دلیلیں بھی لے کر آیا ہے۔''

تشریح: ان جملہ احادیث کے نقل کرنے سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مناقب بیان کرنا مقصود ہے۔

[بَابُ] مَنَاقِبِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

باب: حضرت ابوحفص عمر بن خطاب قرشی عدوی رضی اللہ عنہ

أَبِي حَفْصٍ الْقُرَشِيِّ الْعَدَوِيِّ کی فضیلت کا بیان

تشریح: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نسب نامہ یہ ہے عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن زراح بن عدی بن کعب بن لؤی بن غالب۔ تو وہ کعب میں نبی کریم ﷺ کے نسب سے مل جاتے ہیں، ان کا لقب فاروق تھا جو نبی کریم ﷺ نے دیا تھا، بعض نے کہا حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ لقب لے کر آئے تھے۔ غرض عدالت اور علم، سیاست مدن اور حسن تدبیر اور انتظام ملکی میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔ ان کی سیرت طیبہ پر دنیا کی بیشتر زبانوں میں مطول اور مختصر کافی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ ان کے مناقب سے متعلق یہاں جو کچھ مذکور ہے وہ مشتے نمونہ از خروارے ہے۔

٣٦٧٩۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ الْمَاجِشُونِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((رَأَيْتُنِي دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا أَنَا بِالرُّمَيْصَاءِ امْرَأَةِ أَبِي طَلْحَةَ وَسَمِعْتُ خَشَفَةً فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ: هَذَا بِلَالٌ وَرَأَيْتُ قَصْرًا بِفِنَائِهِ جَارِيَةٌ فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا؟ فَقَالَ: لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. فَأَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَهُ فَأَنْظُرَ إِلَيْهِ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ)) فَقَالَ عُمَرُ: بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَعَلَيْكَ أَغَارُ؟ [طرفاه في: ٥٢٢٦، ٧٠٢٤] [مسلم: ٦٣٢١]

(٣٦٧٩) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن ماجشون نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن منکدر نے بیان کیا اور ان سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں (خواب میں) جنت میں داخل ہوا تو وہاں میں نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی رمیصاء کو دیکھا اور میں نے قدموں کی آواز سنی تو میں نے پوچھا، یہ کون صاحب ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ بلال رضی اللہ عنہ ہیں اور میں نے ایک محل دیکھا اس کے سامنے ایک عورت تھی، میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے؟ تو بتایا کہ یہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہے۔ میرے دل میں آیا کہ اندر داخل ہو کر اسے دیکھوں، لیکن مجھے عمر کی غیرت یاد آئی (اور اس لئے اندر داخل نہیں ہوا)۔'' اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روتے ہوئے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، یا رسول اللہ! کیا میں آپ سے غیرت کروں گا۔

تشریح: مذکورہ خاتون رمیصاء نامی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔ یہ لفظ رمص سے ہے۔ رمص آنکھ کے میل کو کہتے ہیں، ان کی آنکھوں میں میل رہتا تھا، اس لئے وہ اس لقب سے مشہور تھیں۔

٣٦٨٠۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذْ قَالَ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ قَالُوا: لِعُمَرَ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا)) فَبَكَى عُمَرُ وَقَالَ: أَعَلَيْكَ أَغَارُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ [راجع: ٣٢٤٢]

(٣٦٨٠) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم کو لیث نے خبر دی، کہا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے سعید بن مسیب نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''میں سویا ہوا تھا کہ میں نے خواب میں جنت دیکھی، میں نے دیکھا کہ ایک عورت ایک محل کے کنارے وضو کر رہی ہے۔ میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ تو فرشتوں نے جواب دیا کہ عمر رضی اللہ عنہ کا۔ پھر مجھے ان کی غیرت و حمیت یاد آئی اور میں وہیں سے لوٹ آیا۔'' اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو دیئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں آپ پر بھی غیرت کروں گا؟

٣٦٨١۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ أَبُوْ جَعْفَرٍ الْكُوْفِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِيْ حَمْزَةُ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ شَرِبْتُ يَعْنِي اللَّبَنَ حَتّٰى أَنْظُرَ إِلَى الرِّيِّ يَجْرِيْ فِيْ ظُفُرِيْ ۔أَوْ فِيْ أَظْفَارِيْ۔ ثُمَّ نَاوَلْتُ عُمَرَ)) قَالُوْا: فَمَا أَوَّلْتَهُ قَالَ: ((الْعِلْمَ)). [راجع: ٨٢]

(۳۶۸۱) مجھ سے ابوجعفر محمد بن صلت کوفی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ کو حمزہ نے خبر دی اور انہیں ان کے والد (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے خواب میں دودھ پیا، اتنا کہ میں دودھ کی تازگی دیکھنے لگا جو میرے ناخن یا ناخنوں پر بہ رہی ہے۔ پھر میں نے پیالہ عمر رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول! اس خواب کی تعبیر کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی تعبیر علم ہے۔''

٣٦٨٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِيْ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ سَالِمٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أُرِيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّيْ أَنْزِعُ بِدَلْوِ بَكَرَةٍ عَلٰى قَلِيْبٍ فَجَاءَ أَبُوْ بَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوْبًا أَوْ ذَنُوْبَيْنِ نَزْعًا ضَعِيْفًا وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا يَفْرِيْ فَرِيَّهُ حَتّٰى رَوِيَ النَّاسُ وَضَرَبُوْا بِعَطَنٍ)) قَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ: الْعَبْقَرِيُّ: عِتَاقُ الزَّرَابِيِّ وَقَالَ يَحْيَى: الزَّرَابِيُّ: الطَّنَافِسُ لَهَا خَمْلٌ رَقِيْقٌ ﴿مَبْثُوْثَةٌ﴾ [الغاشيه: ١٦] كَثِيْرَةٌ وَهُوَ سَيِّدُ الْقَوْمِ أَعْنِي الْعَبْقَرِيَّ.

[راجع: ٣٦٣٤] [مسلم: ٦١٩٦]

(۳۶۸۲) ہم سے محمد بن عبداللہ بن نمیر نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن بشر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبیداللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابوبکر بن سالم نے بیان کیا، ان سے سالم نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک کنویں سے ایک ڈول کھینچ رہا ہوں، جس پر چرخ لکڑی کا لگا ہوا ہے۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے بھی ایک یا دو ڈول کھینچے مگر کمزوری کے ساتھ اور اللہ ان کی مغفرت کرے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور ان کے ہاتھ میں وہ ڈول ایک بہت بڑے ڈول کی صورت اختیار کر گیا۔ میں نے ان جیسا مضبوط اور باعظمت شخص نہیں دیکھا جو اتنی مضبوطی کے ساتھ کام کر سکتا ہو۔ انہوں نے اتنا کھینچا کہ لوگ سیراب ہو گئے اور اپنے اونٹوں کو پلا کر ان کے ٹھکانوں پر لے گئے۔'' ابن جبیر نے کہا کہ عبقری کا معنی عمدہ زرابی۔ یحییٰ بن زیاد فری نے کہا، زرابی ان بچھونوں کو کہتے ہیں جن کے حاشیے باریک، پھیلے ہوئے بہت کثرت سے ہوتے ہیں۔ اور عبقری سردار کو بھی کہتے ہیں (حدیث میں عبقری) سے یہی مراد ہے۔

تشریح: یہ ترجمہ اس صورت میں ہے جب حدیث میں لفظ ((بکرۃ)) فتح با اور کاف ہو یعنی وہ گول لکڑی جس سے ڈول لٹکا دیتے ہیں، اگر ((بکرۃ)) سکون کاف ہو تو ترجمہ یوں ہوگا، وہ ڈول جس سے جوان اونٹنی کو دودھ پلاتے ہیں۔

٣٦٨٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ؛ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ عَبْدِاللّٰهِ، حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

(۳۶۸۳) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، (دوسری سند) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے صالح نے، ان سے ابن شہاب نے، کہا مجھ کو عبدالحمید

أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ: اسْتَأْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعِنْدَهُ نِسْوَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ يُكَلِّمْنَهُ وَيَسْتَكْثِرْنَهُ عَالِيَةً أَصْوَاتُهُنَّ عَلَى صَوْتِهِ فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ قُمْنَ فَبَادَرْنَ الْحِجَابَ فَأَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَدَخَلَ عُمَرُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَضْحَكُ فَقَالَ عُمَرُ أَضْحَكَ اللَّهُ سِنَّكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((عَجِبْتُ مِنْ هَؤُلَاءِ اللَّاتِي كُنَّ عِنْدِي فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ)) فَقَالَ عُمَرُ: فَأَنْتَ أَحَقُّ أَنْ يَهَبْنَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! ثُمَّ قَالَ عُمَرُ: يَا عَدُوَّاتِ أَنْفُسِهِنَّ! أَتَهَبْنَنِي وَلَا تَهَبْنَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ؟ فَقُلْنَ: نَعَمْ أَنْتَ أَفَظُّ وَأَغْلَظُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِيهٍ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا قَطُّ إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ)). [راجع: ٣٢٩٤]

بن عبدالرحمن بن زید نے خبر دی، انہیں محمد بن سعد بن ابی وقاص نے خبر دی اوران سے ان کے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ اس وقت آپ کے پاس قریش کی چند عورتیں (امہات المومنین میں سے) بیٹھی باتیں کر رہی تھیں اور آپ کی آواز سے بھی بلند آواز کے ساتھ آپ سے نان ونفقہ میں زیادتی کی درخواست کر رہی تھیں، جوں ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی تو وہ تمام کھڑی ہو کر پردے کے پیچھے جلدی سے بھاگ کھڑی ہوئیں۔ آخر رسول اللہ ﷺ نے اجازت دی اور وہ داخل ہوئے تو رسول اللہ ﷺ مسکرا رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ خوش رکھے۔ آپ نے فرمایا: ”مجھے ان عورتوں پر ہنسی آ رہی ہے جو ابھی میرے پاس بیٹھی ہوئی تھیں لیکن تمہاری آواز سنتے ہی سب پردے کے پیچھے بھاگ گئیں۔“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول! ڈرنا تو انہیں آپ سے چاہئے تھا۔ پھر انہوں نے (عورتوں سے) کہا اے اپنی جانوں کی دشمنو! تم مجھ سے تو ڈرتی ہو اور رسول اللہ ﷺ سے نہیں ڈرتیں۔ عورتوں نے کہا کہ ہاں، آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کے مقابلے میں آپ کہیں زیادہ سخت ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے ابن خطاب! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر کبھی شیطان تم کو کسی راستے پر چلتا دیکھ لیتا تو اسے چھوڑ کر وہ کسی دوسرے راستے پر چل پڑتا۔“

تشریح: آپ نے دعا فرمائی تھی یا اللہ! اسلام کو عمر یا پھر ابوجہل کے اسلام سے عزت عطا کر۔ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں آپ کی دعا قبول فرمائی۔ جن کے مسلمان ہونے پر مسلمان کعبہ میں علانیہ نماز پڑھنے لگے اور تبلیغ اسلام کے لئے راستہ کھل گیا، ان کے اسلام لانے کا واقعہ مشہور ہے۔

٣٦٨٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا قَيْسٌ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ: مَازِلْنَا أَعِزَّةً مُنْذُ أَسْلَمَ عُمَرُ. [راجع: ٣٨٦٣]

(۳۶۸۴) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے قیس نے بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے بعد پھر ہمیں ہمیشہ عزت حاصل رہی۔

٣٦٨٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ،

(۳۶۸۵) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی، کہا ہم

أَخبرَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ: وُضِعَ عُمَرُ عَلَى سَرِيْرِهِ فَتَكَنَّفَهُ النَّاسُ يَدْعُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ قَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ وَأَنَا فِيْهِمْ فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَجُلٌ آخِذٌ مَنْكِبِي فَإِذَا عَلِيٌّ فَتَرَحَّمَ عَلَى عُمَرَ وَقَالَ: مَا خَلَّفْتَ أَحَدًا أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللَّهَ بِمِثْلِ عَمَلِهِ مِنْكَ وَأَيْمُ اللَّهِ! إِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّ أَنْ يَجْعَلَكَ اللَّهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ وَحَسِبْتُ أَنِّي كُنْتُ كَثِيْرًا أَسْمَعُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((ذَهَبْتُ أَنَا وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَدَخَلْتُ أَنَا وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَخَرَجْتُ أَنَا وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ)). [راجع: ٣٦٧٧]

سے عمر بن سعید نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کہتے سنا کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کو (شہادت کے بعد) ان کے بستر پر رکھا گیا تو تمام لوگوں نے نعش مبارک کو گھیر لیا اور ان کے لئے (رب سے) دعا اور مغفرت طلب کرنے لگے۔ نعش ابھی اٹھائی نہیں گئی تھی، میں بھی وہیں موجود تھا۔ اسی حالت میں اچانک ایک صاحب نے میرا شانہ پکڑ لیا، میں نے دیکھا تو وہ علی رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے رحمت کی اور (ان کی نعش کو مخاطب کرکے) کہا، آپ نے اپنے بعد کسی بھی شخص کو نہیں چھوڑا کہ جسے دیکھ کر مجھے یہ تمنا ہوتی کہ اس کے عمل جیسا عمل کرتے ہوئے میں اللہ سے جاملوں اور اللہ کی قسم مجھے تو (پہلے سے) یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ ہی رکھے گا۔ میرا یہ یقین اس وجہ سے تھا کہ میں نے اکثر رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سنے تھے کہ ”میں، ابوبکر اور عمر گئے۔ میں، ابوبکر اور عمر داخل ہوئے۔ میں، ابوبکر اور عمر باہر آئے۔“

٣٦٨٦ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي عَرُوْبَةَ وَقَالَ لِي خَلِيْفَةُ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ وَكَهْمَسُ بْنُ الْمِنْهَالِ قَالَا: حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: صَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ أُحُدًا وَمَعَهُ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ فَقَالَ: ((اثْبُتْ أُحُدُ فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيْقٌ أَوْ شَهِيْدٌ)). [راجع: ٣٦٧٥]

(٣٦٨٦) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے بیان کیا (دوسری سند) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور مجھ سے خلیفہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن سواء اور کہمس بن منہال نے بیان کیا، ان سے سعید نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ احد پہاڑ پر چڑھے تو آپ کے ساتھ ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ پہاڑ لرزنے لگا تو آنحضرت ﷺ نے اپنے پاؤں سے اسے مارا اور فرمایا: ”احد! ٹھہرا رہ کہ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہی تو ہیں۔“

تشریح: خلفا کی فضیلت میں نبی کریم ﷺ نے بطور پیشگی فرمایا۔ شہیدوں سے حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما مراد ہیں۔

٣٦٨٧ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي عُمَرُ هُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ أَسْلَمَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: سَأَلَنِي ابْنُ عُمَرَ عَنْ بَعْضِ شَأْنِهِ يَعْنِي عُمَرَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا قَطُّ بَعْدَ

(٣٦٨٧) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عمر بن محمد نے بیان کیا، ان سے زید بن اسلم نے بیان کیا اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعض حالات پوچھے، جو میں نے انہیں بتادیئے تو انہوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ کے

رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ حِينَ قُبِضَ كَانَ أَجَدَّ وَأَجْوَدَ حَتَّى انْتَهَى مِنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ.

بعد میں نے کسی شخص کو دین میں اتنی زیادہ کوشش کرنے والا اور اتنا زیادہ سخی نہیں دیکھا اور یہ خصائل حضرت عمر بن خطاب پر ختم ہو گئے۔

تشریح: مراد یہ ہے کہ اپنے عہد خلافت میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بہت بڑے دلاور، بہت بڑے سخی اور اسلام کے عظیم ستون تھے۔ منقبت کا جہاں تک تعلق ہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا مقام جملہ صحابہ سے اعلیٰ وارفع ہے۔

٣٦٨٨۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ السَّاعَةِ، فَقَالَ: مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ: ((وَمَاذَا أَعْدَدْتَ لَهَا)) قَالَ: لَا شَيْءَ إِلَّا أَنِّي أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ ﷺ فَقَالَ: ((أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ)) قَالَ أَنَسٌ: فَمَا فَرِحْنَا بِشَيْءٍ فَرَحَنَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ)). قَالَ أَنَسٌ: فَأَنَا أُحِبُّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ مَعَهُمْ بِحُبِّي إِيَّاهُمْ وَإِنْ لَمْ أَعْمَلْ بِمِثْلِ أَعْمَالِهِمْ. [أطرافه في: ٦١٦٧، ٦١٧١، ٧١٥٣] [مسلم: ٦٧١٣]

(٣٦٨٨) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ثابت نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صاحب (ذوالخویصرہ یا ابو موسیٰ) نے رسول اللہ ﷺ سے قیامت کے بارے میں پوچھا کہ قیامت کب قائم ہوگی؟ اس پر آپ نے فرمایا: ”تم نے قیامت کے لئے تیاری کیا کی ہے؟“ انہوں نے عرض کیا کچھ بھی نہیں، سوا اس کے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”پھر تمہارا حشر بھی انہیں کے ساتھ ہوگا جن سے تمہیں محبت ہے۔“ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمیں کبھی اتنی خوشی کسی بات سے بھی نہیں ہوئی جتنی آپ کی یہ حدیث سن کر ہوئی کہ ”تمہارا حشر انہیں کے ساتھ ہوگا جن سے تمہیں محبت ہے۔“ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں بھی رسول اللہ ﷺ سے اور حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے محبت رکھتا ہوں اور ان سے اپنی اس محبت کی وجہ سے امید رکھتا ہوں کہ میرا حشر انہیں کے ساتھ ہوگا، اگرچہ میں ان جیسے عمل نہ کر سکا۔

تشریح: حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ مترجم و ناشر کی بھی یہی دعا ہے۔

٣٦٨٩۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَقَدْ كَانَ فِيمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ مُحَدَّثُونَ فَإِنْ يَكُ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ فَإِنَّهُ عُمَرُ)). [راجع: ٣٤٦٩] زَادَ زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ سَعْدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَقَدْ كَانَ فِيمَنْ [كَانَ] قَبْلَكُمْ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ رِجَالٌ يُكَلَّمُونَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُونُوا

(٣٦٨٩) ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم سے پہلی امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے، اور اگر میری امت میں کوئی ایسا شخص ہے تو وہ عمر ہیں۔“ زکریا بن زائدہ نے اپنی روایت میں سعد سے یہ بڑھایا ہے کہ ان سے ابو سلمہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تم سے پہلے بنی اسرائیل کی امتوں میں کچھ لوگ ایسے ہوا کرتے تھے کہ نبی نہیں ہوتے تھے اور اس کے باوجود فرشتے ان سے کلام کیا کرتے تھے اور اگر میری امت میں کوئی ایسا شخص ہو سکتا ہے تو

أَنْبِيَاءَ فَإِنْ يَكُنْ فِي أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ فَعُمَرُ)) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ((مِنْ نَبِيٍّ وَلَا مُحَدَّثٍ)). [راجع: ٣٤٦٩]

وہ حضرت عمر ہیں۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پڑھا: مِنْ نَبِيٍّ وَلَا مُحَدَّثٍ۔

تشریح: محدث وہ جس پر اللہ کی طرف سے الہام ہو اور حق اس کی زبان پر جاری ہو جائے یا فرشتے اس سے بات کریں یا وہ جس کی رائے بالکل صحیح ثابت ہو۔ محدث وہ بھی ہو سکتا ہے جو صاحب کشف ہو جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت میں حضرت یوحنا حواری گزرے ہیں جن کے مکاشفات مشہور ہیں۔ یقیناً حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ایسے ہی لوگوں میں سے ہیں۔ روایت کے آخر میں مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سورۂ حج کی آیت ہذا کو یوں پڑھتے تھے ﴿ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ وَّلَا نَبِيٍّ وَلَا مُحَدَّثٍ ﴾۔

٣٦٩٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، حَدَّثَنَا عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَا: سَمِعْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((بَيْنَمَا رَاعٍ فِي غَنَمِهِ عَدَا الذِّئْبُ فَأَخَذَ مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهَا حَتَّى اسْتَنْقَذَهَا فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ الذِّئْبُ فَقَالَ لَهُ: مَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ غَيْرِي)) فَقَالَ النَّاسُ: سُبْحَانَ اللَّهِ! فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَإِنِّي أُومِنُ بِهِ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ)) وَمَا ثَمَّ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ. [راجع: ٢٣٢٤] [مسلم: ٦١٨٤]

(٣٦٩٠) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے سعید بن مسیب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ ہم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک چرواہا اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ ایک بھیڑیئے نے اس کی ایک بکری پکڑ لی۔ چرواہے نے اس کا پیچھا کیا اور بکری کو اس سے چھڑا لیا۔ پھر بھیڑیا اس کی طرف متوجہ ہو کر بولا۔ درندوں کے دن اس کی حفاظت کرنے والا کون ہوگا، جب میرے سوا اس کا کوئی چرواہا نہ ہوگا۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم اس پر بول اٹھے سبحان اللہ! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میں اس واقعہ پر ایمان لایا اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی۔'' حالانکہ وہاں ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما موجود نہیں تھے۔

تشریح: یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے۔ اس میں گائے کا بھی ذکر تھا۔ اس سے بھی حضرات شیخین کی فضیلت ثابت ہوئی۔

٣٦٩١۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ عُرِضُوا عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُونَ ذَلِكَ وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ اجْتَرَّهُ)) قَالُوا: فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا

(٣٦٩١) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، مجھ کو ابوامامہ بن سہل بن حنیف نے خبر دی اور ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: ''میں نے خواب میں دیکھا کہ کچھ لوگ میرے سامنے پیش کیے گئے جو قمیص پہنے ہوئے تھے۔ ان میں سے بعض کی قمیص صرف سینے تک تھی اور بعض کی اس سے بھی چھوٹی اور میرے سامنے عمر پیش کیے گئے تو وہ اتنی بڑی قمیص پہنے ہوئے تھے کہ چلتے ہوئے گھسٹتی تھی۔'' صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ

رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((الدِّيْنَ)). [راجع: ٢٣]

نے اس کی تعبیر کیا لی؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ "دین مراد ہے۔"

تشریح: معلوم ہوا کہ حضرت عمر ؓ کا دین وایمان بہت قوی تھا، اس سے ان کی فضیلت حضرت ابوبکر صدیق ؓ پر لازم نہیں آتی کیونکہ اس حدیث میں ان کا ذکر نہیں ہے۔

٣٦٩٢۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، أَخْبَرَنَا أَيُّوْبُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ: لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ جَعَلَ يَأْلَمُ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَكَأَنَّهُ يُجَزِّعُهُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! وَلَئِنْ كَانَ ذَاكَ لَقَدْ صَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُ ثُمَّ فَارَقْتَ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ أَبَا بَكْرٍ فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُ ثُمَّ فَارَقْتَهُ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ صَحَبَتَهُمْ فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُمْ وَلَئِنْ فَارَقْتَهُمْ لَتُفَارِقَنَّهُمْ وَهُمْ عَنْكَ رَاضُوْنَ قَالَ: أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرِضَاهُ فَإِنَّمَا ذَاكَ مَنٌّ مِنَ اللّٰهِ مَنَّ بِهِ عَلَيَّ وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ أَبِيْ بَكْرٍ وَرِضَاهُ فَإِنَّمَا ذَاكَ مَنٌّ مِنَ اللّٰهِ جَلَّ ذِكْرُهُ مَنَّ بِهِ عَلَيَّ وَأَمَّا مَا تَرَى مِنْ جَزَعِيْ فَهُوَ مِنْ أَجْلِكَ وَأَجْلِ أَصْحَابِكَ وَاللّٰهِ! لَوْ أَنَّ لِيْ طِلَاعَ الْأَرْضِ ذَهَبًا لَافْتَدَيْتُ بِهِ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ قَبْلَ أَنْ أَرَاهُ.

(٣٦٩٢) ہم سے صلت بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے مسور بن مخرمہ نے بیان کیا کہ جب حضرت عمر زخمی کر دیئے گئے تو آپ نے بڑی بے چینی کا اظہار کیا۔ اس موقع پر ابن عباس ؓ نے آپ سے تسلی کے طور پر کہا کہ اے امیر المؤمنین! آپ اس درجہ گھبرا کیوں رہے ہیں۔ آپ رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہے اور حضور ﷺ کی صحبت کا پورا حق ادا کیا اور پھر جب آپ آنحضرت ﷺ سے جدا ہوئے تو حضور ﷺ آپ سے خوش اور راضی تھے۔ اس کے بعد ابوبکر ؓ کی صحبت اٹھائی اور ان کی صحبت کا بھی آپ نے پورا حق ادا کیا اور جب جدا ہوئے تو وہ بھی آپ سے راضی اور خوش تھے۔ آخر میں مسلمانوں کی صحبت آپ کو حاصل رہی، ان کی صحبت کا بھی آپ نے پورا حق ادا کیا اور اگر آپ ان سے جدا ہوئے تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ انہیں بھی آپ اپنے سے خوش اور راضی ہی چھوڑیں گے۔ اس پر عمر ؓ نے فرمایا، ابن عباس! تم نے جو رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا اور آنحضرت ﷺ کی رضا وخوشی کا ذکر کیا ہے تو یقیناً یہ صرف اللہ تعالیٰ کا ایک فضل اور احسان ہے جو اس نے مجھ پر کیا ہے۔ اسی طرح جو تم نے ابوبکر ؓ کی صحبت اور ان کی خوشی کا ذکر کیا ہے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کا مجھ پر فضل واحسان تھا۔ لیکن جو گھبراہٹ اور پریشانی مجھ پر تم طاری دیکھ رہے ہو وہ تمہاری وجہ سے اور تمہارے ساتھیوں کی فکر کی وجہ سے ہے۔ اور اللہ کی قسم! اگر میرے پاس زمین بھر سونا ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا سامنا کرنے سے پہلے اس کا فدیہ دے کر اس سے نجات کی کوشش کرتا۔"

قَالَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عُمَرَ بِهٰذَا.

حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے ابن عباس ؓ نے کہ میں عمر ؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پھر آخر تک یہی حدیث بیان کی۔

تشریح: ابن ابی ملیکہ کے قول کو اسماعیلی نے وصل کیا، اس سند کے بیان کرنے سے یہ غرض ہے کہ ابن ابی ملیکہ نے اپنے اور ابن عباس ؓ کے

درمیان کبھی مسور کا ذکر کیا ہے جیسے اگلی روایت میں ہے کبھی نہیں کیا جیسے اس روایت میں ہے۔ شاید یہ حدیث انہوں نے مسور کے واسطے سے بیان نہیں کی۔ یہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بے قراری کا یہ دوسرا سبب بیان کیا۔ یعنی ایک تو تم لوگوں کی فکر ہے دوسرے اپنی نجات کی فکر۔ سبحان اللہ! حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایمان۔ اتنی نیکیاں ہونے پر اور نبی کریم ﷺ کی قطعی بشارت رکھنے پر کہ تم بہشتی ہو اللہ کا ڈر ان کے دل میں اس قدر تھا۔ کیونکہ خداوند کریم کی ذات بے پروا اور مستغنی ہے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سے عادل اور منصف اور حق پرست اور متبع شرع اور صحابی اور خلیفۃ الرسول کو اللہ کا اتنا ڈر ہو تو وائے براحال ہمارا کہ سر سے پیر تک گناہوں میں گرفتار ہیں تو ہم کو کتنا ڈر رہنا چاہیے۔ (وحیدی)

٣٦٩٣۔ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ غِيَاثٍ حَدَّثَنِي أَبُو عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ فَجَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)) فَفَتَحْتُ لَهُ فَإِذَا أَبُو بَكْرٍ فَبَشَّرْتُهُ بِمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَحَمِدَ اللَّهَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)) فَفَتَحْتُ لَهُ فَإِذَا هُوَ عُمَرُ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَحَمِدَ اللَّهَ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ فَقَالَ لِي: ((افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى تُصِيبُهُ)) فَإِذَا عُثْمَانُ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَحَمِدَ اللَّهَ ثُمَّ قَالَ: اللَّهُ الْمُسْتَعَانُ. [راجع: ٣٦٧٤] [مسلم: ٦٢١٢، ٦٢١٣؛ ترمذي: ٣٧١٠]

(٣٦٩٣) ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عثمان بن غیاث نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابو عثمان نہدی نے بیان کیا اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں مدینہ کے ایک باغ (بئر اریس) میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا کہ ایک صاحب نے آ کر دروازہ کھلوایا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”ان کے لئے دروازہ کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت سنا دو۔“ میں نے دروازہ کھولا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے انہیں نبی کریم ﷺ کے فرمانے کے مطابق جنت کی خوشخبری سنائی تو انہوں نے اس پر اللہ کی حمد کی۔ پھر ایک اور صاحب آئے اور دروازہ کھلوایا۔ حضور ﷺ نے اس موقع پر بھی یہی فرمایا: ”دروازہ ان کے لئے کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت سنا دو۔“ میں نے دروازہ کھولا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ انہیں بھی جب حضور ﷺ کے ارشاد کی اطلاع سنائی تو انہوں نے بھی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر ایک تیسرے اور صاحب نے دروازہ کھلوایا۔ ان کے لئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”دروازہ کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت سنا دو ان مصائب اور آزمائشوں کے بعد جن سے انہیں (دنیا میں) واسطہ پڑے گا۔“ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ جب میں نے ان کو حضور ﷺ کے ارشاد کی اطلاع دی تو آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی مدد کرنے والا ہے۔

٣٦٩٤۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ، حَدَّثَنِي أَبُو عَقِيلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَدَّهُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ هِشَامٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. [طرفه في: ٦٢٦٤، ٦٦٣٢]

(٣٦٩٤) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھے حیوہ بن شریح نے خبر دی، کہا کہ مجھ سے ابو عقیل زہرہ بن معبد نے بیان کیا اور انہوں نے اپنے دادا حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے سنا تھا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ اس وقت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے تھے۔

تشریح: پوری حدیث آگے باب الایمان والنذور میں مذکور ہوگی۔ اس سے آپ کی بہت عنایت اور محبت عمر رضی اللہ عنہ پر معلوم ہوتی ہے۔

[بَابُ] مَنَاقِبِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَبِي عَمْرٍو الْقُرَشِيِّ

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ يَحْفِرْ بِئْرَ رُوْمَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ)) فَحَفَرَهَا عُثْمَانُ وَقَالَ: ((مَنْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ)) فَجَهَّزَهُ عُثْمَانُ.

[راجع: ۲۷۷۸]

باب: حضرت ابو عمر و عثمان بن عفان القرشی (اموی) رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ”جو شخص بئر رومہ (ایک کنواں) کو خرید کر سب کے لئے عام کردے۔ اس کے لئے جنت ہے۔“ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے خرید کر عام کردیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ”جو شخص جیش عسرہ (غزوۂ تبوک کے لشکر) کو سامان سے لیس کرے اس کے لئے جنت ہے۔“ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایسا کیا تھا۔

تشریح: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نسب نامہ یہ ہے: عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف، عبد مناف میں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب سے مل جاتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ ان کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔ عبداللہ ان کے صاحبزادے حضرت رقیہ سے تھے جو چھ برس کی عمر میں فوت ہوگئے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا عثمان کو آسمان والے ذوالنورین کہتے ہیں۔ سو ان کے کسی کے پاس پیغمبر کی دو بیٹیاں جمع نہیں ہوئیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بہت چاہتے تھے۔ فرمایا اگر میرے پاس تیسری بیٹی ہوتی تو اس کو بھی میں تجھ سے بیاہ دیتا۔ رضی اللہ عنه وارضاه۔

جیش عسرۃ والی حدیث کو خود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب المغازی میں وصل کیا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جنگ تبوک کے لئے ایک ہزار اشرفیاں لاکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں ڈال دی تھیں۔ آپ ان کو گنتے جاتے اور فرماتے جاتے اب عثمان رضی اللہ عنہ کو کچھ نقصان ہونے والا نہیں وہ کیسے ہی عمل کرے۔ اس جنگ میں انہوں نے ۹۵۰ اونٹ اور پچاس گھوڑے بھی دیئے تھے۔ صد افسوس کہ ایسے بزرگ ترین صحابی کی شان میں آج کچھ لوگ تنقیص کی مہم چلا رہے ہیں جو خود ان کی اپنی تنقیص ہے۔

گرنہ بیند بروز شپرہ چشم ☆ چشمہ آفتاب را چہ گناہ

۳۶۹۵۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي مُوْسَى أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ حَائِطًا وَأَمَرَنِي بِحِفْظِ بَابِ الْحَائِطِ فَجَاءَ رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ: ((ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)) فَإِذَا أَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ جَاءَ آخَرُ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ: ((ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)) فَإِذَا عُمَرُ ثُمَّ جَاءَ آخَرُ يَسْتَأْذِنُ فَسَكَتَ هُنَيْهَةً ثُمَّ قَالَ: ((ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى سَتُصِيبُهُ)) فَإِذَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ.

(۳۶۹۵) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے ابوعثمان نے اور ان سے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ (بئر اریس) کے اندر تشریف لے گئے اور مجھ سے فرمایا کہ دروازہ پر پہرہ دیتا رہوں۔ پھر ایک صاحب آئے اور اجازت چاہی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”انہیں اجازت دے دو اور جنت کی خوشخبری بھی سنا دو۔“ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر دوسرے ایک اور صاحب آئے اور اجازت چاہی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”انہیں بھی اجازت دے دو اور جنت کی خوشخبری سنا دو۔“ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر تیسرے ایک اور صاحب آئے اور اجازت چاہی۔ حضور تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہوگئے پھر فرمایا: ”انہیں بھی اجازت دے دو اور (دنیا میں)

ایک آزمائش سے گزرنے کے بعد جنت کی بشارت بھی سنا دو۔" وہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے۔

قَالَ حَمَّادٌ: وَحَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ وَعَلِيُّ ابْنُ الْحَكَمِ سَمِعَا أَبَا عُثْمَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي مُوسَى بِنَحْوِهِ وَزَادَ فِيهِ عَاصِمٌ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ قَاعِدًا فِي مَكَانٍ فِيهِ مَاءٌ قَدِ انْكَشَفَ عَنْ رُكْبَتَيْهِ أَوْ رُكْبَتِهِ فَلَمَّا دَخَلَ عُثْمَانُ غَطَّاهَا. [راجع: ٣٦٧٤]

حماد بن سلمہ نے بیان کیا، ہم سے عاصم احول اور علی بن حکم نے بیان کیا، انہوں نے ابوعثمان سے سنا اور وہ ابوموسیٰ سے اسی طرح بیان کرتے تھے۔ لیکن عاصم نے اپنی اس روایت میں یہ زیادہ کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ اس وقت ایک ایسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے جس کے اندر پانی تھا اور آپ اپنے دونوں گھٹنے یا ایک گھٹنا کھولے ہوئے تھے لیکن جب عثمان رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو آپ نے اپنے گھٹنے کو چھپا لیا تھا۔

تشریح: اس روایت کو طبرانی نے نکالا لیکن حماد بن زید سے نہ کہ حماد بن سلمہ سے۔ البتہ حماد بن سلمہ نے صرف علی بن حکم سے روایت کی ہے۔ اس کو ابن ابی خیثمہ نے تاریخ میں نکالا۔ آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شرم وحیا کا خیال کر کے گھٹنا ڈھانک لیا تھا۔ اگر وہ ستر ہوتا تو حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے سامنے بھی کھلا نہ رکھتے۔

٣٦٩٦ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ شَبِيبِ بْنِ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يُونُسَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثَ قَالَا: مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُكَلِّمَ عُثْمَانَ لِأَخِيهِ الْوَلِيدِ فَقَدْ أَكْثَرَ النَّاسُ فِيهِ فَقَصَدْتُ لِعُثْمَانَ حَتَّى خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ قُلْتُ إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً وَهِيَ نَصِيحَةٌ لَكَ قَالَ: يَا أَيُّهَا الْمَرْءُ مِنْكَ قَالَ: مَعْمَرٌ أُرَاهُ قَالَ: أَعُوذُ بِاللَّهِ [مِنْكَ] قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: أُرَاهُ قَالَ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ فَانْصَرَفْتُ فَرَجَعْتُ إِلَيْهِمْ إِذْ جَاءَ رَسُولُ عُثْمَانَ فَأَتَيْتُهُ فَقَالَ: مَا نَصِيحَتُكَ؟ فَقُلْتُ: إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا ﷺ بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ وَكُنْتَ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ ﷺ فَهَاجَرْتَ الْهِجْرَتَيْنِ وَصَحِبْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

(٣٦٩٦) ہم سے احمد بن شبیب بن سعید نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے یونس نے کہ ابن شہاب نے بیان کیا، کہا مجھ کو عروہ نے خبر دی، انہیں عبیداللہ بن عدی بن خیار نے خبر دی کہ مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن اسود بن عبدیغوث نے ان سے کہا کہ تم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ان کے بھائی ولید کے مقدمہ میں (جسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کوفہ کا گورنر بنایا تھا) کیوں گفتگو نہیں کرتے۔ لوگ اس سے بہت ناراض ہیں۔ چنانچہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور جب وہ نماز کے لئے باہر تشریف لائے تو میں نے عرض کیا کہ مجھے آپ سے ایک ضرورت ہے اور وہ ہے آپ کے ساتھ ایک خیر خواہی! اس پر عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا، بھلے آدمی تم سے (میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا، میں سمجھتا ہوں کہ معمر نے یوں روایت کیا، میں تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ میں واپس ان لوگوں کے پاس آ گیا۔ اتنے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قاصد مجھ کو بلانے کے لئے آیا میں جب اس کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے دریافت فرمایا کہ تمہاری خیر خواہی کیا تھی؟ میں نے عرض کیا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا اور ان پر کتاب نازل کی آپ بھی ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے اللہ

وَرَأَيْتَ هَدْيَهُ وَقَدْ أَكْثَرَ النَّاسُ فِي شَأْنِ الْوَلِيدِ قَالَ: أَدْرَكْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قُلْتُ: لَا وَلَكِنْ خَلَصَ إِلَيَّ مِنْ عِلْمِهِ مَا يَخْلُصُ إِلَى الْعَذْرَاءِ فِي سِتْرِهَا قَالَ: أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا ﷺ بِالْحَقِّ فَكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ وَآمَنْتُ بِمَا بُعِثَ بِهِ وَهَاجَرْتُ الْهِجْرَتَيْنِ كَمَا قُلْتَ وَصَحِبْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَبَايَعْتُهُ فَوَاللَّهِ! مَا عَصَيْتُهُ وَلَا غَشَشْتُهُ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ أَبُو بَكْرٍ مِثْلُهُ ثُمَّ عُمَرُ مِثْلُهُ ثُمَّ اسْتُخْلِفْتُ أَفَلَيْسَ لِي مِنَ الْحَقِّ مِثْلُ الَّذِي لَهُمْ قُلْتُ: بَلَى قَالَ: فَمَا هَذِهِ الْأَحَادِيثُ الَّتِي تَبْلُغُنِي عَنْكُمْ أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ شَأْنِ الْوَلِيدِ فَسَنَأْخُذُ فِيهِ بِالْحَقِّ إِنْ شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ دَعَا عَلِيًّا فَأَمَرَهُ أَنْ يَجْلِدَهُ فَجَلَدَهُ ثَمَانِينَ. [طرفاه في: ٣٨٧٢، ٣٩٢٧]

اور اس کے رسول کی دعوت کو قبول کیا تھا۔ آپ نے دو ہجرتیں کریں، حضور اکرم ﷺ کی صحبت اٹھائی اور آپ کے طریقے اور سنت کو دیکھا لیکن بات یہ ہے کہ لوگ ولید کی بہت شکایتیں کر رہے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس پر پوچھا تم نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ سنا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں، لیکن رسول اللہ ﷺ کی احادیث ایک کنواری لڑکی تک کو اس کے تمام پردوں کے باوجود پہنچ چکی ہیں تو مجھے کیوں نہ معلوم ہوتیں۔ اس پر حضرت عثمان نے فرمایا، امابعد! بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا اور میں اللہ اور اس کے رسول کی دعوت کو قبول کرنے والوں میں ہی تھا۔ حضور اکرم ﷺ جس دعوت کو لے کر بھیجے گئے تھے میں اس پر پوری طور سے ایمان لایا اور جیسا کہ تم نے کہا دو ہجرتیں بھی کیں، میں حضور اکرم ﷺ کی صحبت میں بھی رہا ہوں اور آپ سے بیعت بھی کی ہے۔ اللہ کی قسم میں نے کبھی آپ کے حکم سے سرتابی نہیں کی اور نہ آپ کے ساتھ کبھی کوئی دھوکا کیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی۔ اس کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی میرا یہی معاملہ رہا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی یہی معاملہ رہا تو کیا جب کہ مجھے ان کا جانشین بنا دیا گیا ہے تو مجھے وہ حقوق حاصل نہیں ہوں گے جو انہیں تھے؟ میں نے عرض کیا کہ کیوں نہیں، آپ نے فرمایا کہ پھر ان باتوں کے لئے کیا جواز رہ جاتا ہے جو تم لوگوں کی طرف سے مجھے پہنچتی رہتی ہیں لیکن تم نے جو ولید کے حالات کا ذکر کیا ہے ان شاءاللہ ہم اس کی سزا جو واجبی ہے اس کو دیں گے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے فرمایا کہ ولید کو حد لگائیں۔ چنانچہ انہوں نے ولید کو اسی کوڑے حد کے لگائے۔

تشریح: ولید حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا رضاعی بھائی تھا۔ ہوا یہ تھا کہ سعد بن ابی وقاص جو عشرہ مبشرہ میں تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کوفہ کا حاکم مقرر کیا تھا۔ ان میں اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ میں کچھ تکرار ہوئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ولید کو وہاں کا حاکم مقرر کر دیا اور سعد رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا۔ ولید نے بڑی بے اعتدالیاں شروع کیں۔ شراب خوری، ظلم و زیادتی کی۔ لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوئے کہ سعد جیسے جلیل القدر صحابی کو معزول کر کے حاکم کس کو کیا ولید کو جس کی کوئی فضیلت نہ تھی اور اس کا باپ عقبہ بن ابی معیط ملعون تھا جس نے نبی کریم ﷺ کا گلا گھونٹا تھا۔ آپ پر نماز میں اوجھڑی ڈالی تھی۔ خیر اگر ولید کوئی برا کام نہ کرتا تو باپ کے اعمال سے بیٹے کو غرض نہ تھی مگر بموجب الولد سر لابیہ ولید نے بھی ہاتھ پاؤں پیٹ سے نکالے۔ (وحیدی)

٣٦٩٧۔ [حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ

(٣٦٩٧) ہم سے مسدد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ نے بیان

سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ: أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ قَالَ: صَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ أُحُدًا وَمَعَهُ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ فَقَالَ: ((اسْكُنْ أُحُدُ- أَظُنُّهُ ضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ- فَلَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ وَشَهِيْدَانِ)).]

[راجع: ٣٦٧٥] [مسلم: ٤٦٢٧]

کیا، ان سے سعید نے، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب احد پہاڑ پر چڑھے اور آپ کے ساتھ ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے تو پہاڑ کانپنے لگا۔ آپ نے اس پر فرمایا: ''احد ٹھہر جا، میرا خیال ہے کہ حضور نے اسے اپنے پاؤں سے مارا بھی تھا کہ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہی تو ہیں۔''

٣٦٩٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ بَزِيْعٍ حَدَّثَنَا شَاذَانُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ الْمَاجِشُوْنُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ لَا نَعْدِلُ بِأَبِيْ بَكْرٍ أَحَدًا ثُمَّ عُمَرَ ثُمَّ عُثْمَانَ ثُمَّ نَتْرُكُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ لَا نُفَاضِلُ بَيْنَهُمْ. تَابَعَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ.

[راجع: ٣٦٥٥] [ابوداود: ٤٦٢٧]

(٣٦٩٨) مجھ سے محمد بن حاتم بن بزیع نے بیان کیا، کہا ہم سے شاذان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی سلمہ ماجشون نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ نے، ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے عہد میں ہم ابوبکر رضی اللہ عنہ کے برابر کسی کو نہیں قرار دیتے تھے، پھر عمر رضی اللہ عنہ کو، پھر عثمان رضی اللہ عنہ کو۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ کے صحابہ پر ہم کوئی بحث نہیں کرتے تھے اور کسی کو ایک دوسرے پر فضیلت نہیں دیتے تھے۔ اس حدیث کو عبداللہ بن صالح نے بھی عبدالعزیز سے روایت کیا ہے۔

٣٦٩٩- حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ هُوَ ابْنُ مَوْهَبٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ وَحَجَّ الْبَيْتَ فَرَأَى قَوْمًا جُلُوْسًا فَقَالَ: مَنْ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ فَقَالُوْا: هٰؤُلَاءِ قُرَيْشٌ قَالَ: فَمَنِ الشَّيْخُ فِيْهِمْ قَالُوْا: عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ: يَا ابْنَ عُمَرَ إِنِّيْ سَائِلُكَ عَنْ شَيْءٍ فَحَدِّثْنِيْ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ عُثْمَانَ فَرَّ يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ وَلَمْ يَشْهَدْ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ: نَعَمْ قَالَ: اللّٰهُ أَكْبَرُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ: تَعَالَ أُبَيِّنْ لَكَ أَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ أُحُدٍ فَأَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ عَفَا عَنْهُ وَغَفَرَ لَهُ وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَدْرٍ فَإِنَّهُ كَانَتْ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُوْلِ

(٣٦٩٩) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے، کہا ہم سے عثمان بن موہب نے بیان کیا کہ مصر والوں میں سے ایک نامعلوم آدمی آیا اور حج بیت اللہ کیا، پھر کچھ لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو اس نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ کسی نے کہا یہ قریشی ہیں۔ اس نے پوچھا کہ ان میں بزرگ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ عبداللہ بن عمر ہیں۔ اس نے پوچھا اے ابن عمر! میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ مجھے بتائیں گے۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے احد کی لڑائی سے راہ فرار اختیار کی تھی؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہاں ایسا ہوا تھا۔ پھر انہوں نے پوچھا، کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ بدر کی لڑائی میں شریک نہیں ہوئے تھے؟ جواب دیا کہ ہاں ایسا ہوا تھا۔ اس نے پوچھا کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ بیعت رضوان میں بھی شریک نہیں تھے۔ جواب دیا کہ ہاں یہ بھی صحیح ہے۔ یہ سن کر اس کی زبان سے نکلا اللہ اکبر! تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قریب آ جاؤ، اب میں تمہیں ان واقعات کی تفصیل سمجھاؤں گا۔ احد کی لڑائی سے فرار کے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا ہے۔

اللَّهِ ﷺ وَكَانَتْ مَرِيضَةً فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ)) وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَوْ كَانَ أَحَدٌ أَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهُ مَكَانَهُ فَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عُثْمَانَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمَانُ إِلَى مَكَّةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَدِهِ الْيُمْنَى: ((هَذِهِ يَدُ عُثْمَانَ)) فَضَرَبَ بِهَا عَلَى يَدِهِ فَقَالَ: ((هَذِهِ لِعُثْمَانَ)) فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ: اذْهَبْ بِهَا الْآنَ مَعَكَ.

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ قَالَ: صَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ أُحُدًا وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ فَقَالَ: ((اسْكُنْ أُحُدُ أَظُنُّهُ ضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ. فَلَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ)).

بدر کی لڑائی میں شریک نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے نکاح میں رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی تھیں اور اس وقت وہ بیمار تھیں اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ ”تمہیں (مریضہ کے پاس ٹھہرنے کا) اتنا ہی اجر وثواب ملے گا جتنا اس شخص کو جو بدر کی لڑائی میں شریک ہوگا اور اسی کے مطابق مال غنیمت سے حصہ بھی ملے گا۔“ اور بیعت رضوان میں شریک نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس موقع پر وادی مکہ میں کوئی شخص (مسلمانوں میں سے) عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ عزت والا اور بااثر ہوتا تو حضور اکرم ﷺ اس کو ان کی جگہ وہاں بھیجتے۔ یہی وجہ ہوئی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں (قریش سے باتیں کرنے کے لئے) مکہ بھیج دیا تھا اور جب بیعت رضوان ہو رہی تھی تو عثمان رضی اللہ عنہ مکہ جا چکے تھے، اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے داہنے ہاتھ کو اٹھا کر فرمایا تھا کہ ”یہ عثمان کا ہاتھ ہے“ اور پھر اسے اپنے دوسرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا تھا کہ ”یہ بیعت عثمان کی طرف سے ہے۔“ اس کے بعد ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سوال کرنے والے شخص سے فرمایا کہ جا، ان باتوں کو ہمیشہ یاد رکھنا۔ ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے سعید نے، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب احد پہاڑ پر چڑھے اور آپ کے ساتھ ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے تو پہاڑ کانپنے لگا۔ آپ نے اس پر فرمایا: ”احد ٹھہر جا! میرا خیال ہے کہ حضور نے اسے اپنے پاؤں سے مارا بھی تھا کہ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہی تو ہیں۔“

بَابُ قِصَّةِ الْبَيْعَةِ وَالِاتِّفَاقِ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ

وَفِيهِ مَقْتَلُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ.

٣٧٠٠۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَبْلَ أَنْ يُصَابَ بِأَيَّامٍ بِالْمَدِينَةِ وَقَفَ عَلَى

باب: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کا قصہ اور آپ کی خلافت پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اتفاق کرنا

اس باب میں امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بیان

(٣٧٠٠) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے حصین نے، ان سے عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو زخمی ہونے سے چند دن پہلے مدینہ میں دیکھا کہ وہ حذیفہ بن یمان اور عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہم کے ساتھ کھڑے تھے اور

حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ وَعُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ: كَيْفَ فَعَلْتُمَا أَتَخَافَانِ أَنْ تَكُونَا قَدْ حَمَّلْتُمَا الْأَرْضَ مَا لَا تُطِيقُ قَالَا: حَمَّلْنَاهَا أَمْرًا هِيَ لَهُ مُطِيقَةٌ مَا فِيهَا كَبِيرُ فَضْلٍ قَالَ: انْظُرَا أَنْ تَكُونَا حَمَّلْتُمَا الْأَرْضَ مَا لَا تُطِيقُ قَالَ: قَالَا: لَا، فَقَالَ عُمَرُ: لَئِنْ سَلَّمَنِي اللَّهُ لَأَدَعَنَّ أَرَامِلَ أَهْلِ الْعِرَاقِ لَا يَحْتَجْنَ إِلَى رَجُلٍ بَعْدِي أَبَدًا قَالَ: فَمَا أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا رَابِعَةٌ حَتَّى أُصِيبَ قَالَ: إِنِّي لَقَائِمٌ مَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ غَدَاةَ أُصِيبَ وَكَانَ إِذَا مَرَّ بَيْنَ الصَّفَّيْنِ قَالَ: اسْتَوُوا حَتَّى إِذَا لَمْ يَرَ فِيهِنَّ خَلَلًا تَقَدَّمَ فَكَبَّرَ وَرُبَّمَا قَرَأَ سُورَةَ يُوسُفَ أَوِ النَّحْلَ أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى حَتَّى يَجْتَمِعَ النَّاسُ فَمَا هُوَ إِلَّا أَنْ كَبَّرَ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: قَتَلَنِي أَوْ أَكَلَنِي الْكَلْبُ حِينَ طَعَنَهُ فَطَارَ الْعِلْجُ بِسِكِّينٍ ذَاتِ طَرَفَيْنِ لَا يَمُرُّ عَلَى أَحَدٍ يَمِينًا وَلَا شِمَالًا إِلَّا طَعَنَهُ حَتَّى طَعَنَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا مَاتَ مِنْهُمْ سَبْعَةٌ فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ طَرَحَ عَلَيْهِ بُرْنُسًا فَلَمَّا ظَنَّ الْعِلْجُ أَنَّهُ مَأْخُوذٌ نَحَرَ نَفْسَهُ وَتَنَاوَلَ عُمَرُ يَدَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَدَّمَهُ فَمَنْ يَلِي عُمَرَ فَقَدْ رَأَى الَّذِي أَرَى وَأَمَّا نَوَاحِي الْمَسْجِدِ فَإِنَّهُمْ لَا يَدْرُونَ غَيْرَ أَنَّهُمْ قَدْ فَقَدُوا صَوْتَ عُمَرَ وَهُمْ يَقُولُونَ: سُبْحَانَ اللَّهِ! سُبْحَانَ اللَّهِ! فَصَلَّى بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ صَلَاةً خَفِيفَةً فَلَمَّا

ان سے یہ فرما رہے تھے کہ (عراق کی اراضی کے لئے، جس کا انتظام خلافت کی جانب سے ان کے سپرد کیا گیا تھا) تم لوگوں نے کیا کیا ہے؟ کیا تم لوگوں کو یہ اندیشہ تو نہیں ہے کہ تم نے زمین کا اتنا محصول لگا دیا ہے جس کی گنجائش نہ ہو۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم نے ان پر خراج کا اتنا ہی بار ڈالا ہے جسے ادا کرنے کی زمین میں طاقت ہے، اس میں کوئی زیادتی نہیں کی گئی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دیکھو پھر سمجھ لو کہ تم نے ایسی جمع تو نہیں لگائی ہے جو زمین کی طاقت سے باہر ہو۔ راوی نے بیان کیا کہ ان دونوں نے کہا کہ ایسا نہیں ہونے پائے گا۔ اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے زندہ رکھا تو میں عراق کی بیوہ عورتوں کے لئے اتنا کر دوں گا کہ پھر میرے بعد کسی کی محتاج نہیں رہیں گی۔ راوی عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ ابھی اس گفتگو پر چوتھا دن ہی آیا تھا کہ عمر رضی اللہ عنہ زخمی کر دیئے گئے۔ عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ جس صبح کو آپ زخمی کئے گئے، میں (فجر کی نماز کے انتظار میں) صف کے اندر کھڑا تھا اور میرے اور ان کے درمیان عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے سوا اور کوئی نہیں تھا حضرت عمر کی عادت تھی کہ جب صف سے گزرتے تو فرماتے جاتے کہ صفیں سیدھی کر لو اور جب دیکھتے کہ صفوں میں کوئی خلل نہیں رہ گیا ہے تب آگے (مصلیٰ پر) بڑھتے اور تکبیر کہتے۔ آپ (فجر کی نماز کی) پہلی رکعت میں عموماً سورۂ یوسف یا سورۂ نحل یا اتنی ہی طویل کوئی سورت پڑھتے یہاں تک کہ لوگ جمع ہو جاتے۔ اس دن ابھی آپ نے تکبیر ہی کہی تھی کہ میں نے سنا، آپ فرما رہے ہیں کہ مجھے قتل کر دیا یا کتے نے کاٹ لیا۔ ابولولو نے آپ کو زخمی کر دیا تھا۔ اس کے بعد وہ بد بخت اپنا دو دھاری خنجر لئے دوڑنے لگا اور دائیں اور بائیں جدھر بھی پھرتا تو لوگوں کو زخمی کرتا جاتا۔ اس طرح اس نے تیرہ آدمیوں کو زخمی کر دیا، جن میں سات حضرات نے شہادت پائی۔ مسلمانوں میں سے ایک صاحب (حطان نامی) نے یہ صورت حال دیکھی تو انہوں نے اس پر اپنی چادر ڈال دی۔ اس بد بخت کو جب یقین ہو گیا کہ اب پکڑ لیا جائے گا تو اس نے خود اپنا بھی گلا کاٹ لیا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر انہیں آگے بڑھا دیا (عمرو بن میمون نے بیان کیا

انْصَرَفُوْا قَالَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! انْظُرْ مَنْ قَتَلَنِيْ فَجَالَ سَاعَةً ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: غُلَامُ الْمُغِيْرَةِ قَالَ: الصَّنَعُ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: قَاتَلَهُ اللَّهُ لَقَدْ أَمَرْتُ بِهِ مَعْرُوْفًا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِيْ لَمْ يَجْعَلْ مِيْتَتِيْ بِيَدِ رَجُلٍ يَدَّعِي الْإِسْلَامَ قَدْ كُنْتَ أَنْتَ وَأَبُوْكَ تُحِبَّانِ أَنْ تَكْثُرَ الْعُلُوْجُ بِالْمَدِيْنَةِ وَكَانَ الْعَبَّاسُ أَكْثَرَهُمْ رَقِيْقًا فَقَالَ: إِنْ شِئْتَ فَعَلْتُ أَيْ إِنْ شِئْتَ قَتَلْنَا قَالَ: كَذَبْتَ بَعْدَ مَا تَكَلَّمُوْا بِلِسَانِكُمْ وَصَلَّوْا قِبْلَتَكُمْ وَحَجُّوْا حَجَّكُمْ فَاحْتُمِلَ إِلَى بَيْتِهِ فَانْطَلَقْنَا مَعَهُ وَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ تُصِبْهُمْ مُصِيْبَةٌ قَبْلَ يَوْمَئِذٍ فَقَائِلٌ يَقُوْلُ: لَا بَأْسَ وَقَائِلٌ يَقُوْلُ: أَخَافُ عَلَيْهِ فَأُتِيَ بِنَبِيذٍ فَشَرِبَهُ فَخَرَجَ مِنْ جَوْفِهِ ثُمَّ أُتِيَ بِلَبَنٍ فَشَرِبَهُ فَخَرَجَ مِنْ جَوْفِهِ فَعَرَفُوْا أَنَّهُ مَيِّتٌ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ وَجَاءَ النَّاسُ فَجَعَلُوْا يُثْنُوْنَ عَلَيْهِ وَجَاءَ رَجُلٌ شَابٌّ فَقَالَ: أَبْشِرْ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! بِبُشْرَى اللَّهِ لَكَ مِنْ صُحْبَةِ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ وَقَدَمٍ فِي الْإِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ ثُمَّ وُلِّيْتَ فَعَدَلْتَ ثُمَّ شَهَادَةٌ قَالَ: وَدِدْتُ أَنَّ ذَلِكَ كَفَافًا لَا عَلَيَّ وَلَا لِيْ فَلَمَّا أَدْبَرَ إِذَا إِزَارُهُ يَمَسُّ الْأَرْضَ قَالَ: رُدُّوْا عَلَيَّ الْغُلَامَ قَالَ: يَا ابْنَ أَخِيْ! ارْفَعْ ثَوْبَكَ فَإِنَّهُ أَنْقَى لِثَوْبِكَ وَأَتْقَى لِرَبِّكَ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ! انْظُرْ مَا عَلَيَّ مِنَ الدَّيْنِ فَحَسَبُوْهُ فَوَجَدُوْهُ سِتَّةً وَثَمَانِيْنَ أَلْفًا أَوْ نَحْوَهُ قَالَ: إِنْ وَفَى لَهُ مَالُ آلِ عُمَرَ فَأَدِّهِ مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَإِلَّا

کہ) جو لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے قریب تھے انہوں نے بھی وہ صورت حال دیکھی جو میں دیکھ رہا تھا لیکن جو لوگ مسجد کے کنارے پر تھے (پیچھے کی صفوں میں) تو انہیں کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ البتہ چونکہ عمر رضی اللہ عنہ کی قرات (نماز میں) انہوں نے نہیں سنی تو سبحان اللہ! سبحان اللہ! کہتے رہے۔ آخر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بہت ہلکی نماز پڑھائی۔ پھر جب لوگ واپس ہونے لگے تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ابن عباس! دیکھو مجھے کس نے زخمی کیا ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تھوڑی دیر گھوم پھر کر دیکھا اور آ کر فرمایا کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ کے غلام (ابولولو) نے آپ کو زخمی کیا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا، وہی جو کاریگر ہے؟ جواب دیا کہ جی ہاں۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اللہ اسے برباد کرے میں نے تو اسے اچھی بات کہی تھی (جس کا اس نے یہ بدلا دیا) اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے میری موت کسی ایسے شخص کے ہاتھوں نہیں مقدر کی جو اسلام کا مدعی ہو۔ تم اور تمہارے والد (عباس رضی اللہ عنہ) اس کے ہی خواہش مند تھے کہ عجمی غلام مدینہ میں زیادہ سے زیادہ لائے جائیں۔ یوں بھی ان کے پاس غلام بہت تھے۔ اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا، اگر آپ فرمائیں تو ہم بھی کر گزریں، مقصد یہ تھا کہ اگر آپ چاہیں تو ہم (مدینہ میں مقیم عجمی غلاموں کو) قتل کر ڈالیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یہ انتہائی غلط فکر ہے۔ خصوصاً جب کہ تمہاری زبان میں وہ گفتگو کرتے ہیں، تمہارے قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے ہیں اور تمہاری طرح حج کرتے ہیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے گھر اٹھا کر لایا گیا اور ہم آپ کے ساتھ ساتھ آئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے لوگوں پر کبھی اس سے پہلے اتنی بڑی مصیبت آئی ہی نہیں تھی۔ بعض تو یہ کہتے تھے کہ کچھ نہیں ہوگا (اچھے ہو جائیں گے) اور بعض کہتے تھے کہ آپ کی زندگی خطرہ میں ہے۔ اس کے بعد کھجور کا پانی لایا گیا اور آپ نے اسے پیا تو وہ آپ کے پیٹ سے باہر نکل آیا۔ پھر دودھ لایا گیا، اسے بھی جوں ہی آپ نے پیا، زخم کے راستے وہ بھی باہر نکل آیا۔ اب لوگوں کو یقین ہو گیا کہ آپ کی شہادت یقینی ہے۔ پھر ہم اندر آ گئے اور لوگ آپ کی تعریف بیان کرنے لگے۔ اتنے میں ایک نوجوان اندر آیا اور کہنے لگا یا امیر المؤمنین! آپ کو

فَسَلْ فِي بَنِي عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ فَإِنْ لَمْ تَفِ أَمْوَالُهُمْ فَسَلْ فِي قُرَيْشٍ وَلَا تَعْدُهُمْ إِلَى غَيْرِهِمْ فَأَدِّ عَنِّيْ هَذَا الْمَالَ انْطَلِقْ إِلَى عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ فَقُلْ: يَقْرَأُ عَلَيْكِ عُمَرُ السَّلَامَ وَلَا تَقُلْ: أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ فَإِنِّيْ لَسْتُ الْيَوْمَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ أَمِيْرًا وَقُلْ: يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ أَنْ يُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيْهِ فَسَلَّمَ وَاسْتَأْذَنَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهَا فَوَجَدَهَا قَاعِدَةً تَبْكِيْ فَقَالَ: يَقْرَأُ عَلَيْكِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ السَّلَامَ وَيَسْتَأْذِنُ أَنْ يُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيْهِ فَقَالَتْ: كُنْتُ أُرِيْدُهُ لِنَفْسِيْ وَلَأُوْثِرَنَّ بِهِ الْيَوْمَ عَلَى نَفْسِيْ فَلَمَّا أَقْبَلَ قِيْلَ هَذَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَدْ جَاءَ قَالَ: ارْفَعُوْنِيْ فَأَسْنَدَهُ رَجُلٌ إِلَيْهِ فَقَالَ: مَا لَدَيْكَ قَالَ: الَّذِيْ تُحِبُّ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! أَذِنَتْ قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ مَا كَانَ مِنْ شَيْءٍ أَهَمُّ إِلَيَّ مِنْ ذَلِكَ فَإِذَا أَنَا قُبِضْتُ فَاحْمِلُوْنِيْ ثُمَّ سَلِّمْ فَقُلْ: يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَإِنْ أَذِنَتْ لِيْ فَأَدْخِلُوْنِيْ وَإِنْ رَدَّتْنِيْ رُدُّوْنِيْ إِلَى مَقَابِرِ الْمُسْلِمِيْنَ وَجَاءَتْ أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ حَفْصَةُ وَالنِّسَاءُ تَسِيْرُ مَعَهَا فَلَمَّا رَأَيْنَاهَا قُمْنَا فَوَلَجَتْ عَلَيْهِ فَبَكَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً وَاسْتَأْذَنَ الرِّجَالُ فَوَلَجَتْ دَاخِلًا لَهُمْ فَسَمِعْنَا بُكَاءَهَا مِنَ الدَّاخِلِ فَقَالُوْا: أَوْصِ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! اسْتَخْلِفْ قَالَ: مَا أَجِدُ أَحَدًا أَحَقَّ بِهَذَا الْأَمْرِ مِنْ هَؤُلَاءِ النَّفَرِ أَوِ الرَّهْطِ الَّذِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ فَسَمَّى عَلِيًّا وَعُثْمَانَ

خوشخبری ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اٹھائی۔ ابتدا میں اسلام لانے کا شرف حاصل کیا جو آپ کو معلوم ہے۔ پھر آپ خلیفہ بنائے گئے اور آپ نے پورے انصاف سے حکومت کی پھر شہادت پائی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں تو اس پر بھی خوش تھا کہ ان باتوں کی وجہ سے برابر پر میرا معاملہ ختم ہو جاتا، نہ ثواب ہوتا اور نہ عذاب۔ جب وہ نوجوان جانے لگا تو اس کا تہبند (ازار) لٹک رہا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس لڑکے کو میرے پاس واپس بلا لاؤ (جب وہ آئے تو) آپ نے فرمایا، میرے بھتیجے! یہ اپنا کپڑا اوپر اٹھائے رکھو کہ اس سے تمہارا کپڑا بھی زیادہ دنوں چلے گا اور تمہارے رب سے تقویٰ کا بھی باعث ہے۔ اے عبداللہ بن عمر! دیکھو مجھ پر کتنا قرض ہے؟ جب لوگوں نے آپ پر قرض کا شمار کیا تو تقریباً چھیاسی ہزار نکلا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر فرمایا کہ اگر یہ قرض آل عمر کے مال سے ادا ہو سکے تو انہی کے مال سے اس کو ادا کرنا، ورنہ پھر بنی عدی بن کعب سے کہنا، اگر ان کے مال کے بعد بھی ادائیگی نہ ہو سکے تو قریش سے کہنا، ان کے سوا کسی سے امداد نہ طلب کرنا اور میری طرف سے اس قرض کو ادا کر دینا۔ اچھا اب ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں جاؤ اور ان سے عرض کرو کہ عمر نے آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا ہے۔ امیر المومنین (میرے نام کے ساتھ) نہ کہنا، کیونکہ اب میں مسلمانوں کا امیر نہیں رہا ہوں۔ تو ان سے عرض کرنا کہ عمر بن خطاب نے آپ سے اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت چاہی ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے (عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر) سلام کیا اور اجازت لے کر اندر داخل ہوئے، دیکھا کہ آپ بیٹھی رو رہی ہیں، پھر کہا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے آپ کو سلام کہا ہے اور اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت چاہی ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، میں نے اس جگہ کو اپنے لئے منتخب کر رکھا تھا لیکن آج میں انہیں اپنے پر ترجیح دوں گی۔ پھر جب ابن عمر رضی اللہ عنہما واپس آئے تو لوگوں نے بتایا کہ عبداللہ آ گئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اٹھاؤ ایک صاحب نے سہارا دے کر آپ کو اٹھایا آپ نے دریافت کیا! کیا خبر لائے؟ کہا کہ جو آپ کی تمنا تھی اے امیر

وَالزُّبَيْرَ وَطَلْحَةَ وَسَعْدًا وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ وَقَالَ: يَشْهَدُكُمْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ وَلَيْسَ لَهُ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ كَهَيْئَةِ التَّعْزِيَةِ لَهُ فَإِنْ أَصَابَتِ الْإِمْرَةُ سَعْدًا فَهُوَ ذَاكَ وَإِلَّا فَلْيَسْتَعِنْ بِهِ أَيُّكُمْ مَا أُمِّرَ فَإِنِّي لَمْ أَعْزِلْهُ مِنْ عَجْزٍ وَلَا خِيَانَةٍ وَقَالَ: أُوْصِي الْخَلِيفَةَ مِنْ بَعْدِي بِالْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ أَنْ يَعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ وَيَحْفَظَ لَهُمْ حُرْمَتَهُمْ وَأُوْصِيهِ بِالْأَنْصَارِ خَيْرًا الَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ أَنْ يُقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَأَنْ يُعْفَى عَنْ مُسِيئِهِمْ وَأُوْصِيهِ بِأَهْلِ الْأَمْصَارِ خَيْرًا فَإِنَّهُمْ رِدْءُ الْإِسْلَامِ وَجُبَاةُ الْمَالِ وَغَيْظُ الْعَدُوِّ وَأَنْ لَا يُؤْخَذَ مِنْهُمْ إِلَّا فَضْلُهُمْ عَنْ رِضَاهُمْ وَأُوْصِيهِ بِالْأَعْرَابِ خَيْرًا فَإِنَّهُمْ أَصْلُ الْعَرَبِ وَمَادَّةُ الْإِسْلَامِ أَنْ يُؤْخَذَ مِنْ حَوَاشِي أَمْوَالِهِمْ وَيُرَدَّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ وَأُوْصِيهِ بِذِمَّةِ اللَّهِ وَذِمَّةِ رَسُولِهِ ﷺ أَنْ يُوفَى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ وَأَنْ يُقَاتَلَ مِنْ وَرَائِهِمْ وَلَا يُكَلَّفُوا إِلَّا طَاقَتَهُمْ فَلَمَّا قُبِضَ خَرَجْنَا بِهِ فَانْطَلَقْنَا نَمْشِي فَسَلَّمَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ: يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَتْ: أَدْخِلُوهُ فَأُدْخِلَ فَوُضِعَ هُنَالِكَ مَعَ صَاحِبَيْهِ فَلَمَّا فُرِغَ مِنْ دَفْنِهِ اجْتَمَعَ هَؤُلَاءِ الرَّهْطُ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: اجْعَلُوا أَمْرَكُمْ إِلَى ثَلَاثَةٍ مِنْكُمْ فَقَالَ الزُّبَيْرُ: قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِي إِلَى عَلِيٍّ فَقَالَ طَلْحَةُ: قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِي إِلَى عُثْمَانَ وَقَالَ سَعْدٌ: قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِي

المؤمنین! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا الحمد للہ، اس سے اہم چیز اب میرے لئے کوئی نہیں رہ گئی تھی۔ لیکن جب میری وفات ہو چکے اور مجھے اٹھا کر (دفن کے لئے) لے چلو تو پھر میرا سلام ان سے کہنا اور عرض کرنا کہ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) نے آپ سے اجازت چاہی ہے۔ اگر وہ میرے لئے اجازت دے دیں تب تو وہاں دفن کرنا اور اگر اجازت نہ دیں تو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا۔ اس کے بعد ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا آئیں ان کے ساتھ کچھ دوسری خواتین بھی تھیں۔ جب ہم نے انہیں دیکھا تو ہم اٹھ گئے۔ آپ عمر رضی اللہ عنہ کے قریب آئیں اور وہاں تھوڑی دیر تک آنسو بہاتی رہیں۔ پھر جب مردوں نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو وہ مکان کے اندرونی حصہ میں چلی گئیں اور ہم نے ان کے رونے کی آواز سنی پھر لوگوں نے عرض کیا امیر المؤمنین! خلافت کے لئے کوئی وصیت کر دیجیے، فرمایا کہ خلافت کا میں ان حضرات سے زیادہ اور کسی کو مستحق نہیں پاتا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی وفات تک جن سے راضی اور خوش تھے پھر آپ نے، علی، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد اور عبدالرحمٰن بن عوف کا نام لیا اور یہ بھی فرمایا کہ عبداللہ بن عمر کو بھی صرف مشورہ کی حد تک شریک رکھنا لیکن خلافت سے انہیں کوئی سروکار نہیں رہے گا، جیسے آپ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی تسکین کے لئے یہ فرمایا ہو۔ پھر اگر خلافت سعد کو مل جائے تو وہ اس کے اہل ہیں اور اگر وہ نہ ہو سکیں تو جو شخص بھی خلیفہ ہو وہ اپنے زمانہ خلافت میں ان کا تعاون حاصل کرتا رہے۔ کیونکہ میں نے ان کو (کوفہ کی گورنری سے) نا اہلی یا کسی خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا ہے اور عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو مہاجرین اولین کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ وہ ان کے حقوق پہچانے اور ان کے احترام کو ملحوظ رکھے اور میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ انصار کے ساتھ بہتر معاملہ کرے جو دار الہجرت اور دار الایمان (مدینہ منورہ) میں (رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے سے) مقیم ہیں۔ (خلیفہ کو چاہئے) کہ وہ ان کے نیکوں کو نوازے اور ان کے بروں کو معاف کر دیا کرے اور میں ہونے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ شہری آبادی کے ساتھ بھی اچھا معاملہ رکھے

إِلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: أَيُّكُمَا تَبَرَّأَ مِنْ هَذَا الْأَمْرِ فَنَجْعَلُهُ إِلَيْهِ وَاللَّهُ عَلَيْهِ وَالْإِسْلَامُ لَيَنْظُرَنَّ أَفْضَلَهُمْ فِي نَفْسِهِ فَأُسْكِتَ الشَّيْخَانِ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: أَفَتَجْعَلُوْنَهُ إِلَيَّ وَاللَّهُ عَلَيَّ أَنْ لَا آلُ عَنْ أَفْضَلِكُمْ قَالَا: نَعَمْ فَأَخَذَ بِيَدِ أَحَدِهِمَا فَقَالَ: لَكَ قَرَابَةٌ مِنْ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ وَالْقَدَمُ فِي الْإِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ فَاللَّهُ عَلَيْكَ لَئِنْ أَمَّرْتُكَ لَتَعْدِلَنَّ وَلَئِنْ أَمَّرْتُ عُثْمَانَ لَتَسْمَعَنَّ وَلَتُطِيْعَنَّ ثُمَّ خَلَا بِالْآخَرِ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ فَلَمَّا أَخَذَ الْمِيْثَاقَ قَالَ: ارْفَعْ يَدَكَ يَا عُثْمَانُ! فَبَايَعَهُ فَبَايَعَ لَهُ عَلِيٌّ وَوَلَجَ أَهْلُ الدَّارِ فَبَايَعُوْهُ. [راجع: ١٣٩٢]

کہ یہ لوگ اسلام کی مدد، جمع کرنے کا ذریعہ اور (اسلام کے) دشمنوں کے لئے ایک مصیبت ہیں اور یہ کہ ان سے وہی وصول کیا جائے جو ان کے پاس فاضل ہو اور ان کی خوشی سے لیا جائے اور میں ہونے والے خلیفہ کو بدویوں کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کرنے کی وصیت کرتا ہوں کہ وہ اصل عرب ہیں اور اسلام کی جڑ ہیں اور یہ کہ ان سے ان کا بچا کھچا مال وصول کیا جائے اور انہیں کے محتاجوں میں تقسیم کر دیا جائے اور میں ہونے والے خلیفہ کو اللہ اور اس کے رسول کے عہد کی نگہداشت کی (جو اسلامی حکومت کے تحت غیر مسلموں سے کیا ہے) وصیت کرتا ہوں کہ ان سے کئے گئے عہد کو پورا کیا جائے، ان کی حفاظت کے لئے جنگ کی جائے اور ان کی حیثیت سے زیادہ ان پر بوجھ نہ ڈالا جائے۔ جب عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی تو ہم وہاں سے ان کو لے کر (عائشہ رضی اللہ عنہا) کے حجرہ کی طرف آئے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سلام کیا اور عرض کیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی ہے۔ ام المومنین نے کہا انہیں یہیں دفن کیا جائے۔ چنانچہ وہ وہیں دفن ہوئے۔ پھر جب لوگ دفن سے فارغ ہو چکے تو وہ جماعت (جن کے نام عمر رضی اللہ عنہ نے وفات سے پہلے بتائے تھے) جمع ہوئی عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا، تمہیں اپنا معاملہ اپنے ہی میں سے تین آدمیوں کے سپرد کر دینا چاہیے اس پر زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنا معاملہ علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اپنا معاملہ عثمان رضی اللہ عنہ کے سپرد کرتا ہوں۔ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اپنا معاملہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے (عثمان اور علی رضی اللہ عنہما کو مخاطب کر کے) کہا کہ آپ دونوں حضرات میں سے جو بھی خلافت سے اپنی برات ظاہر کرے ہم اسی کو خلافت دیں گے اور اللہ اس کا نگران و نگہبان ہو گا اور اسلام کے حقوق کی ذمہ داری اس پر لازم ہو گی، ہر شخص کو غور کرنا چاہئے کہ اس کے خیال میں کون افضل ہے، اس پر یہ دونوں حضرات خاموش ہو گئے تو عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا، کیا آپ حضرات اس انتخاب کی ذمہ داری مجھ پر ڈالتے ہیں۔ خدا کی قسم کہ میں آپ حضرات میں سے اسی کو منتخب کروں گا جو سب میں افضل ہو گا۔ ان دونوں حضرات نے کہا کہ جی ہاں۔ پھر آپ نے ان دونوں میں سے ایک کا

ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ آپ کی قرابت رسول اللہ ﷺ سے ہے اور ابتدا میں اسلام لانے کا شرف بھی، جیسا کہ آپ کو خود ہی معلوم ہے۔ پس اللہ آپ کا نگران ہے کہ اگر میں آپ کو خلیفہ بنادوں تو کیا آپ عدل و انصاف سے کام لیں گے اور اگر عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنادوں تو کیا آپ ان کے احکام کو سنیں گے اور ان کی اطاعت کریں گے؟ اس کے بعد دوسرے صاحب کو تنہائی میں لے گئے اور ان سے بھی یہی کہا اور جب ان سے وعدہ لے لیا تو فرمایا، اے عثمان! اپنا ہاتھ بڑھایئے چنانچہ انہوں نے ان سے بیعت کی اور علی رضی اللہ عنہ نے بھی ان سے بیعت کی۔ پھر اہل مدینہ آئے اور سب نے بیعت کی۔

تشریح: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ بہت ہی دل دوز ہے۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے عجمی غلام ابولولو نامی مردود نے تین ضرب اس خنجر زہر آلود کے لگائے جس کو اس نے تیار کیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور فرمایا اس کتے کو پکڑ لو اس نے مجھے مار ڈالا۔ ہوا یہ تھا کہ مردود بڑا کاریگر تھا لوہار بھی تھا، نقاش بھی اور بڑھئی بھی۔ مغیرہ نے اس پر سو درہم ماہانہ جزیہ کے مقرر کئے تھے۔ اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شکایت کی کہ میرا جزیہ بہت بھاری ہے۔ اس میں کچھ تخفیف کی جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب تو اتنا ہنر جانتا ہے تو ہر مہینے سو درہم تجھ پر زیادہ نہیں ہیں۔ اس پر اس مردود کو غصہ آیا۔ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو راستے میں ملا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا، میں نے سنا ہے کہ تو ہوا کی چکی بنا سکتا ہے۔ اس نے کہا میں تمہارے لئے ایک ایسی چکی بناؤں گا جس کا لوگ ہمیشہ ذکر کرتے رہیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس غلام نے مجھ کو ڈرایا ہے۔ چند ہی راتوں کے بعد اس مردود نے یہ کیا۔ مسلم نے معدان سے نکالا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شہادت سے پہلے خطبہ سنایا، فرمایا کہ ایک مرغ نے مجھ کو تین چونچیں ماریں خواب میں اور میں سمجھتا ہوں میری موت آ پہنچی چنانچہ زخمی ہونے کے کئی دنوں بعد آپ کا انتقال ہو گیا اور حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے ان پر نماز پڑھائی۔ قبر میں کہتے ہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سر نبی کریم ﷺ کے کاندھے کے برابر ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کاندھے کے برابر ہے۔ بعض نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قبر نبی کریم ﷺ کے سر کے مقابل ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر آپ کے پاؤں کے برابر۔ بہرحال تینوں صاحب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں مدفون ہیں جن کی قبروں کا مقام اب تک ہمہ طور پر محفوظ ہے اور قیامت تک ان شاء اللہ محفوظ رہے گا۔ باقی صحابہ اور اہل بیت اور ازواج مطہرات بقیع میں مدفون ہیں۔ مگر بقیع میں کئی بار طوفان اور بارش اور واقعات کی وجہ سے قبروں کے نشان مٹ گئے۔ اندازے سے بعض لوگوں نے گنبد وغیرہ بنادیئے تھے۔ ان کے مقامات یقینی طور سے محفوظ نہیں ہیں۔ اتنا تو یقین ہے کہ یہ سب بزرگ بقیع مبارک میں ہیں۔ رہے نام اللہ کا۔ ان فرضی گنبدوں کو سعودی حکومت نے ختم کر دیا ہے۔ ایده الله بنصره العزيز۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کا مسئلہ طے کرنے کے لیے جو جماعت نامزد فرمائی اس میں اپنے صاحبزادے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو صرف بطور مشاہد حاضر رہنے کے لئے کہا۔ یعنی عبداللہ رضی اللہ عنہ کے لئے اتنا بھی جو کہا کہ وہ مشورہ وغیرہ میں تمہارے ساتھ شریک رہے گا، یہ بھی ان کو تسلی دینے کے لئے، وہ اپنے والد کے سخت رنج میں تھے۔ اتنا فرما کر گویا کچھ ان کے آنسو پونچھ دیئے۔ طبری اور ابن سعد وغیرہ نے روایت کیا، ایک شخص نے کہا عبداللہ کو خلیفہ کر دیجیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تجھ کو تباہ کرے۔ میں حق تعالیٰ کو کیا منہ دکھاؤں گا۔ سبحان اللہ! پاک نفسی اور انصاف کی حد ہو گئی۔ ایسے لائق اور فاضل بیٹے کا وہ بھی مرتے وقت ذرا بھی خیال نہ کیا اور جب تک زندہ رہے عبداللہ کو اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے بھی کم معاش دیتے رہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے سفارش بھی کی کہ عبداللہ اسامہ سے کم نہیں ہیں جن لڑائیوں میں اسامہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے ہیں عبداللہ بھی شریک ہوئے ہیں۔ فرمایا کہ اسامہ

کے باپ کو نبی کریم ﷺ عبداللہ کے باپ سے زیادہ چاہتے تھے تو میں نے نبی کریم ﷺ کی محبت کو اپنی محبت پر مقدم رکھا۔ عبداللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ساری خلافت میں کمی معاش اور کثرت اہل وعیال سے پریشان ہی رہے مگر ایک گاؤں کی تحصیلداری یا حکومت ان کو نہ دی۔ آخر پریشان ہو کر صوبہ یمن کے حاکم کے پاس گئے۔ ان سے اپنی تکلیف کا حال بیان کیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ تم جانتے ہو جیسے تمہارے والد سخت آدمی ہیں، میں بیت المال سے تو ایک پیسہ بھی تم کو نہیں دے سکتا۔ البتہ کچھ روپیہ مدینہ روانہ کرنا ہے۔ تم ایسا کرو اس کا کپڑا یہاں خرید لو اور مدینہ پہنچ کر مال بیچ کر اصل روپیہ اپنے والد کے پاس داخل کردو اور نفع تم لے لو تو عبداللہ نے اسی کو غنیمت سمجھا۔ جب مدینہ آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی تو فرمایا اصل اور نفع دونوں بیت المال مین داخل کرو۔ یہ مال تمہارا یا تمہارے باپ کا نہ تھا۔ صحابہ نے بہت سفارش کی کہ آخر یہ اتنی دور سے آئے ہیں اور پیسہ اپنی حفاظت میں لائے ہیں، ان کو کچھ اجرت ملنا چاہیے اور ہم سب راضی ہیں کہ آدھا نفع دیا جائے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خیر تمہاری مرضی، میں تو یونہی انصاف سمجھتا ہوں کہ کل نفع بیت المال میں داخل کر دیا جائے۔ افسوس صد افسوس جو شیعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو برا کہتے ہیں۔ اگر ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈالیں تو سمجھ لیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک ایک بات ایسی ہے جو ان کی فضیلت اور عدالت اور حق شناسی کی کافی اور روشن دلیل ہے۔ ومن لم یجعل اللہ له نورا فماله من نور۔ (خلاصہ وحیدی)

[بَابُ] مَنَاقِبِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَبِي الْحَسَنِ الْقُرَشِيِّ الْهَاشِمِيِّ

باب: حضرت ابو الحسن علی بن ابی طالب القرشی الہاشمی رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعَلِيٍّ: ((أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ)) وَقَالَ عُمَرُ: تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ عَنْهُ رَاضٍ. [راجع:١٣٩٢]

اور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ ”تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں“ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی وفات تک ان سے راضی تھے۔

تشریح: امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ چوتھے خلیفہ راشد ہیں۔ آپ کی کنیت ابو الحسن اور ابو تراب ہے۔ آٹھ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا اور غزوہ تبوک کے سوا تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ یہ گندمی رنگ والے، بڑی روشن، خوبصورت آنکھوں والے تھے۔ طویل القامت نہ تھے۔ ڈاڑھی بہت بھری ہوئی تھی۔ آخر میں سر اور ڈاڑھی ہر دو کے بال سفید ہوگئے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن جمعہ کو ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ میں تاج خلافت ان کے سر پر رکھا گیا اور ۱۸ رمضان ۴۰ھ میں جمعہ کے دن عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی نے آپ کے سر پر تلوار سے حملہ کیا جس کے تین دن بعد آپ کا انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے دونوں صاحبزادوں حضرت حسن اور حضرت حسین اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم نے آپ کو غسل دیا۔ حسن رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ صبح کے وقت آپ کو دفن کیا گیا۔ آپ کی عمر ۶۳ سال کی تھی۔ مدت خلافت چار سال، نو ماہ اور کچھ دن ہے۔

عنوان باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق حدیث ((انت منی وانا منك)) مذکور ہے۔ یعنی تم مجھ سے اور میں تم سے ہوں۔ نبی کریم ﷺ جب جنگ تبوک میں جانے لگے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں چھوڑ گئے ان کو رنج ہوا، کہنے لگے آپ مجھ کو عورتوں اور بچوں کے ساتھ چھوڑے جاتے ہیں، اس وقت آپ نے یہ حدیث فرمائی۔ یعنی جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور کو جاتے ہوئے حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا جانشین کر گئے تھے، ایسا ہی میں تم کو اپنا قائم مقام کر کے جاتا ہوں۔ اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ میرے بعد متصل تم ہی میرے خلیفہ ہو گے، کیونکہ حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات میں گزر گئے تھے۔ دوسری روایت میں اتنا اور زیادہ ہے، صرف اتنا فرق ہے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔

۳۷۰۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ

(۳۷۰۱) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز نے بیان

الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ قَالَ: فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوْكُوْنَ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ كُلُّهُمْ يَرْجُوْ أَنْ يُعْطَاهَا فَقَالَ: ((أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ)) فَقَالُوْا: يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! قَالَ: ((فَأَرْسِلُوْا إِلَيْهِ فَأْتُوْنِي بِهِ)) فَلَمَّا جَاءَ بَصَقَ فِي عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهُ فَبَرَأَ حَتَّى كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ فَقَالَ عَلِيٌّ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! أُقَاتِلُهُمْ حَتَّى يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا فَقَالَ: ((انْفُذْ عَلَى رِسْلِكَ حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللَّهِ فِيْهِ فَوَاللَّهِ! لَأَنْ يَهْدِيَ اللَّهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُوْنَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ)). [راجع: ٢٩٤٢]

کیا، ان سے ابو حازم نے اور ان سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ خیبر کے موقع پر بیان فرمایا کہ کل میں ایک ایسے شخص کو اسلامی علم دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عنایت فرمائے گا۔ راوی نے بیان کیا کہ رات کو لوگ یہ سوچتے رہے کہ دیکھئے علم کسے ملتا ہے۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سب حضرات (جو سر کردہ تھے) حاضر ہوئے۔ سب کو امید تھی کہ علم انہیں ہی ملے گا۔ لیکن حضور ﷺ نے دریافت فرمایا: ”علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟“ لوگوں نے بتایا کہ ان کی آنکھوں میں درد ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ”پھر ان کے یہاں کسی کو بھیج کر بلوالو۔“ جب وہ آئے تو آنحضرت ﷺ نے ان کی آنکھ میں اپنا تھوک ڈالا اور ان کے لئے دعا فرمائی۔ اس سے انہیں ایسی شفا حاصل ہوئی جیسے کوئی مرض پہلے تھا ہی نہیں۔ چنانچہ آپ نے علم انہیں کو عنایت فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ان سے اتنا لڑوں گا کہ وہ ہمارے جیسے ہو جائیں (یعنی مسلمان بن جائیں) آپ نے فرمایا: ”ابھی یوں ہی چلتے رہو۔ جب ان کے میدان میں اترو تو پہلے انہیں اسلام کی دعوت دو اور انہیں بتاؤ کہ اللہ کے ان پر کیا حقوق واجب ہیں۔ اللہ کی قسم! اگر تمہارے ذریعہ اللہ تعالیٰ ایک شخص کو بھی ہدایت دے دے تو وہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں کی (دولت) سے بہتر ہے۔“

تشریح: نبی کریم ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ جہاں تک ممکن ہو لڑائی کی نوبت نہ آنے پائے۔ اسلام لڑائی کرنے کا حامی نہیں ہے۔ اسلام امن چاہتا ہے۔ اس کی جنگ صرف مدافعانہ ہے۔

٣٧٠٢ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ: كَانَ عَلِيٌّ قَدْ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي خَيْبَرَ وَكَانَ بِهِ رَمَدٌ فَقَالَ: أَنَا أَتَخَلَّفُ عَنْ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ؟ فَخَرَجَ عَلِيٌّ فَلَحِقَ بِالنَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ اللَّيْلَةِ الَّتِي فَتَحَهَا اللَّهُ فِي صَبَاحِهَا قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ أَوْ لَيَأْخُذَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يُحِبُّهُ اللَّهُ

(٣٧٠٢) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، ان سے حاتم نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی عبید نے بیان کیا، ان سے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ غزوہ خیبر کے موقع پر نبی کریم ﷺ کے ساتھ بوجہ آنکھ دکھنے کے نہیں آسکے تھے پھر انہوں نے سوچا حضور ﷺ کے ساتھ غزوہ میں شریک نہ ہو سکوں! چنانچہ گھر سے نکلے اور آپ کے لشکر سے جا ملے۔ جب اس رات کی شام آئی جس کی صبح کو اللہ تعالیٰ نے فتح عنایت فرمائی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کل میں ایک ایسے شخص کو علم دوں گا، یا (آپ نے یوں فرمایا کہ کل) ایک ایسا شخص علم کو لے گا جس سے اللہ

وَرَسُولُهُ- أَوْ قَالَ يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ- يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيْهِ)) فَإِذَا نَحْنُ بِعَلِيٍّ وَمَا نَرْجُوهُ فَقَالُوا: هَذَا عَلِيٌّ فَأَعْطَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَفَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ. [راجع: ٢٩٧٥]

اور اس کے رسول ﷺ کو محبت ہے یا آپ نے یہ فرمایا کہ جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح عنایت فرمائے گا۔'' اتفاق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ آ گئے حالانکہ ان کے آنے کی ہمیں امید نہیں تھی لوگوں نے بتایا کہ یہ ہیں علی رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ نے انہیں کو علم دے دیا، اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر خیبر فتح کرا دیا۔

تشریح: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیعت خلافت اوائل ماہ ذی الحجہ ۳۵ھ میں ہوئی تھی جسے جمہور مسلمانوں نے تسلیم کیا۔

٣٧٠٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ فَقَالَ: هَذَا فُلَانٌ لِأَمِيرِ الْمَدِينَةِ يَدْعُو عَلِيًّا عِنْدَ الْمِنْبَرِ قَالَ: فَيَقُولُ مَاذَا؟ قَالَ: يَقُولُ لَهُ: أَبُو تُرَابٍ فَضَحِكَ قَالَ: وَاللَّهِ! مَا سَمَّاهُ إِلَّا النَّبِيُّ ﷺ وَمَا كَانَ لَهُ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْهُ فَاسْتَطْعَمْتُ الْحَدِيثَ سَهْلًا وَقُلْتُ: يَا أَبَا عَبَّاسٍ! كَيْفَ ذَلِكَ قَالَ: دَخَلَ عَلِيٌّ عَلَى فَاطِمَةَ ثُمَّ خَرَجَ فَاضْطَجَعَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ؟ قَالَتْ: فِي الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ إِلَيْهِ فَوَجَدَ رِدَاءَهُ قَدْ سَقَطَ عَنْ ظَهْرِهِ وَخَلَصَ التُّرَابُ إِلَى ظَهْرِهِ فَجَعَلَ يَمْسَحُ التُّرَابَ عَنْ ظَهْرِهِ فَيَقُولُ: ((اجْلِسْ يَا أَبَا تُرَابٍ!)) مَرَّتَيْنِ. [راجع: ٤٤١]

(۳۷۰۳) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے کہ ایک شخص حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے یہاں آیا اور کہا کہ یہ فلاں شخص اس کا اشارا امیر مدینہ (مروان بن حکم) کی طرف تھا، بر سر منبر حضرت علی کو برا بھلا کہتا ہے۔ ابو حازم نے بیان کیا کہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا کہتا ہے،؟ اس نے بتایا کہ انہیں ''ابوتراب'' کہتا ہے۔ اس پر حضرت سہل ہنسنے لگے اور فرمایا کہ خدا کی قسم! یہ نام تو ان کا رسول اللہ ﷺ نے رکھا تھا اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس نام سے زیادہ اپنے لئے اور کوئی نام پسند نہیں تھا۔ یہ سن کر میں نے اس حدیث کے جاننے کے لئے حضرت سہل سے خواہش ظاہر کی اور عرض کیا اے ابو عباس! یہ واقعہ کس طرح سے ہے؟ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں آئے اور پھر باہر آ کر مسجد میں لیٹ رہے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے (فاطمہ رضی اللہ عنہا سے) دریافت فرمایا، تمہارے چچا کے بیٹے کہاں ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ مسجد میں ہیں۔ آپ مسجد میں تشریف لائے، دیکھا تو ان کی چادر پیٹھ سے نیچے گر گئی ہے اور ان کی کمر پر اچھی طرح سے خاک لگ چکی ہے۔ آپ مٹی ان کی کمر سے صاف فرمانے لگے اور بولے، اٹھو اے ابوتراب اٹھو (دو مرتبہ آپ نے فرمایا)۔

٣٧٠٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عُمَرَ فَسَأَلَهُ عَنْ عُثْمَانَ فَذَكَرَ عَنْ مَحَاسِنِ عَمَلِهِ قَالَ: لَعَلَّ ذَاكَ يَسُوؤُكَ قَالَ: نَعَمْ قَالَ:

(۳۷۰۴) ہم سے محمد بن رافع نے بیان کیا، کہا ہم سے حسین نے، ان سے زائدہ نے، ان سے ابوحصین نے، ان سے سعد بن عبیدہ نے بیان کیا کہ ایک شخص عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں آیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کے محاسن کا ذکر کیا۔ پھر کہا کہ شاید یہ باتیں تمہیں بری لگی ہوں گی۔ اس نے کہا جی ہاں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے

فَأَرْغَمَ اللَّهُ بِأَنْفِكَ ثُمَّ سَأَلَهُ عَنْ عَلِيٍّ فَذَكَرَ مَحَاسِنَ عَمَلِهِ قَالَ: هُوَ ذَاكَ بَيْتُهُ أَوْسَطُ بُيُوتِ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ قَالَ: لَعَلَّ ذَاكَ يَسُوْئُكَ قَالَ: أَجَلْ قَالَ: فَأَرْغَمَ اللَّهُ بِأَنْفِكَ انْطَلِقْ فَاجْهَدْ عَلَيَّ جَهْدَكَ. [راجع: ٣١٣٠]

کہا اللہ تیری ناک خاک آلود کرے پھر اس نے حضرت علی ؓ کے متعلق پوچھا، انہوں نے ان کے بھی محاسن ذکر کئے اور کہا کہ حضرت علی ؓ کا گھرانہ نبی کریم ﷺ کے خاندان کا نہایت عمدہ گھرانہ ہے۔ پھر کہا کہ شاید یہ باتیں بھی تمہیں بری لگی ہوں گی اس نے کہا کہ جی ہاں۔ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بولے اللہ تیری ناک خاک آلود کرے، جا اور میرا جو بگاڑنا چاہے بگاڑ لینا۔ کچھ کمی نہ کرنا۔

تشریح: پوچھنے والا نافع نامی خارجی تھا جو حضرت عثمان اور حضرت علی ؓ ہر دو کو برا سمجھتا تھا۔ عبداللہ بن عمر ؓ نے حضرت علی ؓ کی خاندانی شرافت کا بھی ذکر کیا مگر خارجیوں نے سب کچھ بھلا کر حضرت علی ؓ کے خلاف خروج کیا اور ضلالت وغوایت کا شکار ہوئے۔

٣٧٠٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلَى، حَدَّثَنَا عَلِيٌّ أَنَّ فَاطِمَةَ شَكَتْ مَا تَلْقَى مِنْ أَثَرِ الرَّحَى فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ سَبْيٌ فَانْطَلَقَتْ فَلَمْ تَجِدْهُ فَوَجَدَتْ عَائِشَةَ فَأَخْبَرَتْهَا فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ بِمَجِيْءِ فَاطِمَةَ فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْنَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْتُ لِأَقُوْمَ فَقَالَ: ((عَلَى مَكَانِكُمَا)) فَقَعَدَ بَيْنَنَا حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلَى صَدْرِيْ وَقَالَ: ((أَلَا أُعَلِّمُكُمَا خَيْرًا مِمَّا سَأَلْتُمَانِي؟ إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا تُكَبِّرَا أَرْبَعًا وَثَلَاثِيْنَ وَتُسَبِّحَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ وَتَحْمَدَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ)). [راجع: ٣١١٣]

(٣٧٠٥) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حکم نے، انہوں نے ابن ابی لیلیٰ سے سنا، کہا ہم سے حضرت علی ؓ نے بیان کیا کہ حضرت فاطمہ ؓ نے (نبی کریم ﷺ سے) چکی پیسنے کی تکلیف کی شکایت کی۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے تو حضرت فاطمہ ؓ آپ کے پاس آئیں لیکن آپ موجود نہیں تھے، حضرت عائشہ ؓ سے ان کی ملاقات ہوسکی تو ان سے اس کے بارے میں انہوں نے بات کی جب حضور تشریف لائے تو حضرت عائشہ ؓ نے آپ کو حضرت فاطمہ ؓ کے آنے کی اطلاع دی۔ اس پر نبی اکرم ﷺ خود ہمارے گھر تشریف لائے۔ اس وقت ہم اپنے بستروں پر لیٹ چکے تھے۔ میں نے چاہا کہ کھڑا ہوجاؤں لیکن آپ نے فرمایا: ''یوں ہی لیٹے رہو۔'' اس کے بعد آپ ہم دونوں کے درمیان بیٹھ گئے اور میں نے آپ کے قدموں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی۔ پھر آپ نے فرمایا: ''تم لوگوں نے مجھ سے جو طلب کیا ہے کیا میں تمہیں اس سے اچھی بات نہ بتاؤں۔ جب تم سونے کے لئے بستر پر لیٹو تو چونتیس مرتبہ اللہ اکبر، تینتیس مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس مرتبہ الحمدللہ پڑھ لیا کرو۔ یہ عمل تمہارے لئے کسی خادم سے بہتر ہے۔''

تشریح: امام ابن تیمیہ ؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص سوتے وقت اس حدیث پر عمل کرلیا کرے گا وہ اپنے اندر تھکن محسوس نہیں کرے گا۔

٣٧٠٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ

(٣٧٠٦) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سعد نے، انہوں نے ابراہیم بن سعد

إِبْرَاهِيمَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعَلِيٍّ: ((أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى)). [طرفه في: ٤٤١٦]

سے سنا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہارون علیہ السلام تھے۔''

[مسلم: ٦٢٢١؛ ابن ماجه: ١١٥]

تشریح: یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کا جیسا نسبی رشتہ ہے ایسا ہی میرا اور تمہارا ہے۔

٣٧٠٧ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: اقْضُوا كَمَا كُنْتُمْ تَقْضُونَ فَإِنِّي أَكْرَهُ الإِخْتِلَافَ حَتَّى يَكُونَ لِلنَّاسِ جَمَاعَةٌ أَوْ أَمُوتَ كَمَا مَاتَ أَصْحَابِي. فَكَانَ ابْنُ سِيرِينَ يَرَى أَنَّ عَامَّةَ مَا يُرْوَى عَنْ عَلِيٍّ الْكَذِبُ.

(٣٧٠٧) ہم سے علی بن جعد نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں ایوب نے، انہیں ابن سیرین نے، انہیں عبیدہ نے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عراق والوں سے کہا کہ جس طرح تم پہلے فیصلہ کیا کرتے تھے اب بھی کیا کرو کیونکہ میں اختلاف کو برا جانتا ہوں۔ اسی وقت تک کہ سب لوگ جمع ہو جائیں یا میں بھی اپنے ساتھیوں (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) کی طرح دنیا سے چلا جاؤں۔

ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ عام لوگ (روافض) جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایات (شیخین کی مخالفت میں) بیان کرتے ہیں وہ قطعاً جھوٹی ہیں۔

تشریح: لفظ رافضی رفض سے مشتق ہے۔ محققین کہتے ہیں کہ ان شیعوں کا نام رافضی اس لئے ہوا کہ "لانهم رفضوا زيد بن علی بن الحسين بن علی بن ابی طالب بعدم تبرئته من ابی بكر وعمر۔" واقعہ یہ ہوا تھا کہ حضرت زید بن علی بن حسین کوفہ تشریف لائے اور لوگوں کو تبلیغ کی۔ بہت سے لوگوں نے ان سے بیعت کی مگر ایک جماعت نے کہا کہ جب تک آپ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو برا نہ کہیں گے ہم آپ سے بیعت نہ کریں گے۔ حضرت زید رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا اور وہ امر حق پر قائم رہے۔ اس وقت اس جماعت نے یہ نعرہ بلند کیا نحن نرفضك ہم تم کو چھوڑتے ہیں۔ اس وقت سے یہ گروہ رافضی کے نام سے موسوم ہوا۔ حضرت پیر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس گروہ کی سخت مذمت کی ہے۔ اس گروہ کے مقابلہ پر خارجی ہیں۔ جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر خروج کیا اور منبر پر ان کی برائی شروع کی۔ ہر دو فریق گمراہ ہیں۔ اعتدال کا راستہ اہل سنت کا ہے جو سب صحابہ رضی اللہ عنہم کی عزت کرتے ہیں اور کسی کے خلاف لب کشائی نہیں کرتے۔ ان کی لغزشوں کو اللہ کے حوالے کرتے ہیں: ﴿تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْئَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (٢/البقرة:١٣٤)

روایت میں مذکورہ بزرگ عبیدہ رضی اللہ عنہ عراق کے قاضی تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول یہ تھا کہ ام ولد کی بیع درست نہیں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ ام ولد کی بیع درست ہے۔ عبیدہ نے یہ عرض کیا کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے سے تو ہم ام ولد کی بیع کی ناجوازی کا فتویٰ دیتے رہے ہیں۔ اب آپ کا کیا حکم ہے۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا کہ اب بھی وہی فیصلہ کرو۔

[بَابُ] مَنَاقِبِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ الْهَاشِمِيِّ

باب: حضرت جعفر بن ابی طالب ہاشمی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

وَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي)). [طرفه في: ٤٥٢١]

اور رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا تھا کہ ''تم صورت اور سیرت میں مجھ سے زیادہ مشابہ ہو۔''

تشریح: حضرت جعفر ؓ حضرت علی ؓ سے دس سال بڑے تھے۔ ان کا لقب ذوالجناحین ہے۔ اسلام قبول کرتے ہوئے انہوں نے نبی کریم ﷺ کے بائیں جانب کھڑے ہو کر نماز ادا کی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جیسے تم نے میرے ساتھ مل کر نماز پڑھی ہے اللہ پاک تم کو جنت میں دو بازو عطا فرمائے گا اور تم جنت میں اڑتے پھرو گے۔ بعمر ۴۱ سال جنگ موتہ ۸ھ میں جام شہادت نوش فرمایا۔ ان کی چھاتی میں تلواروں اور نیزوں کے نوے زخم پائے گئے تھے۔ (ؓ)

٣٧٠٨۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ دِيْنَارٍ أَبُوْ عَبْدِ اللَّهِ الْجُهَنِيُّ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّاسَ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ: أَكْثَرَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ وَإِنِّي كُنْتُ أَلْزَمُ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ بِشِبَعِ بَطْنِي حِيْنَ لَا آكُلُ الْخَمِيْرَ وَلَا أَلْبَسُ الْحَبِيْرَ وَلَا يَخْدُمُنِي فُلَانٌ وَلَا فُلَانَةٌ وَكُنْتُ أُلْصِقُ بَطْنِي بِالْحَصْبَاءِ مِنَ الْجُوْعِ وَإِنْ كُنْتُ لَأَسْتَقْرِئُ الرَّجُلَ الْآيَةَ هِيَ مَعِيْ كَيْ يَنْقَلِبَ بِي فَيُطْعِمَنِي وَكَانَ أَخْيَرَ النَّاسِ لِلْمِسْكِيْنِ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَكَانَ يَنْقَلِبُ بِنَا فَيُطْعِمُنَا مَا كَانَ فِي بَيْتِهِ حَتَّى إِنْ كَانَ لَيُخْرِجُ إِلَيْنَا الْعُكَّةَ الَّتِي لَيْسَ فِيْهَا شَيْءٌ فَنَشُقُّهَا فَنَلْعَقُ مَا فِيْهَا. [طرفه في:٥٤٣٢]

(۳۷۰۸) ہم سے احمد بن ابی بکر نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن ابراہیم بن دینار ابو عبداللہ جہنی نے بیان کیا۔ ان سے ابن ابی ذئب نے، ان سے سعید مقبری نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ ؓ بہت احادیث بیان کرتا ہے۔ حالانکہ پیٹ بھرنے کے بعد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہر وقت رہتا تھا، میں خمیری روٹی نہ کھاتا اور نہ عمدہ لباس پہنتا تھا (یعنی میرا وقت علم کے سوا کسی دوسری چیز کے حاصل کرنے میں نہ جاتا) اور نہ میری خدمت کے لئے کوئی فلاں یا فلانی تھی بلکہ میں بھوک کی شدت کی وجہ سے اپنے پیٹ سے پتھر باندھ لیا کرتا۔ بعض وقت میں کسی کو کوئی آیت اس لئے پڑھ کر اس کا مطلب پوچھتا تھا کہ وہ اپنے گھر لے جا کر مجھے کھانا کھلا دے، حالانکہ مجھے اس آیت کا مطلب معلوم ہوتا تھا۔ مسکینوں کے ساتھ سب سے بہتر سلوک کرنے والے حضرت جعفر بن ابی طالب ؓ تھے۔ ہمیں اپنے گھر لے جاتے اور جو کچھ بھی گھر میں موجود ہوتا وہ ہم کو کھلاتے۔ بعض اوقات تو ایسا ہوتا کہ صرف شہد یا گھی کی کپی ہی نکال کر لاتے اور اسے ہم پھاڑ کر اس میں جو کچھ ہوتا اسے ہی چاٹ لیتے۔

٣٧٠٩۔ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا سَلَّمَ عَلَى ابْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ! قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللَّهِ: يُقَالُ: كُنْ فِي جَنَاحِي كُنْ فِي نَاحِيَتِي كُلُّ جَانِبَيْنِ جَنَاحَانِ. [طرفه في: ٤٢٦٤]

(۳۷۰۹) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یزید بن ہارون نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا، انہیں شعبی نے خبر دی کہ جب حضرت عبداللہ بن عمر ؓ حضرت جعفر ؓ کے صاحبزادے کو سلام کرتے تو یوں کہا کرتے " اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ۔" اے دو پروں والے بزرگ کے صاحبزادے تم پر سلام ہو۔ ابو عبداللہ امام بخاری ؒ نے کہا حدیث میں جو جناحین کا لفظ ہے اس سے مراد دو گوشے ہیں (دو کونے)۔

تشریح: ان کے والد حضرت جعفر بن ابی طالب ؓ جنگ موتہ میں شہید ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے ان کو جنت میں دیکھا ان کے جسم پر دو بازو لگے ہوئے ہیں۔ وہ فرشتوں کے ساتھ اڑتے پھرتے ہیں۔ اسی لئے ان کو جعفر طیار ؓ کہا گیا۔

[بَابُ] ذِكْرِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

باب: حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

تشریح: حضرت عباس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے دو تین برس بڑے تھے اور آپ کے حقیقی چچا تھے۔ کہتے ہیں کہ مدینہ میں ایک بار سخت قحط ہوا۔ کعب بن مالک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بنی اسرائیل پر جب قحط پڑتا تھا وہ ان کے پیغمبروں کی اولاد کا وسیلہ لیا کرتے، اللہ تعالیٰ پانی برساتا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہمارے یہاں بھی عباس رضی اللہ عنہ موجود ہیں وہ ہمارے پیغمبر کے چچا ہیں۔ چچا باپ کی طرح ہوتا ہے۔ پھر ان کے پاس گئے اور ان کو ساتھ لے کر منبر پر آ کر دعا کی۔ اللہ نے خوب پانی برسایا۔ باوجود اس کے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اتنی فضیلت حاصل تھی مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل شوریٰ یعنی ارکان مجلس میں جن میں مہاجرین اولین شریک تھے ان کو داخل نہیں کیا کیونکہ وہ فتح مکہ تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، اس کے بعد مسلمان ہوئے۔

٣٧١٠۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنِي أَبِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ إِذَا قَحَطُوا اسْتَسْقَى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ: اللَّهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِينَا وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا، فَيُسْقَوْنَ. [راجع: ١٠١٠]

(٣٧١٠) ہم سے حسن بن محمد نے بیان کیا، ان سے محمد بن عبداللہ انصاری نے بیان کیا، ان سے ابوعبداللہ بن مثنیٰ نے بیان کیا، ان سے ثمامہ بن عبداللہ بن انس نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ قحط کے زمانے میں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو آگے بڑھا کر بارش کی دعا کراتے اور کہتے کہ اے اللہ! پہلے ہم اپنے نبی ﷺ سے بارش کی دعا کراتے تھے اور تو ہمیں سیرابی عطا کرتا تھا اور اب ہم اپنے نبی کے چچا کے ذریعہ بارش کی دعا کرتے ہیں۔ اس لئے ہمیں سیرابی عطا فرما۔ راوی نے بیان کیا کہ اس کے بعد خوب بارش ہوئی۔

تشریح: حضرت عباس رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ کے محترم چچا ہیں۔ عمر میں آپ سے دو سال بڑے تھے۔ ان کی ماں نمر بنت قاسط وہ خاتون ہیں جنہوں نے سب سے پہلے خانہ کعبہ کو غلاف سے مزین کیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ قریش کے بڑے سرداروں میں سے تھے۔ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنی موت کے وقت ستر غلام آزاد کئے۔ بروز جمعہ ١٢ ارجب میں بعمر ٨٨ سال وفات پائی۔ (رضی اللہ عنہ وارضاہ)۔

[بَابُ] مَنَاقِبِ قَرَابَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

باب: رسول کریم ﷺ کے رشتہ داروں کے فضائل

تشریح: آپ کی والدہ ماجدہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں۔ رمضان ٢ ہجری میں ان کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ ذی الحجہ میں رخصتی عمل میں آئی۔ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما آپ ہی کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے۔ ٢٨ سال کی عمر میں نبی کریم ﷺ کی وفات کے چھ ماہ بعد آپ نے انتقال فرمایا۔ (رضی اللہ عنہا وارضاہا)۔

حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ باب کا مطلب اسی فقرہ قرابت سے نکلتا ہے اور یہاں قرابت والوں سے عبدالمطلب کی اولاد مراد ہے۔ مرد ہوں یا عورتیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا یا آپ کی صحبت میں رہے جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد، حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت محسن، حضرت فاطمہ، ان کی صاحبزادی ام کلثوم جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔ حضرت جعفر اور ان کی اولاد عبداللہ اور عون اور محمد۔ کہتے ہیں ایک بیٹا اور بھی تھا احمد۔ عقیل اور ان کی اولاد مسلم بن عقیل، ام ہانی، حضرت علی کی بہن ان کی اولاد۔ حمزہ بن عبدالمطلب ان کی اولاد یعلی، عمرہ، امامہ۔ عباس بن

عبدالمطلب، ان کے بیٹے فضل، عبداللہ قثم، عبیداللہ، حارث، سعید، عبدالرحمٰن، کثیر، عون، تمام ان کی بیٹیاں ام حبیبہ، آمنہ، صفیہ، ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب، ان کی اولاد جعفر نوفل، ان کے بیٹے مغیرہ، حارث۔ عبدالمطلب کی بیٹیاں ثقیلہ، امیمہ، اروی صفیہ، یہ سب لوگ اور ان کی اولاد قیامت تک نبی کریم ﷺ کی قرابت والوں میں داخل ہیں۔ (وحیدی)

٣٧١١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ أَرْسَلَتْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ تَطْلُبُ صَدَقَةَ النَّبِيِّ ﷺ الَّتِي بِالْمَدِينَةِ وَفَدَكٍ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ. [راجع: ٣٠٩٢] [مسلم: ٤٥٨٠، ٤٥٨١، ٤٥٨٢؛ ابوداود: ٢٩٦٨، ٢٩٦٩، ٢٩٧٠]

(۳۷۱۱) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا ہم سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے یہاں اپنا آدمی بھیج کر نبی کریم ﷺ سے ملنے والی میراث کا مطالبہ کیا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو فے کی صورت میں دی تھی۔ یعنی آپ کا مطالبہ مدینہ کی اس جائیداد کے بارے میں تھا جس کی آمدن سے نبی اکرم ﷺ مصارف خیر میں خرچ کرتے تھے اور اسی طرح فدک کی جائیداد اور خیبر کے خمس کا بھی مطالبہ کیا۔

٣٧١٢۔ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ هَذَا الْمَالِ يَعْنِي مَالَ اللَّهِ لَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَزِيدُوا عَلَى الْمَأْكَلِ وَإِنِّي وَاللَّهِ! لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَاتِ النَّبِيِّ ﷺ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهَا فِي عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَأَعْمَلَنَّ فِيهَا بِمَا عَمِلَ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَتَشَهَّدَ عَلِيٌّ ثُمَّ قَالَ: إِنَّا قَدْ عَرَفْنَا يَا أَبَا بَكْرٍ! فَضِيلَتَكَ وَذَكَرَ قَرَابَتَهُمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَحَقَّهُمْ فَتَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي. [راجع: ٣٠٩٣]

(۳۷۱۲) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ خود فرما گئے ہیں کہ ہماری میراث نہیں ہوتی۔ ہم (انبیاء علیہم السلام) جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے اور یہ کہ آل محمد کے اخراجات اسی مال میں سے پورے کئے جائیں مگر انہیں یہ حق نہیں ہوگا کہ کھانے کے علاوہ اور کچھ تصرف کریں اور میں، خدا کی قسم حضور کے صدقے جو آپ کے زمانے میں ہوا کرتے تھے ان میں کوئی ردّ و بدل نہیں کروں گا بلکہ وہی نظام جاری رکھوں گا جیسے حضور ﷺ نے قائم فرمایا تھا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے، اے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم آپ کی فضیلت و مرتبہ کا اقرار کرتے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے حضور ﷺ سے اپنی قرابت کا اور اپنے حق کا ذکر کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے رسول اللہ ﷺ کی قرابت والوں سے سلوک کرنا مجھ کو اپنی قرابت والوں کے ساتھ سلوک کرنے سے زیادہ پسند ہے۔

٣٧١٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاقِدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: ارْقُبُوا مُحَمَّدًا فِي أَهْلِ بَيْتِهِ.

(۳۷۱۳) مجھے عبداللہ بن عبدالوہاب نے خبر دی، کہا ہم سے خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے واقد نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد سے سنا۔ وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے تھے، وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہا، آنحضرت ﷺ کا خیال آپ کے اہل

[طرفه في: ٣٧٥١]

بیت میں رکھو۔

تشریح: یعنی ان سے محبت و احترام سے پیش آؤ اور ان کا دھیان رکھو۔

٣٧١٤- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي فَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِي)). [راجع:٩٢٦] [مسلم: ٦٣٠٧، ٦٣٠٨؛ ابوداود: ٢٠٧١؛ ترمذي: ٣٨٦٧]

(۳۷۱۴) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے، ان سے مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔ اس لئے جس نے اسے ناحق ناراض کیا، اس نے مجھے ناراض کیا۔“

٣٧١٥- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَعَا النَّبِيُّ ﷺ فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فِي شَكْوَاهُ الَّذِي قُبِضَ فِيهَا فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ ثُمَّ دَعَاهَا فَسَارَّهَا فَضَحِكَتْ قَالَتْ: فَسَأَلْتُهَا عَنْ ذَلِكَ. [راجع: ٣٦٢٣]

(۳۷۱۵) ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے اس مرض کے موقع پر بلایا جس میں آپ کی وفات ہوئی، پھر آہستہ سے کوئی بات کہی تو وہ رونے لگیں پھر آنحضرت ﷺ نے انہیں بلایا اور آہستہ سے کوئی بات کہی تو وہ ہنسنے لگیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کیا کہ پھر میں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا۔

٣٧١٦- فَقَالَتْ: سَارَّنِي النَّبِيُّ ﷺ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ يُقْبَضُ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِي فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِهِ أَتْبَعُهُ فَضَحِكْتُ. [راجع: ٣٦٢٤]

(۳۷۱۶) تو انہوں نے بتایا کہ پہلے مجھ سے نبی ﷺ نے آہستہ سے یہ فرمایا تھا کہ حضور ﷺ اپنی اسی بیماری میں وفات پا جائیں گے، میں اس پر رونے لگی۔ پھر مجھ سے حضور ﷺ نے آہستہ سے فرمایا کہ آپ کے اہل بیت میں سب سے پہلے میں آپ سے جاملوں گی۔ اس پر میں ہنسی تھی۔

تشریح: جیسا نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا کہ آپ کی وفات کے تقریباً چھ ماہ بعد حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے یہ خبر وحی الٰہی کے ذریعہ سے دی تھی کیونکہ آپ عالم الغیب نہیں تھے۔ ہاں اللہ پاک کی طرف سے جو معلوم ہو جاتا وہ فرماتے اور پھر وہ حرف بہ حرف پورا ہو جاتا۔ عالم الغیب اس کو کہتے ہیں جو خود بخود بغیر کسی کے بتلائے غیب کی خبریں پیش کر سکے۔ یہ علم غیب صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے اور کوئی نبی و ولی غیب داں نہیں ہیں۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کی زبانی اعلان کرا دیا ہے کہ کہہ دو میں غیب جاننے والا نہیں ہوں۔ اگر آپ غیب داں ہوتے تو جنگ احد کا عظیم حادثہ پیش نہ آتا۔

[بَابُ] مَنَاقِبِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ

باب: زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: هُوَ حَوَارِيُّ النَّبِيِّ ﷺ وَسُمِّيَ الْحَوَارِيُّونَ لِبَيَاضِ ثِيَابِهِمْ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے حواری تھے اور انہیں (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حوارین کو) ان کے سفید کپڑوں کی وجہ سے

کہتے ہیں (بعض لوگوں نے ان کو دھوبی بتلایا ہے)۔

تشریح: آپ کی کنیت ابوعبداللہ قریشی ہے۔ ان کی والدہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا عبدالمطلب کی بیٹی اور نبی کریم ﷺ کی پھوپھی ہیں۔ سولہ سال کی عمر میں اسلام لائے۔ ان کے چچا نے دھوئیں میں ان کا دم گھونٹ دیا تا کہ یہ اسلام چھوڑ دیں۔ مگر یہ ثابت قدم رہے۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ جملہ غزوات میں شریک رہے۔ لمبے قد اور گورے رنگ کے تھے۔ ایک ظالم عمرو بن جرموز نامی نے بصرہ کی سرزمین پر ۲۶ھ میں بعمر چونسٹھ سال ان کو شہید کر دیا۔ وادی سباع میں دفن ہوئے، پھر ان کو بصرہ میں منتقل کیا گیا۔ (رضی اللہ عنہ)

۳۷۱۷۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَخْبَرَنِي مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ قَالَ: أَصَابَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رُعَافٌ شَدِيْدٌ سَنَةَ الرُّعَافِ حَتَّى حَبَسَهُ عَنِ الْحَجِّ وَأَوْصَى فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ: اسْتَخْلِفْ فَقَالَ: وَقَالُوْهُ؟: قَالَ: نَعَمْ قَالَ: وَمَنْ؟ فَسَكَتَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ آخَرُ أَحْسِبُهُ الْحَارِثَ فَقَالَ: اسْتَخْلِفْ فَقَالَ عُثْمَانُ: وَقَالُوْهُ؟ فَقَالَ: نَعَمْ قَالَ: وَمَنْ هُوَ؟ قَالَ: فَسَكَتَ قَالَ: فَلَعَلَّهُمْ قَالُوْا: الزُّبَيْرَ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: أَمَا وَالَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُ لَخَيْرُهُمْ مَا عَلِمْتُ وَإِنْ كَانَ لَأَحَبَّهُمْ إِلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ. [طرفه في: ۳۷۱۸]

(۳۷۱۷) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مسہر نے، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ مجھے مروان بن حکم نے خبر دی کہ جس سال نکسیر پھوٹنے کی بیماری پھوٹ پڑی تھی اس سال عثمان رضی اللہ عنہ کی اتنی سخت نکسیر پھوٹی کہ آپ حج کے لئے بھی نہ جا سکے اور (زندگی سے مایوس ہو کر) وصیت بھی کر دی، پھر ان کی خدمت میں قریش کے ایک صاحب گئے اور کہا کہ آپ کسی کو اپنا خلیفہ بنا دیں۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا، کیا یہ سب کی خواہش ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے پوچھا کہ کسے بناؤں؟ اس پر وہ خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد ایک دوسرے صاحب گئے۔ میرا خیال ہے کہ وہ حارث تھے۔ انہوں نے بھی یہی کہا کہ آپ کسی کو خلیفہ بنا دیں۔ آپ نے ان سے بھی پوچھا کیا یہ سب کی خواہش ہے؟ انہوں نے کہا، جی ہاں۔ آپ نے پوچھا، لوگوں کی رائے کس کے لئے ہے، اس پر وہ بھی خاموش ہو گئے۔ تو آپ نے خود فرمایا، غالباً زبیر کی طرف لوگوں کا رجحان ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔ پھر آپ نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میرے علم کے مطابق بھی وہ ان میں سب سے بہتر ہیں اور بلا شبہ وہ رسول اللہ ﷺ کی نظروں میں بھی ان میں سب سے زیادہ محبوب تھے۔

تشریح: یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ وہ حضرت زبیر کو اپنے بعد خلیفہ نامزد کر دیں مگر علم الٰہی میں یہ مقام حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے مخصوص تھا۔ اسی لئے تقدیر کے تحت چوتھے خلیفہ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ قرار پائے۔ اسی ترتیب کے ساتھ یہ چاروں خلفائے راشدین کہلاتے ہیں اور اسی ترتیب سے ان سے ان سب کی خلافت برحق ہے۔

۳۷۱۸۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ، أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ قَالَ: سَمِعْتُ مَرْوَانَ يَقُوْلُ: كُنْتُ عِنْدَ عُثْمَانَ أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: اسْتَخْلِفْ قَالَ: وَقِيْلَ ذَاكَ؟

(۳۷۱۸) مجھ سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، انہیں ان کے والد نے خبر دی کہ میں نے مروان سے سنا کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں موجود تھا کہ اتنے میں ایک صاحب آئے اور کہا کہ کسی کو آپ اپنا خلیفہ بنا دیجئے۔ آپ نے دریافت

قَالَ: نَعَمْ الزُّبَيْرُ قَالَ: أَمَا وَاللَّهِ! إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُونَ أَنَّهُ خَيْرُكُمْ ثَلَاثًا. [راجع: ٣٧١٧]

فرمایا، کیا اس کی خواہش کی جا رہی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں! زبیر کی طرف لوگوں کا رجحان ہے۔ آپ نے اس پر فرمایا ٹھیک ہے۔ تم کو بھی معلوم ہے کہ وہ تم میں بہتر ہیں۔ آپ نے تین مرتبہ یہ بات دہرائی۔

٣٧١٩۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ هُوَ ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَإِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ)). [راجع: ٢٨٤٦]

(۳۷۱۹) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالعزیز نے بیان کیا جو ابوسلمہ کے صاحبزادے تھے، ان سے محمد نے بیان کیا، ان سے محمد بن منکدر نے بیان کیا اور ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر بن عوام (رضی اللہ عنہ) ہیں۔“

تشریح: حواری قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فدائیوں کو کہا گیا ہے۔ یوں تو جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی نبی کریم ﷺ کے فدائی تھے مگر بعض خصوصیات کی بنا پر آپ نے یہ لقب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔

٣٧٢٠۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: كُنْتُ يَوْمَ الْأَحْزَابِ جُعِلْتُ أَنَا وَعُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ فِي النِّسَاءِ فَنَظَرْتُ فَإِذَا أَنَا بِالزُّبَيْرِ عَلَى فَرَسِهِ يَخْتَلِفُ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَلَمَّا رَجَعْتُ قُلْتُ: يَا أَبَتِ رَأَيْتُكَ تَخْتَلِفُ؟ قَالَ: أَوَهَلْ رَأَيْتَنِي يَا بُنَيَّ؟ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ يَأْتِ بَنِي قُرَيْظَةَ فَيَأْتِينِي بِخَبَرِهِمْ)) فَانْطَلَقْتُ فَلَمَّا رَجَعْتُ جَمَعَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَبَوَيْهِ فَقَالَ: ((فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي)). [مسلم: ٦٢٤٥، ٦٢٤٦؛ ترمذي: ٣٧٤٣؛ ابن ماجه: ١٢٣]

(۳۷۲۰) ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ احزاب کے موقع پر مجھے اور عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کو عورتوں میں چھوڑ دیا گیا تھا (کیونکہ یہ دونوں حضرات بچے تھے) میں نے اچانک دیکھا کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ (آپ کے والد) اپنے گھوڑے پر سوار بنی قریظہ (یہودیوں کے ایک قبیلہ کی) طرف آ جا رہے ہیں۔ دو یا تین مرتبہ ایسا ہوا۔ پھر جب وہاں سے واپس آیا تو میں نے عرض کیا، ابا جان! میں نے آپ کو کئی مرتبہ آتے جاتے دیکھا، انہوں نے کہا، بیٹے! کیا واقعی تم نے بھی دیکھا تھا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ”کون ہے جو بنو قریظہ کی طرف جا کر ان کی (نقل وحرکت کے متعلق) اطلاع میرے پاس لا سکے۔“ اس پر میں وہاں گیا اور جب میں (خبر لے کر) واپس آیا تو آنحضرت ﷺ نے (فرط مسرت میں) اپنے والدین کا ایک ساتھ ذکر کر کے فرمایا کہ ”میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔“

٣٧٢١۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ قَالُوا لِلزُّبَيْرِ يَوْمَ

(۳۷۲۱) ہم سے علی بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی اور انہیں ان کے والد نے کہ جنگ یرموک کے موقع پر نبی کریم ﷺ کے صحابہ نے حضرت زبیر بن

الْيَرْمُوكِ، أَلَا تَشُدُّ فَنَشُدَّ مَعَكَ فَحَمَلَ عَلَيْهِمْ فَضَرَبُوْهُ ضَرْبَتَيْنِ عَلَى عَاتِقِهِ بَيْنَهُمَا ضَرْبَةٌ ضُرِبَهَا يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ عُرْوَةُ: فَكُنْتُ أُدْخِلُ أَصَابِعِي فِيْ تِلْكَ الضَّرَبَاتِ أَلْعَبُ وَأَنَا صَغِيْرٌ. [طرفاه في: ٣٩٧٣، ٣٩٧٥]

عوام ؓ سے کہا آپ حملہ کیوں نہیں کرتے تا کہ ہم بھی آپ کے ساتھ حملہ کریں۔ چنانچہ انہوں نے ان (رومیوں) پر حملہ کیا۔ اس موقع پر انہوں نے (رومیوں نے) آپ کے دو کاری زخم شانے پر لگائے۔ درمیان میں وہ زخم تھا جو بدر کے موقع پر آپ کو لگا تھا۔ عروہ نے کہا کہ (یہ زخم اتنے گہرے تھے کہ اچھے ہو جانے کے بعد) میں بچپن میں ان زخموں کے اندر اپنی انگلیاں ڈال کر کھیلا کرتا تھا۔

[بَابُ] ذِكْرِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ

باب: حضرت طلحہ بن عبید اللہ ؓ کا تذکرہ

وَقَالَ عُمَرُ: تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ عَنْهُ رَاضٍ.

اور حضرت عمر ؓ نے ان کے متعلق کہا کہ نبی کریم ﷺ اپنی وفات تک ان سے راضی تھے۔

تشریح: ان کی کنیت ابو محمد قریشی ہے۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ غزوہ احد میں انہوں نے نبی کریم ﷺ کے چہرہ مبارک کی حفاظت کے لئے اپنے ہاتھوں کو بطور ڈھال پیش کر دیا۔ ہاتھوں پر ۷۵ زخم آئے۔ انگلیاں سن ہو گئیں مگر نبی کریم ﷺ کے چہرہ انور کی حفاظت کے لئے ڈٹے رہے۔ حضرت طلحہ ؓ حسین چہرہ گندم گوں بہت بالوں والے تھے۔ جنگ جمل میں بعمر ۶۴ سال شہید ہوئے۔ (رضی الله عنه وارضاه)

ان کا نسب یہ تھا طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن کعب بن مرہ۔ کعب میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ مل جاتے ہیں۔ جنگ جمل میں شریک ہوئے۔ حضرت علی ؓ نے باوجودیکہ طلحہ ان کے مخالف لشکر یعنی حضرت عائشہ ؓ کے ساتھ شریک تھے، جب ان کی شہادت کی خبر سنی تو اتنا روئے کہ آپ کی ڈاڑھی تر ہو گئی۔ مروان نے ان کو تیر سے شہید کیا۔ (وحیدی)

٣٧٢٢، ٣٧٢٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ قَالَ: لَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ بَعْضِ تِلْكَ الْأَيَّامِ الَّتِيْ قَاتَلَ فِيْهِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غَيْرُ طَلْحَةَ وَسَعْدٍ عَنْ حَدِيْثِهِمَا.

[طرفه في: ٤٠٦٠، ٤٠٦١] [مسلم: ٦٢٤٢]

(۳۷۲۲،۲۳) مجھ سے محمد بن ابی بکر مقدمی نے بیان کیا، ان سے معتمر نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے ابو عثمان ؓ نے بیان کیا کہ بعض ان جنگوں میں جن میں رسول اللہ ﷺ خود شریک ہوئے تھے (احد کی جنگ میں) طلحہ اور سعد ؓ کے سوا اور کوئی باقی نہیں رہا تھا۔

٣٧٢٤۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ قَالَ: رَأَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ الَّتِيْ وَقَى بِهَا النَّبِيَّ ﷺ قَدْ شَلَّتْ. [طرفه في: ٤٠٦٣] [ابن ماجه: ١٢٨]

(۳۷۲۴) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد نے بیان کیا، ان سے خالد بن ابی خالد نے، ان سے قیس بن ابی حازم نے کہ میں نے حضرت طلحہ ؓ کا وہ ہاتھ دیکھا ہے جس سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی (جنگ احد میں) حفاظت کی تھی کہ وہ بالکل بیکار ہو چکا تھا۔

[بَابُ] مَنَاقِبِ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ

باب: حضرت سعد بن ابی وقاص الزہری ؓ

وَقَّاصٍ الزُّهْرِيِّ — کے فضائل کا بیان

وَبَنُو زُهْرَةَ أَخْوَالُ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ سَعْدُ ابْنُ مَالِكٍ.

بنوزہرہ نبی کریم ﷺ کے ماموں ہوتے تھے۔ ان کا اصل نام سعد بن ابی مالک ہے۔

تشریح: یہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ قریشی زہری ہیں۔ سترہ سال کی عمر میں اسلام لائے۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں سب سے پہلے تیراندازی کرنے والے تھے۔ مستجاب الدعوات مشہور تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو کوفہ کا گورنر بنایا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ”ارم فداك ابي وامي“ تیراندازی کروتم پر میرے ماں باپ فدا ہوں، ان کے لئے فرمایا تھا۔ بعمر ستر سال ۵۵ھ میں وفات پائی۔ مدینہ میں دفن کئے گئے۔ (رضی الله عنه وارضاه)

ان کا نسب نامہ یہ ہے سعد بن ابی وقاص بن وہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ، یہ کلاب پر نبی کریم ﷺ سے مل جاتے ہیں اور وہیب حضرت آمنہ نبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ کے چچا تھے۔

٣٧٢٥ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدًا يَقُولُ: جَمَعَ لِي النَّبِيُّ ﷺ أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ. [أطرافه في: ٤٠٥٥، ٤٠٥٦، ٤٠٥٧] [مسلم: ٦٢٣٥، ٦٢٣٦؛ ترمذي: ٢٨٣٠، ٣٧٥٤؛ ابن ماجه: ١٣٠]

(۳۷۲۵) مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوہاب نے بیان کیا، کہا کہ میں نے یحییٰ سے سنا، کہا کہ میں نے سعید بن مسیب سے سنا، کہا کہ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ جنگ احد کے موقع پر میرے لئے نبی کریم ﷺ نے اپنے والدین کو ایک ساتھ جمع کر کے یوں فرمایا کہ ”میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔“

٣٧٢٦ـ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَأَنَا ثُلُثُ الْإِسْلَامِ. [طرفه في: ٣٧٢٧، ٣٨٥٨] [ابن ماجه: ١٣٢]

(۳۷۲۶) ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہاشم بن ہاشم نے بیان کیا، ان سے عامر بن سعد نے اور ان سے ان کے والد (سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ مجھے خوب یاد ہے۔ میں نے ایک زمانے میں مسلمانوں کا تیسرا حصہ اپنے تئیں دیکھا۔ (امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا اسلام کے تیسرے حصے سے یہ مراد ہے کہ رسول کریم ﷺ کے ساتھ صرف تین مسلمان تھے جن میں تیسرا مسلمان میں تھا)۔

٣٧٢٧ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ: مَا أَسْلَمَ أَحَدٌ إِلَّا فِي الْيَوْمِ الَّذِي أَسْلَمْتُ فِيهِ وَلَقَدْ مَكَثْتُ سَبْعَةَ أَيَّامٍ

(۳۷۲۷) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، ہم کو ابن ابی زائدہ نے خبر دی، کہا ہم سے ہاشم بن ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص نے بیان کیا، کہا کہ میں نے سعید بن میسب سے سنا، کہا کہ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے سنا۔ انہوں نے کہا کہ جس دن میں اسلام لایا، اسی دن دوسرے (سب سے پہلے اسلام میں داخل ہونے والے حضرات صحابہ) بھی اسلام میں داخل ہوئے ہیں اور میں سات دن تک اسی طور پر رہا کہ میں اسلام کا تیسرا فرد

وَإِنِّي لَثُلُثُ الْإِسْلَامِ تَابَعَهُ أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا هَاشِمٌ. [راجع: ٣٧٢٦] [ابن ماجه: ١٣٢]

تھا۔ ابن ابی زائدہ کے ساتھ اس حدیث کو ابو اسامہ نے بھی روایت کیا۔

تشریح: اس پر یہ اعتراض ہوا ہے کہ ابوبکر اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہما اور کئی آدمی سعد سے پہلے اسلام لائے تھے۔ بعض نے کہا کہ سعد نے اپنے علم کی رو سے کہا مگر صحیح نہیں۔ کیونکہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے سعد سے نقل کیا کہ میں انیس برس کی عمر میں اسلام لایا، ابوبکر صدیق کے ہاتھ پر۔ اس وقت میں ساتواں مسلمان تھا۔ بعض نے کہا صحیح اس حدیث کی یوں ہے: "ماأسلم احد فی الیوم الذی اسلمت فیہ۔" یعنی جس دن میں مسلمان ہوا اس دن کوئی مسلمان نہیں ہوا۔ حافظ نے کہا ابن مندہ نے کہا معرفت میں اس حدیث کو یوں ہی نقل کیا ہے اس صورت میں کوئی اشکال نہ رہے گا۔ (وحیدی)

٣٧٢٨۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، حَدَّثَنَا خَالِدُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدًا يَقُوْلُ: إِنِّي لَأَوَّلُ الْعَرَبِ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَكُنَّا نَغْزُوْ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَمَا لَنَا طَعَامٌ إِلَّا وَرَقُ الشَّجَرِ حَتَّى إِنَّ أَحَدَنَا لَيَضَعُ كَمَا يَضَعُ الْبَعِيْرُ أَوِ الشَّاةُ مَا لَهُ خِلْطٌ ثُمَّ أَصْبَحَتْ بَنُو أَسَدٍ تُعَزِّرُنِي عَلَى الْإِسْلَامِ لَقَدْ خِبْتُ إِذًا وَضَلَّ عَمَلِي. وَكَانُوْا وَشَوْا بِهِ إِلَى عُمَرَ قَالُوْا: لَا يُحْسِنُ يُصَلِّي. قَالَ أَبُوعَبْدِ اللَّهِ: ثُلُثُ الْإِسْلَامِ يَقُوْلُ: وَأَنَا ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ [طرفاه في: ٥٤١٢، ٦٤٥٣] [مسلم: ٧٤٣٣، ٧٤٣٤؛ ترمذي: ٢٣٦٥، ٢٣٦٦؛ ابن ماجه: ١٣١]

(۳۷۲۸) ہم سے ہاشم نے بیان کیا، کہا ہم سے عمرو بن عون نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن عبداللہ نے بیان کیا، ان سے اسماعیل نے، ان سے قیس نے بیان کیا کہ میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ عرب میں سب سے پہلے اللہ کے راستے میں، میں نے تیر اندازی کی تھی (ابتدائے اسلام میں) ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ اس طرح غزوات میں شرکت کرتے تھے کہ ہمارے ساتھ درخت کے پتوں کے سوا کھانے کے لئے بھی کچھ نہ ہوتا تھا۔ اس سے ہمیں اونٹ بکریوں کی طرح اجابت ہوتی تھی۔ یعنی ملی ہوئی نہیں ہوتی تھی۔ لیکن اب بنی اسد کا یہ حال ہے کہ اسلامی احکام پر عمل میں میرے اندر عیب نکالتے ہیں (چہ خوش) ایسا ہو تو میں بالکل محروم اور بے نصیب ہی رہا اور میرے سب کام برباد ہوگئے۔ ہوا یہ تھا کہ بنی اسد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سعد رضی اللہ عنہ کی چغلی کھائی تھی، یہ کہا تھا کہ وہ اچھی طرح نماز بھی نہیں پڑھتے۔

بَابُ ذِكْرِ أَصْهَارِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُمْ أَبُو الْعَاصِ بْنُ الرَّبِيْعِ

باب: نبی کریم ﷺ کے دامادوں کا بیان ابوالعاص بن ربیع بھی ان ہی میں سے ہیں

٣٧٢٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ قَالَ: إِنَّ عَلِيًّا خَطَبَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ فَسَمِعَتْ بِذَلِكَ فَاطِمَةُ فَأَتَتْ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَزْعُمُ قَوْمُكَ

(۳۷۲۹) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ سے علی بن حسین نے بیان کیا اور ان سے مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی لڑکی کو (جو مسلمان تھیں) پیغام نکاح دیا۔ اس کی اطلاع جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ہوئی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا کہ آپ کی قوم کا

أَنَّكَ لَا تَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ وَهَذَا عَلِيٌّ نَاكِحٌ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ فَسَمِعْتُهُ حِيْنَ تَشَهَّدَ يَقُوْلُ: ((أَمَّا بَعْدُ! أَنْكَحْتُ أَبَا الْعَاصِ بْنَ الرَّبِيْعِ فَحَدَّثَنِيْ وَصَدَقَنِيْ وَإِنَّ فَاطِمَةَ بَضْعَةٌ مِنِّي وَإِنِّيْ أَكْرَهُ أَنْ يَسُوْئَهَا وَاللَّهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللَّهِ عِنْدَ رَجُلٍ وَاحِدٍ)) فَتَرَكَ عَلِيٌّ الْخِطْبَةَ. [راجع:٩٢٦] وَزَادَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ ابْنِ حُسَيْنٍ عَنْ مِسْوَرٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَذَكَرَ صِهْرًا لَهُ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ شَمْسٍ فَأَثْنَى عَلَيْهِ فِيْ مُصَاهَرَتِهِ إِيَّاهُ فَأَحْسَنَ قَالَ: ((حَدَّثَنِيْ فَصَدَقَنِيْ وَوَعَدَنِيْ فَوَفَى لِيْ)).

[راجع:٩٢٦]

خیال ہے کہ آپ کو اپنی بیٹیوں کی خاطر (جب انہیں کوئی تکلیف دے) کسی پر غصہ نہیں آتا۔ اب دیکھئے یہ علی ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو خطاب فرمایا۔ میں نے آپ کو خطبہ پڑھتے سنا، آپ نے فرمایا: ”اما بعد! میں نے ابو العاص بن ربیع سے (زینب رضی اللہ عنہا کی، آپ کی سب سے بڑی صاحبزادی کی) شادی کی تو انہوں نے جو بات بھی کہی اس میں وہ سچے اترے اور بلاشبہ فاطمہ بھی میرے (جسم کا) ایک ٹکڑا ہے اور مجھے یہ پسند نہیں کہ کوئی بھی اسے تکلیف دے۔ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کی بیٹی اور اللہ تعالیٰ کے ایک دشمن کی بیٹی ایک شخص کے پاس جمع نہیں ہو سکتیں۔“ چنانچہ علی رضی اللہ عنہ نے اس شادی کا ارادہ ترک کر دیا۔ محمد بن عمرو بن حلحلہ نے ابن شہاب سے یہ اضافہ کیا ہے۔ انہوں نے علی بن حسین سے اور انہوں نے مسور رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔ آپ نے بنی عبد شمس کے اپنے ایک داماد کا ذکر کیا اور حقوق دامادی کی ادائیگی کی تعریف فرمائی۔ پھر فرمایا کہ ”انہوں نے مجھ سے جو بات بھی کہی سچی کہی اور جو وعدہ بھی کیا پورا کر دکھایا۔“

تشریح: حضرت ابوالعاص مقسم بن الربیع ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب ان کے نکاح میں تھیں۔ بدر کے دن اسلام قبول کر کے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ نبی کریم ﷺ سے سچی محبت رکھتے تھے۔ جنگ یمامہ میں جام شہادت نوش فرمایا۔ ان کی فضیلت کے لئے یہ کافی ہے کہ خود نبی کریم ﷺ نے ان کی وفاداری کی تعریف فرمائی۔ جب حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کا یہ حال ہے تو پھر علی رضی اللہ عنہ سے تعجب ہے کہ وہ اپنا وعدہ کیوں پورا نہ کریں۔ ہوا یہ تھا کہ ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوتے وقت یہ شرط کر لی تھی کہ ان کے رہنے تک میں دوسری بیوی نہ کروں گا۔ اس شرط کو ابوالعاص نے پورا کیا۔ شاید حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی یہی شرط کی ہو۔ لیکن جویریہ کو پیغام دیتے وقت وہ بھول گئے تھے۔ جب نبی کریم ﷺ نے عتاب کا یہ خطبہ پڑھا تو ان کو اپنی شرط یاد آ گئی اور وہ اس ارادے سے باز آئے۔ بعض نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایسی کوئی شرط نہیں ہوئی تھی لیکن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بڑے رنجوں میں گرفتار تھیں۔ والدہ گزر گئیں، تینوں بہنیں گزر گئیں، اکیلی باقی رہ گئی تھیں۔ اب سوکن آنے سے وہ پریشان ہو کر اندیشہ تھا کہ ان کی جان کو نقصان پہنچے۔ اس لئے آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر عتاب فرمایا تھا۔ (وحیدی)

بَابُ مَنَاقِبِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ مَوْلَى النَّبِيِّ ﷺ

باب: رسول کریم ﷺ کے غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

وَقَالَ الْبَرَاءُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أَنْتَ أَخُوْنَا وَمَوْلَانَا)).

اور براء رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے نقل کیا کہ حضور ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: ”تم ہمارے بھائی اور ہمارے مولا ہو۔“

تشریح: حضرت زید بن حارثہ کی کنیت ابو اسامہ ہے۔ ان کی والدہ سعدیٰ بنت ثعلبہ ہیں جو بنی معن میں سے تھیں آٹھ سال کی عمر میں حضرت

زید رضی اللہ عنہ کو ڈاکوؤں نے اغوا کر کے مکہ میں چار سو درہم میں بیچ ڈالا۔ خریدنے والے حکیم بن حزام بن خویلد رضی اللہ عنہ تھے جنہوں نے ان کو خرید کر اپنی پھوپھی حضرت خدیجۃ الکبریٰ کو دے دیا۔ نبی کریم ﷺ سے شادی کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کو رسول اللہ ﷺ کے لئے ہبہ کر دیا۔ ابتدا میں ان کو رسول اللہ ﷺ نے اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا تھا اور ان کا نکاح اپنی آزاد کردہ لونڈی ام ایمن رضی اللہ عنہا سے کر دیا تھا جن سے اسامہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ اس کے بعد زینب بنت جحش سے ان کا نکاح ہوا۔ آیت قرآن: ﴿فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا﴾ (۳۳/ الاحزاب: ۳۷)، میں ان ہی کا نام مذکور ہے۔ غزوہ موتہ میں بعمر ۵۵ سال ۸ ہجری میں امیر لشکر کی حیثیت سے شہید کر دیئے گئے۔

٣٧٣٠۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ بَعْثًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِي إِمَارَتِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنْ تَطْعَنُوْا فِي إِمَارَتِهِ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِي إِمَارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلُ وَأَيْمُ اللّٰهِ! إِنْ كَانَ لَخَلِيقًا لِلْإِمَارَةِ وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنَّ هٰذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ)). [أطرافه في: ٤٢٥٠، ٤٤٦٨، ٤٤٦٩، ٦٦٢٧، ٧١٨٧]

(۳۷۳۰) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن دینار نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک فوج بھیجی اور اس کا امیر اسامہ بن زید کو بنایا۔ ان کو امیر بنائے جانے پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اگر آج تم اس کے امیر بنائے جانے پر اعراض کر رہے ہو تو اس سے پہلے اس کے باپ کے امیر بنائے جانے پر بھی تم نے اعتراض کیا تھا اور اللہ کی قسم وہ (زید رضی اللہ عنہ) امارت کے مستحق تھے اور مجھے سب سے زیادہ عزیز تھے۔ اور یہ (اسامہ رضی اللہ عنہ) اب ان کے بعد مجھے سب سے زیادہ عزیز ہیں۔“

تشریح: یہ لشکر نبی کریم ﷺ نے مرض الموت میں تیار کیا تھا اور حکم فرمایا تھا کہ فوراً ہی روانہ ہو جائے مگر بعد میں جلدی آپ کی وفات ہو گئی۔ لشکر مدینہ کے قریب ہی سے واپس لوٹ آیا۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں اس کو تیار کر کے روانہ کیا۔

٣٧٣١۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ قَائِفٌ وَالنَّبِيُّ ﷺ شَاهِدٌ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَزَيْدُ ابْنُ حَارِثَةَ مُضْطَجِعَانِ فَقَالَ: إِنَّ هٰذِهِ الْأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ قَالَ: فَسُرَّ بِذٰلِكَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَعْجَبَهُ فَأَخْبَرَ بِهِ عَائِشَةَ. [راجع: ٣٥٥٥] [مسلم: ٣٦١٩]

(۳۷۳۱) ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک قیافہ شناس میرے یہاں آیا نبی کریم ﷺ اس وقت وہیں تشریف رکھتے تھے اور اسامہ بن زید اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما (ایک چادر میں) لیٹے ہوئے تھے (منہ اور جسم کا سارا حصہ قدموں کے سوا چھپا ہوا تھا) اس قیافہ شناس نے کہا کہ یہ پاؤں بعض، بعض سے نکلے ہوئے معلوم ہوتے ہیں (یعنی باپ بیٹے کے ہیں) قیافہ شناس نے پھر بتایا کہ حضور ﷺ اس کے اس اندازہ پر بہت خوش ہوئے اور پھر آپ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی یہ واقعہ بیان فرمایا۔

تشریح: باب کی مطابقت اس طرح سے ہے کہ آپ کو حضرت زید رضی اللہ عنہ سے بہت محبت تھی۔ جب ہی تو قیافہ شناس کی اس بات سے آپ خوش ہوئے۔ منافق یہ طعنہ دیا کرتے تھے کہ اسامہ کا رنگ کالا ہے، وہ زید کے بیٹے نہیں ہیں۔

بَابُ ذِكْرِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ

باب: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کا بیان

تشریح: اسامہ، زید بن حارثہ قضاعی کے بیٹے ہیں۔ باپ اور بیٹے دونوں رسول اللہ ﷺ کے خاص الخاص محبوب تھے۔ ان کی والدہ ام ایمن ہیں۔ جن کی گود میں رسول کریم ﷺ کی پرورش ہوئی۔ یہ نبی کریم ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ کی لونڈی تھیں جن کو بعد میں نبی کریم ﷺ نے آزاد کر دیا تھا۔ وفات نبوی کے وقت حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی عمر بیس سال کی تھی۔ وادی القریٰ میں بعد شہادت عثمان رضی اللہ عنہ ان کی وفات ہوئی۔ (رضی الله عنه وارضاه)

٣٧٣٢۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَخْزُومِيَّةِ فَقَالُوا: مَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ [راجع: ٢٦٤٨]

(۳۷۳۲) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ قریش مخزومیہ عورت کے معاملے کی وجہ سے، بہت رنجیدہ تھے۔ انہوں نے یہ فیصلہ آپس میں کیا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے سوا، جو رسول اللہ ﷺ کو انتہائی عزیز ہیں، (اس عورت کی سفارش کے لئے) اور کون جرأت کر سکتا ہے۔

٣٧٣٣۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: ذَهَبْتُ أَسْأَلُ الزُّهْرِيَّ عَنْ حَدِيثِ الْمَخْزُومِيَّةِ فَصَاحَ بِي قُلْتُ لِسُفْيَانَ: فَلَمْ تَحْتَمِلْهُ عَنْ أَحَدٍ قَالَ: وَجَدْتُهُ فِي كِتَابٍ كَانَ كَتَبَهُ أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ سَرَقَتْ فَقَالُوا: مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا النَّبِيَّ ﷺ فَلَمْ يَجْتَرِئْ أَحَدٌ أَنْ يُكَلِّمَهُ فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ ابْنُ زَيْدٍ فَقَالَ: ((إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَ إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ قَطَعُوهُ وَلَوْ كَانَتْ فَاطِمَةُ لَقَطَعْتُ يَدَهَا)). [راجع: ٢٦٤٨]

(۳۷۳۳) (دوسری سند) اور ہم سے علی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، انہوں نے کہا میں نے زہری سے مخزومیہ کی حدیث پوچھی تو وہ مجھ پر بہت غصہ ہو گئے۔ میں نے اس پر سفیان سے کہا تو پھر آپ کسی اور ذریعہ سے اس حدیث کی روایت نہیں کرتے؟ انہوں نے بیان کیا کہ ایوب بن موسیٰ کی لکھی ہوئی ایک کتاب میں، میں نے یہ حدیث دیکھی۔ وہ زہری سے روایت کرتے تھے، وہ عروہ سے، وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ بنی مخزوم کی ایک عورت نے چوری کر لی تھی۔ قریش نے (اپنی مجلس میں) سوچا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اس عورت کی سفارش کے لئے کون جا سکتا ہے؟ کوئی اس کی جرأت نہیں کر سکتا۔ آخر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے سفارش کی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”بنی اسرائیل میں یہ دستور ہو گیا تھا کہ جب کوئی شریف آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس کا ہاتھ کاٹتے۔ اگر آج فاطمہ (رضی اللہ عنہا) نے چوری کی ہوتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹتا۔“

تشریح: حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے لئے یہی کافی ہے کہ عام طور پر قریش نے ان کو دربار نبوی میں سفارش کرنے کا اہل پایا۔ (رضی اللہ عنہ)

٣٧٣٤۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَبَّادٍ يَحْيَى بْنُ عَبَّادٍ، حَدَّثَنَا الْمَاجِشُونُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ: نَظَرَ ابْنُ عُمَرَ

(۳۷۳۴) ہم سے حسن بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو عباد یحییٰ بن عباد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ماجشون نے بیان کیا، انہیں عبداللہ بن دینار نے خبر دی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک دن ایک شخص کو

يَوْمًا وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ إِلَى رَجُلٍ يَسْحَبُ ثِيَابَهُ فِي نَاحِيَةٍ مِنَ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: انْظُرْ مَنْ هَذَا؟ لَيْتَ هَذَا عِنْدِي فَقَالَ لَهُ إِنْسَانٌ: أَمَا تَعْرِفُ هَذَا يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ؟ هَذَا مُحَمَّدُ ابْنُ أُسَامَةَ قَالَ: فَطَأْطَأَ ابْنُ عُمَرَ رَأْسَهُ وَنَقَرَ بِيَدَيْهِ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ قَالَ: لَوْ رَآهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَأَحَبَّهُ.

مسجد میں دیکھا کہ اپنا کپڑا ایک کونے میں پھیلا رہے تھے۔ انہوں نے کہا دیکھو یہ کون صاحب ہیں، کاش! یہ میرے قریب ہوتے۔ ایک شخص نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن! کیا آپ انہیں نہیں پہچانتے؟ یہ محمد بن اسامہ ہیں۔ ابن دینار نے بیان کیا کہ یہ سنتے ہی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنا سر جھکا لیا اور اپنے ہاتھوں سے زمین کریدنے لگے، پھر بولے اگر رسول اللہ ﷺ انہیں دیکھتے تو یقیناً آپ ان سے محبت فرماتے۔

٣٧٣٥- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، سَمِعْتُ أَبِي، حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ حَدَّثَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُهُ وَالْحَسَنَ فَيَقُولُ: ((اللَّهُمَّ أَحِبَّهُمَا فَإِنِّي أُحِبُّهُمَا)). [طرفاه في: ٣٧٤٧، ٦٠٠٣]

(۳۷۳۵) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا، کہا ہم سے ابوعثمان نے بیان کیا اور ان سے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ انہیں اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پکڑ لیتے اور فرماتے: ”اے اللہ! تو انہیں اپنا محبوب بنا کہ میں ان سے محبت کرتا ہوں۔“

٣٧٣٦- وَقَالَ نُعَيْمٌ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي مَوْلَى أُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ أَنَّ الْحَجَّاجَ بْنَ أَيْمَنَ بْنِ أُمِّ أَيْمَنَ وَكَانَ أَيْمَنُ بْنُ أُمِّ أَيْمَنَ أَخَا أُسَامَةَ لِأُمِّهِ وَهُوَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَرَآهُ ابْنُ عُمَرَ لَمْ يُتِمَّ رُكُوعَهُ وَلَا سُجُودَهُ فَقَالَ: أَعِدْ. [طرفه في: ٣٧٣٧]

(۳۷۳۶) اور نعیم نے ابن المبارک سے بیان کیا، انہیں معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے ایک مولیٰ (حرملہ) نے خبر دی کہ حجاج بن ایمن بن ام ایمن کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے دیکھا کہ (نماز میں) انہوں نے رکوع اور سجدہ پوری طرح نہیں ادا کیا۔ ایمن ابن ام ایمن، اسامہ رضی اللہ عنہ کے ماں کی طرف سے بھائی تھے۔ (ایمن قبیلہ انصار کے ایک فرد تھے) تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان سے کہا کہ (نماز) دوبارہ پڑھ لو۔

٣٧٣٧- قَالَ أَبُو عَبْدِاللَّهِ وَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ نَمِرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ مَوْلَى أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ إِذْ دَخَلَ الْحَجَّاجُ بْنُ أَيْمَنَ فَلَمْ يُتِمَّ رُكُوعَهُ وَلَا سُجُودَهُ فَقَالَ: أَعِدْ فَلَمَّا وَلَّى قَالَ لِي ابْنُ

(۳۷۳۷) ابوعبداللہ (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ) نے بیان کیا اور مجھ سے سلیمان بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا، کہا ہم سے ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن نمر نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے مولا حرملہ نے بیان کیا کہ وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر تھے کہ حجاج بن ایمن (مسجد کے) اندر آئے نہ انہوں نے رکوع پوری طرح ادا کیا تھا اور نہ سجدہ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان سے فرمایا کہ نماز دوبارہ پڑھ لو، پھر جب وہ جانے لگے تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ میں نے

عُمَرَ مَنْ هَذَا؟ قُلْتُ: الْحَجَّاجُ بْنُ أَيْمَنَ بْنِ أُمِّ أَيْمَنَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: لَوْ رَأَى هَذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَأَحَبَّهُ فَذَكَرَ حُبَّهُ وَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّ أَيْمَنَ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: وَزَادَنِي بَعْضُ أَصْحَابِي عَنْ سُلَيْمَانَ وَكَانَتْ حَاضِنَةَ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٣٧٣٦]

عرض کیا حجاج بن ایمن ابن ام ایمن ہیں۔ اس پر آپ نے کہا اگر انہیں رسول اللہ ﷺ دیکھتے تو بہت عزیز رکھتے۔ پھر آپ نے حضور ﷺ کی اسامہ رضی اللہ عنہ اور ام ایمن رضی اللہ عنہا کی تمام اولاد سے محبت کا ذکر کیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا اور مجھ سے میرے بعض اساتذہ نے بیان کیا اور ان سے سلیمان نے کہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کو گود میں لیا تھا۔

تشریح: ایمن کے باپ یعنی ام ایمن کے پہلے خاوند کا نام عبید بن عمر حبشی تھا۔ ایمن جنگ حنین میں شہید ہو چکے تھے ان ہی ام ایمن رضی اللہ عنہا کے بیٹے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

باب: حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے فضائل کا بیان

تشریح: علم اور زہد و تقویٰ میں یہ یکتائے روزگار تھے۔ اپنی حیات طیبہ میں ایک ہزار سے بھی زائد غلاموں کو آزاد کرایا۔ ٧٣ھ میں بعمر ٨٤ یا ٨٦ سال ان کی شہادت ہوئی۔ حجاج نے اپنے اندرونی کینہ کی بنا پر زہر میں بجھے ہوئے ایک نیزے سے شہید کرا دیا۔ (رضی الله عنه وارضاه) ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔

٣٧٣٨۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا رَأَى رُؤْيَا قَصَّهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَتَمَنَّيْتُ أَنْ أَرَى رُؤْيَا أَقُصُّهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَكُنْتُ غُلَامًا شَابًّا أَعْزَبَ وَكُنْتُ أَنَامُ فِي الْمَسْجِدِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ مَلَكَيْنِ أَخَذَانِي فَذَهَبَا بِي إِلَى النَّارِ فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ وَإِذَا لَهَا قَرْنَانِ كَقَرْنَيِ الْبِئْرِ وَإِذَا فِيهَا نَاسٌ قَدْ عَرَفْتُهُمْ فَجَعَلْتُ أَقُولُ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ فَلَقِيَهُمَا مَلَكٌ آخَرُ فَقَالَ لِي لَنْ تُرَاعَ، [راجع: ٤٤٠] فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ.

(٣٧٣٨) ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، ان سے معمر نے، ان سے زہری نے، ان سے سالم نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب موجود تھے تو جب بھی کوئی شخص کوئی خواب دیکھتا، حضور ﷺ سے اسے بیان کرتا، میرے دل میں بھی یہ تمنا پیدا ہوگئی کہ میں بھی کوئی خواب دیکھوں اور حضور اکرم ﷺ سے بیان کروں۔ میں ان دنوں کنوارا تھا اور نوعمر بھی تھا، میں آپ کے زمانے میں مسجد میں سویا کرتا تھا تو میں نے خواب میں دو فرشتوں کو دیکھا کہ مجھے پکڑ کر دوزخ کی طرف لے گئے۔ میں نے دیکھا کہ وہ بل دار کنویں کی طرح پیچ در پیچ تھی۔ کنویں ہی کی طرح اس کے بھی دو کنارے تھے اور اس کے اندر کچھ ایسے لوگ تھے جنہیں میں پہچانتا تھا، میں اسے دیکھتے ہی کہنے لگا، دوزخ سے میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، دوزخ سے میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ اس کے بعد مجھ سے ایک دوسرے فرشتے کی ملاقات ہوئی، اس نے مجھ سے کہا کہ خوف نہ کھا۔ میں نے اپنا یہ خواب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا۔

٣٧٣٩۔ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللَّهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ)) قَالَ سَالِمٌ: فَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيلًا. [راجع: ١١٢٢]

(۳۷۳۹) حضرت حفصہ نے حضور ﷺ سے میرا خواب بیان کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”عبداللہ بہت اچھا لڑکا ہے کاش رات میں وہ تہجد کی نماز پڑھا کرتا۔“ سالم نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ اس کے بعد رات میں بہت کم سویا کرتے تھے۔

٣٧٤٠، ٣٧٤١۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ أُخْتِهِ حَفْصَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: ((إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ رَجُلٌ صَالِحٌ)). [راجع: ٤٤٠، ١١٢٢]

(۳۷۴۰، ۴۱) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے زہری نے، ان سے سالم نے، ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بہن حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا تھا: ”عبداللہ نیک آدمی ہے۔“

بَابُ مَنَاقِبِ عَمَّارٍ وَحُذَيْفَةَ

باب: عمار اور حذیفہ رضی اللہ عنہما کے فضائل کا بیان

تشریح: حضرت عمار بن یاسر عنسی ہیں۔ بنو مخزوم کے آزاد کردہ اور حلیف تھے۔ ان کے مفصل حالات پیچھے بیان ہو چکے ہیں۔ جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ ۳۷ھ میں بعمر ۹۳ سال وہیں شہید ہوئے۔ (رضی الله عنه وارضاه)۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے خاص رازداروں میں ہیں۔ شہر مدائن میں ان کی وفات ہوئی۔ ان کی وفات کا واقعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چالیس رات بعد ۳۵ھ میں پیش آیا۔

٣٧٤٢۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قَدِمْتُ الشَّأْمَ فَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قُلْتُ: اللَّهُمَّ يَسِّرْ لِي جَلِيسًا صَالِحًا فَأَتَيْتُ قَوْمًا فَجَلَسْتُ إِلَيْهِمْ فَإِذَا شَيْخٌ قَدْ جَاءَ حَتَّى جَلَسَ إِلَى جَنْبِي قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: أَبُو الدَّرْدَاءِ فَقُلْتُ: إِنِّي دَعَوْتُ اللَّهَ أَنْ يُيَسِّرَ لِي جَلِيسًا صَالِحًا فَيَسَّرَكَ لِي قَالَ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ قُلْتُ: مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ قَالَ: أَوَلَيْسَ عِنْدَكُمُ ابْنُ أُمِّ عَبْدٍ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالْوِسَادَةِ وَالْمِطْهَرَةِ وَفِيكُمُ الَّذِي أَجَارَهُ اللَّهُ مِنَ الشَّيْطَانِ يَعْنِي عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ أَوَلَيْسَ فِيكُمْ صَاحِبُ سِرِّ النَّبِيِّ ﷺ الَّذِي

(۳۷۴۲) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے مغیرہ نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے علقمہ نے بیان کیا کہ میں جب شام آیا تو میں نے دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا کی، کہ اے اللہ! مجھے کوئی نیک ساتھی عطا فرما۔ پھر میں ایک قوم کے پاس آیا اور ان کی مجلس میں بیٹھ گیا، تھوڑی ہی دیر بعد ایک بزرگ آئے اور میرے پاس بیٹھ گئے۔ میں نے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ کوئی نیک ساتھی مجھے عطا فرما۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو مجھے عنایت فرمایا۔ انہوں نے دریافت کیا، تمہارا وطن کہاں ہے؟ میں نے عرض کیا کوفہ ہے۔ انہوں نے کہا کیا تمہارے یہاں ابن ام عبد، صاحب النعلین، صاحب وسادہ ومطہرہ (یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) نہیں ہیں؟ کیا تمہارے یہاں وہ نہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی زبانی شیطان سے پناہ دے چکا ہے کہ وہ انہیں کبھی غلط راستے پر نہیں لے جا سکتا۔ (مراد عمار رضی اللہ عنہ سے تھی) کیا تم میں وہ

لَا يَعْلَمُ أَحَدٌ غَيْرُهُ ثُمَّ قَالَ: كَيْفَ يَقْرَأُ عَبْدُ اللَّهِ ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى﴾ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ: ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى○ وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى○ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى﴾ [الليل:١، ٣] قَالَ: وَاللَّهِ! لَقَدْ أَقْرَأَنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ فِيهِ إِلَى فِيَّ. [راجع: ٢٣٨٧]

نہیں ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے بہت سے بھیدوں کے حامل ہیں جنہیں ان کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ (یعنی حضرت حذیفہ ؓ) اس کے بعد انہوں نے دریافت فرمایا عبداللہ ؓ آیت ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى﴾ کی تلاوت کس طرح کرتے ہیں؟ میں نے انہیں پڑھ کر سنائی کہ ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى﴾ اس پر انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے خود اپنی زبان مبارک سے مجھے بھی اسی طرح یاد کرایا تھا۔

تشریح: مشہور روایت: ﴿وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى﴾ ہی ہے۔ کہتے ہیں کہ پہلے یہ آیت یوں اتری تھی: ﴿وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى﴾ پھر ﴿وَمَا خَلَقَ﴾ کا لفظ اس میں زیادہ ہوا لیکن عبداللہ بن مسعود اور ابودرداء ؓ کو اس کی خبر نہ ہوئی وہ پہلی قراءت ہی پڑھتے رہے۔

٣٧٤٣- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: ذَهَبَ عَلْقَمَةُ إِلَى الشَّأْمِ فَلَمَّا دَخَلَ الْمَسْجِدَ قَالَ: اللَّهُمَّ يَسِّرْ لِي جَلِيسًا صَالِحًا فَجَلَسَ إِلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ قَالَ: مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ قَالَ: أَلَيْسَ فِيكُمْ أَوْ مِنْكُمُ الَّذِي أَجَارَهُ اللَّهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ يَعْنِي مِنَ الشَّيْطَانِ يَعْنِي عَمَّارًا قُلْتُ: بَلَى! قَالَ: أَوَلَيْسَ فِيكُمْ أَوْ مِنْكُمْ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِي لَا يَعْلَمُهُ غَيْرُهُ يَعْنِي حُذَيْفَةَ قَالَ: قُلْتُ: بَلَى! قَالَ: أَلَيْسَ فِيكُمْ أَوْ مِنْكُمْ صَاحِبُ السِّوَاكِ أَوِ السِّوَادِ؟ قَالَ: بَلَى! قَالَ: كَيْفَ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَقْرَأُ ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى﴾ قُلْتُ: ﴿وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى﴾ قَالَ: مَا زَالَ بِي هَؤُلَاءِ حَتَّى كَادُوا يَسْتَنْزِلُونِي عَنْ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٣٢٨٧]

(۳۷۴۳) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے مغیرہ نے بیان کیا، ان سے ابراہیم نے بیان کیا کہ علقمہ شام میں تشریف لے گئے اور مسجد میں جا کر یہ دعا کی، اے اللہ! مجھے ایک نیک ساتھی عطا فرما، چنانچہ آپ کو حضرت ابو درداء ؓ کی صحبت نصیب ہوئی۔ حضرت ابو درداء ؓ نے دریافت کیا، تمہارا تعلق کہاں سے ہے؟ عرض کیا کہ کوفہ سے۔ پھر انہوں نے کہا کیا تم میں وہ شخص نہیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبانی شیطان سے اپنی پناہ دی تھی۔ ان کی مراد عمار ؓ سے تھی۔ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں موجود ہیں۔ پھر انہوں نے کہا، کیا تمہارے یہاں نبی کریم ﷺ کے راز دار نہیں ہیں کہ جنہیں ان کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ (ان کی مراد حضرت ابوحذیفہ سے تھی) انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا جی ہاں موجود ہیں۔ پھر انہوں نے کہا کیا تم میں آپ ﷺ کی مسواک اور تکیہ اٹھانے والے نہیں ہیں؟ میں نے عرض کیا موجود ہیں اس کے بعد انہوں نے دریافت کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ آیت ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى﴾ کی قرأت کس طرح کرتے تھے؟ میں نے کہا کہ وہ (وَمَا خَلَقَ کے حذف کے ساتھ) ﴿وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى﴾ پڑھا کرتے تھے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ یہ شام والے ہمیشہ اس کوشش میں رہے کہ اس آیت کی تلاوت کو جس طرح میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا، اس سے مجھے ہٹا دیں۔

بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ

باب: حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

تشریح: حضرت ابوعبیدہ عامر بن عبداللہ بن جراح فہری قریشی ہیں۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ اس امت کے امین ان کا لقب ہے۔ حبشہ کی طرف دو مرتبہ ہجرت کی۔ غزوہ احد میں نبی کریم ﷺ کے چہرہ مبارک میں فولادی ٹوپ کی جو دو کڑیاں گھس گئی تھیں، جن کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کے دو دانت بھی شہید ہو گئے، ان کڑیوں کو چہرہ مبارک سے ان ہی بزرگ نے کھینچا تھا۔ قد کے لمبے خوبصورت چہرہ والے، ہلکی ڈاڑھی والے تھے۔ عمواس کے طاعون میں ۱۸ھ میں بعمر ۵۸ سال شہید ہوئے۔ نماز جنازہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے پڑھائی تھی۔

٣٧٤٤۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينًا وَإِنَّ أَمِينَنَا أَيَّتُهَا الْأُمَّةُ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ)). [طرفاه في: ٤٣٨٢، ٧٢٥٥] [مسلم: ٦٢٥٣]

(۳۷۴۴) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد نے بیان کیا، ان سے ابوقلابہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر امت میں امین ہوتے ہیں اور اس امت کے امین ابوعبیدہ بن جراح (رضی اللہ عنہ) ہیں۔“

٣٧٤٥، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ صِلَةَ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَهْلِ نَجْرَانَ: ((لَأَبْعَثَنَّ حَقَّ أَمِينٍ)) فَأَشْرَفَ أَصْحَابُهُ فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ. [أطرافه في: ٤٣٨٠، ٤٣٨١، ٧٢٥٤] [مسلم: ٦٢٥٤، ٦٢٥٥؛ ترمذي: ٣٧٩٦؛ ابن ماجه: ١٣٥]

(۳۷۴۵) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے، ان سے صلہ نے اور ان سے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اہل نجران سے فرمایا: ”میں تمہارے یہاں ایک امین کو بھیجوں گا جو حقیقی معنوں میں امین ہوگا۔“ یہ سن کر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شوق ہوا لیکن آپ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

[بَابُ ذِكْرِ مُصْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ]

باب: حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا بیان

تشریح: یہ قریشی عدوی بزرگ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں۔ اسلام سے پہلے بڑے بانکپن سے رہا کرتے تھے۔ عمدہ ترین لباس زیب تن کیا کرتے۔ اسلام لانے کے بعد دنیا سے بے نیاز ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو پہلے ہی مبلغ بنا کر مدینہ بھیج دیا تھا۔ جب وہاں اسلام کی اشاعت ہو گئی تو نبی کریم ﷺ کی اجازت سے انہوں نے مدینہ میں جمعہ قائم کر لیا۔ جنگ احد میں بعمر ۴۰ سال شہادت پائی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی شرائط کے مطابق کوئی حدیث اس باب کے تحت لانے کو نہ ملی ہو گی اس لئے خالی باب منعقد کر کے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے فضائل کی طرف اشارہ کر دیا کہ ان کے بھی فضائل مسلم ہیں جیسا کہ دوسری احادیث موجود ہیں۔

[بَابُ] مَنَاقِبِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ

باب: حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے فضائل کا بیان

وَقَالَ نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَانَقَ النَّبِيُّ ﷺ الْحَسَنَ. [راجع: ٢١٢٢]

اور نافع بن جبیر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو گلے سے لگایا۔

تشریح: حضرت حسن کی کنیت ابو محمد پیدائش ماہ رمضان ۳ھ میں ہوئی۔ اور وفات ۵۰ھ میں ہوئی۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت شعبان ۴ھ میں ہوئی اور شہادت ۶۱ھ میں ہوئی۔ ان کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔

٣٧٤٦ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى عَنِ الْحَسَنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بَكْرَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ إِلَى جَنْبِهِ يَنْظُرُ إِلَى النَّاسِ مَرَّةً وَإِلَيْهِ مَرَّةً وَيَقُولُ: ((ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ)). [راجع: ٢٧٠٤]

(۳۷۴۶) ہم سے صدقہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو موسیٰ نے بیان کیا، ان سے حسن نے، انہوں نے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے سنا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ کے پہلو میں تھے۔ آپ کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور پھر حسن رضی اللہ عنہ کی طرف اور فرماتے: ''میرا یہ بیٹا سردار ہے اور امید ہے کہ اللہ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرائے گا۔''

تشریح: حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق پیش گوئی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں پوری ہوئی جب کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی صلح سے جنگ کا ایک بڑا خطرہ ٹل گیا۔ اللہ والوں کی یہی نشانی ہوتی ہے کہ وہ خود نقصان برداشت کر لیتے ہیں مگر فتنہ فساد نہیں چاہتے۔

٣٧٤٧ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِي، حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُهُ وَالْحَسَنَ وَيَقُولُ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا)) أَوْ كَمَا قَالَ. [راجع: ٣٧٣٥]

(۳۷۴۷) ہم سے مسدد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے ابو عثمان نے بیان کیا اور ان سے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ انہیں اور حسن رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر یہ دعا کرتے تھے: ''اے اللہ! مجھے ان سے محبت ہے تو بھی ان سے محبت رکھ۔'' او کما قال۔

٣٧٤٨ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: أُتِيَ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ زِيَادٍ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ فَجُعِلَ فِي طَسْتٍ فَجَعَلَ يَنْكُتُ وَقَالَ فِي حُسْنِهِ شَيْئًا فَقَالَ أَنَسٌ: كَانَ أَشْبَهَهُمْ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكَانَ مَخْضُوبًا بِالْوَسْمَةِ.

(۳۷۴۸) مجھ سے محمد بن حسین بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے حسین بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے محمد نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک عبیداللہ بن زیاد کے پاس لایا گیا اور ایک طشت میں رکھ دیا گیا تو وہ بدبخت اس پر لکڑی مارنے لگا اور آپ کے حسن اور خوبصورتی کے بارے میں بھی کچھ کہا (کہ میں نے اس سے زیادہ خوبصورت چہرہ نہیں دیکھا) اس پر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے سب سے زیادہ مشابہ تھے۔ انہوں نے وسمہ کا خضاب استعمال کر رکھا تھا۔

٣٧٤٩ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، حَدَّثَنَا

(۳۷۴۹) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان

شُعْبَةُ، أَخْبَرَنِي عَدِيٌّ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَى عَاتِقِهِ يَقُوْلُ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ)). [مسلم:٦٢٥٧، ٦٢٥٩؛ترمذي:٣٧٨٢، ٣٧٨٣]

کیا، کہا کہ مجھے عدی نے خبر دی، کہا کہ میں نے براء رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ کے کاندھے مبارک پر تھے اور آپ یہ فرما رہے تھے: ''اے اللہ! مجھے اس سے محبت ہے تو بھی اس سے محبت رکھ۔''

٣٧٥٠ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ، أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ حُسَيْنٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ وَحَمَلَ الْحَسَنَ وَهُوَ يَقُوْلُ: بِأَبِيْ شَبِيْهٌ بِالنَّبِيِّ ﷺ لَيْسَ شَبِيْهٌ بِعَلِيٍّ وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ. [راجع: ٣٥٤٢]

(۳۷۵۰) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی، کہا کہ مجھے عمر بن سعید بن ابی حسین نے خبر دی، انہیں ابن ابی ملیکہ نے، ان سے عقبہ بن حارث نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اٹھائے ہوئے ہیں اور فرما رہے ہیں، میرے باپ ان پر فدا ہوں۔ یہ نبی کریم ﷺ سے مشابہ ہیں، علی سے نہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ وہیں مسکرا رہے تھے۔

٣٧٥١ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ وَصَدَقَةُ قَالَا: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: ارْقُبُوْا مُحَمَّدًا ﷺ فِيْ أَهْلِ بَيْتِهِ. [راجع: ٣٧١٣]

(۳۷۵۱) مجھ سے یحییٰ بن معین اور صدقہ نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں محمد بن جعفر نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، انہیں واقد بن محمد نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ (کی خوشنودی) آپ کے اہل بیت کے ساتھ (محبت و خدمت کے) ذریعہ تلاش کرو۔

٣٧٥٢ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسَى، أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَشْبَهَ بِالنَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ. وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِيْ أَنَسٌ. [ترمذي: ٣٧٧٦]

(۳۷۵۲) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی، انہیں معمر نے، انہیں زہری نے اور انہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے زیادہ اور کوئی شخص نبی کریم ﷺ سے زیادہ مشابہ نہیں تھا۔ اور عبدالرزاق نے بیان کیا کہ ہمیں معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے۔

تشریح: عبدالرزاق کی روایت کو امام احمد اور عبد بن حمید نے روایت کیا ہے۔ اس سند کے بیان کرنے سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ غرض ہے کہ زہری رحمۃ اللہ علیہ کا سماع حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ثابت ہو جائے۔

٣٧٥٣ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ يَعْقُوْبَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِيْ نُعْمٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَسَأَلَهُ عَنِ الْمُحْرِمِ قَالَ: شُعْبَةُ أَحْسِبُهُ

(۳۷۵۳) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن ابی یعقوب نے، انہوں نے ابن ابی نعم سے سنا اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، کسی نے ان سے محرم کے بارے میں پوچھا تھا، شعبہ نے بیان کیا کہ میرے خیال میں یہ

يَقْتُلُ الذُّبَابَ فَقَالَ: أَهْلُ الْعِرَاقِ يَسْأَلُوْنَ عَنِ الذُّبَابِ وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا)). [طرفه في: ٥٩٩٤] [ترمذي: ٣٧٧٠]

پوچھا تھا کہ اگر کوئی شخص (احرام کی حالت میں) مکھی مار دے تو اسے کیا کفارہ دینا پڑے گا؟ اس پر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا، عراق کے لوگ مکھی کے بارے میں سوال کرتے ہیں جب کہ یہی لوگ رسول اللہ ﷺ کے نواسے کو قتل کر چکے ہیں، جن کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا تھا: ''یہ دونوں (نواسے حسن وحسین رضی اللہ عنہما) دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔''

تشریح: گلزار رسالت کے ان ہر دو پھولوں کے مناقب بیان کرنے کے لئے دفاتر کی ضرورت ہے۔ احادیث مذکورہ سے ان کے مناقب کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ مسئلہ پوچھنے والا ایک کوفی تھا جنہوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا اسی دن سے یہ مثال ہوگئی الکوفی لا یوفی یعنی کوفہ والے وفادار نہیں ہوتے۔

بَابُ مَنَاقِبِ بِلَالِ بْنِ رَبَاحٍ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ

باب: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مولیٰ حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ کے فضائل

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ)). [راجع: ١١٤٩]

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا: ''جنت میں اپنے آگے میں نے تمہارے قدموں کی چاپ سنی تھی۔''

تشریح: رسول کریم ﷺ کے مشہور مؤذن ہیں جن کے حالات بڑی تفصیل چاہتے ہیں۔ اسلام لانے پر اہل مکہ نے ان کو بہت ہی ستایا تھا۔ خود امیہ بن خلف اپنے ہاتھ سے ان کو انتہائی اذیت دیتا تھا۔ اللہ کی شان کہ جنگ بدر میں یہ ملعون حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہی کی تلوار سے داخل جہنم ہوا۔ اصلاً یہ حبشی تھے ۲۰ھ میں دمشق میں ان کا انتقال ہوا۔ (رضی اللہ عنہ وارضاہ)

٣٧٥٤۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ ابْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، أَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كَانَ عُمَرُ يَقُوْلُ: أَبُوْ بَكْرٍ سَيِّدُنَا وَأَعْتَقَ سَيِّدَنَا يَعْنِي بِلَالًا.

(۳۷۵۴) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی سلمہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن منکدر نے، کہا ہم کو جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں اور ہمارے سردار کو انہوں نے آزاد کیا ہے۔ ان کی مراد حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ سے تھی۔

٣٧٥٥۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، عَنْ قَيْسٍ أَنَّ بِلَالًا قَالَ لِأَبِيْ بَكْرٍ: إِنْ كُنْتَ إِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِيْ لِنَفْسِكَ فَأَمْسِكْنِيْ وَإِنْ كُنْتَ إِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِيْ لِلّٰهِ فَدَعْنِيْ وَعَمَلَ اللّٰهِ.

(۳۷۵۵) ہم سے ابن نمیر نے بیان کیا، ان سے محمد بن عبید نے کہا، ہم سے اسماعیل نے بیان کیا اور ان سے قیس نے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا، اگر آپ نے مجھے اپنے لئے خریدا ہے تو پھر اپنے پاس ہی رکھیے اور اگر اللہ کے لیے خریدا ہے تو پھر مجھے آزاد کر دیجیے اور اللہ کے راستے میں عمل کرنے دیجیے۔

تشریح: ہوا یہ تھا کہ بلال رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد صبر نہ ہو سکا، ہر وقت اذان میں آپ کا نام آتا، آپ کی یاد سے قبر شریف کو دیکھ کر زخم تازہ ہوتا۔ اس لئے بلال رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے چلے گئے۔ چھ مہینے کے بعد آئے تو نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا، فرماتے ہیں، بلال! کیا ظلم

ہے تو نے ہم کو چھوڑ دیا۔ بلال نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا پوچھا، معلوم ہوا کہ انتقال پا گئیں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو بلا کر گلے لگایا، خوب روئے۔ لوگوں نے حسن رضی اللہ عنہ سے کہا آپ کہو تو بلال اذان دیں گے۔ انہوں نے فرمائش کی، بلال رضی اللہ عنہ اذان کے لئے کھڑے ہوئے جب اشهد ان محمدا رسول الله پر پہنچے تو روتے روتے بیہوش ہو کر گرنے، لوگ بھی رونے لگے۔ نبی اکرم ﷺ کی یاد سے ایک کہرام مچ گیا۔ اللهم صل عليه وبارك وسلم۔ ہمارے پیرو مرشد شیخ احمد مجدد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، بلال رضی اللہ عنہ حبشی تھے۔ اذان میں اشهد کے بدل اسهد کہتے شین کو سین کہتے مگر ان کا اسهد ہم لوگوں کے ہزار بار اشهد پر فضیلت رکھتا تھا۔ وہ محب رسول ﷺ تھے ہم گنہگار نابکار، یا اللہ! بلال رضی اللہ عنہ کے کفش برداروں ہی میں ہم کو رکھ لے آمین یا رب العالمین۔ (وحیدی)

بَابُ مَنَاقِبِ ابْنِ عَبَّاسٍ

باب: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ذکر خیر

تشریح: یہ ہجرت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے تھے، بڑے عالم، تفسیر قرآن میں ماہر، علوم ظاہری اور باطنی میں بے نظیر تھے۔ ۶۸ھ میں طائف میں انتقال ہوا۔ محمد بن حنفیہ نے ان پر نماز پڑھائی۔

٣٧٥٦ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ضَمَّنِي النَّبِيُّ ﷺ إِلَى صَدْرِهِ وَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ)). [راجع: ٧٥] [ترمذي: ٣٨٢٤؛ ابن ماجه: ١٦٦]

(۳۷۵۶) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، ان سے خالد نے، ان سے عکرمہ نے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا مجھے نبی کریم ﷺ نے سینے سے لگایا اور فرمایا: ''اے اللہ! اسے حکمت کا علم عطا فرما۔''

حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ وَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ)) حَدَّثَنَا مُوسَى، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ خَالِدٍ مِثْلَهُ. قَالَ الْبُخَارِيُّ: وَالْحِكْمَةُ: الْإِصَابَةُ فِي غَيْرِ النُّبُوَّةِ. [راجع:٧٥]

ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! اس کو کتاب کا علم عطا فرما۔'' ہم سے موسیٰ نے بیان کیا، ہم سے وہیب نے بیان کیا، کہ خالد سے اس کی مثل مروی ہے۔

تشریح: نبی کریم ﷺ کی دعا کی برکت تھی کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما علوم قرآن میں سب پر فوقیت لے گئے۔

بَابُ مَنَاقِبِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ

باب: خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

تشریح: یہ بڑے بہادر تھے ان کا نسب نامہ رسول کریم ﷺ کے ساتھ مرہ بن کعب میں مل جاتا ہے۔ چالیس سال سے کچھ زائد عمر پا کر ۲۱ھ میں شہر حمص میں انتقال ہوا۔

٣٧٥٧ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ وَاقِدٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَعَى زَيْدًا وَجَعْفَرًا وَابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ فَقَالَ: ((أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَ

(۳۷۵۷) ہم سے احمد بن واقد نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے حمید بن ہلال نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے کسی اطلاع کے پہنچنے سے پہلے زید، جعفر اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر صحابہ کو سنا دی تھی، آپ نے فرمایا: ''اب اسلامی علم کو زید رضی اللہ عنہ لئے ہوئے ہیں اور وہ شہید کر دیئے

جَعْفَرٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيبَ ـوَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ ـحَتَّى أَخَذَ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللَّهِ حَتَّى فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ)). [راجع: ١٢٤٦]

گئے۔ اب جعفر رضی اللہ عنہ نے علم اٹھالیا اور وہ بھی شہید کردیئے گئے۔ اب ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے علم اٹھالیا اور وہ بھی شہید کردیئے گئے۔'' حضور اکرم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور آخر اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار (حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ) نے علم اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر مسلمانوں کو فتح عنایت فرمائی۔''

بَابُ مَنَاقِبِ سَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ

باب: حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے مولیٰ سالم رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

٣٧٥٨ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: ذُكِرَ عَبْدُ اللَّهِ عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَمْرٍو فَقَالَ: ذَاكَ رَجُلٌ لَا أَزَالُ أُحِبُّهُ بَعْدَ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((اسْتَقْرِئُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ مَسْعُودٍ ـ فَبَدَأَ بِهِ ـ وَسَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ)) قَالَ: لَا أَدْرِي بَدَأَ بِأُبَيٍّ أَوْ بِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ. [أطرافه في: ٣٧٦٠، ٣٨٠٦، ٣٨٠٨، ٤٩٩٩] [مسلم: ٦٣٣٤، ٦٣٣٩]

(٣٧٥٨) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے، ان سے ابراہیم نے اور ان سے مسروق نے کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے یہاں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا، تو انہوں نے کہا میں ان سے ہمیشہ محبت رکھوں گا کیونکہ میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ''چار اشخاص سے قرآن سیکھو، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، آنحضرت ﷺ نے ابتدا عبداللہ بن مسعود سے ہی کی اور ابوحذیفہ کے مولیٰ سالم، ابی بن کعب اور معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہم) سے۔'' انہوں نے بیان کیا کہ مجھے پوری طرح یاد نہیں کہ حضور ﷺ نے پہلے ابی بن کعب کا ذکر کیا یا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا۔

تشریح: حضرت سالم رضی اللہ عنہ اصل میں فارسی تھے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیوی کے غلام تھے، بڑے فاضل اور قاری قرآن تھے۔

بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ

باب: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

تشریح: یہ بنی ہذیل میں سے تھے۔ نبی کریم ﷺ کے خادم خاص، سفر اور حضر میں ہر جگہ آپ کی خدمت کرتے، پستہ قد اور نحیف تھے۔ علم کے لحاظ سے بڑے عالم زاہد اور فقیہ تھے۔ ساٹھ سال سے زائد عمر پا کر ۲۲ھ میں انتقال کیا۔ (رضی الله عنه وارضاه)

٣٧٥٩ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ: سَمِعْتُ مَسْرُوقًا قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا

(٣٧٥٩) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے بیان کیا، کہا میں نے ابووائل سے سنا، کہا کہ میں نے مسروق سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک پر کوئی برا کلمہ نہیں آتا تھا اور نہ آپ کی ذات

وَلَا مُتَفَحِّشًا وَقَالَ ((إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقًا)). [راجع: ٣٥٥٩]

سے یہ ممکن تھا اور آپ نے فرمایا تھا کہ ''تم میں سب سے زیادہ عزیز مجھے وہ شخص ہے جس کی عادات واخلاق سب سے عمدہ ہیں۔''

٣٧٦٠- وَقَالَ: ((اسْتَقْرِئُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَسَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ)). [راجع: ٣٧٥٨]

(۳۷۶۰) اور آپ نے فرمایا کہ ''قرآن مجید چار آدمیوں سے سیکھو، عبداللہ بن مسعود، ابوحذیفہ کے مولیٰ سالم، ابی بن کعب اور معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہم) سے۔''

٣٧٦١- حَدَّثَنَا مُوسَى عَنْ أَبِي عَوَانَةَ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ دَخَلْتُ الشَّأْمَ فَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ فَقُلْتُ: اللَّهُمَّ يَسِّرْ لِي جَلِيسًا صَالِحًا فَرَأَيْتُ شَيْخًا مُقْبِلًا فَلَمَّا دَنَا قُلْتُ: أَرْجُو أَنْ يَكُونَ اسْتَجَابَ قَالَ: مِنْ أَيْنَ أَنْتَ؟ قُلْتُ: مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ قَالَ: أَفَلَمْ يَكُنْ فِيكُمْ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالْوِسَادَةِ وَالْمِطْهَرَةِ أَوَلَمْ يَكُنْ فِيكُمُ الَّذِي أُجِيرَ مِنَ الشَّيْطَانِ أَوَلَمْ يَكُنْ فِيكُمْ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِي لَا يَعْلَمُهُ غَيْرُهُ؟ كَيْفَ قَرَأَ ابْنُ أُمِّ عَبْدٍ ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى﴾ فَقَرَأْتُ: ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى﴾ [الليل: ١، ٣] فَقَالَ: أَقْرَأَنِيهَا النَّبِيُّ ﷺ فَاهُ إِلَى فِيَّ فَمَا زَالَ هَؤُلَاءِ حَتَّى كَادُوا يَرُدُّونَنِي. [راجع: ٣٢٨٧]

(۳۷۶۱) ہم سے موسیٰ نے بیان کیا، ان سے ابوعوانہ نے، ان سے مغیرہ نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے علقمہ نے کہ میں شام پہنچا تو سب سے پہلے میں نے دو رکعت نماز پڑھی اور یہ دعا کی: اے اللہ! مجھے کسی (نیک) ساتھی کی صحبت سے فیض یابی کی توفیق عطا فرما۔ چنانچہ میں نے دیکھا کہ ایک بزرگ آ رہے ہیں۔ جب وہ قریب آ گئے تو میں نے سوچا کہ شاید میری دعا قبول ہو گئی ہے۔ انہوں نے دریافت فرمایا، آپ کا وطن کہاں ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں کوفہ کا رہنے والا ہوں، اس پر انہوں نے فرمایا، کیا تمہارے یہاں صاحب وسادہ ومطہرہ (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) نہیں ہیں؟ کیا تمہارے یہاں وہ صحابی نہیں ہیں جنہیں شیطان سے (اللہ) کی پناہ مل چکی ہے۔ (یعنی عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ) کیا تمہارے یہاں سربستہ رازوں کے جاننے والے (حذیفہ رضی اللہ عنہ) نہیں ہیں کہ جنہیں ان کے سوا اور کوئی نہیں جانتا (پھر دریافت فرمایا) ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) آیت ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى﴾ کی قرأت کس طرح کرتے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى﴾ آپ نے فرمایا کہ مجھے بھی رسول اللہ ﷺ نے خود اپنی زبان مبارک سے اسی طرح سکھایا تھا۔ لیکن اب شام والے مجھے اس طرح قرأت کرنے سے ہٹانا چاہتے ہیں۔

٣٧٦٢- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ يَزِيدَ قَالَ: سَأَلْنَا حُذَيْفَةَ عَنْ رَجُلٍ قَرِيبِ السَّمْتِ وَالْهَدْيِ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى نَأْخُذَ

(۳۷۶۲) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے، ان سے عبدالرحمن بن یزید نے بیان کیا کہ ہم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ صحابہ میں نبی کریم ﷺ سے عادات واخلاق اور طور وطریق میں سب سے زیادہ قریب کون سے صحابی تھے؟

عَنْهُ قَالَ: مَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَقْرَبَ سَمْتًا وَهَدْيًا وَدَلًّا بِالنَّبِيِّ ﷺ مِنَ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ. [طرفه في: ٦٠٩٧] [مسلم: ٣٨٠٧]

تا کہ ہم ان سے سیکھیں۔ انہوں نے کہا کہ اخلاق، طور وطریق اور سیرت و عادت میں ابن ام عبد سے زیادہ آنحضرت ﷺ سے قریب اور کسی کو میں نہیں سمجھتا۔ (ابن ام عبد سے مراد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔)

تشریح: ابن ام عبد سے مراد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔

٣٧٦٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي الْأَسْوَدُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ يَقُولُ: قَدِمْتُ أَنَا وَأَخِي مِنَ الْيَمَنِ فَمَكُثْنَا حِينًا مَا نُرَى إِلَّا أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ مَسْعُودٍ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ لِمَا نَرَى مِنْ دُخُولِهِ وَدُخُولِ أُمِّهِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ. [طرفه في: ٤٣٨٤] [مسلم: ٦٣٢٦، ٦٣٢٧؛ ترمذي: ٣٨٠٦]

(۳۷۶۳) مجھ سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن یوسف بن ابی اسحاق نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے، کہا کہ مجھ سے اسود بن یزید نے بیان کیا، کہا کہ میں نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں اور میرے بھائی یمن سے (مدینہ طیبہ) حاضر ہوگئے اور ایک زمانے تک یہاں قیام کیا۔ ہم اس پورے عرصہ میں یہی سمجھتے رہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے گھرانے ہی کے ایک فرد ہیں کیونکہ نبی اکرم ﷺ کے گھر میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ کا (بکثرت) آنا جانا ہم خود دیکھا کرتے تھے۔

[بَابُ] ذِكْرِ مُعَاوِيَةَ

باب: حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کا بیان

تشریح: بڑوں کی لغزش: حضرت مولانا وحید الزماں رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات سنہری حرفوں سے لکھنے کے قابل ہیں مگر کوئی انسان بھول چوک سے معصوم نہیں ہے۔ صرف انبیا علیہم السلام کی ذات ہے جن کی حفاظت اللہ پاک خود کرتا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ذکر کے سلسلے میں مولانا مرحوم کے قلم سے ایک نامناسب بیان نکل گیا ہے۔ الفاظ یہ ہیں:

> "مترجم کہتا ہے، صحابیت کا ادب ہم کو اس سے مانع ہے کہ ہم معاویہ کے بارے میں کچھ کہیں۔ لیکن سچی بات یہ ہے کہ ان کے دل میں نبی کریم ﷺ کے اہل بیت کی محبت نہ تھی۔ مختصراً۔"

دلوں کو جاننے والا صرف باری تعالیٰ ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں مرحوم کا یہ لکھنا مناسب نہ تھا۔ خود ہی صحابیت کے ادب کا اعتراف بھی ہے اور خود ہی ان کے ضمیر پر حملہ بھی، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی اس لغزش کو معاف فرمائے اور حشر کے میدان میں سب کو آیت: ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ﴾ (۷/ الاعراف: ۴۳) کا مصداق بنائے۔ آمین۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں اور حضرت ابوسفیان رسول کریم ﷺ کے چچا تھے بعمر ۸۲ سال ۶۰ ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے شہر دمشق میں وفات پائی۔ (رضی اللہ عنہ وارضاہ)۔

٣٧٦٤- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا الْمُعَافَى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: أَوْتَرَ مُعَاوِيَةُ بَعْدَ الْعِشَاءِ

(۳۷۶۴) کہا ہم سے حسن بن بشر نے بیان کیا، ان سے عثمان بن اسود نے اور ان سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عشاء کے بعد وتر کی نماز صرف ایک رکعت پڑھی۔ وہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

بِرَكْعَةٍ وَعِنْدَهُ مَوْلًى لِابْنِ عَبَّاسٍ فَأَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ: دَعْهُ فَإِنَّهُ قَدْ صَحِبَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ. [طرفه في: ٣٧٦٥]

کے مولیٰ (کریب) بھی موجود تھے۔ جب وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوئے تو (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ایک رکعت وتر کا ذکر کیا) اس پر انہوں نے کہا، کوئی حرج نہیں ہے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اٹھائی ہے۔

تشریح: یقیناً ان کے پاس نبی کریم ﷺ کے قول وفعل سے کوئی دلیل ہوگی۔

٣٧٦٥- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا نَافِعُ ابْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ هَلْ لَكَ فِي أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ مُعَاوِيَةَ فَإِنَّهُ مَا أَوْتَرَ إِلَّا بِوَاحِدَةٍ؟ قَالَ: أَصَابَ إِنَّهُ فَقِيهٌ. [راجع: ٣٧٦٤]

(۳۷۶۵) ہم سے ابن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے نافع بن عمر نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا گیا کہ امیر المؤمنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں۔ انہوں نے وتر کی نماز صرف ایک رکعت پڑھی ہے؟ انہوں نے کہا کہ وہ خود فقیہ ہیں۔

تشریح: ایک رکعت وتر خود رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ غالباً اسی حدیث پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا عمل تھا۔ جماعت اہل حدیث کا آج بھی اکثر اسی حدیث پر عمل ہے۔ یوں تو ۳۔ ۵۔ ۷ رکعات وتر بھی جائز ہیں مگر وتر آخری ایک رکعت ہی کا نام ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے جواب سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو فقیہ جانتے تھے اور ان کے عمل شرعی کو حجت گردانتے تھے۔ اس سے بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی منقبت ثابت ہوتی ہے اور یہی ترجمہ باب سے مطابقت ہے۔

٣٧٦٦- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، قَالَ: سَمِعْتُ حُمْرَانَ بْنَ أَبَانَ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ: إِنَّكُمْ لَتُصَلُّونَ صَلَاةً لَقَدْ صَحِبْنَا النَّبِيَّ ﷺ فَمَا رَأَيْنَاهُ يُصَلِّيهِمَا وَلَقَدْ نَهَى عَنْهُمَا يَعْنِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ. [راجع: ٥٨٧]

(۳۷۶۶) مجھ سے عمرو بن عباس نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو التیاح نے بیان کیا، انہوں نے حمران بن ابان سے سنا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تم لوگ ایک خاص نماز پڑھتے ہو۔ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کی صحبت میں رہے اور ہم نے کبھی آپ کو اس وقت نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ بلکہ آپ نے تو اس سے منع فرمایا تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مراد عصر کے بعد دو رکعت نماز سے تھی۔ (جسے اس زمانے میں بعض لوگ پڑھتے تھے)۔

[بَابُ] مَنَاقِبِ فَاطِمَةَ

باب: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے فضائل کا بیان

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ)).

اور نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان کہ ''فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔''

تشریح: نبی کریم ﷺ کی سب سے چھوٹی صاحب زادی اور آپ کو نہایت عزیز تھیں۔ ان کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ۲ھ میں ہوا۔ حسن، حسین رضی اللہ عنہما اور محسن تین لڑکے اور تین لڑکیاں زینب، ام کلثوم اور رقیہ رضی اللہ عنہن پیدا ہوئیں۔ نبی کریم ﷺ کی وفات کے چھ مہینے یا آٹھ مہینے بعد ان کا انتقال ہوا۔ چوبیس، یا انتیس یا تیس برس کی عمر پائی علی اختلاف الاقوال۔ (رضی اللہ عنہا) (وحیدی)

٣٧٦٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي فَمَنْ أَغْضَبَهَا فَقَدْ أَغْضَبَنِي)). [راجع:٩٣٦]

(٣٧٦٧) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔“

تشریح: اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب علامات النبوۃ میں دوسری سند سے وصل کیا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یہ حدیث قوی دلیل ہے اس بات پر کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے زمانہ والی اور اپنے بعد والی سب عورتوں سے افضل ہیں۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَعَا النَّبِيُّ ﷺ فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فِي شَكْوَاهُ الَّذِي قُبِضَ فِيهَا فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ ثُمَّ دَعَاهَا فَسَارَّهَا فَضَحِكَتْ قَالَتْ: فَسَأَلْتُهَا عَنْ ذَلِكَ. فَقَالَتْ: سَارَّنِي النَّبِيُّ ﷺ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ يُقْبَضُ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِي فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِهِ أَتْبَعُهُ فَضَحِكْتُ.

ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے اس مرض کے موقع پر بلایا جس میں آپ کی وفات ہوئی، پھر آہستہ سے کوئی بات کہی تو وہ رونے لگیں پھر آنحضرت ﷺ نے انہیں بلایا اور آہستہ سے کوئی بات کہی تو وہ ہنسنے لگیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کیا کہ پھر میں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ پہلے مجھ سے نبی ﷺ نے آہستہ سے یہ فرمایا تھا کہ حضور ﷺ اپنی اسی بیماری میں وفات پا جائیں گے، میں اس پر رونے لگی۔ پھر مجھ سے حضور ﷺ نے آہستہ سے فرمایا کہ آپ کے اہل بیت میں سب سے پہلے میں آپ سے جاملوں گی۔ اس پر میں ہنسی تھی۔

[بَابُ] فَضْلِ عَائِشَةَ

باب: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان

تشریح: ان کی کنیت ام عبداللہ تھی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں اور رسول کریم ﷺ کی خاص پیاری بیوی ہیں۔ بڑی ہی عالمہ، فاضلہ، مجتہدہ اور فصیح البیان تھیں۔ خلافت معاویہ تک زندہ رہیں۔ ۵۸ ہجری میں وفات پائی۔ رمضان المبارک کی ۱۷ تاریخ کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان پر نماز جنازہ پڑھائی۔ (رضی اللہ عنہا وارضاھا)

٣٧٦٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: إِنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا: ((يَا عَائِشُ! هَذَا جِبْرِيلُ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ)) فَقُلْتُ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ تَرَى مَا لَا أَرَى تُرِيدُ رَسُولَ

(٣٧٦٨) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے ابوسلمہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن فرمایا: ”اے عائش! یہ جبرئیل علیہ السلام تشریف رکھتے ہیں اور تمہیں سلام کہتے ہیں۔“ میں نے اس پر جواب دیا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ وہ چیز ملاحظہ فرماتے ہیں جو مجھ کو نظر نہیں

اللّٰهِ ﷺ. [راجع: ٣٢١٧]

آتی۔

تشریح: آپ کی مراد نبی کریم ﷺ سے تھی۔

٣٧٦٩- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ مُرَّةَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ)). [راجع: ٣٤١١]

(۳۷۶۹) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا۔ کہا (امام بخاری رحمہ اللہ نے) اور ہم سے عمرو نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں عمرو بن مرہ نے، انہیں مرہ نے اور انہیں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مردوں میں تو بہت سے کامل پیدا ہوئے لیکن عورتوں میں مریم بنت عمران، فرعون کی بیوی آسیہ کے سوا اور کوئی کامل پیدا نہیں ہوئی اور عائشہ کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت بقیہ تمام کھانوں پر ہے۔''

٣٧٧٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ)). [طرفاه في: ٥٤١٩، ٥٤٢٨] [مسلم: ٦٢٩٩، ٦٣٠٠؛ ترمذي: ٣٨٨٧؛ ابن ماجه: ٣٢٨١]

(۳۷۷۰) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن عبدالرحمٰن نے اور انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت اور تمام کھانوں پر۔''

٣٧٧١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ، حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّ عَائِشَةَ اشْتَكَتْ فَجَاءَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! تَقْدَمِينَ عَلَى فَرَطِ صِدْقٍ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَى أَبِي بَكْرٍ. [طرفاه في: ٤٧٥٣، ٤٤٥٤]

(۳۷۷۱) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوہاب بن عبدالمجید نے بیان کیا، ہم سے ابن عون نے بیان کیا، ان سے قاسم بن محمد نے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیمار پڑیں تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما عیادت کے لئے آئے اور عرض کیا، ام المومنین! آپ تو سچے جانے والے کے پاس جا رہی ہیں یعنی رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس۔ (عالم برزخ میں ان سے ملاقات مراد تھی)۔

٣٧٧٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ: لَمَّا بَعَثَ عَلِيٌّ عَمَّارًا وَالْحَسَنَ

(۳۷۷۲) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حکم نے اور انہوں نے ابووائل سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ جب علی رضی اللہ عنہ نے عمار اور حسن رضی اللہ عنہما کو کوفہ بھیجا تھا

إِلَى الْكُوفَةِ لِيَسْتَنْفِرَهُمْ خَطَبَ عَمَّارٌ فَقَالَ: إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّهَا زَوْجَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ابْتَلَاكُمْ لِتَتَّبِعُوهُ أَوْ إِيَّاهَا. [طرفاه في: ٧١٠٠، ٧١٠١]

تاکہ لوگوں کو اپنی مدد کے لئے تیار کریں تو عمار رضی اللہ عنہ نے ان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا، مجھے بھی خوب معلوم ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، لیکن اللہ تعالیٰ تمہیں آزمانا چاہتا ہے کہ دیکھے تم علی رضی اللہ عنہ کی پیروی کرتے ہو (جو برحق خلیفہ ہیں) یا عائشہ رضی اللہ عنہا کی۔

تشریح: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لوگوں کے بھڑکانے میں آ گئیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس بات پر لڑنے کو مستعد ہو گئیں کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے قصاص نہیں لیتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ کہتے تھے کہ پہلے سب لوگوں کو ایک ہو جانے دو، پھر اچھی طرح دریافت کر کے جس پر قتل ثابت ہوگا اس سے قصاص لیا جائے گا۔ اللہ کے حکم سے یہ آیت مراد ہے: ﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ﴾ (۳۳/الاحزاب: ۳۳) جو خاص نبی کریم ﷺ کی بیویوں کے لئے اتری ہے۔ یہاں تک ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں میں تو اونٹ پر سوار ہو کر حرکت کرنے والی نہیں جب تک نبی کریم ﷺ سے نہ مل جاؤں یعنی مرنے تک اپنے گھر میں رہوں گی۔ حافظ نے کہا، حضرت عائشہ اور حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم یہ سب حضرات مجتہد تھے۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ مسلمانوں میں آپس کے اندر اتفاق کرا دینا ضروری ہے اور یہ اس وقت تک ممکن نہ تھا جب تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلین سے قصاص نہ لیا جاتا۔ (وحیدی)

٣٧٧٣ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَاءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِي طَلَبِهَا فَأَدْرَكَتْهُمُ الصَّلَاةُ فَصَلَّوْا بِغَيْرِ وُضُوءٍ فَلَمَّا أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ شَكَوْا ذٰلِكَ إِلَيْهِ فَنَزَلَتْ آيَةُ التَّيَمُّمِ قَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ جَزَاكِ اللّٰهُ خَيْرًا فَوَاللّٰهِ! مَا نَزَلَ بِكِ أَمْرٌ قَطُّ إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ لَكِ مِنْهُ مَخْرَجًا وَجَعَلَ لِلْمُسْلِمِينَ فِيهِ بَرَكَةً. [راجع: ٣٣٤]

[مسلم: ٨١٧؛ ابن ماجه: ٥٦٨]

(۳۷۷۳) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ (نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں جانے کے لئے) آپ نے (اپنی بہن) اسماء رضی اللہ عنہا سے ایک ہار عاریتاً لے لیا تھا، اتفاق سے وہ راستے میں کہیں گم ہو گیا۔ حضور ﷺ نے اسے تلاش کرنے کے لئے چند صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھیجا۔ اس دوران میں نماز کا وقت ہو گیا تو ان حضرات نے بغیر وضو کے نماز پڑھ لی پھر جب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ سے صورت حال کے متعلق عرض کیا، اس کے بعد تیمم کی آیت نازل ہوئی۔ اس پر اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا، تمہیں اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ اللہی قسم تم پر جب بھی کوئی مرحلہ آیا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے نکلنے کی سبیل تمہارے لئے پیدا کر دی اور تمام مسلمانوں کے لئے بھی اس میں برکت پیدا فرمائی۔

٣٧٧٤ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا كَانَ فِي مَرَضِهِ جَعَلَ يَدُورُ فِي نِسَائِهِ وَيَقُولُ: ((أَيْنَ أَنَا غَدًا أَيْنَ أَنَا

(۳۷۷۴) مجھ سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان کے والد نے کہ رسول کریم ﷺ اپنے مرض الوفات میں بھی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی باری کی پابندی فرماتے رہے البتہ یہ دریافت فرماتے رہے کہ "کل مجھے کس کے یہاں

غَدًا)) حِرْصًا عَلَى بَيْتِ عَائِشَةَ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَلَمَّا كَانَ يَوْمِي سَكَنَ. [راجع: ٨٩٠] [مسلم: ٦٢٩٢]

ٹھہرنا ہے؟ کل میرا قیام کس کے یہاں ہوگا؟'' کیونکہ آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے خواہاں تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب میرے یہاں قیام کا دن آیا تو آپ کو سکون ہوا۔

تشریح: اب آپ نے یہ پوچھنا چھوڑ دیا کہ کل میں کہاں رہوں گا۔ حافظ نے سبکی سے نقل کیا کہ ہمارے نزدیک پہلے حضرت فاطمہ افضل ہیں پھر خدیجہ پھر عائشہ رضی اللہ عنہن۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے خدیجہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما میں توقف کیا ہے۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ نے کہا، اگر فضیلت سے مراد کثرت ثواب ہے تب تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ اگر علم مراد ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں۔ اگر خاندانی شرافت مراد ہے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں۔

٣٧٧٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَاجْتَمَعَ صَوَاحِبِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْنَ: يَا أُمَّ سَلَمَةَ وَاللّٰهِ! إِنَّ النَّاسَ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ وَإِنَّا نُرِيدُ الْخَيْرَ كَمَا تُرِيدُهُ عَائِشَةُ فَمُرِي رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَأْمُرَ النَّاسَ أَنْ يُهْدُوا إِلَيْهِ حَيْثُمَا كَانَ أَوْ حَيْثُ مَا دَارَ قَالَتْ: فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ أُمُّ سَلَمَةَ لِلنَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: فَأَعْرَضَ عَنِّي فَلَمَّا عَادَ إِلَيَّ ذَكَرْتُ لَهُ ذَاكَ فَأَعْرَضَ عَنِّي فَلَمَّا كَانَ فِي الثَّالِثَةِ ذَكَرْتُ لَهُ فَقَالَ: ((يَا أُمَّ سَلَمَةَ! لَا تُؤْذِينِي فِي عَائِشَةَ فَإِنَّهُ وَاللّٰهِ! مَا نَزَلَ عَلَيَّ الْوَحْيُ وَأَنَا فِي لِحَافِ امْرَأَةٍ مِنْكُنَّ غَيْرِهَا)). [راجع: ٢٥٧٤]

(٣٧٧٥) ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد نے، کہا ہم سے ہشام نے، انہوں نے اپنے والد (عروہ) سے، انہوں نے کہا کہ لوگ آنحضرت ﷺ کو تحفے بھیجنے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کا انتظار کیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میری سوکنیں سب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں اور ان سے کہا اللہ کی قسم! لوگ جان بوجھ کر اپنے تحفے اس دن بھیجتے ہیں جس دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری ہوتی ہے۔ ہم بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اپنے لئے فائدہ چاہتی ہیں۔ اس لئے تم آنحضرت ﷺ سے کہو کہ آپ لوگوں کو فرمادیں کہ میں جس بھی بیوی کے پاس ہوں جس کی بھی باری ہو اسی گھر میں تحفے بھیج دیا کرو۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات آنحضرت ﷺ کے سامنے بیان کی، آپ نے کچھ بھی جواب نہیں دیا۔ انہوں نے دوبارہ عرض کیا جب بھی جواب نہ دیا۔ پھر تیسری بار عرض کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اے ام سلمہ! عائشہ کے بارے میں مجھ کو نہ ستاؤ۔ اللہ کی قسم! تم میں سے کسی بیوی کے لحاف میں (جو میں اوڑھتا ہوں سوتے وقت) مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی ہاں (عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقام یہ ہے) ان کے لحاف میں وحی نازل ہوتی ہے۔''

تشریح: حافظ نے کہا اس سے عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر لازم نہیں آتی بلکہ ان بیویوں پر فضیلت نکلتی ہے جو عائشہ رضی اللہ عنہا کے زمانہ میں موجود تھیں اور ان کے کپڑوں میں وحی نازل ہونے کی وجہ یہ ممکن ہے کہ ان کے والد ماجد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے خاص ساتھی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی صاحبزادی کو بھی یہ برکت دی۔ یہ وجہ بھی ہوسکتی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی خاص پیاری بیوی تھیں یا یہ وجہ ہو کہ وہ کپڑوں کو بہت صاف رکھتی ہوں گی۔ الغرض ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ۔ دوسری حدیث میں ہے کہ پھر ان بیویوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے سفارش کرائی۔ آپ نے فرمایا کہ بیٹی اگر تو مجھ کو چاہتی ہے تو عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت کر۔ انہوں نے کہا کہ اب میں اس بارے میں کوئی دخل نہ دوں گی قسطلانی اور کرمانی نے کہا ہے کہ احادیث کی گنتی کی رو سے اس مقام پر صحیح بخاری کا نصف اول پورا ہوجاتا ہے گو پاروں کے لحاظ سے پندرہویں پارہ پر نصف اول پورا ہوتا ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ الأَنْصَارِ

﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِي صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوْتُوْا﴾ [الحشر: ٩]

باب: انصار رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان

اللہ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا: ''جو لوگ پہلے ہی ایک گھر میں (یعنی مدینہ میں) جم گئے ایمان کو بھی جما دیا جو مسلمان ان کے پاس ہجرت کر کے جاتے ہیں ان سے محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو (مال غنیمت میں سے) جو ہاتھ آئے اس سے ان کا دل نہیں کڑھتا بلکہ اور خوش ہوتے ہیں۔''

الحمد للہ آج ٦ ذی قعدہ ١٣٩١ھ کو مسجد اہلحدیث سورت اور مسجد اہلحدیث دریاؤ میں پارہ نمبر ١٥ کی تسوید کا کام شروع کر رہا ہوں اللہ پاک قلم کو لغزش سے بچائے اور فہم حدیث کے لئے دل و دماغ میں روشنی عطا فرمائے۔ مسجد اہل حدیث دریاؤ میں فن حدیث و تفسیر سے بیشتر کتب کا بہترین ذخیرہ محفوظ ہے۔ اللہ پاک ان بزرگوں کو ثواب عظیم بخشے جنہوں نے اس پاکیزہ ذخیرہ کو یہاں جمع فرمایا۔ موجودہ اکابر جماعت دریاؤ کو بھی اللہ پاک جزائے خیر دے جو اس ذخیرہ کی حفاظت کما حقہ فرماتے رہتے ہیں۔

تشریح: لفظ انصار ناصر کی جمع ہے جس کے معنی مددگار کے ہیں، قبائل مدینہ اوس اور خزرج جب مسلمان ہوئے اور نصرت اسلام کے لئے نبی کریم ﷺ سے عہد کیا تو اللہ پاک نے اپنے رسول پاک ﷺ کی زبان فیض ترجمان پر لفظ انصار سے ان کو موسوم فرمایا حافظ صاحب فرماتے ہیں:

”هو اسم اسلامي سمى به النبي ﷺ الاوس والخزرج وحلفاء هم كما فى حديث انس والاوس ينسبون الى اوس بن حارثة والخزرج ينسبون الي الخزرج بن حارثة وهما ابنا قيلة وهو اسم امهم وابوهم هو حارثة بن عمرو بن عامر الذى يجتمع اليه انساب الازد۔“ (فتح البارى)

یعنی انصار اسلامی نام ہے رسول اللہ ﷺ نے اوس اور خزرج اور ان کے حلیف قبائل کا یہ نام رکھا جیسا کہ حدیث انس رضی اللہ عنہ میں مذکور ہے اوس قبیلہ اپنے دادا اوس بن حارثہ کی طرف منسوب ہے اور خزرج خزرج بن حارثہ کی طرف جو دونوں بھائی ایک عورت قیلہ نامی کے بیٹے ہیں ان کے باپ کا نام حارثہ بن عمرو بن عامر ہے جس پر قبیلہ ازد کی جملہ شاخوں کے نسب نامے جا کر مل جاتے ہیں۔

٣٧٧٦۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيْرٍ، قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ: أَرَأَيْتَ اسْمَ الْأَنْصَارِ كُنْتُمْ تُسَمَّوْنَ بِهِ؟ أَمْ سَمَّاكُمُ اللَّهُ؟ قَالَ: بَلْ سَمَّانَا اللَّهُ، كُنَّا نَدْخُلُ عَلَى أَنَسٍ فَيُحَدِّثُنَا مَنَاقِبَ الْأَنْصَارِ وَمَشَاهِدَهُمْ، وَيُقْبِلُ عَلَيَّ أَوْ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَزْدِ فَيَقُوْلُ: فَعَلَ قَوْمُكَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا. [طرفه في: ٣٨٤٤]

(٣٧٧٦) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے مہدی بن میمون نے، کہا ہم سے غیلان بن جریر نے بیان کیا، میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا بتلایئے (انصار) اپنا نام آپ لوگوں نے خود رکھ لیا تھا یا آپ لوگوں کا یہ نام اللہ تعالیٰ نے رکھا؟ انہوں نے کہا نہیں بلکہ ہمارا یہ نام اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے۔ غیلان کی روایت ہے کہ ہم انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ ہم سے انصار کی فضیلتیں اور غزوات میں ان کے مجاہدانہ واقعات بیان کیا کرتے پھر میری طرف یا قبیلہ ازد کے ایک شخص کی طرف متوجہ ہو کر کہتے، تمہاری قوم (انصار) نے فلاں دن فلاں، فلاں کام انجام دیئے۔

تشریح: تفصیل میں شک راوی کی طرف سے ہے۔ ان دو جملوں میں سے غیلان نے کونسا جملہ کہا تھا خود اپنا نام لیا تھا یا بطور کنایہ، قبیلہ ازد کے ایک شخص کا جملہ استعمال کیا تھا در حقیقت دونوں سے مراد خود ان کی اپنی ذات ہے وہی قبیلہ ازد کے ایک فرد تھے۔

٣٧٧٧ـ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ يَوْمُ بُعَاثَ يَوْمًا قَدَّمَهُ اللَّهُ لِرَسُوْلِهِ ﷺ فَقَدِمَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ وَقَدِ افْتَرَقَ مَلَؤُهُمْ، وَقُتِلَتْ سَرَوَاتُهُمْ، وَجُرِحُوْا، فَقَدَّمَهُ اللَّهُ لِرَسُوْلِهِ ﷺ فِيْ دُخُوْلِهِمْ فِي الْإِسْلَامِ. [طرفاه في: ٣٨٤٦، ٣٩٣٠]

(٣٧٧٧) مجھ سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بعاث کی جنگ کو (جو اسلام سے پہلے اوس و خزرج میں ہوئی تھی) اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کے مفاد میں پہلے ہی مقدم کر رکھا تھا چنانچہ جب آپ مدینہ میں تشریف لائے تو یہ قبائل آپس کی پھوٹ کا شکار تھے اور ان کے سردار کچھ قتل کیے جا چکے تھے، کچھ زخمی تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس جنگ کو آپ سے پہلے اس لئے مقدم کیا تھا تا کہ وہ آپ کے تشریف لاتے ہی مسلمان ہو جائیں۔

تشریح: بعاث یا بغاث مدینہ سے دو میل کے فاصلے پر ایک مقام ہے وہاں انصار کے دو قبیلوں اوس اور خزرج میں بڑی سخت لڑائی ہوئی تھی۔ اوس کے رئیس حضیر تھے، اسید کے والد اور خزرج کے رئیس عمرو بن نعمان بیاضی تھے۔ یہ دونوں اس میں مارے گئے تھے۔ پہلے خزرج کو فتح ہوئی تھی پھر حضیر نے اوس والوں کو مضبوط کیا تو اوس کی فتح ہوئی یہ حادثہ نبی کریم ﷺ کے واقعہ ہجرت کے چار پانچ سال پہلے ہو چکا تھا۔ نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری پر یہ قبائل مسلمان ہو گئے اور اخوت اسلامی سے پہلے تمام واقعات کو بھول گئے آیت کریمہ: ﴿فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا﴾ (٣/ آل عمران: ١٠٣) میں اسی طرف اشارہ ہے۔

٣٧٧٨ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُوْلُ: قَالَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ ـ وَأَعْطَى قُرَيْشًا ـ وَاللَّهِ! إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْعَجَبُ، إِنَّ سُيُوْفَنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَاءِ قُرَيْشٍ، وَغَنَائِمُنَا تُرَدُّ عَلَيْهِمْ. فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَدَعَا الْأَنْصَارَ فَقَالَ: ((مَا الَّذِي بَلَغَنِيْ عَنْكُمْ؟)) وَكَانُوْا لَا يَكْذِبُوْنَ. فَقَالُوْا: هُوَ الَّذِي بَلَغَكَ. قَالَ: ((أَوَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَرْجِعَ النَّاسُ بِالْغَنَائِمِ إِلَى بُيُوْتِهِمْ، وَتَرْجِعُوْنَ بِرَسُوْلِ اللَّهِ إِلَى بُيُوْتِكُمْ؟ لَوْ سَلَكَتِ الْأَنْصَارُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا، لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ أَوْ شِعْبَهُمْ)). [راجع: ٣١٤٦] [مسلم: ٢٤٤٠]

(٣٧٧٨) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو التیاح نے، انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے دن جب آنحضرت ﷺ نے قریش کو (غزوہ حنین کی) غنیمت کا سارا مال دے دیا تو بعض نوجوان انصاریوں نے کہا (اللہ کی قسم!) یہ تو عجیب بات ہے ابھی ہماری تلواروں سے قریش کا خون ٹپک رہا ہے اور ہمارا حاصل کیا ہوا مال غنیمت صرف انہیں دیا جا رہا ہے۔ اس کی خبر جب نبی ﷺ کو ملی تو آپ نے انصار کو بلایا، انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جو خبر مجھے ملی ہے کیا وہ صحیح ہے؟'' انصار لوگ جھوٹ نہیں بولتے تھے انہوں نے عرض کر دیا کہ آپ کو صحیح اطلاع ملی ہے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اس سے خوش اور راضی نہیں ہو کہ جب سب لوگ غنیمت کا مال لے کر اپنے گھروں کو واپس ہوں گے تو تم لوگ رسول اللہ ﷺ کو ساتھ لئے اپنے گھروں کو جاؤ گے؟ انصار جس نالے یا گھاٹی میں چلیں گے تو میں بھی اسی نالے یا گھاٹی میں چلوں گا۔''

تشریح: دوسری روایت میں ہے کہ انصار نے معذرت کی کہ کچھ نوجوان کم عقل لوگوں نے ایسی باتیں کہہ دی ہیں۔ آپ ﷺ کا ارشاد سن کر انصار نے بالاتفاق کہا کہ ہم اس فضیلت پر سب خوش ہیں۔ نالہ یا گھاٹی کا مطلب یہ کہ سفر اور حضر، موت اور زندگی میں ہر حال میں تمہارے ساتھ ہوں۔ کیا یہ

شرف انصار کو کافی نہیں ہے؟

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ:

((لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ مِنَ الْأَنْصَارِ)) قَالَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [طرفه في: ٤٣٣٠]

باب: نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان:

''اگر میں نے مکہ سے ہجرت نہ کی ہوتی تو میں بھی انصار کا ایک آدمی ہوتا۔'' یہ قول عبداللہ بن زید بن کعب نے نبی کریم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

٣٧٧٩ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَوْ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: ((لَوْ أَنَّ الْأَنْصَارَ سَلَكُوْا وَادِيًا أَوْ شِعْبًا، لَسَلَكْتُ فِي وَادِي الْأَنْصَارِ، وَلَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ)). فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: مَا ظَلَمَ بِأَبِي وَأُمِّي، آوَوْهُ وَنَصَرُوْهُ. أَوْ كَلِمَةً أُخْرَى. [طرفه في: ٧٢٤٤]

(٣٧٧٩) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن زیاد نے، ان سے حضرت ابو ہریرہ ؓ نے کہ نبی کریم ﷺ نے یا (یوں بیان کیا کہ) ابو القاسم ﷺ نے فرمایا: ''انصار جس نالے یا گھاٹی میں چلیں تو میں بھی انہیں کے نالے میں چلوں گا، اور اگر میں ہجرت نہ کرتا تو میں انصار کا ایک فرد ہونا پسند کرتا۔'' حضرت ابو ہریرہ ؓ نے کہا آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں آپ نے حد سے بڑھ کر کوئی بھی بات نہیں فرمائی آپ کو انصار نے اپنے یہاں ٹھہرایا اور آپ کی مدد کی تھی یا حضرت ابو ہریرہ ؓ نے (اس کے ہم معنی) اور کوئی دوسرا کلمہ کہا۔

تشریح: معلوم ہوا کہ انصار کا درجہ بہت بڑا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اس گروہ میں ہونے کی تمنا ظاہر فرمائی۔ انصار کی عنداللہ قبولیت کا یہ کھلا ثبوت ہے کہ اسلام اور قرآن کے ساتھ ان کا نام قیامت تک خیر کے ساتھ زندہ ہے۔ آج بھی انصاری بھائی جہاں بھی ہیں دینی خدمات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔

بَابُ إِخَاءِ النَّبِيِّ ﷺ بَيْنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ

باب: نبی کریم ﷺ کا انصار اور مہاجرین کے درمیان بھائی چارہ قائم کرنا

تشریح: جب مہاجرین اپنے وطن مکہ کو چھوڑ کر مدینہ آئے تو بہت پریشان ہونے لگے۔ گھربار اموال واقارب کے چھوٹنے کا غم تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس موقعہ پر ڈیڑھ ڈیڑھ سو انصار اور مہاجرین میں بھائی چارہ قائم کرادیا جس کی وجہ سے مہاجرین اور انصاری دونوں آپس میں ایک دوسرے کو حقیقی بھائی سے زیادہ سمجھنے لگے یہی واقعہ مؤاخات ہے جس کی نظیر تاریخ اقوام میں ملنی محال ہے۔

٣٧٨٠ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ آخَى رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ عَبْدِالرَّحْمَنِ وَسَعْدِ

(٣٧٨٠) ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے ان کے دادا نے کہ جب مہاجر لوگ مدینہ میں آئے تو رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ربیع کے درمیان بھائی چارہ کرادیا۔ سعد ؓ نے عبدالرحمن بن

ابْنِ الرَّبِيْعِ، فَقَالَ لِعَبْدِالرَّحْمَنِ: إِنِّي أَكْثَرُ الْأَنْصَارِ مَالاً فَأَقْسِمُ مَالِيْ نِصْفَيْنِ، وَلِيْ امْرَأَتَانِ، فَانْظُرْ أَعْجَبَهُمَا إِلَيْكَ فَسَمِّهَا لِيْ أُطَلِّقْهَا، فَإِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَتَزَوَّجْهَا. قَالَ: بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ، أَيْنَ سُوْقُكُمْ؟ فَدَلُّوْهُ عَلَى سُوْقِ بَنِيْ قَيْنُقَاعَ، فَمَا انْقَلَبَ إِلَّا وَمَعَهُ فَضْلٌ مِنْ أَقِطٍ وَسَمْنٍ، ثُمَّ تَابَعَ الْغُدُوَّ، ثُمَّ جَاءَ يَوْمًا وَبِهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَهْيَمْ؟)) قَالَ: تَزَوَّجْتُ قَالَ: ((كَمْ سُقْتَ إِلَيْهَا)). قَالَ: نَوَاةً مِنْ ذَهَبٍ. أَوْ وَزْنَ نَوَاةٍ، شَكَّ إِبْرَاهِيْمُ. [راجع: ۲۰۴۸]

عوف رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں انصار میں سب سے زیادہ دولت مند ہوں اس لئے آپ میرا آدھا مال لے لیں اور میری دو بیویاں ہیں، آپ انہیں دیکھ لیں جو آپ کو پسند ہو اس کے متعلق مجھے بتائیں میں اسے طلاق دے دوں گا، عدت گزرنے کے بعد آپ اس سے نکاح کر لیں۔ اس پر عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تمہارے اہل اور مال میں برکت عطا فرمائے، تمہارا بازار کدھر ہے؟ چنانچہ میں نے بنی قینقاع کا بازار انہیں بتا دیا، جب وہاں سے کچھ تجارت کر کے لوٹے تو ان کے ساتھ کچھ پنیر اور گھی تھا پھر وہ اسی طرح روزانہ صبح سویرے بازار میں چلے جاتے اور تجارت کرتے آخر ایک دن خدمت نبوی میں آئے تو ان کے جسم پر (خوشبو کی) زردی کا نشان تھا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”یہ کیا ہے؟“ انہوں نے بتایا کہ میں نے شادی کر لی ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”مہر کتنا ادا کیا ہے؟“ عرض کیا کہ سونے کی ایک گٹھلی یا (یہ کہا کہ) ایک گٹھلی کے پانچ درہم وزن برابر سونا ادا کیا ہے۔ یہ شک ابراہیم راوی کو ہوا۔

۳۸۸۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ ابْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ، وَآخَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ، وَكَانَ كَثِيْرَ الْمَالِ، فَقَالَ سَعْدٌ: قَدْ عَلِمَتِ الْأَنْصَارُ أَنِّيْ مِنْ أَكْثَرِهَا مَالاً، سَأَقْسِمُ مَالِيْ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ شَطْرَيْنِ، وَلِيْ امْرَأَتَانِ، فَانْظُرْ أَعْجَبَهُمَا إِلَيْكَ فَأُطَلِّقُهَا، حَتَّى إِذَا حَلَّتْ تَزَوَّجْتَهَا. فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ أَهْلِكَ. فَلَمْ يَرْجِعْ يَوْمَئِذٍ حَتَّى أَفْضَلَ شَيْئًا مِنْ سَمْنٍ وَأَقِطٍ، فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا يَسِيْرًا، حَتَّى جَاءَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَيْهِ وَضَرٌ مِنْ صُفْرَةٍ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَهْيَمْ؟)) قَالَ: تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِنَ

(۳۸۸۱) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، ان سے حمید نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ جب عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ (مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے تو) رسول کریم ﷺ نے ان کے اور سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ کرا دیا، حضرت سعد رضی اللہ عنہ بہت دولت مند تھے انہوں نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا، انصار کو معلوم ہے کہ میں ان میں سب سے زیادہ مالدار ہوں اس لئے میں اپنا آدھا مال اپنے اور آپ کے درمیان بانٹ دینا چاہتا ہوں اور میرے گھر میں دو بیویاں ہیں جو آپ کو پسند ہو میں اسے طلاق دے دوں گا اس کی عدت گزر جانے پر آپ اس سے نکاح کر لیں۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تمہارے اہل و مال میں برکت عطا فرمائے۔ (مجھ کو اپنا بازار دکھلا دو) پھر وہ بازار سے اس وقت تک واپس نہیں آئے جب تک کچھ گھی اور پنیر بطور نفع بچا نہیں لیا۔ تھوڑے ہی دنوں کے بعد جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں وہ حاضر ہوئے تو جسم پر زردی کا نشان تھا۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا: ”یہ کیا ہے؟“ بولے کہ میں نے ایک انصاری خاتون سے شادی

الْأَنْصَارِ. فَقَالَ: ((مَا سُقْتَ فِيهَا)). قَالَ: وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ، أَوْ نَوَاةً مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ: ((أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ)). [راجع: ٢٠٤٩]

کر لی ہے۔ آپ نے پوچھا: ''مہر کیا دیا ہے؟'' بولے ایک گٹھلی کے برابر سونا یا (یہ کہا کہ) سونے کی ایک گٹھلی دی ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا: ''اچھا اب ولیمہ کر خواہ ایک بکری ہی سے ہو۔''

تشریح: مجتہد مطلق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو بہت سے مقامات پر نقل فرما کر اس سے بہت سے مسائل کا استخراج فرمایا ہے جو آپ کے مجتہد مطلق ہونے کی بین دلیل ہے۔ جو حضرات ایسے جلیل القدر امام کو محض ناقل کہہ کر آپ کی درایت کا انکار کرتے ہیں ان کو اپنی اس حرکت پر نادم ہونا چاہیے کہ وہ چاند پر تھوکنے کی کوشش کرتے ہیں۔ هداهم الله الى صراط مستقيم (آمین) یہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد اس حدیث کے لانے سے واقعہ مؤاخات کو بیان کرنا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ربیع کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیا۔ (رضی اللہ عنہم)

٣٧٨٢۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُوْ هَمَّامٍ، قَالَ: سَمِعْتُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَتِ الْأَنْصَارُ: أَقْسِمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ النَّخْلَ. قَالَ: ((لَا)). قَالَ: تَكْفُوْنَا الْمَؤُوْنَةَ وَتُشْرِكُوْنَا فِي الْأَمْرِ. قَالُوْا: سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا. [راجع: ٢٣٢٥]

(٣٧٨٢) ہم سے ابو ہمام صلت بن محمد نے بیان کیا، کہا کہ میں نے مغیرہ بن عبدالرحمٰن سے سنا، کہا ہم سے ابو الزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ انصار نے کہا یا رسول اللہ! کھجور کے باغات ہمارے اور مہاجرین کے درمیان تقسیم فرما دیں۔ آپ نے فرمایا: ''میں ایسا نہیں کروں گا۔'' اس پر انصار نے (مہاجرین سے) کہا پھر آپ ایسا کر لیں کہ کام ہماری طرف سے آپ انجام دیا کریں اور کھجوروں میں آپ ہمارے ساتھی ہو جائیں، مہاجرین نے کہا ہم نے آپ لوگوں کی یہ بات سنی اور ہم ایسا ہی کریں گے۔

تشریح: یعنی اس میں مضائقہ نہیں باغ تمہارے ہی رہیں ہم ان میں محنت کریں گے اس کی اجرت میں آدھا پھل لے لیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے انصار اور مہاجرین میں باغوں کی تقسیم منظور نہیں فرمائی، کیونکہ آپ کو وحی الٰہی سے معلوم ہو گیا تھا کہ آیندہ فتوحات بہت ہوں گی بہت سی جائیدادیں مسلمانوں کے ہاتھ آئیں گی پھر انصار کی موروثی جائیداد کیوں تقسیم کرائی جائے۔ صدق رسول الله ﷺ۔

بَابُ حُبِّ الْأَنْصَارِ

باب: انصار سے محبت رکھنے کا بیان

٣٧٨٣۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَوْ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْأَنْصَارُ لَا يُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ أَحَبَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ أَبْغَضَهُ اللّٰهُ)). [مسلم: ٢٣٧؛ ترمذي: ٣٨٩٩؛ ابن ماجه: ١٦٣]

(٣٧٨٣) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا مجھے عدی بن ثابت نے خبر دی، کہا کہ میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا یا یوں بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''انصار سے صرف مؤمن ہی محبت رکھے گا اور ان سے صرف منافق ہی بغض رکھے گا۔ پس جو شخص ان سے محبت رکھے اس سے اللہ محبت رکھے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا اس سے اللہ تعالیٰ بغض رکھے گا۔'' (معلوم ہوا کہ انصار کی محبت نشان ایمان ہے اور ان سے دشمنی رکھنا بے ایمان لوگوں کا کام ہے)۔

٣٧٨٤ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ جَبْرٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((آيَةُ الْإِيْمَانِ حُبُّ الْأَنْصَارِ، وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْأَنْصَارِ)). [راجع: ١٧]

(۳۷۸۴) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن جبر نے کہا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ایمان کی نشانی انصار سے محبت رکھنا ہے اور نفاق کی نشانی انصار سے بغض رکھنا ہے۔''

تشریح: انصار اسلام کے اولین مددگار ہیں اس لحاظ سے ان کا بڑا درجہ ہے پس جو انصار سے محبت رکھے گا اس نے اسلام کی محبت سے نور ایمان حاصل کرلیا اور جس نے ایسے بندگان الٰہی سے بغض رکھا اس نے اسلام سے بغض رکھا اس لئے کہ ایسی بری خصلت نفاق کی علامت ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لِلْأَنْصَارِ: ((أَنْتُمْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ))

باب: انصار سے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ ''تم لوگ مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہو''

٣٧٨٥ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: رَأَى النَّبِيُّ ﷺ النِّسَاءَ وَالصِّبْيَانَ مُقْبِلِيْنَ- قَالَ: حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: مِنْ عُرُسٍ- فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ مُمْثِلًا، فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ)). قَالَهَا ثَلَاثَ مِرَارٍ. [طرفه في: ٥١٨٠]

(۳۷۸۵) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے (انصار کی) عورتوں اور بچوں کو میرے گمان کے مطابق کسی شادی سے واپس آتے ہوئے دیکھا تو آپ کھڑے ہوگئے اور فرمایا: ''اللہ (گواہ ہے) تم لوگ مجھے سب سے زیادہ عزیز ہو۔'' تین بار آپ نے ایسا ہی فرمایا۔

٣٧٨٦ـ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ كَثِيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ هِشَامُ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَهَا صَبِيٌّ لَهَا، فَكَلَّمَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! إِنَّكُمْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ)). مَرَّتَيْنِ. [طرفاه في: ٥٢٣٤، ٦٦٤٥] [مسلم: ٦٤١٩، ٦٤٢٠]

(۳۷۸۶) ہم سے یعقوب بن ابراہیم بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم سے بہز بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھے ہشام بن زید نے خبر دی، کہا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ انصار کی ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، ان کے ساتھ ایک ان کا بچہ بھی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے کلام کیا پھر فرمایا: ''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم لوگ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو۔'' دو مرتبہ آپ نے یہ جملہ فرمایا۔

تشریح: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''هذه المراة اما محرم له كام سليم واختها واما المراد بالخلوة انها سالته سؤالاً خفيا بحضرة ناس ولم تكن خلوة مطلقة وهى الخلوة المنهى عنها۔'' (نووی) یہ آپ سے خلوت میں بات کرنے والی عورت ایسی تھی جس

کے لئے آپ محرم تھے جیسے ام سلیم یا اس کی بہن یا خلوت سے مراد یہ ہے کہ اس نے لوگوں کی موجودگی میں آپ سے ایک بات نہایت آہستگی سے کی اور جس خلوت کی ممانعت ہے وہ مراد نہیں ہے۔ مسلم کی روایت میں ((فخلا بها)) کا لفظ ہے جس کی وجہ سے وضاحت کرنا ضروری ہوا۔

بَابٌ: أَتْبَاعُ الْأَنْصَارِ

باب: انصار کے تابعدار لوگوں کی فضیلت کا بیان

تشریح: اس سے ان کے حلیف اور لونڈی غلام یعنی موالی مراد ہیں۔

٣٧٨٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرٍو، سَمِعْتُ أَبَا حَمْزَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَتِ الْأَنْصَارُ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! لِكُلِّ نَبِيٍّ أَتْبَاعٌ، وَإِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاكَ، فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَ أَتْبَاعَنَا مِنْكَ. فَدَعَا بِهِ. فَنَمَيْتُ ذَلِكَ إِلَى ابْنِ أَبِي لَيْلَى. قَالَ: قَدْ زَعَمَ ذَلِكَ زَيْدٌ. [طرفه في: ٣٧٨٨]

(٣٧٨٧) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے، انہوں نے ابوحمزہ سے سنا اور انہوں نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے کہ انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہر نبی کے تابعدار لوگ ہوتے ہیں اور ہم نے آپ کی تابعداری کی ہے۔ آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ اللہ ہمارے تابعداروں کو بھی آپ میں شریک کر دے۔ تو آنحضرت ﷺ نے اس کی دعا فرمائی۔ پھر میں نے اس حدیث کا ذکر عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے سامنے کیا تو انہوں نے کہا کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بھی یہ حدیث بیان کی تھی۔

٣٧٨٨- حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَمْزَةَ- رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ- قَالَ: قَالَتِ الْأَنْصَارُ: إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ أَتْبَاعًا، وَإِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاكَ، فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَ أَتْبَاعَنَا مِنَّا. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اللَّهُمَّ اجْعَلْ أَتْبَاعَهُمْ مِنْهُمْ)). قَالَ عَمْرٌو: فَذَكَرْتُهُ لِابْنِ أَبِي لَيْلَى. قَالَ: قَدْ زَعَمَ ذَاكَ زَيْدٌ. قَالَ شُعْبَةُ: أَظُنُّهُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ. [راجع: ٣٧٨٧]

(٣٧٨٨) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، کہا ہم سے عمرو بن مرہ نے کہ میں نے انصار کے ایک آدمی ابوحمزہ سے سنا کہ انصار نے عرض کیا ہر قوم کے تابعدار (اہالی موالی) ہوتے ہیں۔ ہم تو آپ کے تابعدار بنے آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے تابعداروں کو بھی ہم میں شریک کر دے۔ پس نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! ان تابعداروں کو بھی انہیں میں سے کر دے۔'' عمرو نے بیان کیا کہ پھر میں نے اس حدیث کا تذکرہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے کیا تو انہوں نے (تعجب کے طور پر) کہا زید نے ایسا کہا؟ شعبہ نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ یہ زید۔ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ہیں (نہ اور کوئی زید جیسے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ وغیرہ جیسے ابن ابی لیلیٰ نے گمان کیا)۔

تشریح: حافظ نے کہا شعبہ کا گمان صحیح ہے ابونعیم نے مستخرج میں اس کو علی بن جعد کے طریق سے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے یقینی طور پر نکالا ہے۔

بَابُ فَضْلِ دُوْرِ الْأَنْصَارِ

باب: انصار کے گھرانوں کی فضیلت کا بیان

٣٧٨٩- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ

(٣٧٨٩) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے قتادہ سے سنا، ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابواسید رضی اللہ عنہ نے بیان

أَبِي أُسَيْدٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((خَيْرُ دُوْرِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ، ثُمَّ بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ، ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، ثُمَّ بَنُوْ سَاعِدَةَ، وَفِي كُلِّ دُوْرِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ)). فَقَالَ سَعْدٌ: مَا أَرَى النَّبِيَّ ﷺ إِلَّا قَدْ فَضَّلَ عَلَيْنَا فَقِيْلَ: قَدْ فَضَّلَكُمْ عَلَى كَثِيْرٍ وَقَالَ عَبْدُ الصَّمَدِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، سَمِعْتُ أَنَسًا: قَالَ أَبُوْ أُسَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا، وَقَالَ: سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ. [اطرافه في: ٣٧٩٠، ٣٧٠٧، ٦٠٥٣] [مسلم: ٦٤٢١؛ ترمذي: ٣٩١١]

کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بنونجار کا گھرانہ انصار میں سے سب سے بہتر گھرانہ ہے، پھر بنوعبدالاشہل کا، پھر بنوحارث بن خزرج کا، پھر بنو ساعدہ بن کعب بن خزرج اکبر کا، جو اوس کا بھائی تھا، (خزرج اکبر اور اوس دونوں حارثہ کے بیٹے تھے) اور انصار کا ہر گھرانہ عمدہ ہی ہے۔'' سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انصار کے کئی قبیلوں کو ہم پر فضیلت دی ہے۔ ان سے کسی نے کہا تجھ کو بھی تو بہت سے قبیلوں پر آنحضرت ﷺ نے فضیلت دی ہے اور عبدالصمد نے کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا اور ان سے ابواسید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے یہی حدیث بیان کی، اس روایت میں سعد کے باپ کا نام عبادہ مذکور ہے۔

تشریح: جنہوں نے یہ کہا تھا کہ نبی کریم ﷺ نے اوروں کو ہم پر فضیلت دی۔ جب سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے یہ کہا تو ان کے بھتیجے سہل نے ان سے کہا کہ تم نبی کریم ﷺ پر اعتراض کرتے ہو، آپ ﷺ خوب جانتے ہیں۔ (کہ کون کس سے افضل ہے)۔

بنونجار قبیلہ خزرج سے ہیں۔ ان کے دادا تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو خزرجی نے ایک آدمی پر حملہ کر کے اسے کاٹ دیا تھا۔ اس پر ان کا لقب نجار ہو گیا۔ (فتح الباری)

حافظ صاحب فرماتے ہیں: "بنو النجار هم اخوال جد رسول الله ﷺ لان والدة عبد المطلب منهم وعليهم نزل لما قدم المدينة فلهم مزية على غيرهم كان انس منهم فله مزيد عناية بحفظ فضائلهم۔" (فتح الباری جلد ٧ صفحه ١٤٦) یعنی بنونجار نبی کریم ﷺ کے ماموں ہوتے ہیں اس لئے کہ عبدالمطلب آپ کے دادا محترم کی والدہ بنونجار کی بیٹی تھیں اس لئے جناب رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو پہلے بنونجار ہی کے مہمان ہوئے، اس لئے ان کے لئے مزید فضیلت ثابت ہوئی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بھی اسی خاندان سے تھے۔ اسی لئے ان پر عنایات نبوی زیادہ تھیں۔ اس روایت میں یہاں کچھ اجمال ہے جسے مسلم کی روایت نے کھول دیا ہے جو یہ ہے:

"حدثنا يحيى بن يحيى التميمى انا المغيرة بن عبد الرحمن عن ابى الزناد قال شهد ابو سلمة لسمع ابا اسيد الانصارى يشهد ان رسول الله ﷺ قال خير دور الأنصار بنو النجار ثم بنو عبد الاشهل ثم بنو الحارث بن خزرج ثم بنو ساعدة وفى كل دور الأنصار خير قال ابو سلمة قال ابو اسيد اتهم انا على رسول الله ﷺ لو كنت كاذبا لبدات بقومى بنى ساعدة وبلغ ذالك سعد بن عبادة فوجد فى نفسه وقال خلفنا فكنا اخر الاربع اسرجوا لى حمارى اتى رسول الله ﷺ فكلمه ابن أخيه سهل فقال اتذهب لترد علي رسول الله ﷺ ورسول الله ﷺ اعلم اوليس حسبك ان تكون رابع اربع فرجع وقال: الله ورسوله اعلم وامر بحماره فحل عنه۔" (صحيح مسلم ج ٢ ص ٣٠٥)

خلاصہ یہ کہ جب حضرت سعد بن عبادہ نے یہ سنا کہ رسول کریم ﷺ نے ہمارے قبیلہ کا ذکر چوتھے درجے پر فرمایا ہے تو یہ غصہ ہو کر آپ کی خدمت شریف میں اپنے گدھے پر سوار ہو کر جانے لگے مگر ان کے بھتیجے سہل نے ان سے کہا کہ آپ رسول کریم ﷺ کے فرمان کی تردید کرنے جا رہے ہیں حالانکہ رسول کریم ﷺ بہت زیادہ جاننے والے ہیں۔ کیا آپ کے شرف کے لئے یہ کافی نہیں کہ رسول کریم ﷺ نے چوتھے درجہ پر بطور شرف آپ کے قبیلے کا نام لے کر ذکر فرمایا۔ جب کہ بہت سے اور قبائل انصار کے لئے آپ نے صرف اجمالاً ذکر خیر فرما دیا ہے یہ سن کر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے اپنے خیال سے رجوع کیا اور کہنے لگے ہاں بے شک اللہ و رسول ﷺ ہی زیادہ جانتے ہیں، فوراً اپنی سواری سے زین کو اتار کر رکھ دیا۔

٣٧٩٠ـ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى، قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: أَخْبَرَنِي أَبُو أُسَيْدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((خَيْرُ الْأَنْصَارِ۔ أَوْ قَالَ: خَيْرُ دُوْرِ الْأَنْصَارِ۔ بَنُو النَّجَّارِ وَبَنُوْ عَبْدِ الْأَشْهَلِ وَبَنُو الْحَارِثِ وَبَنُوْ سَاعِدَةَ)). [راجع: ٣٧٨٩] [مسلم: ٦٤٢١، ٦٤٢٢؛ ترمذي: ٣٩١٠]

(۳۷۹۰) ہم سے سعد بن حفص طلحی نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے کہ ابوسلمہ نے بیان کیا کہ مجھے حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ نے خبر دی اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''انصار میں سب سے بہتر یا انصار کے گھر والوں میں سے سب سے بہتر بنو نجار، بنوعبدالاشہل، بنوحارث اور بنوساعدہ کے گھرانے ہیں۔''

٣٧٩١ـ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ يَحْيَى، عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ، عَنْ أَبِيْ حُمَيْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ خَيْرَ دُوْرِ الْأَنْصَارِ دَارُ بَنِي النَّجَّارِ، ثُمَّ عَبْدِ الْأَشْهَلِ، ثُمَّ دَارُ بَنِي الْحَارِثِ، ثُمَّ بَنِيْ سَاعِدَةَ، وَفِيْ كُلِّ دُوْرِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ)). فَلَحِقْنَا سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فَقَالَ أَبُوْ أُسَيْدٍ: أَلَمْ تَرَ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ خَيَّرَ الْأَنْصَارَ فَجَعَلَنَا أَخِيْرًا فَأَدْرَكَ سَعْدٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! خُيِّرَ دُوْرُ الْأَنْصَارِ فَجُعِلْنَا آخِرًا. فَقَالَ: ((أَوَلَيْسَ بِحَسْبِكُمْ أَنْ تَكُوْنُوْا مِنَ الْخِيَارِ)). [راجع: ١٤٨١]

(۳۷۹۱) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا، کہا مجھ سے عمرو بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عباس بن سہل نے اور ان سے ابوحمید ساعدی نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''انصار کا سب سے بہترین گھرانہ بنونجار کا گھرانہ ہے، پھر عبدالاشہل کا، پھر بنی حارث کا، پھر بنی ساعدہ کا اور انصار کے تمام گھرانوں میں خیر ہے۔'' پھر ہماری ملاقات سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو وہ ابواسید رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے، ابواسید تم کو معلوم نہیں آنحضرت ﷺ نے انصار کے بہترین گھرانوں کی تعریف کی اور ہمیں (بنوساعدہ) کو سب سے اخیر میں رکھا آخر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! انصار کے سب سے بہترین خاندانوں کا بیان ہوا اور ہم سب سے اخیر میں کردیئے گئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں کہ تمہارا خاندان بھی بہترین خاندان ہے۔''

تشریح: آخر میں رہے تو کیا اور اول میں رہے تو کیا بہر حال تمہارا خاندان بھی بہترین خاندان ہے اس پر تم کو خوش ہونا چاہیے۔

ایک روایت میں ہے کہ اس بارے میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کرنا چاہا تھا مگر وہ اپنے بھتیجے کے کہنے پر رک گئے لہذا اپنے خیال سے رجوع کرلیا، یہاں نبی کریم ﷺ سے ملنا اور اس خیال کا ظاہر کرنا مذکور ہے ہر دو میں تطبیق یہ ہوسکتی ہے کہ اس وقت وہ اس خیال سے رک گئے ہوں گے۔ بعد میں جب ملاقات ہوئی ہوگی تو آپ سے دریافت کرلیا ہوگا۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لِلْأَنْصَارِ:

((اصْبِرُوْا حَتَّى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ)). قَالَهُ عَبْدُاللَّهِ بْنُ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

باب: نبی کریم ﷺ کا انصار سے فرمانا:

''تم صبر سے کام لینا یہاں تک کہ تم مجھ سے حوض پر ملاقات کرو۔'' یہ قول حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

٣٧٩٢ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ:

(۳۷۹۲) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا

حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ، أَنَّ رَجُلاً، مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلَا تَسْتَعْمِلُنِيْ كَمَا اسْتَعْمَلْتَ فُلَانًا قَالَ: ((سَتَلْقَوْنَ بَعْدِيْ أُثْرَةً فَاصْبِرُوْا حَتَّى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ)) [طرفه في: ٧٠٥٧] [مسلم: ٤٧٨٠، ٤٧٨١؛ ترمذي: ٢١٨٩؛ نسائي: ٥٣٩٨]

ہم سے شعیب نے کہا کہ میں نے قتادہ سے سنا، انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے کہ ایک انصاری صحابی نے عرض کیا یا رسول! فلاں شخص کی طرح مجھے بھی آپ حاکم بنا دیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد (دنیاوی معاملات میں) تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی اس لئے صبر سے کام لینا، یہاں تک کہ مجھ سے حوض پر آملو۔''

حافظ نے کہا کہ یہ عرض کرنے والے خود اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ تھے اور جن کو حکومت ملی تھی وہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ تھے۔

تشریح: حافظ صاحب فرماتے ہیں:

''وهو من رواية صحابي عن صحابي زاد مسلم وقد رواه يحيىٰ بن سعيد وهشام بن زيد عن انس بدون ذكر اسيد بن حضير لكن باختصار القصة التي ههنا وذكر كل منهما قصة اخرى غير هذه فحديث يحيىٰ بن سعيد تقدم فى الجزية وحديث هشام ياتى فى المغازى ووقع لهذا الحديث قصة اخرى من وجه اخر فاخرج الشافعى من رواية محمد بن ابراهيم التيمى عن ابى اسيد بن حضير (طلب من النبى ﷺ لاهل بيتين من الانصار فامر لكل بيت بوسق من تمر وشطر من شعير فقال اسيد يارسول الله جزاك الله عنا خيرا فقال وانتم فجزاكم الله خيرا يا معشر الانصار وانكم لأعفة صبر وانكم ستلقون بعدى اثرة) الحديث۔'' (فتح البارى جلد٧ صفحه ١٤٨)

یعنی یہ روایت صحابی (حضرت انس رضی اللہ عنہ) کی صحابی (حضرت اسید رضی اللہ عنہ) سے ہے اور مسلم نے زیادہ کیا کہ اس روایت کو یحییٰ بن سعید اور ہشام بن زید نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اس میں اسید رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں ہے لیکن قصہ اختصار سے مذکور ہے اور ان دونوں نے اس کے سوا دوسرا قصہ ذکر کیا ہے۔ یحییٰ بن سعید والی حدیث باب الجزیہ میں مذکور ہو چکی ہے اور ہشام کی حدیث مغازی میں آئے گی اور اس حدیث سے متعلق دوسرے طریق سے ایک اور واقعہ ذکر ہوا ہے جسے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن ابراہیم تیمی کی روایت ابو اسید بن حضیر سے نقل کیا ہے کہ ابو اسید نے دو گھرانوں کے لئے انصار میں سے نبی کریم ﷺ سے امداد طلب کی۔ نبی کریم ﷺ نے ہر گھرانہ کے لئے ایک وسق کھجور اور کچھ بطور امداد دینے کا حکم فرمایا۔ اس پر اسید رضی اللہ عنہ نے آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے جزاك الله کہا۔ نبی کریم ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ ''اے انصاریو! اللہ تم کو بھی جزائے خیر دے۔ میرے بعد تم لوگ تلخیاں چکھو گے اور دیکھو گے کہ دوسروں کو تم پر ترجیح دی جائے گی۔ پس اس وقت تم صبر سے کام لینا، یہاں تک کہ مجھ سے حوض کوثر پر آ کر ملاقات کرو۔''

٣٧٩٣۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ هِشَامٍ، سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْأَنْصَارِ: ((إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِيْ أُثْرَةً فَاصْبِرُوْا حَتَّى تَلْقَوْنِيْ، وَمَوْعِدُكُمُ الْحَوْضُ)). [راجع: ٣١٤٦]

(٣٧٩٣) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے کہا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے انصار سے فرمایا: ''میرے بعد تم دیکھو گے کہ تم پر دوسروں کو فوقیت دی جائے گی۔ پس تم صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے آملو اور میری تم سے ملاقات حوض پر ہوگی۔''

٣٧٩٤ـ حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حِينَ خَرَجَ مَعَهُ إِلَى الْوَلِيدِ قَالَ: دَعَا النَّبِيُّ ﷺ الْأَنْصَارَ إِلَى أَنْ يُقْطِعَ لَهُمُ الْبَحْرَيْنِ. فَقَالُوْا: لَا، إِلَّا أَنْ تُقْطِعَ لِإِخْوَانِنَا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ مِثْلَهَا. قَالَ: ((**إِمَّا لَا، فَاصْبِرُوْا حَتَّى تَلْقَوْنِي، فَإِنَّهُ سَيُصِيبُكُمْ أُثْرَةٌ بَعْدِي**)). [راجع: ٢٣٧٦]

(٣٧٩٤) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید نے، انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا۔ جب وہ انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ خلیفہ ولید بن عبدالملک کے یہاں جانے کے لئے نکلے۔ فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے انصار کو بلایا تا کہ بحرین کا ملک بطور جاگیر انہیں عطا فرما دیں۔ انصار نے کہا جب تک آپ ہمارے بھائی مہاجرین کو بھی اسی جیسی جاگیر نہ عطا فرمائیں ہم اسے قبول نہیں کریں گے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''دیکھو جب آج تم قبول نہیں کرتے ہو تو پھر میرے بعد بھی صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے آ ملو، کیونکہ میرے بعد قریب ہی تمہاری حق تلفی ہونے والی ہے۔''

تشریح: یعنی دوسرے غیر مستحق لوگ عہدوں پر مقرر ہوں گے اور تم کو محروم کر دیا جائے گا، بنی امیہ کے زمانے میں ایسا ہی ہوا اور رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی، مگر انصار نے فی الواقع صبر سے کام لے کر وصیت نبوی پر پورا عمل کیا۔ (رضي الله عنهم ورضوا عنه) یہ اس وقت کی بات ہے جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کو عبدالملک بن مروان نے ستایا تھا اور وہ بصرہ سے دمشق جا کر ولید بن عبدالملک کے ہاں اپنی شکایات لے کر پہنچے تھے۔ آخر ولید بن عبدالملک (حاکم وقت) نے ان کا حق دلایا۔ (فتح الباری)

بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أَصْلِحِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ))

باب: نبی کریم ﷺ کا دعا کرنا کہ ''(اے اللہ!) انصار اور مہاجرین پر اپنا کرم فرما''

٣٧٩٥ـ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ إِيَاسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

((لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَهْ
فَأَصْلِحِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ))

وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ، وَقَالَ: ((فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ)). [راجع: ٢٨٣٤]

[مسلم: ٤٦٧٣، ٤٦٧٤؛ ترمذي: ٣٨٥٧]

(٣٧٩٥) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو ایاس نے بیان کیا، ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے (خندق کھودتے وقت) فرمایا: ''حقیقی زندگی تو صرف آخرت کی زندگی ہے۔ پس اے اللہ! انصار اور مہاجرین پر اپنا کرم فرما۔'' اور قتادہ سے روایت ہے ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا نبی کریم ﷺ سے اسی طرح، اور انہوں نے بیان کیا اس میں یوں ہے ''پس انصار کی مغفرت فرما دے۔''

٣٧٩٦ـ حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: كَانَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ تَقُوْلُ:

نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوْا مُحَمَّدَا

(٣٧٩٦) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حمید طویل نے، انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ انصار غزوۂ خندق کے موقعہ پر (خندق کھودتے ہوئے) یہ شعر پڑھتے تھے: ''ہم وہ ہیں جنہوں نے حضرت محمد (ﷺ)

عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِينَا أَبَدَا

فَأَجَابَهُمْ:

((أَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَهْ
فَأَكْرِمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ))

[راجع: ٢٨٣٤] [مسلم: ٤٦٧٦]

سے جہاد پر بیعت کی ہے۔ جب تک ہماری جان میں جان ہے" آنحضرت ﷺ نے (جب یہ سنا تو) اس کے جواب میں یوں فرمایا: "اے اللہ! آخرت کی زندگی کے سوا اور کوئی زندگی حقیقی زندگی نہیں ہے، پس انصار اور مہاجرین پر اپنا فضل وکرم فرما۔"

٣٧٩٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا [مُحَمَّدُ] ابْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَهْلٍ، قَالَ: جَاءَ نَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نَحْفِرُ الْخَنْدَقَ وَنَنْقُلُ التُّرَابَ عَلَى أَكْتَادِنَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

((أَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَهْ
فَاغْفِرْ لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ))

[طرفه في: ٤٠٩٨، ٦٤١٤] [مسلم: ٤٦٧٢]

(۳۷۹۷) ہم سے محمد بن عبید اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن حازم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم خندق کھود رہے تھے اور اپنے کندھوں پر مٹی اٹھا رہے تھے۔ اس وقت آپ نے یہ دعا فرمائی: "اے اللہ! آخرت کی زندگی کے سوا اور کوئی زندگی حقیقی زندگی نہیں۔ پس انصار اور مہاجرین کی تو مغفرت فرما۔"

تشریح: یہ جنگ احزاب کا واقعہ ہے جس میں مسلمانوں نے کفار عرب کے لشکروں کی جو تعداد میں بہت تھے، اندرون شہر سے مدافعت کی تھی اور شہر کی حفاظت کے لئے اطراف شہر میں خندق کھودی گئی تھی۔ اسی لئے اسے جنگ خندق بھی کہا گیا ہے۔ تفصیلی بیان آگے آئے گا۔ اس میں انصار اور مہاجرین کی فضیلت ہے اور یہی ترجمۃ الباب ہے۔

بَابٌ:

باب: اس آیت کی تفسیر میں:

﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾. [الحشر: ٩]

"اور اپنے نفسوں پر وہ دوسروں کو مقدم رکھتے ہیں، اگرچہ خود وہ فاقہ ہی میں مبتلا ہوں۔"

٣٧٩٨۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ دَاوُدَ، عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا، أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَبَعَثَ إِلَى نِسَائِهِ فَقُلْنَ: مَا مَعَنَا إِلَّا الْمَاءُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ يَضُمُّ، أَوْ يُضِيفُ هٰذَا؟)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: أَنَا. فَانْطَلَقَ بِهِ إِلَى امْرَأَتِهِ، فَقَالَ: أَكْرِمِي ضَيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: مَا عِنْدَنَا

(۳۷۹۸) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن داؤد نے بیان کیا، ان سے فضیل بن غزوان نے، ان سے ابوحازم نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صاحب (خود ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی مراد ہیں) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھوکے حاضر ہوئے۔ آپ نے انہیں ازواج مطہرات کے یہاں بھیجا۔ (تاکہ ان کو کھانا کھلا دیں) ازواج نے کہلا بھیجا کہ ہمارے پاس پانی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ان کی کون مہمانی کرے گا؟" ایک انصاری بولے میں کروں گا۔ چنانچہ وہ ان کو اپنے گھر لے گئے اور اپنی بیوی سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے

إِلَّا قُوتُ صِبْيَانِ. فَقَالَ: هَيِّئِي طَعَامَكِ، وَأَصْبِحِي سِرَاجَكِ، وَنَوِّمِي صِبْيَانَكِ إِذَا أَرَادُوا عَشَاءً. فَهَيَّأَتْ طَعَامَهَا وَأَصْبَحَتْ سِرَاجَهَا، وَنَوَّمَتْ صِبْيَانَهَا، ثُمَّ قَامَتْ كَأَنَّهَا تُصْلِحُ سِرَاجَهَا فَأَطْفَأَتْهُ، فَجَعَلَا يُرِيَانِهِ أَنَّهُمَا يَأْكُلَانِ، فَبَاتَا طَاوِيَيْنِ، فَلَمَّا أَصْبَحَ، غَدَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((ضَحِكَ اللَّهُ اللَّيْلَةَ أَوْ عَجِبَ مِنْ فَعَالِكُمَا)) فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ [الحشر: ٩] [طرفه في: ٤٨٨٩] [مسلم: ٥٣٥٩، ٥٣٦٠، ٥٣٦١؛ ترمذي: ٣٣٠٤]

مہمان کی خاطر تواضع کو، بیوی نے کہا کہ گھر میں بچوں کے کھانے کے سوا اور کوئی چیز بھی نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ جو کچھ بھی ہے اسے نکال دو اور چراغ جلا لو اور بچے اگر کھانا مانگتے ہیں تو انہیں سلا دو۔ بیوی نے کھانا نکال دیا اور چراغ جلا دیا اور اپنے بچوں کو (بھوکا) سلا دیا۔ پھر وہ ظاہر تو یہ کر رہی تھیں جیسے چراغ درست کر رہی ہوں لیکن انہوں نے اسے بجھا دیا۔ اس کے بعد دونوں میاں بیوی مہمان پر ظاہر کرنے لگے کہ گویا وہ بھی ان کے ساتھ کھا رہے ہیں۔ لیکن ان دونوں نے (اپنے بچوں سمیت رات) فاقہ سے گزار دی، صبح کے وقت جب وہ صحابی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ نے فرمایا: ”تم دونوں میاں بیوی کے نیک عمل پر رات کو اللہ تعالیٰ ہنس پڑا، یا (یہ فرمایا کہ اسے) پسند کیا۔“ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ”اور وہ (انصار) ترجیح دیتے ہیں اپنے نفسوں کے اوپر (دوسرے غریب صحابہ کو) اگرچہ وہ خود بھی فاقہ ہی میں ہوں اور جو اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا گیا، سو ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔“

تشریح: مجموعی طور پر انصار کی فضیلت ثابت ہوئی۔ حدیث اور باب میں یہی مطابقت ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ:

((اقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ)).

٣٧٩٩- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى أَبُو عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَاذَانُ، أَخُو عَبْدَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: مَرَّ أَبُو بَكْرٍ وَالْعَبَّاسُ بِمَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الْأَنْصَارِ وَهُمْ يَبْكُونَ، فَقَالَ: مَا يُبْكِيكُمْ؟ قَالُوا: ذَكَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِيِّ ﷺ مِنَّا. فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِذَلِكَ قَالَ: فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَدْ عَصَبَ عَلَى

باب: نبی کریم ﷺ کا فرمان:

”انصار کے نیک لوگوں کی نیکیوں کو قبول کرو اور ان کے غلط کاروں سے درگزر کرو۔“

(٣٧٩٩) مجھ سے ابوعلی محمد بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدان کے بھائی شاذان نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا، ہمیں شعبہ بن حجاج نے خبر دی، ان سے ہشام بن زید نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما انصار کی ایک مجلس پر سے گزرے۔ دیکھا کہ تمام اہل مجلس رو رہے ہیں۔ پوچھا آپ لوگ کیوں رو رہے ہیں؟ مجلس والوں نے کہا کہ ابھی ہم رسول اللہ ﷺ کی مجلس کو یاد کر رہے تھے جس میں ہم بیٹھا کرتے تھے (یہ نبی ﷺ کے مرض الوفات کا واقعہ ہے) اس کے بعد یہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو واقعہ کی اطلاع دی۔ بیان کیا کہ اس پر

رَأْسِهِ حَاشِيَةَ بُرْدٍ،قَالَ: فَصَعِدَ الْمِنبَرَ وَلَمْ يَصْعَدْهُ بَعْدَ ذَلِكَ الْيَوْمِ، فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((أُوْصِيكُمْ بِالْأَنْصَارِ، فَإِنَّهُمْ كَرِشِي وَعَيْبَتِي، وَقَدْ قَضَوُا الَّذِي عَلَيْهِمْ، وَبَقِيَ الَّذِي لَهُمْ، فَاقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ، وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ)). [طرفه في: ٣٨٠١]

نبی اکرم ﷺ باہر تشریف لائے، سر مبارک پر کپڑے کی پٹی بندھی ہوئی تھی۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر آپ منبر پر تشریف لائے اور اس کے بعد پھر کبھی منبر پر آپ تشریف نہ لا سکے۔ آپ نے اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا: ''میں تمہیں انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ وہ میرے جسم و جان ہیں انہوں نے اپنی تمام ذمہ داریاں پوری کی ہیں لیکن اس کا بدلہ جو انہیں چاہیے تھا، وہ ملنا ابھی باقی ہے۔ اس لئے تم لوگ بھی ان کے نیک لوگوں کی نیکیوں کی قدر کرنا اور ان کے خطا کاروں سے درگزر کرتے رہنا۔''

٣٨٠٠۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوْبَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْغَسِيلِ، قَالَ: سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ، مُتَعَطِّفًا بِهَا عَلَى مَنْكِبَيْهِ، وَعَلَيْهِ عِصَابَةٌ دَسْمَاءُ حَتَّى جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ! أَيُّهَا النَّاسُ، فَإِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُوْنَ وَتَقِلُّ الْأَنْصَارُ، حَتَّى يَكُوْنُوْا كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ، فَمَنْ وَلِيَ مِنكُمْ أَمْرًا يَضُرُّ فِيْهِ أَحَدًا أَوْ يَنفَعُهُ، فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ، وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيْئِهِمْ)). [راجع: ٩٢٧]

(٣٨٠٠) ہم سے احمد بن یعقوب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابن غسیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا میں نے عکرمہ سے سنا، کہا کہ میں نے عبداللہ بن عباس ؓ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے آپ ﷺ اپنے دونوں شانوں پر چادر اوڑھے ہوئے تھے اور (سر مبارک پر) ایک سیاہ پٹی (بندھی ہوئی تھی) آپ منبر پر بیٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا: ''اما بعد! اے لوگو! دوسروں کی تو بہت کثرت ہو جائے گی لیکن انصار کم ہو جائیں گے اور وہ ایسے ہو جائیں گے جیسے کھانے میں نمک ہوتا ہے۔ پس تم میں سے جو شخص بھی کسی ایسے محکمہ میں حاکم ہو جس کے ذریعہ کسی کو نقصان و نفع پہنچا سکتا ہو تو اسے انصار کے نیکوکاروں کی پذیرائی کرنی چاہیے۔ اور ان کے خطا کاروں سے درگزر کرنا چاہیے۔''

٣٨٠١۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْأَنْصَارُ كَرِشِي وَعَيْبَتِي، وَالنَّاسُ سَيَكْثُرُوْنَ وَيَقِلُّوْنَ، وَاقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ، وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ)). [راجع: ٣٧٩٩]

[مسلم: ٦٤٢٠؛ ترمذي: ٣٩٠٧]

(٣٨٠١) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے قتادہ سے سنا اور انہوں نے حضرت انس بن مالک ؓ سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''انصار میرے جسم و جان ہیں۔ ایک دور آئے گا کہ دوسرے لوگ تو بہت ہو جائیں گے، لیکن انصار کم رہ جائیں گے۔ اس لئے ان کے نیکوکاروں کی پذیرائی کیا کرنا، اور خطا کاروں سے درگزر کیا کرنا۔''

تشریح: یہاں تک امام بخاری ؒ نے انصار کے فضائل بیان فرمائے اور آیات و احادیث کی روشنی میں واضح کر کے بتلایا کہ انصار کی محبت جزو ایمان ہے۔ اسلام پر ان لوگوں کے بہت سے احسانات ہیں۔ یہ وہ خوش نصیب مسلمان ہیں جن لوگوں نے رسول کریم ﷺ کی مدینہ میں میزبانی کا

شرف حاصل کیا اور یہ وہ لوگ ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے جو عہد وفا باندھا تھا اسے پورا کر دکھایا۔ پس ان کے لئے دعائے خیر کرنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ جو لوگ انصاری کہلاتے ہیں جو عام طور پر کپڑا بننے کا بہترین کاروبار کرتے ہیں، جہاں تک ان کے نسب ناموں کا تعلق ہے، یہ فی الحقیقت انصار نبویہ ہی کے خاندانوں سے تعلق رکھتے ہیں، الحمد للہ آج بھی یہ حضرات نصرت اسلام میں بہت آگے آگے نظر آتے ہیں کثر اللہ سوادھم آمین۔ اب آگے ان کے بعض افراد خصوصی کے مناقب شروع ہوتے ہیں۔

بَابُ مَنَاقِبِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ

باب: سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

تشریح: آپ ابو النعمان بن امرء القیس بن عبد الاشہل ہیں اور قبیلہ اوس کے آپ بڑے سردار ہیں جیسے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ خزرج کے بڑے ہیں۔

٣٨٠٢۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ: أُهْدِيَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ حُلَّةُ حَرِيرٍ، فَجَعَلَ أَصْحَابُهُ يَمَسُّونَهَا وَيَعْجَبُونَ مِنْ لِينِهَا قَالَ: ((أَتَعْجَبُونَ مِنْ لِينِ هَذِهِ لَمَنَادِيلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ خَيْرٌ مِنْهَا. أَوْ أَلْيَنُ)). رَوَاهُ قَتَادَةُ وَالزُّهْرِيُّ سَمِعَا أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٣٢٤٩] [مسلم: ٦٣٤٨، ٦٣٤٩]

(٣٨٠٢) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا مجھ سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے کہا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ہدیہ میں ایک ریشمی حلہ آیا تو صحابہ اسے چھونے لگے اور اس کی نرمی اور نزاکت پر تعجب کرنے لگے۔ آپ نے اس پر فرمایا: ''تمہیں اس کی نرمی پر تعجب ہے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال (جنت میں) اس سے کہیں بہتر ہیں یا (آپ نے فرمایا کہ اس سے کہیں زیادہ نرم و نازک ہیں۔'' اس حدیث کی روایت قتادہ اور زہری نے بھی کی ہے، انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

٣٨٠٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُسَاوِرٍ، خَتَنُ أَبِي عَوَانَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((اهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ)). وَعَنِ الْأَعْمَشِ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ. فَقَالَ رَجُلٌ لِجَابِرٍ: فَإِنَّ الْبَرَاءَ يَقُولُ: ((اهْتَزَّ السَّرِيرُ)). فَقَالَ: إِنَّهُ كَانَ بَيْنَ هَذَيْنِ الْحَيَّيْنِ ضَغَائِنُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((اهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمَنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ)).

(٣٨٠٣) مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ کے داماد فضل بن مُساوِر نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے، ان سے ابو سفیان نے اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: ''سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی موت پر عرش ہل گیا۔'' اور اعمش سے روایت ہے، ان سے ابو صالح نے بیان کیا اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اسی طرح روایت کیا۔ ایک صاحب نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ براء رضی اللہ عنہ تو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ چارپائی جس پر معاذ رضی اللہ عنہ کی نعش رکھی ہوئی تھی، ہل گئی تھی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ان دونوں قبیلوں (اوس و خزرج) کے درمیان (زمانہ جاہلیت میں) دشمنی تھی۔ میں نے خود نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی موت پر عرش رحمان ہل گیا تھا۔''

تشریح: روایت میں اس عداوت اور دشمنی کی طرف اشارہ ہے جو انصار کے دو قبیلوں، اوس و خزرج کے درمیان زمانہ جاہلیت میں تھی لیکن اسلام کے بعد اس کے اثرات کچھ بھی باقی نہیں رہ گئے تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ قبیلہ اوس کے سردار تھے اور حضرت براء رضی اللہ عنہ کا تعلق خزرج سے تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ اس پرانی دشمنی کی وجہ سے انہوں نے پوری طرح حدیث نہیں بیان کی۔ بہر حال عرش رحمٰن اور سریر ہر دو کے ہلنے کے بارے میں حدیث آئی ہیں اور دونوں صورتوں کی محدثین نے یہ تشریح کی ہے کہ اس میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی موت کو ایک حادثہ عظیم بتایا گیا ہے آپ کے مرتبہ کو گھٹانا کسی کے بھی سامنے نہیں ہے۔

٣٨٠٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ أُنَاسًا نَزَلُوا عَلَى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَجَاءَ عَلَى حِمَارٍ، فَلَمَّا بَلَغَ قَرِيبًا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((خَيْرُكُمْ أَوْ سَيِّدُكُمْ)). فَقَالَ: ((يَا سَعْدُ! إِنَّ هَؤُلَاءِ نَزَلُوا عَلَى حُكْمِكَ)). قَالَ: فَإِنِّي أَحْكُمُ فِيهِمْ أَنْ تُقْتَلَ مُقَاتِلَتُهُمْ وَتُسْبَى ذَرَارِيُّهُمْ. قَالَ: ((حَكَمْتَ بِحُكْمِ اللَّهِ، أَوْ بِحُكْمِ الْمَلِكِ)). [راجع: ٣٠٤٣]

(۳۸۰۴) ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سعد بن ابراہیم نے، ان سے ابوامامہ بن سہل بن حنیف نے اور ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک قوم (یہود بنی قریظہ) نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ثالث مان کر ہتھیار ڈال دیئے تو انہیں بلانے کے لئے آدمی بھیجا گیا اور وہ گدھے پر سوار ہو کر آئے۔ جب اس جگہ کے قریب پہنچے جسے (نبی کریم ﷺ نے ایام جنگ میں) نماز پڑھنے کے لئے منتخب کیا ہوا تھا تو نبی کریم ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: ''اپنے سب سے بہتر شخص کے لیے یا (آپ نے یہ فرمایا) اپنے سردار کو لینے کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''اے سعد! انہوں نے تم کو ثالث مان کر ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔'' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا پھر میرا فیصلہ یہ ہے کہ ان کے جو لوگ جنگ کرنے والے ہیں انہیں ختم کر دیا جائے اور ان کی عورتوں، بچوں کو جنگی قیدی بنا لیا جائے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اللہ کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کیا یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) فرشتے کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔''

تشریح: اس سے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ثابت ہوئی۔ ان کا تعلق انصار سے تھا، بڑے دانشمند تھے، یہود بنو قریظہ نے ان کو ثالث تسلیم کیا مگر یہ اطمینان نہ دلایا کہ وہ اپنی جنگ جو فطرت کو بدل کر امن پسندی اختیار کریں گے اور فساد اور سازش کے قریب نہ جائیں گے اور بغاوت سے باز رہیں گے، مسلمانوں کے ساتھ غداری نہیں کریں گے۔ ان حالات کا جائزہ لے کر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے وہی فیصلہ دیا جو قیام امن کے لئے مناسب حال تھا، نبی کریم ﷺ نے بھی ان کے فیصلے کی تحسین فرمائی۔

بَابٌ: مَنْقَبَةُ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ وَعَبَّادِ بْنِ بِشْرٍ

باب: اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان

تشریح: اسید بن حضیر بن سماک بن عتیک اشہلی خزرجی ہیں جو جنگ احد میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ ۲۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

٣٨٠٥۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا

(۳۸۰۵) ہم سے علی بن مسلم نے بیان کیا، کہا ہم سے حبان نے بیان کیا،

حَبَّانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، قَالَ أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلَيْنِ، خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ، وَإِذَا نُورٌ بَيْنَ أَيْدِيهِمَا حَتَّى تَفَرَّقَا، فَتَفَرَّقَ النُّوْرُ مَعَهُمَا. وَقَالَ مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ أُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ وَرَجُلاً مِنَ الْأَنْصَارِ. وَقَالَ حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ أُسَيْدُ ابْنُ حُضَيْرٍ وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٤٦٥]

کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، انہیں قتادہ نے خبر دی اور انہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ کی مجلس سے اٹھ کر دو صحابی ایک تاریک رات میں (اپنے گھر کی طرف) جانے لگے تو ایک غیبی نور ان کے آگے آگے چل رہا تھا، پھر جب وہ جدا ہوئے تو ان کے ساتھ ساتھ وہ نور بھی الگ الگ ہو گیا اور معمر نے ثابت سے بیان کیا اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرے انصاری صحابی (کے ساتھ یہ کرامت پیش آئی تھی) اور حماد نے بیان کیا انہیں ثابت نے خبر دی اور انہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما یہ دونوں نبی کریم ﷺ کے پاس تھے۔ (پھر یہی حدیث بیان کی)

بَابُ مَنَاقِبِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ

باب: معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

تشریح: یہ ان ستر بزرگوں میں سے ہیں جو بیعت عقبہ میں شریک ہوئے تھے۔ عہد نبوی ﷺ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ان کا بھائی چارہ قائم کیا گیا تھا۔

٣٨٠٦۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((اسْتَقْرِئُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِنَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَسَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ، وَأُبَيٍّ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ)). [راجع: ٣٧٥٨]

(٣٨٠٦) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے مسروق نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا: ''قرآن چار (حضرات صحابہ) عبداللہ بن مسعود، ابوحذیفہ کے غلام سالم، ابی بن کعب اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم سے سیکھو۔''

تشریح: نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں یہ حضرات قرآن مجید کے ماہرین خصوصی شمار کیے جاتے تھے۔ اس لیے نبی کریم ﷺ نے ان کو اساتذہ قرآن مجید کی حیثیت سے نامزد فرمایا یہ جتنا بڑا اشرف ہے اسے اہل ایمان ہی جان سکتے ہیں۔

بَابٌ: مَنْقَبَةُ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ

باب: سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

وَقَالَتْ عَائِشَةُ: وَكَانَ قَبْلَ ذَلِكَ رَجُلاً صَالِحًا.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ (واقعہ افک سے) سے پہلے ہی مرد صالح تھے۔

تشریح: "ذكرت عائشة فيه مادار بين سعد بن عبادة واسيد بن حضير من المقالة فاشارت عائشة الى ان سعدا كان قب تلك المقالة رجلا صالحا ولا يلزم منه ان يكون خرج من هذه الصفة۔" (فتح) یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ ذکر حضرت سعد بن عبادہ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما کے درمیان ایک باہمی مقالہ سے متعلق ہے جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ اشارہ فرمایا ہے کہ اس قول یعنی حدیث افک سے پہلے یہ صالح آدمی تھے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ بعد میں وہ اس صفت سے محروم ہو گئے۔

٣٨٠٧۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ أَبُو أُسَيْدٍ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ، ثُمَّ بَنُو عَبْدِالْأَشْهَلِ، ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، ثُمَّ بَنُو سَاعِدَةَ وَفِي كُلِّ دُورِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ)). فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ -وَكَانَ ذَا قِدَمٍ فِي الْإِسْلَامِ- أَرَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ فَضَّلَ عَلَيْنَا. فَقَالَ لَهُ: قَدْ فَضَّلَكُمْ عَلَى نَاسٍ كَثِيرٍ. [راجع: ٣٧٨٩]

(٣٨٠٧) ہم سے اسحاق نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالصمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہ ہم سے قتادہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ حضرت ابواسید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انصار کا بہترین گھرانہ بنونجار کا گھرانہ ہے، پھر بنوعبدالاشہل کا، پھر بنوعبدالحارث کا، پھر بنوساعدہ کا اور خیر انصار کے تمام گھرانوں میں ہے۔'' حضرت سعد بن عبادہ نے کہا اور وہ اسلام قبول کرنے میں بڑی قدامت رکھتے تھے کہ میرا خیال ہے، آنحضرت ﷺ نے ہم پر دوسروں کو فضیلت دے دی ہے۔ ان سے کہا گیا کہ آنحضرت ﷺ نے تم کو بھی تو بہت سے لوگوں پر فضیلت دی ہے۔ (اعتراض کی کیا بات ہے)۔

تشریح: الٹا ترجمہ: بڑے افسوس کے ساتھ قارئین کرام کی اطلاع کے لئے لکھ رہا ہوں کہ موجودہ تراجم بخاری شریف میں بہت زیادہ بے پروائی سے کام لیا جا رہا ہے جو صحیح بخاری جیسی اہم کتاب کا ترجمہ کرنے والے کے مناسب نہیں ہے، یہاں حدیث کے آخری الفاظ یہ ہیں: "فقیل له قد فضلکم علی ناس کثیر" ان کا ترجمہ کتاب تفہیم البخاری دیوبندی میں یوں کیا گیا ہے: ''آپ سے کہا گیا کہ نبی کریم ﷺ نے آپ پر بہت سے قبائل کو فضیلت دی ہے۔'' خود علمائے کرام ہی غور فرماسکیں گے کہ یہ ترجمہ کہاں تک صحیح ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ

باب: ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

تشریح: یہ انصاری خزرجی ہیں جو بیعت عقبہ میں شریک اور بدر میں بھی تھے، ۳۰ھ میں ان کا وصال ہوا۔ (رضی اللہ عنہ)۔

٣٨٠٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: ذُكِرَ عَبْدُاللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو فَقَالَ: ذَاكَ رَجُلٌ لَا أَزَالُ أُحِبُّهُ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((خُذُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ: مِنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ مَسْعُودٍ- فَبَدَأَ بِهِ- وَسَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ)). [راجع: ٣٧٥٨]

(٣٨٠٨) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے مسروق نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مجلس میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ذکر آیا تو انہوں نے کہا کہ اس وقت سے ان کی محبت میرے دل میں بہت بیٹھ گئی جب میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ قرآن چار آدمیوں سے سیکھو: ''عبداللہ بن مسعود سے، آنحضرت ﷺ نے انہیں کے نام سے ابتدا کی، اور ابوحذیفہ کے غلام سالم سے، معاذ بن جبل سے اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے۔''

٣٨٠٩۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ:

(٣٨٠٩) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا

حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ شُعْبَةَ، سَمِعْتُ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأُبَيٍّ: ((إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ: ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾)). [البينة: ١] قَالَ: وَسَمَّانِي؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) فَبَكَى. [أطرافه في: ٤٩٥٩، ٤٩٦٠، ٤٩٦١] [مسلم: ١٨٦٥، ١٨٦٦، ٦٣٤٣]

کہ میں نے شعبہ سے سنا، انہوں نے قتادہ سے سنا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو سورۂ ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ سناؤں۔“ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بولے کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ”ہاں!“ اس پر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرطِ مسرت سے رونے لگے۔

بَابُ مَنَاقِبِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ

باب: زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

٣٨١٠ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ أَرْبَعَةٌ، كُلُّهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ: أُبَيٌّ، وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَأَبُو زَيْدٍ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ. قُلْتُ لِأَنَسٍ: مَنْ أَبُو زَيْدٍ؟ قَالَ: أَحَدُ عُمُومَتِي. [أطرافه في: ٣٩٩٦، ٥٠٠٣، ٥٠٠٤] [مسلم: ٦٣٤٠؛ ترمذي: ٣٧٩٤]

(۳۸۱۰) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں چار آدمی جن کا تعلق قبیلہ انصار سے تھا قرآن مجید جمع کرنے والے تھے، ابی بن کعب، معاذ بن جبل ابوزید اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم، میں نے پوچھا، ابوزید کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ وہ میرے ایک چچا ہیں۔

تشریح: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کاتب وحی سے مشہور ہیں اور بڑا اشرف ہے جو آپ کو حاصل ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي طَلْحَةَ

باب: حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

تشریح: حضرت ابوطلحہ زید بن سہل بن اسود رضی اللہ عنہ انصاری خزرجی ہیں ام انس رضی اللہ عنہا کے خاوند ہیں۔ غالباً ۳۱ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

٣٨١١ـ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ انْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبُو طَلْحَةَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ مُجَوِّبٌ عَلَيْهِ بِحَجَفَةٍ لَهُ، وَكَانَ أَبُو طَلْحَةَ رَجُلًا رَامِيًا شَدِيدَ الْقِدِّ، يَكْسِرُ يَوْمَئِذٍ قَوْسَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، وَكَانَ الرَّجُلُ يَمُرُّ مَعَهُ

(۳۸۱۱) ہم سے ابومعمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن صہیب نے بیان کیا، اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ احد کی لڑائی کے موقع پر جب صحابہ نبی کریم ﷺ کے قریب سے ادھر ادھر چلنے لگے تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اس وقت اپنی ایک ڈھال سے آنحضرت ﷺ کی حفاظت کر رہے تھے حضرت ابوطلحہ بڑے تیرانداز تھے اور خوب کھینچ کر تیر چلایا کرتے تھے۔ چنانچہ اس دن دو یا تین کمانیں انہوں نے توڑ دی تھیں۔ اس وقت اگر کوئی مسلمان ترکش لئے ہوئے گزرتا تو

الْجَعْبَةُ مِنَ النَّبْلِ فَيَقُولُ: ((انْشُرْهَا لِأَبِي طَلْحَةَ)). فَأَشْرَفَ النَّبِيُّ ﷺ يَنْظُرُ إِلَى الْقَوْمِ، فَيَقُولُ أَبُو طَلْحَةَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، لَا تُشْرِفْ يُصِيبُكَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ الْقَوْمِ، نَحْرِي دُونَ نَحْرِكَ. وَلَقَدْ رَأَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ وَأُمَّ سُلَيْمٍ وَإِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ، أَرَى خَدَمَ سُوقِهِمَا، تُنْقِزَانِ الْقِرَبَ عَلَى مُتُونِهِمَا، تُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ، ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلَآنِهَا، ثُمَّ تَجِيئَانِ فَتُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ، وَلَقَدْ وَقَعَ السَّيْفُ مِنْ يَدِ أَبِي طَلْحَةَ إِمَّا مَرَّتَيْنِ، وَإِمَّا ثَلَاثًا. [راجع: ٢٨٨٠]

آنحضرت ﷺ فرماتے کہ ''اس کے تیر ابوطلحہ کو دے دو۔'' نبی اکرم ﷺ حالات معلوم کرنے کے لئے اچک کر دیکھنے لگتے تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ عرض کرتے یا نبی اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں اچک کر ملاحظہ نہ فرمائیں، کہیں کوئی تیر آپ کو نہ لگ جائے۔ میرا سینہ آنحضرت ﷺ کے سینہ کی ڈھال بنا رہا اور میں نے عائشہ بنت ابی بکر اور ام سلیم رضی اللہ عنہما (ابوطلحہ کی بیوی) کو دیکھا کہ اپنا ازار اٹھائے ہوئے (غازیوں کی مدد میں) بڑی تیزی کے ساتھ مشغول تھیں (اس خدمت میں ان کو انہماک واستغراق کی وجہ سے کپڑوں تک کا ہوش نہ تھا یہاں تک کہ) میں ان کی پنڈلیوں کے زیور دیکھ سکتا تھا۔ انتہائی جلدی کے ساتھ مشکیزے اپنی پیٹھوں پر لئے جاتی تھیں اور مسلمانوں کو پلا کر واپس آتی تھیں اور پھر انہیں بھر کر لے جاتیں اور ان کا پانی مسلمانوں کو پلاتیں۔ اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے اس دن دو یا تین مرتبہ تلوار چھوٹ کر گر پڑی تھی۔

تشریح: یہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مشہور انصاری مجاہد ہیں جنہوں نے جنگ احد میں اس پامردی کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت کا حق ادا کیا بلکہ قیامت تک کے لئے ان کی یہ خدمت تاریخ اسلام میں فخریہ یاد رکھی جائے گی۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جنگ وجہاد کے موقعہ پر مستورات کی خدمات بڑی اہمیت رکھتی ہیں، زخمیوں کی مرہم پٹی کرنا اور کھانے پانی کے لئے مجاہدین کی خبر لینا یہ خواتین اسلام کے مجاہدانہ کارنامے اوراق تاریخ پر سنہری حرفوں سے لکھے جائیں گے مگر خواتین اسلام پورے حجاب شرعی کے ساتھ یہ خدمات انجام دیا کرتی تھیں۔

بَابُ: مَنَاقِبُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ

باب: عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

تشریح: یہ بنو قینقاع میں سے ہیں، آل یوسف علیہ السلام سے ان کا تعلق ہے۔ جاہلیت میں ان کا نام حصین تھا۔ اسلام کے بعد نبی کریم ﷺ نے ان کا نام عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ رکھ دیا۔ ۴۳ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

٣٨١٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: سَمِعْتُ مَالِكًا، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي النَّضْرِ، مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِاللَّهِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ ابْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ لِأَحَدٍ يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ: إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ. إِلَّا لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: وَفِيهِ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ﴾. الْآيَةَ [الأحقاف: ١٠]

(۳۸۱۲) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے امام مالک سے سنا، وہ عمر بن عبیداللہ کے مولیٰ ابونضر سے بیان کرتے تھے، وہ عامر بن سعد بن ابی وقاص سے اور ان سے ان کے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے سوا اور کسی زمینی باسندے کے متعلق یہ نہیں سنا کہ ''وہ اہل جنت میں سے ہیں۔'' بیان کیا کہ آیت ﴿وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ﴾ انہیں کے بارے میں نازل ہوئی تھی (راوی حدیث عبداللہ بن یوسف نے) بیان کیا کہ مجھے نہیں معلوم آیت کے نزول کے متعلق مالک کا

قَالَ: لَا أَدْرِي قَالَ مَالِكٌ: الْآيَةَ أَوْ فِي الْحَدِيْثِ. [مسلم: ٦٣٨٠]

قول ہے یا حدیث میں اسی طرح تھا۔

تشریح: حضرت عبداللہ بن سلام مشہور یہودی عالم تھے جو رسول کریم ﷺ کی مدینہ میں تشریف آوری پر آپ کی علامات نبوت دیکھ کر مسلمان ہو گئے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے لئے جنت کی بشارت پیش فرمائی اور آیت قرآنی: ﴿وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ مبَنِي اِسْرَاءِ يْلَ﴾ (۴۶/ الاحقاف: ۱۰) میں اللہ نے ان کا ذکر خیر فرمایا دوسری حدیث میں بھی ان کی منقبت موجود ہے۔

٣٨١٣ـ حَدَّثَنِي عَبْدُاللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَزْهَرُ السَّمَّانُ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا فِي مَسْجِدِ الْمَدِيْنَةِ، فَدَخَلَ رَجُلٌ عَلَى وَجْهِهِ أَثَرُ الْخُشُوْعِ، فَقَالُوْا: هَذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ. فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ تَجَوَّزَ فِيهِمَا ثُمَّ خَرَجَ، وَتَبِعْتُهُ فَقُلْتُ: إِنَّكَ حِيْنَ دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ قَالُوْا: هَذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ. قَالَ: وَاللَّهِ! مَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَقُوْلَ: لَا يَعْلَمُ وَسَأُحَدِّثُكَ لِمَ ذَاكَ رَأَيْتُ رُؤْيَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ، وَرَأَيْتُ كَأَنِّي فِي رَوْضَةٍ. ذَكَرَ مِنْ سَعَتِهَا وَخُضْرَتِهَا. وَسَطَهَا عَمُوْدٌ مِنْ حَدِيْدٍ، أَسْفَلُهُ فِي الْأَرْضِ وَأَعْلَاهُ فِي السَّمَاءِ، فِي أَعْلَاهُ عُرْوَةٌ فَقِيْلَ لَهُ: ارْقَهْ. قُلْتُ: لَا أَسْتَطِيْعُ. فَأَتَانِي مِنْصَفٌ فَرَفَعَ ثِيَابِي مِنْ خَلْفِي، فَرَقِيْتُ حَتَّى كُنْتُ فِي أَعْلَاهَا، فَأَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ، فَقِيْلَ لِيْ: اسْتَمْسِكْ. فَاسْتَيْقَظْتُ وَإِنَّهَا لَفِي يَدِيْ، فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((تِلْكَ الرَّوْضَةُ الْإِسْلَامُ، وَذَلِكَ الْعَمُوْدُ عَمُوْدُ الْإِسْلَامِ، وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ عُرْوَةُ الْوُثْقَى، فَأَنْتَ عَلَى الْإِسْلَامِ حَتَّى تَمُوْتَ)). وَذَاكَ الرَّجُلُ

(۳۸۱۳) مجھ سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ازہر سمان نے بیان کیا، ان سے ابوعوانہ نے، ان سے محمد نے اور ان سے قیس بن عباد نے بیان کیا کہ میں مسجد نبوی میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک بزرگ مسجد میں داخل ہوئے جن کے چہرے پر خشوع و خضوع کے آثار ظاہر تھے لوگوں نے کہا کہ یہ بزرگ جنتی لوگوں میں ہیں؟ پھر انہوں نے دو رکعت نماز مختصر طریقہ پر پڑھی اور باہر نکل گئے۔ میں بھی ان کے پیچھے ہو لیا اور عرض کی کہ جب آپ مسجد میں داخل ہوئے تھے تو لوگوں نے کہا کہ یہ بزرگ جنت والوں میں سے ہیں۔ اس پر انہوں نے کہا اللہ کی قسم! کسی کے لئے ایسی بات زبان سے نکالنا مناسب نہیں ہے جسے وہ نہ جانتا ہو اور میں تمہیں بتاؤں گا کہ ایسا کیوں ہے۔ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں میں نے ایک خواب دیکھا اور آنحضرت ﷺ سے اسے بیان کیا۔ میں نے خواب یہ دیکھا تھا کہ جیسے میں ایک باغ میں ہوں، پھر انہوں نے اس کی وسعت اور اس کے سبزہ زاروں کا ذکر کیا اس باغ کے درمیان میں ایک لوہے کا کھمبا ہے جس کا نچلا حصہ زمین میں ہے اور اوپر کا آسمان پر اور اس کی چوٹی پر ایک گھنا درخت ہے۔ (العروة) مجھ سے کہا گیا کہ اس پر چڑھ جاؤ میں نے کہا کہ مجھ میں تو اتنی طاقت نہیں ہے اتنے میں ایک خادم آیا اور پیچھے سے میرے کپڑے اس نے اٹھائے تو میں چڑھ گیا اور جب میں اس کی چوٹی پر پہنچ گیا تو میں نے اس گھنے درخت کو پکڑ لیا۔ مجھ سے کہا گیا کہ اس درخت کو پوری مضبوطی کے ساتھ پکڑ لے۔ ابھی میں اسے اپنے ہاتھ سے پکڑے ہوئے تھا کہ میری نیند کھل گئی۔ یہ خواب جب میں نے نبی ﷺ سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ "جو باغ تم نے دیکھا ہے، وہ تو اسلام ہے اور اس میں ستون اسلام کا ستون ہے اور عروہ (گھنا درخت) عروۃ الوثقی ہے اس لئے تم سلام پر مرتے دم تک قائم رہو گے۔" یہ بزرگ عبداللہ بن

عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ.
وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ: حَدَّثَنَا مُعَاذٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ عُبَادٍ، عَنِ ابْنِ سَلَامٍ، وَقَالَ: وَصِيفٌ مَكَانَ مِنْصَفٍ. [طرفاه في: ٧٠١٠، ٧٠١٤] [مسلم: ٦٣٣١]

سلام رضی اللہ عنہ تھے اور مجھ سے خلیفہ نے بیان کیا، ان سے معاذ نے بیان کیا، ان سے ابن عون نے بیان کیا، ان سے محمد نے، ان سے قیس بن عباد نے بیان کیا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے انہوں نے منصف (خادم) کے بجائے وصیف کا لفظ ذکر کیا۔

٣٨١٤۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَلَقِيتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ فَقَالَ: أَلَا تَجِيْءُ فَأُطْعِمَكَ سَوِيقًا وَتَمْرًا، وَتَدْخُلَ فِي بَيْتٍ؟ ثُمَّ قَالَ: إِنَّكَ بِأَرْضٍ الرِّبَا بِهَا فَاشٍ، إِذَا كَانَ لَكَ عَلَى رَجُلٍ حَقٌّ فَأَهْدَى إِلَيْكَ حِمْلَ تِبْنٍ، أَوْ حِمْلَ شَعِيرٍ أَوْ حِمْلَ قَتٍّ، فَلَا تَأْخُذْهُ، فَإِنَّهُ رِبًا. وَلَمْ يَذْكُرِ النَّضْرُ وَأَبُو دَاوُدَ وَوَهْبٌ عَنْ شُعْبَةَ: الْبَيْتَ. [طرفه في: ٤٣٤٣]

(۳۸۱۴) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے سعید بن ابی بردہ نے اور ان سے ان کے والد نے کہ میں مدینہ منورہ حاضر ہوا تو میں نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی، انہوں نے کہا: آؤ تمہیں میں ستو اور کھجور کھلاؤں گا اور تم ایک (باعظمت) مکان میں داخل ہوگے (کہ رسول اللہ ﷺ بھی اس میں تشریف لے گئے تھے) پھر آپ نے فرمایا تمہارا قیام ایک ایسے ملک میں ہے جہاں سودی معاملات بہت عام ہیں اگر تمہارا کسی شخص پر کوئی حق ہو اور پھر وہ تمہیں ایک تنکے یا جو کے ایک دانے یا ایک گھاس کے برابر بھی ہدیہ دے تو اسے قبول نہ کرنا کیونکہ وہ بھی سود ہے۔ نضر ابو داؤد اور وہب نے (اپنی روایتوں میں) البیت (گھر) کا ذکر نہیں کیا۔

بَابُ تَزْوِيجِ النَّبِيِّ ﷺ خَدِيجَةَ، وَفَضْلِهَا

باب: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کی شادی اور ان کی فضیلت کا بیان

تشریح: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ نبی کریم ﷺ سے نکاح کے وقت ان کی عمر ۴۰ سال کی تھی اور آپ کی عمر ۲۵ سال کی تھی رسول اللہ ﷺ کے لئے ان سے اولاد بھی ہوئی۔ ہجرت سے ۴۔۵ سال قبل ان کا انتقال ہوا۔ نبی کریم ﷺ کو آپ کی جدائی سے سخت رنج ہوا تھا۔ (رضی اللہ عنہا)

٣٨١٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ جَعْفَرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: حَدَّثَنِي صَدَقَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ جَعْفَرٍ

(۳۸۱۵) مجھ سے محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو خبر دی عبدہ نے، انہیں ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن جعفر سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا (دوسری سند) اور مجھ سے صدقہ نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدہ نے خبر دی، انہیں ہشام نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن جعفر سے سنا، انہوں

عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ، وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيجَةُ)). [راجع: ٣٤٣٢]

نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "(اپنے زمانے میں) حضرت مریم علیہا السلام سب سے افضل عورت تھیں اور (اس امت میں) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سب سے افضل ہیں۔"

٣٨١٦- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: كَتَبَ إِلَيَّ هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ لِلنَّبِيِّ ﷺ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ، هَلَكَتْ قَبْلَ أَنْ يَتَزَوَّجَنِي، لِمَا كُنْتُ أَسْمَعُهُ يَذْكُرُهَا، وَأَمَرَهُ اللَّهُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ، وَإِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ فَيُهْدِي فِي خَلَائِلِهَا مِنْهَا مَا يَسَعُهُنَّ. [أطرافه في: ٣٨١٧، ٣٨١٨، ٥٥٢٩، ٢٠٠٤، ٧٤٨٤]

(٣٨١٦) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، کہا کہ ہشام نے میرے پاس اپنے والد (عروہ) سے لکھ کر بھیجا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا نبی کریم ﷺ کی کسی بیوی کے معاملہ میں، میں نے اتنی غیرت محسوس نہیں کی جتنی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے معاملہ میں میں محسوس کرتی تھی، وہ میرے نکاح سے پہلے ہی وفات پا چکی تھیں لیکن آنحضرت ﷺ کی زبان سے میں ان کا ذکر سنتی رہتی تھی، اور اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو حکم دیا تھا کہ انہیں (جنت میں) موتی کے محل کی خوش خبری سنا دیں، آنحضرت ﷺ اگر کبھی بکری ذبح کرتے تو ان سے میل محبت رکھنے والی خواتین کو اس میں سے اتنا ہدیہ بھیجتے جو ان کے لئے کافی ہو جاتا۔

٣٨١٧- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ، مِنْ كَثْرَةِ ذِكْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِيَّاهَا. قَالَتْ: وَتَزَوَّجَنِي بَعْدَهَا بِثَلَاثِ سِنِينَ، وَأَمَرَهُ رَبُّهُ أَوْ جِبْرِيلُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ. [راجع: ٣٨١٦]

(٣٨١٧) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے حمید بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے معاملے میں جتنی غیرت میں محسوس کرتی تھی اتنی کسی عورت کے معاملے میں نہیں کی کیونکہ رسول اللہ ﷺ ان کا ذکر اکثر کیا کرتے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ سے میرا نکاح ان کی وفات کے تین سال بعد ہوا تھا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا تھا یا جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ یہ پیغام پہنچایا تھا کہ آنحضرت ﷺ انہیں جنت میں موتیوں کے ایک محل کی بشارت دے دیں۔

٣٨١٨- حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَسَنٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصٌ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا غِرْتُ عَلَى أَحَدٍ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ، وَمَا رَأَيْتُهَا، وَلَكِنْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا، وَرُبَّمَا ذَبَحَ

(٣٨١٨) مجھ سے عمر بن محمد بن حسن نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے حفص نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ کی تمام بیویوں میں جتنی غیرت مجھے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آتی تھی اتنی کسی اور سے نہیں آتی تھی، حالانکہ انہیں میں نے دیکھا بھی نہیں تھا۔ لیکن آنحضرت ﷺ ان کا ذکر بکثرت فرمایا کرتے تھے اور اگر کبھی

الشَّاةَ، ثُمَّ يُقَطِّعُهَا أَعْضَاءً، ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِي صَدَائِقِ خَدِيجَةَ، فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهُ: كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا امْرَأَةٌ إِلَّا خَدِيجَةُ. فَيَقُولُ: ((إِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ، وَكَانَ لِي مِنْهَا وَلَدٌ)).

[راجع: ٣٨١٦] [مسلم: ٦٢٧٨؛ ترمذي: ٢٠١٧]

کوئی بکری ذبح کرتے تو اس کے ٹکڑے کر کے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ملنے والیوں کو بھیجتے تھے میں نے اکثر حضور ﷺ سے کہا جیسے دنیا میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سوا کوئی عورت ہے ہی نہیں! اس پر آپ فرماتے کہ ”وہ ایسی تھیں اور ایسی تھیں اور ان سے میری اولاد ہے۔“

تشریح: اس سے معلوم ہوا کہ رسول کریم ﷺ کی نگاہوں میں حضرت ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کا درجہ بہت زیادہ تھا، فی الواقع وہ اسلام اور پیغمبر ﷺ کی اولین محسنہ تھیں ان کے احسانات کا بدلہ ان کو اللہ ہی دینے والا ہے۔ (رضی الله عنها وارضاها) آمین۔

٣٨١٩ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى بَشَّرَ النَّبِيُّ ﷺ خَدِيجَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ، لَا صَخَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ.

[راجع: ١٧٩٢]

(۳۸۱۹) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے اسماعیل نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بشارت دی تھی؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں، جنت میں موتیوں کے ایک محل کی بشارت دی تھی، جہاں نہ کوئی شور وغل ہوگا اور نہ تھکن ہوگی۔

٣٨٢٠ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَتَى جِبْرِيلُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! هٰذِهِ خَدِيجَةُ قَدْ أَتَتْ مَعَهَا إِنَاءٌ فِيهِ إِدَامٌ أَوْ طَعَامٌ أَوْ شَرَابٌ، فَإِذَا هِيَ أَتَتْكَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَبِّهَا وَمِنِّي، وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ، لَا صَخَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ. [طرفه في: ٧٤٩٧]

[مسلم: ٦٢٧٣]

(۳۸۲۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن فضیل نے بیان کیا، ان سے عمارہ نے، ان سے ابوزرعہ نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ! خدیجہ (رضی اللہ عنہا) آپ کے پاس ایک برتن لئے آ رہی ہیں جس میں سالن یا (فرمایا) کھانا (یا فرمایا) پینے کی چیز ہے۔ جب وہ آپ کے پاس آئیں تو ان کے رب کی جانب سے انہیں سلام پہنچانا اور میری طرف سے بھی! اور انہیں جنت میں موتیوں کے ایک محل کی بشارت دے دیجئے گا۔ جہاں نہ شور وہنگامہ ہوگا اور نہ تکلیف وتھکن ہوگی۔

٣٨٢١ـ وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اسْتَأْذَنَتْ هَالَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ أُخْتُ خَدِيجَةَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَعَرَفَ اسْتِئْذَانَ خَدِيجَةَ فَارْتَاعَ لِذَلِكَ، فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ هَالَةَ)). قَالَتْ: فَغِرْتُ فَقُلْتُ: مَا تَذْكُرُ مِنْ عَجُوزٍ مِنْ عَجَائِزِ قُرَيْشٍ،

(۳۸۲۱) اور اسماعیل بن خلیل نے بیان کیا، انہیں علی بن مسہر نے خبر دی، انہیں ہشام نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہالہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ سے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی اجازت لینے کی ادا یاد آ گئی، آپ چونک اٹھے اور فرمایا: ”اللہ! یہ تو ہالہ ہیں۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھے اس پر بڑی غیرت آئی۔ میں نے کہا آپ قریش کی کس بوڑھی کا ذکر کیا کرتے ہیں جس

حَمْرَاءِ الشِّدْقَيْنِ، هَلَكَتْ فِي الدَّهْرِ! قَدْ أَبْدَلَكَ اللّٰهُ خَيْرًا مِنْهَا. [مسلم: ٦٢٨٢]

کے مسوڑوں پر بھی دانتوں کے ٹوٹ جانے کی وجہ سے (صرف سرخی باقی رہ گئی تھی) اور جسے مرے ہوئے بھی ایک زمانہ گزر چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بہتر بیوی دے دی ہے۔

تشریح: مسند احمد کی ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس بات پر اس قدر خفا ہو گئے کہ چہرہ مبارک غصہ سے سرخ ہو گیا اور فرمایا، اس سے بہتر کیا چیز مجھے ملی ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کھڑی ہو گئیں اور اللہ کے حضور توبہ کی اور پھر کبھی اس طرح کی گفتگو نبی کریم ﷺ کے سامنے نہیں کی۔ عورتوں کی یہ فطرت ہے کہ وہ اپنی سوکن سے ضرور رقابت رکھتی ہیں حضرت ہاجرہ و حضرت سارہ علیہما السلام کے حالات بھی اس پر شاہد ہیں پھر ازواج مطہرات بھی بنات حوا تھیں لہٰذا یہ محل تعجب نہیں ہے۔ اللہ پاک ان کی کمزوریوں کو معاف کرنے والا ہے۔

بَابُ ذِكْرِ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْبَجَلِيِّ

باب: جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کا بیان

٣٨٢٢- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ بَيَانٍ، عَنْ قَيْسٍ، قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: قَالَ جَرِيرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ: مَا حَجَبَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُنْذُ أَسْلَمْتُ، وَلَا رَآنِي إِلَّا ضَحِكَ. [راجع: ٣٠٣٥]

(٣٨٢٢) ہم سے اسحاق واسطی نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد نے بیان کیا، ان سے بیان نے کہ میں نے قیس سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جب سے میں اسلام لایا ہوں رسول اللہ ﷺ نے مجھے (گھر کے اندر آنے سے) نہیں روکا (جب بھی میں نے اجازت چاہی) اور جب بھی آپ مجھے دیکھتے تو مسکراتے۔

٣٨٢٣- وَعَنْ قَيْسٍ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ بَيْتٌ يُقَالُ لَهُ: ذُو الْخَلَصَةِ، وَكَانَ يُقَالُ لَهُ: الْكَعْبَةُ الْيَمَانِيَةُ، أَوِ الْكَعْبَةُ الشَّأْمِيَّةُ، فَقَالَ لِي: رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((هَلْ أَنْتَ مُرِيحِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ)). قَالَ: فَنَفَرْتُ إِلَيْهِ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِنْ أَحْمَسَ. قَالَ: فَكَسَرْنَا، وَقَتَلْنَا مَنْ وَجَدْنَا عِنْدَهُ، فَأَتَيْنَاهُ، فَأَخْبَرْنَاهُ، فَدَعَا لَنَا وَلِأَحْمَسَ. [راجع: ٣٠٢٠]

(٣٨٢٣) اور قیس سے روایت ہے کہ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا زمانہ جاہلیت میں "ذو الخلصہ" نامی ایک بت کدہ تھا اسے "الكعبة اليمانية" یا "الكعبة الشامية" بھی کہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "ذی الخلصہ کے وجود سے میں جس اذیت میں مبتلا ہوں۔ کیا تم مجھے اس سے نجات دلا سکتے ہو؟" انہوں نے بیان کیا کہ پھر قبیلہ احمس کے ڈیڑھ سو سواروں کو میں لے کر چلا، انہوں نے بیان کیا اور ہم نے بت کدہ کو ڈھا دیا اور جو اس میں تھے ان کو قتل کر دیا۔ پھر ہم آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو خبر دی تو آپ نے ہمارے لئے اور قبیلہ احمس کے لئے دعا فرمائی۔

تشریح: حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ بہت ہی بڑے بہادر انسان تھے دل میں توحید کا جذبہ تھا کہ رسول کریم ﷺ کی منشا پا کر ذی الخلصہ نامی بت کدے کو قبیلہ احمس کے ڈیڑھ سو سواروں کے ساتھ مسمار کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے ان مجاہدین کے لئے بہت بہت دعائے خیر و برکت فرمائی۔ یہ بت کدہ معاندین اسلام نے اپنا مرکز بنا رکھا تھا۔ اس لئے اس کا ختم کرنا ضروری ہوا۔

بَابُ ذِكْرِ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ

باب: حذیفہ بن یمان عبسی رضی اللہ عنہ کا بیان

الْعَبْسِيِّ

٣٨٢٤- حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سَلَمَةُ بْنُ رَجَاءٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ هُزِمَ الْمُشْرِكُونَ هَزِيمَةً بَيِّنَةً، فَصَاحَ إِبْلِيسُ أَيْ عِبَادَاللَّهِ أُخْرَاكُمْ، فَرَجَعَتْ أُولَاهُمْ عَلَى أُخْرَاهُمْ، فَاجْتَلَدَتْ أُخْرَاهُمْ، فَنَظَرَ حُذَيْفَةُ، فَإِذَا هُوَ بِأَبِيهِ فَنَادَى: أَيْ عِبَادَاللَّهِ! أَبِي أَبِي. فَقَالَتْ: فَوَاللَّهِ! مَا احْتَجَزُوا حَتَّى قَتَلُوهُ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ: غَفَرَ اللَّهُ لَكُمْ. قَالَ أَبِي: فَوَاللَّهِ! مَا زَالَتْ فِي حُذَيْفَةَ مِنْهَا بَقِيَّةُ خَيْرٍ حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ. [راجع: ٣٢٩٠]

(۳۸۲۴) مجھ سے اسماعیل بن خلیل نے بیان کیا، کہا ہم سے سلمہ بن رجاء نے، انہیں ہشام بن عروہ نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ احد کی لڑائی میں جب مشرکین ہار چکے تو ابلیس نے چلا کر کہا اے اللہ کے بندو! پیچھے والوں کو (قتل کرو) چنانچہ آگے کے مسلمان پیچھے والوں پر پل پڑے اور انہیں قتل کرنا شروع کر دیا۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ جو دیکھا تو ان کے والد (یمان رضی اللہ عنہ) بھی وہیں موجود تھے انہوں نے پکار کر کہا اے اللہ کے بندو! یہ تو میرے والد ہیں میرے والد! عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا اللہ کی قسم! اس وقت تک لوگ وہاں سے نہیں ہٹے جب تک انہیں قتل نہ کر لیا۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے صرف اتنا کہا اللہ تمہاری مغفرت کرے۔ (ہشام نے بیان کیا کہ) اللہ کی قسم! حذیفہ رضی اللہ عنہ برابر یہ کلمہ دعائیہ کہتے رہے (کہ اللہ ان کے والد پر حملہ کرنے والوں کو بخشے جو کہ محض غلط فہمی کی وجہ سے یہ حرکت کر بیٹھے) یہ دعا وہ مرتے دم تک کرتے رہے۔

تشریح: اس سے ان کے صبر واستقلال اور فہم وفراست کا پتہ چلتا ہے۔ غلط فہمی میں انسان کیا سے کیا کر بیٹھتا ہے۔ اس لئے اللہ کا ارشاد ہے کہ ہر سنی سنائی خبر کا یقین نہ کر لیا کرو جب تک اس کی تحقیق نہ کر لو۔

بَابُ ذِكْرِ هِنْدٍ بِنْتِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ

باب: ہند بنت عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہا کا بیان

٣٨٢٥- وَقَالَ عَبْدَانُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنِي عُرْوَةُ، أَنَّ عَائِشَةَ، قَالَتْ: جَاءَتْ هِنْدٌ بِنْتُ عُتْبَةَ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا كَانَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ مِنْ أَهْلِ خِبَاءٍ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَذِلُّوا مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ، ثُمَّ مَا أَصْبَحَ الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَهْلُ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَعِزُّوا مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ. قَالَ: ((وَأَيْضًا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ!)) قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ

(۳۸۲۵) اور عبدان نے بیان کیا، انہیں عبداللہ نے خبر دی، انہیں یونس نے خبر دی، انہیں زہری نے، ان سے عروہ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، حضرت ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں (اسلام لانے کے بعد) حاضر ہوئیں اور کہنے لگیں یا رسول اللہ! روئے زمین پر کسی گھرانے کی ذلت آپ کے گھرانے کی ذلت سے زیادہ میرے لئے خوشی کا باعث نہیں تھی لیکن آج کسی گھرانے کی عزت روئے زمین پر آپ کے گھرانے کی عزت سے زیادہ میرے لئے خوشی کی وجہ نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اس میں ابھی اور ترقی ہوگی اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔'' پھر ہند نے کہا یا رسول اللہ! ابوسفیان

رَجُلٌ مِسِّيكٌ، فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ أَنْ أُطْعِمَ مِنَ الَّذِي لَهُ عِيَالَنَا؟ قَالَ: ((لَا أُرَاهُ إِلَّا بِالْمَعْرُوفِ)). [راجع: ٢٢١١]

بہت بخیل ہیں تو کیا اس میں کچھ حرج ہے اگر میں ان کے مال میں سے (ان کی اجازت کے بغیر) مال بچوں کو کھلا دیا اور پلا دیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ دستور کے مطابق ہونا چاہیے۔''

تشریح: حضرت ہند رضی اللہ عنہا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیوی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ جو فتح مکہ کے بعد اسلام لائی ہیں۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ بھی اسی زمانہ میں اسلام لائے تھے، بہت جری اور پختہ کار عورت تھی ان کے بارے میں بہت سے واقعات کتاب تواریخ میں موجود ہیں جو ان کی شان وعظمت پر دلیل ہیں۔

بَابُ حَدِيثِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ

باب: حضرت زید بن عمرو بن نفیل کا بیان

تشریح: یہ بزرگ صحابی عہد اسلام سے قبل ہی توحید کے علمبردار تھے۔ ان کے واقعہ میں ان قبر پرستوں کے لئے عبرت ہے جو بکرا، مرغابی، مینا بزرگوں کے مزاروں کی بھینٹ کرتے ہیں۔ حضرت مدار وسالار کے نام کے بکرے ذبح کرتے ہیں۔ ان کو سوچنا چاہیے کہ ان کا یہ فعل اسلام سے کس قدر بعید ہے۔ هداهم الله الى صراط مستقيم آمين۔

٣٨٢٦ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَقِيَ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ بِأَسْفَلِ بَلْدَحٍ، قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ الْوَحْيُ فَقُدِّمَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ سُفْرَةٌ، فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا ثُمَّ قَالَ زَيْدٌ: إِنِّي لَسْتُ آكُلُ مِمَّا تَذْبَحُونَ عَلَى أَنْصَابِكُمْ، وَلَا آكُلُ إِلَّا مَا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ. وَأَنَّ زَيْدَ بْنَ عَمْرٍو كَانَ يَعِيبُ عَلَى قُرَيْشٍ ذَبَائِحَهُمْ، وَيَقُولُ: الشَّاةُ خَلَقَهَا اللَّهُ، وَأَنْزَلَ لَهَا مِنَ السَّمَاءِ الْمَاءَ، وَأَنْبَتَ لَهَا مِنَ الْأَرْضِ، ثُمَّ تَذْبَحُونَهَا عَلَى غَيْرِ اسْمِ اللَّهِ؟ إِنْكَارًا لِذَلِكَ وَإِعْظَامًا لَهُ. [طرفه في: ٥٤٩٩]

(٣٨٢٦) مجھ سے محمد بن ابی بکر نے بیان کیا، کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے موسیٰ نے بیان کیا، ان سے سالم بن عبداللہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ کی زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے (وادی) بلدح کے نشیبی علاقہ میں ملاقات ہوئی۔ یہ قصہ نزول وحی سے پہلے کا ہے۔ پھر نبی ﷺ کے سامنے ایک دسترخوان بچھایا گیا تو زید بن عمرو بن نفیل نے کھانے سے انکار کر دیا اور جن لوگوں نے دسترخوان بچھایا تھا ان سے کہا کہ اپنے بتوں کے نام پر جو تم ذبیحہ کرتے ہو میں اسے نہیں کھاتا میں تو بس وہی ذبیحہ کھایا کرتا ہوں جس پر صرف اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ زید بن عمرو قریش پر ان کے ذبیحے کے بارے میں عیب بیان کرتے اور کہتے تھے کہ بکری کو پیدا تو کیا ہے اللہ تعالیٰ نے، اسی نے اس کے لیے آسمان سے پانی برسایا ہے، اسی نے اس کے لئے زمین سے گھاس اگائی، پھر تم اللہ کے سوا دوسرے (بتوں کے) ناموں پر اسے ذبح کرتے ہو۔ زید نے یہ کلمات ان کے ان کاموں پر اعتراض اور ان کے اس عمل کو بہت بڑی غلطی قرار دیتے ہوئے کہے تھے۔

٣٨٢٧ـ قَالَ مُوسَى: حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ

(٣٨٢٧) موسیٰ نے بیان کیا، ان سے سالم بن عبداللہ نے بیان کیا اور مجھے

عَبْدِاللَّهِ، وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا يُحَدِّثُ بِهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ خَرَجَ إِلَى الشَّأْمِ، يَسْأَلُ عَنِ الدِّيْنِ وَيَتْبَعُهُ فَلَقِيَ عَالِمًا مِنَ الْيَهُوْدِ، فَسَأَلَهُ عَنْ دِيْنِهِمْ، فَقَالَ: إِنِّي لَعَلِّيْ أَنْ أَدِيْنَ دِيْنَكُمْ، فَأَخْبِرْنِي. فَقَالَ: لَا تَكُوْنُ عَلَى دِيْنِنَا حَتَّى تَأْخُذَ بِنَصِيْبِكَ مِنْ غَضَبِ اللَّهِ. قَالَ زَيْدٌ: مَا أَفِرُّ إِلَّا مِنْ غَضَبِ اللَّهِ، وَلَا أَحْمِلُ مِنْ غَضَبِ اللَّهِ شَيْئًا أَبَدًا، وَأَنَّا أَسْتَطِيْعُهُ فَهَلْ تَدُلُّنِيْ عَلَى غَيْرِهِ قَالَ: مَا أَعْلَمُهُ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ حَنِيْفًا. قَالَ زَيْدٌ: وَمَا الْحَنِيْفُ؟ قَالَ: دِيْنُ إِبْرَاهِيْمَ لَمْ يَكُنْ يَهُوْدِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَا يَعْبُدُ إِلَّا اللَّهَ. فَخَرَجَ زَيْدٌ فَلَقِيَ عَالِمًا مِنَ النَّصَارَى، فَذَكَرَ مِثْلَهُ، فَقَالَ: لَنْ تَكُوْنَ عَلَى دِيْنِنَا حَتَّى تَأْخُذَ بِنَصِيْبِكَ مِنْ لَعْنَةِ اللَّهِ. قَالَ: مَا أَفِرُّ إِلَّا مِنْ لَعْنَةِ اللَّهِ، وَلَا أَحْمِلُ مِنْ لَعْنَةِ اللَّهِ وَلَا مِنْ غَضَبِهِ شَيْئًا أَبَدًا، وَأَنَّا أَسْتَطِيْعُ فَهَلْ تَدُلُّنِيْ عَلَى غَيْرِهِ؟ قَالَ: مَا أَعْلَمُهُ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ حَنِيْفًا . قَالَ: وَمَا الْحَنِيْفُ؟ قَالَ: دِيْنُ إِبْرَاهِيْمَ لَمْ يَكُنْ يَهُوْدِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّاوَلَا يَعْبُدُ إِلا اللَّهَ. فَلَمَّا رَأَى زَيْدٌ قَوْلَهُمْ فِي إِبْرَاهِيْمَ خَرَجَ، فَلَمَّا بَرَزَ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّيْ أَشْهَدُ أَنِّي عَلَى دِيْنِ إِبْرَاهِيْمَ.

[راجع:٣٨٢٦]

٣٨٢٨ـ وَقَالَ اللَّيْثُ: كَتَبَ إِلَيَّ هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ: رَأَيْتُ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ قَائِمًا مُسْنِدًا

یقین ہے کہ انہوں نے یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا تھا کہ زید بن عمرو بن نفیل شام گئے۔ دین (خالص) کی تلاش میں نکلے۔ وہاں وہ ایک یہودی عالم سے ملے تو انہوں نے ان کے دین کے بارے میں پوچھا اور کہا ممکن ہے میں تمہارا دین اختیار کرلوں، اس لئے تم مجھے اپنے دین کے متعلق بتاؤ۔ یہودی عالم نے کہا کہ ہمارے دین میں تم اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتے جب تک تم اللہ کے غضب کے ایک حصہ کے لئے تیار نہ ہو جاؤ۔ اس پر زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واہ میں اللہ کے غضب ہی سے بھاگ کر آیا ہوں، پھر خدا کے غضب کو میں اپنے اوپر کبھی نہ لوں گا اور نہ مجھ کو اسے اٹھانے کی طاقت ہے! کیا تم مجھے کسی اور دوسرے دین کا کچھ پتہ بتا سکتے ہو؟ اس عالم نے کہا میں نہیں جانتا (کوئی دین سچا ہو تو دین حنیف ہو) زید رضی اللہ عنہ نے پوچھا دین حنیف کیا ہے؟ اس عالم نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام کا دین جو نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی اور وہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے تھے۔ زید وہاں سے چلے آئے اور ایک نصرانی پادری سے ملے۔ ان سے بھی اپنا خیال بیان کیا اس نے بھی یہی کہا کہ تم ہمارے دین میں آؤ گے تو اللہ تعالیٰ کی لعنت میں سے ایک حصہ لو گے۔ زید رضی اللہ عنہ نے کہا میں اللہ کی لعنت سے ہی بچنے کے لئے تو یہ سب کچھ کر رہا ہوں۔ اللہ کی لعنت اٹھانے کی مجھ میں طاقت نہیں اور نہ میں اس کا یہ غضب کس طرح اٹھا سکتا ہوں؟ کیا تم میرے لئے اس کے سوا کوئی اور دین بتلا سکتے ہو۔ پادری نے کہا کہ میری نظر میں ہو تو صرف ایک دین حنیف سچا دین ہے زید نے پوچھا دین حنیف کیا ہے؟ کہا کہ وہ دین ابراہیم علیہ السلام ہے جو نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی اور اللہ کے سوا وہ کسی کی پوجا نہیں کرتے تھے۔ زید نے جب دین ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ان کی یہ رائے سنی تو وہاں سے روانہ ہو گئے اور اس سرزمین سے باہر نکل کر اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور یہ دعا کی، اے اللہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ میں دین ابراہیم پر ہوں۔

(٣٨٢٨) اور لیث بن سعد نے کہا کہ مجھے ہشام نے لکھا، اپنے والد (عروہ بن زبیر) سے اور انہوں نے کہا کہ ہم سے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو کعبہ سے اپنی پیٹھ لگائے

ظَهْرَهُ إِلَى الْكَعْبَةِ يَقُوْلُ: يَا مَعَاشِرَ قُرَيْشٍ، وَاللّٰهِ! مَا مِنْكُمْ عَلَى دِيْنِ إِبْرَاهِيْمَ غَيْرِيْ، وَكَانَ يُحْيِي الْمَوْؤُوْدَةَ، يَقُوْلُ لِلرَّجُلِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَقْتُلَ ابْنَتَهُ: لَا تَقْتُلْهَا، أَنَا أَكْفِيْكَهَا مُؤْنَتَهَا. فَيَأْخُذُهَا فَإِذَا تَرَعْرَعَتْ قَالَ لِأَبِيْهَا: إِنْ شِئْتَ دَفَعْتُهَا إِلَيْكَ، وَإِنْ شِئْتَ كَفَيْتُكَ مُؤْنَتَهَا.

ہوئے کھڑے ہو کر یہ سنا، اے قریش کے لوگو! خدا کی قسم میرے سوا اور کوئی تمہارے یہاں دین ابراہیم پر نہیں ہے اور زید بیٹیوں کو زندہ نہیں گاڑتے تھے اور ایسے شخص سے جو اپنی بیٹی کو مار ڈالنا چاہتا کہتے اس کی جان نہ لے اس کے تمام اخراجات کا ذمہ میں لیتا ہوں۔ چنانچہ لڑکی کو اپنی پرورش میں رکھ لیتے جب وہ بڑی ہو جاتی تو اس کے باپ سے کہتے اب اگر تم چاہو تو میں تمہاری لڑکی کو تمہارے حوالے کر سکتا ہوں اور اگر تمہاری مرضی ہو تو میں اس کے سب کام پورے کر دوں گا۔

تشریح: بزار اور طبرانی نے یوں روایت کیا ہے کہ زید اور ورقہ دونوں دین حق کی تلاش میں شام کے ملک کو گئے ورقہ تو وہاں جا کر عیسائی ہو گیا اور زید کو یہ دین پسند نہیں آیا۔ پھر وہ موصل میں آئے وہاں ایک پادری سے ملے جس نے دین نصرانی ان پر پیش کیا لیکن زید نے نہ مانا۔ اسی روایت میں یہ ہے کہ سعید بن زید اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ سے زید کا حال پوچھا آپ نے فرمایا اللہ نے اس کو بخش دیا اور اس پر رحم کیا اور وہ دین ابراہیم علیہ السلام پر فوت ہوا۔ زید کا نسب نامہ یہ ہے زید بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن عبداللہ الخ یہ بزرگ بعثت نبوی سے پہلے ہی انتقال کر گئے تھے ان کے صاحبزادے سعید نامی نے اسلام قبول کیا جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ روایت میں مشرکین مکہ کا انصاب پر ذبیحہ کا ذکر آیا ہے۔ وہ پتھر مراد ہیں جو کعبہ کے گرد لگے ہوئے تھے اور ان پر مشرکین اپنے بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ کے دسترخوان پر حاضری دینے سے زید نے اس لئے انکار کیا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو بھی قریش کا ایک فرد سمجھ کر گمان کر لیا کہ شاید دسترخوان پر تھانوں کا ذبیحہ پکایا گیا ہو اور وہ غیر اللہ کے مذبوحہ جانور کا گوشت نہیں کھایا کرتے تھے، جہاں تک حقیقت کا تعلق ہے رسول کریم ﷺ پیدائش کے دن ہی سے معصوم تھے اور یہ ناممکن تھا کہ آپ نبوت سے پہلے قریش کے افعال شرکیہ میں شریک ہوتے ہوں۔ لہٰذا زید کا گمان نبی کریم ﷺ کے بارے صحیح نہ تھا۔ فاکہی نے عامر بن ربیعہ سے نکالا، مجھ سے زید نے یہ کہا کہ میں نے اپنی قوم کے برخلاف اسماعیل اور ابراہیم علیہما السلام کے دین کی پیروی کی ہے اور میں اس پیغمبر کا منتظر ہوں جو آل اسماعیل میں پیدا ہوگا لیکن امید نہیں کہ میں اس کا زمانہ پاؤں مگر میں اس پر ایمان لایا اس کی تصدیق کرتا ہوں اس کے برحق پیغمبر ہونے کی گواہی دیتا ہوں اگر تو زندہ رہے اور اس رسول کو پائے تو میرا اسلام پہنچا دیجیے۔ عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں مسلمان ہوا تو میں نے ان کا سلام نبی کریم ﷺ کو پہنچایا آپ نے جواب میں وعلیہ السلام فرمایا اور فرمایا میں نے اس کو بہشت میں کپڑا گھسیٹتے ہوئے دیکھا ہے۔ زید رضی اللہ عنہ نے عربوں میں لڑکیوں کی زندہ درگور کر دینے کی رسم کی بھی مخالفت کی جیسا کہ روایت کے آخر میں درج ہے۔

بَابُ بُنْيَانِ الْكَعْبَةِ

باب: قریش نے جو کعبہ کی مرمت کی تھی اس کا بیان

۳۸۲۹۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ، سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: لَمَّا بُنِيَتِ الْكَعْبَةُ ذَهَبَ النَّبِيُّ ﷺ وَعَبَّاسٌ يَنْقُلَانِ الْحِجَارَةَ، فَقَالَ عَبَّاسٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ: اجْعَلْ إِزَارَكَ عَلَى

(۳۸۲۹) مجھ سے محمد بن غیلان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان، کہا کہ مجھے ابن جریج نے خبر دی، کہا کہ مجھے عمرو بن دینار نے خبر دی، انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ جب کعبہ کی تعمیر ہو رہی تھی تو نبی کریم ﷺ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس کے لئے پتھر ڈھو رہے تھے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے کہا اپنا تہبند گردن پر رکھ لو اس طرح پتھر کی (خراش لگنے سے) بچ جاؤ گے آپ

رَقَبَتِكَ يَقِيكَ مِنَ الْحِجَارَةِ، فَخَرَّ إِلَى الْأَرْضِ، وَطَمَحَتْ عَيْنَاهُ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ: ((إِزَارِي إِزَارِي)). فَشَدَّ عَلَيْهِ إِزَارَهُ. [راجع: ٣٦٤]

نے جب ایسا کیا آپ زمین پر گر پڑے اور آپ کی نظر آسمان پر گڑ گئی جب ہوش ہوا تو آپ نے چچا سے فرمایا: ''میرا تہبند لاؤ۔'' پھر انہوں نے آپ کا تہبند خوب مضبوط باندھ دیا۔

٣٨٣٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، وَعُبَيْدِاللَّهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، قَالَا: لَمْ يَكُنْ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ حَوْلَ الْبَيْتِ حَائِطٌ، كَانُوا يُصَلُّونَ حَوْلَ الْبَيْتِ، حَتَّى كَانَ عُمَرُ، فَبَنَى حَوْلَهُ حَائِطًا. قَالَ عُبَيْدُاللَّهِ: جَدْرُهُ قَصِيرٌ، فَبَنَاهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ.

(۳۸۳۰) ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار اور عبیداللہ بن ابی زید نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں بیت اللہ کے گرد احاطہ کی دیوار نہ تھی لوگ کعبہ کے گرد نماز پڑھتے تھے پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو انہوں نے اس کے گرد دیوار بنوائی۔ عبیداللہ نے بیان کیا کہ یہ دیواریں بھی پست تھیں۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ان کو بلند کیا۔

تشریح: حافظ نے کہا کعبہ شریف دس مرتبہ تعمیر کیا گیا ہے، پہلے فرشتوں نے بنایا، پھر آدم علیہ السلام نے، پھر ان کی اولاد نے، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے، پھر عمالقہ نے، پھر جرہم نے، پھر قصی بن کلاب نے، پھر قریش نے، پھر عبداللہ بن زبیر نے، پھر حجاج بن یوسف نے، اب تک حجاج ہی کی بنا پر ہے۔ آج کی سعودی حکومت نے مسجد الحرام کی توسیع وتعمیر میں بیش بہا خدمات انجام دی ہیں۔ اللہ پاک ان کی خدمات کو قبول فرمائے۔ (آمین)

بَابُ أَيَّامِ الْجَاهِلِيَّةِ

باب: جاہلیت کے زمانے کا بیان

تشریح: یعنی وہ زمانہ جو نبی کریم ﷺ کی پیدائش سے پہلے آپ کی نبوت تک گزرا ہے۔ اور عہد جاہلیت اس زمانہ کو بھی کہتے ہیں جو آپ کے نبی ہونے سے پہلے گزرا ہے۔

٣٨٣١۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ هِشَامٌ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ عَاشُورَاءُ يَوْمٌ تَصُومُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصُومُهُ، فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ، فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ كَانَ مَنْ شَاءَ صَامَهُ، وَمَنْ شَاءَ لَا يَصُومُهُ. [راجع: ١٥٩٢]

(۳۸۳۱) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا کہ ہشام نے کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ عاشورا کا روزہ قریش لوگ زمانہ جاہلیت میں رکھتے تھے اور نبی کریم ﷺ نے بھی اسے باقی رکھا تھا۔ جب آپ مدینہ تشریف لائے تو آپ نے خود بھی اس دن روزہ رکھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی رکھنے کا حکم دیا لیکن جب رمضان کا روزہ ۲ھ میں فرض ہوا تو اس کے بعد آپ نے حکم دیا کہ جس کا جی چاہے عاشورا کا روزہ رکھے اور جو نہ چاہے نہ رکھے۔

٣٨٣٢۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

(۳۸۳۲) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن طاؤس نے بیان کیا، ان سے ان کے والد

قَالَ: كَانُوْا يَرَوْنَ أَنَّ الْعُمْرَةَ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ مِنَ الْفُجُوْرِ فِي الْأَرْضِ، وَكَانُوْا يُسَمُّوْنَ الْمُحَرَّمَ صَفَرَ وَيَقُوْلُوْنَ: إِذَا بَرَأَ الدَّبَرْ، وَعَفَا الْأَثَرْ، حَلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنِ اعْتَمَرْ. قَالَ: فَقَدِمَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ رَابِعَةً مُهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ وَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَجْعَلُوْهَا عُمْرَةً. قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! أَيُّ الْحِلِّ قَالَ: ((الْحِلُّ كُلُّهُ)). [راجع: ١٠٨٥]

نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا بہت بڑا گناہ خیال کرتے تھے۔ وہ محرم کو صفر کہتے۔ ان کے ہاں یہ مثل تھی کہ اونٹ کی پیٹھ کا زخم جب اچھا ہونے لگے اور (حاجیوں کے) نشانات قدم مٹ چکیں تو اب عمرہ کرنے والوں کا عمرہ جائز ہوا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ ذی الحجہ کی چوتھی تاریخ کو حج کا احرام باندھے ہوئے (مکہ) تشریف لائے تو آپ نے صحابہ کو حکم دیا کہ اپنے حج کو عمرہ کر ڈالیں (طواف اور سعی کر کے احرام کھول دیں) صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! (اس عمرہ اور حج کے دوران میں) کیا چیزیں حلال ہوں گی؟ آپ نے فرمایا: ''تمام چیزیں! جو احرام کی نہ ہونے کی حالت میں حلال تھیں وہ سب حلال ہو جائیں گی۔''

٣٨٣٣ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: كَانَ عَمْرٌو يَقُوْلُ: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: جَاءَ سَيْلٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَكَسَا مَا بَيْنَ الْجَبَلَيْنِ. قَالَ سُفْيَانُ: وَيَقُوْلُ إِنَّ هَذَا لَحَدِيْثٌ لَهُ شَأْنٌ.

(٣٨٣٣) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، کہا کہ عمرو بن دینار بیان کیا کرتے تھے کہ ہم سے سعید بن مسیب نے اپنے والد سے بیان کیا، انہوں نے سعید کے دادا حزن سے بیان کیا کہ زمانہ جاہلیت میں ایک مرتبہ سیلاب آیا کہ (مکہ کی) دونوں پہاڑیوں کے درمیان پانی ہی پانی ہو گیا سفیان نے بیان کیا کہ عمرو بن دینار بیان کرتے تھے کہ اس حدیث کا ایک بہت بڑا قصہ ہے۔

تشریح: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا، موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا کہ کعبہ میں سیلاب اس پہاڑ کی طرف سے آیا کرتا تھا جو بلند جانب میں واقع ہے ان کو ڈر ہوا کہیں پانی کعبہ کے اندر نہ گھس جائے اس لئے انہوں نے عمارت کو خوب مضبوط کرنا چاہا اور پہلے جس نے کعبہ اونچا کیا اور اس میں سے کچھ گرایا وہ ولید بن مغیرہ تھا۔ پھر کعبہ کے بننے کا وہ قصہ نقل کیا جو نبی کریم ﷺ کی نبوت سے پہلے ہوا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الام میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا جب وہ کعبہ بنا رہے تھے۔ کعب نے ان سے کہا خوب مضبوط بناؤ کیونکہ ہم کتابوں میں یہ پاتے ہیں کہ آخر زمانے میں سیلاب بہت آئیں گے۔ تو قصے سے مراد یہی ہے کہ وہ اس سیلاب کو دیکھ کر جس کے برابر کبھی نہیں آیا تھا یہ سمجھ گئے کہ آخر زمانے کے سیلابوں میں یہ پہلا سیلاب ہے۔

٣٨٣٤ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ بَيَانٍ أَبِيْ بِشْرٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ، قَالَ: دَخَلَ أَبُوْ بَكْرٍ عَلَى امْرَأَةٍ مِنْ أَحْمَسَ يُقَالُ لَهَا: زَيْنَبُ، فَرَآهَا لَا تَكَلَّمُ، فَقَالَ: مَا لَهَا لَا تَكَلَّمُ؟ قَالُوْا: حَجَّتْ مُصْمِتَةً. فَقَالَ لَهَا: تَكَلَّمِيْ، فَإِنَّ هَذَا لَا يَحِلُّ، هَذَا مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ.

(٣٨٣٤) ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا، ان سے بیان ابوبشر نے اور ان سے قیس بن ابی حازم نے بیان کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ قبیلہ احمس کی ایک عورت سے ملے ان کا نام زینب بنت مہاجر تھا، آپ نے دیکھا کہ وہ بات ہی نہیں کرتیں۔ دریافت فرمایا کیا بات ہے یہ بات کیوں نہیں کرتیں؟ لوگوں نے بتایا کہ مکمل خاموشی کے ساتھ حج کرنے کی منت مانی ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ بات کرو اس طرح حج کرنا تو جاہلیت کی رسم ہے، چنانچہ اس نے بات کی اور پوچھا آپ کون

فَتَكَلَّمَتْ، فَقَالَتْ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: امْرُؤٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ. قَالَتْ: أَيُّ الْمُهَاجِرِينَ؟ قَالَ: مِنْ قُرَيْشٍ. قَالَتْ: مِنْ أَيِّ قُرَيْشٍ أَنْتَ؟ قَالَ: إِنَّكِ لَسَؤُولٌ أَنَا أَبُوْ بَكْرٍ. قَالَتْ: مَا بَقَاؤُنَا عَلَى هَذَا الْأَمْرِ الصَّالِحِ الَّذِيْ جَاءَ اللَّهُ بِهِ بَعْدَ الْجَاهِلِيَّةِ؟ قَالَ: بَقَاؤُكُمْ عَلَيْهِ مَا اسْتَقَامَتْ بِكُمْ أَئِمَّتُكُمْ. قَالَتْ: وَمَا الْأَئِمَّةُ؟ قَالَ: أَمَا كَانَ لِقَوْمِكِ رُؤُوْسٌ وَأَشْرَافٌ يَأْمُرُوْنَهُمْ فَيُطِيْعُوْنَهُمْ؟ قَالَتْ: بَلَى. قَالَ: فَهُمْ أُولَئِكَ عَلَى النَّاسِ.

ہیں؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں مہاجرین کا ایک آدمی ہوں۔ انہوں نے پوچھا کہ مہاجرین کے کس قبیلے سے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ قریش سے، انہوں نے پوچھا قریش کے کس خاندان سے؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس پر فرمایا تم بہت پوچھنے والی عورت ہو، میں ابو بکر رضی اللہ عنہ ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے پوچھا جاہلیت کے بعد اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں یہ دین حق عطا فرمایا ہے اس پر ہم (مسلمان) کب تک قائم رہ سکیں گے؟ آپ نے فرمایا اس پر تمہارا قیام اس وقت تک رہے گا جب تک تمہارے امام حاکم سیدھے رہیں گے۔ اس خاتون نے پوچھا امام سے کیا مراد ہے آپ نے فرمایا کیا تمہاری قوم میں سردار اور اشراف لوگ نہیں ہے جو اگر لوگوں کو کوئی حکم دیں تو وہ اس کی اطاعت کریں؟ اس نے کہا کہ کیوں نہیں ہیں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ امام سے یہی مراد ہیں۔

تشریح: اسماعیلی کی روایت میں یوں ہے اس عورت نے کہا ہم میں اور ہماری قوم میں جاہلیت کے زمانے میں کچھ فساد ہوا تھا تو میں نے قسم کھائی تھی کہ اگر اللہ نے مجھ کو اس سے بچا دیا تو میں جب تک حج نہ کرلوں گی کسی سے بات نہیں کروں گی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اسلام ان باتوں کو مٹا دیتا ہے تم بات کرو۔ حافظ نے کہا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اس قول سے یہ نکلا کہ ایسی غلط قسم کا توڑ دینا مستحب ہے۔ حدیث ابو اسرائیل بھی ایسی ہے جس نے پیدل چل کر حج کی منت مانی تھی نبی کریم ﷺ نے اس کو سواری پر چلنے کا حکم فرمایا اور اس منت کو تڑوا دیا۔

٣٨٣٥۔ حَدَّثَنِيْ فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ: قَالَ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَسْلَمَتِ امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ لِبَعْضِ الْعَرَبِ، وَكَانَ لَهَا حِفْشٌ فِي الْمَسْجِدِ قَالَتْ: فَكَانَتْ تَأْتِيْنَا فَتَحَدَّثُ عِنْدَنَا فَإِذَا فَرَغَتْ مِنْ حَدِيْثِهَا قَالَتْ:

وَيَوْمُ الْوِشَاحِ مِنْ تَعَاجِيْبِ رَبِّنَا
أَلَا إِنَّهُ مِنْ بَلْدَةِ الْكُفْرِ أَنْجَانِيْ

فَلَمَّا أَكْثَرَتْ قَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ: وَمَا يَوْمُ الْوِشَاحِ قَالَتْ: خَرَجَتْ جُوَيْرِيَةٌ لِبَعْضِ أَهْلِيْ، وَعَلَيْهَا وِشَاحٌ مِنْ أَدَمٍ فَسَقَطَ مِنْهَا، فَانْحَطَّتْ عَلَيْهِ الْحُدَيَّا وَهِيَ تَحْسَبُهُ

(٣٨٣٥) مجھ سے فروہ بن ابی المغراء نے بیان کیا، کہا ہم کو علی بن مسہر نے خبر دی، انہیں ہشام نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک کالی عورت جو کسی عرب کی باندی تھیں، اسلام لائیں اور مسجد میں ان کے رہنے کے لئے ایک کوٹھڑی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا وہ ہمارے یہاں آیا کرتی اور باتیں کیا کرتی تھیں، لیکن جب باتوں سے فارغ ہو جاتیں تو وہ یہ شعر پڑھتی ''اور ہار والا دن بھی ہمارے رب کے عجائب قدرت میں سے ہے، کہ اسی نے (بفضلہ) کفر کے شہر سے مجھے چھڑایا۔'' اس نے جب کئی مرتبہ یہ شعر پڑھا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے دریافت کیا کہ ہار والے دن کا قصہ کیا ہے؟ اس نے بیان کیا کہ میرے مالکوں کے گھرانے کی ایک لڑکی (جو نئی دلہن تھی) لال چمڑے کا ایک ہار باندھے ہوئے تھی۔ وہ باہر نکلی تو اتفاق سے وہ گر گیا۔ ایک چیل کی اس پر نظر پڑی اور وہ اسے گوشت سمجھ کر اٹھا کر لے گئی۔ لوگوں نے مجھے اس

لَحْمًا، فَأَخَذَتْ فَاتَّهَمُوْنِي بِهِ فَعَذَّبُوْنِي بِهِ حَتَّى بَلَغَ مِنْ أَمْرِي أَنَّهُمْ طَلَبُوْا فِي قُبُلِي، فَبَيْنَا هُمْ حَوْلِي وَأَنَا فِي كَرْبِي إِذْ أَقْبَلَتِ الْحُدَيَّا حَتَّى وَازَتْ بِرُؤُوْسِنَا ثُمَّ أَلْقَتْهُ، فَأَخَذُوْهُ فَقُلْتُ لَهُمْ: هَذَا الَّذِي اتَّهَمْتُمُوْنِي بِهِ وَأَنَا مِنْهُ بَرِيئَةٌ. [راجع: ٤٣٩]

کے لئے چوری کی تہمت لگائی اور مجھے سزائیں دینی شروع کیں۔ یہاں تک کہ میری شرمگاہ کی بھی تلاشی لی۔ خیر وہ ابھی میرے چاروں طرف جمع ہی تھے اور میں اپنی مصیبت میں مبتلا تھی کہ چیل آئی اور ہمارے سروں کے بالکل اوپر اڑنے لگی۔ پھر اس نے وہی ہار نیچے گرادیا۔ لوگوں نے اسے اٹھا لیا تو میں نے ان سے کہا اسی کے لئے تم لوگ مجھے تہام لگا رہے تھے حالانکہ میں بے گناہ تھی۔

تشریح: روایت میں لفظ ((حفش)) ح کے کسرہ کے ساتھ ہے جو چھوٹے تنگ گھر پر بولا جاتا ہے: " ووجه دخولها هنا من جهة ما كان عليه اهل الجاهلية من الجفاء فی الفعل والقول۔" (فتح جلد۷ صفحه ۱۹۱) یعنی اس حدیث کو یہاں لانے سے زمانہ جاہلیت کے مظالم کا دکھلانا ہے، جو اہل جاہلیت اپنی زبانوں اور اپنے کاموں سے غریبوں پر ڈھایا کرتے تھے۔

٣٨٣٦۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: قَالَ ((أَلَا مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلَا يَحْلِفُ إِلَّا بِاللَّهِ)). فَكَانَتْ قُرَيْشٌ تَحْلِفُ بِآبَائِهَا، فَقَالَ: ((لَا تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ)).

[راجع: ٢٦٧٩] [مسلم: ٤٢٥٤]

(٣٨٣٦) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن دینار نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ہاں! اگر کسی کو قسم کھانی ہی ہو تو اللہ کے سوا اور کسی کی قسم نہ کھائے۔“ قریش اپنے باپ دادا کی قسم کھایا کرتے تھے۔ اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے باپ دادا کے نام کی قسم نہ کھایا کرو۔“

٣٨٣٧۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرٌو، أَنَّ عَبْدَالرَّحْمَنِ بْنَ الْقَاسِمِ، حَدَّثَهُ أَنَّ الْقَاسِمَ كَانَ يَمْشِي بَيْنَ يَدَيِ الْجَنَازَةِ وَلَا يَقُوْمُ لَهَا، وَيُخْبِرُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُوْمُوْنَ لَهَا، يَقُوْلُوْنَ إِذَا رَأَوْهَا: كُنْتِ فِي أَهْلِكِ مَا أَنْتِ. مَرَّتَيْنِ.

(٣٨٣٧) مجھ سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا کہ مجھے عمرو بن حارث نے خبر دی، ان سے عبدالرحمٰن بن قاسم نے بیان کیا کہ قاسم بن محمد (ان کے والد) جنازہ کے آگے آگے چلا کرتے تھے اور جنازہ کو دیکھ کر کھڑے نہیں ہوتے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے وہ بیان کرتے تھے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ جنازہ کے لئے کھڑے ہو جایا کرتے تھے اور اسے دیکھ کر کہتے تھے کہ اے مرنے والے جس طرح اپنی زندگی میں تو اپنے گھر والوں کے ساتھ تھا اب ویسا ہی کسی پرندے کے بھیس میں ہے۔

تشریح: یعنی جاہلیت والے جنم کے قائل تھے وہ کہتے تھے آدمی کی روح مرتے ہی کسی پرندے کے بھیس میں چلی جاتی ہے اگر اچھا آدمی تھا تو اچھے پرندے کی شکل لیتی ہے جیسے کبوتر وغیرہ اور اگر آدمی برا تھا تو برے کی مثلاً الو، کوا، وغیرہ۔ بعض نے یوں ترجمہ کیا ہے تو اپنے گھر والوں میں تو اچھا شریف آدمی تھا اب بتلا کس جنم میں ہے۔ بعض نے ترجمہ یوں کیا ہے تو اپنے گھر والوں میں تھا لیکن دوبارتو ان میں نہیں رہ سکتا یعنی حشر ہونے والا نہیں۔ جیسے مشرکوں کا اعتقاد تھا کہ ایک ہی زندگی ہے دنیا کی زندگی اور وہ آخرت کے قائل نہ تھے: " قوله كنت فی اهلك ما انت مرتين ای يقولون ذالك مرتين وما موصولة وبعض الصلة محذوف والتقدير انت فی اهلك الذی كنت فيه ای الذی انت فيه الان كنت فی الحياة

مثله لانهم كانو الا يومنون بالبعث ولكن كانوا يعتقدون الروح اذا اخرجت تطير طيرا فان كان من اهل الخير كان روحه من صالح الطير والا بالعكس۔" خلاصہ مضمون وہی ہے جو اوپر گزر چکا ہے۔

٣٨٣٨۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمَنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ: إِنَّ الْمُشْرِكِيْنَ كَانُوْا لَا يُفِيْضُوْنَ مِنْ جَمْعٍ حَتَّى تَشْرُقَ الشَّمْسُ عَلَى ثَبِيْرٍ، فَخَالَفَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ فَأَفَاضَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ. [راجع:١٦٨٤]

(۳۸۳۸) مجھ سے عمرو بن عباس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالرحمٰن نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے بیان کیا، ان سے عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جب تک دھوپ ثبیر پہاڑی پر نہ جاتی قریش (حج میں) مزدلفہ سے نہیں نکلا کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی مخالفت کی اور سورج نکلنے سے پہلے آپ نے وہاں سے کوچ کیا۔

٣٨٣٩۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي أُسَامَةَ: حَدَّثَكُمْ يَحْيَى بْنُ الْمُهَلَّبِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ: ﴿وَكَأْسًا دِهَاقًا﴾ [النبأ: ٣٤] قَالَ: مَلْأَى مُتَتَابِعَةً.

(۳۸۳۹) مجھ سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابواسامہ سے پوچھا کیا تم لوگوں سے یحییٰ بن مہلب نے یہ حدیث بیان کی تھی کہ ان سے حصین نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے (قرآن مجید کی آیت میں) ﴿وَكَأْسًا دِهَاقًا﴾ کے متعلق فرمایا کہ (معنی ہیں) بھرا ہوا پیالہ جس کا مسلسل دور چلے۔

٣٨٤٠۔ قَالَ: وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُوْلُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ: اسْقِنَا كَأْسًا دِهَاقًا.

(۳۸۴۰) عکرمہ نے بیان کیا اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد سے یہ سنا، وہ کہتے تھے کہ زمانہ جاہلیت میں (یہ لفظ استعمال کرتے تھے) "اِسقِنَا كَأْسًا دِهَاقًا" یعنی ہم کو بھرپور جام شراب پلاتے رہو۔

٣٨٤١۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ كَلِمَةُ لَبِيْدٍ: أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللَّهَ بَاطِلٌ. وَكَادَ أُمَيَّةُ بْنُ أَبِي الصَّلْتِ)).

(۳۸۴۱) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عبدالملک نے، ان سے ابوسلمہ نے، ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "سب سے سچی بات جو کوئی شاعر کہہ سکتا تھا وہ لبید شاعر نے کہی "ہاں اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے" اور امیہ بن ابی صلت (جاہلیت کا ایک شاعر) مسلمان ہونے کے قریب تھا۔"

[طرفاه في: ٦١٤٧، ٦٤٨٩] [مسلم: ٥٨٨٨، ٥٨٩٢؛ ترمذي: ٢٨٤٩؛ ابن ماجه: ٣٧٥٧]

تشریح: باطل سے یہاں مراد فنا ہونا ہے یا بالفعل معدوم جیسے صوفیا کہتے ہیں کہ خارج میں سوائے خدا کے فی الحقیقت کچھ موجود نہیں ہے اور یہ جو وجود نظر آتا ہے یہ وجود موہوم ہے جو ایک نہ ایک دن فانی ہے۔ صحیح مسلم میں شرید سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے امیہ بن صلت کے شعر سناؤ میں نے آپ کو سو بیتوں کے قریب سنائے آپ نے فرمایا یہ تو اپنے شعروں میں مسلمان ہونے کے قریب تھا۔ امیہ جاہلیت کے زمانہ میں عبادت کیا کرتا

تھا، آخرت کا قائل تھا۔ بعض نے کہا نصرانی ہوگیا تھا اس کے شعروں میں اکثر توحید کے مضامین ہیں لبید کا پورا شعر یہ ہے:

الاکل شیء ما خلا الله باطل ☆ وکل نعیم لا محالة زائل

جس کا اردو ترجمہ شعر میں مولانا وحید الزماں رحمہ اللہ نے یوا کیا ہے۔

جو خدا کے ماسوا ہے وہ فنا ہو جائے گا ☆ ایک دن جو دیش ہے مٹ جائے گا

لبید کا ذکر کرمانی میں ہے: "الشاعر الصحابی من فحول شعراء الجاهلية فاسلم ولم يقل شعراً بعد۔" یعنی لبید جاہلیت کا مانا ہوا شاعر تھا جو بعد میں مسلمان ہوگیا پھر اس نے شعر گوئی کو بالکل چھوڑ دیا۔

٣٨٤٢۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ لِأَبِي بَكْرٍ غُلَامٌ يُخْرِجُ لَهُ الْخَرَاجَ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَأْكُلُ مِنْ خَرَاجِهِ، فَجَاءَ يَوْمًا بِشَيْءٍ فَأَكَلَ مِنْهُ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ: أَتَدْرِي مَا هَذَا؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَمَا هُوَ؟ قَالَ: كُنْتُ تَكَهَّنْتُ لِإِنْسَانٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَا أُحْسِنُ الْكِهَانَةَ، إِلَّا أَنِّي خَدَعْتُهُ، فَلَقِيَنِي فَأَعْطَانِي بِذَلِكَ، فَهَذَا الَّذِي أَكَلْتَ مِنْهُ. فَأَدْخَلَ أَبُو بَكْرٍ يَدَهُ فَقَاءَ كُلَّ شَيْءٍ فِي بَطْنِهِ.

٣٨٤٣۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ، أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَتَبَايَعُونَ لُحُومَ الْجَزُورِ إِلَى حَبَلِ الْحَبَلَةِ، قَالَ: وَحَبَلُ الْحَبَلَةِ أَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ مَا فِي بَطْنِهَا، ثُمَّ تَحْمِلَ الَّذِي نُتِجَتْ، فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ ذَلِكَ. [راجع: ٢١٤٣] [مسلم: ٣٨١٠؛ ابو داود: ٣٣٨١]

(۳۸۴۲) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے بھائی نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے، ان سے یحییٰ بن سعید نے، ان سے عبدالرحمن بن قاسم نے ان سے قاسم بن محمد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو روزانہ انہیں کچھ کمائی دیا کرتا تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اسے اپنی ضروریات میں استعمال کیا کرتے تھے ایک دن وہ غلام کوئی چیز لایا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی اس میں سے کھا لیا۔ پھر غلام نے کہا آپ کو معلوم ہے یہ کیسی کمائی سے ہے؟ آپ نے دریافت فرمایا کیسی سے ہے؟ اس نے کہا میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک شخص کے لئے کہانت کی تھی حالانکہ مجھے کہانت نہیں آتی تھی، میں نے اسے صرف دھوکہ دیا تھا لیکن اتفاق سے وہ مجھے مل گیا اور اس نے اس کی اجرت میں مجھ کو یہ چیز دی تھی، آپ کھا بھی چکے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ سنتے ہیں اپنا ہاتھ منہ میں ڈالا اور پیٹ کی تمام چیزیں قے کر کے نکال ڈالیں۔

(۳۸۴۳) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ نے کہا، مجھ کو نافع نے خبر دی اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ "حبل الحبلة" تک قیمت کی ادائیگی کے وعدہ پر، اونٹ کا گوشت ادھار بیچا کرتے تھے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حبل الحبلة کا مطلب یہ ہے کہ کوئی حاملہ اونٹنی اپنا بچہ جنے پھر وہ نوزائیدہ بچہ (بڑھ کر) حاملہ ہو، نبی کریم ﷺ نے اس طرح کی خرید وفروخت ممنوع قرار دے دی تھی۔

٣٨٤٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ، قَالَ: حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيرٍ كُنَّا

(۳۸۴۴) ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے مہدی نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ غیلان بن جریر نے بیان کیا کہ ہم انس بن

نَأْتِي أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: فَيُحَدِّثُنَا عَنِ الْأَنْصَارِ، وَكَانَ يَقُولُ لِي: فَعَلَ قَوْمُكَ كَذَا وَكَذَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا، وَفَعَلَ قَوْمُكَ كَذَا وَكَذَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا. [راجع: ٣٧٧٦]

مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ وہ ہم سے انصار کے متعلق بیان فرمایا کرتے تھے اور مجھ سے فرماتے کہ تمہاری قوم نے فلاں موقع پر یہ کارنامہ انجام دیا۔ فلاں موقع پر یہ کارنامہ انجام دیا۔

تشریح: ان جملہ مرویات میں کسی نہ کسی پہلو سے زمانہ جاہلیت کے حالات پر روشنی پڑتی ہے، مجتہد مطلق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ چونکہ عہد جاہلیت کا بیان فرما رہے ہیں، اسی لئے ان جملہ احادیث کو یہاں لائے۔ یہ حالات بیشتر معاشی، اقتصادی، سیاسی، اخلاقی، مذہبی کوائف سے متعلق ہیں جن میں برے اور اچھے ہر قسم کے حالات کا تذکرہ ہوا ہے اسلام نے عہد جاہلیت کی برائیوں کو مٹایا اور جو خوبیاں تھیں ان کو لیا۔ اس لئے کہ وہ جملہ خوبیاں حضرت ابراہیم وحضرت اسماعیل علیہما السلام کی ہدایات سے ماخوذ تھیں۔ اس لئے اسلام نے ان کو باقی رکھا، باقی امت اسلام کو ان کے لئے رغبت دلائی ایسا ہی ایک قسامت کا معاملہ ہے جو عہد جاہلیت میں مروج تھا اور اسلام نے اسے باقی رکھا وہ آگے مذکور ہو رہا ہے۔

[بَابُ] الْقَسَامَةِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ

باب: زمانہ جاہلیت کی قسامت کا بیان

تشریح: کسی محلہ یا بستی میں کوئی آدمی مقتول ملے مگر کسی بھی ذریعہ سے اس کے قاتل کا پتہ نہ مل سکے تو اس صورت میں محلہ کے پچاس آدمیوں کا انتخاب کر کے ان سے قسم لی جائے گی کہ ان کے محلہ والوں کا اس قتل سے کوئی تعلق نہیں ہے، اسی کو لفظ قسامہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ مکہ شریف میں اسلام سے قبل بھی یہ دستور تھا جسے اسلام نے قائم رکھا مکہ والے یہ قسم کعبہ شریف کے پاس لیا کرتے تھے: "قال فی اللمعات القسامة هی اسم بمعنی القسم وقیل مصدر یقال اقسم یقسم قسامة وقد یطلق علی الجماعة الذین یقسمون وفی الشرع عبارة عن ایمان یقسم بها اولیاء الدم علی استحقاق دم صاحبهم اویقسم بها اهل المحلة المتهمون علی نفی القتل عنهم الخ وقالوا کانت القسامة فی الجاهلیة فاقرها رسول الله ﷺ علی ما کانت فی الجاهلیة انتهی۔" مختصراً۔

٣٨٤٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَطَنٌ أَبُو الْهَيْثَمِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو يَزِيدَ الْمَدَنِيُّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِنَّ أَوَّلَ قَسَامَةٍ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ لَفِينَا بَنِي هَاشِمٍ، كَانَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ اسْتَأْجَرَهُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ فَخِذٍ أُخْرَى، فَانْطَلَقَ مَعَهُ فِي إِبِلِهِ، فَمَرَّ رَجُلٌ بِهِ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ قَدِ انْقَطَعَتْ عُرْوَةُ جُوَالِقِهِ فَقَالَ: أَغِثْنِي بِعِقَالٍ أَشُدُّ بِهِ عُرْوَةَ جُوَالِقِي، لَا تَنْفِرُ الْإِبِلُ. فَأَعْطَاهُ عِقَالًا، فَشَدَّ بِهِ عُرْوَةَ جُوَالِقِهِ، فَلَمَّا نَزَلُوا عُقِلَتِ الْإِبِلُ إِلَّا بَعِيرًا وَاحِدًا، فَقَالَ الَّذِي اسْتَأْجَرَهُ:

(٣٨٤٥) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، کہا ہم سے قطن ابوالہیثم نے کہا، ہم سے ابو یزید مدنی نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، جاہلیت میں سب سے پہلا قسامہ ہمارے ہی قبیلہ بنی ہاشم میں ہوا تھا، بنو ہاشم کے ایک شخص عمرو بن علقمہ کو قریش کے کسی دوسرے خاندان کے ایک شخص (خداش بن عبداللہ عامری) نے نوکری پر رکھا، اب یہ ہاشمی نوکر اپنے صاحب کے ساتھ اس کے اونٹ لے کر شام کی طرف چلا، وہاں کہیں اس نوکر کے پاس سے ایک دوسرا ہاشمی شخص گزرا، اس کی بوری کا بندھن ٹوٹ گیا تھا۔ اس نے اپنے نوکر بھائی سے التجا کی میری مدد کر اونٹ باندھنے کی مجھے ایک رسی دے دے، میں اس سے اپنا تھیلا باندھوں اگر رسی نہ ہوگی تو وہ بھاگ تھوڑے جائے گا۔ اس نے ایک رسی اسے دے دی اور اس نے اپنی بوری کا منہ اس سے باندھ لیا (اور چلا گیا) پھر جب اس نوکر اور صاحب نے ایک منزل پر پڑاؤ کیا تو

مَا شَأْنُ هَذَا الْبَعِيرِ لَمْ يُعْقَلْ مِنْ بَيْنِ الْإِبِلِ؟ قَالَ: لَيْسَ لَهُ عِقَالٌ. قَالَ: فَأَيْنَ عِقَالُهُ؟ قَالَ: فَحَذَفَهُ بِعَصًا كَانَ فِيهَا أَجَلُهُ، فَمَرَّ بِهِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ، فَقَالَ: أَتَشْهَدُ الْمَوْسِمَ؟ قَالَ: مَا أَشْهَدُ، وَرُبَّمَا شَهِدْتُهُ. قَالَ: هَلْ أَنْتَ مُبْلِغٌ عَنِّي رِسَالَةً مَرَّةً مِنَ الدَّهْرِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَكُنْتَ إِذَا أَنْتَ شَهِدْتَ الْمَوْسِمَ فَنَادِ: يَا آلَ قُرَيْشٍ! فَإِذَا أَجَابُوكَ، فَنَادِ يَا آلَ بَنِي هَاشِمٍ! فَإِنْ أَجَابُوكَ فَسَلْ عَنْ أَبِي طَالِبٍ فَأَخْبِرْهُ أَنَّ فُلَانًا قَتَلَنِي فِي عِقَالٍ، وَمَاتَ الْمُسْتَأْجَرُ، فَلَمَّا قَدِمَ الَّذِي اسْتَأْجَرَهُ أَتَاهُ أَبُو طَالِبٍ فَقَالَ: مَا فَعَلَ صَاحِبُنَا؟ قَالَ: مَرِضَ، فَأَحْسَنْتُ الْقِيَامَ عَلَيْهِ، فَوَلِيتُ دَفْنَهُ. قَالَ: قَدْ كَانَ أَهْلَ ذَاكَ مِنْكَ. فَمَكُثَ حِينًا، ثُمَّ إِنَّ الرَّجُلَ الَّذِي أَوْصَى إِلَيْهِ أَنْ يُبْلِغَ عَنْهُ وَافَى الْمَوْسِمَ فَقَالَ: يَا آلَ قُرَيْشٍ! قَالُوا: هَذِهِ قُرَيْشٌ. قَالَ: يَا آلَ بَنِي هَاشِمٍ! قَالُوا: هَذِهِ بَنُو هَاشِمٍ، قَالَ: أَيْنَ أَبُو طَالِبٍ قَالُوا: هَذَا أَبُو طَالِبٍ. قَالَ: أَمَرَنِي فُلَانٌ أَنْ أُبْلِغَكَ رِسَالَةً أَنَّ فُلَانًا قَتَلَهُ فِي عِقَالٍ. فَأَتَاهُ أَبُو طَالِبٍ فَقَالَ: اخْتَرْ مِنَّا إِحْدَى ثَلَاثٍ: إِنْ شِئْتَ أَنْ تُؤَدِّيَ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ، فَإِنَّكَ قَتَلْتَ صَاحِبَنَا، وَإِنْ شِئْتَ حَلَفَ خَمْسُونَ مِنْ قَوْمِكَ أَنَّكَ لَمْ تَقْتُلْهُ، فَإِنْ أَبَيْتَ قَتَلْنَاكَ بِهِ فَأَتَى قَوْمَهُ، فَقَالُوا: نَحْلِفُ. فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ كَانَتْ تَحْتَ رَجُلٍ مِنْهُمْ قَدْ وَلَدَتْ لَهُ. فَقَالَتْ: يَا أَبَا طَالِبٍ! أُحِبُّ أَنْ

تمام اونٹ باندھے گئے لیکن ایک اونٹ کھلا رہا۔ جس صاحب نے ہاشمی کو نوکری پر اپنے ساتھ رکھا تھا اس نے پوچھا سب اونٹ تو باندھے، یہ اونٹ کیوں نہیں باندھا گیا کیا بات ہے؟ نوکر نے کہا اس کی رسی موجود نہیں ہے۔ صاحب نے پوچھا کہاں گئی اس کی رسی؟ اور غصہ میں آ کر ایک لکڑی اس پر پھینک ماری اس کی موت آن پہنچی۔ (اس کے مرنے سے پہلے) وہاں سے ایک یمنی شخص گزر رہا تھا۔ ہاشمی نوکر نے پوچھا کیا حج کے لئے ہر سال تم مکہ جاتے ہو؟ اس نے کہا ابھی تو ارادہ نہیں ہے لیکن میں کبھی جاتا رہتا ہوں۔ اس نوکر نے کہا جب بھی تم مکہ پہنچو کیا میرا ایک پیغام پہنچا دو گے؟ اس نے کہا ہاں پہنچا دوں گا۔ اس نوکر نے کہا کہ جب بھی تم حج کے لئے جاؤ تو پکارنا اے قریش کے لوگو! جب وہ تمہارے پاس جمع ہو جائیں تو پکارنا اے بنی ہاشم! جب وہ تمہارے پاس آ جائیں تو ان سے ابو طالب کا پوچھنا اور انہیں بتلانا کہ فلاں شخص نے مجھے ایک رسی کے لئے قتل کر دیا۔ اس وصیت کے بعد وہ نوکر مر گیا، پھر جب اس کا صاحب مکہ آیا تو ابو طالب کے یہاں بھی گیا۔ جناب ابو طالب نے دریافت کیا ہمارے قبیلہ کے جس شخص کو تم اپنے ساتھ نوکری کے لئے لے گئے تھے اس کا کیا ہوا؟ اس نے کہا کہ وہ بیمار ہو گیا تھا میں نے خدمت کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ لیکن وہ مر گیا تو میں نے اسے دفن کر دیا۔ ابو طالب نے کہا کہ اس کے لئے تمہاری طرف سے یہی ہونا چاہیے تھا۔ ایک مدت بعد وہی یمنی شخص جسے ہاشمی نوکر نے پیغام پہنچانے کی وصیت کی تھی، موسم حج میں آیا اور آواز دی اے قریش کے لوگو! لوگوں نے بتا دیا کہ یہاں ہیں قریش! اس نے آواز دی اے بنی ہاشم لوگوں نے بتا دیا کہ بنی ہاشم یہ ہیں۔ اس نے پوچھا ابو طالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے بتا دیا تو اس نے کہا کہ فلاں شخص نے مجھے ایک پیغام پہنچانے کے لئے کہا تھا کہ فلاں شخص نے اسے ایک رسی کی وجہ سے قتل کر دیا ہے۔ اب جناب ابو طالب اس صاحب کے یہاں آئے اور کہا کہ ان تین چیزوں میں سے کوئی چیز پسند کر لو اگر تم چاہو تو سو اونٹ دیت میں دے دو کیونکہ تم نے ہمارے قبیلہ کے آدمی کو قتل کیا ہے اور اگر چاہو تو تمہاری قوم کے پچاس آدمی اس کی قسم کھا لیں کہ تم نے اسے قتل نہیں کیا

تُجِيْزَ ابْنِيْ هَذَا بِرَجُلٍ مِنَ الْخَمْسِيْنَ وَلَا تَصْبُرْ يَمِيْنَهُ حَيْثُ تُصْبَرُ الأَيْمَانُ. فَفَعَلَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَالَ: يَا أَبَا طَالِبٍ! أَرَدْتَ خَمْسِيْنَ رَجُلاً أَنْ يَحْلِفُوْا مَكَانَ مِائَةٍ مِنَ الْإِبِلِ، يُصِيْبُ كُلَّ رَجُلٍ بَعِيْرَانِ، هَذَانِ بَعِيْرَانِ فَاقْبَلْهُمَا عَنِّيْ وَلَا تَصْبُرْ يَمِيْنِي حَيْثُ تُصْبَرُ الْأَيْمَانُ فَقَبِلَهُمَا، وَجَاءَ ثَمَانِيَةٌ وَأَرْبَعُوْنَ فَحَلَفُوْا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! مَا حَالَ الْحَوْلُ وَمِنَ الثَّمَانِيَةِ وَأَرْبَعِيْنَ عَيْنٌ تَطْرِفُ.

[نسائي: ٤٧٢٠]

اگر تم اس پر تیار نہیں تو ہم تمہیں اس کے بدلے میں قتل کر دیں گے۔ وہ شخص اپنی قوم کے پاس آیا تو وہ اس کے لئے تیار ہو گئے کہ ہم قسم کھا لیں گے۔ پھر بنو ہاشم کی ایک عورت ابو طالب کے پاس آئی جو اسی قبیلہ کے ایک شخص سے بیاہی ہوئی تھی اور اپنے اس شوہر سے اس کے بچہ بھی تھا۔ اس نے کہا اے ابو طالب! آپ مہربانی کریں اور میرے اس لڑکے ان پچاس آدمیوں میں معاف کر دیں اور جہاں قسمیں لی جاتی ہیں (یعنی رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان) اس سے وہاں قسم نہ لیں۔ حضرت ابو طالب نے اسے معاف کر دیا۔ اس کے بعد ان میں کا ایک اور شخص آیا اور کہا اے ابو طالب! آپ نے سو اونٹوں کی جگہ پچاس آدمیوں سے قسم طلب کی ہے، اس طرح ہر شخص پر دو اونٹ پڑتے ہیں۔ یہ اونٹ میری طرف سے آپ قبول کر لیں اور مجھے اس مقام پر قسم کے لئے مجبور نہ کریں جہاں قسم لی جاتی ہے۔ حضرت ابو طالب نے اسے بھی منظور کر لیا۔ اس کے بعد بقیہ اڑتالیس جو آدمی آئے اور انہوں نے قسم کھا لی، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ابھی اس واقعہ کو پورا سال بھی نہیں گزرا تھا کہ ان اڑتالیس آدمیوں میں سے ایک بھی ایسا نہیں رہا جو آنکھ ہلاتا (سب مر گئے)۔

تشریح: یعنی کوئی زندہ نہ رہا، سب مر گئے۔ جھوٹی قسم کھانے کی یہ سزا ان کو ملی اور وہ بھی کعبہ کے پاس معاذ اللہ۔ دوسری روایت میں ہے کہ ان سب کی زمین جائیداد حضرت طیب کو ملی جس کی ماں کے کہنے سے ابو طالب نے اس کو قسم معاف کر دی تھی، گو ابن عباس رضی اللہ عنہما اس وقت پیدا بھی نہیں ہوئے تھے مگر انہوں نے یہ واقعہ معتبر لوگوں سے سنا جب ہی اس پر قسم کھائی۔ فاکہی نے ابن ابی نجیح کے طریق سے نکالا کچھ لوگوں نے خانہ کعبہ کے پاس ایک قسامت میں جھوٹی قسمیں کھائیں پھر ایک پہاڑ کے تلے جا کر ٹھہرے ایک پتھر ان پر گرا جس سے دب کر سب مر گئے جھوٹی قسمیں کھانا پھر بعض لوگوں کا ان قسموں کے لئے قرآن پاک اور مساجد کو استعمال کرنا بے حد خطرناک ہے، کتنے لوگ آج بھی ایسے دیکھے گئے کہ انہوں نے یہ حرکت کی اور نتیجہ میں وہ تباہ و برباد ہو گئے۔ لہٰذا کسی بھی مسلمان کو ایسی جھوٹی قسم کھانے سے قطعاً پرہیز کرنا لازم ہے۔

٣٨٤٦۔ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ يَوْمُ بُعَاثٍ يَوْمٌ قَدَّمَهُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ لِرَسُوْلِهِ ﷺ: فَقَدِمَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ وَقَدِ افْتَرَقَ مَلَؤُهُمْ، وَقُتِّلَتْ سَرَوَاتُهُمْ وَجُرِّحُوْا، قَدَّمَهُ اللَّهُ لِرَسُوْلِهِ فِيْ دُخُوْلِهِمْ فِي الْإِسْلَامِ. [راجع: ٣٧٧٧]

(٣٨٤٦) مجھ سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بعاث کی لڑائی اللہ تعالیٰ نے (مصلحت کی وجہ سے) رسول اللہ ﷺ سے پہلے برپا کرا دی تھی، آنحضرت ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو یہاں انصار کی جماعت میں پھوٹ پڑی ہوئی تھی۔ ان کے سردار مارے جا چکے تھے یا زخمی ہو چکے تھے، اللہ تعالیٰ نے اس لڑائی کو اس لئے پہلے برپا کیا تھا کہ انصار اسلام میں داخل ہو جائیں۔

٣٨٤٧۔ وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنَا عَمْرٌو، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ، أَنَّ كُرَيْبًا، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: لَيْسَ السَّعْيُ بِبَطْنِ الْوَادِيْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سُنَّةً، إِنَّمَا كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَسْعَوْنَهَا وَيَقُوْلُوْنَ: لَا نُجِيْزُ الْبَطْحَاءَ إِلَّا شَدًّا.

(۳۸۴۷) اور عبداللہ بن وہب نے بیان کیا، انہیں عمرو نے خبر دی، انہیں بکیر بن اشج نے اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے مولا کریب نے ان سے بیان کیا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا صفا اور مروہ کے درمیان نالے کے اندر زور سے دوڑنا سنت نہیں ہے یہاں جاہلیت کے دور میں لوگ تیزی کے ساتھ دوڑا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم تو اس پتھریلی جگہ سے دوڑ ہی کر پار ہوں گے۔

تشریح: ((بعاث)) با کے پیش کے ساتھ مدینہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے جہاں رسول کریم ﷺ کی ہجرت مدینہ سے پانچ سال پہلے اوس اور خزرج قبائل میں سخت لڑائی ہوئی تھی جس میں ان کے بہت سے اشراف مارے گئے: "قال القسطلانی فان قلت السعی رکن من ارکان الحج وھو طریقة رسول الله ﷺ وسنته فکیف قال لیس بسنة قلت المراد من السعی ھھنا معناہ اللغوی۔" یہاں سعی لغوی مراد ہے سعی مسنونہ مراد نہیں ہے۔

٣٨٤٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُطَرِّفٌ، سَمِعْتُ أَبَا السَّفَرِ، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُوْلُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! اسْمَعُوْا مِنِّيْ مَا أَقُوْلُ لَكُمْ، وَأَسْمِعُوْنِيْ مَا تَقُوْلُوْنَ، وَلَا تَذْهَبُوْا فَتَقُوْلُوْا: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ فَلْيَطُفْ مِنْ وَرَاءِ الْحِجْرِ، وَلَا تَقُوْلُوْا: الْحَطِيْمُ، فَإِنَّ الرَّجُلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ يَحْلِفُ فَيُلْقِيْ سَوْطَهُ أَوْ نَعْلَهُ أَوْ قَوْسَهُ.

(۳۸۴۸) ہم سے عبداللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو مطرف نے خبر دی، کہا میں نے ابو السفر سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا انہوں نے کہا اے لوگو! میری باتیں سنو کہ میں تم سے بیان کرتا ہوں اور (جو کچھ تم نے سمجھا ہے) وہ مجھے سناؤ۔ ایسا نہ ہو کہ تم لوگ یہاں سے اٹھ کر (بغیر سمجھے) چلے جاؤ اور پھر کہنے لگو کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یوں کہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یوں کہا۔ جو شخص بھی بیت اللہ کا طواف کرے تو وہ حطیم کے پیچھے سے طواف کرے اور حجر کو حطیم نہ کہا کرو یہ جاہلیت کا نام ہے اس وقت لوگوں میں جب کوئی کسی بات کی قسم کھاتا تو اپنا کوڑا، جوتا یا کمان وہاں پھینک دیتا۔

تشریح: اس لئے اس کو حطیم کہتے یعنی کھا جانے والا ہضم کر جانے والا کیونکہ وہ ان کی اشیاء کو ہضم کر جاتا، وہاں پڑے پڑے وہ چیزیں گل سڑ جاتیں یا کوئی ان کو اٹھا لے جاتا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حطیم کی اسی مناسبت کے پیش نظر اسے حطیم کہنے سے منع کیا تھا لیکن عام اہل اسلام بغیر کسی نکیر کے اسے اب بھی حطیم ہی کہتے چلے آ رہے ہیں اور یہ کعبہ ہی کی زمین ہے جسے قریش نے سرمایہ کی کمی کی وجہ سے چھوڑ دیا تھا۔

٣٨٤٩۔ حَدَّثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ، قَالَ: رَأَيْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قِرْدَةً اجْتَمَعَ عَلَيْهَا قِرَدَةٌ قَدْ زَنَتْ، فَرَجَمُوْهَا فَرَجَمْتُهَا مَعَهُمْ.

(۳۸۴۹) ہم سے نعیم بن حماد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، ان سے حصین نے، ان سے عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک بندریا دیکھی اس کے چاروں طرف بہت سے بندر جمع ہو گئے تھے، اس بندریا نے زنا کرایا تھا اس لئے سب بندروں نے مل کر اسے رجم کیا اور ان کے ساتھ میں بھی پتھر مارنے میں شریک ہوا۔

تشریح: پوری روایت اسماعیل نے یوں نکالی عمرو بن میمون کہتے ہیں میں یمن میں تھا اپنے لوگوں کی بکریوں میں ایک اونچی جگہ پر میں نے دیکھا کہ ایک بندر بندریا کو لے کر آیا اور اس کا ہاتھ اپنے سر کے نیچے رکھ کر سو گیا اتنے میں ایک چھوٹا بندر آیا اور بندریا کو اشارہ کیا اس نے آہستہ سے اپنا ہاتھ بندر کے سر کے نیچے سے کھینچ لیا اور چھوٹے بندر کے ساتھ چلی گئی اس نے اس سے صحبت کی میں دیکھ رہا تھا پھر بندریا لوٹی اور آہستہ سے پھر اپنا ہاتھ پہلے بندر کے سر کے نیچے ڈالنے لگی لیکن وہ جاگ اٹھا اور ایک چیخ ماری تو سب بندر جمع ہو گئے۔ یہ اس بندریا کی طرف اشارہ کرتا اور چیختا جاتا تھا۔ آخر وہ دوسرے بندر ادھر ادھر گئے اور اس چھوٹے بندر کو پکڑ لائے۔ میں اسے پہچانتا تھا پھر انہوں نے ان کے لئے گڑھا کھودا اور دونوں کو سنگسار کر ڈالا تو میں نے یہ رجم کا عمل جانوروں میں بھی دیکھا۔

٣٨٥٠۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ، سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: خِلَالٌ مِنْ خِلَالِ الْجَاهِلِيَّةِ: الطَّعْنُ فِي الْأَنْسَابِ وَالنِّيَاحَةُ، وَنَسِيَ الثَّالِثَةَ، قَالَ سُفْيَانُ: وَيَقُوْلُوْنَ: إِنَّهَا الْإِسْتِسْقَاءُ بِالْأَنْوَاءِ.

(٣٨٥٠) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ نے اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے کہا کہ جاہلیت کی عادتوں میں سے یہ عادتیں ہیں نسب کے معاملہ میں طعنہ مارنا اور میت پر نوحہ کرنا، تیسری عادت کے متعلق (عبیداللہ راوی) بھول گئے تھے اور سفیان نے بیان کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ تیسری بات ستاروں کو بارش کی علت سمجھنا ہے۔

بَابُ مَبْعَثِ النَّبِيِّ ﷺ

باب: نبی کریم ﷺ کی بعثت کا بیان

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ قُصَيِّ بْنِ كِلَابِ ابْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبِ بْنِ فِهْرِ ابْنِ مَالِكِ بْنِ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ ابْنِ مُدْرِكَةَ بْنِ إِلْيَاسَ بْنِ مُضَرَ بْنِ نِزَارِ بْنِ مَعَدِّ بْنِ عَدْنَانَ.

آپ کا نام مبارک ہے محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

تشریح: یہیں تک آپ نے اپنا نسب بیان فرمایا ہے، عدنان کے بعد روایتوں میں اختلاف ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ میں آپ ﷺ کا نسب حضرت ابراہیم تک بیان فرمایا ہے۔

٣٨٥١۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أُنْزِلَ عَلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِيْنَ، فَمَكَثَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً، ثُمَّ أُمِرَ بِالْهِجْرَةِ، فَهَاجَرَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، فَمَكَثَ بِهَا عَشْرَ سِنِيْنَ، ثُمَّ تُوُفِّيَ ﷺ.

(٣٨٥١) ہم سے احمد بن ابی رجاء نے بیان کیا، کہا ہم سے نضر نے بیان کیا، کہا ان سے ہشام نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی چالیس سال کی عمر ہوئی تو آپ پر وحی نازل ہوئی، اس کے بعد آنحضرت ﷺ تیرہ سال مکہ مکرمہ میں رہے پھر آپ کو ہجرت کا حکم ہوا اور آپ مدینہ منورہ ہجرت کر کے چلے گئے، وہاں دس سال رہے پھر آپ نے وفات فرمائی (ﷺ)

[أطرافه في: ٣٩٠٢، ٣٩٠٣، ٤٤٦٥، ٤٩٧٩]

[ترمذي: ٣٦٢١]

اس حساب سے کل عمر شریف آپ کی تریسٹھ سال ہوتی ہے اور یہی صحیح ہے۔

بَابُ ذِكْرِ مَا لَقِيَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ بِمَكَّةَ

باب: نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مکہ میں مشرکین کے ہاتھوں جن مشکلات کا سامنا کیا

٣٨٥٢ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا بَيَانٌ، وَإِسْمَاعِيلُ، قَالَا: سَمِعْنَا قَيْسًا، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ خَبَّابًا، يَقُوْلُ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَهُ، وَهُوَ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ، وَقَدْ لَقِيْنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ شِدَّةً فَقُلْتُ: أَلَا تَدْعُو اللَّهَ لَنَا؟ فَقَعَدَ وَهُوَ مُحْمَرٌّ وَجْهُهُ فَقَالَ: ((لَقَدْ كَانَ مَنْ قَبْلَكُمْ لَيُمْشَطُ بِمِشَاطِ الْحَدِيْدِ مَا دُوْنَ عِظَامِهِ مِنْ لَحْمٍ أَوْ عَصَبٍ مَا يَصْرِفُهُ ذَلِكَ عَنْ دِيْنِهِ، وَيُوْضَعُ الْمِنْشَارُ عَلَى مَفْرِقِ رَأْسِهِ، فَيُشَقُّ بِاثْنَيْنِ، مَا يَصْرِفُهُ ذَلِكَ عَنْ دِيْنِهِ، وَلَيُتِمَّنَّ اللَّهُ هَذَا الْأَمْرَ حَتَّى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلَى حَضْرَمَوْتَ مَا يَخَافُ إِلَّا اللَّهَ)). زَادَ بَيَانٌ: وَالذِّئْبُ عَلَى غَنَمِهِ. [راجع: ٣٦١٢]

(٣٨٥٢) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے بیان بن بشر اور اسماعیل بن ابوخالد نے بیان کیا، کہا کہ ہم نے قیس بن ابوحازم سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے خباب بن ارت سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کعبہ کے سائے تلے چادر مبارک پر ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ ہم لوگ مشرکین سے انتہائی تکلیف اٹھا رہے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے آپ دعا کیوں نہیں فرماتے؟ اس پر آپ سیدھے بیٹھ گئے۔ چہرۂ مبارک غصہ میں سرخ ہو گیا اور فرمایا: ''تم سے پہلے ایسے لوگ گزر چکے ہیں کہ لوہے کی کنگھیوں کو ان کے گوشت اور پٹھوں سے گزار کر ان کی ہڈیوں تک پہنچا دیا گیا اور یہ معاملہ بھی انہیں ان کے دین سے نہ پھیر سکا، کسی کے سر پر آرا رکھ کر اس کے دو ٹکڑے کر دیئے گئے اور یہ بھی انہیں ان کے دین سے نہ پھیر سکا، اس دین اسلام کو تو اللہ تعالیٰ خود ہی ایک دن تمام و کمال تک پہنچائے گا کہ ایک سوار صنعاء سے حضر موت تک (تنہا) جائے اور (راستے) میں اسے اللہ کے سوا اور کسی کا خوف نہ ہوگا۔'' بیان نے اپنی روایت میں یہ زیادہ کیا کہ '' سوائے بھیڑیے کے کہ اس سے اپنی بکریوں کے معاملہ میں اسے ڈر ہوگا۔''

تشریح: حضر موت شمالی عرب میں ایک ملک ہے اس میں اور صنعاء میں پندرہ دن پیدل چلنے والوں کا راستہ ہے۔ اس سے امن عام مراد ہے جو بعد میں سارے ممالک عرب میں اسلام کے غلبہ کے بعد ہوا اور آج سعودی عرب کے دور میں یہ امن سارے ملک میں حاصل ہے اللہ پاک اس حکومت کو قائم دائم رکھے۔ آمین

٣٨٥٣ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ قَالَ: قَرَأَ النَّبِيُّ ﷺ النَّجْمَ، فَسَجَدَ فَمَا بَقِيَ أَحَدٌ إِلَّا سَجَدَ،

(٣٨٥٣) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے، ان سے اسود نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے سورۂ نجم پڑھی اور سجدہ کیا اس وقت آپ کے ساتھ تمام لوگوں نے سجدہ کیا صرف ایک شخص کو میں نے دیکھا کہ

إِلَّا رَجُلٌ رَأَيْتُهُ أَخَذَ كَفًّا مِنْ حَصًا فَرَفَعَهُ فَسَجَدَ عَلَيْهِ وَقَالَ: هَذَا يَكْفِينِي. فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدُ قُتِلَ كَافِرًا بِاللَّهِ. [راجع: ١٠٦٧]

اپنے ہاتھ میں اس نے کنکریاں اٹھا کر اس پر اپنا سر رکھ دیا اور کہنے لگا کہ میرے لئے بس اتنا ہی کافی ہے۔ میں نے پھر اسے دیکھا کہ کفر کی حالت میں وہ قتل کیا گیا۔

تشریح: یہ شخص امیہ بن خلف تھا۔ اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے، بعض نے کہا جب امیہ بن خلف نے سجدہ تک نہ کیا تو مسلمانوں کو رنج گزرا گویا ان کو تکلیف دی یہی ترجمہ باب ہے بعض نے کہا مسلمانوں کو تکلیف یوں ہوئی کہ مشرکین کے بھی سجدے میں شریک ہونے سے وہ یہ سمجھے کہ یہ مشرک مسلمان ہو گئے ہیں اور جو مسلمان ان کی تکلیف دینے سے حبش کی نیت سے نکل چکے تھے وہ واپس لوٹ آئے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ مسلمان نہیں ہوئے ہیں تو دوبارہ وہ مسلمان حبش کی ہجرت کے لئے نکل گئے۔

٣٨٥٤- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ قَالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ سَاجِدٌ وَحَوْلَهُ نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ جَاءَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ بِسَلَا جَزُورٍ، فَقَذَفَهُ عَلَى ظَهْرِ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يَرْفَعْ رَأْسَهُ فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَخَذَتْهُ مِنْ ظَهْرِهِ، وَدَعَتْ عَلَى مَنْ صَنَعَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَللَّهُمَّ عَلَيْكَ الْمَلَأَ مِنْ قُرَيْشٍ أَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ، وَعُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ، وَشَيْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ، وَأُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ. أَوْ أُبَيَّ بْنَ خَلَفٍ)). شُعْبَةُ الشَّاكُّ. فَرَأَيْتُهُمْ قُتِلُوا يَوْمَ بَدْرٍ، فَأُلْقُوا فِي بِئْرٍ غَيْرَ أُمَيَّةَ أَوْ أُبَيٍّ تَقَطَّعَتْ أَوْصَالُهُ، فَلَمْ يُلْقَ فِي الْبِئْرِ. [راجع: ٢٤٠]

(۳۸۵۴) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے ابواسحاق نے، ان سے عمرو بن میمون نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ (نماز پڑھتے ہوئے) سجدہ کی حالت میں تھے، قریش کے کچھ لوگ وہیں اردگرد موجود تھے۔ اتنے میں عقبہ بن ابی معیط اونٹ کی اوجھڑی بچہ دان لایا اور حضور اکرم ﷺ کی پیٹھ مبارک پر اسے ڈال دیا۔ اس کی وجہ سے آپ نے اپنا سر نہیں اٹھایا پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور گندگی کو پیٹھ مبارک سے ہٹایا اور جس نے ایسا کیا تھا اسے بددعا دی۔ حضور ﷺ نے بھی ان کے حق میں بددعا کی کہ "اے اللہ! قریش! کی اس جماعت کو پکڑ لے۔ ابوجہل بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف یا (امیہ کے بجائے آپ نے بددعا) ابی بن خلف (کے حق میں فرمائی)۔" شعبہ راوی حدیث کو ان دونوں کے متعلق شک ہے کہ امیہ بن خلف کہا یا ابی بن خلف کہا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میں نے دیکھا کہ بدر کی لڑائی میں یہ سب لوگ قتل کر دیئے گئے اور ایک کنویں میں انہیں ڈال دیا گیا تھا سوا امیہ یا ابی کے کہ اس کا ہر ایک جوڑ الگ ہو گیا تھا اس لئے کنویں میں نہیں ڈالا جا سکا۔

تشریح: جنگ بدر میں تمام کفار ہلاک ہو گئے اور جو کچھ انہوں نے کیا اس کی سزا پائی۔

٣٨٥٥- حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنِي سَعِيدُ ابْنُ جُبَيْرٍ، أَوْ قَالَ: حَدَّثَنِي الْحَكَمُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: أَمَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ

(۳۸۵۵) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے منصور نے، کہا مجھ سے سعید بن جبیر نے بیان کیا یا (منصور نے) اس طرح بیان کیا کہ مجھ سے حکم نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ مجھ سے عبدالرحمن بن ابزی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ابن

ابْنُ أَبْزَى قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ، مَا أَمْرُهُمَا؟ ﴿وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ﴾ [الأنعام:١٥١] ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا﴾ [النساء: ٩٣] فَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ: لَمَّا أُنْزِلَتِ الَّتِي فِي الْفُرْقَانِ قَالَ: مُشْرِكُو أَهْلِ مَكَّةَ: فَقَدْ قَتَلْنَا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ، وَدَعَوْنَا مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ، وَقَدْ أَتَيْنَا الْفَوَاحِشَ. فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ﴾ [الفرقان: ٧٠] الْآيَةَ فَهَذِهِ لِأُولَئِكَ وَأَمَّا الَّتِي فِي النِّسَاءِ الرَّجُلُ إِذَا عَرَفَ الْإِسْلَامَ وَشَرَائِعَهُ، ثُمَّ قَتَلَ ﴿فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ﴾ فَذَكَرْتُهُ لِمُجَاهِدٍ فَقَالَ: إِلَّا مَنْ نَدِمَ.

[أطرافه في:٤٥٩٠، ٤٧٦٢، ٤٧٦٣، ٤٧٦٤، ٤٧٦٥، ٤٧٦٦] [مسلم: ٧٥٤٣، ٧٥٤٤؛ ابوداود: ٤٢٧٣؛ نسائي: ٤٠١٣، ٤٨٧٨]

عباس رضی اللہ عنہما سے ان دونوں آیتوں کے متعلق پوچھو کہ ان میں مطابقت کس طرح پیدا کی جائے ایک آیت ﴿وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ﴾ اور دوسری آیت ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا﴾ ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے میں نے پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ جب سورۃ الفرقان کی آیت نازل ہوئی تو مشرکین مکہ نے کہا ہم نے تو ان جانوں کا بھی خون کیا ہے جن کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا تھا ہم اللہ کے سوا دوسرے معبودوں کی عبادت بھی کرتے رہے ہیں اور بدکاریوں کا بھی ہم نے ارتکاب کیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی کہ ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ﴾ (وہ لوگ اس حکم سے الگ ہیں جو توبہ کرلیں اور ایمان لائیں) تو یہ آیت ان کے حق میں نہیں ہے لیکن سورۃ النساء کی آیت اس شخص کے باب میں ہے جو اسلام اور شرائع اسلام کے احکام جان کر بھی کسی کو قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے، میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اس ارشاد کا ذکر مجاہد سے کیا تو انہوں نے کہا کہ وہ لوگ اس حکم سے الگ ہیں جو توبہ کرلیں۔

تشریح: سورہ فرقان کی آیت سے یہ نکلتا ہے کہ جو کوئی خون کرے پھر توبہ کرے اور نیک اعمال بجالائے تو اللہ اس کی توبہ قبول کرے گا اور سورہ نساء کی آیت میں یہ ہے کہ جو کوئی عمداً کسی مسلمان کو قتل کرے تو اس کو ضرور سزا ملے گی ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اللہ کا غضب اور غصہ اس پر نازل ہوگا۔ اس صورت میں دونوں آیتوں کے مضمون میں تخالف ہوا تو عبدالرحمن بن ابزی رضی اللہ عنہ نے یہی امر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے معلوم کرایا جو یہاں مذکور ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا مطلب یہ تھا کہ سورہ فرقان کی آیت ان لوگوں کے بارے میں ہے جو کفر کی حالت میں ناحق خون کریں پھر توبہ کریں اور مسلمان ہوجائیں تو اسلام کی وجہ سے کفر کے ناحق خون کا ان سے مواخذہ نہ ہوگا اور سورۃ النساء کی آیت اس شخص کے حق میں ہے جو مسلمان ہوکر دوسرے مسلمان کو عمداً ناحق مارڈالے ایسے شخص کی سزا دوزخ ہے اس کی توبہ قبول نہ ہوگی تو دونوں آیتوں میں کچھ تخالف نہ ہوا اور حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ اس سے یہ نکلتا ہے کہ مشرکوں نے مسلمانوں کو ناحق مارا تھا، ان کو ستایا تھا۔

٣٨٥٦- حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ: أَخْبِرْنِي بِأَشَدِّ شَيْءٍ صَنَعَهُ

(۳۸۵۶) ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا کہ ہم کو ولید بن مسلم نے بیان کیا، کہا مجھ سے اوزاعی نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا، ان سے محمد بن ابراہیم تیمی نے بیان کیا کہ مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے پوچھا مجھے مشرکین کے سب سے سخت ظلم کے متعلق بتاؤ جو مشرکین نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ کیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ حطیم میں نماز پڑھ رہے تھے

الْمُشْرِكُونَ بِالنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فِي حِجْرِ الْكَعْبَةِ إِذْ أَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ، فَوَضَعَ ثَوْبَهُ فِي عُنُقِهِ فَخَنَقَهُ خَنْقًا شَدِيدًا، فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى أَخَذَ بِمَنْكِبِهِ وَدَفَعَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ﴿أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ﴾ الْآيَةَ [الغافر: ٢٨] تَابَعَهُ ابْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو. وَقَالَ عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ قِيلَ لِعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ. وَقَالَ مُحَمَّدُ ابْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو ابْنُ الْعَاصِ. [راجع: ٣٦٧٨]

کہ عقبہ بن ابی معیط آیا اور ظالم اپنا کپڑا حضور اکرم ﷺ کی گردن مبارک میں پھنسا کر زور سے آپ کا گلا گھونٹنے لگا۔ اتنے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آگئے اور انہوں نے اس بد بخت کا کندھا پکڑ کر آنحضرت کے پاس سے ہٹا دیا اور کہا ''کیا تم لوگ ایک شخص کو صرف اس لئے مار ڈالنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔'' عیاش بن ولید کے ساتھ اس روایت کی متابعت ابن اسحاق نے کی (اور بیان کیا کہ) مجھ سے یحییٰ بن عروہ نے بیان کیا اور ان سے عروہ نے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور عبدہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہا گیا اور محمد بن عمرو نے بیان کیا، ان سے ابو سلمہ نے، اس میں یوں ہے کہ مجھ سے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔

تشریح: قول محمد بن عمرو کو امام بخاری رحمہ اللہ نے خلق افعال العباد میں وصل کیا ہے۔ حافظ نے کہا ایک روایت میں یوں ہے کہ مشرکین نے نبی کریم ﷺ کو ایسا مارا کہ آپ بے ہوش ہو گئے تب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کیا تم ایسے شخص کو مارے ڈالتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب صرف اللہ ہے۔

بَابُ إِسْلَامِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ باب: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا بیان

تشریح: آپ کا نام عبداللہ رضی اللہ عنہ ہے۔ عثمان ابو قحافہ کے بیٹے ہیں۔ ساتویں پشت پر ان کا نسب نامہ رسول کریم ﷺ سے مل جاتا ہے۔ آپ کو عتیق سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہ نار دوزخ سے قطعی طور پر آزاد ہو چکے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہر غزوہ میں ہر موقعہ پر شریک رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ آخر عمر میں مہندی کا خضاب لگاتے تھے۔

٣٨٥٧۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حَمَّادٍ الْآمُلِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُجَالِدٍ، عَنْ بَيَانٍ، عَنْ وَبَرَةَ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ، قَالَ: قَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَمَا مَعَهُ إِلَّا خَمْسَةُ أَعْبُدٍ وَامْرَأَتَانِ، وَأَبُو بَكْرٍ. [راجع: ٣٦٦٠]

(٣٨٥٧) مجھ سے عبداللہ بن حماد آملی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن معین نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن مجالد نے بیان کیا، ان سے بیان نے، ان سے وبرہ نے اور ان سے ہمام بن حارث نے بیان کیا کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں بھی دیکھا ہے جب آنحضرت ﷺ کے ساتھ پانچ غلام، دو عورتوں اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سوا اور کوئی (مسلمان) نہیں تھا۔

تشریح: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ واقعہ اصحاب الفیل سے دو سال قبل مکہ میں پیدا ہوئے اور جمادی الاخری ١٣ھ میں بعمر ٦٣ سال انتقال فرمایا۔

مدت خلافت دو سال چار ماہ ہے۔ پانچ غلام حضرت بلال، حضرت زید حضرت عامر اور ابوفکیہ اور عبید تھے اور دو عورتیں حضرت خدیجہ اور حضرت ام ایمن یا سمیہ رضی اللہ عنہم۔ حضرت ابوبکر کو صدیق رضی اللہ عنہ اس لئے کہا گیا کہ انہوں نے جاہلیت کے زمانے میں بھی نہ کبھی جھوٹ بولا نہ کبھی بت پرستی کی۔ قاضی ابو الحسین نے اپنی سند سے روایت کیا ہے کہ ان کے باپ ابوقحافہ ایک روز ان کو بت خانے میں لے گئے اور کہنے لگے کہ بت کو سجدہ کرلو۔ وہ کہہ کر چلے گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک بت کے پاس گیا اور اس سے میں نے کہا کہ میں بھوکا ہوں مجھ کو کھانا دے۔ اس نے کچھ جواب نہ دیا۔ پھر میں نے کہا کہ میں ننگا ہوں، مجھ کو کپڑا پہنا دے۔ اس بت نے پھر بھی کچھ جواب نہ دیا۔ آخر میں نے ایک پتھر اٹھایا اور کہا کہ اگر تو خدا ہے تو اپنے آپ کو میرے ہاتھ سے بچا۔ یہ کہہ کر میں نے وہ پتھر اس پر مارا اور میں وہیں سو گیا۔ اتنے میں میرے باپ آ گئے اور کہنے لگے بیٹا یہ کیا کرتے ہو؟ میں نے کہا جو کچھ دیکھ رہے ہو۔ وہ مجھ کو میری والدہ کے پاس لائے اور ان سے سارا حال بیان کیا۔ انہوں نے کہا میرے بیٹے سے کچھ مت بول اللہ تعالیٰ نے اس کی وجہ سے مجھ سے بات کی جب یہ پیٹ میں تھا اور مجھ کو درد ہونے لگا تو میں نے ایک ہاتف سے سنا کہ اللہ کی بندی خوش ہو جا تجھ کو ایک آزاد لڑکا ملے گا جس کا نام آسمان میں صدیق ہے وہ حضرت محمد ﷺ کا صاحب اور رفیق ہوگا۔

بَابُ إِسْلَامِ سَعْدٍ

باب: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا بیان

تشریح: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی کنیت ابواسحاق ہے۔ والد ابووقاص کا نام مالم بن وہیب ہے، عشرہ مبشرہ سے ہیں۔ سترہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ تمام غزوات میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہے۔ بڑے ہی مستجاب الدعوات تھے۔ نبی کریم ﷺ نے اس مقصد کے لئے ان کے حق میں خاص دعا فرمائی تھی۔ تیر اندازی میں بڑے ہی ماہر تھے۔ مقام عقیق میں جو مدینہ سے قریب تھا اپنے گھر وفات پائی۔ جنازہ کو لوگ کاندھوں پر رکھ کر مدینہ طیبہ لائے اور نماز جنازہ مروان بن حکم نے پڑھائی جو ان دنوں مدینہ کے حاکم تھے۔ بقیع غرقد میں دفن ہوئے، سال وفات ۵۵ھ ہے۔ (رضی الله عنه وارضاه) آمین۔

٣٨٥٨۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَاشِمٌ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيْدَ ابْنَ الْمُسَيَّبِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ، سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُوْلُ: مَا أَسْلَمَ أَحَدٌ إِلَّا فِي الْيَوْمِ الَّذِي أَسْلَمْتُ فِيهِ، وَلَقَدْ مَكَثْتُ سَبْعَةَ أَيَّامٍ وَإِنِّي لَثُلُثُ الْإِسْلَامِ. [راجع: ٣٧٢٦]

(٣٨٥٨) مجھ سے اسحاق بن ابراہیم مروزی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو ابواسامہ نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے ہاشم بن ہاشم نے بیان کیا، کہا کہ میں نے سعید بن میسب سے سنا، کہا کہ میں نے ابواسحاق سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ جس دن میں اسلام لایا ہوں دوسرے لوگ بھی اسی دن اسلام لائے اور اسلام میں داخل ہونے والے تیسرے آدمی کی حیثیت سے مجھ پر سات دن گزرے۔

تشریح: سعد نے یہ اپنے علم کی رو سے کہا ورنہ ان سے پہلے حضرت علی، خدیجہ، ابوبکر اور زید رضی اللہ عنہم اسلام لا چکے تھے اور شاید یہ لوگ سب ایک ہی دن اسلام لائے ہوں یہ شروع دن میں اور سعد آخر دن میں۔ (رضی الله عنهم وارضاه)

بَابُ ذِكْرِ الْجِنِّ

باب: جنوں کا بیان

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿قُلْ أُوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ﴾ [الجن: ١]

اور اللہ نے سورۂ جن میں فرمایا: ''اے نبی! آپ کہہ دیجئے میری طرف وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن کو کان لگا کر سنا۔''

تشریح: لفظ جن۔ ﴿فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ﴾ سے مشتق ہے یعنی رات نے جب ان پر اندھیری پھیلائی۔ جن ایک ناری مخلوق ہے جو مادی آنکھوں

سے پوشیدہ ہے۔ اس میں نیک اور بد ہر قسم کے ہوتے ہیں۔ بنی آدم کو یہ نظر نہیں آتے۔ اسی لئے لفظ جن سے موسوم ہوئے۔ قرآن مجید میں سورۂ جن اسی قوم کے نیک جنوں سے متعلق ہے جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے قرآن شریف سنا اور اسلام قبول کرلیا تھا۔ جنات انسانی شکل میں بھی ظاہر ہو سکتے ہیں۔

٣٨٥٩۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، عَنْ مَعْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: سَأَلْتُ مَسْرُوْقًا مَنْ آذَنَ النَّبِيَّ ﷺ بِالْجِنِّ لَيْلَةَ اسْتَمَعُوا الْقُرْآنَ. فَقَالَ: حَدَّثَنِي أَبُوْكَ- يَعْنِي عَبْدَاللَّهِ- أَنَّهُ آذَنَتْ بِهِمْ شَجَرَةٌ. [مسلم: ١٠١١]

(٣٨٥٩) مجھ سے عبیداللہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے مسعر نے بیان کیا، ان سے معن بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے مسروق سے پوچھا کہ جس رات میں جنوں نے قرآن مجید سنا تھا اس کی خبر نبی کریم ﷺ کو کس نے دی تھی؟ مسروق نے کہا کہ مجھ سے تمہارے والد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ کو جنوں کی خبر ایک ببول کے درخت نے دی تھی۔

٣٨٦٠۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي جَدِّي، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّهُ كَانَ يَحْمِلُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِدَاوَةً لِوَضُوْءِهِ وَحَاجَتِهِ، فَبَيْنَمَا هُوَ يَتْبَعُهُ بِهَا فَقَالَ: ((مَنْ هَذَا؟)) فَقَالَ: أَنَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ. فَقَالَ: ((ابْغِنِي أَحْجَارًا أَسْتَنْفِضْ بِهَا، وَلَا تَأْتِنِي بِعَظْمٍ وَلَا بِرَوْثَةٍ)). فَأَتَيْتُهُ بِأَحْجَارٍ أَحْمِلُهَا فِي طَرَفِ ثَوْبِي حَتَّى وَضَعْتُ إِلَى جَنْبِهِ ثُمَّ انْصَرَفْتُ، حَتَّى إِذَا فَرَغَ مَشَيْتُ، فَقُلْتُ: مَا بَالُ الْعَظْمِ وَالرَّوْثَةِ؟ قَالَ: ((هُمَا مِنْ طَعَامِ الْجِنِّ، وَإِنَّهُ أَتَانِي وَفْدُ جِنِّ نَصِيْبِيْنَ وَنِعْمَ الْجِنُّ، فَسَأَلُوْنِي الزَّادَ، فَدَعَوْتُ اللَّهَ لَهُمْ أَنْ لَا يَمُرُّوْا بِعَظْمٍ وَلَا بِرَوْثَةٍ إِلَّا وَجَدُوْا عَلَيْهَا طَعَامًا)). [راجع: ١٥٥]

(٣٨٦٠) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عمرو بن یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے میرے دادا نے خبر دی اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے وضو اور قضائے حاجت کے لئے (پانی کا) ایک برتن لئے ہوئے آپ کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''یہ کون صاحب ہیں؟'' بتایا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''استنجے کے لئے چند پتھر تلاش کر لا اور ہاں ہڈی اور لید نہ لانا۔'' پھر میں پتھر لے کر حاضر ہوا۔ میں انہیں اپنے کپڑے میں رکھے ہوئے تھا اور لاکر آپ کے قریب اسے رکھ دیا اور وہاں سے واپس چلا آیا۔ آپ جب قضائے حاجت سے فارغ ہو گئے تو میں پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی ہڈی اور گوبر میں کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اس لئے کہ وہ جنوں کی خوراک ہیں۔ میرے پاس نصیبین کے جنوں کا ایک وفد آیا تھا اور کیا ہی اچھے وہ جن تھے۔ تو انہوں نے مجھ سے توشہ مانگا میں نے ان کے لئے اللہ سے یہ دعا کی کہ جب بھی ہڈی یا گوبر پر ان کی نظر پڑے تو ان کے لئے اس چیز سے کھانا ملے۔''

تشریح: یعنی بہ قدرت الٰہی ہڈی اور گوبر پر ان کی اور ان کے جانوروں کی خوراک پیدا ہو جائے۔ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ کے پاس جنات کئی بار حاضر ہوئے۔ ایک بار بطن نخلہ میں جہاں آپ قرآن پڑھ رہے تھے۔ یہ سات جن تھے، دوسری بار حجون میں تیسری بار بقیع میں۔ ان راتوں میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے زمین پر ان کے بیٹھنے کے لئے لکیر کھینچ دی تھی۔ چوتھی بار مدینہ کے باہر اس میں زبیر بن

عوام رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ پانچویں بار ایک سفر میں جس میں بلال رضی اللہ عنہ بن حارث آپ کے ساتھ تھے۔ جنوں کا وجود قرآن وحدیث سے ثابت ہے جو لوگ جنات کا انکار کرتے ہیں وہ مسلمان کہلانے کے باوجود قرآن وحدیث کا انکار کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اپنے ایمان کی خیر منانی چاہیے۔

بَابُ إِسْلَامِ أَبِي ذَرٍّ

٣٨٦١۔ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى، عَنْ أَبِي جَمْرَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا بَلَغَ أَبَا ذَرٍّ مَبْعَثُ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لِأَخِيهِ: ارْكَبْ إِلَى هَذَا الْوَادِي، فَاعْلَمْ لِي عِلْمَ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، يَأْتِيهِ الْخَبَرُ مِنَ السَّمَاءِ، وَاسْمَعْ مِنْ قَوْلِهِ، ثُمَّ ائْتِنِي. فَانْطَلَقَ الْأَخُ حَتَّى قَدِمَهُ وَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى أَبِي ذَرٍّ، فَقَالَ لَهُ: رَأَيْتُهُ يَأْمُرُ بِمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ، وَكَلَامًا مَا هُوَ بِالشِّعْرِ. فَقَالَ: مَا شَفَيْتَنِي مِمَّا أَرَدْتُ، فَتَزَوَّدَ وَحَمَلَ شَنَّةً لَهُ فِيهَا مَاءٌ حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ، فَأَتَى الْمَسْجِدَ، فَالْتَمَسَ النَّبِيَّ ﷺ وَلَا يَعْرِفُهُ، وَكَرِهَ أَنْ يَسْأَلَ عَنْهُ حَتَّى أَدْرَكَهُ بَعْضُ اللَّيْلِ، اضْطَجَعَ فَرَآهُ عَلِيٌّ فَعَرَفَ أَنَّهُ غَرِيبٌ. فَلَمَّا رَآهُ تَبِعَهُ، فَلَمْ يَسْأَلْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أَصْبَحَ، ثُمَّ احْتَمَلَ قِرْبَتَهُ وَ زَادَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ، وَظَلَّ ذَلِكَ الْيَوْمَ وَلَا يَرَاهُ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى أَمْسَى، فَعَادَ إِلَى مَضْجَعِهِ، فَمَرَّ بِهِ عَلِيٌّ فَقَالَ: أَمَا نَالَ لِلرَّجُلِ أَنْ يَعْلَمَ مَنْزِلَهُ؟ فَأَقَامَهُ، فَذَهَبَ بِهِ مَعَهُ لَا يَسْأَلُ وَاحِدٌ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ، حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ الثَّالِثِ، فَعَادَ عَلِيٌّ مِثْلَ ذَلِكَ، فَأَقَامَ مَعَهُ ثُمَّ قَالَ: أَلَا

باب: ابوذر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ

(٣٨٦١) مجھ سے عمرو بن عباس نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن مہدی نے، کہا ہم سے مثنیٰ نے، ان سے ابو جمرہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے بارے میں معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے بھائی انیس سے کہا مکہ جانے کے لئے سواری تیار کر اور اس شخص کے متعلق جو نبی ہونے کا مدعی ہے اور کہتا ہے کہ اس کے پاس آسمان سے خبر آتی ہے، میرے لئے خبریں حاصل کر کے لا۔ اس کی باتوں کو خود غور سے سننا اور پھر میرے پاس آنا۔ ان کے بھائی وہاں سے چلے اور مکہ حاضر ہو کر آنحضرت ﷺ کی باتیں خود سنیں پھر واپس ہو کر انہوں نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ میں نے انہیں خود دیکھا ہے، وہ اچھے اخلاق کا لوگوں کو حکم کرتے ہیں اور میں نے ان سے جو کلام سنا وہ شعر نہیں ہے۔ اس پر ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا جس مقصد کے لئے میں نے تمہیں بھیجا تھا مجھے اس پر پوری طرح تشفی نہیں ہوئی، آخر انہوں نے خود توشہ باندھا، پانی سے بھرا ہوا ایک پرانا مشکیزہ ساتھ لیا اور مکہ آئے مسجد الحرام میں حاضری دی اور یہاں نبی کریم ﷺ کو تلاش کیا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کو پہچانتے نہیں تھے اور کسی سے آپ کے متعلق پوچھنا بھی مناسب نہیں سمجھا، کچھ رات گزر گئی کہ وہ لیٹے ہوئے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو اس حالت میں دیکھا اور سمجھ گئے کہ کوئی مسافر ہے۔ علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ آپ میرے گھر پر چل کر آرام کیجئے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے پیچھے چلے گئے لیکن کسی نے ایک دوسرے کے بارے میں بات نہیں کی۔ جب صبح ہوئی تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے اپنا مشکیزہ اور توشہ اٹھایا اور مسجد الحرام میں آ گئے۔ یہ دن بھی یونہی گزر گیا اور وہ نبی کریم ﷺ کو نہ دیکھ سکے۔ شام ہوئی تو سونے کی تیاری کرنے لگے۔ علی رضی اللہ عنہ پھر وہاں سے گزرے اور سمجھ گئے کہ ابھی اپنے ٹھکانے جانے کا وقت اس شخص پر نہیں آیا، وہ انہیں وہاں سے پھر اپنے ساتھ لے آئے اور آج بھی کسی نے ایک

تُحَدِّثُنِي مَا الَّذِي أَقْدَمَكَ؟ قَالَ: إِنْ أَعْطَيْتَنِي عَهْدًا وَمِيثَاقًا لَتُرْشِدَنَّنِي فَعَلْتُ فَفَعَلَ فَأَخْبَرَهُ. قَالَ: فَإِنَّهُ حَقٌّ وَهُوَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَإِذَا أَصْبَحْتَ فَاتَّبِعْنِي، فَإِنِّي إِنْ رَأَيْتُ شَيْئًا أَخَافُ عَلَيْكَ قُمْتُ كَأَنِّي أُرِيقُ الْمَاءَ، فَإِنْ مَضَيْتُ فَاتَّبِعْنِي حَتَّى تَدْخُلَ مَدْخَلِي. فَفَعَلَ، فَانْطَلَقَ يَقْفُوهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَدَخَلَ مَعَهُ، فَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ، وَأَسْلَمَ مَكَانَهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((ارْجِعْ إِلَى قَوْمِكَ، فَأَخْبِرْهُمْ حَتَّى يَأْتِيَكَ أَمْرِي)). قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَأَصْرُخَنَّهَا بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ، فَخَرَجَ حَتَّى أَتَى الْمَسْجِدَ فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ. ثُمَّ قَامَ الْقَوْمُ فَضَرَبُوهُ حَتَّى أَضْجَعُوهُ، وَأَتَى الْعَبَّاسُ فَأَكَبَّ عَلَيْهِ قَالَ: وَيْلَكُمْ! أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ مِنْ غِفَارٍ وَأَنَّ طَرِيقَ تُجَّارِكُمْ إِلَى الشَّأْمِ فَأَنْقَذَهُ مِنْهُمْ، ثُمَّ عَادَ مِنَ الْغَدِ لِمِثْلِهَا، فَضَرَبُوهُ وَثَارُوا إِلَيْهِ، فَأَكَبَّ الْعَبَّاسُ عَلَيْهِ.

[راجع: ٣٥٢٢]

دوسرے سے بات چیت نہیں کی، تیسرا دن جب ہوا اور علی رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ یہی کام کیا اور اپنے ساتھ لے گئے تو ان سے پوچھا کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ یہاں آنے کا باعث کیا ہے؟ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم مجھ سے پختہ وعدہ کر لو کہ میری راہ نمائی کرو گے تو میں تم کو سب کچھ بتا دوں گا۔ علی رضی اللہ عنہ نے وعدہ کر لیا تو انہوں نے انہیں اپنے خیالات کی خبر دی۔ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بلاشبہ وہ حق پر ہیں اور اللہ کے سچے رسول ﷺ ہیں اچھا صبح کو تم میرے پیچھے پیچھے میرے ساتھ چلنا۔ اگر میں (راستے میں) کوئی ایسی بات دیکھوں جس سے مجھے تمہارے بارے میں کوئی خطرہ ہو تو میں کھڑا ہو جاؤں گا۔ (کسی دیوار کے قریب) گویا مجھے پیشاب کرنا ہے، اس وقت تم میرا انتظار نہ کرنا اور جب میں پھر چلنے لگوں تو میرے پیچھے آ جانا تاکہ کوئی سمجھ نہ سکے کہ یہ دونوں ساتھ ہیں اور اس طرح جس گھر میں، میں داخل ہوں تم بھی داخل ہو جانا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور پیچھے پیچھے چلے تا آنکہ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے، آپ کی باتیں سنیں اور وہیں اسلام لے آئے۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: ”اب اپنی قوم غفار میں واپس جاؤ اور انہیں میرا حال بتاؤ تا آنکہ جب ہمارے غلبہ کا علم تم کو ہو جائے (تو پھر ہمارے پاس آ جانا)“ ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں ان قریشیوں کے مجمع میں پکار کر کلمہ توحید کا اعلان کروں گا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کے یہاں سے واپس وہ مسجد حرام میں آئے اور بلند آواز سے کہا کہ ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں“ یہ سنتے ہی سارا مجمع ٹوٹ پڑا اور اتنا مارا کہ زمین پر لٹا دیا۔ اتنے میں عباس رضی اللہ عنہ آ گئے اور ابوذر رضی اللہ عنہ کے اوپر اپنے کو ڈال کر قریش سے کہا افسوس! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یہ شخص قبیلہ غفار سے ہے اور شام جانے والے تمہارے تاجروں کا راستہ ادھر ہی سے پڑتا ہے۔ اسی طرح سے ان سے ان کو بچایا۔ پھر ابوذر رضی اللہ عنہ دوسرے دن مسجد الحرام میں آئے اور اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ قوم بری طرح ان پر ٹوٹ پڑی اور مارنے لگے۔ اس دن بھی عباس رضی اللہ عنہ ان پر اوندھے پڑ گئے۔

تشریح: حضرت ابوذر غفاری ؓ بلند مرتبہ تارک الدنیا مہاجرین کرام میں سے ہیں ان کا نام جندب تھا مکہ شریف میں شروع اسلام لانے والوں میں ان کا پانچواں نمبر ہے پھر یہ اپنی قوم میں چلے گئے تھے اور مدت تک وہاں رہے غزوہ خندق کے موقع پر خدمت نبوی میں مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تھے اور پھر مقام ربذہ میں قیام کیا اور ۳۲ھ میں خلافت عثمانی میں ان کا ربذہ ہی میں انتقال ہوا یہ نبی کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے بھی عبادت کرتے تھے۔

[بَابُ] إِسْلَامِ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ

باب: سعید بن زید ؓ کا اسلام قبول کرنا

تشریح: یہ حضرت عمر ؓ کے چچازاد بھائی اور بہنوئی تھے، ان کے والد زید جاہلیت کے زمانہ میں دین حنیف کے طالب اور ملت ابراہیمی پر تھے، صرف اللہ کو پوجتے تھے شرک نہیں کرتے اور کعبہ کی طرف نماز پڑھتے تھے۔ اسی اعتقاد پر ان کا انتقال ہوا۔ ان کا واقعہ پیچھے گزر چکا ہے۔

٣٨٦٢۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ، عَنْ قَيْسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، فِيْ مَسْجِدِ الْكُوْفَةِ يَقُوْلُ: وَاللّٰهِ! لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ وَإِنَّ عُمَرَ لَمُوْثِقِيْ عَلَى الْإِسْلَامِ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عُمَرُ، وَلَوْ أَنَّ أُحُدًا ارْفَضَّ لِلَّذِيْ صَنَعْتُمْ بِعُثْمَانَ لَكَانَ. [طرفاه في: ٣٨٦٧، ٦٩٤٢]

(۳۸۶۲) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے اسماعیل نے، ان سے قیس نے بیان کیا کہ میں نے کوفہ کی مسجد میں سعید بن زید بن عمرو بن نفیل ؓ سے سنا، وہ کہہ رہے تھے کہ ایک وقت تھا جب حضرت عمر ؓ نے اسلام لانے سے پہلے مجھے اس وجہ سے باندھ رکھا تھا کہ میں نے اسلام کیوں قبول کیا لیکن تم لوگوں نے حضرت عثمان ؓ کے ساتھ جو کچھ کیا ہے اس کی وجہ سے اگر احد پہاڑ بھی اپنی جگہ سے سرک جائے تو اسے ایسا کرنا ہی چاہیے۔

تشریح: سیدنا عثمان غنی ؓ کی شہادت تاریخ اسلام کا ایک بہت بڑا المیہ ہے، حضرت سعید بن زید ؓ اس پر اظہار تاسف کر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ زمانہ کفر میں حضرت عمر ؓ نے مجھ کو اسلام قبول کرنے کی وجہ سے باندھ رکھا تھا۔ ایک زمانہ آج ہے کہ خود مسلمان ہی حضرت عثمان غنی ؓ جیسے جلیل القدر بزرگ کے خون ناحق میں اپنے ہاتھ رنگ رہے ہیں، فی الواقع یہ حادثہ ایسا ہی ہے کہ اس پر احد پہاڑ کو اپنی جگہ سے سرک جانا چاہیے۔ حضرت عثمان غنی ؓ کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے والوں میں زیادہ تعداد ایسے لوگوں کی تھی جو نام کے مسلمان اور درپردہ منافق تھے جو مسلمانوں کا شیرازہ منتشر کرنا چاہتے تھے۔ اس غرض سے کچھ بہانوں کا سہارا لے کر ان لوگوں نے علم بغاوت بلند کیا۔ کچھ سیدھے سادھے دوسرے مسلمانوں کو بھی بہکا کر اپنے ساتھ ملا لیا۔ آخر ان لوگوں نے حضرت عثمان ؓ کو شہید کر کے مسلمانوں میں فتنوں کا ایک ایسا دروازہ کھول دیا جو آج تک بند نہیں ہو رہا ہے اور نہ بند ہونے کی سردست امید ہے۔ تفصیلات کے لئے دفاتر کی ضرورت ہے مگر اتنا ضرور یاد رکھنا چاہیے کہ سیدنا عثمان ؓ اللہ و رسول ﷺ کے سچے فدائی مقبول بارگاہ تھے۔ ان کے خون ناحق میں ہاتھ رنگنے والے ہر مذمت کے مستحق ہیں اور قیامت تک ان کو مسلمانوں کی بیشتر تعداد برائی کے ساتھ یاد کرتی رہے گی۔ چونکہ حدیث میں حضرت سعید بن زید ؓ کا ذکر ہے اسی مناسبت سے اس حدیث کو اس باب کے تحت نقل کیا گیا۔ حضرت سعید بن زید ہی کے نکاح میں حضرت عمر ؓ کی بہن تھیں جن کا نام فاطمہ ؓ ہے۔ ان ہی کی وجہ سے حضرت عمر ؓ نے اسلام قبول کیا۔ اس زمانہ میں کچھ لوگ پھر حضرت عثمان غنی ؓ کے نقائص تلاش کر کے امت کو پریشان کر رہے ہیں حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ حضرت عثمان ؓ معصوم نہیں تھے اگر ان سے خلافت کے زمانہ میں کچھ کمزوریاں سرزد ہو گئیں ہوں تو ان کو اللہ کے حوالہ کرنا چاہیے نہ کہ ان کو اچھال کر نہ صرف حضرت عثمان ؓ سے بلکہ جماعت صحابہ سے مسلمانوں کو بدظن کرنا یہ کوئی نیک کام نہیں ہے۔

بَابُ إِسْلَامِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

باب: عمر بن خطاب ؓ کے اسلام لانے کا واقعہ

٣٨٦٣ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: مَا زِلْنَا أَعِزَّةً مُنْذُ أَسْلَمَ عُمَرُ. [راجع: ٣٦٨٤]

(۳۸۶۳) مجھ سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، انہیں اسماعیل بن ابی خالد نے، انہیں قیس بن ابی حازم نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے بعد ہم لوگ ہمیشہ عزت سے رہے۔

٣٨٦٤ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: فَأَخْبَرَنِي جَدِّي، زَيْدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: بَيْنَمَا هُوَ فِي الدَّارِ خَائِفًا، إِذْ جَاءَهُ الْعَاصِ بْنُ وَائِلٍ السَّهْمِيُّ أَبُو عَمْرٍو، عَلَيْهِ حُلَّةُ حِبَرَةٍ، وَقَمِيصٌ مَكْفُوفٌ بِحَرِيرٍ، وَهُوَ مِنْ بَنِي سَهْمٍ، وَهُمْ حُلَفَاؤُنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ لَهُ: مَا بَالُكَ؟ قَالَ: زَعَمَ قَوْمُكَ أَنَّهُمْ سَيَقْتُلُونَنِي إِنْ أَسْلَمْتُ. قَالَ: لَا سَبِيلَ إِلَيْكَ. بَعْدَ أَنْ قَالَهَا أَمِنْتُ، فَخَرَجَ الْعَاصِ، فَلَقِيَ النَّاسَ قَدْ سَالَ بِهِمُ الْوَادِي فَقَالَ: أَيْنَ تُرِيدُونَ؟ فَقَالُوا: نُرِيدُ هَذَا ابْنَ الْخَطَّابِ الَّذِي صَبَا. قَالَ: لَا سَبِيلَ إِلَيْهِ فَكَرَّ النَّاسُ. [طرفه في: ٣٨٦٥]

(۳۸۶۴) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عمر بن محمد نے بیان کیا، کہا مجھ کو میرے دادا زید بن عبداللہ بن عمرو نے خبر دی، ان سے ان کے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ (اسلام لانے کے بعد قریش سے) ڈرے ہوئے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ابو عمرو عاص بن وائل سہمی اندر آیا، ایک دھاری دار چادر اور ریشمی کرتہ پہنے ہوئے تھا وہ قبیلہ بنو سہم سے تھا جو زمانہ جاہلیت میں ہمارے حلیف تھے، عاص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کیا بات ہے؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہاری قوم بنو سہم والے کہتے ہیں اگر میں مسلمان ہوا تو وہ مجھ کو مار ڈالیں گے۔ عاص نے کہا: تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ جب عاص نے یہ کلمہ کہہ دیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میں بھی اپنے کو امان میں سمجھتا ہوں۔ اس کے بعد عاص باہر نکلا تو دیکھا کہ میدان لوگوں سے بھر گیا ہے۔ عاص نے پوچھا: کدھر کا رخ ہے؟ لوگوں نے کہا: ہم ابن خطاب کی خبر لینے جاتے ہیں جو بے دین ہو گیا ہے۔ عاص نے کہا: اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا، یہ سنتے ہی لوگ لوٹ گئے۔

تشریح: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو حفص ہے عدوی اور قریشی ہیں۔ نبوت کے پانچویں یا چھٹے سال اسلام لائے اور ان کے اسلام قبول کرنے کے دن سے اسلام نمایاں ہونا شروع ہوا۔ اسی وجہ سے ان کا لقب فاروق ہو گیا۔ آپ گورے رنگ کے تھے سرخی غالب تھی، قد کے لمبے تھے۔ تمام غزوات نبوی میں شریک ہوئے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد دس سال چھ ماہ خلیفہ رہے۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے غلام ابو لولو نے مدینہ میں بدھ کے دن نماز فجر میں ۲۶ ذی الحجہ ۲۴ھ کو خنجر سے آپ پر حملہ کیا۔ آپ یکم محرم الحرام ۲۵ھ کو چار دن بیمار رہ کر واصل بحق ہوئے۔ ۶۳ سال کی عمر پائی۔ نماز جنازہ حضرت صہیب رومی نے پڑھائی اور حجرہ نبوی میں جگہ ملی رضی اللہ عنہ۔ عمرو بن عاص بن وائل سہمی قریشی ہیں۔ بقول بعض ۸ھ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسلمان ہوئے۔ ان کو نبی کریم ﷺ نے عمان کا حاکم بنا دیا تھا۔ وفات نبوی تک یہ عمان کے حاکم رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان ہی کے ہاتھ پر مصر فتح ہوا۔ مصر ہی میں ۴۳ھ میں بعمر نوے سال وفات پائی۔ (رضی اللہ عنہ وارضاہ آمین)

٣٨٦٥ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ:

(۳۸۶۵) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ: سَمِعْتُهُ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: لَمَّا أَسْلَمَ عُمَرُ اجْتَمَعَ النَّاسُ عِنْدَ دَارِهِ وَقَالُوا: صَبَا عُمَرُ. وَأَنَا غُلَامٌ فَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِي، فَجَاءَ رَجُلٌ عَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْ دِيبَاجٍ فَقَالَ: قَدْ صَبَا عُمَرُ. فَمَا ذَاكَ فَأَنَا لَهُ جَارٌ. قَالَ: فَرَأَيْتُ النَّاسَ تَصَدَّعُوا عَنْهُ فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: الْعَاصِ بْنُ وَائِلٍ. [راجع:٣٨٦٤]

عیینہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عمرو بن دینار سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جب عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو لوگ ان کے گھر کے قریب جمع ہو گئے اور کہنے لگے کہ عمر بے دین ہو گیا ہے، میں ان دنوں بچہ تھا اور اس وقت اپنے گھر کی چھت پر چڑھا ہوا تھا۔ اچانک ایک شخص آیا جو ریشم کی قبا پہنے ہوئے تھا، اس شخص نے لوگوں سے کہا ٹھیک ہے عمر بے دین ہو گیا لیکن یہ مجمع کیسا ہے؟ دیکھو میں عمر کو پناہ دے چکا ہوں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ اس کی یہ بات سنتے ہی لوگ الگ الگ ہو گئے۔ میں نے پوچھا یہ کون صاحب تھے؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ عاص بن وائل ہیں۔

٣٨٦٦ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ، أَنَّ سَالِمًا، حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: مَا سَمِعْتُ عُمَرَ، لِشَيْءٍ قَطُّ يَقُولُ: إِنِّي لَأَظُنُّهُ كَذَا. إِلَّا كَانَ كَمَا يَظُنُّ، بَيْنَمَا عُمَرُ جَالِسٌ إِذْ مَرَّ بِهِ رَجُلٌ جَمِيلٌ فَقَالَ: لَقَدْ أَخْطَأَ ظَنِّي، أَوْ إِنَّ هَذَا عَلَى دِينِهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، أَوْ لَقَدْ كَانَ كَاهِنَهُمْ، عَلَيَّ الرَّجُلَ، فَدُعِيَ لَهُ، فَقَالَ لَهُ ذَلِكَ، فَقَالَ: مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ اسْتُقْبِلَ بِهِ رَجُلٌ مُسْلِمٌ، قَالَ: فَإِنِّي أَعْزِمُ عَلَيْكَ إِلَّا مَا أَخْبَرْتَنِي. قَالَ: كُنْتُ كَاهِنَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ. قَالَ: فَمَا أَعْجَبُ مَا جَاءَتْكَ بِهِ جِنِّيَّتُكَ؟ قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا يَوْمًا فِي السُّوقِ إِذْ جَاءَتْنِي أَعْرِفُ فِيهَا الْفَزَعَ، فَقَالَتْ: أَلَمْ تَرَ الْجِنَّ وَإِبْلَاسَهَا وَيَأْسَهَا مِنْ بَعْدِ إِنْكَاسِهَا وَلُحُوقَهَا بِالْقِلَاصِ وَأَحْلَاسِهَا؟ قَالَ عُمَرُ: صَدَقَ، بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ عِنْدَ آلِهَتِهِمْ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ بِعِجْلٍ فَذَبَحَهُ،

(٣٨٦٦) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عمرو بن محمد بن زید نے بیان کیا، ان سے سالم نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسی چیز کے متعلق کہا کہ میرا خیال ہے کہ یہ اس طرح ہے تو وہ اسی طرح ہوئی جیسا وہ اس کے متعلق اپنا خیال ظاہر کرتے تھے۔ ایک دن وہ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک خوبصورت شخص وہاں سے گزرا۔ انہوں نے کہا یا تو میرا گمان غلط ہے یا یہ شخص اپنے جاہلیت کے دین پر اب بھی قائم ہے اور زمانہ جاہلیت میں اپنی قوم کا کاہن رہا ہے۔ اس شخص کو میرے پاس لاؤ۔ وہ شخص بلایا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے سامنے بھی یہی بات دہرائی۔ اس پر اس نے کہا میں نے تو آج کے دن کا سا معاملہ کبھی نہیں دیکھا جو کسی مسلمان کو پیش آیا ہو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا لیکن میں تمہارے لئے ضروری قرار دیتا ہوں کہ تم مجھے اس سلسلے میں بتاؤ۔ اس نے اقرار کیا کہ زمانہ جاہلیت میں میں اپنی قوم کا کاہن تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا غیب کی جو خبریں جو تمہاری جنیہ تمہارے پاس لاتی تھیں، اس کی سب سے حیرت انگیز کوئی بات سناؤ؟ شخص مذکور نے کہا کہ ایک دن میں بازار میں تھا کہ جنیہ میرے پاس آئی۔ میں نے دیکھا کہ وہ گھبرائی ہوئی ہے، پھر اس نے کہا جنوں کے متعلق تمہیں معلوم نہیں۔ جب سے انہیں آسمانی خبروں سے روک دیا گیا ہے وہ کس درجہ ڈرے ہوئے ہیں، مایوس ہو رہے ہیں اور اونٹیوں

فَصَرَخَ بِهِ صَارِخٌ، لَمْ أَسْمَعْ صَارِخًا قَطُّ أَشَدَّ صَوْتًا مِنْهُ يَقُولُ: يَا جَلِيحْ، أَمْرٌ نَجِيحْ رَجُلٌ فَصِيحْ يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ. فَوَثَبَ الْقَوْمُ قُلْتُ: لَا أَبْرَحُ حَتَّى أَعْلَمَ مَا وَرَاءَ هَذَا ثُمَّ نَادَى: يَا جَلِيحْ، أَمْرٌ نَجِيحْ، رَجُلٌ فَصِيحْ، يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. فَقُمْتُ فَمَا نَشِبْنَا أَنْ قِيلَ: هَذَا نَبِيٌّ ﷺ.

کے پالان کی کملیوں سے مل گئے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے سچ کہا۔ ایک مرتبہ میں بھی ان دنوں بتوں کے قریب سویا ہوا تھا۔ ایک شخص ایک بچھڑا لایا اور بت پر اسے ذبح کر دیا اس کے اندر سے اس قدر زور کی آواز نکلی کہ میں نے ایسی شدید چیخ کبھی نہیں سنی تھی۔ اس نے کہا اے دشمن! ایک بات بتلاتا ہوں جس سے مراد مل جائے ایک فصیح خوش بیان شخص یوں کہتا ہے لا الہ الا اللہ یہ سنتے ہی تمام لوگ (جو وہاں موجود تھے) چونک پڑے (چل دیئے) میں نے کہا میں تو نہیں جانے کا، دیکھوں اس کے بعد کیا ہوتا ہے۔ پھر یہی آواز آئی ارے دشمن تجھ کو ایک بات بتلاتا ہوں جس سے مراد بر آئے ایک فصیح شخص یوں کہہ رہا ہے لا الہ الا اللہ۔ اس وقت میں کھڑا ہوا اور ابھی کچھ دیر نہیں گزری تھی کہ لوگ کہنے لگے یہ (حضرت محمد ﷺ) اللہ کے سچے رسول ہیں۔

تشریح: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے قیافہ اور فراست کی بنا پر اس گزرنے والے سے کہا کہ تو مسلمان ہے، یا کافر، یا کاہن ہے۔ ابو عمرو نے کہا یہ شخص جاہلیت کے زمانہ میں کہانت کیا کرتا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دن مزاح کے طور پر اس سے فرمایا اے سواد! تیری کہانت اب کہاں گئی؟ اس پر وہ غصے ہوا کہنے لگا عمر! ہم جس حال میں پہلے تھے یعنی جاہلیت و کفر پر وہ کہانت سے بدتر تھا اور تم مجھ کو ایسی بات پر ملامت کرتے ہو جس سے میں توبہ کر چکا ہوں اور مجھ کو امید ہے کہ اللہ نے اس کو بخش دیا ہوگا۔ (وحیدی)

اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کمال دانائی ثابت ہوئی اور یہی اس حدیث کو یہاں لانے کا مقصد ہے۔ پکارنے والا کوئی فرشتہ تھا جو نبی کریم ﷺ کے مبعوث ہونے کی بشارت دے رہا تھا۔

٣٨٦٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَيْسٌ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ، يَقُولُ لِلْقَوْمِ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي مُوْثِقِي عُمَرُ عَلَى الْإِسْلَامِ أَنَا وَأُخْتُهُ وَمَا أَسْلَمَ، وَلَوْ أَنَّ أُحُدًا انْقَضَّ لِمَا صَنَعْتُمْ، بِعُثْمَانَ لَكَانَ مَحْقُوقًا أَنْ يَنْقَضَّ. [راجع: ٣٨٦٢]

(٣٨٦٧) مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے قیس نے، کہا کہ میں نے سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے مسلمانوں کو خطاب کر کے کہا ایک وقت تھا کہ عمر رضی اللہ عنہ جب اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے تو مجھے اور اپنی بہن کو اس لئے باندھ رکھا تھا کہ ہم اسلام کیوں لائے، اور آج تم نے جو کچھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ برتاؤ کیا ہے، اگر اس پر احد پہاڑ بھی اپنی جگہ سے سرک جائے تو اسے ایسا ہی کرنا چاہیے۔

تشریح: حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی زبانی یہاں بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے، باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔ حضرت سعید سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت پر اظہار افسوس کر رہے ہیں اور بتلا رہے ہیں کہ یہ حادثہ ایسا زبردست ہے کہ اس کا اثر اگر احد پہاڑ بھی قبول کرے تو بجا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ واقعی بہت بڑا حادثہ ہے جس سے اسلام میں رخنہ شروع ہوا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ: سیر کی کتابوں میں طول کے ساتھ مذکور ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ابوجہل نے یہ کہا کہ جو کوئی محمد ﷺ کا سر

لائے میں اس کو سو اونٹ انعام دوں گا۔ عمر رضی اللہ عنہ تلوار لٹکا کر چلے۔ راستے میں کسی نے کہا محمد ﷺ کو بعد میں مارنا اپنے بہنوئی سعید بن زید رضی اللہ عنہ اور بہن سے تو مل لو، وہ دونوں مسلمان ہو گئے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن کے گھر پہنچ کر بہنوئی اور بہن دونوں کی مشکیں کسیں، خوب مارا پیٹا اخیر کو نادم ہوئے، اپنی بہن سے کہنے لگے ذرا مجھ کو وہ کلام تو سناؤ جو تم میاں بیوی میرے آنے کے وقت پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ تم بے وضو ہو، وضو کرو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وضو کیا اور مصحف کھول کر پڑھنے لگے۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ زبان سے یہ کلمہ پاک نکل پڑا "اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله" پھر نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا اے عمر! مسلمان ہو جا۔ انہوں نے صدق دل سے کلمہ پڑھا سارے مسلمانوں نے خوشی سے تکبیر کہی۔ (وحیدی) حضرت اقبال نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کو یوں بیان کیا ہے:

نمی دانی که سوز قراء ت تو
دگر گوں کرد تقدیر عمررا

یعنی قرآن پاک کی قراءت کے سوز نے جوان کی بہن فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لحن سے ظاہر ہو رہا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قسمت کو بدل دیا اور وہ اسلام قبول کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ افسوس آج وہ قرآن پاک ہے قراءت کرنے والے بکثرت موجود ہیں مگر وہ سوز مفقود ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بہنوئی کا نام سعید بن زید بن عمرو بن نفیل ہے، یہ آپ کے چچازاد بھائی بھی تھے۔ تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

بَابُ انْشِقَاقِ الْقَمَرِ باب: چاند کے پھٹ جانے کا بیان

تشریح: شق القمر کا بیان پہلے بھی گزر چکا ہے کہ یہ نبی کریم ﷺ کا ایک بہت بڑا معجزہ تھا گو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ خود نہیں دیکھا، دوسرے صحابی سے سنا مگر صحابی کی مرسل بالاتفاق مقبول ہے۔

٣٨٦٨ـ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي عَرُوْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ: أَنَّ أَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً، فَأَرَاهُمُ الْقَمَرَ شِقَّتَيْنِ، حَتَّى رَأَوْا حِرَاءَ بَيْنَهُمَا. [راجع: ٣٦٣٧]

(٣٨٦٨) مجھ سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے بشر بن مفضل نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی عروبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ کفار مکہ نے رسول کریم ﷺ سے کسی نشانی کا مطالبہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیئے۔ یہاں تک کہ انہوں نے حرا پہاڑ کو ان دونوں ٹکڑوں کے بیچ میں دیکھا۔

٣٨٦٩ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ قَالَ: انْشَقَّ الْقَمَرُ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِمِنًى فَقَالَ: ((اشْهَدُوْا)). وَذَهَبَتْ فِرْقَةٌ نَحْوَ الْجَبَلِ وَقَالَ أَبُو الضُّحَى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِاللَّهِ: انْشَقَّ بِمَكَّةَ. وَتَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِاللَّهِ.

(٣٨٦٩) ہم سے عبدان نے بیان کیا، ان سے ابوحمزہ بن میمون نے، ان سے اعمش نے ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے ابومعمر نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جس وقت چاند کے دو ٹکڑے ہوئے تو ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ منیٰ کے میدان میں موجود تھے۔ آپ نے فرمایا تھا: ''لوگو! گواہ رہنا۔'' اور چاند کا ایک ٹکڑا دوسرے سے الگ ہو کر پہاڑ کی طرف چلا گیا تھا اور ابوالضحیٰ نے بیان کیا، ان سے مسروق نے، ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ شق قمر کا معجزہ مکہ میں پیش آیا تھا۔ ابراہیم نخعی کے ساتھ اس کی متابعت محمد بن مسلم نے کی ہے، ان سے ابونجیح نے بیان کیا، ان سے مجاہد

[راجع: ٣٦٣٦]

نے، ان سے ابو معمر نے اوران سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے۔

٣٨٧٠ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ، قَالَ: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ ابْنُ رَبِيعَةَ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ الْقَمَرَ، انْشَقَّ عَلَى زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. [راجع: ٣٦٣٨]

(۳۸۷۰) ہم سے عثمان بن صالح نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے بکر بن مضر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا، ان سے عراک بن مالک نے، ان سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے اوران سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں بلاشک وشبہ چاند پھٹ گیا تھا۔

٣٨٧١ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ قَالَ: انْشَقَّ الْقَمَرُ. [راجع: ٣٦٣٦]

(۳۸۷۱) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم نخعی نے بیان کیا، ان سے ابو معمر نے اوران سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ چاند پھٹ گیا تھا۔

تشریح: اس سے ان لوگوں کا رد ہوتا ہے جو کہتے ہیں: ﴿اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ (۵۴/القمر:۱) میں انشق معنوں میں ینشق کے ہے یعنی چاند پھٹے گا اب یہ اعتراض کہ اگر چاند پھٹا ہوتا تو اہل رصد اور ہیات اور دنیا کے مہندس اس واقعہ کو نقل کرتے کیونکہ عجیب واقعہ تھا، واہی ہے اس لئے کہ یہ پھٹنا ایک لحظہ کے لئے تھا معلوم نہیں کہ اور ملک والوں کو نظر بھی آیا یا نہیں احتمال ہے کہ وہ سوتے ہوں یا اپنے کاموں میں مشغول ہوں اور بڑی دلیل اس واقعہ کی صحت کی یہ ہے کہ اگر چاند نہ پھٹا ہوتا تو جب قرآن میں یہ اترا ﴿انشق القمر﴾ تو کافر اور مخالفین اسلام سب تکذیب شروع کر دیتے وہ تو حق باتوں میں قرآن کی مخالفت کیا کرتے تھے چہ جائیکہ ایک واقعہ نہ ہوا ہوتا اور قرآن میں اس کا ہونا بیان کیا جاتا تو کس قدر اعتراض اور تکذیب کی بوچھاڑ کر دیتے۔ (وحیدی)

قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں چاند کے پھٹ جانے کا واقعہ صراحت کے ساتھ موجود ہے ایک مؤمن مسلمان کے لئے ان سے زیادہ اور کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے یوں تاریخ میں ایسے بھی مختلف ممالک کے لوگوں کا ذکر موجود ہے۔ جنہوں نے اس کو دیکھا اور وہ تحقیق حق کرنے پر مسلمان ہوگئے۔ دوسرے مقام پر اس کی تفصیل آئے گی۔

بَابُ هِجْرَةِ الْحَبَشَةِ

باب: مسلمانوں کا حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا بیان

وَقَالَتْ عَائِشَةُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أُرِيتُ دَارَ هِجْرَتِكُمْ ذَاتَ نَخْلٍ بَيْنَ لَابَتَيْنِ)) فَهَاجَرَ مَنْ هَاجَرَ قِبَلَ الْمَدِينَةِ، وَرَجَعَ عَامَّةُ مَنْ كَانَ هَاجَرَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ إِلَى الْمَدِينَةِ. [راجع: ٣٩٠٥] فِيهِ عَنْ أَبِي مُوسَى وَأَسْمَاءَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مجھے تمہاری ہجرت کی جگہ (خواب میں) دکھائی گئی ہے، وہاں کھجوروں کے باغ بہت ہیں وہ جگہ دو پتھریلے میدانوں کے درمیان ہے۔“ چنانچہ جنہوں نے ہجرت کر لی تھی وہ مدینہ ہجرت کر کے چلے گئے بلکہ جو مسلمان حبشہ ہجرت کر گئے تھے وہ بھی مدینہ واپس چلے آئے۔ اس بارے میں ابو موسیٰ اور اسماء بنت عمیس کی روایات نبی کریم ﷺ سے مروی ہیں۔

تشریح: جب مکہ کے کافروں نے مسلمانوں کو بے حد ستانا شروع کیا اور مسلمانوں میں مقابلہ کی طاقت نہ تھی تو نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو ملک

حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی اور حکم دیا کہ تم اسلام کا غلبہ ہونے تک وہاں رہو یہ ہجرت دو بار ہوئی پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو لے کر ہجرت کی۔ ان تینوں حدیثوں کو خود امام بخاری رحمہ اللہ نے وصل کیا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو باب الهجرة الى المدينة میں اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو اسی باب میں اور اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث کو غزوہ حنین میں۔

٣٨٧٢ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عُبَيْدَاللَّهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ، أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثَ قَالَا لَهُ: مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُكَلِّمَ خَالَكَ عُثْمَانَ فِيْ أَخِيْهِ الْوَلِيْدِ بْنِ عُقْبَةَ وَكَانَ أَكْثَرَ النَّاسُ فِيمَا فَعَلَ بِهِ. قَالَ عُبَيْدُاللَّهِ: فَانْتَصَبْتُ لِعُثْمَانَ حِيْنَ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ لِيْ إِلَيْكَ حَاجَةً وَهِيَ نَصِيحَةٌ. فَقَالَ: أَيُّهَا الْمَرْءُ، أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ، فَانْصَرَفْتُ، فَلَمَّا قَضَيْتُ الصَّلَاةَ جَلَسْتُ إِلَى الْمِسْوَرِ وَإِلَى ابْنِ عَبْدِ يَغُوثَ، فَحَدَّثْتُهُمَا بِالَّذِيْ قُلْتُ لِعُثْمَانَ، وَقَالَ لِي. فَقَالَا: قَدْ قَضَيْتَ الَّذِيْ كَانَ عَلَيْكَ. فَبَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ مَعَهُمَا، إِذْ جَاءَنِيْ رَسُوْلُ عُثْمَانَ، فَقَالَا لِيْ: قَدِ ابْتَلَاكَ اللَّهُ. فَانْطَلَقْتُ حَتَّى دَخَلْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَا نَصِيحَتُكَ الَّتِيْ ذَكَرْتَ آنِفًا؟ قَالَ: فَشَهِدْتُ ثُمَّ قُلْتُ: إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ، وَكُنْتَ مِمَّنِ اسْتَجَابَ اللَّهَ وَرَسُوْلَهُ وَآمَنْتَ بِهِ، وَهَاجَرْتَ الْهِجْرَتَيْنِ الْأُوْلَيَيْنِ، وَصَحِبْتَ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ وَرَأَيْتَ هَدْيَهُ، وَقَدْ أَكْثَرَ النَّاسُ فِيْ شَأْنِ الْوَلِيْدِ بْنِ عُقْبَةَ، فَحَقٌّ عَلَيْكَ أَنْ

(٣٨٧٢) ہم سے عبداللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، انہیں معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے کہا کہ ہم سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا، انہیں عبیداللہ بن عدی بن خیار نے خبر دی، انہیں مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن اسود بن عبدیغوث نے کہ ان دونوں نے عبیداللہ بن عدی بن خیار سے کہا تم اپنے ماموں (امیر المومنین) عثمان رضی اللہ عنہ سے ان کے بھائی ولید بن عقبہ بن ابی معیط کے باب میں گفتگو کیوں نہیں کرتے، (ہوا یہ تھا کہ لوگوں نے اس پر بہت اعتراض کیا تھا جو حضرت عثمان نے ولید کے ساتھ کیا تھا) عبیداللہ نے بیان کیا جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نماز پڑھنے نکلے تو میں ان کے راستے میں کھڑا ہو گیا اور عرض کیا کہ مجھے آپ سے ایک ضرورت ہے، آپ کو ایک خیر خواہانہ مشورہ دینا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا بھلے آدمی! تم سے تو میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ یہ سن کر میں وہاں سے واپس چلا آیا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد میں مسور بن مخرمہ اور ابن عبدیغوث کی خدمت میں حاضر ہوا اور عثمان رضی اللہ عنہ سے جو کچھ میں نے کہا تھا اور انہوں نے اس کا جواب مجھے جو دیا تھا، سب میں نے بیان کر دیا۔ ان لوگوں نے کہا تم نے اپنا حق ادا کر دیا۔ ابھی میں اس مجلس میں بیٹھا تھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا آدمی میرے پاس (بلانے کے لئے) آیا۔ ان لوگوں نے مجھ سے کہا تمہیں اللہ تعالیٰ نے امتحان میں ڈالا ہے۔ آخر میں وہاں سے چلا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے دریافت کیا تم ابھی جس خیر خواہی کا ذکر کر رہے تھے وہ کیا تھی؟ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے کہا اللہ گواہ ہے پھر میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا اور ان پر اپنی کتاب نازل فرمائی، آپ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت پر لبیک کہا تھا۔ آپ حضور ﷺ پر ایمان لائے دو ہجرتیں کیں (ایک حبشہ کو اور دوسری مدینہ کو) آپ رسول اللہ ﷺ کی صحبت سے فیض یاب ہیں اور آنحضرت ﷺ

تُقِيمَ عَلَيْهِ الْحَدَّ. فَقَالَ لِي: يَا ابْنَ أَخِي! أَدْرَكْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: قُلْتُ: لَا، وَلَكِنْ قَدْ خَلَصَ إِلَيَّ مِنْ عِلْمِهِ مَا خَلَصَ إِلَى الْعَذْرَاءِ فِي سِتْرِهَا. فَقَالَ: فَتَشَهَّدَ عُثْمَانُ فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ، وَكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَآمَنْتُ بِمَا بُعِثَ بِهِ مُحَمَّدٌ. وَهَاجَرْتُ الْهِجْرَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ كَمَا قُلْتَ، وَصَحِبْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَبَايَعْتُهُ، وَاللَّهِ! مَا عَصَيْتُهُ وَلَا غَشَشْتُهُ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ، ثُمَّ اسْتَخْلَفَ اللَّهُ أَبَا بَكْرٍ فَوَاللَّهِ! مَا عَصَيْتُهُ وَلَا غَشَشْتُهُ، ثُمَّ اسْتُخْلِفَ عُمَرُ، فَوَاللَّهِ! مَا عَصَيْتُهُ وَلَا غَشَشْتُهُ، حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ ثُمَّ اسْتُخْلِفْتُ، أَفَلَيْسَ لِي عَلَيْكُمْ مِنَ الْحَقِّ مِثْلُ الَّذِي كَانَ لِي عَلَيْهِمْ قَالَ: بَلَى. قَالَ: فَمَا هَذِهِ الْأَحَادِيثُ الَّتِي تَبْلُغُنِي عَنْكُمْ فَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ شَأْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ، فَسَنَأْخُذُ فِيهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِالْحَقِّ قَالَ: فَجَلَدَ الْوَلِيدَ أَرْبَعِينَ جَلْدَةً، وَأَمَرَ عَلِيًّا أَنْ يَجْلِدَهُ، وَكَانَ هُوَ يَجْلِدُهُ. وَقَالَ يُونُسُ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ: أَفَلَيْسَ لِي عَلَيْكُمْ مِنَ الْحَقِّ مِثْلُ الَّذِي كَانَ لَهُمْ؟ [راجع:٣٦٩٦]

کے طریقوں کو دیکھا ہے۔ بات یہ ہے کہ ولید بن عقبہ کے بارے میں لوگوں میں اب بہت چرچا ہونے لگا ہے۔ اس لئے آپ کے لئے ضروری ہے کہ اس پر (شراب نوشی کی) حد قائم کریں۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے بھتیجے یا میرے بھانجے! کیا تم نے بھی رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے؟ میں نے عرض کی کہ نہیں۔ لیکن آنحضور ﷺ کے دین کی باتیں اس طرح میں نے حاصل کی تھیں جو ایک کنواری لڑکی کو بھی اپنے پردے میں معلوم ہو چکی ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ یہ سن کر پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اللہ کو گواہ کر کے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اور آپ پر اپنی کتاب نازل کی تھی اور یہ بھی واقعہ ہے کہ میں ان لوگوں میں تھا جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی دعوت پر (ابتدا ہی میں) لبیک کہا تھا۔ آنحضرت ﷺ جو شریعت لے کر آئے تھے میں اس پر ایمان لایا اور جیسا کہ تم نے کہا میں نے دو ہجرتیں کیں، میں رسول اللہ ﷺ کی صحبت سے فیض یاب ہوا اور آپ سے بیعت بھی کی۔ اللہ کی قسم! کہ میں نے آپ کی نافرمانی نہیں کی اور نہ کبھی خیانت کی آخر اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دے دی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے۔ اللہ کی قسم! کہ میں نے ان کی بھی کبھی نافرمانی نہیں کی اور نہ ان کے کسی معاملہ میں کوئی خیانت کی۔ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے میں نے ان کی بھی کبھی نافرمانی نہیں کی اور نہ کبھی خیانت کی۔ اس کے بعد میں خلیفہ ہوا۔ کیا اب میرا تم لوگوں پر وہی حق نہیں ہے جو ان کا مجھ پر تھا؟ عبیداللہ نے عرض کیا یقیناً آپ کا حق ہے۔ پھر انہوں نے کہا پھر ان باتوں کی کیا حقیقت ہے جو تم لوگوں کی طرف سے پہنچ رہی ہیں؟ جہاں تک تم نے ولید بن عقبہ کے بارے میں ذکر کیا ہے تو ہم ان شاء اللہ اس معاملے میں اس کی گرفت حق کے ساتھ کریں گے۔ راوی نے بیان کیا کہ آخر (گواہی گزرنے کے بعد) ولید بن عقبہ کے چالیس کوڑے لگوائے گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کوڑے لگائیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی نے اس کو کوڑے مارے تھے۔ اس حدیث کو یونس اور زہری کے بھتیجے نے بھی زہری سے روایت کیا اس میں عثمان رضی اللہ عنہ کا قول اس طرح بیان کیا، کیا تم لوگوں پر میرا وہی حق نہیں ہے جو ان لوگوں

کا تم پر تھا۔

تشریح: حضرت عثمان غنی ؓ نے حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ کو کوفہ کی حکومت سے معزول کر کے ولید کو ان کی جگہ مقرر کیا تھا ولید نے وہاں کئی بے اعتدالیاں کیں۔ شراب کے نشہ میں نماز پڑھانے کھڑے ہوگئے۔ حضرت عثمان ؓ نے اس کو سزا دینے میں دیر کی۔ لوگوں کو یہ ناگوار ہوا تو انہوں نے عبیداللہ بن عدی سے جو حضرت عثمان ؓ کے بھانجے اور آپ کے مقرب تھے اس مقدمہ میں حضرت عثمان ؓ سے گفتگو کرنے کے لئے کہا۔ حضرت عثمان ؓ شروع میں یہ سمجھے کہ شاید عبیداللہ کوئی خدمت یا روپے کا طلب گار ہو اور مجھ سے وہ نہ دیا جائے تو وہ ناراض ہو اور مفت میں خرابی پھیلے۔ بعد میں جب حضرت عثمان ؓ نے واقعہ کو سمجھا تو عبیداللہ کو بلا کر گفتگو کی جو روایت میں مذکور ہے۔ عبیداللہ نے حضرت عثمان ؓ کو بتلایا کہ میں محض آپ کی خیر خواہی میں یہ باتیں کہہ رہا ہوں بعد میں حضرت عثمان ؓ نے ولید کو حضرت علی ؓ کے ہاتھوں سے شراب کی حد میں کوڑے لگوائے جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے۔ باب کا مطلب ہجرت حبشہ کے ذکر سے نکلتا ہے گو حبشہ کے ملک کی طرف دو بارہ ہجرت ہوئی تھی جیسے امام احمد اور ابن اسحاق وغیرہ نے نکالا ابن مسعود ؓ سے کہ پہلے نبی کریم ﷺ نے ہم لوگوں کو جو اسی آدمیوں کے قریب تھے نجاشی کے ملک میں بھیج دیا پھر ان کو یہ خبر ملی کہ مشرکوں نے سورہ نجم میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ سجدہ کیا اور وہ مسلمان ہوگئے۔ یہ خبر سن کر وہ مکہ لوٹ آئے وہاں پہلے سے بھی زیادہ مشرکوں کے ہاتھ سے تکلیف اٹھانے لگے آخر دو بارہ ہجرت کی اس وقت تراسی مرد اور اٹھارہ عورتیں تھیں مگر حضرت عثمان ؓ نے دو بارہ یہ ہجرت نہیں کی اس لئے پہلی دو ہجرتوں سے حبشہ اور مدینہ کی ہجرت مراد ہے حالانکہ مدینہ کی ہجرت دوسری ہجرت تھی مگر دونوں کو تغلیبا اولین کہہ دیا جیسے شمسین، قمرین کہتے ہیں۔ تیسیر القاری کے مؤلف نے غلطی کی جو کہا حضرت عثمان ؓ نے حبش کی ہجرت نہیں کی تھی حضرت عثمان ؓ تو سب سے پہلے اپنی بی بی حضرت رقیہ ؓ کو لے کر حبشہ کی طرف نکلے تھے اور شاید یہ طبع کی غلطی ہو۔ مؤلف کی عبارت یوں ہو کہ حضرت عثمان ؓ نے دو بارہ ہجرت نہیں کی تھی۔ (وحیدی)

دوسری روایت میں اسی کوڑوں کا ذکر ہے یہ اس کے خلاف نہیں ہے کیونکہ جب اسی کوڑے پڑے تو چالیس بطریق اولیٰ پڑ گئے یا اس کوڑے کے دہرے ہوں گے تو چالیس ماروں کے بس اسی کوڑے ہوگئے۔ ولید کی شراب نوشی کی شہادت دینے والے حمران اور صعب تھے۔ یونس کی روایت کو خود امام بخاری ؒ نے مناقب عثمان ؓ میں وصل کیا ہے اور زہری کے بھتیجے کی روایت کو ابن عبدالبر نے تمہید میں وصل کیا۔

٣٨٧٣۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ هِشَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ وَأُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتَا كَنِيسَةً رَأَيْنَهَا بِالْحَبَشَةِ، فِيهَا تَصَاوِيرُ، فَذَكَرَتَا لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّ أُولَئِكَ إِذَا كَانَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا، وَصَوَّرُوا فِيهِ تِيكَ الصُّوَرَ، أُولَئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَاللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

[راجع: ٤٢٧]

(٣٨٧٣) مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد (عروہ بن زبیر) نے بیان کیا اور ان سے عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ ام حبیبہ اور ام سلمہ ؓ نے ایک گرجے کا ذکر کیا جسے انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا اس کے اندر تصویریں تھیں۔ انہوں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ کے سامنے کیا تو آپ نے فرمایا: ''جب ان میں کوئی نیک مرد صالح ہوتا اور اس کی وفات ہو جاتی تو اس کی قبر کو وہ لوگ مسجد بناتے اور پھر اس میں اس کی تصویریں رکھتے۔ یہ لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بدترین مخلوق ہوں گے۔''

تشریح: یہ حدیث باب الجنائز میں گزر چکی ہے یہاں امام بخاری ؒ اس کو اس لئے لائے کہ اس میں حبشہ کی ہجرت کا ذکر ہے۔

٣٨٧٤۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا

(٣٨٧٤) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن

سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيْدٍ السَّعِيْدِيُّ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدٍ، قَالَتْ: قَدِمْتُ مِنْ أَرْضِ الْحَبَشَةِ وَأَنَا جُوَيْرِيَةٌ، فَكَسَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَمِيْصَةً لَهَا أَعْلَامٌ، فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ الْأَعْلَامَ بِيَدِهِ وَيَقُوْلُ: ((سَنَاهْ، سَنَاهْ)). قَالَ الْحُمَيْدِيُّ: يَعْنِيْ حَسَنٌ حَسَنٌ. [راجع: ٣٠٧١]

عیینہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اسحاق بن سعید سعیدی نے بیان کیا، ان سے ان کے والد سعید بن عمرو بن سعید بن عاص نے، ان سے ام خالد بنت خالد رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں جب حبشہ سے آئی تو بہت کم عمر تھی۔ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک دھاری دار چادر عنایت فرمائی اور پھر آپ نے اس کی دھاریوں پر اپنا ہاتھ پھیر کر فرمایا: ''سناہ سناہ۔'' حمیدی نے بیان کیا کہ سناہ سناہ حبشی زبان کا لفظ ہے یعنی اچھا اچھا۔

٣٨٧٥ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا، فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا، فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَتَرُدُّ عَلَيْنَا قَالَ: ((إِنَّ فِي الصَّلَاةِ شُغْلًا)). فَقُلْتُ لِإِبْرَاهِيْمَ: كَيْفَ تَصْنَعُ أَنْتَ قَالَ: أَرُدُّ فِيْ نَفْسِيْ. [راجع: ١١٩٩]

(۳۸۷۵) ہم سے یحییٰ بن حماد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے علقمہ نے اور ان سے عبداللہ نے بیان کیا کہ (ابتدائے اسلام میں) نبی کریم ﷺ نماز پڑھتے ہوتے اور ہم آپ کو سلام کرتے تو آپ نماز ہی میں جواب عنایت فرماتے تھے۔ لیکن جب ہم نجاشی کے ملک حبشہ سے واپس (مدینہ) آئے اور ہم نے (نماز پڑھتے میں) آپ کو سلام کیا تو آپ نے جواب نہیں دیا۔ نماز کے بعد ہم نے عرض کیا، یارسول اللہ! ہم پہلے آپ کو سلام کرتے تھے تو آپ نماز ہی میں جواب عنایت فرمایا کرتے تھے؟ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا: ''ہاں نماز میں آدمی کو دوسرا شغل ہوتا ہے۔'' سلیمان اعمش نے بیان کیا کہ میں نے ابراہیم نخعی سے پوچھا ایسے موقعہ پر آپ کیا کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میں دل میں جواب دے دیتا ہوں۔

تشریح: یہ حدیث کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے، اس باب میں اسے امام بخاری رحمہ اللہ اس لئے لائے کہ اس میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حبشہ سے لوٹنے کا بیان ہے۔

٣٨٧٦ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيْ مُوْسَى بَلَغَنَا مَخْرَجُ النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ فَرَكِبْنَا سَفِيْنَةً فَأَلْقَتْنَا سَفِيْنَتُنَا إِلَى النَّجَاشِيِّ بِالْحَبَشَةِ، فَوَافَقْنَا جَعْفَرَ ابْنَ أَبِيْ طَالِبٍ، فَأَقَمْنَا مَعَهُ حَتَّى قَدِمْنَا،

(۳۸۷۶) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے برید بن عبداللہ نے بیان کیا، ان سے ابو بردہ نے اور ان سے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہمیں رسول اللہ ﷺ کی ہجرت مدینہ کی اطلاع ملی تو ہم یمن میں تھے۔ پھر ہم کشتی پر سوار ہوئے لیکن اتفاق سے ہوا نے ہماری کشتی کا رخ نجاشی کے ملک حبش کی طرف کر دیا۔ ہماری ملاقات وہاں جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہوئی (جو ہجرت کر کے وہاں

فَوَافَقْنَا النَّبِيَّ ﷺ حِينَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَكُمْ أَنْتُمْ يَا أَهْلَ السَّفِينَةِ هِجْرَتَانِ)). [راجع: ٣١٣٦]

موجود تھے) ہم انہیں کے ساتھ وہاں ٹھہرے رہے، پھر مدینہ کا رخ کیا اور نبی اکرم ﷺ سے اس وقت ملاقات ہوئی جب آپ خیبر فتح کر چکے تھے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اے کشتی والو! دو ہجرتیں کی ہیں۔''

تشریح: ایک مکہ سے حبش کو دوسری حبش سے مدینہ کو۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ نے خیبر کے مال غنیمت میں سے ان لوگوں کو حصہ نہیں دلایا تھا جو اس لڑائی میں شریک نہ تھے مگر ہماری کشتی والوں کو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کے ساتھ حصہ دلا دیا۔

بَابُ مَوْتِ النَّجَاشِيِّ

باب: حبش کے بادشاہ نجاشی کی وفات کا بیان

٣٨٧٧- حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ حِينَ مَاتَ النَّجَاشِيُّ: ((مَاتَ الْيَوْمَ رَجُلٌ صَالِحٌ، فَقُومُوا فَصَلُّوا عَلَى أَخِيكُمْ أَصْحَمَةَ)). [راجع: ١٣١٧]

(٣٨٧٧) ہم سے ابو ربیع سلیمان بن داؤد نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے، ان سے عطاء بن ابی رباح نے اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جس دن نجاشی (حبشہ کے بادشاہ) کی وفات ہوئی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''آج ایک مرد صالح اس دنیا سے چلا گیا، اٹھو اور اپنے بھائی اصحمہ کی نماز جنازہ پڑھ لو۔''

تشریح: معلوم ہوا کہ نجاشی مسلمان ہو گیا تھا۔ جیسا کہ دوسری روایت میں مذکور ہے مگر امام بخاری رحمہ اللہ اپنی شرط پر نہ ہونے کی وجہ سے اس روایت کو یہاں نہیں لائے اور یہ باب جو قائم کیا اور اس میں جو حدیث بیان کی اس سے بھی اس کا اسلام لانا ثابت ہوا اس حدیث سے جنازہ غائبانہ پڑھنا بھی ثابت ہوا۔ جو لوگ نماز جنازہ غائبانہ کے انکاری ہیں ان کے پاس منع کی کوئی صریح صحیح حدیث موجود نہیں ہے۔ اصحمہ اس کا لقب تھا اصل نام عطیہ تھا۔

٣٨٧٨- حَدَّثَنَا عَبْدُالْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، أَنَّ عَطَاءً، حَدَّثَهُمْ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ صَلَّى عَلَى النَّجَاشِيِّ فَصَفَّنَا وَرَاءَهُ فَكُنْتُ فِي الصَّفِّ الثَّانِي أَوِ الثَّالِثِ. [راجع: ١٣١٧]

(٣٨٧٨) ہم سے عبدالاعلیٰ بن حماد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا اور ان سے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے نجاشی کے جنازہ کی نماز پڑھی تھی اور ہم صف باندھ کر آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے۔ میں دوسری یا تیسری صف میں تھا۔

٣٨٧٩- حَدَّثَنِي عَبْدُاللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ، عَنْ سَلِيمِ بْنِ حَيَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى عَلَى أَصْحَمَةَ النَّجَاشِيِّ، فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا. تَابَعَهُ عَبْدُ الصَّمَدِ. [راجع: ١٣١٧]

(٣٨٧٩) مجھ سے عبداللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن ہارون نے بیان کیا، ان سے سلیم بن حیان نے، کہا ہم سے سعید بن میناء نے بیان کیا، ان سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے اصحمہ نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی اور چار مرتبہ آپ نے نماز میں تکبیر کہی۔ یزید بن ہارون کے ساتھ اس حدیث کو عبدالصمد بن عبدالوارث نے بھی (سلیم بن حیان) سے روایت کیا ہے۔

٣٨٨٠- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ:

(٣٨٨٠) ہم سے زہیر بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ، وَابْنُ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَعَى لَهُمُ النَّجَاشِيَّ صَاحِبَ الْحَبَشَةِ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، وَقَالَ: ((اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ)). [راجع: ١٢٤٥][مسلم: ٢٢٠٦؛ نسائي: ١٨٧٨، ٢٠٤١]

ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد (ابراہیم بن سعد) نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے ابوسلمہ بن عبدالرحمن اور سعید بن مسیب نے بیان کیا اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کی موت کی خبر اسی دن دے دی تھی جس دن ان کا انتقال ہوا تھا اور آپ نے فرمایا تھا: ''اپنے بھائی کی مغفرت کے لیے دعا کرو۔''

٣٨٨١- وَعَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُمْ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَفَّ بِهِمْ فِي الْمُصَلَّى، فَصَلَّى عَلَيْهِ وَكَبَّرَ أَرْبَعًا. [راجع: ١٢٤٥]

(٣٨٨١) اور صالح سے روایت ہے کہ ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے سعید بن مسیب نے بیان کیا اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ نے (نماز جنازہ کے لئے) عیدگاہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو صف بستہ کھڑا کیا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی آپ نے چار مرتبہ تکبیر کہی تھی۔

تشریح: ان جملہ احادیث میں کسی نہ کسی طرح ہجرت حبشہ کا ذکر ہے اسی لئے امام بخاری رحمہ اللہ ان احادیث کو یہاں لائے۔ ان جملہ احادیث سے نجاشی کا جنازہ غائبانہ پڑھا جانا بھی ثابت ہوتا ہے اگرچہ بعض حضرات نے یہاں مختلف تاویلیں کی ہیں مگر ان میں کوئی وزن نہیں ہے صحیح وہی ہے جو ظاہر روایات کے منقولہ الفاظ سے ثابت ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ: تَقَاسُمِ الْمُشْرِكِينَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ

باب: نبی کریم ﷺ کے خلاف مشرکین کا عہد و پیمان کرنا

تشریح: ہوا یہ کہ جب قریش نے دیکھا کہ آپ کے اصحاب امن کی جگہ یعنی ملک حبش پہنچ گئے اور ادھر عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا چار طرف اسلام پھیلنے لگا تو عداوت و حسد کے جوش میں انہوں نے ایک اقرار نامہ تیار کیا جس کا مضمون یہ تھا کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب سے نکاح شادی خرید و فروخت کوئی معاملہ اس وقت تک نہ کریں جب تک وہ نبی کریم ﷺ کو ہمارے حوالہ نہ کر دیں۔ یہ اقرار نامہ لکھ کر کعبے کے اندر لٹکایا۔ ایک مدت کے بعد نبی کریم ﷺ نے جو بنی ہاشم کے ساتھ ایک علیحدہ گھاٹی میں سکونت رکھتے تھے اور جہاں پر بنی ہاشم اور بنی مطلب کو سخت تکلیفیں ہو رہی تھیں ابو طالب اپنے چچا سے فرمایا کہ اس اقرار نامہ کو دیمک چاٹ گئی صرف اللہ کا نام اس میں باقی ہے۔ ابو طالب نے قریش کے کفاروں سے کہا میرا بھتیجا یہ کہتا ہے کہ تم کعبے کے اندر اس اقرار نامہ کو دیکھو اگر اس کا بیان سچ ہے تو ہم مرنے تک کبھی اس کو حوالہ نہیں کریں گے اور اگر اس کا بیان جھوٹ نکلے تو ہم اس کو تمہارے حوالہ کر دیں گے۔ تم مارو یا زندہ رکھو جو چاہو کرو۔ کافروں نے کعبہ کھولا اور اس اقرار نامہ کو دیکھا تو واقعی سارے حروف کو دیمک چاٹ گئی صرف اللہ کا نام باقی تھا۔ اس وقت کیا کہنے لگے ابو طالب تمہارا بھتیجا جادوگر ہے۔ کہتے ہیں جب نبی کریم ﷺ نے ابو طالب کو یہ قصہ سنایا تو انہوں نے پوچھا تم کو کہاں سے معلوم ہوا۔ کیا تم کو اللہ نے خبر دی؟ آپ نے فرمایا، ہاں۔ (وحیدی)

٧ نبوی ہجری میں یہ حادثہ پیش آیا تھا تین سال تک یہ ترک موالات قائم رہا، اس کے بعد اللہ نے اپنے رسول کریم ﷺ کو اس سے نجات بخشی جس کی مختصر کیفیت اوپر مذکور ہوئی ہے۔

٣٨٨٢- حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ أَرَادَ حُنَيْنًا: ((مَنْزِلُنَا غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ، حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ)). [راجع: ١٥٨٩] [مسلم: ٣١٧٤]

(٣٨٨٢) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے سلمہ بن عبدالرحمٰن نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے جب جنگ حنین کا قصد کیا تو فرمایا: ''ان شاء اللہ کل ہمارا قیام خیف بنی کنانہ میں ہوگا جہاں مشرکین نے کافر ہی رہنے کے لئے عہد و پیمان کیا تھا۔''

تشریح: باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے کہ مشرکین نے خیف بنی کنانہ میں کفر پر پختگی کا عہد کیا تھا جسے اللہ نے بعد میں پاش پاش کرا دیا اور ان کی نسلیں اسلام میں داخل ہو گئیں۔

بَابٌ: قِصَّةُ أَبِي طَالِبٍ — باب: ابوطالب کا واقعہ

تشریح: یہ نبی کریم ﷺ کے حقیقی چچا تھے۔ آپ کے والد ماجد عبداللہ کے حقیقی بھائی تھے یہ جب تک زندہ رہے آپ کی پوری حمایت اور حفاظت کرتے رہے مگر قومی پاسداری کی وجہ سے اسلام قبول کرنا نصیب نہیں ہوا۔

٣٨٨٣- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ مَا أَغْنَيْتَ عَنْ عَمِّكَ فَإِنَّهُ كَانَ يَحُوطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ. قَالَ: ((هُوَ فِي ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ، وَلَوْلَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ)). [طرفاه في: ٦٢٠٨، ٦٥٧٢] [مسلم: ٥١٠، ٥١١، ٥١٢]

(٣٨٨٣) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے، کہا ہم سے عبدالملک بن عمیر نے، ان سے عبداللہ بن حارث نے بیان کیا، ان سے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا آپ اپنے چچا (ابو طالب) کے کیا کام آئے کہ وہ آپ کی حمایت کیا کرتے تھے اور آپ کے لئے غصہ ہوتے تھے؟ آپ نے فرمایا ''(اسی وجہ سے) وہ صرف ٹخنوں تک جہنم میں ہیں اگر میں ان کی سفارش نہ کرتا تو وہ دوزخ کی تہ میں بالکل نیچے ہوتے۔''

٣٨٨٤- حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ أَبَا طَالِبٍ، لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ دَخَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ وَعِنْدَهُ أَبُو جَهْلٍ فَقَالَ: ((أَعَمِّ، قُلْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ. كَلِمَةً أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ)). فَقَالَ

(٣٨٨٤) ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، انہیں معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں سعید بن مسیب نے اور انہیں ان کے والد (مسیب بن حزن رضی اللہ عنہ) نے کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت قریب ہوا تو نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ اس وقت وہاں ابوجہل بھی بیٹھا ہوا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''چچا! کلمہ لا الہ الا اللہ ایک مرتبہ کہہ دو، اللہ کی بارگاہ میں (آپ کی بخشش کے

أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُاللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ: يَا أَبَا طَالِبٍ! تَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ؟ فَلَمْ يَزَالَا يُكَلِّمَانِهِ حَتَّى قَالَ: آخِرَ شَيْءٍ كَلَّمَهُمْ بِهِ: عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ)). فَنَزَلَتْ: ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوْا أَنْ يَسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْا أُولِي قُرْبَى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيْمِ﴾ [التوبة: ١١٣] وَنَزَلَتْ: ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ أَحْبَبْتَ﴾.

[القصص: ٥٦] [راجع: ١٣٦٠]

لئے) ایک یہی دلیل میرے ہاتھ آ جائے گی۔'' اس پر ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ نے کہا: اے ابو طالب! کیا عبدالمطلب کے دین سے تم پھر جاؤ گے! یہ دونوں ان ہی پر زور دیتے رہے اور آخری کلمہ جو ان کی زبان سے نکلا، وہ یہ تھا کہ میں عبدالمطلب کے دین پر قائم ہوں۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میں ان کے لئے اس وقت تک دعائے مغفرت کرتا رہوں گا جب تک مجھے اس سے منع نہ کر دیا جائے گا۔'' چنانچہ (سورۂ توبہ میں) یہ آیت نازل ہوئی: ''نبی کے لئے اور مسلمانوں کے لئے مناسب نہیں ہے کہ مشرکین کے لئے دعائے مغفرت کریں خواہ وہ ان کے ناطے والے ہی کیوں نہ ہوں جب کہ ان کے سامنے یہ بات واضح ہوگئی کہ وہ دوزخی ہیں۔'' اور سورۂ قصص میں یہ آیت نازل ہوئی: ''بے شک جسے آپ چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے۔''

٣٨٨٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ يُوْسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْهَادِ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ وَذُكِرَ عِنْدَهُ عَمُّهُ فَقَالَ: ((لَعَلَّهُ تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُجْعَلُ فِيْ ضَحْضَاحٍ مِنَ النَّارِ، يَبْلُغُ كَعْبَيْهِ، يَغْلِيْ مِنْهُ دِمَاغُهُ)). حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيْدَ بِهَذَا، وَقَالَ: ((تَغْلِيْ مِنْهُ أُمُّ دِمَاغِهِ)). [طرفه في: ٦٥٦٤] [مسلم: ٥١٣]

(٣٨٨٥) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن عبداللہ بن ہاد نے، ان سے عبداللہ بن خباب نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ کی مجلس میں آپ کے چچا کا ذکر ہو رہا تھا تو آپ نے فرمایا: ''شاید قیامت کے دن انہیں میری شفاعت کام آ جائے اور انہیں صرف ٹخنوں تک جہنم میں رکھا جائے جس سے ان کا دماغ کھولے گا۔'' ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابو حازم اور دراوردی نے بیان کیا یزید سے اسی مذکورہ حدیث کی طرح، البتہ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ ''ابو طالب کے دماغ کا بھیجا اس سے کھولے گا۔''

بَابُ حَدِيْثِ الْإِسْرَاءِ

باب: بیت المقدس تک جانے کا قصہ

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿سُبْحَانَ الَّذِيْ أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى﴾. [الإسراء: ١]

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ نبی اسرائیل میں فرمایا: ''پاک ذات ہے وہ جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا۔''

٣٨٨٦۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا

(٣٨٨٦) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے، کہ مجھ

اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، سَمِعْتُ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَمَّا كَذَّبَنِي قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ، فَجَلَّى اللّٰهُ لِي بَيْتَ الْمَقْدِسِ، فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ)). [طرفه في: ٤٧١٠]

سے کہا ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا تھا کہ ”جب قریش نے (معراج کے واقعہ کے سلسلے میں) مجھ کو جھٹلایا تو میں حطیم میں کھڑا ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے میرے لئے بیت المقدس کو روشن کر دیا اور میں نے اسے دیکھ کر قریش سے اس کے پتے اور نشان بیان کرنا شروع کر دیئے۔“

[مسلم: ٤٢٨؛ ترمذي: ٣١٣٣]

تشریح: معراج کی رات کو آپ ام ہانی کے گھر میں تھے، مسجد حرام سے حرم کی زمین مراد ہے آپ کا معراج مکہ سے بیت المقدس تک تو قطعی ہے۔ جو قرآن پاک سے ثابت ہے اس کا منکر قرآن کا منکر ہے اور قرآن کا منکر کافر ہے اور بیت المقدس سے آسمانوں تک صحیح حدیث سے ثابت ہے اس کا منکر گمراہ اور بدعتی ہے۔ حافظ نے کہا اکثر علمائے سلف اور اہل حدیث کا یہ قول ہے کہ یہ معراج جسم اور روح دونوں کے ساتھ بیداری میں ہوا۔ یہی امر حق ہے۔ بیہقی کی روایت میں یوں ہے کہ آپ نے جب معراج کا قصہ بیان کیا تو کفار قریش نے انکار کیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے انہوں نے آپ کی تصدیق کر دی اس دن سے ان کا لقب صدیق ہو گیا۔ بزار نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ بیت المقدس کی مسجد لائی گئی اور عقیل کے گھر کے پاس رکھ دی گئی۔ میں اس کو دیکھتا جاتا اور اس کی صفت بیان کرتا جاتا تھا بعض نے کہا کہ اسراء اور معراج دونوں الگ الگ راتوں میں ہوئے ہیں کیونکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ہر دو کو الگ الگ بابوں میں بیان کیا ہے مگر خود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الصلوٰۃ میں یہ باب باندھا ہے کہ لیلة الاسراء میں نماز کس طرح فرض ہوئی۔ معلوم ہوا کہ اسراء اور معراج ایک ہی رات میں ہوئے ہیں۔

بَابُ الْمِعْرَاجِ

باب: معراج کا بیان

تشریح: معراج عرج یعرج سے ہے جس کے معنی چڑھنے کے ہیں یہاں نبی کریم ﷺ کا آسمانوں کی طرف چڑھنا مراد ہے، یہ معجزہ ۲۷ رجب ۱۰ نبوی میں پیش آیا جب کہ اللہ پاک نے راتوں رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے بیت المقدس اور بیت المقدس سے آسمانوں کی سیر کرائی جیسا کہ تفصیل کے ساتھ یہاں حدیث میں واقعات موجود ہیں۔ صحیح یہی ہے کہ اسراء اور معراج ہر دو حالت بیداری میں جسم اور روح ہر دو کے ساتھ ہوئے اور یہ ایسا اہم اور مستند واقعہ ہے جسے ۲۸ صحابیوں نے روایت کیا ہے اور نبی کریم ﷺ کا یہ وہ معجزہ ہے جو آپ کی سارے انبیا پر فوقیت ثابت کرتا ہے۔

٣٨٨٧۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ: أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةِ أُسْرِيَ بِهِ ((بَيْنَمَا أَنَا فِي الْحَطِيْمِ۔ وَرُبَّمَا قَالَ: فِي الْحِجْرِ۔ مُضْطَجِعًا، إِذْ أَتَانِي آتٍ فَقَدَّ۔ قَالَ: وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: فَشَقَّ۔ مَا بَيْنَ هٰذِهِ إِلَى

(۳۸۸۷) ہم سے ہدبہ بن خالد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے شب معراج کا واقعہ بیان کیا، آپ نے فرمایا: ”میں حطیم میں لیٹا ہوا تھا بعض دفعہ قتادہ نے حطیم کے بجائے حجر بیان کیا کہ میرے پاس ایک صاحب (جبرئیل علیہ السلام) آئے اور میرا سینہ چاک کیا، قتادہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے

هٰذِهِ)) فَقُلْتُ لِلْجَارُوْدِ وَهُوَ إِلَى جَنْبِي مَا يَعْنِي بِهِ؟ قَالَ: مِنْ ثُغْرَةِ نَحْرِهِ إِلَى شِعْرَتِهِ، ((وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: مِنْ قَصِّهِ إِلَى شِعْرَتِهِ۔ فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِي، ثُمَّ أُتِيْتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوْءَةٍ إِيْمَانًا، فَغُسِلَ قَلْبِي ثُمَّ حُشِيَ، ثُمَّ أُعِيْدَ ثُمَّ أُتِيْتُ بِدَابَّةٍ دُوْنَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ أَبْيَضَ)) فَقَالَ لَهُ الْجَارُوْدُ: هُوَ الْبُرَاقُ يَا أَبَا حَمْزَةَ؟ قَالَ أَنَسٌ: نَعَمْ: ((يَضَعُ خَطْوَهُ عِنْدَ أَقْصَى طَرْفِهِ فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ، فَانْطَلَقَ بِي جِبْرِيْلُ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ، فَقِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ. قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ ﷺ. قِيْلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قِيْلَ مَرْحَبًا بِهِ، فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ فَفَتَحَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ، فَإِذَا فِيْهَا آدَمُ، فَقَالَ: هٰذَا أَبُوْكَ آدَمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ. فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْابْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ. ثُمَّ صَعِدَ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ فَاسْتَفْتَحَ، قِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ. قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ قَالَ: مُحَمَّدٌ. قِيْلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قِيْلَ: مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ. فَفَتَحَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ، إِذَا يَحْيَى وَعِيْسَى، وَهُمَا ابْنَا الْخَالَةِ قَالَ: هٰذَا يَحْيَى وَعِيْسَى فَسَلِّمْ عَلَيْهِمَا فَسَلَّمْتُ فَرَدَّا، ثُمَّ قَالَا: مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ. ثُمَّ صَعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ، فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ. قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ. قِيْلَ وَقَدْ أُرْسِلَ

کہ یہاں سے یہاں تک۔“ میں نے جارود سے سنا جو میرے قریب ہی بیٹھے تھے پوچھا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس لفظ سے کیا مراد تھی؟ تو انہوں نے کہا کہ حلق سے ناف تک چاک کیا (قتادہ نے بیان کیا کہ) میں نے حضرت انس سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ”آنحضرت ﷺ کے سینے کے اوپر سے ناف تک چاک کیا، پھر میرا دل نکالا اور ایک سونے کا طشت لایا گیا جو ایمان سے بھرا ہوا تھا، اس سے میرا دل دھویا گیا اور پہلے کی طرح رکھ دیا گیا۔ اس کے بعد ایک جانور لایا گیا جو گھوڑے سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا اور سفید!“ جارود نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا ابوحمزہ! کیا وہ براق تھا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ ”اس کا ہر قدم اس کے منتہائے نظر پر پڑتا تھا (آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ) مجھے اس پر سوار کیا گیا اور جبرئیل مجھے لے کر چلے آسمان دنیا پر پہنچے تو دروازہ کھلوایا، پوچھا گیا کون صاحب ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جبرئیل (علیہ السلام) پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ آپ نے بتایا کہ محمد (ﷺ) پوچھا گیا، کیا انہیں بلانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں۔ اس پر آواز آئی انہیں خوش آمدید! کیا ہی مبارک آنے والے ہیں وہ۔ اور دروازہ کھول دیا۔ جب میں اندر گیا تو میں نے وہاں آدم علیہ السلام کو دیکھا، جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا یہ آپ کے جدامجد آدم ہیں، انہیں سلام کیجیے، میں نے ان کو سلام کیا اور انہوں نے جواب دیا اور فرمایا: خوش آمدید نیک بیٹے اور نیک نبی! جبرئیل علیہ السلام اوپر چڑھے اور دوسرے آسمان پر آئے وہاں بھی دروازہ کھلوایا آواز آئی کون صاحب آئے ہیں؟ بتایا کہ جبرئیل (علیہ السلام) پوچھا گیا آپ کے ساتھ اور کوئی صاحب بھی ہیں؟ کہا محمد (ﷺ) پوچھا گیا کیا آپ کو انہیں بلانے کے لئے بھیجا گیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں، پھر آواز آئی، انہیں خوش آمدید۔ کیا ہی اچھے آنے والے ہیں وہ۔ پھر دروازہ کھلا اور میں اندر آ گیا تو وہاں یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام موجود تھے۔ یہ دونوں خالہ زاد بھائی ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا یہ عیسیٰ اور یحییٰ علیہما السلام ہیں، انہیں سلام کیجیے میں نے سلام کیا اور ان حضرات نے میرے سلام کا جواب دیا اور فرمایا خوش آمدید نیک نبی اور نیک بھائی! یہاں سے جبرئیل علیہ السلام مجھے تیسرے آسمان کی

إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قِيْلَ: مَرْحَبًا بِهِ، فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ. فَفُتِحَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا يُوْسُفُ. قَالَ: هَذَا يُوْسُفُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ. فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الرَّابِعَةَ، فَاسْتَفْتَحَ، قِيْلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ. قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ. قِيْلَ: أَوَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قِيْلَ: مَرْحَبًا بِهِ، فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ. فَفُتِحَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ إِلَى إِدْرِيْسَ قَالَ: هَذَا إِدْرِيْسُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ. فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ. ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الْخَامِسَةَ، فَاسْتَفْتَحَ، قِيْلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ. قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ قَالَ: مُحَمَّدٌ ﷺ. قِيْلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قِيْلَ: مَرْحَبًا بِهِ، فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ. فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا هَارُوْنُ قَالَ: هَذَا هَارُوْنُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ. فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ. ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ السَّادِسَةَ، فَاسْتَفْتَحَ، قِيْلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ. قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ. قِيْلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: مَرْحَبًا بِهِ، فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ، فَإِذَا مُوْسَى قَالَ: هَذَا مُوْسَى فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ. فَلَمَّا تَجَاوَزْتُ بَكَى، قِيْلَ لَهُ: مَا يُبْكِيْكَ؟ قَالَ:

طرف لے کر چڑھے اور دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کون صاحب آئے ہیں؟ جواب دیا کہ جبرئیل۔ پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون صاحب آئے ہیں؟ جواب دیا کہ محمد (ﷺ) پوچھا گیا کیا انہیں لانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ جواب دیا کہ ہاں۔ اس پر آواز آئی انہیں خوش آمدید! کیا ہی اچھے آنے والے ہیں وہ، دروازہ کھلا اور جب میں اندر داخل ہوا تو وہاں یوسف علیہ السلام موجود تھے۔ جبرئیل نے فرمایا: یہ یوسف ہیں انہیں سلام کیجئے۔ میں نے سلام کیا تو انہوں نے جواب دیا اور فرمایا: خوش آمدید نیک نبی اور نیک بھائی! پھر جبرئیل علیہ السلام مجھے لے کر اوپر چڑھے اور چوتھے آسمان پر پہنچے دروازہ کھلوایا تو پوچھا گیا کون صاحب ہیں؟ بتایا کہ جبرئیل! پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ کہا کہ محمد (ﷺ) پوچھا کیا انہیں بلانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ جواب دیا کہ ہاں کہا کہ انہیں خوش آمدید کیا ہی اچھے آنے والے ہیں وہ! اب دروازہ کھلا جب میں وہاں ادریس علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا تو جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا یہ ادریس علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے، میں نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے جواب دیا اور فرمایا: خوش آمدید پاک بھائی اور نیک نبی۔ پھر مجھے لے کر پانچویں آسمان پر آئے اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون صاحب ہیں؟ جواب دیا کہ جبرئیل، پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون صاحب آئے ہیں؟ جواب دیا کہ محمد (ﷺ) پوچھا گیا کہ انہیں بلانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ جواب دیا کہ ہاں اب آواز آئی خوش آمدید کیا ہی اچھے آنے والے ہیں وہ، یہاں جب میں ہارون علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ آپ ہارون ہیں انہیں سلام کیجئے، میں نے انہیں سلام کیا، انہوں نے جواب کے بعد فرمایا: خوش آمدید نیک نبی اور نیک بھائی! یہاں سے لے کر مجھے آگے بڑھے اور چھٹے آسمان پر پہنچے اور دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کون صاحب آئے ہیں؟ بتایا کہ جبرئیل۔ آپ کے ساتھ کوئی دوسرے صاحب بھی آئے ہیں؟ جواب دیا کہ محمد (ﷺ) پوچھا گیا کیا انہیں بلانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ جواب دیا کہ ہاں۔ پھر کہا انہیں خوش آمدید کیا ہی اچھے آنے والے ہیں وہ۔ میں جب وہاں موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ

أَبْكِي لِأَنَّ غُلَامًا بُعِثَ بَعْدِي، يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِهِ أَكْثَرُ مَنْ يَدْخُلُهَا مِنْ أُمَّتِي. ثُمَّ صَعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ، قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ. قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ. قِيلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: مَرْحَبًا بِهِ، فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ، فَإِذَا إِبْرَاهِيمُ قَالَ: هَذَا أَبُوكَ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ. قَالَ: فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ السَّلَامَ قَالَ: مَرْحَبًا بِالِابْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ. ثُمَّ رُفِعَتْ لِي سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى، فَإِذَا نَبِقُهَا مِثْلُ قِلَالِ هَجَرَ، وَإِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ آذَانِ الْفِيَلَةِ قَالَ: هَذِهِ سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى، وَإِذَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ نَهْرَانِ بَاطِنَانِ، وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ. فَقُلْتُ: مَا هَذَانِ؟ يَا جِبْرِيلُ! قَالَ: أَمَّا الْبَاطِنَانِ، فَنَهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ، وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيلُ وَالْفُرَاتُ. ثُمَّ رُفِعَ لِي الْبَيْتُ الْمَعْمُورُ، ثُمَّ أُتِيتُ بِإِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ، وَإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ وَإِنَاءٍ مِنْ عَسَلٍ، فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ، فَقَالَ: هِيَ الْفِطْرَةُ أَنْتَ عَلَيْهَا وَأُمَّتُكَ. ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ الصَّلَوَاتُ خَمْسِينَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ. فَرَجَعْتُ فَمَرَرْتُ عَلَى مُوسَى، فَقَالَ: بِمَا أُمِرْتَ؟ قَالَ: أُمِرْتُ بِخَمْسِينَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ. قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيعُ خَمْسِينَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ، وَإِنِّي وَاللَّهِ! قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ، وَعَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ، فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيفَ لِأُمَّتِكَ. فَرَجَعْتُ، فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى

یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے میں نے سلام کیا اور انہوں نے جواب کے بعد فرمایا: خوش آمدید نیک نبی اور نیک بھائی! جب میں آگے بڑھا تو وہ رونے لگے، کسی نے پوچھا آپ رو کیوں رہے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: میں اس پر رو رہا ہوں کہ یہ لڑکا میرے بعد نبی بنا کر بھیجا گیا لیکن جنت میں اس کی امت کے لوگ میری امت سے زیادہ ہوں گے۔ پھر جبرئیل علیہ السلام مجھے لے کر ساتویں آسمان کی طرف گئے اور دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کون صاحب آئے ہیں؟ جواب دیا کہ جبرئیل۔ پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون صاحب آئے ہیں؟ جواب دیا کہ محمد (ﷺ) پوچھا گیا کیا انہیں بلانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ جواب دیا کہ ہاں۔ کہا کہ انہیں خوش آمدید، کیا ہی اچھے آنے والے ہیں وہ، میں جب اندر گیا تو ابراہیم علیہ السلام تشریف رکھتے تھے۔ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آپ کے جد امجد ہیں، انہیں سلام کیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے جواب دیا اور فرمایا: خوش آمدید نیک نبی اور نیک بیٹے! پھر سدرۃ المنتہیٰ کو میرے سامنے کر دیا گیا میں نے دیکھا کہ اس کے پھل مقام حجر کے مٹکوں کی طرح (بڑے بڑے) تھے اور اس کے پتے ہاتھیوں کے کان کی طرح تھے۔ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ وہاں میں نے چار نہریں دیکھیں دو باطنی اور دو ظاہری۔ میں نے پوچھا اے جبرئیل! یہ کیا ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جو دو باطنی نہریں ہیں وہ جنت سے تعلق رکھتی ہیں اور دو ظاہری نہریں نیل اور فرات ہیں۔ پھر میرے سامنے بیت المعمور کو لایا گیا، وہاں میرے سامنے ایک گلاس میں شراب ایک میں دودھ اور ایک میں شہد لایا گیا۔ میں نے دودھ کا گلاس لے لیا تو جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا یہی فطرت ہے اور آپ اس پر قائم ہیں اور آپ کی امت بھی! پھر مجھ پر روزانہ پچاس نمازیں فرض کی گئیں میں واپس ہوا اور موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے پوچھا کس چیز کا آپ کو حکم ہوا؟ میں نے کہا کہ روزانہ پچاس وقت کی نمازوں کا، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا لیکن آپ کی امت میں اتنی طاقت نہیں ہے۔ اس سے پہلے میرا برتاؤ لوگوں سے پڑ چکا ہے اور بنی اسرائیل کا مجھے تلخ تجربہ ہے۔ اس لئے آپ اپنے رب کے حضور میں دوبارہ جایئے

فَقَالَ مِثْلَهُ، فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوْسَى فَقَالَ: مِثْلَهُ، فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوْسَى فَقَالَ مِثْلَهُ، فَرَجَعْتُ فَأُمِرْتُ بِعَشْرِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ، فَرَجَعْتُ فَقَالَ مِثْلَهُ، فَرَجَعْتُ فَأُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوْسَى، فَقَالَ: بِمَا أُمِرْتَ؟ قُلْتُ: أُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ. قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيْعُ خَمْسَ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ، وَإِنِّي قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ، وَعَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيْلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ، فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِأُمَّتِكَ. قَالَ: سَأَلْتُ رَبِّي حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ، وَلٰكِنِّي أَرْضَى وَأُسَلِّمُ. قَالَ: فَلَمَّا جَاوَزْتُ نَادَى مُنَادٍ: أَمْضَيْتُ فَرِيْضَتِي وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِي)) [راجع: ٣٢٠٧]

اور اپنی امت پر تخفیف کے لئے عرض کیجئے۔ چنانچہ میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوا اور تخفیف کے لئے عرض کی تو دس وقت کی نمازیں کم کر دی گئیں۔ پھر میں جب واپسی میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے پھر وہی سوال کیا میں دوبارہ بارگاہ رب تعالیٰ میں حاضر ہوا اور اس مرتبہ بھی دس وقت کی نمازیں کم ہوئیں۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے وہی مطالبہ کیا میں نے اس مرتبہ بھی بارگاہ رب تعالیٰ میں حاضر ہو کر دس وقت کی نمازیں کم کرائیں۔ موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے پھر گزرا اور اس مرتبہ بھی انہوں نے اپنی رائے کا اظہار کیا پھر بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوا تو مجھے دس وقت کی نمازوں کا حکم ہوا میں واپس ہونے لگا تو آپ نے پھر وہی کہا اب بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوا تو روزانہ صرف پانچ وقت کی نمازوں کا حکم باقی رہا۔ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو آپ نے دریافت فرمایا اب کیا حکم ہوا؟ میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتایا کہ روزانہ پانچ وقت کی نمازوں کا حکم ہوا ہے۔ فرمایا کہ آپ کی امت اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی میرا برتاؤ آپ سے پہلے لوگوں کا ہو چکا ہے اور بنی اسرائیل کا مجھے تلخ تجربہ ہے اپنے رب کے دربار میں پھر حاضر ہو کر تخفیف کے لئے عرض کیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا رب تعالیٰ سے میں بہت سوال کر چکا اور اب مجھے شرم آتی ہے۔ اب میں بس اسی پر راضی ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر جب میں وہاں سے گزرنے لگا تو ندا آئی: میں نے اپنا فریضہ جاری کر دیا اور اپنے بندوں پر تخفیف کر چکا۔"

تشریح: روایت میں لفظ براق ضمہ با کے ساتھ ہے اور برق سے مشتق ہے جو بجلی کے معنوں میں ہے وہ ایک خچر یا گھوڑے کی شکل کا جانور ہے جو نبی کریم ﷺ کی سواری کے لئے لایا گیا تھا جس کی رفتار بجلی سے بھی تیز تھی، اسی لئے اسے براق کہا گیا۔ حضرت جبریل علیہ السلام پہلے آپ کو بیت المقدس میں لے گئے وربط البراق بالحلقة التی یربط بھا الانبیاء بباب المسجد (توشیح) یعنی وہاں براق کو اس مسجد کے دروازے پر اس حلقہ سے باندھا جس سے پہلے انبیا اپنی سواریوں کو باندھا کرتے تھے پھر وہاں دو رکعت نماز ادا کی اس کے بعد آسمانوں کا سفر شروع ہوا۔

روایت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رونے کا ذکر ہے، یہ رونا محض اپنی امت کے لئے رحمت کے طور پر تھا: "قال العلماء لم یکن بکاء موسیٰ حسدا معاذ الله فان الحسد فی ذالك العالم منزوع من احاد المؤمنین فکیف بمن اصطفاه الله تعالیٰ۔" (توشیخ) یعنی علما نے کہا ان کا یہ رونا معاذ اللہ حسد کی بنا پر نہیں تھا عالم آخرت میں حسد کا مادہ تو ہر معمولی مؤمن کے دل سے بھی دور کر دیا جائے گا لہٰذا یہ کیسے ممکن ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسا برگزیدہ نبی حسد کر سکے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کو لفظ غلام سے تعبیر کیا جو آپ کی تعظیم کے طور پر تھا: "وقد یطلق الغلام ویراد به الطری الشاب۔" یعنی کبھی لفظ غلام کا اطلاق طاقتور شہ زور نوجوان مرد پر بھی کیا جاتا ہے اور یہاں یہی مراد ہے (لمعات)،

حضرت شیخ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "هذه الترتيب الذى وقع فى هذه الحديث هو اصح الروايات وارجحها۔" یعنی انبیائے کرام کی ملاقات جس ترتیب کے ساتھ اس روایت میں مذکور ہوئی ہے یہی زیادہ صحیح ہے اور اسی کو ترجیح حاصل ہے۔ ترتیب کو مکرر شائقین حدیث یاد فرما لیں کہ پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، دوسرے آسمان پر حضرت یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام سے ملاقات ہوئی، تیسرے پر حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، چوتھے پر حضرت ادریس علیہ السلام سے پانچویں پر حضرت ہارون علیہ السلام سے چھٹے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔

روایت میں لفظ سدرۃ المنتہیٰ مذکور ہوا ہے۔ لفظ ((سدرۃ)) بیری کے درخت کو کہتے ہیں: "وسميت بها لان علم الملائكة ينتهى اليها ولم يتجاوزها احد الا رسول الله ﷺ وحكى عن عبد الله بن مسعود انها سميت بذالك لكون ينتهى اليها ما يهبط من فوقها وما يصعد من تحتها۔" (مرقات) یعنی اس کا یہ نام اس لئے ہوا کہ فرشتوں کی معلومات اس پر ختم ہو جاتی ہیں اور اس جگہ سے آگے کسی کا گزر نہیں ہو سکا ہے یہ شرف صرف سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہوا کہ آپ اس سے بھی آگے گزر گئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس کا یہ نام اس لئے رکھا گیا کہ اوپر سے نیچے آنے والی اور نیچے سے اوپر جانے والی ہر چیز کی انتہا یہاں ختم ہو جاتی ہے۔

روایت میں لفظ بیت المعمور آیا ہے، جو کعبہ مکرمہ کے مقابل ساتویں آسمان پر آسمان والوں کا قبلہ ہے اور جیسی زمین پر کعبہ شریف کی حرمت ہے۔ ایسے ہی آسمانوں پر بیت المعمور کی حرمت ہے۔ لفظ فطرت سے مراد اسلام اور اس پر استقامت ہے۔ آپ ﷺ کے سامنے نہروں کا ذکر آیا:

"وفى شرح مسلم قال ابن مقاتل الباطنان هو السلسبيل والكوثر والظاهر ان النيل والفرات يخرجان من اصلها ثم يسران حيث اراد الله تعالىٰ ثم يخرجان من الارض ويسيران فيها.وهذا لا يمنعه شرع ولا عقل وهو ظاهر الحديث فوجب المصير اليه۔" (مرقات)

یعنی دو باطنی نہروں سے مراد سلسبیل اور کوثر ہیں اور دو ظاہری نہروں سے مراد نیل و فرات ہیں جو اس کی جڑ سے نکلتی ہیں پھر اللہ تعالیٰ جہاں چاہتا ہے وہاں وہاں وہ پھیلتی ہیں پھر وہ نیل و فرات زمین پر ظاہر ہو کر چلتی ہیں۔ یہ نہ عقل کے خلاف ہے نہ شرع کے اور حدیث کا ظاہر مفہوم بھی یہی ہے جس کو تسلیم کرنا ضروری ہے۔ نماز کے بارے میں نبی کریم ﷺ کی بمشورہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بار بار مراجعت تخفیف کے لئے تھی۔ اللہ پاک نے شروع میں پچاس وقت کی نمازوں کا حکم فرمایا، مگر اس بار بار درخواست پر اللہ نے رحم فرما کر صرف پانچ وقت کی نمازوں کو رکھا مگر ثواب کے لئے وہ پچاس کا حکم قائم رہا اس لئے کہ امت محمدیہ کی خصوصیات میں سے ہے کہ اس کو ایک نیکی کرنے پر دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔

واقعہ معراج کے بہت سے اسرار و حکم ہیں جن کو حجۃ الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں بڑی تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ اہل علم کو ان کا مطالعہ ضروری ہے اس مختصر میں اس تطویل کی گنجائش نہیں ہے۔ اللہ پاک قیامت کے دن مجھ حقیر فقیر از سرتاپا گناہگار خادم مترجم کو اور جملہ قدر دانان کلام حبیب پاک ﷺ کو اپنے دیدار سے مشرف فرما کر اپنے حبیب ﷺ کے لوائے حمد کے نیچے جمع فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

٣٨٨٨۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ﴾ [الإسراء: ٦٠] قَالَ: هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ، أُرِيَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ. قَالَ:

(٣٨٨٨) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِى أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ﴾ (اور جو رؤیا ہم نے آپ کو دکھایا اس سے مقصد صرف لوگوں کا امتحان تھا) فرمایا کہ اس میں رؤیا سے آنکھ سے دیکھنا ہی مراد ہے۔ جو رسول اللہ ﷺ کو اس معراج کی رات میں دکھایا گیا تھا

وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ قَالَ: هِيَ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ. [طرفاه في: ٤٧١٦، ٦٦١٣]

جس میں آپ کو بیت المقدس تک لے جایا گیا تھا اور قرآن مجید میں جو ''شجرۂ ملعونہ'' کا ذکر آیا ہے وہ تھوہر کا درخت ہے۔

تشریح: یہ درخت دوزخ میں پیدا ہوگا اگرچہ دنیاوی تھوہر کے مانند ہوگا مگر زہر اور تلخی میں اس قدر خطرناک ہوگا جو اہل دوزخ کے پیٹ اور آنتوں کو پھاڑ دے گا، گلے میں پھنس جائے گا۔ اس کے پتے اژدھے سانپوں کے پھنوں کی طرح ہوں گے۔ یہی ملعون درخت ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔

بَابُ وُفُوْدِ الْأَنْصَارِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِمَكَّةَ وَبَيْعَةُ الْعَقَبَةِ

باب: مکہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس انصار کے وفود کا آنا اور بیعت عقبہ کا بیان

٣٨٨٩۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ عَبْدَاللَّهِ بْنَ كَعْبٍ۔ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ حِينَ عَمِيَ۔ قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِينَ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوْكَ. بِطُوْلِهِ، قَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ فِي حَدِيْثِهِ: وَلَقَدْ شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ حِينَ تَوَاثَقْنَا عَلَى الْإِسْلَامِ، وَمَا أُحِبُّ أَنَّ لِيْ بِهَا مَشْهَدَ بَدْرٍ وَإِنْ كَانَتْ بَدْرٌ، أَذْكَرَ فِي النَّاسِ مِنْهَا. [راجع: ٢٧٥٧]

(٣٨٨٩) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے عتبہ بن خالد نے بیان کیا، ہم سے یونس بن یزید نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے خبر دی اور انہیں عبداللہ بن کعب نے جب وہ نابینا ہو گئے تو وہ چلتے پھرتے وقت ان کو پکڑ کر لے چلتے تھے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہونے کا طویل واقعہ بیان کرتے تھے۔ ابن بکیر نے اپنی روایت میں بیان کیا کہ حضرت کعب نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس عقبہ کی رات میں حاضر تھا جب ہم نے اسلام پر قائم رہنے کا پختہ عہد کیا تھا، میرے نزدیک (لیلۃ عقبہ کی بیعت) بدر کی لڑائی میں حاضری سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے اگرچہ لوگوں میں بدر کا چرچا اس سے زیادہ ہے۔

تشریح: جنگ بدر اول جنگ ہے جو مسلمانوں نے کافروں سے کی اس میں کافروں کے بڑے بڑے سردار لوگ قتل ہوئے۔ لیلۃ العقبۃ کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ یہ وہ رات تھی جس میں انصار نے نبی کریم ﷺ کی رفاقت کا قطعی عہد کیا تھا اور آپ نے انصار کے بارہ نقیب مقرر فرمائے تھے۔ یہ ایک تاریخی رات تھی جس میں قوت اسلام کی بنا قائم ہوئی اور نبی کریم ﷺ کو دلی سکون حاصل ہوا اسی لئے کعب رضی اللہ عنہ نے اس میں شریک ہونا جنگ بدر میں شریک ہونے سے بھی بہتر سمجھا۔

حدیث میں عقبہ کا ذکر ہے۔ عقبہ گھاٹی کو کہتے ہیں یہ گھاٹی مقام الحرا اور منیٰ کے درمیان طول طویل پہاڑوں کے درمیان تھی اسی جگہ مدینہ کے بارہ اشخاص نے ۱۲ نبوت میں رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کیا اور مسلمان ہوئے، یہ بیعت عقبہ اولیٰ کہلاتی ہے۔ ان لوگوں کی تعلیم کے لئے نبی کریم ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ مدینہ بھیج دیا تھا جو بڑے ہی امیر گھرانے کے لاڈلے بیٹے تھے۔ مگر اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں نے دنیاوی عیش و آرام سب بھلا دیا، مدینہ میں انہوں نے بڑی کامیابی حاصل کی۔ یہ وہاں اسعد بن زرارہ کے گھر

ٹھہرے تھے۔ اگلے سال ۱۳ نبوت میں ۷۳ مرد اور دو عورتیں یثرب سے چل کر مکہ آئے اور اسی گھاٹی میں ان کو دربار رسالت میں شرف باریابی حاصل ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنے نورانی وعظ سے منور فرمایا اور ان لوگوں نے نبی کریم ﷺ سے مدینہ تشریف لانے کی درخواست کی۔ آپ نے اس درخواست کو قبول فرمایا جسے سن کر یہ سب بے حد خوش ہوئے اور آپ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ براء بن معرور ؓ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے اس رات سب سے پہلے بیعت کی تھی، یہی بیعت عقبہ ثانیہ کہلاتی ہے۔ ان حضرات میں سے نبی کریم ﷺ نے بارہ اشخاص کو نقیب مقرر فرمایا جس طرح حضرت عیسیٰ بن مریم ؑ نے اپنے لئے بارہ نقیب مقرر کئے تھے نبی کریم ﷺ کے بارہ نقیبوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

(۱) سعد بن زرارہ (۲) رافع بن مالک (۳) عبادہ بن صامت (۴) سعد بن ربیع (۵) منذر بن عمرو (۶) عبداللہ بن رواحہ (۷) براء بن معرور (۸) عمرو بن حرام (۹) سعد بن عبادہ ان سب کا تعلق قبیلہ خزرج سے تھا (۱۰) اسید بن حضیر (۱۱) سعد بن خیثمہ (۱۲) ابوالہیثم بن تیہان یہ تینوں قبیلہ اوس سے تھے۔ (رضی اللہ عنہم)

یا اللہ قیامت کے دن ان سب بزرگوں کے ساتھ ہم گناہگاروں کا بھی حشر فرما۔ آمین

٣٨٩٠۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: كَانَ عَمْرٌو يَقُوْلُ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ، يَقُوْلُ: شَهِدَ بِيْ خَالَايَ الْعَقَبَةَ. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: أَحَدُهُمَا الْبَرَاءُ بْنُ مَعْرُوْرٍ. [طرفه في: ٣٨٩١]

(۳۸۹۰) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا کہ عمرو بن دینار کہا کرتے تھے کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ میرے دو ماموں مجھے بھی بیعت عقبہ میں ساتھ لے گئے تھے۔ ابوعبداللہ امام بخاری ؒ نے کہا کہ ابن عیینہ نے بیان کیا ان میں سے ایک براء بن معرور ؓ تھے۔

تشریح: جو سب انصار سے پہلے مسلمان ہوئے اور سب سے پہلے آنحضرت ﷺ سے بیعت کی۔

٣٨٩١۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَهُمْ، قَالَ عَطَاءٌ: قَالَ جَابِرٌ: أَنَا وَأَبِيْ، وَخَالِيْ، مِنْ أَصْحَابِ الْعَقَبَةِ. [راجع: ٣٨٩٠]

(۳۸۹۱) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے خبر دی، ان سے عطاء نے بیان کیا کہ حضرت جابر ؓ نے کہا میں، میرے والد اور میرے دو ماموں تینوں بیعت عقبہ کرنے والوں میں شریک تھے۔

تشریح: قسطلانی نے کہا کہ جابر ؓ کی ماں کا نام نصیبہ تھا ان کے بھائی ثعلبہ اور عمرو تھے۔ براء جابر ؓ کے ماموں نہ تھے لیکن ان کی ماں کے عزیزوں میں سے تھے اور عرب کے لوگ ماں کے سب عزیزوں کو لفظ خال (ماموں) سے یاد کرتے ہیں۔

٣٨٩٢۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَمِّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ إِدْرِيْسَ، عَائِذُ اللّٰهِ أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ مِنَ الَّذِيْنَ شَهِدُوْا بَدْرًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمِنْ أَصْحَابِهِ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَحَوْلَهُ عِصَابَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ:

(۳۸۹۲) مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو یعقوب بن ابراہیم نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے ہمارے بھتیجے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے ان کے چچا نے بیان کیا اور انہوں نے کہا کہ ہمیں ابوادریس عائذ اللہ بن عبداللہ نے خبر دی کہ عبادہ بن صامت ؓ ان صحابہ میں سے تھے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدر کی لڑائی میں شرکت کی تھی اور عقبہ کی رات رسول اللہ ﷺ سے عہد کیا تھا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس وقت آپ کے پاس صحابہ کی

((تَعَالَوْا بَايِعُونِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقُوا، وَلَا تَزْنُوا، وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ، وَلَا تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ، وَلَا تَعْصُونِي فِي مَعْرُوفٍ، فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ بِهِ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ لَهُ كَفَّارَةٌ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللَّهُ فَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ، إِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ، وَإِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ)). قَالَ: فَبَايَعْتُهُ عَلَى ذَلِكَ. [راجع: ١٨]

ایک جماعت تھی: ”آؤ مجھ سے اس بات کا عہد کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گے، چوری نہ کرو گے، زنا نہ کرو گے، اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گے، اپنی طرف سے گھڑ کر کسی پر تہمت نہ لگاؤ گے، اور اچھی باتوں میں میری نافرمانی نہ کرو گے، پس جو شخص اپنے اس عہد پر قائم رہے گا اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے اور جس شخص نے اس میں کمی کی اور اللہ تعالیٰ نے اسے چھپا رہنے دیا تو اس کا معاملہ اللہ کے اختیار میں ہے، چاہے تو اس پر سزا دے اور چاہے معاف کر دے۔“ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا چنانچہ میں نے آنحضرت ﷺ سے ان امور پر بیعت کی۔

تشریح: بیعت سے مراد عہد واقرار ہے جو نبی کریم ﷺ اسلام قبول کرنے والوں سے لیا کرتے تھے۔ کبھی آپ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی بطور تجدید عہد بیعت لیتے جیسا کہ یہاں مذکور ہے۔

٣٨٩٣۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنِ الصُّنَابِحِيِّ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّهُ قَالَ: إِنِّي مِنَ النُّقَبَاءِ الَّذِينَ بَايَعُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ: بَايَعْنَاهُ عَلَى أَنْ لَا نُشْرِكَ بِاللَّهِ شَيْئًا، وَلَا نَسْرِقَ، وَلَا نَزْنِيَ، وَلَا نَقْتُلَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا نَنْتَهِبَ، وَلَا نَعْصِيَ بِالْجَنَّةِ إِنْ فَعَلْنَا ذَلِكَ، فَإِنْ غَشِينَا مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا كَانَ قَضَاءُ ذَلِكَ إِلَى اللَّهِ. [راجع: ١٨] [مسلم: ٤٤٦٤]

(٣٨٩٣) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعید نے، ان سے یزید بن ابی حبیب نے، ان سے ابوالخیر مرثد بن عبداللہ نے، ان سے عبدالرحمٰن صنابحی نے اور ان سے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں ان نقیبوں سے تھا جنہوں نے (عقبہ کی رات میں) رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ آپ نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا عہد کیا تھا کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے، چوری نہیں کریں گے، زنا نہیں کریں گے، کسی ایسے شخص کو قتل نہیں کریں گے جس کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، لوٹ مار نہیں کریں گے اور نہ اللہ کی نافرمانی کریں گے جنت کے بدلے میں، اگر ہم اپنے اس عہد میں پورے اترے۔ لیکن اگر ہم نے اس میں کچھ خلاف کیا تو اس کا فیصلہ اللہ پر ہے۔

بَابُ تَزْوِيجِ النَّبِيِّ ﷺ عَائِشَةَ وَقُدُومِهَا الْمَدِينَةَ وَبِنَائِهِ بِهَا

باب: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کا نکاح کرنا اور آپ کا مدینہ میں تشریف لانا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کا بیان

تشریح: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ ماں کا نام ام رومان بنت عامر بن عویمر ہے، ہجرت سے تین سال قبل ۱۰ نبوی میں نبی کریم ﷺ سے ان کا عقد ہوا۔ شوال ۲ھ میں مدینہ طیبہ میں رخصتی عمل میں آئی، وفات نبوی کے وقت ان کی عمر ۱۸ سال کی تھی،

بڑی زبردست عالمہ فاضلہ تھیں۔ ۵۸ھ یا ۵۷ میں ۱۷ رمضان شب سہ شنبہ میں وفات پائی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور شب میں بقیع غرقد میں دفن ہوئیں۔ اسلامی تاریخ میں اس خاتون اعظم کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ (رضی الله عنها وارضاها)

٣٨٩٤۔ حَدَّثَنِي فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ، فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَنَزَلْنَا فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ خَزْرَجٍ، فَوُعِكْتُ فَتَمَرَّقَ شَعَرِي فَوَفَى جُمَيْمَةً، فَأَتَتْنِي أُمِّي أُمُّ رُومَانَ وَإِنِّي لَفِي أُرْجُوحَةٍ وَمَعِي صَوَاحِبُ لِي، فَصَرَخَتْ بِي فَأَتَيْتُهَا مَا أَدْرِي مَا تُرِيدُ بِي فَأَخَذَتْ بِيَدِي حَتَّى أَوْقَفَتْنِي عَلَى بَابِ الدَّارِ، وَإِنِّي لَأُنْهِجُ، حَتَّى سَكَنَ بَعْضُ نَفَسِي، ثُمَّ أَخَذَتْ شَيْئًا مِنْ مَاءٍ فَمَسَحَتْ بِهِ وَجْهِي وَرَأْسِي ثُمَّ أَدْخَلَتْنِي الدَّارَ فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي الْبَيْتِ فَقُلْنَ: عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ، وَعَلَى خَيْرِ طَائِرٍ. فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِنَّ فَأَصْلَحْنَ مِنْ شَأْنِي، فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ضُحًى، فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِ، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ. [أطرافه في: ٣٨٩٦، ٥١٣٣، ٥١٣٤، ٥١٥٦، ٥١٥٨، ٥١٦٠] [ابن ماجه: ١٨٧٦]

(۳۸۹۴) مجھ سے فروہ بن ابی المغراء نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مسہر نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سے میرا نکاح جب ہوا تو میری عمر چھ سال کی تھی پھر ہم مدینہ (ہجرت کرکے) آئے اور بنی حارث بن خزرج کے یہاں قیام کیا۔ یہاں آ کر مجھے بخار چڑھا اور اس کی وجہ سے میرے بال گرنے لگے۔ پھر مونڈھوں تک خوب بال ہوگئے پھر ایک دن میری والدہ ام رومان رضی اللہ عنہا آئیں، اس وقت میں اپنی چند سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھی۔ انہوں نے مجھے پکارا تو میں حاضر ہوگئی۔ مجھے کچھ معلوم نہیں تھا کہ میرے ساتھ ان کا کیا ارادہ ہے۔ آخر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر گھر کے دروازہ کے پاس کھڑا کر دیا اور میرا سانس پھولا جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر میں جب مجھے کچھ سکون ہوا تو انہوں نے تھوڑا سا پانی لے کر میرے منہ اور سر پر پھیرا۔ پھر گھر کے اندر مجھے لے گئیں۔ وہاں انصار کی چند عورتیں موجود تھیں، جنہوں نے مجھے دیکھ کر دعا دی کہ خیر و برکت اور اچھا نصیب لے کر آئی ہو، میری ماں نے مجھے انہیں کے حوالہ کر دیا اور انہوں نے میری آرائش کی۔ اس کے بعد دن چڑھے اچانک رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور حضور ﷺ نے خود مجھے سلام کیا میری عمر اس وقت نو سال تھی۔

تشریح: حجاز چونکہ گرم ملک ہے اس لئے وہاں قدرتی طور پر لڑکے اور لڑکیاں بہت کم عمر میں بالغ ہو جاتی ہیں۔ اس لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے وقت صرف نو سال کی عمر تعجب خیز نہیں ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں یوں ہے کہ میں گھر کے اندر گئی تو دیکھا کہ نبی کریم ﷺ ایک چارپائی پر بیٹھے ہوئے ہیں آپ کے پاس انصار کے کئی مرد اور عورتیں ہیں ان عورتوں نے مجھ کو نبی کریم ﷺ کی گود میں بٹھلا دیا اور کہا یا رسول اللہ! یہ آپ کی بیوی ہیں، اللہ مبارک کرے۔ پھر وہ سب مکان سے چلی گئیں۔ یہ ملاپ شوال ۲ھ میں ہوا۔

٣٨٩٥۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: ((أُرِيتُكِ فِي الْمَنَامِ

(۳۸۹۵) ہم سے معلیٰ بن اسید نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم مجھے دو مرتبہ خواب میں دکھلائی گئی ہو۔ میں نے

مَرَّتَيْنِ، أَرَى أَنَّكِ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيْرٍ وَيَقُوْلُ: هَذِهِ امْرَأَتُكَ فَاكْشِفْ عَنْهَا فَإِذَا هِيَ أَنْتِ فَأَقُوْلُ: إِنْ يَكُ هَذَا مِنْ عِنْدِاللَّهِ يُمْضِهِ)). [أطرافه في: ٥٠٧٨، ٥١٢٥، ٧٠١١، ٧٠١٢]

دیکھا کہ تم ایک ریشمی کپڑے میں لپٹی ہوئی ہو اور کہا جا رہا ہے کہ یہ آپ کی بیوی ہیں، ان کا چہرہ کھولیے۔ میں نے چہرہ کھول کر دیکھا تو تم تھیں، میں نے سوچا کہ اگر یہ خواب اللہ کی جانب سے ہے تو وہ خود اس کو پورا فرمائے گا۔

٣٨٩٦- حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: تُوُفِّيَتْ خَدِيْجَةُ قَبْلَ مَخْرَجِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الْمَدِيْنَةِ بِثَلَاثِ سِنِيْنَ، فَلَبِثَ سَنَتَيْنِ أَوْ قَرِيْبًا مِنْ ذَلِكَ، وَنَكَحَ عَائِشَةَ وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ، ثُمَّ بَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ. [راجع: ٣٨٩٤] [مسلم: ٣٤٧٩]

(٣٨٩٦) مجھ سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد (عروہ بن زبیر) نے بیان کیا کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات نبی کریم ﷺ کی مدینہ کو ہجرت سے تین سال پہلے ہوگئی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے آپ کی وفات کے تقریباً دو سال بعد عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اس وقت ان کی عمر چھ سال تھی جب رخصتی ہوئی تو وہ نو سال کی تھیں۔

بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ

باب: نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کا مدینہ کی طرف ہجرت کرنا

وَقَالَ عَبْدُاللَّهِ بْنُ زَيْدٍ وَأَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ)). وَقَالَ أَبُوْ مُوْسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ، فَذَهَبَ وَهَلِي إِلَى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوْ هَجَرُ، فَإِذَا هِيَ الْمَدِيْنَةُ يَثْرِبُ)).

[راجع: ٣٦٢٢]

حضرت عبداللہ بن زید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ سے نقل کیا کہ "اگر ہجرت کی فضیلت نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک آدمی بن کر رہنا پسند کرتا۔" اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا: "میں نے خواب دیکھا کہ میں مکہ سے ایک ایسی زمین کی طرف ہجرت کر کے جا رہا ہوں کہ جہاں کھجور کے باغات بکثرت ہیں، میرا ذہن اس سے یمامہ یا ہجر کی طرف گیا لیکن یہ زمین شہر 'یثرب' کی تھی۔"

٣٨٩٧- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ، يَقُوْلُ: عُدْنَا خَبَّابًا فَقَالَ: هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ نُرِيْدُ وَجْهَ اللَّهِ، فَوَقَعَ أَجْرُنَا عَلَى اللَّهِ، فَمِنَّا مَنْ مَضَى، لَمْ يَأْخُذْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا، مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ، وَتَرَكَ نَمِرَةً، فَكُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا

(٣٨٩٧) ہم سے (عبداللہ بن زبیر) حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابو وائل شقیق بن سلمہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے گئے تو انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہم نے صرف اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہجرت کی تھی، اللہ تعالیٰ ہمیں اس کا اجر دے گا۔ پھر ہمارے بہت سے ساتھی اس دنیا سے اٹھ گئے اور انہوں نے (دنیا میں) اپنے اعمال کا پھل نہیں دیکھا۔ انہی میں مصعب

بِهَا رَأْسَهُ بَدَتْ رِجْلَاهُ، وَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ بَدَا رَأْسُهُ، فَأَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نُغَطِّيَ رَأْسَهُ، وَنَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ شَيْئًا مِنْ إِذْخِرٍ. وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا. [راجع: ١٢٧٦]

بن عمیر رضی اللہ عنہ تھے جو احد کی لڑائی میں شہید کئے گئے جبکہ انہوں نے صرف ایک دھاری دار چادر چھوڑی تھی۔ (کفن دیتے وقت) جب ہم ان کی چادر سے ان کا سر ڈھانکتے تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں ڈھانکتے تو سر کھل جاتا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ان کا سر ڈھانک دیں اور پاؤں پر اذخر گھاس ڈال دیں۔ (تاکہ چھپ جائے) اور ہم میں ایسے بھی ہیں کہ (اس دنیا میں بھی) ان کے اعمال کا میوہ پک گیا، پس وہ اس کو چن رہے ہیں۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ بعض لوگ تو غنیمت اور دنیا کا مال واسباب ملنے سے پہلے گزر چکے ہیں اور بعض زندہ رہے، ان کا میوہ خوب پھلا پھولا یعنی دین کے ساتھ انہوں نے اسلامی ترقی و کشادگی کا دور بھی دیکھا اور وہ آرام و راحت کی زندگی بھی پا گئے۔ سچ ہے ﴿إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾ (٩٤/ الانشراح:٦) بے شک تنگی کے بعد آسانی ہوتی ہے۔

٣٨٩٨۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ -هُوَ ابْنُ زَيْدٍ- عَنْ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ، سَمِعْتُ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ، فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ)). [راجع: ١]

(٣٨٩٨) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید انصاری نے، ان سے محمد بن ابراہیم نے، ان سے علقمہ بن ابی وقاص نے بیان کیا کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: "اعمال نیت پر موقوف ہیں۔ پس جس کا مقصد ہجرت دنیا کمانا ہو وہ اپنے اسی مقصد کو حاصل کر سکے گا یا مقصد ہجرت سے کسی عورت سے شادی کرنا ہو تو وہ بھی اپنے اسی مقصد تک پہنچ سکے گا، لیکن جن کی ہجرت کا مقصد اللہ اور اس کے رسول کی رضامندی ہوگی تو اسی کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لئے سمجھی جائے گی۔"

تشریح: حدیث میں ہجرت کا ذکر ہے اسی لے یہاں لائی گئی۔

٣٨٩٩۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ عَبْدَةَ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ، عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ جَبْرٍ الْمَكِّيِّ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ: لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ. [أطرافه في: ٤٣٠٩، ٤٣١٠، ٤٣١١]

(٣٨٩٩) مجھ سے اسحاق بن یزید دمشقی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن حمزہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابوعمرو اوزاعی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبدہ بن ابی لبابہ نے بیان کیا، ان سے مجاہد بن جبر مکی نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ فتح مکہ کے بعد (مکہ سے مدینہ کی طرف) ہجرت باقی نہیں رہی۔

تشریح: یعنی ہجرت کی وہ فضیلت باقی نہیں رہی جو مکہ فتح ہونے سے قبل تھی۔ بعض نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی طرف ہجرت نہیں رہی اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہجرت کا مشروع ہونا جاتا رہا کیونکہ دار الکفر سے دار الاسلام کی طرف ہجرت واجب ہے جب دین میں خلل

پڑنے کا ڈر ہو۔ یہ حکم قیامت تک باقی ہے اور اسماعیلی کی روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کی صراحت موجود ہے۔

حافظ نے کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول سے یہ نکلتا ہے کہ ہجرت اس ملک سے واجب ہے جہاں پر اللہ کی عبادت آزادی کے ساتھ نہ ہو سکے ورنہ واجب نہیں ماوردی نے کہا اگر مسلمان دار الحرب میں اپنا دین ظاہر کرسکتا ہے تو اس کا حکم دار الاسلام کا سا ہوگا اور وہاں ٹھہرنا ہجرت کرنے سے افضل ہوگا کیونکہ وہاں ٹھہرنے سے یہ امید ہے کہ دوسرے لوگ بھی اسلام میں داخل ہوں۔ (وحیدی)

٣٩٠٠۔ وَحَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ عَطَاءِ ابْنِ أَبِي رَبَاحٍ، قَالَ: زُرْتُ عَائِشَةَ مَعَ عُبَيْدِ ابْنِ عُمَيْرٍ اللَّيْثِيِّ فَسَأَلْنَاهَا عَنِ الْهِجْرَةِ، فَقَالَتْ: لَا هِجْرَةَ الْيَوْمَ، كَانَ الْمُؤْمِنُونَ يَفِرُّ أَحَدُهُمْ بِدِينِهِ إِلَى اللّٰهِ وَإِلَى رَسُولِهِ مَخَافَةَ أَنْ يُفْتَنَ عَلَيْهِ، فَأَمَّا الْيَوْمَ فَقَدْ أَظْهَرَ اللّٰهُ الْإِسْلَامَ، وَالْيَوْمَ يَعْبُدُ رَبَّهُ حَيْثُ شَاءَ، وَلَكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ. [راجع: ٣٠٨٠]

٣٩٠١۔ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، قَالَ هِشَامٌ: فَأَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ سَعْدًا، قَالَ: اللَّهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أُجَاهِدَهُمْ فِيكَ مِنْ قَوْمٍ كَذَّبُوا رَسُولَكَ وَأَخْرَجُوهُ، اللَّهُمَّ فَإِنِّي أَظُنُّ أَنَّكَ قَدْ وَضَعْتَ الْحَرْبَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ. وَقَالَ أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ، أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ مِنْ قَوْمٍ كَذَّبُوا نَبِيَّكَ وَأَخْرَجُوهُ مِنْ قُرَيْشٍ. [راجع: ٤٦٣]

(۳۹۰۰) مجھ سے امام اوزاعی نے بیان کیا، ان سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا کہ عبید بن عمیر لیثی کے ساتھ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہم نے ان سے فتح مکہ کے بعد ہجرت کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ ایک وقت تھا جب مسلمان اپنے دین کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف عہد کر کے آتا تھا، اس خطرہ کی وجہ سے کہ کہیں وہ فتنہ میں نہ پڑ جائے لیکن اب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کر دیا ہے اور آج (سرزمین عرب میں) انسان جہاں بھی چاہے اپنے رب کی عبادت کرسکتا ہے، البتہ جہاد اور جہاد کی نیت کا ثواب باقی ہے۔

(۳۹۰۱) مجھ سے زکریا بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن نمیر نے بیان کیا، کہا کہ ہشام نے بیان کیا کہ انہیں ان کے والد نے خبر دی اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ! تو جانتا ہے کہ اس سے زیادہ مجھے اور کوئی چیز پسندیدہ نہیں کہ تیرے راستے میں، میں اس قوم سے جہاد کروں جس نے تیرے رسول ﷺ کی تکذیب کی اور انہیں (ان کے وطن مکہ سے) نکالا اے اللہ! لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو نے ہمارے اور ان کے درمیان لڑائی کا سلسلہ ختم کر دیا ہے۔ اور ابان بن زید نے بیان کیا، ان سے ہشام نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ (یہ لفظ سعد رضی اللہ عنہ فرماتے تھے) من قوم كذبوا نبيك و اخرجوه من قريش یعنی جنہوں نے تیرے رسول ﷺ کو جھٹلایا۔ باہر نکال دیا اس سے قریش کے کافر مراد ہیں۔

تشریح: حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو یہ گمان ہوا کہ جنگ احزاب میں کفار قریش کی پوری طاقت لگ چکی ہے اور آخر میں وہ بھاگ نکلے تو اب قریش میں لڑنے کی طاقت نہیں رہی۔ شاید اب ہم میں اور ان میں جنگ نہ ہو۔

٣٩٠٢۔ حَدَّثَنَا مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَوْحٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بُعِثَ رَسُولُ

(۳۹۰۲) ہم سے مطر بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم سے روح نے بیان کیا، ان سے ہشام نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کو چالیس سال کی عمر میں رسول

اللّٰهِ ﷺ لِأَرْبَعِينَ سَنَةً، فَمَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً يُوحَى إِلَيْهِ، ثُمَّ أُمِرَ بِالْهِجْرَةِ فَهَاجَرَ عَشْرَ سِنِينَ، وَمَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ. [مسلم: ٣٦٢١]

بنایا گیا تھا۔ پھر آپ پر مکہ مکرمہ میں تیرہ سال تک وحی آتی رہی اس کے بعد آپ کو ہجرت کا حکم ہوا اور آپ نے ہجرت کی حالت میں دس سال گزارے، (مدینہ میں) جب آپ کی وفات ہوئی تو آپ کی عمر تریسٹھ سال کی تھی۔

٣٩٠٣ـ حَدَّثَنِي مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا ابْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: مَكَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَتُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ. [مسلم: ٦٠٩٦؛ ترمذي: ٣٦٥٦]

(۳۹۰۳) مجھ سے مطر بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم سے روح بن عبادہ نے بیان کیا، کہا ہم سے زکریا بن اسحاق نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے نبوت کے بعد مکہ میں تیرہ سال قیام کیا اور جب آپ کی وفات ہوئی تو آپ کی عمر تریسٹھ سال کی تھی۔

٣٩٠٤ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ عَنْ عُبَيْدٍ- يَعْنِي ابْنَ حُنَيْنٍ- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: ((إِنَّ عَبْدًا خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَا شَاءَ، وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ، فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ)). فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ: فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا. فَعَجِبْنَا لَهُ، وَقَالَ النَّاسُ: انْظُرُوا إِلَى هَذَا الشَّيْخِ، يُخْبِرُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ عَبْدٍ خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ وَهُوَ يَقُولُ: فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا. فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ هُوَ الْمُخَيَّرَ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ هُوَ أَعْلَمَنَا بِهِ. وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنْ أَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبَا بَكْرٍ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا مِنْ أُمَّتِي لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ إِلَّا خُلَّةَ

(۳۹۰۴) ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے مالک نے بیان کیا، ان سے عمر بن عبیداللہ کے مولیٰ ابوالنضر نے، ان سے عبید یعنی ابن حنین نے اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر بیٹھے، پھر فرمایا: ”اپنے ایک نیک بندے کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا کہ دنیا کی نعمتوں میں سے جو وہ چاہے اسے اپنے لئے پسند کرلے یا جو اللہ تعالیٰ کے یہاں ہے (آخرت میں) اسے پسند کرلے۔ اس بندے نے اللہ تعالیٰ کے ہاں ملنے والی چیز کو پسند کرلیا۔“ اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کیا ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ (ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) ہمیں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس رونے پر حیرت ہوئی، بعض لوگوں نے کہا ان بزرگوں کو دیکھئے حضور ﷺ تو ایک بندے کے متعلق خبر دے رہے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی نعمتیں اور جو اللہ کے پاس ہے اس میں سے کسی کے پسند کرنے کا اختیار دیا تھا اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے ماں باپ حضور پر فدا ہوں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ ہی ان کو ان دو چیزوں میں سے ایک کا اختیار دیا گیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے زیادہ اس بات سے واقف تھے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ”لوگوں میں سب سے زیادہ اپنی صحبت اور مال کے ذریعہ مجھ پر احسان ابوبکر کے ہیں۔ اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو اپنا خلیل بنا سکتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا البتہ اسلامی رشتہ ان

الْإِسْلَامِ، لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ إِلَّا خَوْخَةُ أَبِي بَكْرٍ)). [راجع: ٤٦٦]

کے ساتھ کافی ہے۔ مسجد میں کوئی دروازہ اب کھلا ہوا باقی نہ رکھا جائے سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف کھلنے والے دروازے کے۔"

تشریح: ہوا یہ تھا کہ مسلمانوں نے جو مسجد نبوی کے اردگرد رہتے تھے اپنے اپنے گھروں میں ایک ایک کھڑکی مسجد کی طرف کھول لی تھی تاکہ جلدی سے مسجد کی طرف چلے جائیں یا جب چاہیں نبی کریم ﷺ کی زیارت اپنے گھر ہی سے کرلیں آپ نے حکم دیا یہ کھڑکیاں سب بند کردی جائیں، صرف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کھڑکی قائم رہے۔ بعض نے یہ حدیث حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت اور افضلیت مطلقہ کی دلیل ٹھہرائی ہے۔

٣٩٠٥۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ قَطُّ إِلَّا وَهُمَا يَدِينَانِ الدِّينَ، وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِينَا فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ طَرَفَيِ النَّهَارِ بُكْرَةً وَعَشِيَّةً، فَلَمَّا ابْتُلِيَ الْمُسْلِمُونَ خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ مُهَاجِرًا نَحْوَ أَرْضِ الْحَبَشَةِ، حَتَّى بَلَغَ بَرْكَ الْغِمَادِ لَقِيَهُ ابْنُ الدَّغِنَةِ وَهُوَ سَيِّدُ الْقَارَةِ. فَقَالَ: أَيْنَ تُرِيدُ يَا أَبَا بَكْرٍ؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَخْرَجَنِي قَوْمِي، فَأُرِيدُ أَنْ أَسِيحَ فِي الْأَرْضِ وَأَعْبُدَ رَبِّي. قَالَ ابْنُ الدَّغِنَةِ: فَإِنَّ مِثْلَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ وَلَا يُخْرَجُ، إِنَّكَ تَكْسِبُ الْمُعْدِمَ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ، فَأَنَا لَكَ جَارٌ، ارْجِعْ وَاعْبُدْ رَبَّكَ بِبَلَدِكَ. فَرَجَعَ وَارْتَحَلَ مَعَهُ ابْنُ الدَّغِنَةِ، فَطَافَ ابْنُ الدَّغِنَةِ عَشِيَّةً فِي أَشْرَافِ قُرَيْشٍ، فَقَالَ لَهُمْ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ مِثْلُهُ وَلَا يُخْرَجُ، أَتُخْرِجُونَ رَجُلًا يَكْسِبُ الْمُعْدِمَ، وَيَصِلُ الرَّحِمَ، وَيَحْمِلُ الْكَلَّ، وَيَقْرِي الضَّيْفَ، وَيُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَلَمْ تُكَذِّبْ قُرَيْشٌ

(٣٩٠٥) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے عقیل نے کہ ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب میں نے ہوش سنبھالا تو میں نے اپنے ماں باپ کو دین اسلام ہی پر پایا اور کوئی دن ایسا نہیں گزرتا تھا جس میں رسول کریم ﷺ ہمارے گھر صبح وشام دونوں وقت تشریف نہ لاتے ہوں، پھر جب (مکہ میں) مسلمانوں کو ستایا جانے لگا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حبشہ کی ہجرت کا ارادہ کرکے نکلے۔ جب آپ مقام برک الغماد پر پہنچے تو آپ کی ملاقات ابن الدغنہ سے ہوئی جو قبیلہ قارہ کا سردار تھا۔ اس نے پوچھا ابوبکر! کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے اب میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ ملک ملک کی سیاحت کروں (اور آزادی کے ساتھ) اپنے رب کی عبادت کروں گا۔ ابن الدغنہ نے کہا لیکن ابوبکر! تم جیسے انسان کو اپنے وطن سے نہ خود نکلنا چاہیے اور نہ اسے نکالا جانا چاہیے۔ تم محتاجوں کی مدد کرتے ہو، صلہ رحمی کرتے ہو، بے کسوں کا بوجھ اٹھاتے ہو، مہمان نوازی کرتے ہو اور حق پر قائم رہنے کی وجہ سے کسی پر آنے والی مصیبتوں میں اس کی مدد کرتے ہو، میں تمہیں پناہ دیتا ہوں واپس چلو اور اپنے شہر ہی میں اپنے رب کی عبادت کرو۔ چنانچہ وہ واپس آگئے اور ابن الدغنہ بھی آپ کے ساتھ واپس آیا۔ اس کے بعد ابن الدغنہ قریش کے تمام سرداروں کے یہاں شام کے وقت گیا اور سب سے اس نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسے شخص کو نہ خود نکلنا چاہیے اور نہ اسے نکالا جانا چاہیے کیا تم ایسے شخص کو نکال دو گے جو محتاجوں کی مدد کرتا ہے، صلہ رحمی کرتا ہے، بیکسوں کا بوجھ اٹھاتا ہے، مہمان نوازی کرتا ہے اور حق کی وجہ سے کسی پر آنے والی مصیبتوں میں اس کی مدد کرتا ہے؟ قریش

بِجِوَارِ ابْنِ الدَّغِنَةِ: وَقَالُوْا لِابْنِ الدَّغِنَةِ: مُرْ أَبَا بَكْرٍ فَلْيَعْبُدْ رَبَّهُ فِيْ دَارِهِ، فَلْيُصَلِّ فِيْهَا وَلْيَقْرَأْ مَا شَاءَ، وَلَا يُؤْذِيْنَا بِذَلِكَ، وَلَا يَسْتَعْلِنْ بِهِ، فَإِنَّا نَخْشَى أَنْ يَفْتِنَ نِسَاءَ نَا وَأَبْنَاءَ نَا. فَقَالَ ذَلِكَ ابْنُ الدَّغِنَةِ لِأَبِيْ بَكْرٍ، فَلَبِثَ أَبُو بَكْرٍ بِذَلِكَ يَعْبُدُ رَبَّهُ فِيْ دَارِهِ، وَلَا يَسْتَعْلِنُ بِصَلَاتِهِ، وَلَا يَقْرَأُ فِيْ غَيْرِ دَارِهِ، ثُمَّ بَدَا لِأَبِيْ بَكْرٍ فَابْتَنَى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهِ وَكَانَ يُصَلِّيْ فِيْهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ، فَيَتَقَذَّفُ عَلَيْهِ نِسَاءُ الْمُشْرِكِيْنَ وَأَبْنَاؤُهُمْ، وَهُمْ يَعْجَبُوْنَ مِنْهُ، وَيَنْظُرُوْنَ إِلَيْهِ، وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ رَجُلًا بَكَّاءً، لَا يَمْلِكُ عَيْنَيْهِ إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ، وَأَفْزَعَ ذَلِكَ أَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، فَأَرْسَلُوْا إِلَى ابْنِ الدَّغِنَةِ، فَقَدِمَ عَلَيْهِمْ. فَقَالُوْا: إِنَّا كُنَّا أَجَرْنَا أَبَا بَكْرٍ بِجِوَارِكَ، عَلَى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهُ فِيْ دَارِهِ، فَقَدْ جَاوَزَ ذَلِكَ، فَابْتَنَى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهِ، فَأَعْلَنَ بِالصَّلَاةِ وَالْقِرَاءَ ةِ فِيْهِ، وَإِنَّا قَدْ خَشِيْنَا أَنْ يَفْتِنَ نِسَاءَ نَا وَأَبْنَاءَ نَا فَانْهَهُ، فَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يَقْتَصِرَ عَلَى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهُ فِيْ دَارِهِ فَعَلَ، وَإِنْ أَبَى إِلَّا أَنْ يُعْلِنَ بِذَلِكَ فَسَلْهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْكَ ذِمَّتَكَ، فَإِنَّا قَدْ كَرِهْنَا أَنْ نُخْفِرَكَ، وَلَسْنَا مُقِرِّيْنَ لِأَبِيْ بَكْرٍ الْإِسْتِعْلَانَ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَأَتَى ابْنُ الدَّغِنَةِ إِلَى أَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ: قَدْ عَلِمْتَ الَّذِيْ عَاقَدْتُ لَكَ عَلَيْهِ، فَإِمَّا أَنْ تَقْتَصِرَ عَلَى ذَلِكَ، وَإِمَّا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيَّ ذِمَّتِيْ، فَإِنِّيْ لَا

نے ابن الدغنہ کی پناہ سے انکار نہیں کیا صرف اتنا کہا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہہ دو کہ اپنے رب کی عبادت اپنے گھر کے اندر ہی کیا کریں وہیں نماز پڑھیں اور جو جی چاہے وہیں پڑھیں، اپنی عبادات سے ہمیں تکلیف نہ پہنچائیں، اس کا اظہار نہ کریں کیونکہ ہمیں اس کا ڈر ہے کہ کہیں ہماری عورتیں اور بچے اس فتنہ میں نہ مبتلا ہو جائیں۔ یہ باتیں ابن الدغنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بھی آ کر کہہ دیں کچھ دنوں تک تو آپ اس پر قائم رہے اور اپنے گھر کے اندر ہی اپنے رب کی عبادت کرتے، نہ نماز برسر عام پڑھتے اور نہ اپنے گھر کے سوا کسی اور جگہ تلاوت قرآن کرتے تھے، لیکن پھر انہوں نے کچھ سوچا اور اپنے گھر کے سامنے نماز پڑھنے کے لئے ایک جگہ بنائی جہاں آپ نے نماز پڑھنی شروع کی اور تلاوت قرآن بھی وہیں کرنے لگے، نتیجہ یہ ہوا کہ وہاں مشرکین کی عورتوں اور بچوں کا مجمع ہونے لگا۔ وہ سب حیرت اور پسندیدگی کے ساتھ دیکھتے رہا کرتے تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بڑے نرم دل انسان تھے۔ جب قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو آنسوؤں کو روک نہ سکتے تھے۔ اس صورت حال سے مشرکین قریش کے سردار گھبرا گئے اور انہوں نے ابن الدغنہ کو بلا بھیجا، جب ابن الدغنہ گیا تو انہوں نے اس سے کہا کہ ہم نے ابو بکر کے لئے تمہاری پناہ اس شرط کے ساتھ تسلیم کی تھی کہ وہ اپنے رب کی عبادت اپنے گھر کے اندر کیا کریں لیکن انہوں نے شرط کے خلاف کیا ہے اور اپنے گھر کے سامنے نماز پڑھنے کے لئے ایک جگہ بنا کر برسر عام نماز پڑھنے اور تلاوت قرآن کرنے لگے ہیں۔ ہمیں اس کا ڈر ہے کہ کہیں ہماری عورتیں اور بچے اس فتنے میں نہ مبتلا ہو جائیں اس لئے تم انہیں روک دو، اگر انہیں یہ شرط منظور ہو کہ اپنے رب کی عبادت صرف اپنے گھر کے اندر ہی کیا کریں تو وہ ایسا کر سکتے ہیں لیکن اگر وہ اظہار ہی کریں تو ان سے کہو کہ تمہاری پناہ دے دیں، کیونکہ ہمیں یہ پسند نہیں کہ تمہاری دی ہوئی پناہ میں ہم دخل اندازی کریں لیکن ابو بکر کے اس اظہار کو بھی ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر ابن الدغنہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے یہاں آیا اور کہا کہ جس شرط کے ساتھ میں نے آپ کے ساتھ عہد کیا تھا وہ آپ کو معلوم ہے، اب یا آپ اس شرط پر قائم رہیے یا پھر میرے عہد کو واپس کیجئے

أُحِبُّ أَنْ تَسْمَعَ الْعَرَبُ أَنِّي أُخْفِرْتُ فِي رَجُلٍ عَقَدْتُ لَهُ. فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: فَإِنِّي أَرُدُّ إِلَيْكَ جِوَارَكَ وَأَرْضَى بِجِوَارِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ. وَالنَّبِيُّ ﷺ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْمُسْلِمِيْنَ: ((إِنِّي أُرِيْتُ دَارَ هِجْرَتِكُمْ ذَاتَ نَخْلٍ بَيْنَ لَابَتَيْنِ. وَهُمَا الْحَرَّتَانِ)) فَهَاجَرَ قِبَلَ الْمَدِيْنَةِ، وَرَجَعَ عَامَّةُ مَنْ كَانَ هَاجَرَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، وَتَجَهَّزَ أَبُوْ بَكْرٍ قِبَلَ الْمَدِيْنَةِ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((عَلَى رِسْلِكَ، فَإِنِّي أَرْجُوْ أَنْ يُؤْذَنَ لِي)). فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ وَهَلْ تَرْجُوْ ذَلِكَ بِأَبِي أَنْتَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)). فَحَبَسَ أَبُوْ بَكْرٍ نَفْسَهُ عَلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ لِيَصْحَبَهُ، وَعَلَفَ رَاحِلَتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهُ وَرَقَ السَّمُرِ وَهُوَ الْخَبَطُ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: قَالَ عُرْوَةُ: قَالَتْ عَائِشَةُ: فَبَيْنَمَا نَحْنُ يَوْمًا جُلُوْسٌ فِي بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ فِي نَحْرِ الظَّهِيْرَةِ قَالَ قَائِلٌ لِأَبِي بَكْرٍ: هَذَا رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ مُتَقَنِّعًا۔ فِي سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِيْنَا فِيْهَا۔ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: فِدَاءٌ لَهُ أَبِي وَأُمِّي، وَاللَّهِ! مَا جَاءَ بِهِ فِي هَذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا أَمْرٌ. قَالَتْ: فَجَاءَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ فَاسْتَأْذَنَ، فَأُذِنَ لَهُ فَدَخَلَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَبِي بَكْرٍ: ((أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ)). فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: إِنَّمَا هُمْ أَهْلُكَ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! قَالَ: ((فَإِنِّي قَدْ أُذِنَ لِي فِي الْخُرُوْجِ)). فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: الصَّحَابَةُ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ:

کیونکہ یہ مجھے گوارا نہیں کہ عرب کے کانوں تک یہ بات پہنچے کہ میں نے ایک شخص کو پناہ دی تھی۔ لیکن اس میں (قریش کی طرف سے) دخل اندازی کی گئی۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں تمہاری پناہ واپس کرتا ہوں اور اپنے رب عزوجل کی پناہ پر راضی اور خوش ہوں۔ حضور اکرم ﷺ ان دنوں مکہ میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ نے مسلمانوں سے فرمایا: ”تمہاری ہجرت کی جگہ مجھے خواب میں دکھائی گئی ہے وہاں کھجور کے باغات ہیں اور دو پتھریلے میدانوں کے درمیان واقع ہے۔“ چنانچہ جنہیں ہجرت کرنا تھی انہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور جو لوگ سرزمین حبشہ ہجرت کر کے چلے گئے تھے وہ بھی مدینہ چلے آئے، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی مدینہ ہجرت کی تیاری شروع کر دی لیکن حضور ﷺ نے ان سے فرمایا: ”کچھ دنوں کے لئے توقف کرو۔ مجھے توقع ہے کہ ہجرت کی اجازت مجھے بھی مل جائے گی۔“ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کیا واقعی آپ کو بھی اس کی توقع ہے، میرے باپ آپ پر فدا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ”ہاں۔“ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی رفاقت سفر کے خیال سے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا اور دو اونٹنیوں کو جوان کے پاس تھیں کیکر کے پتے کھلا کر تیار کرنے لگے چار مہینے تک۔ ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عروہ نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ایک دن ہم ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر بیٹھے ہوئے تھے بھری دوپہر تھی کہ کسی نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا رسول اللہ ﷺ سر پر رومال ڈالے تشریف لا رہے ہیں، حضور کا معمول ہمارے یہاں اس وقت آنے کا نہیں تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے: حضور ﷺ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ ایسے وقت میں آپ کسی خاص وجہ سے ہی تشریف لائے ہوں گے، انہوں نے بیان کیا کہ پھر حضور ﷺ تشریف لائے اور اندر آنے کی اجازت چاہی، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو اجازت دی تو آپ اندر داخل ہوئے پھر نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ”اس وقت یہاں سے تھوڑی دیر کے لئے سب کو اٹھا دو۔“ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یہاں اس وقت تو سب گھر کے ہی آدمی ہیں، میرے باپ آپ پر فدا ہوں، یا رسول اللہ! حضور ﷺ نے اس کے بعد فرمایا: ”مجھے ہجرت کی اجازت دے دی گئی ہے۔“ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی میرے

((نَعَمْ)). قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَخُذْ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِحْدَى رَاحِلَتَيَّ هَاتَيْنِ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((بِالثَّمَنِ)). قَالَتْ عَائِشَةُ: فَجَهَّزْنَاهُمَا أَحَثَّ الْجِهَازِ، وَصَنَعْنَا لَهُمَا سُفْرَةً فِي جِرَابٍ، فَقَطَعَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ قِطْعَةً مِنْ نِطَاقِهَا فَرَبَطَتْ بِهِ عَلَى فَمِ الْجِرَابِ، فَبِذَلِكَ سُمِّيَتْ ذَاتَ النِّطَاقِ. قَالَتْ: ثُمَّ لَحِقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ بِغَارٍ فِي جَبَلِ ثَوْرٍ فَكَمَنَا فِيهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ، يَبِيتُ عِنْدَهُمَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَهُوَ غُلَامٌ شَابٌّ ثَقِفٌ لَقِنٌ، فَيُدْلِجُ مِنْ عِنْدِهِمَا بِسَحَرٍ، فَيُصْبِحُ مَعَ قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ كَبَائِتٍ، فَلَا يَسْمَعُ أَمْرًا يُكْتَادَانِ بِهِ إِلَّا وَعَاهُ، حَتَّى يَأْتِيَهُمَا بِخَبَرِ ذَلِكَ حِينَ يَخْتَلِطُ الظَّلَامُ، فَيَرْعَى عَلَيْهِمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ مِنْحَةً مِنْ غَنَمٍ، فَيُرِيحُهَا عَلَيْهِمَا حِينَ تَذْهَبُ سَاعَةٌ مِنَ الْعِشَاءِ، فَيَبِيتَانِ فِي رِسْلٍ وَهُوَ لَبَنُ مِنْحَتِهِمَا وَرَضِيفُهُمَا، حَتَّى يَنْعِقَ بِهَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ بِغَلَسٍ، يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ تِلْكَ اللَّيَالِي الثَّلَاثِ، وَاسْتَأْجَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ رَجُلًا مِنْ بَنِي الدِّيلِ، وَهُوَ مِنْ بَنِي عَبْدِ بْنِ عَدِيٍّ هَادِيًا خِرِّيتًا. وَالْخِرِّيتُ الْمَاهِرُ بِالْهِدَايَةِ. قَدْ غَمَسَ حِلْفًا فِي آلِ الْعَاصِ ابْنِ وَائِلٍ السَّهْمِيِّ، وَهُوَ عَلَى دِينِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ فَأَمِنَاهُ، فَدَفَعَا إِلَيْهِ رَاحِلَتَيْهِمَا، وَوَاعَدَاهُ غَارَ ثَوْرٍ بَعْدَ ثَلَاثِ لَيَالٍ بِرَاحِلَتَيْهِمَا

باپ آپ پر فدا ہوں یارسول اللہ! کیا مجھے رفاقت سفر کا شرف حاصل ہو سکے گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''ہاں!'' انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! میرے باپ آپ پر فدا ہوں ان دونوں میں سے ایک اونٹنی آپ لے لیجئے! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لیکن قیمت سے۔'' عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر ہم نے جلدی جلدی ان کے لئے تیاریاں شروع کر دیں اور کچھ توشہ ایک تھیلے میں رکھ دیا۔ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے اپنے پٹکے کے ٹکڑے کر کے تھیلے کا منہ اس سے باندھ دیا اور اسی وجہ سے ان کا نام ذات النطاق (پٹکے والی) پڑ گیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جبل ثور کے غار میں پڑاؤ کیا اور تین راتیں وہیں گزاریں عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما رات وہیں جا کر گزارا کرتے تھے، یہ نوجوان بہت سمجھدار تھے اور ذہین بے حد تھے۔ سحر کے وقت وہاں سے نکل آتے اور صبح سویرے ہی مکہ پہنچ جاتے جیسے وہیں رات گزری ہو۔ پھر جو کچھ یہاں سنتے اور جس کے ذریعہ ان حضرات کے خلاف کارروائی کے لئے کوئی تدبیر کی جاتی تو اسے محفوظ رکھتے اور جب اندھیرا چھا جاتا تو تمام اطلاعات یہاں آ کر پہنچاتے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ آپ ہر دو کے لئے قریب ہی دودھ دینے والی بکری چرایا کرتے تھے اور جب کچھ رات گزر جاتی تو اسے غار میں لاتے تھے۔ آپ اسی پر رات گزارتے اس دودھ کو گرم لوہے کے ذریعہ گرم کر لیا جاتا تھا۔ صبح منہ اندھیرے ہی عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ غار سے نکل آتے تھے ان تین راتوں میں روزانہ کا ان کا یہی دستور تھا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بنی الدیل جو بنی عبد بن عدی کی شاخ تھی، کے ایک شخص کو راستہ بتانے کے لئے اجرت پر اپنے ساتھ رکھا تھا۔ یہ شخص راتوں کا بڑا ماہر تھا۔ آل عاص بن وائل سہمی کا یہ حلیف بھی تھا اور کفار قریش کے دین پر قائم تھا۔ ان بزرگوں نے اس پر اعتماد کیا اور اپنے دونوں اونٹ اس کے حوالے کر دیئے۔ قرار یہ پایا تھا کہ تین راتیں گزار کر یہ شخص غار ثور میں ان سے ملاقات کرے۔ چنانچہ تیسری رات کی صبح کو وہ دونوں اونٹ لے کر (آ گیا) اب عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور یہ راستہ بتانے والا ان حضرات کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے ساحل کے راستے سے ہوتے ہوئے۔

صُبْحَ ثَلَاثٍ، وَانْطَلَقَ مَعَهُمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ وَالدَّلِيلُ فَأَخَذَ بِهِمْ طَرِيقَ السَّوَاحِلِ.

[راجع: ٤٧٦]

٣٩٠٦ـ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَأَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَالِكٍ الْمُدْلِجِيُّ وَهُوَ ابْنُ أَخِي سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ أَنَّ أَبَاهُ، أَخْبَرَهُ أَنَّهُ، سَمِعَ سُرَاقَةَ بْنَ جُعْشُمٍ، يَقُولُ: جَاءَنَا رُسُلُ كُفَّارِ قُرَيْشٍ يَجْعَلُونَ فِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ دِيَةَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا، لِمَنْ قَتَلَهُ أَوْ أَسَرَهُ، فَبَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ فِي مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ قَوْمِي بَنِي مُدْلِجٍ أَقْبَلَ رَجُلٌ مِنْهُمْ حَتَّى قَامَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ جُلُوسٌ، فَقَالَ: يَا سُرَاقَةُ! إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ آنِفًا أَسْوِدَةً بِالسَّاحِلِ أُرَاهَا مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ. قَالَ سُرَاقَةُ: فَعَرَفْتُ أَنَّهُمْ هُمْ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّهُمْ لَيْسُوا بِهِمْ، وَلَكِنَّكَ رَأَيْتَ فُلَانًا وَفُلَانًا انْطَلَقُوا بِأَعْيُنِنَا. ثُمَّ لَبِثْتُ فِي الْمَجْلِسِ سَاعَةً، ثُمَّ قُمْتُ فَدَخَلْتُ فَأَمَرْتُ جَارِيَتِي أَنْ تَخْرُجَ بِفَرَسِي وَهِيَ مِنْ وَرَاءِ أَكَمَةٍ فَتَحْبِسَهَا عَلَيَّ، وَأَخَذْتُ رُمْحِي، فَخَرَجْتُ بِهِ مِنْ ظَهْرِ الْبَيْتِ، فَحَطَطْتُ بِزُجِّهِ الْأَرْضَ، وَخَفَضْتُ عَالِيَهُ حَتَّى أَتَيْتُ فَرَسِي فَرَكِبْتُهَا، فَرَفَعْتُهَا تُقَرِّبُ بِي حَتَّى دَنَوْتُ مِنْهُمْ، فَعَثَرَتْ بِي فَرَسِي، فَخَرَرْتُ عَنْهَا فَقُمْتُ، فَأَهْوَيْتُ يَدِي إِلَى كِنَانَتِي فَاسْتَخْرَجْتُ مِنْهَا الْأَزْلَامَ، فَاسْتَقْسَمْتُ بِهَا أَضُرُّهُمْ أَمْ

(۳۹۰۶) ابن شہاب نے بیان کیا اور مجھے عبدالرحمن بن مالک مدلجی نے خبر دی، وہ سراقہ بن مالک بن جعشم کے بھتیجے ہیں کہ ان کے والد نے انہیں خبر دی اور انہوں نے سراقہ بن جعشم رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ ہمارے پاس کفار قریش کے قاصد آئے اور یہ پیش کش کی کہ رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اگر کوئی شخص قتل کر دے یا قید کر لائے تو اسے ہر ایک کے بدلے میں ایک سو اونٹ دیئے جائیں گے۔ میں اپنی قوم بنی مدلج کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ان کا ایک آدمی سامنے آیا اور ہمارے قریب کھڑا ہو گیا۔ ہم ابھی بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے کہا سراقہ! ساحل پر میں ابھی چند سائے دیکھ کر آ رہا ہوں میرا خیال ہے کہ وہ محمد اور ان کے ساتھی ہی ہیں (ﷺ)۔ سراقہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں سمجھ گیا اس کا خیال صحیح ہے لیکن میں نے اس سے کہا کہ وہ لوگ نہیں ہیں میں نے فلاں فلاں آدمی کو دیکھا ہے ہمارے سامنے سے اسی طرف گئے ہیں۔ اس کے بعد میں مجلس میں تھوڑی دیر اور بیٹھا رہا اور پھر اٹھتے ہی گھر گیا اور اپنی لونڈی سے کہا کہ میرے گھوڑے کو لے کر ٹیلے کے پیچھے چلی جائے اور وہیں میرا انتظار کرے، اس کے بعد میں نے اپنا نیزہ اٹھایا، اور گھر کی پشت کی طرف سے باہر نکل آیا، میں نیزے کی نوک سے زمین پر لکیر کھینچتا ہوا چلا گیا، اور اوپر کے حصے کو چھپائے ہوئے تھا۔ (سراقہ یہ سب کچھ اس لئے کر رہا تھا کہ کسی کو خبر نہ ہو ورنہ وہ بھی میرے انعام میں شریک ہو جائے گا) میں گھوڑے کے پاس آ کر اس پر سوار ہوا اور صبا رفتاری کے ساتھ اسے لے چلا، جتنی جلدی کے ساتھ بھی میرے لئے ممکن تھا، آخر میں نے ان کو پا ہی لیا۔ اسی وقت گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور مجھے زمین پر گرا دیا۔ لیکن میں کھڑا ہو گیا اور اپنا ہاتھ ترکش کی طرف بڑھایا اس میں سے تیر نکال کر میں نے فال نکالی کہ آیا میں انہیں نقصان پہنچا سکتا ہوں یا نہیں۔ فال (اب بھی) وہ نکلی جسے میں

لَا؟ فَخَرَجَ الَّذِي أَكْرَهُ، فَرَكِبْتُ فَرَسِي، وَعَصَيْتُ الْأَزْلَامَ، تُقَرِّبُ بِي حَتَّى إِذَا سَمِعْتُ قِرَاءَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ لَا يَلْتَفِتُ، وَأَبُو بَكْرٍ يُكْثِرُ الْإِلْتِفَاتَ سَاخَتْ يَدَا فَرَسِي فِي الْأَرْضِ حَتَّى بَلَغَتَا الرُّكْبَتَيْنِ، فَخَرَرْتُ عَنْهَا ثُمَّ زَجَرْتُهَا فَنَهَضَتْ، فَلَمْ تَكَدْ تُخْرِجُ يَدَيْهَا، فَلَمَّا اسْتَوَتْ قَائِمَةً، إِذَا لِأَثَرِ يَدَيْهَا غُبَارٌ سَاطِعٌ فِي السَّمَاءِ مِثْلُ الدُّخَانِ، فَاسْتَقْسَمْتُ بِالْأَزْلَامِ، فَخَرَجَ الَّذِي أَكْرَهُ، فَنَادَيْتُهُمْ بِالْأَمَانِ فَوَقَفُوا، فَرَكِبْتُ فَرَسِي حَتَّى جِئْتُهُمْ، وَوَقَعَ فِي نَفْسِي حِينَ لَقِيتُ مَا لَقِيتُ مِنَ الْحَبْسِ عَنْهُمْ أَنْ سَيَظْهَرُ أَمْرُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ قَوْمَكَ قَدْ جَعَلُوا فِيكَ الدِّيَةَ. وَأَخْبَرْتُهُمْ أَخْبَارَ مَا يُرِيدُ النَّاسُ بِهِمْ، وَعَرَضْتُ عَلَيْهِمِ الزَّادَ وَالْمَتَاعَ، فَلَمْ يَرْزَآنِي وَلَمْ يَسْأَلَانِي إِلَّا أَنْ قَالَ: ((أَخْفِ عَنَّا)). فَسَأَلْتُهُ أَنْ يَكْتُبَ لِي كِتَابَ أَمْنٍ، فَأَمَرَ عَامِرَ بْنَ فُهَيْرَةَ، فَكَتَبَ فِي رُقْعَةٍ مِنْ أَدَمٍ، ثُمَّ مَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَقِيَ الزُّبَيْرَ فِي رَكْبٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ كَانُوا تِجَارًا قَافِلِينَ مِنَ الشَّأْمِ، فَكَسَا الزُّبَيْرُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ ثِيَابَ بَيَاضٍ، وَسَمِعَ الْمُسْلِمُونَ بِالْمَدِينَةِ بِمَخْرَجِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ مَكَّةَ، فَكَانُوا

پسند نہیں کرتا تھا۔ لیکن میں دوبارہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور تیروں کے فال کی پروا نہیں کی۔ پھر میرا گھوڑا مجھے تیزی کے ساتھ دوڑائے لیے جا رہا تھا۔ آخر جب میں نے رسول اللہ ﷺ کی قرأت سنی، آنحضرت ﷺ میری طرف کوئی توجہ نہیں کر رہے تھے لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ بار بار مڑ کر دیکھتے تھے، تو میرے گھوڑے کے آگے کے دونوں پاؤں زمین میں دھنس گئے جب وہ ٹخنوں تک دھنس گیا، تو میں اس کے اوپر گر پڑا اور اسے اٹھنے کے لئے ڈانٹا میں نے اسے اٹھانے کی کوشش کی لیکن وہ اپنے پاؤں زمین سے نہیں نکال سکا۔ بڑی مشکل سے جب اس نے پوری طرح کھڑے ہونے کی کوشش کی تو اس کے آگے کے پاؤں سے منتشر سا غبار اٹھ کر دھوئیں کی طرح آسمان کی طرف چڑھنے لگا۔ میں نے تیروں سے فال نکالی لیکن اس مرتبہ بھی وہی فال آئی جسے میں پسند نہیں کرتا تھا۔ اس وقت میں نے آنحضرت ﷺ کو امان کے لئے پکارا۔ میری آواز پر وہ لوگ کھڑے ہو گئے اور میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پاس آیا۔ ان تک برے ارادے کے ساتھ پہنچنے سے جس طرح مجھے روک دیا گیا تھا اسی طرح مجھے یقین ہو گیا تھا کہ رسول اللہ کی دعوت غالب آ کر رہے گی اس لئے میں نے حضور ﷺ سے کہا کہ آپ کی قوم نے آپ کے مارنے کے لئے سو اونٹوں کے انعام کا اعلان کیا ہے۔ پھر میں نے آپ کو قریش کے ارادوں کی اطلاع دی۔ میں نے ان حضرات کی خدمت میں کچھ توشہ اور سامان پیش کیا لیکن حضور ﷺ نے اسے قبول نہیں فرمایا مجھ سے کسی اور چیز کا بھی مطالبہ نہیں کیا صرف اتنا کہا کہ ہمارے متعلق رازداری سے کام لینا لیکن میں نے عرض کی کہ آپ میرے لئے ایک امن کی تحریر لکھ دیجئے۔ حضور ﷺ نے عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اور انہوں نے چمڑے کے ایک رقعہ پر تحریر امن لکھ دی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے۔ ابن شہاب نے بیان کیا اور انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ کی ملاقات زبیر رضی اللہ عنہ سے ہوئی جو مسلمانوں کے ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ شام سے واپس آ رہے تھے۔ زبیر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں

يَغْدُوْنَ كُلَّ غَدَاةٍ إِلَى الْحَرَّةِ فَيَنْتَظِرُوْنَهُ، حَتَّى يَرُدَّهُمْ حَرُّ الظَّهِيْرَةِ، فَانْقَلَبُوْا يَوْمًا بَعْدَ مَا أَطَالُوا انْتِظَارَهُمْ، فَلَمَّا أَوَوْا إِلَى بُيُوْتِهِمْ، أَوْفَى رَجُلٌ مِنْ يَهُوْدَ عَلَى أُطُمٍ مِنْ آطَامِهِمْ لِأَمْرٍ يَنْظُرُ إِلَيْهِ، فَبَصُرَ بِرَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ وَأَصْحَابِهِ مُبَيَّضِيْنَ يَزُوْلُ بِهِمُ السَّرَابُ، فَلَمْ يَمْلِكِ الْيَهُوْدِيُّ أَنْ قَالَ بِأَعْلَى صَوْتِهِ: يَا مَعَاشِرَ الْعَرَبِ! هَذَا جَدُّكُمُ الَّذِيْ تَنْتَظِرُوْنَ. فَثَارَ الْمُسْلِمُوْنَ إِلَى السِّلَاحِ، فَتَلَقَّوْا رَسُوْلَ اللَّهِ بِظَهْرِ الْحَرَّةِ، فَعَدَلَ بِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ حَتَّى نَزَلَ بِهِمْ فِيْ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، وَذَلِكَ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ مِنْ شَهْرِ رَبِيْعِ الْأَوَّلِ، فَقَامَ أَبُوْ بَكْرٍ لِلنَّاسِ، وَجَلَسَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ صَامِتًا، فَطَفِقَ مَنْ جَاءَ مِنَ الْأَنْصَارِ مِمَّنْ لَمْ يَرَ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ يُحَيِّيْ أَبَا بَكْرٍ، حَتَّى أَصَابَتِ الشَّمْسُ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ فَأَقْبَلَ أَبُوْ بَكْرٍ حَتَّى ظَلَّلَ عَلَيْهِ بِرِدَائِهِ، فَعَرَفَ النَّاسُ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ عِنْدَ ذَلِكَ، فَلَبِثَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ فِيْ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً وَأُسِّسَ الْمَسْجِدُ الَّذِيْ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى، وَصَلَّى فِيْهِ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَسَارَ يَمْشِيْ مَعَهُ النَّاسُ حَتَّى بَرَكَتْ عِنْدَ مَسْجِدِ الرَّسُوْلِ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ، وَهُوَ يُصَلِّيْ فِيْهِ يَوْمَئِذٍ رِجَالٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، وَكَانَ مِرْبَدًا لِلتَّمْرِ لِسُهَيْلٍ

سفید پوشاک پیش کی۔ ادھر مدینہ میں بھی مسلمانوں کو حضور ﷺ کی مکہ سے ہجرت کی اطلاع ہو چکی تھی اور یہ لوگ روزانہ صبح کو مقام حرہ تک آتے اور انتظار کرتے رہتے لیکن دوپہر کی گرمی کی وجہ سے (دوپہر کو) انہیں واپس جانا پڑتا تھا ایک دن جب بہت طویل انتظار کے بعد سب لوگ واپس آ گئے اور اپنے گھر پہنچ گئے تو ایک یہودی اپنے ایک محل پر کچھ دیکھنے چڑھا۔ اس نے آنحضرت ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو دیکھا سفید سفید چلے آ رہے ہیں۔ (یا تیزی سے جلدی جلدی آ رہے ہیں) جتنا آپ نزدیک ہو رہے تھے اتنی ہی دور سے پانی کی طرح ریت کا چمکنا کم ہوتا جاتا تھا۔ یہودی بے اختیار چلا اٹھا کہ اے عرب کے لوگو! تمہارے یہ بزرگ سردار آ گئے جن کا تمہیں انتظار تھا۔ مسلمان ہتھیار لے کر دوڑ پڑے اور حضور ﷺ کا مقام حرہ پر استقبال کیا۔ آپ نے ان کے ساتھ داہنی طرف کا راستہ اختیار کیا اور بنی عمرو بن عوف کے محلہ میں قیام کیا۔ یہ ربیع الاول کا مہینہ اور پیر کا دن تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں سے ملنے کے لئے کھڑے ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ خاموش بیٹھے رہے۔ انصار کے جن لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کو سلام کر رہے تھے۔ لیکن جب حضور اکرم ﷺ پر دھوپ پڑنے لگی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر سے رسول اللہ ﷺ پر سایہ کیا۔ اس وقت سب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو پہچان لیا۔ حضور اکرم ﷺ نے بنی عمرو بن عوف میں تقریباً دس راتوں تک قیام کیا اور وہ مسجد (قبا) جس کی بنیاد تقویٰ پر قائم ہے وہ اسی دوران میں تعمیر ہوئی اور آپ نے اس میں نماز پڑھی پھر (جمعہ کے دن) آنحضرت ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے اور صحابہ بھی آپ کے ساتھ پیدل روانہ ہوئے۔ آخر آپ کی سواری مدینہ منورہ میں اس مقام پر آ کر بیٹھ گئی جہاں اب مسجد نبوی ہے۔ اس مقام پر چند مسلمان ان دنوں نماز ادا کیا کرتے تھے۔ یہ جگہ سہیل اور سہل رضی اللہ عنہما دو یتیم بچوں کی تھی اور کھجور کا یہاں کھلیان لگتا تھا۔ یہ دونوں بچے ساعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی پرورش میں تھے۔ جب آپ کی اونٹنی وہاں بیٹھ گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ان شاء اللہ یہی ہمارے قیام کی

وَسَهْلٍ غُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي حَجْرِ أَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ بَرَكَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ: ((هَذَا إِنْ شَاءَ اللَّهُ الْمَنْزِلُ)). ثُمَّ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْغُلَامَيْنِ، فَسَاوَمَهُمَا بِالْمِرْبَدِ لِيَتَّخِذَهُ مَسْجِدًا، فَقَالَا: لَا بَلْ نَهَبُهُ لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَأَبَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَقْبَلَهُ مِنْهُمَا هِبَةً حَتَّى ابْتَاعَهُ مِنْهُمَا ثُمَّ بَنَاهُ مَسْجِدًا، وَطَفِقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنْقُلُ مَعَهُمُ اللَّبِنَ فِي بُنْيَانِهِ، وَيَقُولُ وَهُوَ يَنْقُلُ اللَّبِنَ:

((هَذَا الْحِمَالُ لَا حِمَالَ خَيْبَرْ
هَذَا أَبَرُّ رَبَّنَا وَأَطْهَرْ))

وَيَقُولُ:

((اللَّهُمَّ إِنَّ الْأَجْرَ أَجْرُ الْآخِرَهْ
فَارْحَمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ))

فَتَمَثَّلَ بِشِعْرِ رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ لَمْ يُسَمَّ لِي. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَلَمْ يَبْلُغْنَا فِي الْأَحَادِيثِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَمَثَّلَ بِبَيْتِ شِعْرٍ تَامٍّ غَيْرِ هَذِهِ الْأَبْيَاتِ.

جگہ ہوگی۔“ اس کے بعد آپ نے دونوں یتیم بچوں کو بلایا اور ان سے اس جگہ کا معاملہ کرنا چاہا تا کہ وہاں مسجد تعمیر کی جا سکے۔ دونوں بچوں نے کہا کہ نہیں یا رسول اللہ! ہم یہ جگہ آپ کو مفت دے دیں گے، لیکن حضور ﷺ نے مفت طور پر قبول کرنے سے انکار کیا۔ زمین کی قیمت ادا کر کے لے لی اور وہیں مسجد تعمیر کی۔ اس کی تعمیر کے وقت خود حضور اکرم ﷺ بھی صحابہ ؓ کے ساتھ اینٹوں کے ڈھونے میں شریک تھے۔ اینٹ اٹھاتے وقت آپ فرماتے جاتے تھے کہ ”یہ بوجھ خیبر کے بوجھ نہیں ہیں بلکہ اس کا اجر و ثواب اللہ کے یہاں باقی رہنے والا ہے اور اس میں بہت طہارت اور پاکی ہے“ اور آنحضرت ﷺ دعا فرماتے تھے: ”اے اللہ! اجر تو بس آخرت ہی کا ہے پس، تو انصار اور مہاجرین پر اپنی رحمت نازل فرما“ اس طرح آپ نے ایک مسلمان شاعر کا شعر پڑھا جن کا نام مجھے معلوم نہیں، ابن شہاب نے بیان کیا کہ احادیث سے ہمیں یہ اب تک معلوم نہیں ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شعر کے سوا کسی بھی شاعر کے پورے شعر کو کسی موقعہ پر پڑھا ہو۔

تشریح: واقعہ ہجرت اجمال اور تفصیل کے ساتھ موقع بہ موقع کئی جگہ بیان میں آیا ہے۔ تاریخ اسلام میں اس کی بڑی اہمیت ہے، ۲۷ صفر ۱۳ نبوت پنج شنبہ ۱۲ ستمبر ۶۲۱ء کی تاریخ تھی کہ رسول کریم ﷺ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو ساتھ لے کر شہر مکہ سے نکلے مکہ سے چار۔ پانچ میل کے فاصلہ کوہ ثور ہے جس کی چڑھائی سر توڑ ہے۔ آپ بصد مشقت پہاڑ کے اوپر جا کر ایک غار میں قیام پذیر ہوئے۔

الحمد للہ ۱۹۷۰ء کے حج مبارک کے موقعہ پر میں بھی اس غار تک جا کر وہاں تھوڑی دیر تاریخ ہجرت کو یاد کر چکا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ کا تین دن وہاں قیام رہا چوتھی شب میں وہاں سے ہر دو بزرگ عازم مدینہ ہوئے۔ عامر بن فہیرہ ؓ اور عبداللہ بن اریقط کو بھی معاونین سفر کی حیثیت سے ساتھ لے گئے تھے۔ مدینہ کی جانب یکم ربیع الاول روز دوشنبہ ۱۶ ستمبر ۶۲۲ء کو روانگی ہوئی۔ مکہ والوں نے آپ ہر دو کی گرفتاری کے لئے چاروں طرف جاسوس دوڑا دیئے تھے۔ جن میں ایک سراقہ بن جعشم بھی تھا جو اپنی گھوڑی پر سوار مسلح رابغ سے کچھ آگے نبی کریم ﷺ کے قریب پہنچ گیا تھا مگر آپ کی بددعا سے گھوڑی کے پیر زمین میں دھنس گئے اور سراقہ سمجھ گیا کہ ایک سچے رسول پر حملہ آسان نہیں ہے، جس کے ساتھ اللہ کی مدد ہے۔ آخر وہ امن کا طلب گار ہوا

اور تحریری طور پر اسے امان دے دی جائے۔ غار سے نکل کر پہلے ہی دن آپ کا گزر ام معبد کے خیمہ پر ہوا تھا جو قوم خزاعہ سے تھی اور سر راہ مسافروں کی خدمت کے لئے مشہور تھی۔ الاستیعاب میں ہے کہ جب سراقہ واپس ہونے لگا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا سراقہ اس وقت تیری کیا شان ہوگی جب کسریٰ کے شاہی کنگن تیرے ہاتھوں میں پہنائے جائیں گے، سراقہ رضی اللہ عنہ احد کے بعد مسلمان ہوئے اور خلافت فاروقی میں مدائن فتح ہوا اور کسریٰ کا تاج اور زیورات دربار خلافت میں آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سراقہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر اس کے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن پہنا دیئے اور زبان سے فرمایا اللہ اکبر اللہ کی بڑی شان ہے کہ کسریٰ کے کنگن سراقہ رضی اللہ عنہ اعرابی کے ہاتھوں میں پہنا دیئے۔ خیمہ ام معبد پر نبی کریم ﷺ نے آرام فرمایا۔ وہاں سے روانہ ہونے پر راستہ میں بریدہ اسلمی ملا جو آپ کی تلاش میں نکلا تھا مگر آپ سے ہم کلام ہونے پر اپنے ستر ساتھیوں کے ساتھ مسلمان ہوگیا۔ نیز راستہ ہی میں زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ بھی ملے جو شام سے آ رہے تھے اور مسلمانوں کا تجارت پیشہ گروہ بھی ان کے ساتھ تھا انہوں نے نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے سفید پارچہ جات پیش کئے۔

۸ ربیع الاول سوموار ۱۳ نبوی مطابق ۲۳ ستمبر ۶۲۲ء کو آپ قبا میں پہنچ گئے۔ جمعرات تک یہاں قیام فرمایا اور اس دوران میں مسجد قبا کی بھی بنیاد رکھی، اسی جگہ شیر خدا حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ بھی یہاں پہنچ گئے۔ ۱۲ ربیع الاول ۱ھ مطابق ۲۷ ستمبر ۶۲۲ بروز جمعہ آپ قبا سے روانہ ہوئے جمعہ کا وقت بنو سالم کے گھروں میں ہوگیا۔ یہاں آپ نے سو آدمیوں کے ساتھ جمعہ پڑھا جو اسلام میں پہلا جمعہ تھا۔ اس کے بعد آپ یثرب کی جنوبی جانب سے شہر میں داخل ہوئے اور آج ہی سے شہر کا نام مدینۃ النبی ﷺ ہوگیا۔

عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ جو آپ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھا، یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا غلام تھا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں انہوں نے توشہ ایک چمڑے کے تھیلے میں رکھا اور اس کا منہ باندھنے کے لئے اپنے کمر بند کے دو ٹکڑے کر دیئے اور اس سے تھیلے کا منہ باندھا اس روز سے اس خاتون کا لقب ذات النطاقین ہوگیا۔ عبداللہ بن اریقط راستہ کا ماہر تھا اور عاص بن وائل سہمی کے خاندان کا حلیف تھا۔ جس نے عربی قاعدہ کے مطابق ایک پیالہ میں ہاتھ ڈبو کر اس کے ساتھ حلف کی تھی، ایسے پیالے میں کوئی رنگ یا خون بھرا جاتا تھا۔ سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے پانسے لئے اور فال کھولی کہ مجھ کو نبی کریم ﷺ کا پیچھا کرنا چاہیے یا نہیں مگر فال میرے خلاف نکلی کہ میں ان کا کچھ نقصان نہ کرسکوں گا۔ عرب تیروں پر فال کھولا کرتے تھے۔ ایک پر کام کرنا لکھتے دوسرے پر نہ کرنا لکھتے، پھر تیر نکالنے میں جونسا تیر نکلتا اس کے مطابق عمل کرتے۔ سراقہ رضی اللہ عنہ نے پروانہ امن حاصل کر کے اپنے ترکش میں رکھ لیا تھا۔ روایت میں لفظ ((یزول بھم السراب)) کے الفاظ ہیں سراب وہ ریتی جو دھوپ میں پانی کی طرح چمکتی ہے۔ حافظ نے کہا بعض نے اس کا مطلب یوں کہا ہے کہ آنکھ میں ان کے آنے کی حرکت معلوم ہو رہی تھی لیکن نزدیک آ چکے تھے۔ یہ یہودی کا ذکر ہے جس نے اپنے محل کے اوپر سے سفر میں آئے ہوئے نبی کریم ﷺ کو دیکھ کر اہل مدینہ کو بشارت دی تھی کہ تمہارے بزرگ سردار آ پہنچے۔ شروع میں مدینہ والے رسول کریم ﷺ کو نہ پہچان سکے اس لئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ پر کپڑے کا سایہ کر کے کھڑے ہوگئے ابوبکر رضی اللہ عنہ بوڑھے سفید ریش تھے اور نبی کریم ﷺ کی مبارک ڈاڑھی سیاہ تھی۔ لہٰذا لوگوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کو پیغمبر سمجھا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جلدی سفیدی آ گئی تھی ورنہ عمر میں وہ نبی کریم ﷺ سے دو اڑھائی برس چھوٹے تھے۔ آخر حدیث میں ذکر ہے کہ مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت آپ نے ایک رجز پڑھا جس میں خیبر کے بوجھ کا ذکر ہے خیبر سے لوگ کھجور انگور وغیرہ لاد کر لایا کرتے تھے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ خیبر کا بوجھ اس بوجھ کے مقابلہ پر جو مسلمان تعمیر مسجد نبوی کے لئے پتھر اور گارے کی شکل میں اٹھا رہے تھے کچھ بھی نہیں ہے وہ دنیا میں کھا پی ڈالتے ہیں اور یہ بوجھ تو ایسا ہے جس کا ثواب ہمیشہ قائم رہے گا۔ جس مسلمان کا شعر نبی کریم ﷺ نے پڑھا تھا وہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ تھا، حدیث ہجرت کے بارے میں یہ چند وضاحتی نوٹ لکھے گئے ہیں ورنہ تفصیلات بہت کچھ ہیں۔

٣٩٠٧۔ حَدَّثَنِي عَبْدُاللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيْهِ، وَفَاطِمَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ: صَنَعْتُ سُفْرَةً لِلنَّبِيِّ ﷺ وَأَبِيْ بَكْرٍ حِيْنَ أَرَادَ الْمَدِيْنَةَ، فَقُلْتُ لِأَبِيْ: مَا أَجِدُ شَيْئًا أَرْبُطُهُ إِلَّا نِطَاقِيْ. قَالَ: فَشُقِّيْهِ. فَفَعَلْتُ، فَسُمِّيْتُ ذَاتَ النِّطَاقَيْنِ. [وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَسْمَاءُ ذَاتُ النِّطَاقِ] [راجع: ٢٩٧٩]

(٣٩٠٧) ہم سے عبداللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد اور فاطمہ بنت منذر نے اور ان سے اسماء رضی اللہ عنہا نے کہ جب نبی کریم ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ مدینہ ہجرت کر کے جانے لگے تو میں نے آپ دونوں کے لئے ناشتہ تیار کیا۔ میں نے اپنے والد (ابوبکر رضی اللہ عنہ) سے کہا کہ میرے پٹکے کے سوا اور کوئی چیز اس وقت میرے پاس ایسی نہیں جس سے میں اس ناشتہ کو باندھ دوں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ پھر اس کے دو ٹکڑے کر لو۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور اس وقت سے میرا نام ذات النطاقین (دو پٹکوں والی) ہو گیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسماء کو ذات النطاق کہا۔

تشریح: یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں ان کو ذات النطاقین کہا جاتا ہے کیونکہ انہوں نے ہجرت کی رات میں اپنے پٹکے کو پھاڑ کر دو حصے کئے تھے ایک حصہ میں توشہ دان باندھا اور دوسرے کو مشکیزہ پر باندھ دیا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دس سال بڑی تھیں ان ہی کے فرزند حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو حجاج ظالم نے قتل کرایا تھا، اس حادثہ کے کچھ دن بعد ایک سو سال کی عمر پا کر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ۷۳ھ میں انتقال فرمایا۔ (رضی اللہ عنہا وارضاها آمین)

٣٩٠٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ قَالَ: لَمَّا أَقْبَلَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْمَدِيْنَةِ تَبِعَهُ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ، فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَسَاخَتْ بِهِ فَرَسُهُ. قَالَ: ادْعُ اللَّهَ لِيْ وَلَا أَضُرُّكَ. فَدَعَا لَهُ. قَالَ: فَعَطِشَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ فَمَرَّ بِرَاعٍ، قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ: فَأَخَذْتُ قَدَحًا فَحَلَبْتُ فِيْهِ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ، فَأَتَيْتُهُ فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيْتُ. [راجع: ٢٤٣٩]

(٣٩٠٨) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے، کہا میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا جب نبی کریم ﷺ مدینہ کے لئے روانہ ہوئے تو سراقہ بن مالک بن جعشم نے آپ کا پیچھا کیا نبی ﷺ نے اس کے لئے بددعا کی تو اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا، اس نے عرض کی کہ میرے لئے اللہ سے دعا کیجئے (کہ اس مصیبت سے نجات دے) میں آپ کا کوئی نقصان نہیں کروں گا، آپ نے اس کے لئے دعا کی۔ (اس کا گھوڑا زمین سے نکل آیا) رسول اللہ ﷺ کو ایک مرتبہ راستے میں پیاس معلوم ہوئی اتنے میں ایک چرواہا گزرا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں نے ایک پیالہ لیا اور اس میں (ریوڑ کی ایک بکری) کا تھوڑا سا دودھ دوہا، وہ دودھ میں نے آپ کی خدمت میں لا کر پیش کیا جسے آپ نے نوش فرمایا کہ مجھے خوشی حاصل ہوئی۔

تشریح: حضرت سراقہ بن مالک ؓ بڑے اونچے درجہ کے شاعر تھے اس موقعہ پر بھی انہوں نے ایک قصیدہ پیش کیا تھا ۲۴ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

٣٩٠٩۔ حَدَّثَنِي زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَبِي أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَسْمَاءَ أَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَتْ: فَخَرَجْتُ وَأَنَا مُتِمٌّ، فَأَتَيْتُ الْمَدِينَةَ، فَنَزَلْتُ بِقُبَاءٍ، فَوَلَدْتُهُ بِقُبَاءٍ، ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَوَضَعْتُهُ فِي حَجْرِهِ، ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ، فَمَضَغَهَا، ثُمَّ تَفَلَ فِي فِيهِ، فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ دَخَلَ جَوْفَهُ رِيقُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ حَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ ثُمَّ دَعَا لَهُ وَبَرَّكَ عَلَيْهِ، وَكَانَ أَوَّلَ مَوْلُودٍ وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ. تَابَعَهُ خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ أَنَّهَا هَاجَرَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهِيَ حُبْلَى. [طرفه في: ٥٤٦٩] [مسلم: ٥٦١٦، ٥٦١٧، ٥٦١٨]

(۳۹۰۹) مجھ سے زکریا بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے اسماء ؓ نے کہ عبداللہ بن زبیر ؓ ان کے پیٹ میں تھے، انہیں دنوں جب حمل کی مدت بھی پوری ہو چکی تھی، میں مدینہ کے لئے روانہ ہوئی یہاں پہنچ کر میں نے قبا میں پڑاؤ کیا اور یہیں عبداللہ ؓ پیدا ہوئے۔ پھر میں انہیں لے کر رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کی گود میں اسے رکھ دیا۔ آنحضرت ﷺ نے ایک کھجور طلب فرمائی اور اسے چبا کر آپ نے عبداللہ ؓ کے منہ میں اسے رکھ دیا۔ چنانچہ سب سے پہلے چیز جو عبداللہ ؓ کے پیٹ میں داخل ہوئی وہ حضور اکرم ﷺ کا مبارک لعاب تھا۔ اس کے بعد آپ نے ان کے لئے دعا فرمائی اور اللہ سے ان کے لئے برکت طلب کی۔ عبداللہ ؓ سب سے پہلے بچے ہیں جن کی پیدائش ہجرت کے بعد ہوئی۔ زکریا کے ساتھ اس روایت کی متابعت خالد بن مخلد نے کی ہے، ان سے علی بن مسہر نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے اسماء ؓ نے کہ جب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کو نکلیں تھیں تو وہ حاملہ تھیں۔

تشریح: حضرت اسماء ؓ حضرت صدیق اکبر ؓ کی صاحبزادی ہیں، جن کے بطن سے حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ پیدا ہوئے جن کا تاریخ اسلام میں بہت بڑا مقام ہے۔

٣٩١٠۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، عَنْ أَبِي أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَوَّلُ مَوْلُودٍ وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَتَوْا بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ تَمْرَةً فَلَاكَهَا ثُمَّ أَدْخَلَهَا فِي فِيهِ، فَأَوَّلُ مَا دَخَلَ بَطْنَهُ رِيقُ النَّبِيِّ ﷺ.

(۳۹۱۰) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، ان سے ابواسامہ نے، ان سے ہشام بن عروہ نے اور ان سے عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ سب سے پہلا بچہ جو اسلام میں (ہجرت کے بعد) پیدا ہوا، عبداللہ بن زبیر ؓ ہیں، انہیں لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لائے تو آنحضرت ﷺ نے ایک کھجور لے کر اسے چبایا پھر اس کو ان کے منہ میں ڈال دیا۔ اس لئے سب سے پہلی چیز جو ان کے پیٹ میں گئی وہ نبی ﷺ کا لعاب مبارک تھا۔

تشریح: حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ کی فضیلت کے لئے یہی کافی ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر اسد قریشی ہیں، مدینہ میں مہاجرین میں یہ سب

سے پہلے بچے ہیں جو ۱ھ میں پیدا ہوئے، خود ان کے نانا جان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے کان میں اذان پڑھی۔ یہ بالکل صاف چہرہ والے تھے ایک بھی بال منہ پر نہیں تھا نہ ڈاڑھی تھی۔ بڑے روزے رکھنے والے اور بہت نوافل پڑھنے والے تھے، موٹے تازے بڑے قوی اور بارعب شخصیت کے مالک تھے۔ حق بات ماننے والے، صلہ رحمی کرنے والے اور بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ ان کی والدہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔ ان کے نانا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے ان کی دادی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی پھوپھی تھیں ان کی خالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں آٹھ سال کی عمر میں ان کو شرف بیعت حاصل ہوا۔ حجاج بن یوسف ظالم نے ان کو بڑی بے رحمی کے ساتھ مکہ میں قتل کیا۔ منگل کے دن ۱۷ جمادی الثانیہ ۷۳ھ کو ان کو سولی پر لٹکایا ان کی شہادت کے بعد حجاج بن یوسف عذاب خداوندی میں گرفتار ہوا جب بھی نیند آتی فوراً چونک کر کھڑا ہو جاتا اور کہتا عبداللہ مجھ سے انتقام لینے میرے سر پر کھڑا ہوا ہے۔ اس طرح بلبلا کر کچھ دنوں بعد یہ ظالم بھی ختم ہو گیا۔ ۶۴ھ میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ہاتھ پر اہل حجاز یمن، عراق اور خراسان کے مسلمانوں کی بڑی تعداد نے بیعت خلافت کی تھی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے آٹھ حج بھی کئے تھے۔ آج اس دور کے ظالم و مظلوم لوگوں کی داستانیں باقی رہ گئیں ہیں۔ کاش آج کے ظالمین ان سے عبرت حاصل کریں اور آیت قرآنیہ کے فلسفہ کو سمجھنے پر توجہ دیں: ﴿فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ؕ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (٦/ الانعام: ٤٥)

٣٩١١۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ ابْنُ مَالِكٍ قَالَ: أَقْبَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمَدِيْنَةِ وَهُوَ مُرْدِفٌ أَبَا بَكْرٍ، وَأَبُوْ بَكْرٍ شَيْخٌ يُعْرَفُ، وَنَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ شَابٌّ لَا يُعْرَفُ، قَالَ: فَيَلْقَى الرَّجُلُ أَبَا بَكْرٍ فَيَقُوْلُ: يَا أَبَا بَكْرٍ! مَنْ هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْكَ؟ فَيَقُوْلُ: هَذَا الرَّجُلُ يَهْدِيْنِي الطَّرِيْقَ. قَالَ: فَيَحْسِبُ الْحَاسِبُ أَنَّهُ إِنَّمَا يَعْنِي بِالطَّرِيْقَ، وَإِنَّمَا يَعْنِي سَبِيْلَ الْخَيْرِ، فَالْتَفَتَ أَبُوْ بَكْرٍ، فَإِذَا هُوَ بِفَارِسٍ قَدْ لَحِقَهُمْ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَذَا فَارِسٌ قَدْ لَحِقَ بِنَا. فَالْتَفَتَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ اصْرَعْهُ)). فَصَرَعَهُ الْفَرَسُ، ثُمَّ قَامَتْ تُحَمْحِمُ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! مُرْنِي بِمَ شِئْتَ. قَالَ: ((فَقِفْ مَكَانَكَ، لَا تَتْرُكَنَّ أَحَدًا يَلْحَقُ

(۳۹۱۱) مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالصمد نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے باپ عبدالوارث نے بیان کیا، ان سے عبدالعزیز بن صہیب نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کی سواری پر پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ بوڑھے ہو گئے تھے اور ان کو لوگ پہچانتے بھی تھے لیکن حضور اکرم ﷺ ابھی جوان معلوم ہوتے تھے اور آپ کو لوگ عام طور سے پہچانتے بھی نہ تھے۔ بیان کیا کہ اگر راستے میں کوئی ملتا اور پوچھتا کہ اے ابوبکر! یہ تمہارے ساتھ کون صاحب ہیں؟ تو آپ جواب دیتے کہ یہ میرے ہادی ہیں، مجھے راستہ بتاتے ہیں پوچھنے والا یہ سمجھتا کہ مدینہ کا راستہ بتلانے والا ہے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مطلب اس کلام سے یہ تھا کہ آپ دین و ایمان کا راستہ بتلاتے ہیں۔ ایک مرتبہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پیچھے مڑے تو ایک سوار نظر آیا جو ان کے قریب آ چکا تھا۔ انہوں نے کہا یارسول اللہ! یہ سوار آ گیا اور اب ہمارے قریب ہی پہنچنے والا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے بھی اسے مڑ کر دیکھا اور دعا فرمائی کہ ''اے اللہ! اسے گرا دے۔'' چنانچہ گھوڑی نے اسے گرا دیا۔ پھر جب وہ ہنہناتی ہوئی اٹھی تو سوار (سراقہ) نے کہا اے اللہ کے نبی! آپ جو چاہیں مجھے حکم دیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اپنی جگہ کھڑا رہ اور دیکھ کسی کو ہماری طرف نہ آنے

بنَا)). قَالَ: فَكَانَ أَوَّلَ النَّهَارِ جَاهِدًا عَلَى نَبِيِّ ﷺ، وَكَانَ آخِرَ النَّهَارِ مَسْلَحَةً لَهُ، فَنَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَانِبَ الْحَرَّةِ، ثُمَّ بَعَثَ إِلَى الْأَنْصَارِ، فَجَاؤُوا إِلَى نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ فَسَلَّمُوا عَلَيْهِمَا، وَقَالُوا ارْكَبَا آمِنَيْنِ مُطَاعَيْنِ. فَرَكِبَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ، وَحَفُّوا دُونَهُمَا بِالسِّلَاحِ، فَقِيلَ فِي الْمَدِينَةِ: جَاءَ نَبِيُّ اللَّهِ، جَاءَ نَبِيُّ اللَّهِ. فَأَشْرَفُوا يَنْظُرُونَ وَيَقُولُونَ جَاءَ نَبِيُّ اللَّهِ، جَاءَ نَبِيُّ اللَّهِ. فَأَقْبَلَ يَسِيرُ حَتَّى نَزَلَ جَانِبَ دَارِ أَبِي أَيُّوبَ، فَإِنَّهُ لَيُحَدِّثُ أَهْلَهُ، إِذْ سَمِعَ بِهِ عَبْدُاللَّهِ بْنُ سَلَامٍ وَهُوَ فِي نَخْلٍ لِأَهْلِهِ يَخْتَرِفُ لَهُمْ، فَعَجِلَ أَنْ يَضَعَ الَّذِي يَخْتَرِفُ لَهُمْ فِيهَا، فَجَاءَ وَهِيَ مَعَهُ، فَسَمِعَ مِنْ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ، فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ: ((أَيُّ بُيُوتِ أَهْلِنَا أَقْرَبُ)). فَقَالَ أَبُو أَيُّوبَ: أَنَا يَا نَبِيَّ اللَّهِ! هَذِهِ دَارِي، وَهَذَا بَابِي. قَالَ: ((فَانْطَلِقْ فَهَيِّئْ لَنَا مَقِيلًا)). قَالَ: قُومَا عَلَى بَرَكَةِ اللَّهِ. فَلَمَّا جَاءَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ جَاءَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ، وَأَنَّكَ جِئْتَ بِحَقٍّ، وَقَدْ عَلِمَتْ يَهُودُ أَنِّي سَيِّدُهُمْ وَابْنُ سَيِّدِهِمْ، وَأَعْلَمُهُمْ وَابْنُ أَعْلَمِهِمْ، فَادْعُهُمْ فَسَلْهُمْ عَنِّي قَبْلَ أَنْ يَعْلَمُوا أَنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ، فَإِنَّهُمْ إِنْ يَعْلَمُوا أَنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ قَالُوا فِيَّ مَا لَيْسَ فِيَّ. فَأَرْسَلَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ فَأَقْبَلُوا فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

دینا۔“ راوی نے بیان کیا کہ وہی شخص جو صبح کو نبی ﷺ کے خلاف تھا شام جب ہوئی تو آپ کا وہ ہتھیار تھا دشمن کو آپ سے روکنے لگا۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ (مدینہ پہنچ کر) حرہ کے قریب اترے اور انصار کو بلا بھیجا۔ اکابر انصار حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دونوں کو سلام کیا اور عرض کیا آپ سوار ہو جائیں آپ کی حفاظت اور فرمانبرداری کی جائے گی، چنانچہ حضور ﷺ اور ابوبکر ؓ سوار ہو گئے اور ہتھیار بند انصار نے آپ دونوں کو حلقہ میں لے لیا۔ اتنے میں مدینہ میں بھی سب کو معلوم ہو گیا کہ حضور تشریف لا چکے ہیں سب لوگ آپ کو دیکھنے کے لئے بلندی پر چڑھ گئے اور کہنے لگے کہ اللہ کے نبی آ گئے۔ اللہ کے نبی آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ مدینہ کی طرف چلتے رہے اور (مدینہ پہنچ کر) ابوایوب ؓ کے گھر کے پاس سواری سے اتر گئے۔ عبداللہ بن سلام ؓ (ایک یہودی عالم نے) اپنے گھر والوں سے حضور ﷺ کا ذکر سنا، وہ اس وقت اپنے ایک کھجور کے باغ میں تھے اور کھجور جمع کر رہے تھے انہوں نے (سنتے ہی) بڑی جلدی کے ساتھ جو کچھ کھجور جمع کر چکے تھے۔ اسے رکھ دینا چاہا لیکن جب آپ کی خدمت میں وہ حاضر ہوئے تو جمع شدہ کھجوریں ان کے ساتھ ہی تھیں انہوں نے نبی کریم ﷺ کی باتیں سنیں اور اپنے گھر واپس چلے آئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے (ننھیالی) اقارب میں کسی کا گھر یہاں سے زیادہ قریب ہے؟ ابوایوب نے عرض کیا کہ میرا اے اللہ کے نبی! یہ میرا گھر ہے اور یہ اس کا دروازہ ہے۔ فرمایا ”(اچھا تو جاؤ) دوپہر کو آرام کرنے کی جگہ ہمارے لئے درست کرو ہم دوپہر کو وہیں آرام کریں گے۔“ ابو ایوب ؓ نے عرض کیا پھر آپ دونوں تشریف لے چلیں، اللہ مبارک کرے۔ نبی ﷺ ابھی ان کے گھر میں داخل ہوئے ہی تھے کہ عبداللہ بن سلام بھی آ گئے اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور یہ کہ آپ حق کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں۔ اور یہودی میرے متعلق اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں ان کا سردار ہوں اور ان کے سردار کا بیٹا ہوں اور ان میں سب سے زیادہ جاننے والا ہوں اور ان کے سب سے بڑے عالم کا بیٹا ہوں، اس لئے آپ اس سے پہلے کہ میرے اسلام لانے کا خیال انہیں

((يَامَعْشَرَ الْيَهُوْدِ، وَيْلَكُمْ اتَّقُوا اللّٰهَ، الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُوْنَ أَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا، وَأَنِّيْ جِئْتُكُمْ بِحَقٍّ فَأَسْلِمُوْا)). قَالُوْا: مَا نَعْلَمُهُ. قَالُوْا لِلنَّبِيِّ ﷺ قَالَهَا ثَلَاثَ مِرَارٍ. قَالَ: ((فَأَيُّ رَجُلٍ فِيْكُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ)). قَالُوْا: ذَاكَ سَيِّدُنَا وَابْنُ سَيِّدِنَا، وَأَعْلَمُنَا وَابْنُ أَعْلَمِنَا. قَالَ: ((أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ)). قَالُوْا: حَاشَى لِلّٰهِ، مَا كَانَ لِيُسْلِمَ قَالَ: ((أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ)). قَالُوْا: حَاشَى لِلّٰهِ، مَا كَانَ لِيُسْلِمَ. قَالَ: أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ قَالُوْا: حَاشَى لِلّٰهِ مَاكَانَ لِيُسْلِمَ قَالَ: ((يَا ابْنَ سَلَامٍ، اخْرُجْ عَلَيْهِمْ)). فَخَرَجَ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْيَهُوْدِ، اتَّقُوْا اللّٰهَ، فَوَاللّٰهِ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَا إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُوْنَ أَنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ، وَأَنَّهُ جَاءَ بِحَقٍّ. فَقَالُوْا: كَذَبْتَ. فَأَخْرَجَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. [راجع: ٣٣٢٩]

معلوم ہو، بلائیے اور ان سے میرے بارے میں دریافت فرمائیے، کیونکہ انہیں اگر معلوم ہوگیا کہ میں اسلام لا چکا ہوں تو میرے متعلق غلط باتیں کہنی شروع کردیں گے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے انہیں بلا بھیجا اور جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے فرمایا: ''اے یہودیو! افسوس تم پر اللہ سے ڈرو، اس ذات کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں، تم لوگ خوب جانتے ہو کہ میں اللہ کا رسول برحق ہوں اور یہ بھی کہ میں تمہارے پاس حق لے کر آیا ہوں، پھر اب اسلام میں داخل ہو جاؤ۔'' انہوں نے کہا کہ ہمیں معلوم نہیں ہے، نبی کریم ﷺ نے ان سے اور انہوں نے آنحضرت ﷺ سے اس طرح تین مرتبہ کہا۔ پھر آپ نے فرمایا: ''اچھا عبداللہ بن سلام تم میں کون صاحب ہیں؟'' انہوں نے کہا ہمارے سردار اور ہمارے سردار کے بیٹے، ہم میں سب سے زیادہ جاننے والے اور ہمارے سب سے بڑے عالم کے بیٹے۔ آپ نے فرمایا: ''اگر وہ اسلام لے آئیں۔ پھر تمہارا کیا خیال ہوگا۔'' کہنے لگے اللہ ان کی حفاظت کرے، وہ اسلام کیوں لانے لگے۔ آپ نے فرمایا: ''ابن سلام! اب ان کے سامنے آ جاؤ۔'' عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ باہر آ گئے اور کہا اے گروہِ یہود! خدا سے ڈرو اس اللہ کی قسم! جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں تمہیں خوب معلوم ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور یہ کہ آپ حق کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں۔ یہودیوں نے کہا تم جھوٹے ہو۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان سے باہر چلے جانے کے لئے فرمایا۔

نوٹ: حضور اکرم ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے دو سال اور کچھ مہینے عمر میں بڑے تھے لیکن اس وقت تک آپ کے بال سیاہ تھے، اس لئے معلوم ہوتا تھا کہ آپ نوجوان ہیں، لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ڈاڑھی کے بال کافی سفید ہو چکے تھے۔ راوی نے اسی کی تعبیر بیان کی ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ چونکہ تاجر تھے اور اکثر اطراف عرب کا سفر کرتے رہتے تھے اس لئے لوگ آپ کو پہچانتے تھے۔

تشریح: حدیث مذکور میں واقعہ ہجرت سے متعلق چند امور بیان کئے گئے ہیں نبی کریم ﷺ نے ۲۷ صفر ۱۳ھ نبوی روز پنج شنبہ مطابق ۱۲ ستمبر ۶۲۲ھ مکۃ المکرمہ سے مدینہ منورہ کے لئے سفر شروع فرمایا مکہ سے چند میل فاصلہ پر کوہ ثور ہے ابتدا میں آپ نے اپنے سفر میں قیام کے لئے اسی پہاڑ کے ایک غار کو منتخب فرمایا جہاں تین راتوں تک آپ ﷺ نے قیام فرمایا۔ اس کے بعد یکم ربیع الاول روز دوشنبہ مطابق ۱۶ ستمبر ۶۲۲ء میں آپ مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوئے راستے میں بہت سے موافق اور ناموافق حالات پیش آئے مگر آپ بفضلہ تعالیٰ ایک ہفتہ کے سفر کے بعد خیریت و عافیت کے ساتھ ۸ ربیع الاول ۱۳ نبوی روز دوشنبہ مطابق ۲۳ ستمبر ۶۲۲ء مدینہ کے متصل ایک بستی قبا نامی میں پہنچ گئے اور پنج شنبہ تک یہاں آرام فرمایا اس دوران میں آپ نے یہاں مسجد قبا کی بنیاد ڈالی ۱۲ ربیع الاول ۱ھ جمعہ کے دن آپ قبا سے روانہ ہو کر بنو سالم کے گھروں تک پہنچے تھے کہ جمعہ کا وقت ہوگیا اور آپ نے یہاں سو

مسلمانوں کے ساتھ جمعہ ادا کیا، جو اسلام میں پہلا جمعہ تھا جمعہ سے فارغ ہو کر آپ یثرب کے جنوبی جانب سے شہر میں داخل ہوئے اور آج شہر یثرب مدینۃ النبی ﷺ کے نام سے موسوم ہو گیا۔

نبی کریم ﷺ نے یہود سے جو کچھ فرمایا وہ ان پیش گوئیوں کی بنا پر تھا جو تورات میں موجود تھیں چنانچہ حقوق نبی کی کتاب باب ۳ درس ۳ میں لکھا ہوا تھا کہ اللہ جنوب سے اور وہ جو قدوس ہے کوہ فاراں سے آیا اس کی شوکت سے آسمان چھپ گیا اور زمین اس کی حمد سے معمور ہوئی، یہاں مدینہ کے داخلہ پر یہ اشارے ہیں۔ کتاب بسویا ۴۲ باب ۱۱ میں ہے کہ سلع کے باشندے ایک گیت گائیں گے یہ گیت نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری پر گایا گیا۔ مدینہ کا نام پہلے انبیا کی کتابوں میں سلع ہے۔ جنگ خندق میں مسلمانوں نے جس جگہ خندق کھودی تھی، وہاں ایک پہاڑی کا نام جبل سلع مدینہ والوں کی زبان پر عام مروج تھا۔ ان ہی پیش گوئیوں کی بنا پر عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول فرما لیا۔ ترمذی کی روایت کے مطابق عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے رسول کریم ﷺ کا کلام پاک آپ کے لفظوں میں سنا تھا جس کے سنتے ہی وہ اسلام کے شیدائی بن گئے۔ "یا ایھا الناس افشوا السلام واطعموا الطعام وصلوا الارحام وصلوا باللیل والناس نیام تدخلوا الجنۃ بسلام۔" یعنی ''اے لوگو! امن و سلامتی پھیلاؤ اور کھانا کھلاؤ اور صلہ رحمی کرو اور رات میں جب لوگ سوئے ہوئے ہوں اٹھ کر تہجد کی نماز پڑھو۔ ان عملوں کے نتیجہ میں تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔'' اولین میزبان رسول کریم ﷺ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بڑے ہی خوش نصیب ہیں جن کو سب سے پہلے یہ شرف حاصل ہوا۔ عمر میں رسول کریم ﷺ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دو سال چھوٹے تھے مگر ان پر بڑھاپا غالب آ گیا تھا۔ بال سفید ہو گئے تھے۔ وہ اکثر اطراف عرب میں بہ سلسلہ تجارت سفر بھی کیا کرتے تھے، اس لئے لوگ ان سے زیادہ واقف تھے۔ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بنو نجار میں سے تھے۔ نبی کریم ﷺ کے دادا کی ماں اسی خاندان سے تھیں اس لئے یہ قبیلہ آپ کا ننہال قرار پایا۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کا نام خالد بن زید بن کلیب انصاری ہے۔ آپ کی وفات ۵۱ھ میں قسطنطنیہ میں ہوئی اور یہ اس وقت یزید بن معاویہ کے ساتھ تھے۔ جب کہ ان کے والد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ قسطنطنیہ میں جہاد کر رہے تھے تو ان کے ساتھ نکلے اور بیمار ہو گئے۔ جب بیماری نے زور پکڑا تو اپنے ساتھیوں کو وصیت فرمائی کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو میرے جنازے کو اٹھا لینا پھر جب تم دشمن کے سامنے صف بستہ ہو جاؤ تو مجھے اپنے قدموں کے نیچے دفن کر دینا۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ آپ کی قبر قسطنطنیہ کی چار دیواری کے قریب ہے جو آج تک مشہور ہے۔

٣٩١٢۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: كَانَ فَرَضَ لِلْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ أَرْبَعَةَ آلَافٍ فِي أَرْبَعَةٍ، وَفَرَضَ لِابْنِ عُمَرَ ثَلَاثَةَ آلَافٍ وَخَمْسَمِائَةٍ فَقِيلَ لَهُ: هُوَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ، فَلِمَ نَقَصْتَهُ مِنْ أَرْبَعَةِ آلَافٍ؟ فَقَالَ: إِنَّمَا هَاجَرَ بِهِ أَبَوَاهُ. يَقُولُ: لَيْسَ هُوَ كَمَنْ هَاجَرَ بِنَفْسِهِ.

(۳۹۱۲) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام نے خبر دی، ان سے ابن جریج نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عبیداللہ بن عمر نے خبر دی، انہیں نافع نے یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اور ان سے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ نے تمام مہاجرین اولین کا وظیفہ (اپنے عہد خلافت میں) چار چار ہزار چار چار قسطوں میں مقرر کر دیا تھا، لیکن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا وظیفہ چار قسطوں میں ساڑھے تین ہزار تھا۔ اس پر ان سے پوچھا گیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی مہاجرین میں سے ہیں۔ پھر آپ انہیں چار ہزار سے کم کیوں دیتے ہو؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انہیں ان کے والدین ہجرت کر کے یہاں لائے تھے۔ اس لئے وہ ان مہاجرین کے برابر نہیں ہو سکتے جنہوں نے خود ہجرت کی تھی۔

تشریح: مہاجرین اوّلین وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہو، جنگ بدر میں شریک ہوئے۔ اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انصاف بھی ظاہر ہوتا ہے کہ خاص اپنے بیٹے کا لحاظ کئے بغیر انصاف کو مدنظر رکھا۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ

کے لئے چار ہزار مقرر کیا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ بھلا آپ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو مہاجرین اولین سے تو کم رکھا مگر اسامہ رضی اللہ عنہ سے کیوں کم رکھا؟ اسامہ رضی اللہ عنہ تو عبداللہ سے بڑھ کر کسی جنگ میں شریک نہیں ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں یہ صحیح ہے مگر اسامہ رضی اللہ عنہ کے باپ کو نبی کریم ﷺ عبداللہ رضی اللہ عنہ کے باپ سے زیادہ چاہتے تھے۔ آخر نبی کریم ﷺ کی محبت کو میری محبت پر کچھ ترجیح ہونی چاہیے۔

٣٩١٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ خَبَّابٍ، قَالَ: هَاجَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. [راجع:١٢٧٦]

(۳۹۱۳) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان نے خبر دی، انہیں اعمش نے، انہیں ابووائل شقیق بن سلمہ نے اور ان سے خباب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی تھی۔

٣٩١٤ـح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنِ الْأَعْمَشِ، قَالَ: سَمِعْتُ شَقِيقَ ابْنَ سَلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَبَّابٌ، قَالَ: هَاجَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَبْتَغِي وَجْهَ اللَّهِ، وَوَجَبَ أَجْرُنَا عَلَى اللَّهِ، فَمِنَّا مَنْ مَضَى لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا، مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ، قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ فَلَمْ نَجِدْ شَيْئًا نُكَفِّنُهُ فِيهِ، إِلَّا نَمِرَةً كُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ، فَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ، فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نُغَطِّيَ رَأْسَهُ بِهَا، وَنَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ إِذْخِرًا، وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا. [راجع: ١٢٧٦]

(۳۹۱۴) (دوسری سند) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ان سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، انہوں نے شقیق بن سلمہ سے سنا، کہا کہ ہم سے خباب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی تو ہمارا مقصد صرف اللہ کی رضا تھی اور اللہ تعالیٰ ہمیں اس کا اجر بھی ضرور دے گا۔ پس ہم میں سے بعض تو پہلے ہی اس دنیا سے اٹھ گئے۔ اور یہاں اپنا کوئی بدلہ انہوں نے نہیں پایا۔ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی انہیں میں سے ہیں۔ احد کی لڑائی میں انہوں نے شہادت پائی۔ اور ان کے کفن کیلئے ہمارے پاس ایک کمبل کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔ اور وہ بھی ایسا کہ اگر اس سے ہم ان کا سر چھپاتے تو ان کے پاؤں کھل جاتے اور اگر پاؤں چھپاتے تو سر کھلا رہ جاتا۔ چنانچہ حضور ﷺ نے حکم دیا کہ ان کا سر چھپا دیا جائے اور پاؤں کو اذخر گھاس سے چھپا دیا جائے۔ اور ہم میں بعض وہ ہیں جنہوں نے اپنے عمل کا پھل اس دنیا میں پختہ کرلیا۔ اور اب وہ اس کو خوب چن رہے ہیں۔

٣٩١٥- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بِشْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَوْحٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ بْنُ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ، قَالَ: قَالَ لِي عَبْدُاللَّهِ بْنُ عُمَرَ هَلْ تَدْرِي مَا قَالَ أَبِي لِأَبِيكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا. قَالَ: فَإِنَّ أَبِي قَالَ لِأَبِيكَ: يَا أَبَا مُوسَى! هَلْ يَسُرُّكَ إِسْلَامُنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

(۳۹۱۵) ہم سے یحییٰ بن بشر نے بیان کیا، کہا ہم سے روح نے بیان کیا، ان سے عوف نے بیان کیا، ان سے معاویہ بن قرہ نے بیان کیا کہ مجھ سے ابو بردہ بن ابی موسیٰ اشعری نے بیان کیا، انہوں نے بیان کیا کہ مجھ سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا۔ کیا تم کو معلوم ہے، میرے والد (عمر رضی اللہ عنہ) نے تمہارے والد (ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) کو کیا جواب دیا تھا۔ اے ابوموسیٰ! کیا تم اس پر راضی ہو کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہمارا اسلام، آپ کے ساتھ ہماری ہجرت، آپ کے ساتھ ہمارا جہاد، ہمارے

وَهِجْرَتُنَا مَعَهُ، وَجِهَادُنَا مَعَهُ، وَعَمَلُنَا كُلُّهُ مَعَهُ، بَرَدَ لَنَا، وَأَنَّ كُلَّ عَمَلٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدَهُ نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًا رَأْسًا بِرَأْسٍ فَقَالَ أَبِي: لَا وَاللَّهِ! قَدْ جَاهَدْنَا بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَصَلَّيْنَا، وَصُمْنَا، وَعَمِلْنَا خَيْرًا كَثِيرًا، وَأَسْلَمَ عَلَى أَيْدِينَا بَشَرٌ كَثِيرٌ، وَإِنَّا لَنَرْجُو ذَلِكَ. فَقَالَ أَبِي لَكِنِّي أَنَا وَالَّذِي نَفْسُ عُمَرَ بِيَدِهِ! لَوَدِدْتُ أَنَّ ذَلِكَ بَرَدَ لَنَا، وَأَنَّ كُلَّ شَيْءٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدُ نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًا رَأْسًا بِرَأْسٍ. فَقُلْتُ: إِنَّ أَبَاكَ وَاللَّهِ! خَيْرٌ مِنْ أَبِي.

تمام عمل جو ہم نے آپ کی زندگی میں کیے ہیں ان کے بدلہ میں ہم اپنے ان اعمال سے نجات پا جائیں جو ہم نے آپ کے بعد کیے ہیں گو وہ نیک بھی ہوں پس برابری پر معاملہ ختم ہو جائے۔ اس پر آپ کے والد نے میرے والد سے کہا اللہ کی قسم! میں اس پر راضی نہیں ہوں ہم نے رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی جہاد کیا، نمازیں پڑھیں، روزے رکھے اور بہت سے اعمال خیر کیے اور ہمارے ہاتھ پر ایک مخلوق نے اسلام قبول کیا، ہم تو اس کے ثواب کی بھی امید رکھتے ہیں اس پر میرے والد نے کہا خیر (ابھی تم یہی سمجھو) لیکن جہاں تک میرا سوال ہے تو اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میری خواہش ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی زندگی میں کیے ہوئے ہمارے اعمال محفوظ رہے ہوں اور جتنے اعمال ہم نے آپ کے بعد کیے ہیں ان سب سے اس کے بدلہ میں ہم نجات پا جائیں اور برابری پر معاملہ ختم ہو جائے۔ ابو بردہ کہتے ہیں اس پر میں نے کہا: اللہ کی قسم! آپ کے والد (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) میرے والد (ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ) سے بہتر تھے۔

تشریح: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول کہ نہ ان کا ثواب ملے اور نہ ان کی وجہ سے عذاب ہو یہ آپ کی بے انتہا خدا ترسی اور احتیاط تھی ان کا مطلب یہ تھا کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد جو اعمال خیر ہم نے کئے ہیں ان پر ہم کو پورا بھروسا نہیں کہ وہ بارگاہ الٰہی میں قبول ہوئے یا نہیں ہماری نیت ان میں خالص تھی یا نہیں تو ہم اسی کو غنیمت سمجھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ جو اعمال ہم نے کئے ہیں ان کا تو ثواب ہم کو مل جائے نجات کے لئے وہی اعمال کافی ہیں اور آپ کے بعد جو اعمال ہیں ان میں ہم کو کوئی مواخذہ نہ ہو ثواب نہ سہی یہ بھی غنیمت ہے کہ عذاب نہ ہو۔ کیونکہ خوف کا مقام رجا کے مقام سے اعلیٰ ہے مطلب یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس باب میں ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے افضل تھے ورنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت مطلقہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ پر تو بالاتفاق ثابت ہے۔

حافظ نے کہا کبھی مفضول کو بھی ایک خاص مقدمہ میں فاضل پر افضلیت ہوتی ہے اور اسی سے افضلیت مطلقہ لازم نہیں آتی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا کسر نفس اور تواضع اور خوف الٰہی سے تھا ورنہ ان کا ایک ایک عمل اور ایک ایک عدل اور انصاف ہمارے تمام عمر کے نیک اعمال سے کہیں زیادہ ہے۔ حقیقت تو یہ ہے اگر کوئی منصف آدمی گو وہ کسی مذہب کا ہو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری پر نظر ڈالے تو اس کو بلاشبہ یہ معلوم ہو جائے گا کہ مادر گیتی نے ایسا فرزند بہت ہی کم جنا ہے۔ اور مسلمانوں میں تو نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد آج تک کوئی ایسا مدبر منتظم، عادل، حق پرست، خدا ترس رعیت پرور حاکم پیدا ہی نہیں ہوا۔ معلوم نہیں رافضیوں کی عقل کہاں تشریف لے گئی ہے کہ وہ ایسے جوہر نفیس کو جس کی ذات سے اسلام اور مسلمانوں کا شرف ہے مطعون کرتے ہیں۔ اس کا خمیازہ مرتے ہی ان کو معلوم ہو جائے گا۔ (وحیدی)

٣٩١٦ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ صَبَّاحٍ ـ أَوْ بَلَغَنِي عَنْهُ ـ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ إِذَا قِيلَ

(۳۹۱۶) **مجھ سے محمد بن صباح** نے خود بیان کیا یا ان سے کسی اور نے نقل کر کے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن علیہ نے، ان سے عاصم احول نے، ان سے ابوعثمان نے بیان کیا اور انہوں نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے میں نے

لَهُ: هَاجَرَ قَبْلَ أَبِيهِ يَغْضَبُ، قَالَ: فَقَدِمْتُ أَنَا وَعُمَرُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَوَجَدْنَاهُ قَائِلًا فَرَجَعْنَا إِلَى الْمَنْزِلِ، فَأَرْسَلَنِي عُمَرُ وَقَالَ: اذْهَبْ فَانْظُرْ هَلِ اسْتَيْقَظَ؟ فَأَتَيْتُهُ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَبَايَعْتُهُ، ثُمَّ انْطَلَقْتُ إِلَى عُمَرَ، فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّهُ قَدِ اسْتَيْقَظَ، فَانْطَلَقْنَا إِلَيْهِ يُهَرْوِلُ هَرْوَلَةً حَتَّى دَخَلَ عَلَيْهِ فَبَايَعَهُ ثُمَّ بَايَعْتُهُ. [طرفاه في: ٤١٨٦، ٤١٨٧]

سنا کہ جب ان سے کہا جاتا کہ تم نے اپنے والد سے پہلے ہجرت کی تو وہ غصہ ہوجایا کرتے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ آرام فرما رہے تھے اس لئے ہم گھر واپس آ گئے پھر عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا اور فرمایا کہ جا کر دیکھ آؤ حضور ﷺ ابھی بیدار ہوئے یا نہیں چنانچہ میں آیا (آنحضرت ﷺ بیدار ہو چکے تھے) اس لئے اندر چلا گیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی پھر میں عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ کو حضور اکرم ﷺ کے بیدار ہونے کی خبر دی۔ اس کے بعد ہم آپ کی خدمت میں دوڑتے ہوئے حاضر ہوئے عمر رضی اللہ عنہ بھی اندر گئے اور آپ سے بیعت کی اور میں نے بھی (دوبارہ) بیعت کی۔

تشریح: گویا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے لوگوں کی اس غلط گوئی کا سبب بیان کر دیا کہ اصل حقیقت یہ تھی۔ اس پر بعض نے یہ سمجھا کہ میں نے اپنے والد سے پہلے ہجرت کی، یہ بالکل غلط ہے۔

٣٩١٧ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ، يُحَدِّثُ قَالَ: ابْتَاعَ أَبُو بَكْرٍ مِنْ عَازِبٍ رَحْلًا فَحَمَلْتُهُ مَعَهُ قَالَ: فَسَأَلَهُ عَازِبٌ عَنْ مَسِيرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: أُخِذَ عَلَيْنَا بِالرَّصَدِ، فَخَرَجْنَا لَيْلًا، فَأَحْيَيْنَا لَيْلَتَنَا وَيَوْمَنَا حَتَّى قَامَ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ، ثُمَّ رُفِعَتْ لَنَا صَخْرَةٌ، فَأَتَيْنَاهَا وَلَهَا شَيْءٌ مِنْ ظِلٍّ قَالَ: فَفَرَشْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَرْوَةً مَعِي، ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ فَانْطَلَقْتُ أَنْفُضُ مَا حَوْلَهُ، فَإِذَا أَنَا بِرَاعٍ قَدْ أَقْبَلَ فِي غُنَيْمَةٍ يُرِيدُ مِنَ الصَّخْرَةِ مِثْلَ الَّذِي أَرَدْنَا فَسَأَلْتُهُ لِمَنْ أَنْتَ يَا غُلَامُ؟ فَقَالَ: أَنَا لِفُلَانٍ. فَقُلْتُ لَهُ: هَلْ فِي غَنَمِكَ

(۳۹۱۷) ہم سے احمد بن عثمان نے بیان کیا، کہا کہ ان سے شریح بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے ابراہیم بن یوسف نے، ان سے ان کے والد یوسف بن اسحاق نے، ان سے ابو اسحاق سبیعی نے بیان کیا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی، وہ بیان کرتے تھے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عازب رضی اللہ عنہ سے ایک پالان خریدا اور میں ان کے ساتھ اٹھا کر پہنچانے لایا تھا، انہوں نے بیان کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے عازب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے سفر ہجرت کا حال پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ چونکہ ہماری نگرانی ہو رہی تھی (یعنی کفار ہماری تاک میں تھے) اس لئے ہم (گھر سے) رات کے وقت باہر آئے اور پوری رات اور دن بھر بہت تیزی کے ساتھ چلتے رہے، جب دوپہر ہوئی تو ہمیں ایک چٹان دکھائی دی۔ ہم اس کے قریب پہنچے تو اس کی آڑ میں تھوڑا سا سایہ بھی موجود تھا، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کے لئے ایک چمڑا بچھا دیا جو میرے ساتھ تھا آپ اس پر لیٹ گئے، اور میں قرب و جوار کی گرد جھاڑنے لگا اتفاق سے ایک چرواہا نظر پڑا جو اپنی بکریوں کے تھوڑے سے ریوڑ کے ساتھ اسی چٹان کی طرف آ رہا تھا اس کا بھی مقصود اس چٹان سے وہی تھا

مِنْ لَبَنٍ؟ قَالَ: نَعَمْ. قُلْتُ لَهُ: هَلْ أَنْتَ حَالِبٌ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَأَخَذَ شَاةً مِنْ غَنَمِهِ فَقُلْتُ لَهُ: انْفُضِ الضَّرْعَ. قَالَ: فَحَلَبَ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ، وَمَعِي إِدَاوَةٌ مِنْ مَاءٍ عَلَيْهَا خِرْقَةٌ قَدْ رَوَّأْتُهَا لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَصَبَبْتُ عَلَى اللَّبَنِ حَتَّى بَرَدَ أَسْفَلُهُ، ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: اشْرَبْ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَشَرِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى رَضِيتُ، ثُمَّ ارْتَحَلْنَا وَالطَّلَبُ فِي إِثْرِنَا. [راجع: ٢٤٣٩]

جس کے لئے ہم یہاں آئے تھے (یعنی سایہ حاصل کرنا) میں نے اس سے پوچھا لڑکے تو کس کا غلام ہے؟ اس نے بتایا کہ فلاں کا ہوں۔ میں نے اس سے پوچھا کیا تم اپنی بکریوں سے کچھ دودھ نکال سکتے ہو، اس نے کہا کہ ہاں پھر وہ اپنے ریوڑ سے ایک بکری لایا تو میں نے اس سے کہا کہ پہلے اس کا تھن جھاڑ لو۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر اس نے کچھ دودھ دوہا۔ میرے ساتھ پانی کا ایک چھاگل تھا۔ اس کے منہ پر کپڑا بندھا ہوا تھا۔ یہ پانی میں نے حضور اکرم ﷺ کے لئے ساتھ لے رکھا تھا۔ وہ پانی اس دودھ پر اتنا ڈالا کہ وہ نیچے تک ٹھنڈا ہو گیا تو میں اسے حضور ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا اور عرض کیا دودھ نوش فرمائیے یا رسول اللہ! آپ نے اسے نوش فرمایا جس سے مجھے بہت خوشی حاصل ہوئی۔ اس کے بعد ہم نے پھر کوچ شروع کیا اور ڈھونڈنے والے لوگ ہماری تلاش میں تھے۔

٣٩١٨۔ قَالَ الْبَرَاءُ: فَدَخَلْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ عَلَى أَهْلِهِ، فَإِذَا عَائِشَةُ ابْنَتُهُ مُضْطَجِعَةٌ، قَدْ أَصَابَتْهَا حُمَّى، فَرَأَيْتُ أَبَاهَا فَقَبَّلَ خَدَّهَا، وَقَالَ: كَيْفَ أَنْتِ يَا بُنَيَّةُ؟

(٣٩١٨) براء نے بیان کیا کہ جب میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے گھر میں داخل ہوا تھا تو آپ کی صاحبزادی عائشہ رضی اللہ عنہا لیٹی ہوئی تھیں انہیں بخار آ رہا تھا میں نے ان کے والد کو دیکھا کہ انہوں نے ان کے رخسار پر بوسہ دیا اور دریافت کیا: بیٹی! طبیعت کیسی ہے؟

تشریح: حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب میں یہ بہت بڑی فضیلت ہے کہ سفر ہجرت میں آپ نے رسول کریم ﷺ کا فدا کارانہ ساتھ دیا اور آپ کی ہر ممکن خدمت انجام دی۔ جس کے صلہ میں قیامت تک کے لئے آپ کو نبی کریم ﷺ کا یار غار کہا گیا ہے، حقیقت یہ کہ آپ ﷺ کو تمام صحابہ رضی اللہ عنہم پر ایسی فوقیت حاصل ہے جیسی چاند کو آسمان کے تمام ستاروں پر حاصل ہے۔ وہ نام نہاد مسلمان بڑے ہی بدبخت ہیں جو ایسے سچے، پختہ مؤمن، مسلمان صحابی رسول کو برا کہتے ہیں اور تبرا بازی سے اپنی زبانوں کو گندی کرتے ہیں۔ جب تک اس دنیا میں اسلام زندہ ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نام نامی اسلام کے ساتھ زندہ رہے گا۔ اللہ نے آپ کی خدمات جلیلہ کا یہ صلہ آپ رضی اللہ عنہ کو بخشا کو قیامت تک کے لئے آپ رسول کریم ﷺ کے پہلو میں گنبد خضرا میں آرام فرما رہے ہیں۔ اللہ پاک ہماری طرف سے ان کی پاک روح پر بے شمار سلام اور رحمتیں نازل فرمائے اور قیامت کے دن اپنے حبیب کے ساتھ آپ کے جملہ فدائیوں کی ملاقات نصیب کرے۔ آمین یارب العالمین۔

٣٩١٩۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حِمْيَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي عَبْلَةَ، أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ وَسَّاجٍ، حَدَّثَهُ عَنْ أَنَسٍ، خَادِمِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ وَلَيْسَ فِي أَصْحَابِهِ أَشْمَطُ غَيْرَ أَبِي بَكْرٍ، فَغَلَّفَهَا بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ.

(٣٩١٩) ہم سے سلیمان بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن حمیر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن ابی عبلہ نے بیان کیا، ان سے عقبہ بن وساج نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم ﷺ کے خادم انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب حضور اکرم ﷺ (مدینہ منورہ) تشریف لائے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا اور کوئی آپ کے اصحاب میں ایسا نہیں تھا جس کے بال سفید ہو رہے ہوں، اس لئے آپ نے مہندی اور وسمہ کا خضاب استعمال کیا تھا۔

[طرفه في: ٣٩٢٠]

٣٩٢٠۔ وَقَالَ دُحَيْمٌ: حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، حَدَّثَنِي أَبُوْ عُبَيْدٍ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ وَسَّاجٍ، حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِيْنَةَ، فَكَانَ أَسَنَّ أَصْحَابِهِ أَبُوْ بَكْرٍ، فَغَلَّفَهَا بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ حَتَّى قَنَأَ لَوْنُهَا. [راجع: ٣٩١٩]

(٣٩٢٠) اور دحیم نے بیان کیا، ان سے ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے اوزاعی نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابو عبید نے بیان کیا، ان سے عقبہ بن وساج نے انہوں نے کہا کہ مجھ سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ کے اصحاب میں سب سے زیادہ عمر ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تھی اس لئے انہوں نے مہندی اور وسمہ کا خضاب استعمال کیا۔ اس سے آپ کے بالوں کا رنگ خوب سرخ مائل بہ سیاہی ہو گیا تھا۔

تشریح: حدیث میں لفظ ((کتم)) ہے کتم میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا وسمہ کو کہتے ہیں بعض نے کہا وہ آس کی طرح ایک پتہ ہوتا ہے اس کا درخت سخت پتھروں میں اگتا ہے اس کی شاخیں باریک دھاگوں کی طرح لٹکی ہوتی ہیں۔

٣٩٢١۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ، قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُوْنُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنْ كَلْبٍ يُقَالُ لَهَا: أُمُّ بَكْرٍ، فَلَمَّا هَاجَرَ أَبُوْ بَكْرٍ طَلَّقَهَا، فَتَزَوَّجَهَا ابْنُ عَمِّهَا، هَذَا الشَّاعِرُ الَّذِيْ قَالَ: هَذِهِ الْقَصِيْدَةَ، رَثَى كُفَّارَ قُرَيْشٍ:

وَمَاذَا بِالْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ
مِنَ الشِّيْزَى تُزَيَّنُ بِالسَّنَامِ
وَمَاذَا بِالْقَلِيْبِ، قَلِيْبِ بَدْرٍ
مِنَ الْقَيْنَاتِ وَالشَّرْبِ الْكِرَامِ
تُحَيِّيْ بِالسَّلَامَةِ أُمُّ بَكْرٍ
وَهَلْ لِيْ بَعْدَ قَوْمِيْ مِنْ سَلَامِ
يُحَدِّثُنَا الرَّسُوْلُ بِأَنْ سَنَحْيَا
وَكَيْفَ حَيَاةُ أَصْدَاءٍ وَهَامِ؟

(٣٩٢١) ہم سے اصبغ بن فرج نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ بن زبیر نے، ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قبیلہ بنو کلب کی ایک عورت ام بکر نامی سے شادی کر لی تھی۔ پھر جب انہوں نے ہجرت کی تو اسے طلاق دے آئے۔ اس عورت سے پھر اس کے چچا زاد بھائی (ابو بکر شداد بن اسود) نے شادی کر لی تھی، یہ شخص شاعر تھا اور اسی نے یہ مشہور مرثیہ کفار قریش کے بارے میں کہا تھا "مقام بدر کے کنوؤں کو میں کیا کہوں کہ انہوں نے ہمیں درخت شیزیٰ کے بڑے بڑے پیالوں سے محروم کر دیا جو کبھی اونٹ کو کوہان کے گوشت سے بھی بہتر ہوا کرتے تھے، میں بدر کے کنوؤں کو کیا کہوں! انہوں نے ہمیں گانے والی لونڈیوں اور اچھے شرابیوں سے محروم کر دیا، ام بکر تو مجھے سلامتی کی دعا دیتی رہی لیکن میری قوم کی بربادی کے بعد میرے لئے سلامتی کہاں ہے، یہ رسول ہمیں دوبارہ زندگی کی خبریں بیان کرتا ہے۔ حالانکہ ہڈیاں اور کھوپڑیاں کیسے زندہ ہوں گی۔

جاہلیت میں عرب کے لوگ یہ سمجھتے تھے کہ مردے کی کھوپڑی سے روح نکل کر الو کے قالب میں جنم لیتی ہے اور دوستوں کو آواز دیتی پھرتی ہے۔

تشریح: ابو بکر شداد بن اسود بہ حالت کفر بدر کے مقتولین کفار مکہ کا مرثیہ کہہ رہا ہے، جس کا مطلب یہ کہ وہ لوگ بدر کے کنویں میں مرے پڑے ہیں جو لوگوں کے سامنے اونٹ کے کوہان کا گوشت جو عربوں کے نزدیک نہایت لذیذ ہوتا ہے درخت شیزیٰ کی لکڑی کے پیالوں میں بھر بھر رکھا کرتے تھے۔

شیزیٰ ایک درخت جس کی لکڑی کے پیالے بناتے ہیں۔ یہاں مراد وہ لوگ ہیں جو ان پیالوں کا استعمال کرتے ہیں یعنی بڑے امیر، سرمایہ دار لوگ، جو رات دن شراب خوری اور ناچ رنگ گانے بجانے والیوں کی صحبت میں رہا کرتے تھے۔ مرثیہ میں مذکورہ ام بکر، اس کی بیوی ہے جو پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی۔ آخری شعر کا مطلب یہ ہے کہ عرب کے لوگ جاہلیت میں سمجھتے تھے کہ مرنے کے بعد انسان کی روح الو کے جسم میں جنم لیتی ہے اور الوؤں کو پکارتی پھرتی ہے شاعر کی مراد یہ ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ انسانی قالب میں زندہ ہونے کے بارے میں پیغمبر کا کہنا غلط ہے، حشر نشر کچھ نہیں ہے اور روحیں الو بن کر دوبارہ آدمی کے قالب میں کیونکر آسکتی ہیں، کافروں کا یہ قدیمی عقیدہ فاسدہ ہے جس کی تردید سے سارا قرآن مجید بھرا ہوا ہے۔ اس مرثیہ کا منظوم ترجمہ مولانا وحید الزماں رحمۃ اللہ علیہ کے لفظوں میں یہ ہے:

پڑے ہیں اونٹ کے کوہان کے عمدہ پیالے ☆ گڑھے میں بدر کے کیا ہے ارے او سننے والے
شرابی ہیں وہاں گانا بجانا سننے والے ☆ گڑھے میں بدر کے کیا ہے ارے او سننے والے
کہاں ہے سلامت جب مرے سب قوم والے ☆ سلامت رہ جو کہتی ہے مجھے یہ ام بکری
کہیں الو بھی پھر انسان ہوئے آواز والے ☆ یہ پیغمبر ہمیں کہتا ہے تم مر کر جیو گے

شاعر مذکور کے بارے میں منقول ہے کہ وہ مسلمان ہوگیا تھا بعد میں مرتد ہوگیا۔ لفظ ہامہ تخفیف میم کے ساتھ ہے عرب جاہلیت کا اعتقاد تھا کہ مقتول جنگی کا قصاص نہ لیا جائے تو اس کی روح الو کے جسم میں جنم لے کر اپنی قبر پر روزانہ آکر یہ کہتی ہے کہ میرے قاتل کا خون مجھ کو پلاؤ جب اس کا قصاص لے لیا تو وہ اڑ جاتی ہے۔ (قسطلانی)

٣٩٢٢۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْغَارِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي، فَإِذَا أَنَا بِأَقْدَامِ الْقَوْمِ، فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! لَوْ أَنَّ بَعْضَهُمْ طَأْطَأَ بَصَرَهُ رَآنَا. قَالَ: ((اسْكُتْ يَا أَبَا بَكْرٍ! اثْنَانِ اللَّهُ ثَالِثُهُمَا)). [راجع: ٣٦٥٣]

(٣٩٢٢) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، ان سے ثابت نے، ان سے انس رضی اللہ عنہ نے اور ان سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ غار میں تھا۔ میں نے جو سر اٹھایا تو قوم کے چند لوگوں کے قدم (باہر) نظر آئے۔ میں نے کہا، اے اللہ کے نبی! اگر ان میں سے کسی نے بھی نیچے جھک کر دیکھ لیا تو وہ ہمیں ضرور دیکھ لے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر! خاموش رہو ہم ایسے دو ہیں کہ جن کا تیسرا اللہ ہے۔''

تشریح: جب اللہ کسی کے ساتھ ہو تو اس کو کیا غم ہے ساری دنیا اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ اللہ کے ساتھ ہونے سے اس کی نصرت وحفاظت مراد ہے جب کہ وہ اپنی ذات والا صفات سے عرش پر مستوی ہے رسول کریم ﷺ نے جو کچھ فرمایا تھا دنیا نے دیکھ لیا کہ وہ کس طرح حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوا اور سارے کفار عرب مل کر بھی اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ پر غالب نہ آسکے۔ سچ ہے:

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

٣٩٢٣۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ. وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ اللَّيْثِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيْدٍ

(٣٩٢٣) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ولید بن مسلم دمشقی نے بیان کیا، کہا ہم سے امام اوزاعی نے بیان کیا، (دوسری سند) اور محمد بن یوسف نے کہا کہ ہم سے امام اوزاعی نے بیان کیا، کہا مجھ سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عطاء بن یزید لیثی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہا کہ ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کی خدمت

قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَ: ((وَيْحَكَ إِنَّ الْهِجْرَةَ شَأْنُهَا شَدِيدٌ، فَهَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ)). قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَتُعْطِي صَدَقَتَهَا)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَهَلْ تَمْنَحُ مِنْهَا؟)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَتَحْلُبُهَا يَوْمَ وُرُودِهَا؟)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَاعْمَلْ مِنْ وَرَاءِ الْبِحَارِ، فَإِنَّ اللَّهَ لَنْ يَتِرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا)). [راجع:١٤٥٢]

میں حاضر ہوا اور آپ سے ہجرت کا حال پوچھنے لگا۔ آپ نے فرمایا: ''تجھ پر افسوس! ہجرت تو بہت مشکل کام ہے تمہارے پاس کچھ اونٹ بھی ہیں؟ انہوں نے کہا جی ہاں ہیں۔'' فرمایا: ''تم اس کی زکوٰۃ بھی ادا کرتے ہو۔'' انہوں نے عرض کیا جی ہاں ادا کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''اونٹنیوں کا دودھ دوسرے (محتاجوں) کو بھی دوہنے کے لئے دے دیا کرتے ہو؟'' انہوں نے عرض کیا کہ ایسا بھی کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''انہیں گھاٹ پر لے جا کر (محتاجوں کے لئے) دوہتے ہو؟'' انہوں نے عرض کیا ایسا بھی کرتا ہوں۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: ''پھر چاہے تم سات سمندر پار عمل کرو، اللہ تعالیٰ تمہارے کسی عمل کا بھی ثواب کم نہیں کرے گا۔''

تشریح: یہ حدیث کتاب الزکوٰۃ میں گزر چکی ہے اس میں ہجرت کا ذکر ہے یہی حدیث اور باب میں مطابقت ہے۔

بَابُ مَقْدَمِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ الْمَدِينَةَ

باب: نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مدینہ میں آنا

تشریح: نبی کریم ﷺ پیر کے دن بارہ ربیع الاول یا آٹھویں ربیع الاول کو مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم آپ سے پہلے مدینہ میں آ چکے تھے۔

٣٩٢٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، سَمِعَ الْبَرَاءَ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ، ثُمَّ قَدِمَ عَلَيْنَا عَمَّارُ ابْنُ يَاسِرٍ وَبِلَالٌ. [اطرافه في: ٣٩٢٥، ٤٩٤١، ٤٩٩٥]

(۳۹۲۴) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں ابواسحاق نے خبر دی، انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے یوں بیان کیا کہ سب سے پہلے (ہجرت کر کے) ہمارے یہاں مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم آئے پھر عمار بن یاسر اور بلال رضی اللہ عنہم آئے۔

تشریح: رسول کریم ﷺ نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو ہجرت کا حکم فرمایا اور مدینہ میں معلم اور مبلغ کا منصب ان کے حوالہ کیا۔

٣٩٢٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ، وَكَانُوا يُقْرِئُونَ النَّاسَ، فَقَدِمَ

(۳۹۲۵) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے بیان کیا اور انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ سب سے پہلے ہمارے یہاں مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم (نابینا) آئے۔ یہ دونوں (مدینہ کے) مسلمانوں کو قرآن پڑھانا سکھاتے تھے۔ اس کے بعد بلال، سعد اور

بِلَالٌ وَسَعْدٌ وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ، ثُمَّ قَدِمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي عِشْرِينَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ، فَمَا رَأَيْتُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ فَرِحُوا بِشَيْءٍ فَرَحَهُمْ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، حَتَّى جَعَلَ الْإِمَاءُ يَقُولُونَ: قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَمَا قَدِمَ حَتَّى قَرَأْتُ: ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾. [الأعلى: ١] فِي سُوَرٍ مِنَ الْمُفَصَّلِ. [راجع: ٣٩٢٤]

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم آئے۔ پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کے بیس صحابہ کو ساتھ لے کر آئے اور نبی کریم ﷺ (ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عامر بن فہیرہ کو ساتھ لے کر) تشریف لائے، مدینہ کے لوگوں کو جتنی خوشی اور مسرت حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری سے ہوئی میں نے کبھی انہیں کسی بات پر اس قدر خوش نہیں دیکھا۔ لونڈیاں بھی (خوشی میں) کہنے لگیں کہ رسول اللہ ﷺ آ گئے۔ حضور اکرم ﷺ جب تشریف لائے تو اس سے پہلے میں مفصل کی دوسری کئی سورتوں کے ساتھ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ بھی سیکھ چکا تھا۔

تشریح: حاکم کی روایت میں انس رضی اللہ عنہ سے یوں ہے جب آپ مدینہ کے قریب پہنچے تو بنی نجار کی لڑکیاں دف گاتی بجاتی نکلیں وہ کہہ رہی تھی:

نحن جوار من بنی نجار یا حبذا محمد من جار

دوسری روایت میں یوں ہے کہ انصار کی لڑکیاں گاتی بجاتی آپ کی تشریف آوری کی خوشی میں نکلیں۔ وہ کہہ رہی تھیں:

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع وجب الشکر علینا مادعا للہ داع

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ان اللہ یحبکن" یعنی تم جان لو کہ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرتا ہے۔ قسطلانی نے ان بیس صحابہ کے اسمائے گرامی بھی پیش کئے ہیں جو نبی کریم ﷺ سے پہلے ہجرت کر کے مدینہ پہنچ چکے تھے۔ مفصلات کی سورتیں وہ ہیں جو سورۂ حجرات سے شروع ہوتی ہیں۔

٣٩٢٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ وُعِكَ أَبُو بَكْرٍ وَبِلَالٌ قَالَتْ: فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا فَقُلْتُ: يَا أَبَهْ كَيْفَ تَجِدُكَ؟ وَيَا بِلَالُ، كَيْفَ تَجِدُكَ؟ قَالَتْ: فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمَّى يَقُولُ:

كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ
وَالْمَوْتُ أَدْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ

وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أَقْلَعَ عَنْهُ الْحُمَّى يَرْفَعُ عَقِيرَتَهُ وَيَقُولُ :شِعْرٌ

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتَنَّ لَيْلَةً
بِوَادٍ وَحَوْلِي إِذْخِرٌ وَجَلِيلُ؟
وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ؟

(٣٩٢٦) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو مالک نے خبر دی، انہیں ہشام بن عروہ نے، انہیں ان کے والد عروہ بن زبیر نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو ابو بکر اور بلال رضی اللہ عنہما کو بخار چڑھ آیا، میں ان کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا والد صاحب! آپ کی طبیعت کیسی ہے؟ اور اے بلال! آپ کیسے ہو؟ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو جب بخار چڑھا تو یہ شعر پڑھنے لگے۔ ''ہر شخص اپنے گھر والوں کے ساتھ صبح کرتا ہے اور موت تو جوتی کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے'' اور بلال رضی اللہ عنہ کے بخار میں جو کچھ تخفیف ہوتی تو زور زور سے روتے اور یہ شعر پڑھتے ''کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ کبھی میں ایک رات بھی وادی مکہ میں گزار سکوں گا جب کہ میرے اردگرد (خوشبودار گھاس) اذخر اور جلیل ہوں گی، اور کیا ایک دن بھی مجھے ایسا مل سکے گا جب میں مقام مجنہ کے پانی پر جاؤں گا اور کیا شامہ اور طفیل کی پہاڑیاں ایک نظر دیکھ سکوں گا۔'' عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کو اس کی اطلاع

وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِيْ شَامَةٌ وَطَفِيْلُ؟

قَالَتْ عَائِشَةُ: فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ، حُبًّا وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِهَا وَمُدِّهَا، وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ)). [راجع: ١٨٨٩]

دی تو آپ نے دعا کی: ''اے اللہ! مدینہ کی محبت ہمارے دل میں اتنی پیدا کر جتنی مکہ کی تھی بلکہ اس سے بھی زیادہ، یہاں کی آب وہوا کو صحت بخش بنا۔ ہمارے لئے یہاں کے صاع اور مد (اناج ناپنے کے پیمانے) میں برکت عنایت فرما اور یہاں کے بخار کو مقام جحفہ میں بھیج دے۔''

تشریح: جحفہ اب مصر والوں کا میقات ہے۔ اس وقت وہاں یہودی رہا کرتے تھے۔ امام قسطلانی نے کہا کہ اس حدیث سے یہ نکلا کہ کافروں کے لئے جو اسلام اور مسلمانوں کے ہر وقت درپے آزار رہتے ہوں ان کی ہلاکت کے لئے بددعا کرنا جائز ہے، امن پسند کافروں کا یہاں ذکر نہیں ہے، مقام جحفہ اپنی خراب آب وہوا کے لئے اب بھی مشہور ہے جو یقیناً نبی کریم ﷺ کی بددعا کا اثر ہے۔

حضرت مولانا وحید الزماں نے ان شعروں کا منظوم ترجمہ یوں کیا ہے:

خیرت سے اپنے گھر میں صبح کرتا ہے بشر ☆ موت اس کی جوتی کے تسمے سے ہے نزدیک تر
کاش میں مکہ کی وادی میں رہوں پھر ایک رات ☆ سب طرف میرے آگے ہوں واں جلیل اذخر نبات
کاش میں پھر دیکھوں شامہ کاش پھر دیکھوں میں طفیل ☆ اور پیوں پانی مجنہ کے جو ہیں آب حیات

شامہ اور طفیل مکہ کی پہاڑیوں کے نام ہیں۔ رونے میں جو آواز نکلتی ہے اسے عقیرہ کہتے ہیں۔

٣٩٢٧۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ، أَنَّ عُبَيْدَاللّٰهِ بْنَ عَدِيٍّ، أَخْبَرَهُ دَخَلْتُ عَلَى عُثْمَانَ. وَقَالَ بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ: حَدَّثَنِيْ أَبِيْ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عُبَيْدَاللّٰهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ، أَخْبَرَهُ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عُثْمَانَ فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا ﷺ بِالْحَقِّ، وَكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ، وَآمَنَ بِمَا بُعِثَ بِهِ مُحَمَّدٌ، ثُمَّ هَاجَرْتُ هِجْرَتَيْنِ، وَنِلْتُ صِهْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَبَايَعْتُهُ، فَوَاللّٰهِ! مَا عَصَيْتُهُ وَلَا غَشَشْتُهُ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ. تَابَعَهُ إِسْحَاقُ الْكَلْبِيُّ، حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ مِثْلَهُ. [راجع: ٣٦٩٦]

(٣٩٢٧) مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، کہا مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا، انہیں عبیداللہ بن عدی نے خبر دی کہ میں عثمان کی خدمت میں حاضر ہوا (دوسری سند) اور بشر بن شعیب نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے زہری نے، کہا مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا اور انہیں عبیداللہ بن عدی بن خیار نے خبر دی کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے حمد وشہادت پڑھنے کے بعد فرمایا: امابعد! کوئی شک وشبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا، میں بھی ان لوگوں میں تھا جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی دعوت پر (ابتدا ہی میں) لبیک کہا اور میں ان تمام چیزوں پر ایمان لایا جنہیں لے کر محمد ﷺ مبعوث ہوئے تھے، پھر میں نے دو ہجرتیں کیں اور حضور اکرم ﷺ کی دامادی کا شرف مجھے حاصل ہوا اور حضور ﷺ سے میں نے بیعت کی، اللہ کی قسم! میں نے آپ کی نہ کبھی نافرمانی کی اور نہ کبھی آپ سے دھوکہ بازی کی، یہاں تک کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔ شعیب کے

ساتھ اس روایت کی متابعت اسحاق کلبی نے بھی کی ہے، ان سے زہری نے اس حدیث کو اس طرح بیان کیا۔

٣٩٢٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ. وَأَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ، أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ وَهُوَ بِمِنًى، فِي آخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا عُمَرُ، فَوَجَدَنِي، فَقَالَ عَبْدُالرَّحْمَنِ: فَقُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إِنَّ الْمَوْسِمَ يَجْمَعُ رَعَاعَ النَّاسِ، وَإِنِّي أَرَى أَنْ تُمْهِلَ حَتَّى تَقْدَمَ الْمَدِينَةَ، فَإِنَّهَا دَارُ الْهِجْرَةِ وَالسُّنَّةِ، وَتَخْلُصَ لِأَهْلِ الْفِقْهِ وَأَشْرَافِ النَّاسِ وَذَوِي رَأْيِهِمْ. قَالَ عُمَرُ: لَأَقُومَنَّ فِي أَوَّلِ مَقَامٍ أَقُومُهُ بِالْمَدِينَةِ. [راجع: ٢٤٦٢]

(٣٩٢٨) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے بیان کیا (دوسری سند) اور مجھے یونس نے خبر دی، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا مجھ کو عبیداللہ بن عبداللہ نے خبر دی اور انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ منیٰ میں اپنے خیمہ کی طرف واپس آ رہے تھے، یہ عمر رضی اللہ عنہ کے آخری حج کا واقعہ ہے تو ان کی مجھ سے ملاقات ہوگئی۔ انہوں نے کہا کہ (عمر رضی اللہ عنہ حاجیوں کو خطاب کرنے والے تھے اس لئے) میں نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین! موسم حج میں معمولی سوجھ بوجھ رکھنے والے سب طرح کے لوگ جمع ہوتے ہیں اور شور وغل بہت ہوتا ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ آپ اپنا ارادہ موقوف کر دیں اور مدینہ پہنچ کر (خطاب فرمائیں) کیونکہ وہ ہجرت اور سنت کا گھر ہے اور وہاں سمجھ دار معزز اور صاحب عقل لوگ رہتے ہیں۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم ٹھیک کہتے ہیں ہو، مدینہ پہنچتے ہی سب سے پہلی فرصت میں لوگوں کو خطاب کرنے کے لئے ضرور کھڑا ہوں گا۔

تشریح: اس واقعہ کا پس منظر یہ ہے کہ کسی نادان نے منیٰ میں عین موسم حج میں یہ کہا تھا کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ مرجائیں تو میں فلاں شخص سے بیعت کروں گا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے بن سوچے سمجھے بیعت کر لی تھی۔ یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچ گئی جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا اور اس شخص کو بلا کر تنبیہ کا خیال ہوا مگر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے یہ صلاح دی کہ یہ موسم حج ہے ہر قسم کے دانا و نادان لوگ یہاں جمع ہیں، یہاں یہ مناسب نہ ہوگا مدینہ شریف پہنچ کر آپ جو چاہیں کریں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا یہ مشورہ قبول فرمالیا۔

٣٩٢٩۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، أَنَّ أُمَّ الْعَلَاءِ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِمْ بَايَعَتِ النَّبِيَّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُونٍ طَارَ لَهُمْ فِي السُّكْنَى حِينَ قَرَعَتِ الْأَنْصَارُ عَلَى سُكْنَى الْمُهَاجِرِينَ، قَالَتْ أُمُّ الْعَلَاءِ: فَاشْتَكَى عُثْمَانُ عِنْدَنَا، فَمَرَّضْتُهُ حَتَّى

(٣٩٢٩) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، انہیں ابن شہاب نے خبر دی، انہیں خارجہ بن زید بن ثابت نے کہ (ان کی والدہ) ام علاء رضی اللہ عنہا ایک انصاری خاتون جنہوں نے نبی کریم ﷺ سے بیعت کی تھی، نے انہیں خبر دی کہ جب انصار نے مہاجرین کی میزبانی کے لئے قرعہ ڈالا تو عثمان بن مظعون ان کے گھرانے کے حصے میں آئے تھے۔ ام علاء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر عثمان رضی اللہ عنہ ہمارے یہاں بیمار پڑ گئے۔ میں نے ان کی پوری طرح تیمارداری کی لیکن وہ نہ بچ سکے۔ ہم نے انہیں ان کے کپڑوں میں لپیٹ دیا تھا۔ اتنے میں نبی

تُوُفِّيَ، وَجَعَلْنَاهُ فِي أَثْوَابِهِ، فَدَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ فَقُلْتُ: رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ، شَهَادَتِي عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللَّهُ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَمَا يُدْرِيكِ أَنَّ اللَّهَ أَكْرَمَهُ؟)) قَالَتْ: قُلْتُ: لَا أَدْرِي بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَمَنْ؟ قَالَ: ((أَمَّا هُوَ فَقَدْ جَاءَهُ وَاللَّهِ الْيَقِينُ، وَاللَّهِ! إِنِّي لَأَرْجُو لَهُ الْخَيْرَ، وَمَا أَدْرِي وَاللَّهِ! وَأَنَا رَسُولُ اللَّهِ مَا يُفْعَلُ بِهِ)). قَالَتْ: فَوَاللَّهِ! لَا أُزَكِّي أَحَدًا بَعْدَهُ قَالَتْ: فَأَحْزَنَنِي ذَلِكَ نِمْتُ فَأُرِيتُ لِعُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ عَيْنًا تَجْرِي. فَجِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ. فَقَالَ: ((ذَلِكَ عَمَلُهُ)). [راجع: ١٢٤٣]

کریم ﷺ بھی تشریف لائے تو میں نے کہا ابو سائب! (عثمان رضی اللہ عنہ کی کنیت) تم پر اللہ کی رحمتیں ہوں، میری تمہارے متعلق گواہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے اکرام سے نوازا ہے۔ یہ سن کر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے اکرام سے نوازا ہے؟'' میں نے عرض کیا مجھے تو اس سلسلے میں کچھ خبر نہیں ہے، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ! لیکن اور کسے نوازے گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ''اس میں تو واقعی کوئی شک وشبہ نہیں کہ ایک یقینی امر (موت) ان کو آ چکی ہے، خدا کی قسم کہ میں بھی ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے خیر خواہی کی امید رکھتا ہوں لیکن میں حالانکہ اللہ کا رسول ہوں تو خود اپنے متعلق نہیں جان سکتا کہ میرے ساتھ کیا معاملہ ہوگا۔'' ام علاء رضی اللہ عنہا نے عرض کیا پھر اللہ کی قسم! اس کے بعد میں اب کسی کے بارے میں اس کی پاکی نہیں کروں گی۔ انہوں نے بیان کیا کہ اس واقعہ پر مجھے بڑا رنج ہوا۔ پھر میں سو گئی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ عثمان بن مظعون کے لئے ایک بہتا ہوا چشمہ ہے۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے اپنا خواب بیان کیا تو آپ نے فرمایا: ''یہ ان کا عمل تھا۔''

تشریح: ایک روایت میں یوں ہے میں یہ نہیں جانتا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا حال کیا ہونا ہے۔ اس روایت پر تو کوئی اشکال نہیں۔ لیکن محفوظ یہی روایت ہے کہ میں نہیں جانتا کہ میرا حال کیا ہونا ہے۔ جیسے قرآن شریف میں ہے: ﴿وَمَآ اَدۡرِیۡ مَا یُفۡعَلُ بِیۡ وَلَا بِکُمۡ﴾ (۴۶/الاحقاف:۹) کہتے ہیں یہ آیت اور حدیث اس زمانہ کی ہے جب یہ آیت نہیں اتری تھی: ﴿لِیَغۡفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ﴾ (۴۸/الفتح:۲) اور آپ کو قطعاً یہ نہیں بتلایا گیا تھا کہ آپ سب اگلے پچھلے لوگوں سے افضل ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ توجیہ عمدہ نہیں۔ اصل یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی بارگاہ عجب مستغنی بارگاہ ہے آدمی کیسے ہی درجہ پر پہنچ جائے مگر اس کے استغنا اور کبریائی سے بے ڈر نہیں ہو سکتا۔ وہ ایک ایسا شہنشاہ ہے جو چاہے وہ کر ڈالے، رتی برابر اس کو کسی کا اندیشہ نہیں۔ حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری اپنے مکاتیب میں فرماتے ہیں وہ ایسا مستغنی اور بے پروا ہے کہ اگر چاہے تو سب پیغمبروں اور نیک بندوں کو دم بھر میں دوزخی بنا دے اور سارے بدکار اور کفار کو بہشت میں لے جائے، کوئی دم نہیں مار سکتا۔ آخر حدیث میں ذکر ہے کہ ان کا نیک عمل چشمہ کی صورت میں ان کے لئے ظاہر ہوا۔ دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اعمال صالحہ خوبصورت آدمی کی شکل میں اور برے عمل بدصورت آدمی کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں، ہر دو حدیث برحق ہیں اور ان میں نیکوں اور بدوں کے مراتب اعمال کے مطابق کیفیات بیان کی گئی ہیں جو مذکورہ صورتوں میں سامنے آتی ہیں۔ باقی اصل حقیقت آخرت ہی میں ہر انسان پر منکشف ہوگی۔ جو اللہ اور رسول نے بتلا دیا اس پر ایمان لانا چاہیے۔

٣٩٣٠ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ يَوْمُ بُعَاثٍ يَوْمًا

(٣٩٣٠) ہم سے عبیداللہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بعاث کی لڑائی کو (انصار کے قبائل اوس وخزرج

قَدَّمَهُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ لِرَسُوْلِهِ ﷺ، فَقَدِمَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَقَدِ افْتَرَقَ مَلَؤُهُمْ، وَقُتِلَتْ سَرَاتُهُمْ فِي دُخُوْلِهِمْ فِي الْإِسْلَامِ. [راجع: ٣٧٧٧]

کے درمیان) اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے مدینہ میں آنے سے پہلے ہی برباد کرادیا تھا چنانچہ جب آپ مدینہ میں تشریف لائے تو انصار میں پھوٹ پڑی ہوئی تھی اور ان کے سردار قتل ہو چکے تھے اس میں اللہ کی یہ حکمت معلوم ہوتی ہے کہ انصار اسلام قبول کرلیں۔

تشریح: کیونکہ غریب لوگ رہ گئے سردار اور امیر مارے جاچکے تھے اگر یہ سب زندہ ہوتے تو شاید غرور کی وجہ سے مسلمان نہ ہوتے اور دوسروں کو بھی اسلام سے روکتے۔ بعاث ایک جگہ کا نام تھا جہاں یہ لڑائی ہوئی۔

٣٩٣١- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنِي غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ، دَخَلَ عَلَيْهَا وَالنَّبِيُّ ﷺ عِنْدَهَا يَوْمَ فِطْرٍ أَوْ أَضْحًى، وَعِنْدَهَا قَيْنَتَانِ تُغَنِّيَانِ بِمَا تَعَازَفَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ بُعَاثَ. فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: مِزْمَارُ الشَّيْطَانِ مَرَّتَيْنِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((دَعْهُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ! إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيْدًا، وَإِنَّ عِيْدَنَا هَذَا الْيَوْمُ)). [راجع: ٩٤٩]

(۳۹۳۱) مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے یہاں آئے تو نبی کریم ﷺ بھی وہیں تشریف رکھتے تھے عیدالفطر یا عیدالاضحیٰ کا دن تھا، دولڑکیاں یوم بعاث کے بارے میں وہ اشعار پڑھ رہی تھیں جو انصار نیب طور فخر بعاث کے دن پڑھتے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ شیطانی گانے باجے! (رسول اللہ ﷺ کے گھر میں) دو مرتبہ انہوں نے یہ جملہ دہرایا، لیکن نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر! انہیں چھوڑ دو۔ ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور ہماری عید آج کا یہ دن ہے۔''

تشریح: اس حدیث کی مناسبت باب سے مشکل ہے، اس میں ہجرت کا ذکر نہیں ہے مگر شاید امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو اگلی حدیث کی مناسبت سے ذکر کیا جس میں جنگ بعاث کا ذکر ہے۔ (وحیدی) قسطلانی میں ہے "ومطابقة هذا الحديث للترجمة قال العينى رحمہ اللہ من حيث انه مطابق للحديث السابق فى ذكر يوم بعاث والمطابق للمطابق مطابق قال ولم اراحدا ذكر له مطابقة كذا قال فليتأمل۔" خلاصہ وہی ہے جو مذکور ہوا۔

٣٩٣٢- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ ؛ح: وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ، يَزِيْدُ بْنُ حُمَيْدٍ الضُّبَعِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ، نَزَلَ فِي عُلْوِ الْمَدِيْنَةِ فِي حَيٍّ يُقَالُ لَهُمْ: بَنُوْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ. قَالَ: فَأَقَامَ فِيْهِمْ أَرْبَعَ

(۳۹۳۲) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا (دوسری سند) اور ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالصمد نے خبر دی، کہا کہ میں نے اپنے والد عبدالوارث سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے ابوالتیاح یزید بن حمید ضُبعی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو مدینہ کے بلند جانب قبا کے ایک محلّہ میں آپ نے (سب سے پہلے) قیام کیا جسے بنی عمرو بنی عوف کا محلہ کہا جاتا تھا۔ راوی نے بیان کیا کہ حضور ﷺ نے وہاں چودہ رات قیام کیا پھر آپ نے قبیلہ بنی النجار کے

عَشْرَةَ لَيْلَةً، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى مَلَإِ بَنِي النَّجَّارِ. قَالَ: فَجَاؤُوْا مُتَقَلِّدِيْنَ سُيُوْفَهُمْ، قَالَ: وَكَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى رَاحِلَتِهِ، وَأَبُوْ بَكْرٍ رِدْفُهُ، وَمَلَأُ بَنِي النَّجَّارِ حَوْلَهُ حَتَّى أَلْقَى بِفِنَاءِ أَبِيْ أَيُّوْبَ، قَالَ: فَكَانَ يُصَلِّيْ حَيْثُ أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ، وَيُصَلِّيْ فِيْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ، قَالَ: ثُمَّ إِنَّهُ أَمَرَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ، فَأَرْسَلَ إِلَى مَلَإِ بَنِي النَّجَّارِ، فَجَاؤُوْا فَقَالَ: ((**يَا بَنِي النَّجَّارِ، ثَامِنُوْنِيْ حَائِطَكُمْ هٰذَا**)). فَقَالُوْا: لَا، وَاللّٰهِ! لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللّٰهِ. قَالَ: فَكَانَ فِيْهِ مَا أَقُوْلُ لَكُمْ كَانَتْ فِيْهِ قُبُوْرُ الْمُشْرِكِيْنَ، وَكَانَتْ فِيْهِ خِرَبٌ، وَكَانَ فِيْهِ نَخْلٌ، فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِقُبُوْرِ الْمُشْرِكِيْنَ فَنُبِشَتْ، وَبِالْخِرَبِ فَسُوِّيَتْ، وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ، قَالَ: فَصَفُّوا النَّخْلَ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ قَالَ: وَجَعَلُوْا عِضَادَتَيْهِ حِجَارَةً. قَالَ: جَعَلُوْا يَنْقُلُوْنَ ذَاكَ الصَّخْرَ وَهُمْ يَرْتَجِزُوْنَ، وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَعَهُمْ يَقُوْلُوْنَ:

اللّٰهُمَّ إِنَّهُ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْآخِرَهْ
فَانْصُرِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ .

[راجع: ٤٢٧]

لوگوں کو بلا بھیجا۔ انہوں نے بیان کیا کہ انصار بنی النجار آپ کی خدمت میں تلواریں لٹکائے ہوئے حاضر ہوئے۔ راوی نے بیان کیا گویا اس وقت بھی وہ منظر میری نظروں کے سامنے ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر سوار ہیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسی سواری پر آپ کے پیچھے سوار ہیں اور بنی النجار کے انصار آپ کے چاروں طرف حلقہ بنائے ہوئے مسلح پیدل چلے جا رہے ہیں۔ آخر آپ ابوایوب انصاری کے گھر کے قریب اتر گئے۔ راوی نے بیان کیا کہ ابھی تک جہاں بھی نماز کا وقت ہو جاتا وہیں آپ نماز پڑھ لیتے تھے۔ بکریوں کے ریوڑ جہاں رات کو باندھے جاتے وہاں بھی نماز پڑھ لی جاتی تھی۔ بیان کیا کہ پھر حضور ﷺ نے مسجد کی تعمیر کا حکم فرمایا۔ آپ نے اس کے لئے قبیلہ بنی النجار کے لوگوں کو بلا بھیجا۔ وہ حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: ''اے بنوالنجار! اپنے اس باغ کی قیمت طے کر لو۔'' انہوں نے عرض کیا نہیں اللہ کی قسم! ہم اس کی قیمت اللہ کے سوا اور کسی سے نہیں لے سکتے۔ راوی نے بیان کیا کہ اس باغ میں وہ چیزیں تھیں جو میں تم سے بیان کروں گا۔ اس میں مشرکین کی قبریں تھیں، کچھ اس میں کھنڈر تھا اور کھجوروں کے چند درخت بھی تھے۔ آنحضرت ﷺ کے حکم سے مشرکین کی قبریں اکھاڑ دی گئیں، جہاں کھنڈر تھا اسے برابر کیا گیا اور کھجوروں کے درخت کاٹ دیئے گئے۔ راوی نے بیان کیا کہ کھجور کے تنے مسجد کے قبلہ کی طرف ایک قطار میں بطور دیوار رکھ دیئے گئے اور دروازہ میں (چوکھٹ کی جگہ) پتھر رکھ دیئے۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ صحابہ جب پتھر ڈھو رہے تھے تو شعر پڑھتے جاتے تھے آنحضرت ﷺ بھی ان کے ساتھ خود پتھر ڈھوتے اور صحابہ کے جواب میں یہ شعر پڑھتے: ''اے اللہ! آخرت ہی کی خیر، خیر ہے پس تو انصار اور مہاجرین کی مدد فرما۔''

تشریح: اس حدیث کے ترجمہ میں مولانا وحید الزماں رحمہ اللہ نے الفاظ "ویصلی فی مرابض الغنم۔" کا ترجمہ چھوڑ دیا ہے غالباً مرحوم کا یہ سہو ہے۔ اس حدیث میں بھی ہجرت کا ذکر ہے، یہی باب سے وجہ مناسبت ہے۔

بَابُ إِقَامَةِ الْمُهَاجِرِ بِمَكَّةَ بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ

باب: حج کی ادائیگی کے بعد مہاجر کا مکہ میں قیام کرنا کیسا ہے

تشریح: حافظ نے کہا باب کا مطلب یہ کہ جس نے فتح مکہ سے پہلے ہجرت کی اس کو مکہ میں پھر رہنا حرام تھا۔ مگر حج یا عمرے کے لئے وہاں ٹھہر سکتا تھا، اس کے بعد تین دن سے زیادہ ٹھہرنا درست نہ تھا۔ اب جو لوگ دوسرے مقام سے بہ سبب فتنے وغیرہ کے ہجرت کریں تو اللہ کے واسطے انہوں نے کسی ملک کو چھوڑا ہو تو پھر وہاں لوٹنا درست نہیں اگر کسی فتنے کی وجہ سے چھوڑا ہو اور اس فتنہ کا ڈر نہ رہا ہو تو پھر وہاں لوٹنا اور رہنا درست ہے۔ (وحیدی)

٣٩٣٣۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ حُمَيْدٍ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِالْعَزِيزِ، يَسْأَلُ السَّائِبَ ابْنَ أُخْتِ النَّمِرِ مَا سَمِعْتَ فِي سُكْنَى مَكَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((ثَلَاثٌ لِلْمُهَاجِرِ بَعْدَ الصَّدَرِ)). [مسلم: ٣٢٩٧، ٣٢٩٩؛ نسائي: ١٤٥٣، ١٤٥٤؛ ابن ماجه: ١٠٧٣]

(۲۹۳۳) مجھ سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حاتم بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن بن حمید زہری نے بیان کیا، انہوں نے خلیفہ عمر بن عبدالعزیز سے سنا، وہ نمر کندی کے بھانجے سائب بن یزید سے دریافت کر رہے تھے کہ تم نے مکہ میں (مہاجر کے) ٹھہرنے کے مسئلہ میں کیا سنا ہے؟ انہوں نے بیان کیا میں نے علاء بن حضرمی ؓ سے سنا۔ وہ بیان کرتے تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مہاجر کو (حج میں) طواف وداع کے بعد تین دن ٹھہرنے کی اجازت ہے۔“

تشریح: مہاجر سے مراد وہ مسلمان ہیں جو مکہ سے مدینہ چلے گئے تھے۔ حج پر آنے کے لئے فتح مکہ سے ان کے لئے یہ وقتی حکم تھا کہ وہ حج کے بعد مکہ شریف میں تین روز قیام کر کے مدینہ واپس ہو جائیں۔ فتح مکہ کے بعد یہ سوال ختم ہو گیا، تفصیل کے لئے فتح الباری دیکھئے۔

بَابُ [التَّارِيخِ مِنْ أَيْنَ أَرَّخُوا التَّارِيخَ]

باب: اسلامی تاریخ کب سے شروع ہوئی؟

تشریح: "فی التوشیح قال بعضهم مناسبة جعل التاریخ قبل الهجرة ان القضایا التی کان یمکن منها اربعة مولده ومبعثه وهجرته ووفاته فلم یؤرخ من الاولین لان کلامنهما لا یخلو عن نزاع فی تعیین سنته ولا من الوفاة لما یوقع من الاسف علیه فالحصر فی الهجرة وجعل اول السنة محرم دون ربیع لانه منصرف الناس من الحج انتهی۔" یعنی بقول بعض تاریخ ہجرت کے لئے چار اہم معاملات مدنظر ہو سکتے تھے آپ کی پیدائش اور آپ کی بعثت اور ہجرت اور وفات ابتدا کی دو چیزوں میں تاریخ کے تعین میں اختلاف ممکن تھا، اس لئے ان کو چھوڑ دیا گیا۔ وفات کو اس لئے نہیں لیا کہ اس سے ہمیشہ آپ کی وفات پر تاسف ظاہر ہوتا۔ پس واقعہ ہجرت سے تاریخ کا تعین مناسب ہوا ہجرت کا سنہ محرم میں مقرر کیا گیا تھا اسی لئے محرم اس کا پہلا مہینہ قرار پایا۔ خلافت فاروقی کے ۱۷ھ میں یہ تاریخ کا مسئلہ سامنے آیا جس پر اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہجرت سے اس کو مقرر کرنے کا مشورہ دیا جس پر سب کا اتفاق ہو گیا۔ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم نے آیت کریمہ: ﴿لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ﴾ (۹/التوبۃ: ۱۰۸) سے ہجرت کی تاریخ نکالی کہ یہی وہ دن ہیں جن میں اسلام کی ترقی کا دور شروع ہوا اور امن سے مسلمانوں کو تبلیغ اسلام کا موقع ملا اور مسجد قبا کی بنیاد رکھی گئی۔ من اول یوم سے اسلامی تاریخ کا اول دن یکم محرم سنہ ہجری قرار پایا۔

٣٩٣٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: مَا عَدُّوا مِنْ مَبْعَثِ النَّبِيِّ ﷺ

(۳۹۳۴) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابوحازم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد سلمہ بن دینار نے، ان سے سہل بن سعد ساعدی ؓ نے بیان کیا کہ تاریخ کا شمار نبی کریم ﷺ کی

وَلَا مِنْ وَفَاتِهِ، مَا عَدُّوا إِلَّا مِنْ مَقْدَمِهِ الْمَدِينَةَ.

نبوت کے سال سے ہوا اور نہ آپ کی وفات کے سال سے بلکہ اس کا شمار مدینہ کی ہجرت کے سال سے ہوا۔

تشریح: ابن جوزی نے کہا جب دنیا میں آبادی زیادہ ہوگئی تو حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے تاریخ کا شمار ہونے لگا اب آدم سے لے کر طوفان نوح تک ایک تاریخ ہے اور طوفان نوح سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں ڈالے جانے تک دوسری اور اس وقت سے حضرت یوسف علیہ السلام تک تیسری۔ وہاں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مصر سے روانہ ہونے تک چوتھی۔ وہاں سے حضرت داؤد علیہ السلام تک پانچویں۔ وہاں سے حضرت سلیمان علیہ السلام تک چھٹی اور وہاں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ساتویں ہے اور مسلمانوں کی تاریخ نبی کریم ﷺ کی ہجرت سے شروع ہوتی ہے گو ہجرت ربیع الاول میں ہوئی تھی مگر سال کا آغاز محرم سے رکھا۔ یہودی بیت المقدس کی ویرانی سے اور نصاریٰ حضرت مسیح علیہ السلام کے اٹھ جانے سے تاریخ کا حساب کرتے ہیں۔

٣٩٣٥۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فُرِضَتِ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ هَاجَرَ النَّبِيُّ ﷺ فَفُرِضَتْ أَرْبَعًا، وَتُرِكَتْ صَلَاةُ السَّفَرِ عَلَى الْأُولَى. تَابَعَهُ عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ. [راجع: ٣٥٠]

(٣٩٣٥) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا ہم سے معمر نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ (پہلے) نماز صرف دو رکعت فرض ہوئی تھی پھر نبی کریم ﷺ نے ہجرت کی تو وہ فرض رکعات چار رکعات ہوگئیں۔ البتہ سفر کی حالت میں نماز اپنی حالت میں باقی رکھی گئی۔ اس روایت کی متابعت عبدالرزاق نے معمر سے کی ہے۔

تشریح: روایت میں ہجرت کا ذکر ہے باب سے یہی وجہ مناسبت ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((اللَّهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ)) وَمَرْثِيَتِهِ لِمَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ.

باب: نبی کریم ﷺ کی دعا:

”اے اللہ! میرے اصحاب ؓ کی ہجرت قائم رکھ۔“ اور جو مہاجر مکہ میں انتقال کر گئے، ان کے لئے آپ کا اظہار رنج کرنا۔

٣٩٣٦۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ ابْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: عَادَنِي النَّبِيُّ ﷺ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ مَرَضٍ أَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! بَلَغَ بِي مِنَ الْوَجَعِ مَا تَرَى، وَأَنَا ذُو مَالٍ وَلَا يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَةٌ لِي وَاحِدَةٌ، أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي؟ قَالَ: ((لَا)). قَالَ: فَأَتَصَدَّقُ بِشَطْرِهِ قَالَ: ((الثُّلُثُ يَا سَعْدُ! وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ، إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ ذُرِّيَّتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً

(٣٩٣٦) ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عامر بن سعد بن مالک نے اور ان سے ان کے والد سعد بن ابی وقاص ؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ حجۃ الوداع ١٠ھ کے موقع پر میری مزاج پرسی کے لئے تشریف لائے۔ اس مرض میں میرے بچنے کی کوئی امید نہیں رہی تھی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مرض کی شدت آپ خود ملاحظہ فرما رہے ہیں، میرے پاس مال بہت ہے اور صرف میری ایک لڑکی وارث ہے تو کیا میں اپنے دو تہائی مال کا صدقہ کر دوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”نہیں۔“ میں نے عرض کیا پھر آدھے کا کر دوں؟ فرمایا: ”سعد! بس ایک تہائی کا کر دو، یہ بھی بہت ہے اگر تو اپنی اولاد کو مال دار چھوڑ کر جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ انہیں محتاج

يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ)). قَالَ أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ: ((أَنْ تَذَرَ ذُرِّيَّتَكَ، وَلَسْتَ بِنَافِقٍ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا آجَرَكَ اللَّهُ بِهَا، حَتَّى اللُّقْمَةَ تَجْعَلُهَا فِي فِي امْرَأَتِكَ)). قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِي؟ قَالَ: ((إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ دَرَجَةً وَرِفْعَةً، وَلَعَلَّكَ تُخَلَّفُ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ، وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ، اللَّهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ، وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلَى أَعْقَابِهِمْ)) لَكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ يَرْثِي لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ تُوُفِّيَ بِمَكَّةَ. وَقَالَ: أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ وَمُوسَى عَنْ إِبْرَاهِيمَ: ((أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ)).

[راجع:٥٦]

چھوڑے اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔'' احمد بن یونس نے بیان کیا، ان سے ابراہیم بن سعد نے کہ ''تم اپنی اولاد کو چھوڑ کر جو کچھ بھی خرچ کرو گے اور اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی مقصود ہوگی تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا ثواب دے گا، اللہ تمہیں اس لقمہ پر بھی ثواب دے گا جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو۔'' میں نے پوچھا: یارسول اللہ! کیا میں اپنے ساتھیوں سے پیچھے مکہ میں رہ جاؤں گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''تم پیچھے نہیں رہو گے اور تم جو بھی عمل کرو گے اور اس سے مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا مندی ہوگی تو تمہارا مرتبہ اس کی وجہ سے بلند ہوتا رہے گا اور شاید تم ابھی بہت دنوں تک زندہ رہو گے تم سے بہت سے لوگوں (مسلمانوں) کو نفع پہنچے گا اور بہتوں کو (غیر مسلموں کو) نقصان ہوگا۔ اے اللہ! میرے صحابہ کی ہجرت پوری کر دے اور انہیں الٹے پاؤں واپس نہ کر (کہ وہ ہجرت کو چھوڑ کر اپنے گھروں کو واپس آ جائیں)'' البتہ سعد بن خولہ نقصان میں پڑ گئے۔ رسول اللہ ﷺ اس کا افسوس کرتے تھے کیونکہ وہ (ہجرت کے بعد) پھر مکہ میں ہی انتقال کر گیا تھا۔ اور احمد بن یونس اور موسیٰ بن اسماعیل نے اس حدیث کو ابراہیم بن سعد سے روایت کیا اس میں (اپنی اولاد ''ذریت'' کو چھوڑو کے بجائے) ''تم اپنے وارثوں کو چھوڑو'' یہ الفاظ مروی ہیں۔

تشریح: حجۃ الوداع میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے اور بیماری شدت پکڑ گئی تو انہوں نے نبی کریم ﷺ سے زندگی سے مایوس ہو کر اپنے ترکہ کے بارے میں مسائل معلوم کیے نبی کریم ﷺ نے ان کو مسائل سمجھائے اور ساتھ ہی تسلی دلائی کہ ابھی تم عرصہ تک زندہ رہو گے اور ایسا ہی ہوا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بعد میں چالیس سال زندہ رہے، عراق فتح کیا اور بہت سے لوگ ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے، ان کے بہت سے لڑکے بھی پیدا ہوئے۔ حدیث پر غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام مسلمانوں کو تنگ دست مفلس قلاش بننے کی بجائے زیادہ سے زیادہ حلال طور پر کما کر دولت مند بننے کی تعلیم دیتا ہے اور بزور رغبت دلاتا ہے کہ اپنے اہل وعیال کو غربت، تنگ دستی کی حالت میں چھوڑ کر انتقال نہ کریں یعنی پہلے سے ہی محنت ومشقت کر کے افلاس کا مقابلہ کریں۔ ضرور ایسی ترقی کریں کہ مرنے کے بعد ان کی اولاد تنگ دستی، محتاجگی، افلاس کی شکار نہ ہو۔ اسی لئے حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ مشہور محدث فرماتے ہیں: '' لا خير في من لا يريد جمع المال من حله يكف به وجهه عن الناس ويصل به رحمه ويعطي منه حقه۔'' ایسے شخص میں کوئی خوبی نہیں ہے جو حلال طریق سے مال جمع نہ کرے جس کے ذریعہ لوگوں سے اپنی آبرو کی حفاظت کرے اور خویش واقارب کی خبر گیری کرے اور اس کا حق ادا کرے۔ امام سبیعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: '' كانوا يرون السعة عونا على الدين۔'' بزرگان دین خوش حالی کو دین کے لئے مددگار خیال کرتے تھے۔ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''المال في زماننا هذا سلاح المؤمنين'' مال ہمارے زمانہ میں مومن کا ہتھیار ہے۔ (از منہاج القاصدین ص:۱۹۹) قرآن مجید میں زکوۃ کا بار بار ذکر ہی یہ چاہتا ہے کہ ہر مسلمان مال دار ہو جو سالانہ زیادہ سے زیادہ زکوۃ ادا کر سکے۔ ہاں مال اگر حرام طریقہ سے جمع کیا جائے یا انسان کو اسلام اور ایمان سے غافل کر دے تو ایسا مال اللہ کی طرف سے موجب

لعنت ہے۔ وفقنا الله لما یحب ویرضی۔ آمین

بَابٌ: كَيْفَ آخَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ أَصْحَابِهِ

وَقَالَ عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ: آخَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْنِي وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ. وَقَالَ أَبُو جُحَيْفَةَ: آخَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ سَلْمَانَ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ.

باب: نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کے درمیان کس طرح بھائی چارہ قائم کرایا تھا

اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب ہم مدینہ ہجرت کر کے آئے تو نبی ﷺ نے میرے اور سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ کرایا تھا۔ ابو جحیفہ (وہب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ) نے کہا نبی ﷺ نے سلمان فارسی اور ابودرداء کے درمیان بھائی چارہ کرایا تھا۔

تشریح: کہتے ہیں بھائی بھائی بنانا دو بار ہوا تھا ایک بار مکہ میں مہاجرین میں اس دفعہ ابوبکر، عمر کو، اور حمزہ، زید بن حارثہ کو اور عثمان عبدالرحمٰن بن عوف کو اور زبیر، ابن مسعود کو اور عبیدہ، بلال کو اور مصعب بن عمیر، سعد بن ابی وقاص اور ابوعبیدہ، سالم مولیٰ ابی حذیفہ کو اور سعید بن زید، طلحہ رضی اللہ عنہم کو آپ نے بھائی بھائی بنا دیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ شکایت کرنے آئے تو آپ نے ان کو اپنا بھائی بنایا دوسری بار مدینہ میں ہوا مہاجرین اور انصار میں۔ (وحیدی)

ابتدا میں مؤاخات ترکہ میں میراث تک پہنچ گئی تھی یعنی ایسے منہ بولے بھائیوں کو مرنے والے بھائی کے ترکہ میں حصہ دیا جانے لگا تھا مگر واقعہ بدر کے بعد آیۃ کریمہ: ﴿وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَى بِبَعْضٍ﴾ (۳۳/ الاحزاب: ۶) نازل ہوئی جس سے ترکہ میں حصہ صرف حقیقی وارثوں کے لئے مخصوص ہو گیا۔ مدینہ میں مؤاخات ہجرت کے پانچ ماہ بعد کرائی گئی تھی۔

۳۹۳۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَدِمَ عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ الْمَدِينَةَ فَآخَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ، فَعَرَضَ عَلَيْهِ أَنْ يُنَاصِفَهُ أَهْلَهُ وَمَالَهُ، فَقَالَ عَبْدُالرَّحْمَنِ: بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ، دُلَّنِي عَلَى السُّوقِ. فَرَبِحَ شَيْئًا مِنْ أَقِطٍ وَسَمْنٍ، فَرَآهُ النَّبِيُّ ﷺ بَعْدَ أَيَّامٍ وَعَلَيْهِ وَضَرٌ مِنْ صُفْرَةٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَهْيَمْ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ؟)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ. قَالَ: ((فَمَا سُقْتَ فِيهَا)). قَالَ: وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ)). [راجع:

(۳۹۳۷) ہم سے محمد بن یوسف بیکندی نے بیان کیا، ان سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے حمید طویل نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہجرت کر کے آئے تو آنحضرت ﷺ نے ان کا بھائی چارہ سعد بن ربیع سے کرایا تھا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ ان کے اہل و مال میں سے آدھا وہ قبول کر لیں لیکن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اہل و مال میں برکت دے۔ آپ بس مجھے بازار کا راستہ بتا دیں۔ چنانچہ انہوں نے تجارت شروع کر دی اور پہلے دن انہیں کچھ پنیر اور گھی میں نفع ملا۔ چند دنوں کے بعد انہیں نبی کریم ﷺ نے دیکھا کہ ان کے کپڑوں پر (خوشبو کی) زردی کا نشان ہے تو آپ نے فرمایا: ''عبدالرحمٰن یہ کیا ہے؟'' انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے ایک انصاری عورت سے شادی کر لی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''انہیں مہر میں تم نے کیا دیا؟'' انہوں نے بتایا کہ ایک گٹھلی برابر سونا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اب ولیمہ کر خواہ ایک ہی بکری کا ہو۔''

٢٠٤٩]

تشریح: اس حدیث سے انصار کا ایثار اور مہاجرین کی خودداری روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ وہ کیسے پختہ کار مسلمان تھے۔ اس حدیث سے تجارت کی بھی ترغیب ظاہر ہے۔ اللہ پاک علما کو خصوصاً توفیق دے کہ وہ اس پر غور کر کے اپنے مستقبل کا فکر کریں۔ آمین۔

بَابٌ

٣٩٣٨ـ حَدَّثَنِي حَامِدُ بْنُ عُمَرَ، عَنْ بِشْرِ ابْنِ الْمُفَضَّلِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ، أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ، بَلَغَهُ مَقْدَمُ النَّبِيِّ ﷺ الْمَدِينَةَ، فَأَتَاهُ يَسْأَلُهُ عَنْ أَشْيَاءَ، فَقَالَ: إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ ثَلَاثٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا نَبِيٌّ مَا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ؟ وَمَا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ؟ وَمَا بَالُ الْوَلَدِ يَنْزِعُ إِلَى أَبِيهِ أَوْ إِلَى أُمِّهِ؟ قَالَ: ((أَخْبَرَنِي بِهِ جِبْرِيلُ آنِفًا)). قَالَ ابْنُ سَلَامٍ: ذَاكَ عَدُوُّ الْيَهُوْدِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ. قَالَ: ((أَمَّا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُهُمْ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ، وَأَمَّا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ، فَزِيَادَةُ كَبِدِ الْحُوْتِ، وَأَمَّا الْوَلَدُ فَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَ الْمَرْأَةِ نَزَعَ الْوَلَدَ، وَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الْمَرْأَةِ مَاءَ الرَّجُلِ نَزَعَتِ الْوَلَدَ)). قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ. قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنَّ الْيَهُوْدَ قَوْمٌ بُهُتٌ، فَسَلْهُمْ عَنِّيْ قَبْلَ أَنْ يَعْلَمُوْا بِإِسْلَامِيْ، فَجَاءَ تِ الْيَهُوْدُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَيُّ رَجُلٍ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فِيكُمْ)). قَالُوْا: خَيْرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا وَأَفْضَلُنَا وَابْنُ أَفْضَلِنَا. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ)). قَالُوْا: أَعَاذَهُ اللّٰهُ مِنْ ذَلِكَ. فَأَعَادَ

باب

(٣٩٣٨) مجھ سے حامد بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے بشر بن مفضل نے ان سے حمید طویل نے بیان کیا اور ان سے انس ؓ نے کہ جب عبداللہ بن سلام ؓ کو رسول اللہ ﷺ کے مدینہ آنے کی خبر ہوئی تو وہ آپ سے چند سوال کرنے کے لئے آئے۔ انہوں نے کہا کہ میں آپ سے تین چیزوں کے متعلق پوچھوں گا جنہیں نبی کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ قیامت کی سب سے پہلی نشانی کیا ہوگی؟ اہل جنت کی ضیافت سب سے پہلے کس کھانے سے کی جائے گی؟ اور کیا بات ہے کہ بچہ کبھی باپ پر ہو جاتا ہے اور کبھی ماں پر؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ''جواب ابھی مجھے جبرئیل نے آ کر بتایا ہے۔'' عبداللہ بن سلام نے کہا کہ یہ ملائکہ میں یہودیوں کے دشمن ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''قیامت کی پہلی نشانی ایک آگ ہے جو انسانوں کو مشرق سے مغرب کی طرف لے جائے گی۔ جس کھانے سے سب سے پہلے اہل جنت کی ضیافت ہوگی وہ مچھلی کی کلیجی کا بڑھا ہوا ٹکڑا ہوگا (جو نہایت لذیذ اور زود ہضم ہوتا ہے) اور بچہ باپ کی صورت پر اس وقت جاتا ہے جب عورت کے پانی پر مرد کا پانی غالب آ جائے اور جب مرد کے پانی پر عورت کا پانی غالب آ جائے تو بچہ ماں پر جاتا ہے۔'' عبداللہ بن سلام ؓ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہودی بڑے بہتان لگانے والے لوگ ہیں، اس لئے آپ اس سے پہلے کہ میرے اسلام کے بارے میں انہیں کچھ معلوم ہو، ان سے میرے متعلق دریافت فرمائیں۔ چنانچہ چند یہودی آئے تو آپ نے ان سے فرمایا: ''تمہاری قوم میں عبداللہ بن سلام کون ہیں؟'' وہ کہنے لگے کہ ہم میں سب سے بہتر اور سب سے بہتر کے بیٹے ہیں، ہم میں سب سے افضل اور سب سے افضل کے بیٹے۔ آپ نے فرمایا: ''تمہارا کیا خیال ہے اگر وہ اسلام

عَلَيْهِمْ، فَقَالُوْا مِثْلَ ذَلِكَ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ عَبْدُاللَّهِ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّااللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللَّهِ. قَالُوْا: شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا. وَتَنَقَّصُوْهُ. قَالَ: هَذَا كُنْتُ أَخَافُ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! [راجع: ٣٣٢٩]

لے آئیں؟'' وہ کہنے لگے اس سے اللہ تعالیٰ انہیں اپنی پناہ میں رکھے۔ حضور ﷺ نے دوبارہ ان سے یہی سوال کیا اور انہوں نے یہی جواب دیا۔ اس کے بعد عبداللہ بن سلام ؓ باہر آئے اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ اب وہ کہنے لگے یہ تو ہم میں سب سے بدتر آدمی ہیں اور سب سے بدتر باپ کا بیٹا ہے۔ فوراً ہی برائی شروع کردی۔ عبداللہ بن سلام ؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! اسی کا مجھے ڈر تھا۔

تشریح: کہ یہودی جب میرے اسلام کا حال سنیں گے تو پہلے ہی سے برا کہیں گے تو آپ نے سن لیا، ان کی بے ایمانی معلوم ہوگئی پہلے تو تعریف کی جب اپنے مطلب کے خلاف ہوا تو برائی کرنے لگے۔ بے ایمانوں کا یہی شیوہ ہے جو شخص ان کے مشرب کے خلاف ہو وہ کتنا بھی عالم فاضل صاحب ہنر اچھا شخص ہو لیکن اس کی برائی کرتے ہیں۔ اب تو ہر جگہ یہ آفت پھیل گئی ہے کہ اگر کوئی عالم فاضل شخص علمائے سوء کا ایک مسئلہ میں اختلاف کرے تو بس اس کے بارے فضائل اور کمالات کو ایک طرف ڈال کر اس کے دشمن بن جاتے ہیں جو ادبار و تنزل کی نشانی ہے۔ اکثر فقہی متعصب علما بھی اس مرض میں گرفتار ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔

٣٩٣٩، ٣٩٤٠ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، سَمِعَ أَبَا الْمِنْهَالِ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ مُطْعِمٍ، قَالَ: بَاعَ شَرِيْكٌ لِيْ دَرَاهِمَ فِي السُّوْقِ نَسِيْئَةً فَقُلْتُ: سُبْحَانَ اللَّهِ! أَيَصْلُحُ هَذَا؟ فَقَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ! وَاللَّهِ لَقَدْ بِعْتُهَا فِي السُّوْقِ فَمَا عَابَهُ أَحَدٌ، فَسَأَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ فَقَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ وَنَحْنُ نَتَبَايَعُ هَذَا الْبَيْعَ، فَقَالَ: ((مَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ فَلَيْسَ بِهِ بَأْسٌ، وَمَا كَانَ نَسِيْئَةً فَلَا يَصْلُحُ)).

وَالْقَ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ فَسَلْهُ فَإِنَّهُ كَانَ أَعْظَمَنَا تِجَارَةً، فَسَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ فَقَالَ مِثْلَهُ. [راجع: ٢٠٦٠، ٢٠٦١] وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً: فَقَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَنَحْنُ نَتَبَايَعُ، وَقَالَ: نَسِيْئَةً إِلَى الْمَوْسِمِ أَوِ الْحَجِّ.

(۳۹۳۹،۴۰) ہم سے علی بن عبداللہ بن مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، انہوں نے ابو منہال (عبدالرحمٰن بن مطعم) سے سنا، عبدالرحمٰن بن مطعم نے بیان کیا کہ میرے ایک ساتھی نے بازار میں چند درہم ادھار فروخت کیے ہیں، میں نے اس سے کہا سبحان اللہ! کیا یہ جائز ہے؟ انہوں نے کہا سبحان اللہ! اللہ کی قسم کہ میں نے بازار میں اسے بیچا تو کسی نے بھی قابل اعتراض نہیں سمجھا۔ میں نے براء بن عازب ؓ سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بیان کیا نبی کریم ﷺ جب (ہجرت کر کے مدینہ) تشریف لائے تو ہم اس طرح خرید و فروخت کیا کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''خرید و فروخت کی اس صورت میں اگر معاملہ دست بدست (نقد) ہو تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن اگر ادھار پر معاملہ کیا تو پھر یہ صورت جائز نہیں۔'' اور زید بن ارقم سے بھی مل کر اس کے متعلق پوچھ لو تو انہوں نے بھی یہی کہا کہ سفیان نے ایک مرتبہ یوں بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب ہمارے یہاں مدینہ تشریف لائے تو ہم (اس طرح کی) خرید و فروخت کیا کرتے تھے اور بیان کیا کہ ادھار موسم تک کے لئے یا (یوں بیان کیا کہ) حج تک کے لیے۔

تشریح: یہ بیع جائز نہیں ہے کیونکہ بیع صرف میں تقابض اسی مجلس میں ضروری ہے، جیسے کہ کتاب البیوع میں گزر چکا ہے، آخر حدیث میں راوی کو شک ہے کہ موسم کا لفظ کہا یا حج کا، مطابقت باب اس سے نکالی کہ نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے۔

بَابُ إِتْيَانِ الْيَهُودِ النَّبِيَّ ﷺ حِينَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ

باب: جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ کے پاس یہودیوں کے آنے کا بیان

﴿هَادُوْا﴾ [البقرة: ٦٢] صَارُوْا يَهُوْدًا وَأَمَّا قَوْلُهُ: ﴿هُدْنَا﴾ [الاعراف: ١٥٦] تُبْنَا. هَائِدٌ تَائِبٌ.

سورۂ بقرہ میں لفظ ﴿هَادُوْا﴾ کے معنی ہیں کہ یہودی ہوئے اور سورۂ اعراف میں ﴿هُدْنَا﴾ تُبْنَا کے معنی میں ہے (ہم نے توبہ کی) اسی سے هَائِدٌ کے معنی تائب یعنی توبہ کرنے والا۔

٣٩٤١۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا قُرَّةُ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَوْ آمَنَ بِي عَشَرَةٌ مِنَ الْيَهُوْدِ لَآمَنَ بِي الْيَهُوْدُ)). [مسلم: ٧٠٥٨]

(۳۹۴۱) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے قرہ بن خالد نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اگر دس یہودی (احبار وعلما) مجھ پر ایمان لے آئیں تو تمام یہود مسلمان ہو جاتے۔“

تشریح: مطلب یہ ہے کہ میرے مدینہ میں آنے کے بعد اگر دس یہودی بھی مسلمان ہو جاتے تو دوسرے تمام یہودی بھی ان کی دیکھا دیکھی مسلمان ہو جاتے۔ ہوا یہ کہ جب آپ مدینہ تشریف لائے تو صرف عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے باقی دوسرے سردار یہود کے جیسے ابویاسر اور حیی بن اخطب اور کعب بن اشرف، رافع بن ابی الحقیق، بنی نضیر میں سے اور عبداللہ بن حنیف اور فحاص اور رفاعہ، بنی قینقاع میں سے زبیر اور کعب اور شویل بنی قریظہ میں سے یہ سب مخالف رہے۔ کہتے ہیں ابویاسر آپ کے پاس آیا اور اپنی قوم کے پاس جا کر ان کو سمجھایا، یہ سچے پیغمبر وہی پیغمبر ہیں جن کا ہم انتظار کرتے تھے۔ ان کا کہنا مان لو لیکن اس کے بھائی نے مخالفت کی اور قوم کے لوگوں نے بھائی کی مخالفت کی وجہ سے ابویاسر کا کہنا نہ سنا اور میمون بن یامین ان یہودیوں میں سے مسلمان ہو گیا۔ اس کا بھی حال عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا سا گزرا۔ پہلے تو یہودیوں نے بڑی تعریف کی جب معلوم ہوا کہ مسلمان ہو گیا تو لگے اس کی برائی کرنے۔ (وحیدی)

٣٩٤٢۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ۔ أَوْ مُحَمَّدُ۔ بْنُ عُبَيْدِاللّٰهِ الْغُدَانِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ أُسَامَةَ، أَخْبَرَنَا أَبُوْ عُمَيْسٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي مُوْسَى قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ وَإِذَا أُنَاسٌ مِنَ الْيَهُوْدِ يُعَظِّمُوْنَ عَاشُوْرَاءَ وَيَصُوْمُوْنَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((نَحْنُ أَحَقُّ بِصَوْمِهِ)). فَأَمَرَ بِصَوْمِهِ. [راجع: ٢٠٠٥]

(۳۹۴۲) مجھ سے احمد یا محمد بن عبیداللہ غدانی نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن اسامہ نے بیان کیا کہ انہیں ابوعمیس نے خبر دی، انہیں قیس بن مسلم نے، انہیں طارق بن شہاب نے اور ان سے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ یہودی عاشوراء کے دن کی تعظیم کرتے ہیں اور اس دن روزہ رکھتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”ہم اس دن روزہ رکھنے کے زیادہ حق دار ہیں۔“ چنانچہ آپ نے اس دن کے روزے کا حکم دیا۔

تشریح: اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کی مدینہ میں تشریف آوری کا ذکر ہے۔ باب کا مطلب اسی سے نکلا۔ بعد میں رسول کریم ﷺ نے فرمایا جو مسلمان عاشورا کا روزہ رکھے اسے چاہیے کہ یہودیوں کی مخالفت کے لئے اس میں نویں یا گیارہویں تاریخ کے دن یعنی ایک روزہ اور بھی رکھ لیں۔ اب

یہ روزہ رکھنا سنت ہے۔

٣٩٤٣۔ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوْبَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ بِشْرٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَجَدَ الْيَهُوْدَ يَصُوْمُوْنَ عَاشُوْرَاءَ، فَسُئِلُوْا عَنْ ذَلِكَ، فَقَالُوْا: هَذَا هُوَ الْيَوْمُ الَّذِيْ أَظْفَرَ اللَّهُ فِيْهِ مُوْسَى وَبَنِيْ إِسْرَائِيْلَ عَلَى فِرْعَوْنَ، وَنَحْنُ نَصُوْمُهُ تَعْظِيْمًا لَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((نَحْنُ أَوْلَى بِمُوْسَى مِنْكُمْ)). ثُمَّ أَمَرَ بِصَوْمِهِ. [راجع: ٢٠٠٤]

(۳۹۴۳) ہم سے زیاد بن ایوب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو بشر جعفر نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ یہودی عاشوراء کے دن روزہ رکھتے ہیں۔ اس کے متعلق ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون پر فتح عنایت فرمائی تھی چنانچہ اس دن کی تعظیم میں روزہ رکھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہم موسیٰ علیہ السلام سے تمہاری بہ نسبت زیادہ قریب ہیں۔“ اور آپ نے اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

٣٩٤٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ، عَنْ يُوْنُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَسْدِلُ شَعْرَهُ، وَكَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَفْرُقُوْنَ رُؤُوْسَهُمْ، وَكَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدِلُوْنَ رُؤُوْسَهُمْ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيْمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيْهِ بِشَيْءٍ، ثُمَّ فَرَقَ النَّبِيُّ ﷺ رَأْسَهُ. [راجع: ٣٥٥٨]

(۳۹۴۴) ہم سے عبدان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے یونس نے، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ کو عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم ﷺ سر کے بال کو پیشانی پر لٹکا دیتے تھے اور مشرکین مانگ نکالتے تھے اور اہل کتاب بھی اپنے سروں کے بال پیشانی پر لٹکائے رہنے دیتے تھے۔ جن امور میں نبی کریم ﷺ کو (وحی کے ذریعہ) کوئی حکم نہیں ہوتا تھا آپ ان میں اہل کتاب کی موافقت پسند کرتے تھے۔ پھر بعد میں آنحضرت ﷺ بھی مانگ نکالنے لگے تھے۔

تشریح: شاید بعد میں آپ کو اس کا حکم آ گیا ہوگا۔ پیشانی پر بال لٹکانا آپ نے چھوڑ دیا اب یہ نصاریٰ کا طریق رہ گیا ہے۔ مسلمانوں کے لئے لازم ہے کہ صرف اپنے رسول کریم ﷺ کا طور طریق چال چلن اختیار کریں اور دوسروں کی غلط رسموں کو ہرگز اختیار نہ کریں۔

٣٩٤٥۔ حَدَّثَنِيْ زِيَادُ بْنُ أَيُّوْبَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ بِشْرٍ، عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: هُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ، جَزَّؤُوْهُ أَجْزَاءً، فَآمَنُوْا بِبَعْضِهِ وَكَفَرُوْا بِبَعْضِهِ. [طرفاه في: ٤٧٠٥، ٤٧٠٦]

(۳۹۴۵) مجھ سے زیاد بن ایوب نے بیان کیا کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو بشر (جعفر بن ابی وحشیہ) نے خبر دی، انہیں سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ وہ اہل کتاب ہی تو ہیں جنہوں نے آسمانی کتاب کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا، بعض باتوں پر ایمان لائے اور بعض باتوں کا انکار کیا۔

تشریح: جیسے انہوں نے نبی کریم ﷺ کی نبوت کا انکار کیا۔ اس حدیث کی مناسبت باب سے مشکل ہے۔ عینی نے کہا اگلی حدیث میں اہل کتاب کا

ذکر ہے، اس مناسب سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اثر بیان کر دیا۔

یہودیوں کی جس بری خصلت کا یہاں ذکر ہوا، یہی سب عام مسلمانوں میں بھی پیدا ہو چکی ہے کہ بعض آیتوں پر عمل کرتے ہیں اور عملاً بعض کو جھٹلاتے ہیں بعض سنتوں پر عمل کرتے ہیں بعض کی مخالفت کرتے ہین عام طور پر مسلمانوں کا یہی حال ہے نبی کریم ﷺ نے پہلے ہی فرمادیا تھا کہ میری امت بھی یہودیوں کے قدم بہ قدم چلے گی، وہی حالت آج ہو رہی ہے۔ رحم الله علينا۔

بَابُ إِسْلَامِ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ

باب: سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کا واقعہ

٣٩٤٦۔ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ أَبِي؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ، عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ، أَنَّهُ تَدَاوَلَهُ بِضْعَةَ عَشَرَ مِنْ رَبٍّ إِلَى رَبٍّ.

(۳۹۴۶) مجھ سے حسن بن عمر بن شقیق نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا کہ میرے والد سلیمان بن طرخان نے بیان کیا (دوسری سند) اور ہم سے ابو عثمان نہدی نے بیان کیا، کہا میں نے سنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے کہ ان کو کچھ اوپر دس آدمیوں کے ہاتھوں بیچا اور خریدا گیا۔

٣٩٤٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، الْبِيكَنْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ سَلْمَانَ يَقُولُ: أَنَا مِنْ رَامَ هُرْمُزَ.

(۳۹۴۷) ہم سے محمد بن یوسف بیکندی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عوف اعرابی نے، ان سے ابو عثمان نہدی نے بیان کیا، کہا میں نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں رام ہرمز (فارس میں ایک مقام ہے) کا رہنے والا ہوں۔

٣٩٤٨۔ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ سَلْمَانَ، قَالَ: فَتْرَةٌ بَيْنَ عِيسَى وَمُحَمَّدٍ ﷺ سِتُّمِائَةِ سَنَةٍ.

(۳۹۴۸) مجھ سے حسن بن مدرک نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن حماد نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو عوانہ نے خبر دی، انہیں عاصم احول نے، انہیں ابو عثمان نہدی نے اور ان سے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، عیسیٰ علیہ السلام اور محمد ﷺ کے درمیان میں فترت کا زمانہ (یعنی جس میں کوئی پیغمبر نہیں آیا) چھ سو برس کا گزرا ہے۔

تشریح: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔ ان کو خود رسول کریم ﷺ نے آزاد کرایا تھا۔ فارس کے شہر ہرمز رام کے رہنے والے تھے، دین حق کی طلب میں انہوں نے ترک وطن کیا اور پہلے عیسائی ہوئے۔ ان کی کتابوں کا مطالعہ کیا پھر قوم عرب نے ان کو گرفتار کر کے یہودیوں کے ہاتھوں بیچ ڈالا یہاں تک کہ یہ مدینہ میں پہنچ گئے اور پہلی ہی صحبت میں دولت ایمان سے مالا مال ہو گئے پھر انہوں نے اپنے یہودی مالک سے مکاتبت کر لی جس کی رقم نبی کریم ﷺ نے ادا فرمائی۔ مدینہ آنے تک یہ دس جگہ غلام بنا کر فروخت کئے گئے تھے۔ نبی کریم ﷺ ان سے بہت خوش تھے۔ آپ نے فرمایا کہ سلمان ہمارے اہل بیت سے ہیں، جنت ان کے قدموں کی منتظر ہے۔ اڑھائی سو سال کی عمر طویل پائی۔ اپنے ہاتھ سے روزی کماتے اور صدقہ خیرات بھی کرتے۔ ۳۵ھ میں شہر مدائن میں ان کا انتقال ہوا۔ (رضی الله عنه وارضاه) آمین

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مزید حالات:

آپ علاقہ اصفہان کے ایک دیہات کے ایک دیہاتی کسان کے اکلوتے فرزند تھے۔ باپ وفور محبت میں لڑکیوں کی طرح گھر ہی میں بند رکھتا تھا۔ آتش کدہ کی دیکھ بھال سپرد تھی۔ مجوسیت کے بڑے پختہ کار پجاری سے یکا یک پختہ کار عیسائی بن گئے۔ اس طرح کہ ایک روز اتفاقاً کھیت کو گئے، اثنائے راہ میں عیسائیوں کو نماز پڑھتے دیکھ کر اس طرز عبادت پر والہانہ فریفتہ ہو گئے۔ باب نے مقید کر دیا مگر آپ کسی طرح بھاگ کر عیسائیوں کے

ساتھ شام کے ایک بشب کی خدمت میں پہنچ گئے جو بہت بداخلاق تھا اور صدقہ کا تمام روپیہ لے کر خود رکھ لیتا تھا۔ زندگی میں تو کچھ کہہ نہ سکے جب وہ مرا اور عیسائی اسے شان و شوکت کے ساتھ دفن کرنے پر تیار ہوئے تو آپ نے اس کا سارا پول کھول کر رکھ دیا اور تصدیق کے طور پر سات مٹکے سونے چاندی سے لبریز دکھا دیئے اور سزا کے طور پر اس کی لاش صلیب پر آویزاں کر دی گئی۔ دوسرا بشب بہت متقی و عابد بھی تھا اور آپ سے محبت بھی رکھتا تھا مگر اسے جلد پیام موت آ گیا۔ آپ کے استفسار پر فرمایا کہ اب تو میرے علم میں کوئی سچا عیسائی نہیں۔ جو تھے مر چکے، دین میں بہت کچھ تحریف ہو چکی، البتہ موصل میں ایک شخص ہے، اس کے پاس چلے جاؤ۔ اس کے پاس پہنچ کر کچھ ہی مدت رہنے پائے تھے کہ اس کا بھی وقت آ گیا اور وہ نصیبا میں ایک پادری کا پتہ بتا گیا، یہ سب سے زیادہ عابد و زاہد تھا۔ عموریہ میں ایک شخص کا پتہ دے کر یہ بھی راہی ملک بقا ہوا لیکن جب اسقف عموریہ بھی جلد ہی بستر مرگ پر دراز ہوا تو آپ افسردہ ہوئے۔ اسقف نے کہا بیٹا اب تو دنیا میں مجھے کوئی بھی ایسا نظر نہیں آتا کہ میں تجھے جس کے پاس جانے کا مشورہ دوں۔ عنقریب ریگستان عرب سے پیغمبر آخر الزماں پیدا ہونے والے ہیں، جن کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی اور صدقہ اپنے اوپر حرام سمجھیں گے۔ آخری وصیت یہی ہے کہ ممکن ہو تو ان سے ضرور ملنا، ایک عرصہ تک آپ عموریہ میں ہی رہے، بکریاں چراتے پالتے اور اسی پر اپنا گزارہ کرتے رہے۔

ایک روز عرب تاجروں کے ایک قافلہ کو ادھر سے گزرتا دیکھ کر ان سے کہا کہ اگر تم مجھے عرب پہنچا دو تو میں اس کے صلہ میں اپنی سب بکریاں تمہاری نذر کر دوں گا۔ انہوں نے وادی القریٰ پہنچتے ہی آپ کو غلام بنا کر فروخت کر دیا لیکن اس غلامی پر جو کسی کے استان نازک تک رسائی کا ذریعہ بن جائے تو ہزاروں آزادیاں قربان کی جا سکتی ہیں۔ الغرض نبی کریم ﷺ کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہو کر مشرف با اسلام ہوئے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْمَغَازِي

غزوات کا بیان

تشریح: اے اللہ! خاص تیرے ہی پاک نام کی برکت سے میں اس (بخاری شریف کے پارہ ۱۶) کو شروع کرتا ہوں تو نہایت ہی بخشش کرنے والا مہربان ہے۔ پس تو اپنے فضل سے اس پارے کو بھی خیریت کے ساتھ پورا کرنے والا ہے۔ یا اللہ! یہ دعا قبول کر لے۔ آمین

بَابُ غَزْوَةِ الْعُشَيْرَةِ أَوِ الْعُسَيْرَةِ

باب: غزوہ عشیرہ یا عسیرہ کا بیان

وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: أَوَّلُ مَا غَزَا النَّبِيُّ ﷺ الأَبْوَاءَ، ثُمَّ بُوَاطَ، ثُمَّ الْعُشَيْرَةَ.

محمد بن اسحاق نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کا سب سے پہلا غزوہ مقام ابواء کا ہوا، پھر جبل بواط، پھر عشیرہ۔

تشریح: غزوہ اس جہاد کو کہتے ہیں جس میں نبی کریم ﷺ اپنی ذات سے خود تشریف لے گئے ہوں اور سریہ وہ جس میں آپ ﷺ خود تشریف نہیں لے گئے۔ جحفہ سے مدینہ کی جانب ایک گاؤں ابواء ہے اور بواط ینبوع کے قریب ایک پہاڑی مقام کا نام ہے۔ عشیرہ بھی ایک مقام ہے یا ایک قبیلہ کا نام ہے۔ ان تینوں جہادوں میں نبی کریم ﷺ بدر کی جنگ سے پہلے تشریف لے گئے تھے۔ کہتے ہیں ابواء میں مسلمانوں اور کافروں میں جنگ ہوئی۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اس پر تیر چلایا۔ یہ پہلا تیر تھا جو اللہ کی راہ میں مارا گیا۔ یہ تینوں جہاد ہجرت سے ایک سال بعد کئے گئے۔ لفظ مغازی یہاں پر غزا یغزو کا مصدر ہے یا ظرف ہے۔ "لكن كونه مصدرا متعين ههنا۔" (قسطلانی) بعض راویوں نے غزوات نبوی کی تعداد ۲۱ بیان کی ہیں جن میں چھوٹے غزوات کو بھی شامل کیا ہے۔

٣٩٤٩۔ حَدَّثَنِي عَبْدُاللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ: كُنْتُ إِلَى جَنْبِ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، فَقِيلَ لَهُ: كَمْ غَزَا النَّبِيُّ ﷺ مِنْ غَزْوَةٍ؟ قَالَ: تِسْعَ عَشْرَةَ. قِيلَ: كَمْ غَزَوْتَ أَنْتَ مَعَهُ؟ قَالَ: سَبْعَ عَشْرَةَ. قُلْتُ: فَأَيُّهُمْ كَانَتْ أَوَّلَ؟ قَالَ: الْعُشَيْرُ أَوِالْعُسَيْرَةُ. فَذَكَرْتُ لِقَتَادَةَ فَقَالَ: الْعُشَيْرَةُ. [طرفاه في: ٤٤٠٤، ٤٤٧١] [مسلم: ٣٠٣٥، ٤٦٩٢، ٤٦٩٣؛ ترمذي: ١٦٧٦]

(۳۹۴۹) مجھ سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے وہب نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے ابو اسحاق نے کہ میں ایک دفعہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا۔ ان سے پوچھا گیا تھا کہ نبی کریم ﷺ نے کتنے غزوے کیے؟ انہوں نے کہا: انیس۔ میں نے پوچھا: آپ حضور ﷺ کے ساتھ کتنے غزوات میں شریک رہے؟ تو انہوں نے کہا کہ سترہ میں۔ میں نے پوچھا آپ ﷺ کا سب سے پہلا غزوہ کون سا تھا؟ کہا کہ عسیرہ یا عشیرہ۔ پھر میں نے اس کا ذکر قتادہ سے کیا تو انہوں نے کہا کہ (صحیح لفظ) عشیرہ ہے۔ شین معجمہ سے ہی یہ لفظ صحیح ہے۔

تشریح: نبی کریم ﷺ کفار قریش کے ایک قافلہ کی خبر سن کر تشریف لے گئے تھے مگر قافلہ تو نہیں ملا ہاں جنگ بدر اس کے نتیجہ میں وقوع میں آئی۔

بَابُ ذِكْرِ النَّبِيِّ ﷺ مَنْ يُقْتَلُ بِبَدْرٍ

باب: مقتولینِ بدر کے متعلق نبی ﷺ کی پیشین گوئی کا بیان

تشریح: اس باب میں امام مسلم نے جو روایت کی ہے وہ زیادہ مناسب ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جنگ شروع ہونے سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتلا دیا تھا کہ اس جگہ فلاں کافر مارا جائے گا اور اس جگہ فلاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ نے جو جو مقام ہر ہر کافر کے لیے بتلائے تھے وہ کافر ان ہی جگہوں پر مارے گئے۔ یہ آپ کا ایک کھلا معجزہ تھا اور باب کی حدیث میں جو پیشین گوئی ہے وہ جنگ بدر سے بہت پہلے کی ہے۔

٣٩٥٠ـ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مَيْمُونٍ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ حَدَّثَ عَنْ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، أَنَّهُ قَالَ: كَانَ صَدِيقًا لِأُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ، وَكَانَ أُمَيَّةُ إِذَا مَرَّ بِالْمَدِينَةِ نَزَلَ عَلَى سَعْدٍ، وَكَانَ سَعْدٌ إِذَا مَرَّ بِمَكَّةَ نَزَلَ عَلَى أُمَيَّةَ، فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ انْطَلَقَ سَعْدٌ مُعْتَمِرًا، فَنَزَلَ عَلَى أُمَيَّةَ بِمَكَّةَ، فَقَالَ لِأُمَيَّةَ: انْظُرْ لِي سَاعَةَ خَلْوَةٍ لَعَلِّي أَنْ أَطُوفَ بِالْبَيْتِ. فَخَرَجَ بِهِ قَرِيبًا مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ فَلَقِيَهُمَا أَبُو جَهْلٍ فَقَالَ: يَا أَبَا صَفْوَانَ، مَنْ هَذَا مَعَكَ؟ فَقَالَ: هَذَا سَعْدٌ. فَقَالَ لَهُ أَبُو جَهْلٍ: أَلَا أَرَاكَ تَطُوفُ بِمَكَّةَ آمِنًا، وَقَدْ أَوَيْتُمُ الصُّبَاةَ، وَزَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ تَنْصُرُونَهُمْ وَتُعِينُونَهُمْ؟ أَمَا وَاللَّهِ! لَوْلَا أَنَّكَ مَعَ أَبِي صَفْوَانَ مَا رَجَعْتَ إِلَى أَهْلِكَ سَالِمًا. فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ وَرَفَعَ صَوْتَهُ عَلَيْهِ: أَمَا وَاللَّهِ! لَئِنْ مَنَعْتَنِي هَذَا لَأَمْنَعَنَّكَ مَا هُوَ أَشَدُّ عَلَيْكَ مِنْهُ طَرِيقَكَ عَلَى الْمَدِينَةِ. فَقَالَ لَهُ أُمَيَّةُ: لَا

(۳۹۵۰) مجھ سے احمد بن عثمان نے بیان کیا، کہا ہم سے شریح بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن یوسف نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے ابواسحاق نے بیان کیا کہ مجھ سے عمرو بن میمون نے بیان کیا، انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے، انہوں نے کہا کہ وہ امیہ بن خلف کے (جاہلیت کے زمانہ سے) دوست تھے اور جب بھی امیہ مدینہ سے گزرتا تو ان کے یہاں قیام کرتا تھا۔ اسی طرح سعد رضی اللہ عنہ جب مکہ سے گزرتے تو امیہ کے یہاں قیام کرتے۔ جب نبی کریم ﷺ مدینہ ہجرت کر کے تشریف لائے تو ایک مرتبہ سعد رضی اللہ عنہ مکہ عمرہ کے ارادے سے گئے اور امیہ کے پاس قیام کیا۔ انہوں نے امیہ سے کہا کہ میرے لئے کوئی تنہائی کا وقت بتاؤ تاکہ میں بیت اللہ کا طواف کروں۔ چنانچہ امیہ انہیں دوپہر کے وقت ساتھ لے کر نکلا۔ ان سے ابوجہل کی ملاقات ہوئی۔ اس نے پوچھا: ابوصفوان! یہ تمہارے ساتھ کون ہیں؟ امیہ نے بتایا کہ یہ سعد بن معاذ ہیں۔ ابوجہل نے کہا: میں تمہیں مکہ میں امن کے ساتھ طواف کرتا ہوا نہ دیکھوں۔ تم لوگوں نے بے دینوں کو پناہ دے رکھی ہے اور اس خیال میں ہو کہ تم لوگ ان کی مدد کرو گے۔ اللہ کی قسم! اگر اس وقت تم، ابوصفوان امیہ کے ساتھ نہ ہوتے تو اپنے گھر سلامتی سے نہیں جا سکتے تھے۔ اس پر سعد رضی اللہ عنہ نے کہا، اس وقت ان کی آواز بلند ہو گئی تھی کہ اللہ کی قسم! اگر آج تم نے مجھے طواف سے روکا تو میں بھی مدینہ کی طرف سے تمہارا راستہ بند کر دوں گا اور یہ تمہارے لیے بہت سی مشکلات کا باعث بن جائے گا۔ امیہ کہنے لگا: سعد! ابوالحکم (ابوجہل) کے سامنے بلند آواز سے نہ بولو۔ یہ وادی کا سردار ہے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: امیہ! اس طرح

تَرْفَعْ صَوْتَكَ يَا سَعْدُ! عَلَى أَبِي الْحَكَمِ سَيِّدِ أَهْلِ الْوَادِيْ. فَقَالَ سَعْدٌ: دَعْنَا عَنْكَ يَا أُمَيَّةُ! فَوَاللَّهِ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّهُمْ قَاتِلُوْكَ)). قَالَ: بِمَكَّةَ؟ قَالَ: لَا أَدْرِيْ. فَفَزِعَ لِذَلِكَ أُمَيَّةُ فَزَعًا شَدِيْدًا، فَلَمَّا رَجَعَ أُمَيَّةُ إِلَى أَهْلِهِ قَالَ: يَا أُمَّ صَفْوَانَ، أَلَمْ تَرَيْ مَا قَالَ لِيْ سَعْدٌ؟ قَالَتْ: وَمَا قَالَ لَكَ؟ قَالَ: زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا أَخْبَرَهُمْ أَنَّهُمْ قَاتِلِيَّ، فَقُلْتُ لَهُ: بِمَكَّةَ؟ قَالَ: لَا أَدْرِيْ. فَقَالَ: أُمَيَّةُ وَاللَّهِ! لَا أَخْرُجُ مِنْ مَكَّةَ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ بَدْرٍ اسْتَنْفَرَ أَبُوْ جَهْلٍ النَّاسَ قَالَ: أَدْرِكُوْا عِيْرَكُمْ. فَكَرِهَ أُمَيَّةُ أَنْ يَخْرُجَ، فَأَتَاهُ أَبُوْ جَهْلٍ فَقَالَ: يَا أَبَا صَفْوَانَ، إِنَّكَ مَتَى مَا يَرَاكَ النَّاسُ قَدْ تَخَلَّفْتَ وَأَنْتَ سَيِّدُ أَهْلِ الْوَادِيْ تَخَلَّفُوا مَعَكَ، فَلَمْ يَزَلْ بِهِ أَبُوْ جَهْلٍ حَتَّى قَالَ: أَمَّا إِذْ غَلَبْتَنِيْ، فَوَاللَّهِ! لَأَشْتَرِيَنَّ أَجْوَدَ بَعِيْرٍ بِمَكَّةَ ثُمَّ قَالَ أُمَيَّةُ: يَا أُمَّ صَفْوَانَ! جَهِّزِيْنِيْ. فَقَالَتْ لَهُ: يَا أَبَا صَفْوَانَ! وَقَدْ نَسِيْتَ مَا قَالَ لَكَ أَخُوْكَ الْيَثْرِبِيُّ؟ قَالَ: لَا، مَا أُرِيْدُ أَنْ أَجُوْزَ مَعَهُمْ إِلَّا قَرِيْبًا. فَلَمَّا خَرَجَ أُمَيَّةُ أَخَذَ لَا يَنْزِلُ مَنْزِلًا إِلَّا عَقَلَ بَعِيْرَهُ، فَلَمْ يَزَلْ بِذَلِكَ حَتَّى قَتَلَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِبَدْرٍ.

کی گفتگو نہ کرو۔ اللہ کی قسم کہ میں رسول اللہ ﷺ سے سن چکا ہوں تو ان کے ہاتھوں سے مارا جائے گا۔ امیہ نے پوچھا: کیا مکہ میں مجھے قتل کریں گے؟ انہوں نے کہا کہ اس کا مجھے علم نہیں۔ امیہ یہ سن کر بہت گھبرایا اور جب اپنے گھر لوٹا تو (اپنی بیوی سے) کہا: ام صفوان! دیکھا نہیں، سعد میرے متعلق کیا کہہ رہے ہیں؟ اس نے پوچھا کیا کہہ رہے ہیں؟ امیہ نے کہا کہ وہ یہ بتا رہے تھے کہ محمد ﷺ نے انہیں خبر دی ہے کہ کسی نہ کسی دن وہ مجھے قتل کردیں گے۔ میں نے پوچھا: کیا مکہ میں مجھے قتل کریں گے؟ تو انہوں نے کہا: اس کی مجھے خبر نہیں۔ امیہ کہنے لگا: اللہ کی قسم! اب مکہ سے باہر میں کبھی نہیں جاؤں گا۔ پھر بدر کی لڑائی کے موقع پر جب ابوجہل نے قریش سے لڑائی کی تیاری کے لئے کہا اور کہا کہ اپنے قافلہ کی مدد کو چلو تو امیہ نے لڑائی میں شرکت پسند نہیں کی، لیکن ابوجہل اس کے پاس آیا اور کہنے لگا: ابو صفوان! تم وادی کے سردار ہو۔ جب لوگ دیکھیں گے کہ تم ہی لڑائی میں نہیں نکلتے ہو تو دوسرے لوگ بھی نہیں نکلیں گے۔ ابوجہل یوں ہی برابر اس کو سمجھاتا رہا۔ آخر مجبور ہو کر امیہ نے کہا جب نہیں مانتا تو خدا کی قسم (اس لڑائی کے لئے) میں ایسا تیز رفتار اونٹ خریدوں گا جس کا ثانی مکہ میں نہ ہو۔ پھر امیہ نے (اپنی بیوی سے) کہا: ام صفوان! میرا سامان تیار کردے۔ اس نے کہا: ابوصفوان! اپنے یثربی بھائی کی بات بھول گئے؟ امیہ بولا: میں بھولا نہیں ہوں۔ ان کے ساتھ صرف تھوڑی دور تک جاؤں گا۔ جب امیہ نکلا تو راستہ میں جس منزل پر بھی ٹھہرنا ہوتا، یہ اپنا اونٹ (اپنے پاس ہی) باندھے رکھتا۔ وہ برابر ایسے ہی احتیاط کرتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسے قتل کرا دیا۔

[راجع: ٣٦٣٢]

تشریح: ترجمہ باب اس سے نکلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے امیہ کے مارے جانے سے پہلے ہی اس کے قتل کی خبر دے دی تھی۔ کرمانی نے الفاظ ((انهم قاتلوك)) کی تفسیر یہ کی ہے کہ ابوجہل اور اس کے ساتھی تجھ کو قتل کرائیں گے۔ امیہ کو اس وجہ سے تعجب ہوا کہ ابوجہل تو میرا دوست ہے وہ مجھ کو کیونکر قتل کرائے گا۔ اس صورت میں قتل کرانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ تیرے قتل کا سبب بنے گا۔ ایسا ہی ہوا۔ امیہ بدر کی لڑائی میں جانے پر راضی نہ تھا۔ لیکن ابوجہل زبردستی اس کو پکڑ کر لے گیا۔ امیہ جانتا تھا کہ حضرت محمد (ﷺ) جو بات کہہ دیں وہ ہو کر رہے گی۔ اگرچہ اس نے واپس بھاگنے کے لئے

تیز رفتار اونٹ ہمراہ لیا مگر وہ اونٹ کچھ کام نہ آیا اور امیہ بھی جنگ بدر میں قتل ہوا۔ خود حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کیا جسے کسی زمانہ میں یہ سخت سے سخت تکلیف دیا کرتا تھا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کو اس سے ڈرایا کہ مکہ کے لوگ شام کی تجارت کے لئے براستہ مدینہ جایا کرتے تھے اور ان کی تجارت کا دارومدار شام ہی کی تجارت پر تھا۔ بعض شارحین نے ((انهم قاتلوك)) سے مسلمان مراد لئے ہیں اور کرمانی کے قول کو ان کا وہم قرار دیا ہے۔ (قسطلانی) بہرحال حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کہا تھا اللہ نے اسے پورا کیا اور امیہ جنگ بدر میں قتل ہوا۔

بَابٌ: قِصَّةُ غَزْوَةِ بَدْرٍ باب: غزوۂ بدر کا بیان

تشریح: مدینہ سے کچھ میل کے فاصلے پر بدر نامی ایک گاؤں تھا جو بدر بن مخلد بن نضر بن کنانہ کے نام سے آباد تھا یا بدر ایک کنویں کا نام تھا۔ ۲ھ میں رمضان میں مسلمانوں اور کافروں کی یہاں مشہور جنگ بدر ہوئی جس کا کچھ ذکر یہاں ہو رہا ہے۔ ۱۷ رمضان بروز جمعہ جنگ ہوئی جس میں کفار قریش کے ستر اکابر مارے گئے اور اتنے ہی قید ہوئے۔ اس جنگ نے کفار کی کمر توڑ دی اور وعدہ الٰہی ﴿وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ﴾ (۲۲/الحج:۳۹) صحیح ثابت ہوا۔

وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَo إِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ أَلَنْ يَكْفِيَكُمْ أَنْ يُمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُنْزَلِيْنَo بَلَى إِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَأْتُوْكُمْ مِنْ فَوْرِهِمْ هَذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ o وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهِ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِo لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا أَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَائِبِيْنَ﴾. [آل عمران: ١٢٣، ١٢٧] وَقَالَ وَحْشِيٌّ: قَتَلَ حَمْزَةُ طُعَيْمَةَ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ يَوْمَ بَدْرٍ. وَقَوْلُهُ تَعَالَى ﴿وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللَّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ﴾ الْآيَةَ . [الأنفال: ٧]

اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا: ”اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد کی بدر میں جس وقت کہ تم کمزور تھے۔ تو تم اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم شکر گزار بن جاؤ۔ اے نبی! وہ وقت یاد کیجئے، جب آپ ایمان والوں سے کہہ رہے تھے، کیا یہ تمہارے لئے کافی نہیں کہ تمہارا پروردگار تمہاری مدد کے لئے تین ہزار فرشتے اتار دے، کیوں نہیں، بشرطیکہ تم صبر کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور اگر وہ تم پر فوراً آ پڑیں تو تمہارا پروردگار تمہاری مدد پانچ ہزار نشان کیے ہوئے فرشتوں سے کرے گا اور یہ تو اللہ نے اس لیے کیا کہ تم خوش ہو جاؤ اور تمہیں اس سے اطمینان حاصل ہو جائے۔ ورنہ فتح تو بس اللہ غالب اور حکمت والے ہی کی طرف سے ہوئی ہے اور یہ نصرت اس غرض سے تھی تاکہ کافروں کے ایک گروہ کو ہلاک کر دے یا انہیں ایسا مغلوب کر دے کہ وہ ناکام ہو کر واپس لوٹ جائیں۔“

وحشی رضی اللہ عنہ نے کہا حمزہ رضی اللہ عنہ نے طعیمہ بن عدی بن خیار کو بدر کی لڑائی میں قتل کیا تھا اور اللہ تعالیٰ کا فرمان (سورۂ انفال میں) ”اور وہ وقت یاد کرو کہ جب اللہ تعالیٰ تم سے وعدہ کر رہا تھا، دو جماعتوں میں سے ایک کے لیے کہ وہ تمہارے ہاتھ آ جائے گی“ آخر تک۔

تشریح: آیات مذکورہ میں جنگ بدر کی کچھ تفصیلات مذکور ہوئی ہیں۔ اسی لئے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو یہاں نقل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سے حقائق ان آیات میں ذکر کئے ہیں جو اہل اسلام کے لئے ہر زمانہ میں مشعل راہ بنتے رہے ہیں۔ عنوان میں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر ہے جنہوں نے اس جنگ میں صحیح یہ ہے کہ عدی بن نوفل بن عبدمناف کو قتل کیا تھا۔ کہتے ہیں کہ جبیر بن مطعم نے جو طعیمہ کا بھتیجا تھا اپنے غلام وحشی سے کہا اگر تو حمزہ (رضی اللہ عنہ) کو مار ڈالے تو میں تجھ کو آزاد کر دوں گا۔ عنوان میں مذکور ہے کہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے طعیمہ مارا گیا جس کے بدلے کے لئے وحشی کو مقرر کیا گیا۔ یہی وحشی ہے جس نے جنگ احد میں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔

٣٩٥١ـ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ كَعْبٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ: لَمْ أَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا إِلَّا فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ، غَيْرَ أَنِّيْ تَخَلَّفْتُ عَنْ غَزْوَةِ بَدْرٍ، وَلَمْ يُعَاتَبْ أَحَدٌ تَخَلَّفَ عَنْهَا، إِنَّمَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ يُرِيْدُ عِيرَ قُرَيْشٍ، حَتَّى جَمَعَ اللَّهُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلَى غَيْرِ مِيْعَادٍ. [راجع: ٢٧٥٧]

(٣٩٥١) مجھ سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب نے، ان سے عبداللہ بن کعب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جتنے غزوے کیے، میں غزوۂ تبوک کے سوا اور سب میں حاضر رہا۔ البتہ غزوۂ بدر میں شریک نہ ہو سکا تھا لیکن جو لوگ اس غزوے میں شریک نہ ہو سکے تھے، ان میں سے کسی پر اللہ نے عتاب نہیں کیا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ قریش کے قافلے کو تلاش کرنے کے لئے نکلے تھے۔ (لڑنے کی نیت سے نہیں گئے تھے) مگر اللہ نے ناگہانی مسلمانوں کو ان کے دشمنوں سے بھڑا دیا۔

تشریح: ہر چند حضرت کعب رضی اللہ عنہ جنگ بدر میں بھی شریک نہیں ہوئے تھے مگر چونکہ بدر میں نبی کریم ﷺ کا قصد جنگ کا نہ تھا اس لئے سب لوگوں پر آپ نے نکلنا واجب نہیں رکھا برخلاف جنگ تبوک کے۔ اس میں سب مسلمانوں کے ساتھ جانے کا حکم تھا جو لوگ نہیں گئے ان پر اس لئے عتاب ہوا۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى:

﴿إِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِيْنَo وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوْبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌo إِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَo إِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ آمَنُوْا سَأُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍo ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُوْلَهُ وَمَنْ

باب: اور اللہ تعالیٰ کا فرمان

''اور اس وقت کو یاد کرو جب تم اپنے پروردگار سے فریاد کر رہے تھے، پھر اس نے تمہاری فریاد سن لی۔ اور فرمایا کہ تمہیں لگاتار ایک ہزار فرشتوں سے مدد دوں گا اور اس نے یہ بس اس لیے کیا کہ تمہیں بشارت ہو اور تاکہ تمہارے دلوں کو اس سے اطمینان حاصل ہو جائے۔ ورنہ فتح تو بس اللہ ہی کے پاس سے ہے۔ بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔ اور وہ وقت بھی یاد کرو جب اللہ نے اپنی طرف سے چین دینے کو تم پر نیند کو بھیج دیا تھا اور آسمان سے تمہارے لئے پانی اتار رہا تھا کہ اس کے ذریعے سے تمہیں پاک کر دے اور تم سے شیطانی وسوسہ کو دفع کر دے اور تاکہ تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے اور اس کے باعث تمہارے قدم جما دے، (اور اس وقت کو یاد کرو) جب تیرا پروردگار وحی کر رہا تھا فرشتوں کی طرف کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ سو ایمان لانے والوں کو جمائے رکھو میں ابھی کافروں کے دلوں میں رعب ڈالے دیتا ہوں، سو تم کافروں کی گردنوں پر مارو اور ان کے جوڑوں پر

يُشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَإِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾. [الأنفال: ٩، ١٣]

ضرب لگاؤ یہ اس لیے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے، سو اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔

٣٩٥٢ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ، عَنْ مُخَارِقٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ، يَقُوْلُ: شَهِدْتُ مِنَ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ مَشْهَدًا، لِأَنْ أَكُوْنَ صَاحِبَهٗ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا عُدِلَ بِهِ، أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَدْعُوْ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ: لَا نَقُوْلُ كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوْسَى: ﴿اذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا﴾ [المائدة: ٢٤] وَلٰكِنَّا نُقَاتِلُ عَنْ يَمِيْنِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ وَبَيْنَ يَدَيْكَ وَخَلْفَكَ. فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَشْرَقَ وَجْهُهٗ وَسَرَّهٗ. [انظر:٤٦٠٩]

(٣٩٥٢) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل بن یونس نے بیان کیا، ان سے مخارق بن عبداللہ بجلی نے، ان سے طارق بن شہاب نے، انہوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے ایک ایسی بات سنی کہ اگر وہ بات میری زبان سے ادا ہو جاتی تو میرے لیے کسی بھی چیز کے مقابلے میں زیادہ عزیز ہوتی، وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضور ﷺ اس وقت مشرکین پر بددعا کر رہے تھے، انہوں نے عرض کی، یارسول اللہ! ہم وہ نہیں کہیں گے جو حضرت موسیٰ کی قوم نے کہا تھا کہ ”جاؤ تم اور تمہارا رب ان سے جنگ کرو“ بلکہ ہم آپ کے دائیں بائیں آگے اور پیچھے ہو کر لڑیں گے۔ میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کا چہرۂ مبارک چمکنے لگا اور آپ خوش ہو گئے۔

تشریح: ہوا یہ تھا کہ بدر کے دن نبی کریم ﷺ قریش کے ایک قافلہ کی خبر سن کر مدینہ سے نکلے تھے۔ وہاں قافلہ تو نکل گیا فوج سے لڑائی ٹھن گئی، جس میں خود کفار مکہ جارح کی حیثیت سے تیار ہو کر آئے تھے۔ اس نازک مرحلہ پر رسول کریم ﷺ نے جملہ صحابہ سے جنگ کے متعلق نظریہ معلوم فرمایا۔ اس وقت جملہ مہاجرین و انصار نے آپ کو تسلی دی اور اپنی آمادگی کا اظہار کیا۔ انصار نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ آپ اگر برک الغماد نامی دور دراز جگہ تک ہم کو جنگ کے لئے لے جائیں گے تو بھی ہم آپ کے ساتھ چلنے اور جان و مال سے لڑنے کو حاضر ہیں۔ اس پر آپ بے حد مسرور ہوئے۔ (ﷺ)

٣٩٥٣ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ، اَللّٰهُمَّ إِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ)). فَأَخَذَ أَبُوْ بَكْرٍ بِيَدِهٖ فَقَالَ: حَسْبُكَ. فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُوْلُ: ﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ﴾. [القمر: ٤٥] [راجع: ٢٩١٥]

(٣٩٥٣) مجھ سے محمد بن عبداللہ بن حوشب نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوہاب نے بیان کیا، ان سے خالد نے، ان سے عکرمہ نے، ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے بدر کی لڑائی کے موقع پر فرمایا تھا: ”اے اللہ! میں تیرے عہد اور وعدہ کا واسطہ دیتا ہوں، اگر تو چاہے (کہ یہ کافر غالب ہوں تو مسلمانوں کے ختم ہو جانے کے بعد) تیری عبادت نہ ہوگی۔“ اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کا ہاتھ تھام لیا اور عرض کیا: بس کیجئے، یارسول اللہ! اس کے بعد حضور ﷺ اپنے خیمے سے باہر تشریف لائے تو آپ کی زبان مبارک پر یہ آیت تھی: ”جلد ہی کفار کی جماعت کو ہار ہوگی اور یہ پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلیں گے۔“

تشریح: اللہ پاک نے جو وعدہ فرمایا تھا وہ حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوا۔ بدر کے دن اللہ تعالیٰ نے پہلی بار ایک ہزار فرشتوں سے مدد نازل کی۔ پھر بڑھا کر تین ہزار کر دیئے پھر پانچ ہزار فرشتوں سے مدد فرمائی۔ اسی لئے آیت کریمہ: ﴿أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَٰئِكَةِ﴾ (۸/ الانفال:۹) سورہ آل عمران کی آیت کے خلاف نہیں ہے جس میں پانچ ہزار کا ذکر ہے۔

بَابٌ

باب

٣٩٥٤ـ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُالْكَرِيمِ، أَنَّهُ سَمِعَ مِقْسَمًا، مَوْلَى عَبْدِاللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ [النساء: ٩٥] عَنْ بَدْرٍ، وَالْخَارِجُونَ إِلَى بَدْرٍ. [طرفه في:٤٥٩٥]

(۳۹۵۴) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے خبر دی، کہا کہ مجھے عبدالکریم نے خبر دی، انہوں نے عبداللہ بن حارث کے مولیٰ مقسم سے سنا، وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ (سورۂ نساء کی اس آیت سے) ''جہاد میں شرکت کرنے والے اور اس میں شریک نہ ہونے والے برابر نہیں ہو سکتے۔'' وہ لوگ مراد ہیں جو بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے اور جو اس میں شریک نہیں ہوئے۔

بَابُ عِدَّةِ أَصْحَابِ بَدْرٍ

باب: جنگ بدر میں شریک ہونے والوں کی تعداد

٣٩٥٥ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: اسْتُصْغِرْتُ أَنَا وَابْنُ عُمَرَ. [طرفه في:٣٩٥٦]

(۳۹۵۵) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (بدر کی لڑائی کے موقع پر) مجھے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ''نابالغ'' قرار دے دیا گیا تھا۔

٣٩٥٦ـ ح: وَحَدَّثَنِي مَحْمُودٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: اسْتُصْغِرْتُ أَنَا وَابْنُ عُمَرَ يَوْمَ بَدْرٍ، وَكَانَ الْمُهَاجِرُونَ يَوْمَ بَدْرٍ نَيِّفًا عَلَى سِتِّينَ، وَالْأَنْصَارُ نَيِّفٌ وَأَرْبَعُونَ وَمِائَتَانِ [راجع: ٣٩٥٥]

(۳۹۵۶) (دوسری سند) امام بخاری فرماتے ہیں اور مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کہا ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بدر کی لڑائی میں مجھے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو نابالغ قرار دے دیا گیا تھا اور اس لڑائی میں مہاجرین کی تعداد ساٹھ سے کچھ زیادہ تھی اور انصار دو سو چالیس سے کچھ زیادہ تھے۔ کل مسلمان تین سو دس اور تین سو انیس کے درمیان تھے۔

تشریح: جنگ میں بھرتی کے لئے صرف بالغ جوان لئے جاتے تھے۔ حضرت براء اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کم سنی کی وجہ سے بھرتی میں نہیں لئے گئے۔ ان کی عمریں ۱۳۔۱۴ سالوں کی تھیں۔ جنگ بدر میں کفار کی تعداد ایک ہزار یا سات سو پچاس تھی اور ان کے پاس ہتھیار بھی کافی تھے پھر بھی اللہ نے مسلمانوں کو فتح مبین عطا فرمائی۔ طالوت اسرائیل کا ایک بادشاہ تھا جس کی فوج میں حضرت داؤد علیہ السلام بھی شامل تھے، مقابلہ جالوت نامی کافر سے تھا جس کا لشکر بہت بڑا تھا، مگر اللہ نے طالوت کو فتح عنایت فرمائی۔

٣٩٥٧ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا

(۳۹۵۷) ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر بن معاویہ

زُهَيْرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ: حَدَّثَنِي أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا أَنَّهُمْ كَانُوا عِدَّةَ أَصْحَابِ طَالُوتَ الَّذِينَ جَازُوا مَعَهُ النَّهْرَ، بِضْعَةَ عَشَرَ وَثَلَاثَمِائَةٍ. قَالَ الْبَرَاءُ: لَا وَاللَّهِ! مَا جَاوَزَ مَعَهُ النَّهْرَ إِلَّا مُؤْمِنٌ.

[طرفاه في: ٣٩٥٨، ٣٩٥٩]

نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسحاق نے بیان کیا، کہا کہ میں نے براء رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ حضرت محمد ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے جو بدر میں شریک تھے مجھ سے بیان کیا کہ بدر کی لڑائی میں ان کی تعداد اتنی ہی تھی جتنی طالوت علیہ السلام کے ان اصحاب کی تھی جنہوں نے ان کے ساتھ نہر فلسطین کو پار کیا تھا۔ تقریباً تین سو دس۔ براء رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! طالوت علیہ السلام کے ساتھ نہر فلسطین کو صرف وہی لوگ پار کر سکے تھے جو مؤمن تھے۔

تشریح: بے ایمان سب نہر کا پانی بے صبری سے پی پی کر پیٹ پھلا پھلا کر ہمت ہار چکے تھے۔

٣٩٥٨- حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: كُنَّا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَتَحَدَّثُ أَنَّ عِدَّةَ أَصْحَابِ بَدْرٍ عَلَى عِدَّةِ أَصْحَابِ طَالُوتَ الَّذِينَ جَاوَزُوا مَعَهُ النَّهْرَ، وَلَمْ يُجَاوِزْ مَعَهُ إِلَّا مُؤْمِنٌ، بِضْعَةَ عَشَرَ وَثَلَاثَمِائَةٍ. [راجع: ٣٩٥٧]

(٣٩٥٨) ہم سے عبداللہ بن رجاء نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے، انہوں نے براء رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم اصحاب محمد ﷺ آپس میں یہ گفتگو کرتے تھے کہ اصحاب بدر کی تعداد بھی اتنی ہی تھی جتنی اصحاب طالوت کی، جنہوں نے آپ کے ساتھ نہر فلسطین پار کی تھی اور ان کے ساتھ نہر کو پار کرنے والے صرف مؤمن ہی تھے یعنی تین سو دس سے کچھ اوپر آدمی۔

٣٩٥٩- حَدَّثَنِي عَبْدُاللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ، ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّ أَصْحَابَ بَدْرٍ ثَلَاثُمِائَةٍ وَبِضْعَةَ عَشَرَ، بِعِدَّةِ أَصْحَابِ طَالُوتَ الَّذِينَ جَاوَزُوا مَعَهُ النَّهْرَ، وَمَا جَاوَزَ مَعَهُ إِلَّا مُؤْمِنٌ. [راجع: ٣٩٥٧] [ابن ماجه: ٢٨٢٨]

(٣٩٥٩) مجھ سے عبداللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے، ان سے ابواسحاق نے اور ان سے براء رضی اللہ عنہ نے (دوسری سند) اور ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، انہیں سفیان نے خبر دی، انہیں ابواسحاق نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم آپس میں یہ گفتگو کیا کرتے تھے کہ جنگ بدر میں اصحاب بدر کی تعداد بھی کچھ اوپر تین سو دس تھی، جتنی ان اصحاب طالوت کی تعداد تھی جنہوں نے ان کے ساتھ نہر فلسطین پار کی تھی اور اسے پار کرنے والے صرف ایمان دار ہی تھی۔

بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى كُفَّارِ قُرَيْشٍ: شَيْبَةَ وَعُتْبَةَ وَالْوَلِيدِ وَأَبِي جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ وَهَلَاكِهِمْ

باب: کفار قریش، شیبہ، عتبہ، ولید اور ابوجہل بن ہشام کے لیے نبی کریم ﷺ کا بددعا کرنا اور ان کی ہلاکت کا بیان

تشریح: یہ وہ بدبخت لوگ ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کو ستانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ ایک دن جب آپ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے، ان لوگوں نے آپ کی کمر مبارک پر اونٹ کی اوجھڑی لا کر ڈال دی تھی۔ ان حالات سے مجبور ہو کر رسول کریم ﷺ نے ان کے حق میں بددعا فرمائی۔ جس کا نتیجہ بدر کے دن ظاہر ہو گیا۔ جملہ کفار ہلاک ہو گئے۔ اس سے بحالت مجبوری دشمنوں کے لئے بددعا کرنے کا جواز ثابت ہوا۔ مؤمن باللہ کا یہ آخری ہتھیار ہے جسے واقعتاً استعمال کرنے پر اس کا وار خالی نہیں جاتا۔ اس لئے کہا گیا ہے کہ

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زور بازو کا   نگاہ مرد مؤمن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

٣٩٦٠- حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: اسْتَقْبَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْكَعْبَةَ فَدَعَا عَلَى نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ، عَلَى شَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ، وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ، وَأَبِيْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ. فَأَشْهَدُ بِاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُهُمْ صَرْعَى، قَدْ غَيَّرَتْهُمُ الشَّمْسُ، وَكَانَ يَوْمًا حَارًّا. [راجع: ٢٤٠]

(٣٩٦٠) مجھ سے عمرو بن خالد حرانی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے زہیر بن معاویہ نے بیان کیا، ہم سے ابو اسحاق سبیعی نے بیان کیا، ان سے عمرو بن میمون نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے کعبہ کی طرف منہ کر کے کفار قریش کے چند لوگوں: شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ اور ابوجہل بن ہشام کے حق میں بددعا کی تھی، میں اس کے لیے اللہ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے (بدر کے میدان میں) ان کی لاشیں پڑی ہوئی پائیں۔ سورج نے ان کی لاشوں کو بدبودار کر دیا تھا۔ اس دن بہت شدید گرمی تھی۔

تشریح: یہ اسی دن کا واقعہ ہے جس دن ان ظالموں نے نبی کریم ﷺ کی کمر مبارک پر بحالت نماز اونٹ کی اوجھڑی لا کر ڈال دی تھی اور خوش ہو ہو کر ہنس رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جلد ہی ان کے مظالم کا بدلہ ان کو دے دیا۔

بَابُ قَتْلِ أَبِي جَهْلٍ

باب: (بدر کے دن) ابوجہل کا قتل ہونا

٣٩٦١- حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا قَيْسٌ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّهُ أَتَى أَبَا جَهْلٍ وَبِهِ رَمَقٌ يَوْمَ بَدْرٍ، فَقَالَ أَبُوْ جَهْلٍ: هَلْ أَعْمَدُ مِنْ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوْهُ؟

(٣٩٦١) ہم سے محمد بن عبداللہ بن نمیر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ہم سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا، کہا ہم کو قیس بن ابوحازم نے خبر دی اور انہیں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ بدر کی لڑائی میں وہ ابوجہل کے قریب سے گزرے، ابھی اس میں تھوڑی سی جان باقی تھی، اس نے ان سے کہا: مجھ سے بڑا کوئی اور شخص ہے جس کو تم نے مارا ہے؟

٣٩٦٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ، أَنَّ أَنَسًا، حَدَّثَهُمْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ؛ ح: وَحَدَّثَنِي عَمْرُو ابْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ

(٣٩٦٢) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان تیمی نے بیان کیا، ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ (دوسری سند) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، مجھ سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر بن معاویہ نے بیان کیا، ان سے سلیمان تیمی نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ

يَنْظُرُ مَا صَنَعَ أَبُوْ جَهْلٍ؟)) فَانْطَلَقَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ، فَوَجَدَهُ قَدْ ضَرَبَهُ ابْنَا عَفْرَاءَ حَتَّى بَرَدَ قَالَ: آنْتَ أَبُوْجَهْلٍ؟ قَالَ: فَأَخَذَ بِلِحْيَتِهِ. قَالَ: وَهَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوْهُ أَوْ رَجُلٍ قَتَلَهُ قَوْمُهُ؟ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ: أَنْتَ أَبَا جَهْلٍ؟ [طرفاه في: ٣٩٦٣، ٤٠٢٠]

[مسلم: ٤٦٦٢، ٤٦٦٣]

نے فرمایا: ”کوئی ہے جو معلوم کرے کہ ابوجہل کا کیا حشر ہوا؟“ ابن مسعود رضی اللہ عنہ حقیقت حال معلوم کرنے آئے تو دیکھا کہ عفراء کے بیٹوں (معاذ اور معوذ رضی اللہ عنہما) نے اسے قتل کر دیا ہے اور اس کا جسم ٹھنڈا پڑا ہے۔ انہوں نے دریافت کیا: کیا تو ہی ابوجہل ہے؟ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کی داڑھی پکڑ لی، ابوجہل نے کہا: کیا اس سے بھی بڑا کوئی آدمی ہے جسے تم نے آج قتل کر ڈالا ہے؟ یا اس نے یہ کہا کہ کیا اس سے بھی بڑا کوئی آدمی ہے جسے اس کی قوم نے قتل کر ڈالا ہے؟ احمد بن یونس نے (اپنی روایت میں) أَنْتَ أَبَا جَهْلٍ کے الفاظ بیان کئے ہیں۔ یعنی انہوں نے یہ پوچھا، کیا تو ہی ابوجہل ہے۔

٣٩٦٣ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ ((مَنْ يَنْظُرُ مَا فَعَلَ أَبُوْ جَهْلٍ)). فَانْطَلَقَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ، فَوَجَدَهُ قَدْ ضَرَبَهُ ابْنَا عَفْرَاءَ حَتَّى بَرَدَ، فَأَخَذَ بِلِحْيَتِهِ قَالَ: أَنْتَ أَبُوْ جَهْلٍ؟ قَالَ: وَهَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلَهُ قَوْمُهُ۔ أَوْ قَالَ: قَتَلْتُمُوْهُ؟

(٣٩٦٣) مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی عدی نے بیان کیا، ان سے سلیمان تیمی نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے بدر کی لڑائی کے دن فرمایا: ”کون دیکھ کر آئے گا کہ ابوجہل کا کیا ہوا؟“ ابن مسعود رضی اللہ عنہ معلوم کرنے گئے تو دیکھا کہ عفراء کے دونوں لڑکوں نے اسے قتل کر دیا تھا اور اس کا جسم ٹھنڈا پڑا ہے۔ انہوں نے اس کی داڑھی پکڑ کر کہا: تو ہی ابوجہل ہے؟ اس نے کہا: کیا اس سے بھی بڑا کوئی آدمی ہے جسے آج اس کی قوم نے قتل کر ڈالا ہے، یا اس نے یوں کہا کہ تم لوگوں نے اسے قتل کر ڈالا ہے؟

تشریح: سلیمان تیمی کی دوسری روایت میں یوں ہے۔ وہ کہنے لگا، کاش! مجھ کو کسانوں نے نہ مارا ہوتا۔ ان سے انصار کو مراد لیا۔ ان کو ذلیل سمجھا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس کا سر کاٹ کر لائے تو نبی کریم ﷺ نے اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ اس امت کا فرعون مارا گیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس مردود کے ہاتھوں مکہ میں سخت تکلیف اٹھائی تھی۔ ایک روایت کے مطابق جب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کی گردن پر پاؤں رکھا تو مردود کہنے لگا۔ ارے ذلیل بکریاں چرانے والے! تو بڑے سخت مقام پر چڑھ گیا۔ پھر انہوں نے اس کا سر کاٹ لیا۔

حَدَّثَنِي ابْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَنَسُ ابْنُ مَالِكٍ، نَحْوَهُ. [راجع: ٣٩٦٢]

مجھ سے ابن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو معاذ بن معاذ نے خبر دی، کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا اور انہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی۔ اسی طرح آگے حدیث بیان کی۔

٣٩٦٤ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: كَتَبْتُ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ الْمَاجِشُوْنِ، عَنْ صَالِحِ

(٣٩٦٤) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے یوسف بن ماجشون سے یہ حدیث لکھی، انہوں نے صالح بن ابراہیم سے

ابْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، فِي بَدْرٍ. يَعْنِي حَدِيثَ ابْنَيْ عَفْرَاءَ. [راجع: ٣١٤١]

بیان کیا، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے صالح کے دادا (عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ) سے، بدر کے بارے میں عفراء کے دونوں بیٹوں کی حدیث مراد لیتے تھے۔

٣٩٦٥ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الرَّقَاشِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُوْلُ: حَدَّثَنَا أَبُوْ مِجْلَزٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ قَالَ: أَنَا أَوَّلُ مَنْ يَجْثُوْ بَيْنَ يَدَيِ الرَّحْمٰنِ لِلْخُصُوْمَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. وَقَالَ قَيْسُ بْنُ عُبَادٍ: وَفِيْهِمْ أُنْزِلَتْ: ﴿هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِي رَبِّهِمْ﴾ [الحج: ١٩] قَالَ: هُمُ الَّذِيْنَ تَبَارَزُوْا يَوْمَ بَدْرٍ: حَمْزَةُ وَعَلِيٌّ وَعُبَيْدَةُ أَوْ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْحَارِثِ وَشَيْبَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ وَعُتْبَةُ وَالْوَلِيْدُ ابْنُ عُتْبَةَ. [طرفاه في: ٣٩٦٧، ٤٧٤٤]

(۳۹۶۵) مجھ سے محمد بن عبداللہ رقاشی نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے ابو مجلز نے، ان سے قیس بن عباد نے اور ان سے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ قیامت کے دن میں سب سے پہلا شخص ہوں گا جو اللہ تعالیٰ کے دربار میں جھگڑا چکانے کے لیے دوزانو ہو کر بیٹھوں گا۔ قیس بن عباد نے بیان کیا کہ انہی حضرات (حمزہ، علی اور عبیدہ رضی اللہ عنہم) کے بارے میں سورۂ حج کی یہ آیت نازل ہوئی تھی کہ ''یہ دو فریق ہیں جنہوں نے اللہ کے بارے میں لڑائی کی'' بیان کیا کہ یہ وہی ہیں جو بدر کی لڑائی میں لڑنے کے لیے (تنہا) نکلے تھے، مسلمانوں کی طرف سے حمزہ، علی اور عبیدہ یا ابو عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم (اور کافروں کی طرف سے) شیبہ بن ربیعہ، عتبہ اور ولید بن عتبہ تھے۔

تشریح: ہوا یہ کہ بدر کے دن کافروں کی طرف سے یہ تین شخص میدان میں نکلے تھے اور کہنے لگے اے محمد! ہم سے لڑنے کے لئے لوگوں کو بھیجو ادھر سے انصار مقابلہ کو گئے تو کہنے لگے ہم تم سے لڑنا نہیں چاہتے۔ ہم تو اپنے برادری والوں سے یعنی قریش والوں سے مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اے حمزہ! اٹھو، اے علی! اٹھو اے عبیدہ! اٹھو۔ حضرت حمزہ شیبہ کے مقابلہ پر اور علی ولید کے مقابلہ پر کھڑے ہوئے۔ حمزہ نے شیبہ کو علی نے ولید کو مار لیا اور عبیدہ اور عتبہ دونوں ایک دوسرے پر وار کر رہے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جا کر عتبہ کو ختم کیا اور عبیدہ کو اٹھا لائے۔

٣٩٦٦ـ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي هَاشِمٍ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، عَنْ قَيْسِ ابْنِ عُبَادٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: نَزَلَتْ ﴿هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِي رَبِّهِمْ﴾ [الحج: ١٩] فِي سِتَّةٍ مِنْ قُرَيْشٍ عَلِيٍّ وَحَمْزَةَ وَعُبَيْدَةَ ابْنِ الْحَارِثِ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ. [أطرافه في: ٣٩٦٨، ٣٩٦٩، ٣٧٤٣] [مسلم: ٧٥٦٢، ٧٥٦٣؛ ابن ماجه: ٢٨٣٥]

(۳۹۶۶) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے ابو ہاشم نے، ان سے ابو مجلز نے، ان سے قیس بن عباد نے اور ان سے ابو ذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا (سورۂ حج کی) آیت کریمہ ﴿هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ﴾ (یہ دو فریق ہیں جنہوں نے اللہ کے بارے میں مقابلہ کیا) قریش کے چھ شخصوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی (تین مسلمانوں کی طرف کے یعنی) علی، حمزہ اور عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم اور (تین کفار کی طرف کے یعنی) شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ۔

تشریح: بدر میں کفار اور مسلمانوں کا یہ مقابلہ ہوا تھا جس میں مسلمان کامیاب رہے، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

٣٩٦٧ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّوَّافُ، حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ. كَانَ يَنْزِلُ فِي بَنِي ضُبَيْعَةَ وَهُوَ مَوْلًى لِبَنِي سَدُوسَ. قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: فِينَا نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ: ﴿هَٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ﴾. [راجع: ٣٩٦٥]

(٣٩٦٧) ہم سے اسحاق بن ابراہیم صواف نے بیان کیا، ہم سے یوسف بن یعقوب نے بیان کیا، ان کا بنی ضُبَیْعَه کے یہاں آنا جانا تھا اور وہ بنی سدوسی کے غلام تھے۔ کہا ہم سے سلیمان تیمی نے بیان کیا، ان سے ابومجلز نے اور ان سے قیس بن عباد نے بیان کیا کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ آیت ہمارے ہی بارے میں نازل ہوئی تھی ﴿هٰذَانِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ﴾

تشریح: قتادہ نے کہا کہ اس آیت سے اہل کتاب اور اہل اسلام مراد ہیں۔ جبکہ وہ دونوں اپنے اپنے لئے الوہیت کے مدعی ہوئے۔ مجاہد نے کہا کہ مؤمن اور کافر مراد ہیں۔ بقول علامہ ابن جریر، آیت سب کو شامل ہے، جو بھی کفر و اسلام کا مقابلہ ہو نتیجہ یہی ہے جو آگے آیت میں مذکور ہے: ﴿فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ﴾ (١٠/الحج:١٩) یعنی کافروں کو دوزخ کے کپڑے پہنائے جائیں گے اور ان کے سروں پر دوزخ کا گرم کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا۔

٣٩٦٨ـ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي هَاشِمٍ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ، سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ يُقْسِمُ لَنَزَلَ هَؤُلَاءِ الآيَاتُ فِي هَؤُلَاءِ الرَّهْطِ السِّتَّةِ يَوْمَ بَدْرٍ نَحْوَهُ. [راجع: ٣٩٦٦]

(٣٩٦٨) مجھ سے یحییٰ بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم کو وکیع نے خبر دی، انہیں سفیان نے، انہیں ابوہاشم نے، انہیں ابومجلز نے، انہیں انس بن عباد نے اور انہوں نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ قسمیہ بیان کرتے تھے کہ یہ آیت (جو اوپر گزری) انہیں چھ آدمیوں کے بارے میں، بدر کی لڑائی کے موقع پر نازل ہوئی تھی۔ پہلی حدیث کی طرح راوی نے اسے بھی بیان کیا۔

تشریح: ان روایات میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ راوی کا نام بار بار آیا ہے۔ یہ مشہور صحابی حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ہیں جن کا نام جندب اور لقب مسیح الاسلام ہے۔ قبیلہ غفار سے ہیں۔ یہ عہد جاہلیت ہی میں مؤحد تھے۔ اسلام لانے والوں میں ان کا پانچواں نمبر ہے نبی کریم ﷺ کی خبر لینے کے لئے انہوں نے اپنے بھائی کو بھیجا تھا۔ بعد میں خود گئے اور بڑی مشکلات کے بعد دربار رسالت میں باریابی ہوئی۔ تفصیل سے ان کے حالات پیچھے بیان کئے جا چکے ہیں ۳۱ھ میں بمقام ربذہ ان کا انتقال ہوا، جہاں یہ تنہا رہا کرتے تھے۔

جب یہ قریب المرگ ہوئے تو ان کی زوجہ محترمہ رونے لگیں اور کہنے لگیں کہ آپ ایک صحرا میں اس حالت میں سفر آخرت کر رہے ہیں کہ آپ کے کفن کے لئے یہاں کوئی کپڑا بھی نہیں ہے۔ فرمایا، رونا موقوف کرو اور سنو! رسول کریم ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ میں صحرا میں انتقال کروں گا میری موت کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت صحرا میں میرے پاس پہنچ جائے گی۔ لہٰذا تم راستے پر کھڑی ہو کر اب اس جماعت کا انتظار کرو۔ یہ غیبی امداد حسب ارشاد نبوی ﷺ ضرور آ رہی ہوگی۔ چنانچہ ان کی اہلیہ صاحبہ گزرگاہ پر کھڑی ہوگئیں۔ تھوڑے ہی انتظار کے بعد دور سے کچھ سوار آتے ہوئے ان کو دکھائی دیئے۔ انہوں نے اشارہ کیا وہ ٹھہر گئے اور معلوم ہونے پر یہ سب حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی عیادت کو گئے جن کو دیکھ کر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو بہت خوشی ہوئی اور انہوں نے ان کو نبی کریم ﷺ کی مذکورہ بالا پیش گوئی سنائی، پھر وصیت کی کہ اگر میری بیوی کے پاس یا میرے پاس کفن کے لئے کپڑا نکلے تو اسی کپڑے میں مجھ کو کفنانا اور قسم دلائی، کہ تم میں جو شخص حکومت کا ادنیٰ عہدیدار بھی ہو وہ مجھ کو نہ کفنائے۔ چنانچہ اس جماعت میں صرف ایک انصاری نوجوان ایسا ہی نکلا اور وہ بولا کہ چچا جان! میرے پاس ایک چادر ہے اس کے علاوہ دو کپڑے اور ہیں جو خاص میری والدہ کے ہاتھ کے بنے

ہوئے ہیں۔ ان ہی میں آپ کو کفناؤں گا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے خوش ہو کر فرمایا کہ ہاں تم ہی مجھ کو ان ہی کپڑوں میں کفن پہنانا اس وصیت کے بعد ان کی روح پاک عالم بالا کو پرواز کر گئی۔ اس جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان کو کفنایا دفنایا۔ کفن اس انصاری نوجوان نے پہنایا اور جنازہ کی نماز حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ پھر سب نے مل کر اس صحرا کے ایک گوشہ میں ان کو سپرد خاک کر دیا۔ (رضی اللہ عنہ) (مستدرک حاکم/۳/ص:۳۴۶)

٣٩٦٩۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو هَاشِمٍ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، عَنْ قَيْسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ، يُقْسِمُ قَسَمًا: إِنَّ هَذِهِ الآيَةَ: ﴿هَذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ﴾ [الحج: ١٩] نَزَلَتْ فِي الَّذِينَ بَرَزُوا يَوْمَ بَدْرٍ: حَمْزَةَ وَعَلِيٌّ وَعُبَيْدَةَ بْنِ الْحَارِثِ وَعُتْبَةَ وَشَيْبَةَ ابْنَيْ رَبِيعَةَ وَالْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ. [راجع: ٣٩٦٦]

(٣٩٦٩) ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو ہاشم نے خبر دی، انہیں ابومجلز نے، انہیں قیس نے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ قسمیہ کہتے تھے کہ یہ آیت ﴿هَذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ﴾ ان کے بارے میں اتری جو بدر کی لڑائی میں مقابلے کے لیے نکلے تھے یعنی حمزہ، علی اور عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم مسلمانوں کی طرف سے اور عتبہ، شیبہ ربیعہ کے بیٹے اور ولید بن عتبہ کافروں کی طرف سے۔

٣٩٧٠۔ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ أَبُو عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ: سَأَلَ رَجُلٌ الْبَرَاءَ وَأَنَا أَسْمَعُ، أَشَهِدَ عَلِيٌّ بَدْرًا؟ قَالَ: بَارَزَ وَظَاهَرَ حَقًّا.

(٣٩٧٠) مجھ سے ابوعبداللہ احمد بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے اسحاق بن منصور سلولی نے بیان کیا، ہم سے ابراہیم بن یوسف نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ یوسف بن اسحاق نے اور ان سے ان کے دادا ابواسحاق سبیعی نے کہ ایک شخص نے براء رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور میں سن رہا تھا: کیا علی رضی اللہ عنہ بدر کی جنگ میں شریک تھے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! انہوں نے تو مبارزت کی تھی اور غالب رہے تھے۔ (اوپر تلے وہ دو زرہیں پہنے ہوئے تھے)۔

تشریح: اس شخص کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کم سنی کی وجہ سے یہ گمان ہوا ہوگا کہ شاید وہ جنگ بدر میں نہ شریک ہوئے ہوں۔ براء رضی اللہ عنہ نے ان کا غلط گمان رفع کر دیا کہ لڑائی میں نکلنا کیا مقاتلہ کے لئے میدان میں نکلے اور ولید بن عتبہ کو قتل کیا۔ مبارزت یعنی میدان جنگ میں نکل کر کے دشمن کو للکارنا۔ جن لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر خروج کیا تھا وہ ان کے قسم قسم کے عیب تلاش کرتے رہتے تھے جن کی کوئی حقیقت نہ تھی۔ براء رضی اللہ عنہ نے جو جواب دیا ہے گویا مخالفین کے منہ پر طمانچہ ہے۔

٣٩٧١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ الْمَاجِشُونِ، عَنْ صَالِحِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: كَاتَبْتُ أُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ

(٣٩٧١) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے یوسف بن ماجشون نے بیان کیا، ان سے صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف نے، ان سے ان کے والد ابراہیم نے، ان کے دادا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے بیان کیا کہ امیہ بن خلف سے (ہجرت کے بعد) میرا عہد نامہ ہو گیا تھا۔ پھر بدر کی لڑائی کے موقع پر انہوں نے اس کے

بَدْرٍ، فَذَكَرَ قَتْلَهُ وَقَتْلَ ابْنِهِ، فَقَالَ بِلَالٌ: لَا نَجَوْتُ إِنْ نَجَا أُمَيَّةُ. [راجع: ٢٣٠١]

اوراس کے بیٹے (علی) کے قتل کا ذکر کیا، بلال نے (جب اسے دیکھ لیا تو) کہا کہ اگر آج امیہ بچ نکلا تو میں آخرت میں عذاب سے بچ نہیں سکوں گا۔

تشریح: (عہد نامہ یہ تھا) کہ امیہ مکہ میں عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کی جائیداد محفوظ رکھے۔ اس کے عوض عبدالرحمن امیہ کی جائیداد کی مدینہ میں حفاظت کریں گے۔ جنگ بدر میں امیہ کو بچانے کے لئے عبدالرحمن ان کے اوپر گر پڑے تھے مگر مسلمانوں نے تلواروں سے اسے چھلنی بنا دیا۔

٣٩٧٢- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ بْنُ عُثْمَانَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَرَأَ: ﴿وَالنَّجْمِ﴾ فَسَجَدَ بِهَا، وَسَجَدَ مَنْ مَعَهُ، غَيْرَ أَنَّ شَيْخًا أَخَذَ كَفًّا مِنْ تُرَابٍ فَرَفَعَهُ إِلَى جَبْهَتِهِ فَقَالَ: يَكْفِينِي هَذَا. قَالَ عَبْدُاللَّهِ: فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدُ قُتِلَ كَافِرًا. [راجع: ١٠٦٧]

(۳۹۷۲) ہم سے عبدان بن عثمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھے میرے والد نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، انہیں ابواسحاق نے، انہیں اسود نے اور انہیں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے (ایک مرتبہ مکہ میں) سورۂ نجم کی تلاوت کی اور سجدۂ تلاوت کیا تو جتنے لوگ وہاں موجود تھے۔ سب سجدہ میں گر گئے۔ سوا ایک بوڑھے کے کہ اس نے ہتھیلی میں مٹی لے کر اپنی پیشانی پر اسے لگالیا اور کہنے لگا کہ میرے لیے بس اتنا ہی کافی ہے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میں نے اسے دیکھا کہ کفر کی حالت میں وہ قتل ہوا۔

تشریح: یعنی امیہ بن خلف جسے جنگ بدر میں خود حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہی نے اپنے ہاتھوں سے قتل کیا تھا۔

٣٩٧٣- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ عُرْوَةَ، قَالَ: كَانَ فِي الزُّبَيْرِ ثَلَاثُ ضَرَبَاتٍ بِالسَّيْفِ، إِحْدَاهُنَّ فِي عَاتِقِهِ، قَالَ: إِنْ كُنْتُ لَأُدْخِلُ أَصَابِعِي فِيهَا. قَالَ: ضُرِبَ ثِنْتَيْنِ يَوْمَ بَدْرٍ، وَوَاحِدَةً يَوْمَ الْيَرْمُوكِ. قَالَ عُرْوَةُ: وَقَالَ لِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ حِينَ قُتِلَ عَبْدُاللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ: يَا عُرْوَةُ! هَلْ تَعْرِفُ سَيْفَ الزُّبَيْرِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: فَمَا فِيهِ؟ قُلْتُ: فِيهِ فَلَّةٌ فُلَّهَا يَوْمَ بَدْرٍ. قَالَ: صَدَقْتَ:

بِهِنَّ فُلُولٌ مِنْ قِرَاعِ الْكَتَائِبِ

ثُمَّ رَدَّهُ عَلَى عُرْوَةَ. قَالَ هِشَامٌ: فَأَقَمْنَاهُ بَيْنَنَا ثَلَاثَةَ آلَافٍ، وَأَخَذَهُ بَعْضُنَا، وَلَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ أَخَذْتُهُ. [راجع: ٣٧٢١]

(۳۹۷۳) مجھے ابراہیم بن موسیٰ نے خبر دی، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، ان سے معمر نے، ان سے ہشام نے، ان سے عروہ نے بیان کیا کہ زبیر رضی اللہ عنہ کے جسم پر تلوار کے تین (گہرے) زخموں کے نشانات تھے، ایک ان کے مونڈھے پر تھا (اور اتنا گہرا تھا کہ) میں بچپن میں اپنی انگلیاں ان میں داخل کر دیا کرتا تھا۔ عروہ نے بیان کیا کہ ان میں سے دو زخم ان کو بدر کی لڑائی میں آئے تھے اور ایک جنگ یرموک میں۔ عروہ نے بیان کیا کہ جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو (حجاج ظالم کے ہاتھوں سے) شہید کر دیا گیا تو مجھ سے عبدالملک بن مروان نے کہا: اے عروہ! کیا زبیر رضی اللہ عنہ کی تلوار تم پہچانتے ہو؟ میں نے کہا کہ ہاں، پہچانتا ہوں۔ اس نے پوچھا: اس کی کوئی نشانی بتاؤ؟ میں نے کہا کہ بدر کی لڑائی کے موقع پر اس کی دھار کا ایک حصہ ٹوٹ گیا تھا، جو ابھی تک اس میں باقی ہے۔ عبدالملک نے کہا کہ تم نے سچ کہا۔ (پھر اس نے نابغہ شاعر کا یہ مصرع پڑھا) ''فوجوں کے ساتھ لڑتے لڑتے ان کی تلواروں کی دھاریں کئی جگہ سے ٹوٹ گئی ہیں'' پھر عبدالملک نے وہ تلوار عروہ کو واپس کر دی۔ ہشام نے بیان کیا کہ ہمارا اندازہ تھا کہ اس تلوار کی قیمت دس ہزار درہم تھی۔ وہ تلوار ہمارے ایک عزیز

(عثمان بن عروہ) نے قیمت دے کر لے لی تھی۔ میری بڑی آرزو تھی کہ کاش! وہ تلوار میرے حصے میں آتی۔

تشریح: یرموک ملک شام میں ایک گاؤں کا نام تھا۔ وہاں حضرت عمر ؓ کی خلافت میں ۱۵ ھ میں مسلمانوں اور عیسائیوں میں جنگ ہوئی تھی۔ مسلمانوں کے سردار ابوعبیدہ بن جراح ؓ تھے اور عیسائیوں کا سردار باہان تھا۔ اس جنگ میں ستر ہزار نصرانی مارے گئے چالیس ہزار قید ہوئے۔ مسلمان بھی چار ہزار شہید ہوئے۔ اس جنگ میں ایک سو بدری صحابی ؓ شریک تھے۔ (فتح الباری)

٣٩٧٤- حَدَّثَنَا فَرْوَةُ، عَنْ عَلِيٍّ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، كَانَ سَيْفُ الزُّبَيْرِ مُحَلًّى بِفِضَّةٍ. قَالَ هِشَامٌ: وَكَانَ سَيْفُ عُرْوَةَ مُحَلًّى بِفِضَّةٍ.

(۳۹۷۴) ہم سے فروہ بن ابی المغراء نے بیان کیا، ان سے علی بن مسہر نے، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد عروہ نے بیان کیا کہ زبیر ؓ کی تلوار پر چاندی کا کام تھا۔ ہشام نے کہا کہ (میرے والد) عروہ کی تلوار پر چاندی کا کام تھا۔

٣٩٧٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ: أَنَّ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا لِلزُّبَيْرِ يَوْمَ الْيَرْمُوْكِ: أَلَا تَشُدُّ فَنَشُدَّ مَعَكَ؟ فَقَالَ: إِنِّيْ إِنْ شَدَدْتُ كَذَبْتُمْ. فَقَالُوْا: لَا نَفْعَلُ، فَحَمَلَ عَلَيْهِمْ حَتَّى شَقَّ صُفُوْفَهُمْ، فَجَاوَزَهُمْ وَمَا مَعَهُ أَحَدٌ، ثُمَّ رَجَعَ مُقْبِلًا، فَأَخَذُوْا بِلِجَامِهِ، فَضَرَبُوْهُ ضَرْبَتَيْنِ عَلَى عَاتِقِهِ بَيْنَهُمَا ضَرْبَةٌ ضُرِبَهَا يَوْمَ بَدْرٍ. قَالَ عُرْوَةُ: كُنْتُ أُدْخِلُ أَصَابِعِيْ فِيْ تِلْكَ الضَّرَبَاتِ أَلْعَبُ وَأَنَا صَغِيْرٌ. قَالَ عُرْوَةُ: وَكَانَ مَعَهُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ يَوْمَئِذٍ وَهُوَ ابْنُ عَشْرِ سِنِيْنَ، فَحَمَلَهُ عَلَى فَرَسٍ وَ وَكَّلَ بِهِ رَجُلًا. [راجع: ٣٧٢١]

(۳۹۷۵) ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے بیان کیا، انہیں ہشام بن عروہ نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے کہ رسول کریم ﷺ کے صحابہ ؓ نے زبیر ؓ سے یرموک کی جنگ میں کہا آپ حملہ کرتے تو ہم بھی آپ کے ساتھ حملہ کرتے۔ انہوں نے کہا کہ اگر میں نے ان پر زور کا حملہ کر دیا تو پھر تم لوگ پیچھے رہ جاؤ گے۔ سب بولے کہ ہم ایسا نہیں کریں گے۔ چنانچہ زبیر ؓ نے دشمن (رومی فوج) پر حملہ کیا اور ان کی صفوں کو چیرتے ہوئے آگے نکل گئے۔ اس وقت ان کے ساتھ کوئی ایک بھی (مسلمان) نہیں رہا۔ پھر (مسلمان فوج کی طرف) آنے لگے تو رومیوں نے ان کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور مونڈھے پر دو کاری زخم لگائے، جو زخم بدر کی لڑائی کے موقع پر ان کو لگا تھا وہ ان دونوں زخموں کے درمیان میں پڑ گیا تھا۔ عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ جب میں چھوٹا تھا تو ان زخموں میں اپنی انگلیاں ڈال کر کھیلا کرتا تھا۔ عروہ نے بیان کیا کہ یرموک کی لڑائی کے موقع پر عبداللہ بن زبیر ؓ بھی ان کے ساتھ گئے، اس وقت ان کی عمر کل دس سال کی تھی۔ اس لیے ان کو ایک گھوڑے پر سوار کر کے ایک صاحب کی حفاظت میں دے دیا تھا۔

٣٩٧٦- حَدَّثَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، سَمِعَ رَوْحَ بْنَ عُبَادَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ عَرُوْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: ذَكَرَ لَنَا أَنَسُ بْنُ

(۳۹۷۶) مجھ سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا انہوں نے روح بن عبادہ سے سنا، کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا کہ انس بن مالک ؓ نے کہا ہم سے ابوطلحہ ؓ نے بیان کیا کہ بدر

مَالِكٍ عَنْ أَبِيْ طَلْحَةَ، أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ يَوْمَ بَدْرٍ بِأَرْبَعَةٍ وَعِشْرِيْنَ رَجُلًا مِنْ صَنَادِيْدِ قُرَيْشٍ فَقُذِفُوْا فِيْ طَوِيٍّ مِنْ أَطْوَاءِ بَدْرٍ خَبِيْثٍ مُخْبِثٍ، وَكَانَ إِذَا ظَهَرَ عَلَى قَوْمٍ أَقَامَ بِالْعَرْصَةِ ثَلَاثَ لَيَالٍ، فَلَمَّا كَانَ بِبَدْرٍ الْيَوْمَ الثَّالِثَ، أَمَرَ بِرَاحِلَتِهِ فَشُدَّ عَلَيْهَا رَحْلُهَا، ثُمَّ مَشَى وَاتَّبَعَهُ أَصْحَابُهُ وَقَالُوْا: مَا نُرَى يَنْطَلِقُ إِلَّا لِبَعْضِ حَاجَتِهِ، حَتَّى قَامَ عَلَى شَفَةِ الرَّكِيِّ، فَجَعَلَ يُنَادِيْهِمْ بِأَسْمَائِهِمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِهِمْ: ((يَا فُلَانُ بْنَ فُلَانٍ، وَيَا فُلَانُ بْنَ فُلَانٍ! أَيَسُرُّكُمْ أَنَّكُمْ أَطَعْتُمُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ؟ فَإِنَّا قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا، فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا)). قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا تُكَلِّمُ مِنْ أَجْسَادٍ لَا أَرْوَاحَ لَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُوْلُ مِنْهُمْ)). قَالَ قَتَادَةُ: أَحْيَاهُمُ اللّٰهُ حَتَّى أَسْمَعَهُمْ قَوْلَهُ تَوْبِيْخًا وَتَصْغِيْرًا وَنِقْمَةً وَحَسْرَةً وَنَدَمًا. [راجع: ٣٠٦٥]

کی لڑائی میں رسول اللہ ﷺ کے حکم سے قریش کے چوبیس مقتول سردار بدر کے ایک بہت ہی اندھیرے اور گندے کنویں میں پھینک دیئے گئے۔ عادت مبارکہ تھی کہ جب دشمن پر غالب ہوتے تو میدان جنگ میں تین دن تک قیام فرماتے۔ جنگ بدر کے خاتمہ کے تیسرے دن آپ کے حکم سے آپ کی سواری پر کجاوہ باندھا گیا اور آپ روانہ ہوئے۔ آپ کے اصحاب بھی آپ کے ساتھ تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: غالباً آپ کسی ضرورت کے لیے تشریف لے جا رہے ہیں۔ آخر آپ اس کنویں کے کنارے آ کر کھڑے ہو گئے اور کفار قریش کے مقتولین سرداروں کے نام ان کے باپ کے نام کے ساتھ لے کر آپ انہیں آواز دینے لگے: ''اے فلاں بن فلاں! اے فلاں بن فلاں! کیا آج تمہارے لیے یہ بات بہتر نہیں تھی کہ تم نے دنیا میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی؟ بے شک ہم سے ہمارے رب نے جو وعدہ کیا تھا وہ ہمیں پوری طرح حاصل ہو گیا۔ تو کیا تمہارے رب کا تمہارے متعلق جو وعدہ (عذاب کا) تھا وہ بھی تمہیں پوری طرح مل گیا؟'' ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس پر عمر رضی اللہ عنہ بول پڑے۔ یا رسول اللہ! آپ ان لاشوں سے کیوں خطاب فرما رہے ہیں؟ جن میں کوئی جان نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، جو کچھ میں کہہ رہا ہوں تم لوگ ان سے زیادہ اسے نہیں سن رہے ہو۔'' قتادہ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ کر دیا تھا (اس وقت) تا کہ حضور ﷺ انہیں اپنی بات سنا دیں۔ ان کی توبیخ، ذلت، نامرادی اور حسرت و ندامت کے لیے۔

تشریح: جو لوگ اس واقعہ سے سماع موتی ثابت کرتے ہیں وہ سراسر غلطی پر ہیں۔ کیونکہ یہ سنانا رسول کریم ﷺ کا ایک معجزہ تھا۔

دوسری آیت میں صاف موجود ہے: ﴿وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ﴾ (۳۵/ فاطر:۲۲) یعنی تم قبر والوں کو سنانے سے قاصر ہو، مرنے کے بعد جملہ تعلقات دنیاوی ٹوٹنے کے ساتھ دنیاوی زندگی کے لوازمات بھی ختم ہو جاتے ہیں۔ سننا بھی اسی میں شامل ہے۔ اگر مردے سنتے ہوں تو ان پر مردگی کا حکم لگانا ہی غلط ٹھہرتا ہے۔ بہر حال عقل و نقل سے وہی صحیح اور حق ہے کہ مرنے کے بعد انسان کے جملہ حواس دنیاوی ختم ہو جاتے ہیں۔ نیک مردوں کو اللہ تعالیٰ عالم برزخ میں کچھ سنا دے یہ بالکل علیحدہ چیز ہے۔ اس سے سماع موتی کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

٣٩٧٧۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ:

(۳۹۷۷) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، ان سے عطاء نے اور ان سے

﴿الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا﴾ قَالَ: هُمْ وَاللّٰهِ! كُفَّارُ قُرَيْشٍ. قَالَ عَمْرٌو: هُمْ قُرَيْشٌ وَمُحَمَّدٌ ﷺ نِعْمَةُ اللّٰهِ: ﴿وَأَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ﴾ [ابراهيم: ٢٨] قَالَ: النَّارَ يَوْمَ بَدْرٍ. [طرفه في: ٤٧٠٠]

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے، انہوں نے قرآن مجید کی آیت: ﴿الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا﴾ کے بارے میں فرمایا: اللہ کی قسم! یہ کفار قریش تھے۔ عمرو نے کہا کہ اس سے مراد قریش تھے اور رسول اللہ ﷺ اللہ کی نعمت تھے۔ کفار قریش نے اپنی قوم کو جنگ بدر کے دن دار البوار یعنی دوزخ میں جھونک دیا۔

تشریح: نعمت سے مراد اسلام اور رسول کریم ﷺ کی ذات گرامی اقدس ہے۔ قریش نے اس نعمت کی قدر نہ کی جس کا نتیجہ تباہی اور ہلاکت کی شکل میں ہوا۔ مدینہ والوں نے اللہ کی اس نعمت کی قدر کی۔ دونوں جہان کی عزت وآبرو سے سرفراز ہوئے۔ (رضی الله عنه ورضوا عنه)

٣٩٧٨ـ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ عَائِشَةَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَفَعَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ)). فَقَالَتْ: إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّهُ لَيُعَذَّبُ بِخَطِيئَتِهِ وَذَنْبِهِ، وَإِنَّ أَهْلَهُ لَيَبْكُونَ عَلَيْهِ الْآنَ)). [راجع: ١٢٨٨]

[مسلم: ٢١٥٣؛ نسائي: ١٨٥٤]

(٣٩٧٨) مجھ سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے کسی نے اس کا ذکر کیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ ”میت کو قبر میں اس کے گھر والوں کے اس پر رونے سے بھی عذاب ہوتا ہے۔“ اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضور ﷺ نے تو یہ فرمایا تھا: ”عذاب میت پر اس کی بدعملیوں اور گناہوں کی وجہ سے ہوتا ہے اور اس کے گھر والے ہیں کہ اب بھی اس کی جدائی میں روتے رہتے ہیں۔“

٣٩٧٩ـ قَالَتْ: وَذَاكَ مِثْلُ قَوْلِهِ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ عَلَى الْقَلِيبِ وَفِيهِ قَتْلَى بَدْرٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، فَقَالَ لَهُمْ مَا قَالَ: ((إِنَّهُمْ لَيَسْمَعُونَ مَا أَقُولُ)). وَإِنَّمَا قَالَ: ((إِنَّهُمُ الْآنَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّ مَا كُنْتُ أَقُولُ لَهُمْ حَقٌّ)). ثُمَّ قَرَأَتْ: ﴿إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَى﴾ [النمل: ٨٠] ﴿وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ﴾ [فاطر: ٢٢] يَقُولُ: حِينَ تَبَوَّءُوا مَقَاعِدَهُمْ مِنَ النَّارِ. [راجع: ١٣٧١؛ مسلم: ٢١٥٥]

(٣٩٧٩) آپ نے کہا کہ اس کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسے رسول اللہ ﷺ نے بدر کے اس کنویں پر کھڑے ہو کر جس میں مشرکین کی لاشیں ڈال دی گئیں تھیں، ان کے بارے میں فرمایا تھا کہ ”جو کچھ میں کہہ رہا ہوں، یہ اسے سن رہے ہیں۔“ تو آپ کے فرمانے کا مقصد یہ تھا کہ ”اب انہیں معلوم ہو گیا ہوگا کہ ان سے میں جو کچھ کہہ رہا تھا وہ حق تھا۔“ پھر انہوں نے اس آیت کی تلاوت کی: ”آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے۔“ ”اور جو لوگ قبروں میں دفن ہو چکے ہیں انہیں آپ اپنی بات نہیں سنا سکتے۔“ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ (آپ ان مردوں کو نہیں سنا سکتے) جو اپنا ٹھکانا اب جہنم میں بنا چکے ہیں۔

٣٩٨٠، ٣٩٨١ـ حَدَّثَنِي عُثْمَانُ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: وَقَفَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى قَلِيبِ بَدْرٍ فَقَالَ:

(٣٩٨٠، ٨١) مجھ سے عثمان نے بیان کیا، ہم سے عبدہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے بدر کے کنویں پر کھڑے ہو کر فرمایا: ”کیا جو کچھ

((هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا؟)) ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّهُمُ الْآنَ يَسْمَعُونَ مَا أَقُولُ لَهُمْ)). فَذُكِرَ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ: إِنَّمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّهُمُ الْآنَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّ الَّذِي كُنْتُ أَقُولُ لَهُمْ هُوَ الْحَقُّ)). ثُمَّ قَرَأَتْ: ﴿إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَى﴾ [النمل: ٨٠] حَتَّى قَرَأَتِ الْآيَةَ. [راجع: ١٣٧٠، ١٣٧١] [مسلم: ٢١٥٤؛ نسائي: ٢٠٧٥]

تمہارے رب نے تمہارے لیے وعدہ کر رکھا تھا، اسے تم نے سچا پا لیا؟" پھر آپ نے فرمایا: "جو کچھ میں کہہ رہا ہوں یہ اب بھی اسے سن رہے ہیں۔" اس حدیث کا ذکر جب عائشہ رضی اللہ عنہا سے کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے یہ فرمایا تھا: "انہوں نے اب جان لیا ہوگا کہ جو کچھ میں نے ان سے کہا تھا وہ حق تھا۔" اس کے بعد انہوں نے آیت: "بے شک آپ ان مردوں کو نہیں سنا سکتے۔" پوری پڑھی۔

تشریح: قرآنی آیت صریح دلیل ہے کہ آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے۔ یہی حق ہے۔ مقتولین بدر کو سنانا وقتی طور پر خصوصیات رسالت میں سے تھا۔ اس پر دوسرے مردوں کو قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں اللہ تعالیٰ جب چاہے اور جس قدر چاہے مردوں کو سنا سکتا ہے جیسا کہ قبرستان میں "السلام عليكم اهل الديار" حدیث کی مسنون دعا سے ظاہر ہے۔ باقی اہل بدعت کا یہ خیال کہ وہ جب بھی مدفون باباؤں کی قبریں پوجنے جائیں وہ بابا ان کی فریاد سنتے اور حاجات پوری کرتے ہیں، سراسر باطل اور کافرانہ و مشرکانہ خیال ہے جس کی شرعاً کوئی اصل نہیں ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہر دو کے خیالات پر مزید تفصیل کے لئے فتح الباری کا مطالعہ کیا جائے۔

بَابُ فَضْلِ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا

باب: بدر کی لڑائی میں حاضر ہونے والوں کی فضیلت کا بیان

٣٩٨٢- حَدَّثَنِي عَبْدُاللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، عَنْ حُمَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: أُصِيبَ حَارِثَةُ يَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ غُلَامٌ، فَجَاءَتْ أُمُّهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَدْ عَرَفْتَ مَنْزِلَةَ حَارِثَةَ مِنِّي، فَإِنْ يَكُ فِي الْجَنَّةِ أَصْبِرْ وَأَحْتَسِبْ، وَإِنْ تَكُ الْأُخْرَى تَرَى مَا أَصْنَعُ؟ فَقَالَ: ((وَيْحَكِ أَوَهَبِلْتِ أَوَجَنَّةٌ وَاحِدَةٌ هِيَ؟ إِنَّهَا جِنَانٌ كَثِيرَةٌ، وَإِنَّهُ فِي جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ)). [راجع: ٢٨٠٩]

(۳۹۸۲) مجھ سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے معاویہ بن عمرو نے بیان کیا، ہم سے ابو اسحاق نے بیان کیا، ان سے حمید نے بیان کیا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ حارثہ بن سراقہ انصاری رضی اللہ عنہ جو ابھی نو عمر لڑکے تھے، بدر کے دن شہید ہو گئے تھے (پانی پینے کے لیے حوض پر آئے تھے کہ ایک تیر نے شہید کر دیا) پھر ان کی والدہ (ربیع بنت نفر، انس رضی اللہ عنہ کی پھوپھی) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کو معلوم ہے کہ مجھے حارثہ سے کتنا پیار تھا، اگر وہ اب جنت میں ہے تو میں اس پر صبر کروں گی اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھوں گی اور اگر کہیں دوسری جگہ ہے تو آپ دیکھ رہے ہیں کہ میں کس حال میں ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "اللہ تم پر رحم کرے، کیا دیوانی ہو رہی ہو، کیا وہاں کوئی ایک جنت ہے؟ بہت سی جنتیں ہیں اور تمہارا بیٹا جنت الفردوس میں ہے۔"

تشریح: حدیث سے بدر میں شریک ہونے والوں کی فضیلت ثابت ہوئی کہ وہ سب جنتی ہیں۔ یہ اللہ کا قطعی فیصلہ ہے۔ یہ حارثہ بن سراقہ بن حارث

بن عدی انصاری بن عدی بن نجار ہیں۔ حارثہ کے باپ سراقہ صحابی رسول ﷺ جنگ حنین میں شہید ہوئے تھے۔ (رضی اللہ عنہ)

٣٩٨٣ـ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، قَالَ: سَمِعْتُ حُصَيْنَ بْنَ عَبْدِالرَّحْمَنِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ وَأَبَا مَرْثَدٍ وَالزُّبَيْرَ وَكُلُّنَا فَارِسٌ قَالَ: ((انْطَلِقُوْا حَتَّى تَأْتُوْا رَوْضَةَ خَاخٍ، فَإِنَّ بِهَا امْرَأَةً مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، مَعَهَا كِتَابٌ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى الْمُشْرِكِيْنَ)). فَأَدْرَكْنَاهَا تَسِيْرُ عَلَى بَعِيْرٍ لَهَا حَيْثُ قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: فَقُلْنَا: الْكِتَابَ. فَقَالَتْ: مَا مَعَنَا كِتَابٌ. فَأَنَخْنَاهَا فَالْتَمَسْنَا فَلَمْ نَرَ كِتَابًا، فَقُلْنَا: مَا كَذَبَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَنُجَرِّدَنَّكِ. فَلَمَّا رَأَتِ الْجِدَّ أَهْوَتْ إِلَى حُجْزَتِهَا وَهِيَ مُحْتَجِزَةٌ بِكِسَاءٍ فَأَخْرَجَتْهُ، فَانْطَلَقْنَا بِهَا إِلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! قَدْ خَانَ اللَّهَ وَرَسُوْلَهُ وَالْمُؤْمِنِيْنَ، فَدَعْنِي فَلأَضْرِبْ عُنُقَهُ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ؟)) قَالَ حَاطِبٌ: وَاللَّهِ! مَا بِي أَنْ لاَ أَكُوْنَ مُؤْمِنًا بِاللَّهِ وَرَسُوْلِهِ أَرَدْتُ أَنْ يَكُوْنَ لِي عِنْدَ الْقَوْمِ يَدٌ يَدْفَعُ اللَّهُ بِهَا عَنْ أَهْلِي وَمَالِي، وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِكَ إِلاَّ لَهُ هُنَاكَ مِنْ عَشِيْرَتِهِ مَنْ يَدْفَعُ اللَّهُ بِهِ عَنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((صَدَقَ، وَلاَ تَقُوْلُوْا لَهُ إِلاَّ خَيْرًا)). فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّهُ قَدْ خَانَ

(۳۹۸۳) مجھ سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہمیں عبداللہ بن ادریس نے خبر دی، کہا کہ میں نے حصین بن عبدالرحمٰن سے سنا، انہوں نے سعد بن عبیدہ سے، انہوں نے ابوعبدالرحمٰن سلمی سے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے، ابومرثد اور زبیر رضی اللہ عنہما کو رسول اللہ ﷺ نے ایک مہم پر بھیجا۔ ہم سب شہسوار تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ”تم لوگ سیدھے چلے جاؤ۔ جب روضہ خاخ پر پہنچو تو وہاں تمہیں مشرکین کی ایک عورت ملے گی، وہ ایک خط لیے ہوئے ہے جسے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے مشرکین کے نام بھیجا ہے۔“ چنانچہ حضور ﷺ نے جس جگہ کا پتہ دیا تھا ہم نے وہیں اس عورت کو ایک اونٹ پر جاتے ہوئے پالیا۔ ہم نے اس سے کہا کہ خط لا۔ وہ کہنے لگی کہ میرے پاس تو کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے اس کے اونٹ کو بٹھا کر اس کی تلاشی لی تو واقعی ہمیں بھی کوئی خط نہیں ملا۔ لیکن ہم نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی بات کبھی غلط نہیں ہو سکتی۔ خط نکال ورنہ ہم تجھے ننگا کر دیں گے۔ جب اس نے ہمارا یہ سخت رویہ دیکھا تو ازار باندھنے کی جگہ کی طرف اپنا ہاتھ لے گئی۔ وہ ایک چادر میں لپٹی ہوئی تھی اور اس نے خط نکال کر ہم کو دے دیا۔ ہم اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس نے (یعنی حاطب بن ابی بلتعہ نے) اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور مسلمانوں سے دغا کیا ہے۔ حضور ﷺ مجھے اجازت دیں تاکہ میں اس کی گردن ماردوں لیکن نبی ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا: ”تم نے یہ کام کیوں کیا؟“ حاطب رضی اللہ عنہ بولے: اللہ کی قسم! یہ وجہ ہرگز نہیں تھی کہ اللہ اور اس کے رسول پر میرا ایمان باقی نہیں رہا تھا۔ میرا مقصد تو صرف اتنا تھا کہ قریش پر اس طرح میرا ایک احسان ہو جائے اور اس کی وجہ سے وہ (مکہ میں باقی رہ جانے والے) میرے اہل و عیال کی حفاظت کریں۔ آپ کے اصحاب میں جتنے بھی حضرات (مہاجرین) ہیں ان سب کا قبیلہ وہاں موجود ہے اور اللہ ان کے ذریعے ان کے اہل و مال کی حفاظت کرتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”انہوں نے سچی بات بتادی ہے اور تم لوگوں کو چاہیے کہ ان کے متعلق اچھی بات ہی کہو۔“ عمر رضی اللہ عنہ نے پھر عرض

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَالْمُؤْمِنِيْنَ، فَدَعْنِي لِأَضْرِبَ عُنُقَهُ. فَقَالَ: ((أَلَيْسَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ)). فَقَالَ: ((لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ إِلَى أَهْلِ بَدْرٍ؟ فَقَالَ: اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ، أَوْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ)). فَدَمَعَتْ عَيْنَا عُمَرَ وَقَالَ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ. [راجع: ٣٠٠٧] [مسلم: ٦٤٠٢؛ ابوداود: ٢٦٥١]

کیا: اس شخص نے اللہ، اس کے رسول اور مسلمانوں سے دغا کیا ہے۔ آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن کو ماردوں۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا: ''کیا یہ بدر والوں میں سے نہیں ہے؟'' آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اہل بدر کے حالات کو پہلے ہی سے جانتا تھا اور وہ خود فرما چکا ہے کہ تم جو چاہو کرو، تمہیں جنت ضرور ملے گی (یا آپ نے یہ فرمایا کہ) میں نے تمہاری مغفرت کردی ہے۔'' یہ سن کر عمر ؓ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔

تشریح: حضرت عمر ؓ کی رائے ملکی قانون اور سیاست پر مبنی تھی کہ جو شخص ملک و ملت کے ساتھ بے وفائی کر کے جنگی راز دشمن کو پہنچائے وہ قابل موت مجرم ہے مگر حضرت حاطب ؓ کے متعلق نبی کریم ﷺ نے ان کی صحیح نیت جان کر اور ان کے بدری ہونے کی بنا پر حضرت عمر ؓ کی ان کے متعلق رائے سے اتفاق نہیں فرمایا بلکہ ان کی اس لغزش کو معاف فرما دیا۔

بَابٌ

باب

٣٩٨٤۔ حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ الْغَسِيْلِ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ، وَالزُّبَيْرِ بْنِ الْمُنْذِرِ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ، عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ: ((إِذَا أَكْثَبُوْكُمْ فَارْمُوْهُمْ وَاسْتَبْقُوْا نَبْلَكُمْ)). [راجع: ٢٩٠٠]

(۳۹۸۴) مجھ سے عبداللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواحمد زبیری نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن غسیل نے بیان کیا، ان سے حمزہ بن ابی اسید اور زبیر بن منذر بن ابی اسید نے اور ان سے ابواسید (مالک بن ربیعہ ؓ) نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ بدر کے موقع پر ہمیں ہدایت فرمائی تھی کہ ''جب کفار تمہارے قریب آ جائیں تو ان پر تیر چلانا اور (جب تک وہ دور رہیں) اپنے تیروں کو بچائے رکھنا۔''

تشریح: یعنی جلدی جلدی سب تیر نہ چلا دو کہ لگیں یا نہ لگیں یہ تیروں کا ضائع کرنا ہوگا۔ لائق جنرل ایسے ہی ہوتے ہیں جو اپنی فوج کا سامان جنگ بہت محتاط طریقہ پر خرچ کراتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ اس بارے میں بھی بہت بڑے قومی کمانڈر اور ماہر فنون حربیہ تھے۔ ((اکثبوھم)) کا معنی اس حدیث میں راوی نے یہ کیا ہے کہ بہت سے آ جائیں اور ہجوم کی شکل میں آئیں۔ بعض نے کہا کثب کے معنی لغت میں نزدیک ہونے کے آئے ہیں یعنی جب تک وہ ہمارے نزدیک نہ ہوں اپنے تیروں کو محفوظ رکھنا تا کہ وہ وقت پر کام آئیں، ان کو بیکار ضائع نہ کرنا۔ آج بھی جنگی اصول یہی ہے جو ساری دنیا میں مسلم ہے۔

٣٩٨٥۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحِيْمِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْغَسِيْلِ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ، وَالْمُنْذِرِ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ، عَنْ

(۳۹۸۵) مجھ سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواحمد زبیری نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن غسیل نے، ان سے حمزہ بن ابی اسید اور منذر بن ابی اسید نے اور ان سے ابواسید ؓ نے بیان کیا کہ جنگ بدر میں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ہدایت کی تھی کہ ''جب تمہارے قریب کفار

أَبِي أُسَيْدٍ قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ: ((إِذَا أَكْثَبُوْكُمْ - يَعْنِي أَكْثَرُوْكُمْ- فَارْمُوْهُمْ، وَاسْتَبْقُوْا نَبْلَكُمْ)). [راجع: ٢٩٠٠]

آ جائیں یعنی حملہ وہجوم کریں (اتنے کہ تمہارے نشانے کی زد میں آ جائیں) تو پھر ان پر تیر برسانے شروع کرنا اور (جب تک وہ تم سے قریب نہ ہوں) اپنے تیر کو محفوظ رکھنا۔"

٣٩٨٦- حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ: جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الرُّمَاةِ يَوْمَ أُحُدٍ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ جُبَيْرٍ، فَأَصَابُوْا مِنَّا سَبْعِيْنَ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ أَصَابَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ يَوْمَ بَدْرٍ أَرْبَعِيْنَ وَمِائَةً سَبْعِيْنَ أَسِيْرًا وَسَبْعِيْنَ قَتِيْلاً. قَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ: يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ، وَالْحَرْبُ سِجَالٌ. [راجع: ٣٠٣٩]

(٣٩٨٦) مجھ سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسحاق نے بیان کیا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کر رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے احد کی لڑائی میں تیراندازوں پر عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو سردار مقرر کیا تھا۔ اس لڑائی میں ہمارے ستر آدمی شہید ہوئے تھے۔ نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابیوں سے بدر کی لڑائی میں ایک سو چالیس مشرکین کو نقصان پہنچا تھا۔ ستر ان میں سے قتل کر دیئے گئے اور ستر قیدی بنا کر لائے گئے۔ اس پر ابوسفیان نے کہا کہ آج کا دن بدر کے دن کا بدلہ ہے اور لڑائی کی مثال ڈول کی سی ہے۔

تشریح: جنگ احد میں نبی کریم ﷺ نے عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو پچاس تیراندازوں کے ساتھ احد پہاڑ کے ایک ناکے پر اس شرط کے ساتھ مقرر فرمایا کہ ہم ہاریں یا جیتیں ہمارے حکم کے بغیر یہ ناکہ ہرگز نہ چھوڑنا۔ شروع میں جب مسلمانوں کو فتح ہونے لگی تو عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے وہ ناکہ چھوڑ دیا جس کا نتیجہ جنگ احد کی شکست کی صورت میں سامنے آیا۔

٣٩٨٧- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوْسَى، أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((وَإِذَا الْخَيْرُ مَا جَاءَ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْخَيْرِ بَعْدُ، وَثَوَابُ الصِّدْقِ الَّذِي آتَانَا اللّٰهُ بَعْدَ يَوْمِ بَدْرٍ)). [راجع: ٣٦٢٢]

(٣٩٨٧) مجھ سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے برید نے، ان سے ان کے دادا ابوبردہ نے اور ان سے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے، میں گمان کرتا ہوں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا: "خیر و بھلائی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں احد کی لڑائی کے بعد عطا فرمائی اور خلوص عمل کا ثواب وہ ہے جو اللہ نے ہمیں بدر کی لڑائی کے بعد عطا فرمایا۔"

تشریح: حادثہ احد کے بعد بھی مسلمانوں کے حوصلوں میں فرق نہیں آیا اور وہ دوبارہ خیر و بھلائی کے مالک بن گئے۔ اللہ نے بعد میں ان کو فتوحات سے نوازا اور بدر میں اللہ نے جو فتح عنایت کی وہ ان کے خلوص عمل کا ثمرہ تھا۔ مسلمان بہر حال خیر و برکت کا مالک ہوتا ہے اور غازی و شہید ہر دو خطاب اس کے لئے صد عزتوں کا مقام رکھتے ہیں۔

٣٩٨٨- حَدَّثَنِي يَعْقُوْبُ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ: إِنِّي لَفِي

(٣٩٨٨) مجھ سے یعقوب نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان کے دادا سے کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا، بدر کی لڑائی کے موقع پر میں صف میں کھڑا ہوا تھا۔ میں نے مڑ کر

الصَّفِّ يَوْمَ بَدْرٍ إِذِ الْتَفَتُّ، فَإِذَا عَنْ يَمِينِي وَعَنْ يَسَارِي فَتَيَانِ حَدِيثَا السِّنِّ، فَكَأَنِّي لَمْ آمَنْ بِمَكَانِهِمَا، إِذْ قَالَ لِي أَحَدُهُمَا سِرًّا مِنْ صَاحِبِهِ: يَا عَمِّ أَرِنِي أَبَا جَهْلٍ. فَقُلْتُ: يَا ابْنَ أَخِي! وَمَا تَصْنَعُ بِهِ؟ قَالَ: عَاهَدْتُ اللَّهَ إِنْ رَأَيْتُهُ أَنْ أَقْتُلَهُ أَوْ أَمُوتَ دُونَهُ. فَقَالَ لِي الْآخَرُ سِرًّا مِنْ صَاحِبِهِ مِثْلَهُ قَالَ: فَمَا سَرَّنِي أَنِّي بَيْنَ رَجُلَيْنِ مَكَانَهُمَا، فَأَشَرْتُ لَهُمَا إِلَيْهِ، فَشَدَّا عَلَيْهِ مِثْلَ الصَّقْرَيْنِ حَتَّى ضَرَبَاهُ، وَهُمَا ابْنَا عَفْرَاءَ. [راجع: ٣١٤١]

دیکھا تو میری داہنی اور بائیں طرف دو نوجوان کھڑے تھے۔ ابھی میں ان کے متعلق کوئی فیصلہ بھی نہ کر پایا تھا کہ ایک نے مجھ سے چپکے سے پوچھا تا کہ اس کا ساتھی سننے نہ پائے: چچا! مجھے ابوجہل کو دکھا دو۔ میں نے کہا: بھتیجے! تم اسے دیکھ کر کیا کرو گے؟ اس نے کہا: میں نے اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ عہد کیا ہے اگر میں نے اسے دیکھ لیا تو یا اسے قتل کر کے رہوں گا یا پھر خود اپنی جان دے دوں گا۔ دوسرے نوجوان نے بھی اپنے ساتھی سے چھپاتے ہوئے مجھ سے یہی بات پوچھی۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت ان دونوں نوجوانوں کے درمیان میں کھڑے ہو کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ میں نے اشارے سے انہیں ابوجہل کو دکھا دیا۔ جسے دیکھتے ہی وہ دونوں باز کی طرح اس پر جھپٹے اور فوراً ہی اسے مار گرایا، یہ دونوں عفراء کے بیٹے تھے۔

تشریح: بعض روایتوں میں ہے کہ یہ دونوں معاذ بن عفراء اور معوذ بن عفراء بن جموح رضی اللہ عنہما تھے۔ معاذ اور معوذ کی والدہ کا نام عفراء تھا ان کے باپ کا نام حارث بن رفاعہ تھا۔ ان لڑکوں نے پہلے ہی یہ عہد کیا تھا کہ ابوجہل ہمارے رسول کریم ﷺ کو گالیاں دیتا ہے ہم اس کو ختم کر کے ہی رہیں گے۔ اللہ نے ان کا عزم پورا کر دکھایا۔ وہ ابوجہل کو معلوم کر کے اس پر ایسے لپکے جیسے شکرہ پرندہ چڑیا پر لپکتا ہے۔

٣٩٨٩۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ أَسِيدِ بْنِ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ، حَلِيفُ بَنِي زُهْرَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَشَرَةً عَيْنًا، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ، جَدَّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالْهَدَّةِ بَيْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ ذُكِرُوا لِحَيٍّ مِنْ هُذَيْلٍ يُقَالُ لَهُمْ: بَنُو لِحْيَانَ، فَنَفَرُوا لَهُمْ بِقَرِيبٍ مِنْ مِائَةِ رَجُلٍ رَامٍ، فَاقْتَصُّوا آثَارَهُمْ حَتَّى وَجَدُوا مَأْكَلَهُمُ التَّمْرَ فِي مَنْزِلٍ نَزَلُوهُ فَقَالَ: تَمْرُ يَثْرِبَ. فَاتَّبَعُوا آثَارَهُمْ، فَلَمَّا

(٣٩٨٩) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم نے بیان کیا، انہیں ابن شہاب نے خبر دی، کہا کہ مجھے عمر بن اسید بن جاریہ ثقفی نے خبر دی جو بنی زہرہ کے حلیف تھے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں شامل تھے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم ﷺ نے دس جاسوس بھیجے اور ان کا امیر عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کو بنایا جو عاصم بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے نانا ہوتے ہیں۔ جب یہ لوگ عسفان اور مکہ کے درمیان مقام ہدہ پر پہنچے تو بنی ہذیل کے ایک قبیلہ کو ان کے آنے کی اطلاع مل گئی۔ اس قبیلہ کا نام بنی لحیان تھا۔ اس کے سو تیر انداز ان صحابہ رضی اللہ عنہم کی تلاش میں نکلے اور ان کے نشان قدم کے اندازے پر چلنے لگے۔ آخر اس جگہ پہنچ گئے جہاں بیٹھ کر ان صحابہ رضی اللہ عنہم نے کھجور کھائی تھی۔ انہوں نے کہا کہ یہ یثرب (مدینہ) کی کھجور (کی گٹھلیاں) ہیں۔ اب پھر وہ ان کے نشان قدم کے اندازے پر چلنے لگے۔ جب عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے ان کے آنے کو معلوم کر لیا تو ایک (محفوظ) جگہ پناہ لی۔ قبیلہ والوں نے

حَسَّ بِهِمْ عَاصِمٌ وَأَصْحَابُهُ لَجَؤُوا إِلَى مَوْضِعٍ، فَأَحَاطَ بِهِمُ الْقَوْمُ، فَقَالُوا لَهُمْ: انْزِلُوا فَأَعْطُوا بِأَيْدِيكُمْ وَلَكُمُ الْعَهْدُ وَالْمِيثَاقُ أَنْ لَا نَقْتُلَ مِنْكُمْ أَحَدًا. فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ: أَيُّهَا الْقَوْمُ، أَمَّا أَنَا فَلَا أَنْزِلُ فِيْ ذِمَّةِ كَافِرٍ. ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ أَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ. فَرَمَوْهُمْ بِالنَّبْلِ، فَقَتَلُوا عَاصِمًا، وَنَزَلَ إِلَيْهِمْ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ عَلَى الْعَهْدِ وَالْمِيثَاقِ، مِنْهُمْ خُبَيْبٌ وَزَيْدُ بْنُ الدَّثِنَةِ، وَرَجُلٌ آخَرُ، فَلَمَّا اسْتَمْكَنُوا مِنْهُمْ أَطْلَقُوا أَوْتَارَ قِسِيِّهِمْ فَرَبَطُوهُمْ بِهَا. قَالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ: هَذَا أَوَّلُ الْغَدْرِ، وَاللَّهِ! لَا أَصْحَبُكُمْ، إِنَّ لِيْ بِهَؤُلَاءِ أُسْوَةً. يُرِيدُ الْقَتْلَى، فَجَرَّرُوهُ وَعَالَجُوهُ، فَأَبَى أَنْ يَصْحَبَهُمْ، فَانْطُلِقَ بِخُبَيْبٍ وَزَيْدِ بْنِ الدَّثِنَةِ حَتَّى بَاعُوهُمَا بَعْدَ وَقْعَةِ بَدْرٍ، فَابْتَاعَ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ عَامِرِ ابْنِ نَوْفَلٍ خُبَيْبًا، وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ بْنَ عَامِرٍ يَوْمَ بَدْرٍ، فَلَبِثَ خُبَيْبٌ عِنْدَهُمْ أَسِيرًا حَتَّى أَجْمَعُوا قَتْلَهُ، فَاسْتَعَارَ مِنْ بَعْضِ بَنَاتِ الْحَارِثِ مُوسَى يَسْتَحِدُّ بِهَا فَأَعَارَتْهُ، فَدَرَجَ بُنَيٌّ لَهَا وَهِيَ غَافِلَةٌ حَتَّى أَتَاهُ، فَوَجَدَتْهُ مُجْلِسَهُ عَلَى فَخِذِهِ وَالْمُوسَى بِيَدِهِ قَالَتْ: فَفَزِعْتُ فَزْعَةً عَرَفَهَا خُبَيْبٌ فَقَالَ: أَتَخْشَيْنَ أَنْ أَقْتُلَهُ؟ مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ ذَلِكَ قَالَتْ: وَاللَّهِ! مَا رَأَيْتُ أَسِيرًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ خُبَيْبٍ، وَاللَّهِ! لَقَدْ وَجَدْتُهُ يَوْمًا يَأْكُلُ قِطْفًا مِنْ عِنَبٍ فِيْ يَدِهِ،

انہیں اپنے گھیرے میں لے لیا اور کہا کہ نیچے اتر آؤ اور ہماری پناہ خود قبول کرلو تو تم سے ہم وعدہ کرتے ہیں کہ تمہارے کسی آدمی کو بھی ہم قتل نہیں کریں گے۔ عاصم بن ثابت ؓ نے کہا مسلمانو! میں کسی کافر کی پناہ میں نہیں اتر سکتا۔ پھر انہوں نے دعا کی: اے اللہ! ہمارے حالات کی خبر اپنے نبی ﷺ کو کردے۔ آخر قبیلہ والوں نے مسلمانوں پر تیراندازی کی اور عاصم ؓ کو شہید کردیا۔ بعد میں ان کے وعدوں پر تین صحابہ ؓم اتر آئے۔ یہ حضرات حضرت خبیب، زید بن دثنہ اور ایک تیسرے صحابی ؓم تھے۔ قبیلہ والوں نے جب ان تینوں صحابیوں ؓم پر قابو پالیا تو ان کی کمان سے تانت نکال کر اسی سے انہیں باندھ دیا۔ تیسرے صحابی ؓ نے کہا، یہ تمہاری پہلی دغا بازی ہے، میں تمہارے ساتھ کبھی نہیں جا سکتا۔ میرے لیے تو انہیں کی زندگی نمونہ ہے۔ آپ کا اشارہ ان صحابہ ؓم کی طرف تھا جو ابھی شہید کیے جا چکے تھے کفار نے انہیں گھسیٹنا شروع کیا اور زبردستی کی لیکن وہ کسی طرح ان کے ساتھ جانے پر تیار نہ ہوئے۔ (تو انہوں نے ان کو بھی شہید کردیا) اور خبیب ؓ اور زید بن دثنہ ؓ کو ساتھ لے گئے اور (مکہ میں لے جا کر) انہیں بیچ دیا۔ یہ بدر کی لڑائی کے بعد کا واقعہ ہے۔ حارث بن عامر بن نوفل کے لڑکوں نے خبیب ؓ کو خرید لیا۔ انہوں ہی نے بدر کی لڑائی میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا۔ کچھ دنوں تک تو وہ ان کے یہاں قید رہے، آخر انہوں نے ان کے قتل کا ارادہ کیا۔ انہی دنوں حارث کی کسی لڑکی سے انہوں نے موئے زیر ناف صاف کرنے کے لیے استرہ مانگا۔ اس نے دے دیا۔ اس وقت اس کا ایک چھوٹا سا بچہ ان کے پاس (کھیلتا ہوا) اس عورت کی بے خبری میں چلا گیا۔ پھر جب وہ ان کی طرف آئی تو دیکھا کہ بچہ ان کی ران پر بیٹھا ہوا ہے اور استرہ ان کے ہاتھ میں ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ یہ دیکھتے ہی وہ اس درجہ گھبرا گئی کہ خبیب ؓ نے اس کی گھبراہٹ کو دیکھ لیا اور بولے، کیا تمہیں اس کا خوف ہے کہ میں اس بچے کو قتل کردوں گا؟ یقین رکھو کہ میں ایسا ہرگز نہیں کر سکتا۔ ان خاتون نے بیان کیا: اللہ کی قسم! میں نے کبھی کوئی قیدی خبیب ؓ سے بہتر نہیں دیکھا۔ اللہ کی قسم! میں نے ایک دن انگور کے ایک

وَإِنَّهُ لَمُوثَقٌ بِالْحَدِيدِ، وَمَا بِمَكَّةَ مِنْ ثَمَرَةٍ وَكَانَتْ تَقُولُ: إِنَّهُ لَرِزْقٌ رَزَقَهُ اللَّهُ خُبَيْبًا، فَلَمَّا خَرَجُوا بِهِ مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوهُ فِي الْحِلِّ قَالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ: دَعُونِي أُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ. فَتَرَكُوهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ، فَقَالَ: وَاللَّهِ! لَوْلَا أَنْ تَحْسِبُوا أَنَّ مَا بِي جَزَعٌ لَزِدْتُ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ أَحْصِهِمْ عَدَدًا، وَاقْتُلْهُمْ بَدَدًا، وَلَا تُبْقِ مِنْهُمْ أَحَدًا. ثُمَّ أَنْشَأَ يَقُولُ:

فَلَسْتُ أُبَالِي حِينَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلَى أَيِّ جَنْبٍ كَانَ فِي اللَّهِ مَصْرَعِي
وَذَلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلَهِ وَإِنْ يَشَأْ
يُبَارِكْ عَلَى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

ثُمَّ قَامَ إِلَيْهِ أَبُو سِرْوَعَةَ عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ، فَقَتَلَهُ وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ سَنَّ لِكُلِّ مُسْلِمٍ قُتِلَ صَبْرًا الصَّلَاةَ، وَأَخْبَرَ أَصْحَابَهُ يَوْمَ أُصِيبُوا وَبَعَثَ نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلَى عَاصِمِ ابْنِ ثَابِتٍ حِينَ حُدِّثُوا أَنَّهُ قُتِلَ أَنْ يُؤْتَوْا بِشَيْءٍ مِنْهُ يُعْرَفُ، وَكَانَ قَتَلَ رَجُلًا عَظِيمًا مِنْ عُظَمَائِهِمْ، فَبَعَثَ اللَّهُ لِعَاصِمٍ مِثْلَ الظُّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ، فَحَمَتْهُ مِنْ رُسُلِهِمْ، فَلَمْ يَقْدِرُوا أَنْ يَقْطَعُوا مِنْهُ شَيْئًا. وَقَالَ كَعْبُ ابْنُ مَالِكٍ: ذَكَرُوا مُرَارَةَ بْنَ الرَّبِيعِ الْعَمْرِيَّ وَهِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ الْوَاقِفِيَّ، رَجُلَيْنِ صَالِحَيْنِ قَدْ شَهِدَا بَدْرًا. [راجع: ٣٠٤٥]

خوشہ سے انگور کھاتے دیکھا جو ان کے ہاتھ میں تھا حالانکہ وہ لوہے کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے اور مکہ میں اس وقت کوئی پھل بھی نہیں تھا۔ وہ بیان کرتی تھیں کہ وہ تو اللہ کی طرف سے بھیجی ہوئی روزی تھی جو اس نے خبیب ؓ کے لیے بھیجی تھی۔ پھر بنو حارثہ انہیں قتل کرنے کے لیے حرم سے باہر لے جانے لگے تو خبیب ؓ نے ان سے کہا کہ مجھے دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت دے دو۔ انہوں نے اس کی اجازت دی تو انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا: اللہ کی قسم! اگر تمہیں یہ خیال نہ ہونے لگتا کہ میں پریشانی کی وجہ سے (دیر تک نماز پڑھ رہا ہوں) تو اور زیادہ دیر تک پڑھتا۔ پھر انہوں نے دعا کی: اے اللہ! ان میں سے ہر ایک کو الگ الگ ہلاک کر اور ایک کو بھی باقی نہ چھوڑ اور یہ اشعار پڑھے ”جب میں اسلام پر قتل کیا جا رہا ہوں تو مجھے کوئی پروا نہیں کہ اللہ کی راہ میں مجھے کس پہلو پر پچھاڑا جائے گا اور یہ تو صرف اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ہے۔ اگر وہ چاہے گا تو میرے جسم کے ایک ایک جوڑ پر ثواب عطا فرمائے گا۔“ اس کے بعد ابو سروعہ عقبہ بن حارث ان کی طرف بڑھا اور انہیں شہید کر دیا۔ خبیب ؓ نے اپنے قتل حسنہ سے ہر اس مسلمان کے لیے جسے قید کر کے قتل کیا جائے (قتل سے پہلے دو رکعت) نماز کی سنت قائم کی ہے۔ ادھر جس دن ان صحابہ ؓ پر مصیبت آئی تھی حضور ﷺ نے اپنے صحابہ ؓ کو اسی دن اس کی خبر دے دی تھی۔ قریش کے کچھ لوگوں کو جب معلوم ہوا کہ عاصم بن ثابت ؓ شہید کر دیئے گئے ہیں تو ان کے پاس اپنے آدمی بھیجے تا کہ ان کے جسم کا کوئی حصہ لائیں جس سے انہیں پہچانا جا سکے۔ کیوں کہ انہوں نے ہی (بدر میں) ان کے ایک سردار (عقبہ بن ابی معیط) کو قتل کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی لاش پر بادل کی طرح بھڑوں کی ایک فوج بھیج دی اور انہوں نے آپ کی لاش کو کفار قریش کے آدمیوں سے بچا لیا اور وہ ان کے جسم کا کوئی حصہ بھی نہ کاٹ سکے اور کعب بن مالک ؓ نے بیان کیا کہ میرے سامنے لوگوں نے مرارہ بن ربیع عمری ؓ اور ہلال بن امیہ واقفی ؓ کا ذکر کیا۔ (جو غزوۂ تبوک میں نہیں جا سکے تھے) کہ وہ صالح صحابیوں میں سے ہیں اور بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے۔

تشریح: اس طویل حدیث میں جن دس آدمیوں کا ذکر ہے، ان میں سات کے نام یہ ہیں۔ مرثد غنوی، خالد بن بکیر، خبیب بن عدی، زید بن دثنہ، عبداللہ بن طارق، معتب بن عبید رضی اللہ عنہم ان کے امیر عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے۔ باقی تینوں کے نام مذکور نہیں ہیں۔ راستے میں کفار بنولحیان ان کے پیچھے لگ گئے۔ آخر ان کو پالیا اور ان میں سے سردار سمیت سات مسلمانوں کو ان کافروں نے شہید کر دیا اور تین مسلمانوں کو گرفتار کر لیا، جن کے نام یہ ہیں۔ خبیب بن عدی، زید بن دثنہ اور عبداللہ بن طارق رضی اللہ عنہم۔ راستے میں حضرت عبداللہ کو بھی شہید کر دیا اور پچھلے دو کو مکہ میں لے جا کر غلام بنا کر فروخت کر دیا زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ کو صفوان بن امیہ نے خریدا اور حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو حارث بن عامر کے بیٹوں نے۔ خبیب رضی اللہ عنہ نے بدر کے دن حارث مذکور کو قتل کیا تھا۔ اب اس کے بیٹوں نے مفت میں بدلہ لینے کی غرض سے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو خرید لیا اور حرمت کے مہینے کو گزار کر ان کو شہید کر ڈالنے کا فیصلہ کر لیا ان ایام میں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی کرامات کو ان لوگوں نے دیکھا کہ بے موسم کے پھل اللہ تعالیٰ غیب سے ان کو کھلا رہا ہے جیسے حضرت مریم علیہا السلام کو بے موسم کے پھل ملا کرتے تھے۔ آخری دنوں میں شہادت کی تیاری کے واسطے صفائی ستھرائی حاصل کرنے کے لئے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے ان کی ایک لڑکی سے استرہ مانگا مگر جب کہ ان کا ایک شیر خوار بچہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر کھیلنے لگا تو اس عورت کو خطرہ ہوا کہ شاید خبیب اس استرہ سے اس معصوم بچے کو ذبح نہ کر ڈالیں جس پر حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے خود بڑھ کر اس عورت کو اطمینان دلایا کہ ایک سچے مسلمان سے ایسا قتل ناحق ہونا ناممکن ہے۔ آخر میں دو رکعت نماز کے بعد جب ان کو قتل گاہ میں لایا گیا تو انہوں نے یہ اشعار پڑھے جن کا یہاں ذکر موجود ہے۔ حضرت مولانا وحید الزماں رحمۃ اللہ علیہ نے ان شعروں کا شعروں ہی میں ترجمہ کیا ہے:

جب مسلمان ہو کے دنیا سے چلوں ☆ مجھ کو کیا غم کون سی کروٹ گروں
میرا مرنا ہے خدا کی ذات میں ☆ وہ اگر چاہے نہ ہوں گا میں زبوں
تن جو ٹکڑے ٹکڑے اب ہو جائے گا ☆ اس کے جوڑوں پر وہ برکت دے فزوں

بیہقی نے روایت کی ہے کہ خبیب رضی اللہ عنہ نے مرتے وقت دعا کی تھی کہ یا اللہ! ہمارے حال کی خبر اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دے۔ اسی وقت حضرت جبرائیل، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور سارے حالات کی خبر دے دی۔ روایت کے آخر میں دو بدری صحابیوں رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے جس سے دمیاطی کا رد ہوا۔ جس نے ان ہر دو کے بدری ہونے کا انکار کیا ہے۔ اثبات نفی پر مقدم ہے۔ یہ مضمون ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے غزوۂ تبوک میں ذکر کیا ہے۔

٣٩٩٠۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ ذُكِرَ لَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ وَكَانَ بَدْرِيًّا۔ مَرِضَ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ فَرَكِبَ إِلَيْهِ بَعْدَ أَنْ تَعَالَى النَّهَارُ وَاقْتَرَبَتِ الْجُمُعَةُ، وَتَرَكَ الْجُمُعَةَ.

(٣٩٩٠) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے، ان سے نافع نے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جمعہ کے دن ذکر کیا کہ سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہما جو بدری صحابی تھے، بیمار ہیں۔ دن چڑھ چکا تھا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سوار ہو کر ان کے پاس تشریف لے گئے۔ اتنے میں جمعہ کا وقت قریب ہو گیا اور وہ جمعہ کی نماز (مجبوراً) نہ پڑھ سکے۔

تشریح: اس حدیث کو بیان کرنے سے یہاں غرض یہ ہے کہ سعید بن زید رضی اللہ عنہ بدر والوں میں تھے۔ گو یہ جنگ میں شریک نہ تھے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اور طلحہ رضی اللہ عنہ کو محکمہ جاسوسی سپرد کر دیا تھا۔ ان کی واپسی سے پہلے ہی لڑائی شروع ہو گئی۔ جب یہ لوٹ کر آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین کی طرح ان کا بھی حصہ لگایا، اس وجہ سے یہ بھی بدری ہوئے۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عم زاد بھائی اور ان کے بہنوئی بھی تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کی عیادت ضروری سمجھی، وہ وفات کے قریب ہو رہے تھے، اسی وجہ سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جمعہ کی نماز کو بھی مجبوراً ترک کر دیا۔

٣٩٩١ـ وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، أَنَّ أَبَاهُ، كَتَبَ إِلَى عُمَرَ ابْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ الْأَرْقَمِ الزُّهْرِيِّ، يَأْمُرُهُ أَنْ يَدْخُلَ، عَلَى سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ الْأَسْلَمِيَّةِ، فَيَسْأَلَهَا عَنْ حَدِيثِهَا وَعَنْ مَا قَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ اسْتَفْتَتْهُ، فَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ بْنِ الْأَرْقَمِ إِلَى عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ يُخْبِرُهُ أَنَّ سُبَيْعَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ سَعْدِ بْنِ خَوْلَةَ۔ وَهُوَ مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ، وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا ـفَتُوُفِّيَ عَنْهَا فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهِيَ حَامِلٌ، فَلَمْ تَنْشَبْ أَنْ وَضَعَتْ حَمْلَهَا بَعْدَ وَفَاتِهِ، فَلَمَّا تَعَلَّتْ مِنْ نِفَاسِهَا تَجَمَّلَتْ لِلْخُطَّابِ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا أَبُو السَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ۔ رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ۔ فَقَالَ لَهَا: مَا لِي أَرَاكِ تَجَمَّلْتِ لِلْخُطَّابِ؟ تُرَجِّينَ النِّكَاحَ؟ وَإِنَّكِ وَاللَّهِ! مَا أَنْتِ بِنَاكِحٍ حَتَّى تَمُرَّ عَلَيْكِ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرٌ. قَالَتْ سُبَيْعَةُ: فَلَمَّا قَالَ لِي ذَلِكَ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي حِينَ أَمْسَيْتُ، وَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ، فَأَفْتَانِي بِأَنِّي قَدْ حَلَلْتُ حِينَ وَضَعْتُ حَمْلِي، وَأَمَرَنِي بِالتَّزَوُّجِ إِنْ بَدَا لِي. تَابَعَهُ أَصْبَغُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: وَسَأَلْنَاهُ، فَقَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ثَوْبَانَ، مَوْلَى بَنِي عَامِرِ بْنِ

(٣٩٩١) اور لیث بن سعد نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے بیان کیا کہ ان کے والد نے عمر بن عبداللہ بن ارقم زہری کو لکھا کہ تم سبیعہ بنت حارث اسلمیہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور ان سے ان کے واقعہ کے متعلق پوچھو کہ جب انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا تھا تو آپ نے ان کو کیا جواب دیا تھا؟ چنانچہ انہوں نے میرے والد کو اس کے جواب میں لکھا کہ سبیعہ بنت حارث رضی اللہ عنہا نے انہیں خبر دی ہے کہ وہ سعد بن خولہ رضی اللہ عنہا کے نکاح میں تھیں۔ ان کا تعلق بنی عامر بن لوی سے تھا اور وہ بدر کی جنگ میں شرکت کرنے والوں میں تھے۔ پھر حجۃ الوداع کے موقع پر ان کی وفات ہوگئی تھی اور اس وقت وہ حمل سے تھیں۔ سعد بن خولہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے کچھ ہی دن بعد ان کے یہاں بچہ پیدا ہوا نفاس کے دن جب وہ گزار چکیں تو نکاح کا پیغام بھیجنے والوں کے لیے انہوں نے اچھے کپڑے پہنے۔ اس وقت بنو عبدالدار کے ایک صحابی ابوالسنابل بن بعکک رضی اللہ عنہ ان کے یہاں گئے اور ان سے کہا، میرا خیال ہے کہ تم نے نکاح کا پیغام بھیجنے والوں کے لیے یہ زینت کی ہے۔ کیا نکاح کرنے کا خیال ہے؟ لیکن اللہ کی قسم! جب تک (حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی وفات پر) چار مہینے اور دس دن نہ گزر جائیں تم نکاح کے قابل نہیں ہوسکتیں۔ سبیعہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب ابوالسنابل نے مجھ سے یہ بات کہی تو میں نے شام ہوتے ہی کپڑے پہنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے بارے میں میں نے آپ سے مسئلہ معلوم کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ میں بچہ پیدا ہونے کے بعد عدت سے نکل چکی ہوں اور اگر میں چاہوں تو نکاح کر سکتی ہوں۔ اس روایت کی متابعت اصبغ نے ابن وہب سے کی ہے۔ یونس کے واسطہ سے۔ اور لیث نے کہا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، (انہوں نے بیان کیا کہ) ہم نے ان سے پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ مجھے بنو عامر بن لوی کے غلام محمد بن عبدالرحمٰن بن ثواب نے خبر دی کہ محمد بن ایاس بن بکیر نے انہیں خبر دی اور ان کے والد ایاس بدر کی لڑائی میں شریک تھے۔

لُؤَيٍّ: أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ إِيَاسِ بْنِ الْبُكَيْرِ، وَكَانَ أَبُوهُ شَهِدَ بَدْرًا أَخْبَرَهُ. [طرفه في: ٥٣١٩]
[مسلم: ٣٧٢٢؛ ابوداود: ٢٣٠٦؛ نسائي: ٣٥١٨، ٣٥١٩، ٣٥٢٠؛ ابن ماجه: ٢٠٢٨]

تشریح: اس حدیث کا باب سے تعلق یہ ہے کہ اس میں سعد بن خولہ ؓ کا بدری ہونا مذکور ہے۔ لیث بن سعد کے اثر کو امام بخاری ؒ نے اپنی تاریخ میں پورے طور پر بیان کیا ہے۔ یہاں اتنی ہی سند پر اکتفا کیا، کیونکہ یہاں اتنا ہی بیان مقصود ہے کہ ایاس ؓ بدری تھے۔ اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ حاملہ عورت وضع حمل کے بعد چاہے تو نکاح کر سکتی ہے۔

بَابُ شُهُودِ الْمَلَائِكَةِ بَدْرًا

باب: جنگ بدر میں فرشتوں کا شریک ہونا

٣٩٩٢- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ، عَنْ أَبِيهِ وَكَانَ أَبُوهُ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ قَالَ: جَاءَ جِبْرِيلُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: مَا تَعُدُّونَ أَهْلَ بَدْرٍ فِيكُمْ؟ قَالَ: ((مِنْ أَفْضَلِ الْمُسْلِمِينَ)). أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا. قَالَ: وَكَذَلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ. [طرفه في: ٣٩٩٤]

(۳۹۹۲) مجھ سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، ہم کو جریر نے خبر دی، انہیں یحییٰ بن سعید انصاری نے، انہیں معاذ بن رفاعہ بن رافع زرقی نے اپنے والد (رفاعہ بن رافع) سے، جو بدر کی لڑائی میں شریک ہونے والوں میں تھے، انہوں نے بیان کیا کہ جبرئیل نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ سے پوچھا کہ بدر کی لڑائی میں شریک ہونے والوں کا آپ کے یہاں درجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”مسلمانوں میں سب سے افضل“ یا حضور ﷺ نے اسی طرح کا کوئی کلمہ ارشاد فرمایا۔ جبرئیل ؑ نے کہا جو فرشتے بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے ان کا بھی درجہ یہی ہے۔

تشریح: اگرچہ فرشتے اور جنگوں میں بھی اترے تھے مگر بدر میں فرشتوں نے لڑائی کی۔ بیہقی نے روایت کی ہے کہ فرشتوں کی مار پہچانی جاتی تھی۔ گردن پر چوٹ اور پوروں پر آگ کا سا داغ۔ اسحاق کی سند میں ہے جبیر بن مطعم ؓ سے کہ بدر کے دن میں نے کافروں کی شکست سے پہلے آسمان سے کالی کالی چیونٹیاں اترتی دیکھیں۔ یہ فرشتے تھے جن کے اترنے کے بعد کافروں کو شکست ہوئی۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک مسلمان بدر کے دن ایک کافر کو مارنے جا رہا تھا اتنے میں آسمان سے ایک کوڑے کی آواز سنی۔ کوئی کہہ رہا تھا اے حیزوم! آگے بڑھ، پھر وہ کافر مر کر گر پڑا۔

٣٩٩٣- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ، وَكَانَ رِفَاعَةُ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ، وَكَانَ رَافِعٌ مِنْ أَهْلِ الْعَقَبَةِ، وَكَانَ يَقُولُ لِابْنِهِ: مَا يَسُرُّنِي أَنِّي شَهِدْتُ بَدْرًا بِالْعَقَبَةِ قَالَ: سَأَلَ جِبْرِيلُ النَّبِيَّ ﷺ بِهَذَا.

(۳۹۹۳) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے، ان سے معاذ بن رفاعہ بن رافع نے رفاعہ ؓ بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے اور (ان کے والد رافع ؓ بیعت عقبہ میں شریک ہوئے تھے تو آپ اپنے بیٹے (رفاعہ) سے کہا کرتے تھے کہ بیعت عقبہ کے برابر بدر کی شرکت سے مجھے زیادہ خوشی نہیں ہے۔ بیان کیا کہ جبرئیل ؑ نے نبی کریم ﷺ سے اس باب میں پوچھا تھا۔

٣٩٩٤- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا

(۳۹۹۴) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، ہم کو یزید بن ہارون نے

يَزِيْدُ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى، سَمِعَ مُعَاذَ بْنَ رِفَاعَةَ، أَنَّ مَلَكًا، سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ. وَعَنْ يَحْيَى، أَنَّ يَزِيْدَ بْنَ الْهَادِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَهُ يَوْمَ حَدَّثَهُ مُعَاذٌ هَذَا الْحَدِيْثَ، فَقَالَ يَزِيْدُ: قَالَ مُعَاذٌ: إِنَّ السَّائِلَ هُوَ جِبْرِيْلُ. [راجع: ٣٩٩٢]

خبر دی، کہا ہم کو یحییٰ بن سعید انصاری نے خبر دی اور انہوں نے معاذ بن رفاعہ سے سنا کہ ایک فرشتے نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا۔ اور یحییٰ بن سعید انصاری سے روایت ہے کہ یزید بن ہاد نے انہیں خبر دی کہ جس دن معاذ بن رفاعہ نے ان سے یہ حدیث بیان کی تھی تو وہ بھی ان کے ساتھ تھے۔ یزید نے بیان کیا کہ معاذ نے کہا تھا کہ پوچھنے والے جبرئیل علیہ السلام تھے۔

تشریح: یعنی بدر والوں کو جیسا کہ اوپر گزرا ہے حضرت رافع رضی اللہ عنہ بیعت عقبہ میں شریک ہونا بدر میں شریک ہونے سے افضل جانتے تھے۔ کیونکہ بیعت عقبہ ہی نبی کریم ﷺ کی کامیابی اور ہجرت کا باعث بنی تو اسلام کی بنیاد یہی ٹھہری۔

٣٩٩٥۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَوْمَ بَدْرٍ: ((هَذَا جِبْرِيْلُ آخِذٌ بِرَأْسِ فَرَسِهِ عَلَيْهِ أَدَاةُ الْحَرْبِ)). [طرفه في: ٤٠٤١]

(٣٩٩٥) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالوہاب ثقفی نے خبر دی، کہا ہم سے خالد حذاء نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے بدر کی لڑائی میں فرمایا تھا: ''یہ ہیں جبرئیل، اپنے گھوڑے کا سر تھامے ہوئے اور ہتھیار لگائے ہوئے۔''

جن کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کے لئے اور بھی بہت سے فرشتوں کے ساتھ میدان جنگ میں بھیجا ہے۔

تشریح: سعید بن منصور کی روایت میں ہے کہ حضرت جبرائیل، سرخ گھوڑے پر سوار تھے۔ اس کی پیشانی کے بال گندھے ہوئے تھے۔ ابن اسحاق نے ابوواقد لیثی سے نکالا کہ میں بدر کے دن ایک کافر کو مارنے چلا مگر پہنچنے سے پہلے ہی اس کا سر خود بخود تن سے جدا ہو کر گر پڑا۔ ابھی میری تلوار اس کے قریب پہنچی بھی نہ تھی۔ بیہقی نے نکالا کہ بدر کے دن ایک سخت آندھی چلی پھر دوسری مرتبہ ایک سخت آندھی چلی۔ پہلی آندھی حضرت جبرائیل کی آمد تھی۔ دوسری حضرت میکائیل کی آمد پر تھی۔ اگرچہ اللہ کا ایک ہی فرشتہ دنیا کے سارے کافروں کو مارنے کے لئے کافی تھا مگر پروردگار کو یہ منظور ہوا کہ فرشتوں کو بطور سپاہیوں کے بھیجے اور ان سے عادت اور قوت بشری کے موافق کام لے۔

بَابٌ

باب

٣٩٩٦۔ حَدَّثَنِي خَلِيْفَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِاللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مَاتَ أَبُوْ زَيْدٍ وَلَمْ يَتْرُكْ عَقِبًا، وَكَانَ بَدْرِيًّا. [راجع: ٣٨١٠]

(٣٩٩٦) مجھ سے خلیفہ نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن عبداللہ انصاری نے بیان کیا، ان سے سعید نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوزید رضی اللہ عنہ وفات پا گئے اور انہوں نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی، وہ بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے۔

٣٩٩٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ خَبَّابٍ،

(٣٩٩٧) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن سعید انصاری نے بیان کیا، ان سے قاسم بن محمد نے، ان سے عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ نے کہ ابوسعید بن مالک

أَنَّ أَبَا سَعِيدِ بْنَ مَالِكٍ الْخُدْرِيَّ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ، فَقَدَّمَ إِلَيْهِ أَهْلُهُ لَحْمًا مِنْ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ فَقَالَ: مَا أَنَا بِآكِلِهِ حَتَّى أَسْأَلَ، فَانْطَلَقَ إِلَى أَخِيهِ لِأُمِّهِ -وَكَانَ بَدْرِيًّا- قَتَادَةَ ابْنِ النُّعْمَانِ فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: إِنَّهُ حَدَثَ بَعْدَكَ أَمْرٌ نَقْضٌ لِمَا كَانُوا يُنْهَوْنَ عَنْهُ مِنْ أَكْلِ لُحُومِ الْأَضْحَى بَعْدَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ. [طرفه في: ٥٥٦٨] [نسائي: ٤٤٤٠، ٤٤٣٩]

خدری رضی اللہ عنہ سفر سے واپس آئے تو ان کے گھر والے قربانی کا گوشت ان کے سامنے لائے۔ انہوں نے کہا کہ میں اسے اس وقت تک نہیں کھاؤں گا جب تک اس کا حکم نہ معلوم کرلوں۔ چنانچہ وہ اپنی والدہ کی طرف سے اپنے ایک بھائی کے پاس معلوم کرنے کے لیے گئے۔ وہ بدر کی لڑائی میں شریک ہونے والوں میں سے تھے یعنی قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ۔ انہوں نے بتایا کہ بعد میں وہ حکم منسوخ کردیا گیا تھا جس میں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے کی ممانعت کی گئی تھی۔

تشریح: روایت میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے جو بدری تھے۔ باب اور حدیث میں یہی مناسبت ہے۔

٣٩٩٨- حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ الزُّبَيْرُ: لَقِيتُ يَوْمَ بَدْرٍ عُبَيْدَةَ بْنَ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ وَهُوَ مُدَجَّجٌ لَا يُرَى مِنْهُ إِلَّا عَيْنَاهُ، وَهُوَ يُكْنَى أَبُو ذَاتِ الْكَرِشِ، فَقَالَ: أَنَا أَبُو ذَاتِ الْكَرِشِ. فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ بِالْعَنَزَةِ، فَطَعَنْتُهُ فِي عَيْنِهِ فَمَاتَ. قَالَ هِشَامٌ: فَأُخْبِرْتُ أَنَّ الزُّبَيْرَ قَالَ: لَقَدْ وَضَعْتُ رِجْلِي عَلَيْهِ ثُمَّ تَمَطَّأْتُ فَكَانَ الْجُهْدُ أَنْ نَزَعْتُهَا وَقَدِ انْثَنَى طَرَفَاهَا. قَالَ عُرْوَةُ: فَسَأَلَهُ إِيَّاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَعْطَاهُ، فَلَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَخَذَهَا، ثُمَّ طَلَبَهَا أَبُو بَكْرٍ فَأَعْطَاهُ، فَلَمَّا قُبِضَ أَبُو بَكْرٍ سَأَلَهَا إِيَّاهُ عُمَرُ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهَا، فَلَمَّا قُبِضَ عُمَرُ أَخَذَهَا، ثُمَّ طَلَبَهَا عُثْمَانُ مِنْهُ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهَا، فَلَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ وَقَعَتْ عِنْدَ آلِ عَلِيٍّ، فَطَلَبَهَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ، فَكَانَتْ عِنْدَهُ حَتَّى قُتِلَ.

(٣٩٩٨) مجھ سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا اور ان سے زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بدر کی لڑائی میں میری مڈبھیڑ عبیدہ بن سعید بن عاص سے ہوگئی، اس کا سارا جسم لوہے میں غرق تھا اور صرف آنکھ دکھائی دے رہی تھی۔ اس کی کنیت ابو ذات الکرش تھی۔ کہنے لگا کہ میں ابو ذات الکرش ہوں۔ میں نے چھوٹے برچھے سے اس پر حملہ کیا اور اس کی آنکھ ہی کو نشانہ بنایا۔ چنانچہ اس زخم سے وہ مرگیا۔ ہشام نے بیان کیا کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا، پھر میں نے اپنا پاؤں اس کے اوپر رکھ کر پورا زور لگایا اور بڑی دشواری سے وہ برچھا اس کی آنکھ سے نکال سکا۔ اس کے دونوں کنارے مڑ گئے تھے۔ عروہ نے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ کا وہ برچھا طلب فرمایا تو انہوں نے وہ پیش کر دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی تو انہوں نے اسے واپس لے لیا۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے طلب کیا تو انہوں نے انہیں بھی دے دیا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے طلب کیا۔ انہوں نے انہیں بھی دے دیا۔ عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد انہوں نے اسے لے لیا۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے طلب کیا تو انہوں نے انہیں بھی دے دیا۔ عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد وہ برچھا علی رضی اللہ عنہ کے پاس چلا گیا اور ان کے بعد ان کی اولاد کے پاس اور اس کے بعد عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اسے لے لیا اور

ان کے پاس ہی وہ رہا، یہاں تک کہ ان کو شہید کر دیا گیا۔

تشریح: باب کا مطلب اس سے نکلا کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے بدر کے دن کا یہ واقعہ بیان کیا۔ معلوم ہوا وہ بدری تھے۔

٣٩٩٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ، عَائِذُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ: أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ، وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((بَايِعُوْنِي)). [راجع: ١٨]

(٣٩٩٩) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے کہا کہ مجھے ابوادریس عائذ اللہ بن عبداللہ نے خبر دی اور انہیں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے، وہ بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ”مجھ سے بیعت کرو۔“

تشریح: حدیث میں ایک بدری صحابی حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے۔ حدیث اور باب میں یہی مناسبت ہے۔

٤٠٠٠۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ أَبَا حُذَيْفَةَ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ تَبَنَّى سَالِمًا، وَأَنْكَحَهُ بِنْتَ أَخِيهِ هِنْدَ بِنْتَ الْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ. وَهُوَ مَوْلَى لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ. كَمَا تَبَنَّى رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ زَيْدًا، وَكَانَ مَنْ تَبَنَّى رَجُلًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ دَعَاهُ النَّاسُ إِلَيْهِ، وَوَرِثَ مِنْ مِيرَاثِهِ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿أُدْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ﴾ فَجَاءَتْ سَهْلَةُ النَّبِيَّ ﷺ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ. [الأحزاب: ٥] [طرفه في: ٥٠٨٨]

(٤٠٠٠) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، انہیں ابن شہاب زہری نے خبر دی، انہیں عروہ بن زبیر نے، انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر کی لڑائی میں شریک ہونے والوں میں تھے، نے سالم رضی اللہ عنہ کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا تھا اور اپنی بھتیجی ہند بنت ولید بن عتبہ سے شادی کرا دی تھی۔ سالم رضی اللہ عنہ ایک انصاری خاتون کے غلام تھے، جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا تھا۔ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ اگر کوئی شخص کسی کو اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیتا تو لوگ اسی کی طرف اسے منسوب کر کے پکارتے اور منہ بولا بیٹا اس کی میراث کا بھی وارث ہوتا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ ”انہیں ان کے باپوں کی طرف منسوب کر کے پکارو۔“ تو سہلہ رضی اللہ عنہا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ پھر تفصیل سے راوی نے حدیث بیان کی۔

تشریح: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے پوری حدیث نقل نہیں کی۔ ابوداؤد میں مزید یوں ہے کہ سہلہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ! ہم تو سالم رضی اللہ عنہ کو بیٹے کی طرح سمجھتے تھے۔ اس سے پردہ نہ تھا۔ اب آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا، ایسا کر تو سالم رضی اللہ عنہ کو دودھ پلا دے۔ اس نے پانچ بار دودھ پلایا، پھر سالم رضی اللہ عنہ ان کا رضاعی بیٹا سمجھا گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا عمل اس حدیث پر تھا۔ مذکورہ ولید بن عتبہ جنگ بدر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں سے مارا گیا تھا۔ ابوحذیفہ صحابی رضی اللہ عنہ اسی کے بھائی تھے۔ جنہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا اور یہ مہاجرین اوّلین میں سے ہیں۔

٤٠٠١۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ،

(٤٠٠١) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے بشر بن مفضل نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن ذکوان نے، ان سے ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا

عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ غَدَاةَ بُنِيَ عَلَيَّ، فَجَلَسَ عَلَى فِرَاشِي كَمَجْلِسِكَ مِنِّي، وَجُوَيْرِيَاتٌ يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ، يَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِهِنَّ يَوْمَ بَدْرٍ حَتَّى قَالَتْ جَارِيَةٌ: وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تَقُولِي هٰكَذَا، وَقُولِي مَا كُنْتِ تَقُولِينَ)). [طرفه في: ٥١٤٧] [ابوداود: ٤٩٢٢؛ ابن ماجه: ١٨٩٧]

نے بیان کیا کہ جس رات میری شادی ہوئی تھی نبی کریم ﷺ اس کی صبح کو میرے یہاں تشریف لائے اور میرے بستر پر بیٹھے، جیسے اب تم یہاں میرے پاس بیٹھے ہوئے ہو۔ چند بچیاں دف بجا رہی تھیں اور وہ اشعار پڑھ رہی تھیں جن میں ان کے ان خاندان والوں کا ذکر تھا جو بدر کی لڑائی میں شہید ہو گئے تھے، انہی میں ایک لڑکی نے یہ مصرع بھی پڑھا کہ ”ہم میں نبی ﷺ ہیں جو کل ہونے والی بات کو جانتے ہیں۔“ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”یہ نہ پڑھو بلکہ جو پہلے پڑھ رہی تھیں وہی پڑھو۔“

تشریح: اس شعر سے نبی کریم ﷺ کا عالم الغیب ہونا ظاہر ہو رہا تھا حالانکہ عالم الغیب صرف ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے اسی لئے نبی کریم ﷺ نے اس شعر کے گانے سے منع فرما دیا جو لوگ نبی کریم ﷺ کو عالم الغیب جانتے ہیں وہ سراسر جھوٹے ہیں۔ یہ محبت نہیں بلکہ آپ ﷺ سے عداوت رکھنا ہے کہ آپ کی حدیث کو جھٹلایا جائے۔ قرآن کو جھٹلایا جائے۔ حدیث میں شہدائے بدر کا ذکر ہے۔ باب اور حدیث میں یہی مناسبت ہے۔ حدیث سے نعتیہ اشعار کا سنانا بھی جائز ثابت ہوا بشرطیکہ ان میں مبالغہ نہ ہو۔

٤٠٠٢- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ؛ ح: وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ ابْنِ مَسْعُودٍ: أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو طَلْحَةَ صَاحِبُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ)). يُرِيدُ التَّمَاثِيلَ الَّتِي فِيهَا الْأَرْوَاحُ. [راجع: ٣٢٢٥]

(۴۰۰۲) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ رازی نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی، انہیں معمر بن راشد نے، انہیں زہری نے (دوسری سند) اور ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے بھائی عبدالحمید نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن بلال نے، ان سے محمد بن ابی عتیق نے، ان سے ابن شہاب (زہری) نے، ان سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے اور ان سے حضرت ابن عباس ؓ نے بیان کیا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے صحابی ابوطلحہ ؓ نے خبر دی، وہ حضور ﷺ کے ساتھ بدر کی لڑائی میں شریک تھے کہ ”فرشتے اس گھر میں نہیں آتے جس میں تصویر یا کتا ہو۔“ ان کی مراد جاندار کی تصویر سے تھی۔

تشریح: مراد یہ کہ رحمت کے فرشتے ایسے گھر میں نہیں آتے بلکہ وہ گھر عتاب الٰہی کا مرکز بن جاتا ہے۔ ابوطلحہ ؓ صحابی بدری ہیں جو اس حدیث کے راوی ہیں۔ باب اور حدیث میں یہی مناسبت ہے۔

٤٠٠٣- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ

(۴۰۰۳) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں یونس بن یزید نے خبر دی۔ (دوسری سند) امام بخاری ؒ نے

صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ ابْنُ حُسَيْنٍ: أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا قَالَ: كَانَتْ لِي شَارِفٌ مِنْ نَصِيبِي مِنَ الْمَغْنَمِ يَوْمَ بَدْرٍ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَعْطَانِي مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْهِ مِنَ الْخُمُسِ يَوْمَئِذٍ، فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَبْتَنِيَ بِفَاطِمَةَ بِنْتِ النَّبِيِّ ﷺ وَاعَدْتُ رَجُلًا صَوَّاغًا فِي بَنِي قَيْنُقَاعَ أَنْ يَرْتَحِلَ مَعِيَ فَنَأْتِيَ بِإِذْخِرٍ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَبِيعَهُ مِنَ الصَّوَّاغِينَ فَنَسْتَعِينَ بِهِ فِي وَلِيمَةِ عُرْسِي، فَبَيْنَا أَنَا أَجْمَعُ لِشَارِفَيَّ مِنَ الْأَقْتَابِ وَالْغَرَائِرِ وَالْحِبَالِ، وَشَارِفَايَ مُنَاخَتَانِ إِلَى جَنْبِ حُجْرَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، حَتَّى جَمَعْتُ مَا جَمَعْتُ فَإِذَا أَنَا بِشَارِفَيَّ قَدْ أُجِبَّتْ أَسْنِمَتُهَا، وَبُقِرَتْ خَوَاصِرُهُمَا، وَأُخِذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا، فَلَمْ أَمْلِكْ عَيْنَيَّ حِينَ رَأَيْتُ الْمَنْظَرَ، قُلْتُ: مَنْ فَعَلَ هَذَا؟ قَالُوا: فَعَلَهُ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَهُوَ فِي هَذَا الْبَيْتِ، فِي شَرْبٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، عِنْدَهُ قَيْنَةٌ وَأَصْحَابُهُ فَقَالُوا فِي غِنَائِهَا:

أَلَا يَا حَمْزَ لِلشُّرُفِ النِّوَى

فَوَثَبَ حَمْزَةُ إِلَى السَّيْفِ، فَأَجَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا، وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا، وَأَخَذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا. قَالَ عَلِيٌّ: فَانْطَلَقْتُ حَتَّى أَدْخُلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَعِنْدَهُ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ، فَعَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ الَّذِي لَقِيتُ فَقَالَ: ((مَا لَكَ؟))

کہا ہم کو احمد بن صالح نے خبر دی، ان سے عنبسہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس نے بیان کیا، ان سے زہری نے، انہیں علی بن حسین نے خبر دی، انہیں حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے خبر دی اور ان سے علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ بدر کی غنیمت میں سے مجھے ایک اور اونٹنی ملی تھی اور اسی جنگ کی غنیمت میں سے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کا ''خمس'' کے طور پر حصہ مقرر کیا تھا۔ اس میں سے بھی حضور ﷺ نے مجھے ایک اونٹنی عنایت فرمائی تھی۔ پھر میرا ارادہ ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کرا لاؤں۔ اس لیے بنی قینقاع کے ایک سنار سے بات چیت کی کہ وہ میرے ساتھ چلے اور ہم اذخر گھاس لائیں۔ میرا ارادہ تھا کہ میں اس گھاس کو سناروں کے ہاتھ بیچ دوں گا اور اس کی قیمت ولیمہ کی دعوت میں لگاؤں گا۔ میں ابھی اپنی اونٹنی کے لیے پالان، ٹوکرے اور رسیاں جمع کر رہا تھا۔ اونٹنیاں ایک انصاری صحابی کے حجرہ کے قریب بیٹھی ہوئی تھیں۔ میں جن انتظامات میں تھا جب وہ پورے ہو گئے تو (اونٹنیوں کو لینے آیا) وہاں دیکھا کہ ان کے کوہان کسی نے کاٹ دیئے ہیں اور کوکھ چیر کر اندر سے کلیجی نکال لی ہے۔ یہ حالت دیکھ کر میں اپنے آنسوؤں کو نہ روک سکا۔ میں نے پوچھا، یہ کس نے کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے اور وہ ابھی اسی حجرہ میں انصار کے ساتھ شراب نوشی کی ایک مجلس میں موجود ہیں۔ ان کے پاس ایک گانے والی ہے اور ان کے دوست احباب ہیں۔ گانے والی نے گاتے ہوئے جب یہ مصرع پڑھا ''ہاں، اے حمزہ! یہ عمدہ اور فربہ اونٹنیاں ہیں۔'' تو حمزہ رضی اللہ عنہ نے کود کر اپنی تلوار تھامی اور ان دونوں اونٹنیوں کے کوہان کاٹ ڈالے اور ان کی کوکھ چیر کر اندر سے کلیجی نکال لی۔ علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں وہاں سے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی حضور ﷺ کی خدمت میں موجود تھے۔ حضور ﷺ نے میرے غم کو پہلے ہی جان لیا اور فرمایا: ''کیا بات پیش آئی؟'' میں بولا: یا رسول اللہ! آج جیسی تکلیف کی بات کبھی پیش نہیں آئی تھی۔ حمزہ رضی اللہ عنہ نے میری دونوں اونٹنیوں کو پکڑ کے ان کے کوہان کاٹ ڈالے اور ان کی کوکھ چیر ڈالی ہے وہ یہیں ایک گھر میں شراب کی مجلس جمائے بیٹھے ہیں۔ نبی ﷺ

قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ، عَدَا حَمْزَةُ عَلَى نَاقَتَيَّ، فَأَجَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا، وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا وَهَا هُوَ ذَا فِيْ بَيْتٍ مَعَهُ شَرْبٌ، فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ بِرِدَائِهِ، فَارْتَدَى ثُمَّ انْطَلَقَ يَمْشِيْ، وَاتَّبَعْتُهُ أَنَا وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ، حَتَّى جَاءَ الْبَيْتَ الَّذِيْ فِيْهِ حَمْزَةُ، فَاسْتَأْذَنَ عَلَيْهِ فَأُذِنَ لَهُ، فَطَفِقَ النَّبِيُّ ﷺ يَلُوْمُ حَمْزَةَ فِيْمَا فَعَلَ، فَإِذَا حَمْزَةُ ثَمِلٌ مُحْمَرَّةٌ عَيْنَاهُ، فَنَظَرَ حَمْزَةُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ، فَنَظَرَ إِلَى رُكْبَتِهِ، ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ، فَنَظَرَ إِلَى وَجْهِهِ، ثُمَّ قَالَ حَمْزَةُ: وَهَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عَبِيْدٌ لِأَبِيْ؟ فَعَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ أَنَّهُ ثَمِلٌ، فَنَكَصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى عَقِبَيْهِ الْقَهْقَرَى، فَخَرَجَ وَخَرَجْنَا مَعَهُ. [راجع: ٢٠٨٩]

نے اپنی چادر مبارک منگوائی اور اسے اوڑھ کر آپ تشریف لے چلے، میں اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی ساتھ ساتھ ہو لیے۔ آپ نے اس گھر پر پہنچ کر جہاں حمزہ رضی اللہ عنہ موجود تھے اجازت چاہی۔ اجازت ملنے پر حمزہ رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کیا تھا اس پر انہیں تنبیہ فرمائی۔ حمزہ رضی اللہ عنہ شراب کے نشے میں مست تھے اور ان کی آنکھیں سرخ تھیں۔ انہوں نے نبی ﷺ کی طرف نظر اٹھائی، پھر ذرا اور اوپر اٹھائی اور آپ کے گھٹنوں پر دیکھنے لگے، پھر اور نظر اٹھائی اور آپ کے چہرہ پر دیکھنے لگے۔ پھر کہنے لگے، تم سب میرے باپ کے غلام ہو۔ حضور ﷺ سمجھ گئے کہ وہ اس وقت بے ہوش ہیں، اس لیے آپ فوراً الٹے پاؤں اس گھر سے باہر نکل آئے، ہم بھی آپ کے ساتھ تھے۔

تشریح: اس وقت تک شراب کی حرمت نازل نہیں ہوئی تھی۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے حالت مدہوشی میں یہ کام کر دیا اور جو کچھ کہا نشے کی حالت میں کہا۔ دوسری روایت میں ہے کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کا نشہ اترنے کے بعد نبی کریم ﷺ نے اونٹنیوں کی قیمت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دلوادی تھی۔ روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بدر کا حصہ ملنے کا ذکر ہے۔ باب اور حدیث میں یہی وجہ مناسبت ہے۔

٤٠٠٤۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، قَالَ: أَنْفَذَهُ لَنَا ابْنُ الْأَصْبَهَانِيِّ سَمِعَهُ مِنِ ابْنِ مَعْقِلٍ: أَنَّ عَلِيًّا كَبَّرَ عَلَى سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ فَقَالَ: إِنَّهُ شَهِدَ بَدْرًا.

(۴۰۰۴) مجھ سے محمد بن عباد نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی، کہا کہ یہ روایت ہمیں عبدالرحمٰن بن عبداللہ اصبہانی نے لکھ کر بھیج دی، انہوں نے عبداللہ بن معقل سے سنا کہ علی رضی اللہ عنہ نے سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کے جنازے پر تکبیریں کہیں اور کہا کہ وہ بدر کی لڑائی میں شریک تھے۔

تشریح: تکبیریں تو سب ہی کے جنازوں پر کہی جاتی ہیں، مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے جنازے پر زیادہ تکبیریں کہیں یعنی پانچ یا چھ جیسا کہ دوسری روایتوں میں ہے۔ گویا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے زیادہ تکبیریں کہنے کی وجہ بیان کی کہ وہ بدری تھے۔ ان کو خاص درجہ حاصل تھا۔ اگرچہ جنازے پر ۵، ۶، ۷ تک تکبیریں کہی جاتی ہیں مگر نبی کریم ﷺ کا آخری عمل چار تکبیروں کا ہے اس لئے اب ان ہی پر اجماع امت ہے۔

٤٠٠٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ،

(۴۰۰۵) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں سالم بن عبداللہ نے خبر دی، انہوں نے

أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ أَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ حِينَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ -وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا تُوُفِّيَ بِالْمَدِينَةِ- قَالَ عُمَرُ: فَلَقِيتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ. قَالَ: سَأَنْظُرُ فِي أَمْرِي. فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ، فَقَالَ: قَدْ بَدَا لِي أَنْ لَا أَتَزَوَّجَ يَوْمِي هَذَا. قَالَ عُمَرُ: فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ. فَصَمَتَ أَبُوبَكْرٍ، فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا، فَكُنْتُ عَلَيْهِ أَوْجَدَ مِنِّي عَلَى عُثْمَانَ، فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ، ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ فَأَنْكَحْتُهَا إِيَّاهُ، فَلَقِيَنِي أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ: لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلَيَّ حِينَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيمَا عَرَضْتَ إِلَّا أَنِّي قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَدْ ذَكَرَهَا، فَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ، وَلَوْ تَرَكَهَا لَقَبِلْتُهَا. [أطرافه في: ٥١٢٢، ٥١٢٩، ٥١٤٥] [نسائي: ٣٢٤٨، ٣٢٥٩]

٤٠٠٦- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيٍّ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ يَزِيْدَ، سَمِعَ أَبَا مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِيَّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((نَفَقَةُ الرَّجُلِ عَلَى أَهْلِهِ صَدَقَةٌ)). [راجع: ٥٥]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا اور انہوں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ جب حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کے شوہر خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی، وہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں تھے اور بدر کی لڑائی میں انہوں نے شرکت کی تھی اور مدینہ میں ان کی وفات ہوگئی تھی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میری ملاقات عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو میں نے ان سے حفصہ کا ذکر کیا اور کہا کہ اگر آپ چاہیں تو اس کا نکاح میں آپ سے کردوں۔ انہوں نے کہا کہ میں سوچوں گا۔ اس لیے میں چند دنوں کے لیے ٹھہر گیا، پھر انہوں نے کہا کہ میری رائے یہ ہوئی ہے کہ ابھی میں نکاح نہ کروں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میری ملاقات ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور ان سے بھی میں نے یہی کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کا نکاح حفصہ بنت عمر سے کردوں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہیں دیا۔ ان کا یہ طریقہ عمل عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ میرے لیے باعث تکلیف ہوا۔ کچھ دنوں میں نے اور توقف کیا تو نبی کریم ﷺ نے خود حفصہ رضی اللہ عنہا کا پیغام بھیجا اور میں نے ان کا نکاح حضور ﷺ سے کردیا۔ اس کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ملاقات مجھ سے ہوئی تو انہوں نے کہا، شاید آپ کو میرے اس طرز عمل سے تکلیف ہوئی ہوگی کہ جب آپ کی مجھ سے ملاقات ہوئی اور آپ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کے متعلق مجھ سے بات کی تو میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا کہ ہاں تکلیف ہوئی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ آپ کی بات کا میں نے صرف اس لیے کوئی جواب نہیں دیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے (مجھ سے) حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا تھا (مجھ سے مشورہ لیا تھا کہ کیا میں اس سے نکاح کرلوں) اور میں رسول اللہ ﷺ کا راز فاش نہیں کرسکتا تھا۔ اگر حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا ارادہ چھوڑ دیتے تو بے شک میں ان سے نکاح کر لیتا۔

(۴۰۰۶) ہم سے مسلم بن ابراہیم قصاب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عدی بن ابان نے، ان سے عبداللہ بن یزید انصاری نے، انہوں نے ابومسعود بدری (عقبہ بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ) سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”انسان کا اپنے بال بچوں پر خرچ کرنا بھی باعث ثواب ہے۔“

تشریح: روایت میں حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے۔ حدیث اور باب میں یہی مطابقت ہے۔

٤٠٠٧ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، يُحَدِّثُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِالْعَزِيْزِ فِيْ إِمَارَتِهِ: أَخَّرَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ الْعَصْرَ۔ وَهُوَ أَمِيْرُ الْكُوْفَةِ۔ فَدَخَلَ أَبُوْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيُّ۔ جَدُّ زَيْدِ بْنِ حَسَنٍ شَهِدَ بَدْرًا۔ فَقَالَ: لَقَدْ عَلِمْتَ نَزَلَ جِبْرِيْلُ فَصَلَّى فَصَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَمْسَ صَلَوَاتٍ ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا أُمِرْتُ. كَذٰلِكَ كَانَ بَشِيْرُ بْنُ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْهِ. [راجع: ٥٢١]

(۴۰۰۷) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہوں نے عروہ بن زبیر سے سنا کہ امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے ان کے عہد خلافت میں یہ حدیث بیان کی کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ جب کوفہ کے امیر تھے، تو انہوں نے ایک دن عصر کی نماز میں دیر کی۔ اس پر زید بن حسن کے نانا ابو مسعود عقبہ بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ ان کے یہاں گئے۔ وہ بدر کی لڑائی میں شریک ہونے والے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے اور کہا آپ کو معلوم ہے کہ جبرئیل (نماز کا طریقہ بتانے کے لیے) آئے اور آپ نے نماز پڑھی اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے پیچھے نماز پڑھی، پانچوں وقت کی نمازیں۔ پھر فرمایا کہ اسی طرح مجھے حکم ملا ہے۔ بشیر بن ابی مسعود بھی یہ حدیث اپنے والد سے بیان کرتے تھے۔

تشریح: ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی بیٹی ام بشر پہلے سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کو منسوب تھیں۔ بعد میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کر لیا، اور ان کے بطن سے حضرت زید بن حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ بدری تھے۔ یہی باب سے وجہ مطابقت ہے۔

٤٠٠٨ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْآيَتَانِ مِنْ آخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ مَنْ قَرَأَهُمَا فِيْ لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ)) . قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: فَلَقِيْتُ أَبَا مَسْعُوْدٍ وَهُوَ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ، فَسَأَلْتُهُ فَحَدَّثَنِيْهِ.

[اطرافه في: ٥٠٠٨، ٥٠٠٩، ٥٠٤٠، ٥٠٥١]

[مسلم: ١٨٧٨، ١٨٨٠؛ ابوداود: ١٣٩٧؛ ترمذي: ٢٨٨١؛ ابن ماجه: ١٣٦٨، ١٣٦٩]

(۴۰۰۸) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے عبدالرحمٰن بن یزید نخعی نے، ان سے علقمہ بن یسعی نے اور ان سے ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سورۂ بقرہ کی دو آیتیں (امن الرسول سے آخر تک) ایسی ہیں کہ جو شخص رات میں انہیں پڑھ لے وہ اس کے لیے کافی ہو جاتی ہیں۔“ عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ پھر میں نے خود ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی، وہ اس وقت بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے، میں نے ان سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے یہ حدیث مجھ سے بیان کی۔

٤٠٠٩ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِيْ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ، أَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ،

(۴۰۰۹) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، انہیں محمود بن ربیع نے خبر دی کہ عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ جو نبی کریم ﷺ کے صحابی تھے اور وہ بدر

وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ. [راجع: ١٢٤]

میں شریک ہوئے تھے اور انصار میں سے تھے، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

٤٠١٠۔ ح: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ، حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: ثُمَّ سَأَلْتُ الْحُصَيْنَ بْنَ مُحَمَّدٍ۔ وَهُوَ أَحَدُ بَنِي سَالِمٍ وَهُوَ مِنْ سَرَاتِهِمْ۔ عَنْ حَدِيثِ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ، فَصَدَّقَهُ. [راجع: ٤٢٤]

(۴۰۱۰) (دوسری سند) ہم سے احمد نے بیان کیا جو صالح کے بیٹے ہیں، کہا ہم سے عنبسہ بن خالد نے بیان کیا، ان سے یونس بن یزید نے بیان کیا اور ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ پھر میں نے حصین بن محمد انصاری سے جو بنی سالم کے شریف لوگوں میں سے تھے، محمد بن ربیع کی حدیث کے متعلق پوچھا جس کی روایت انہوں نے عتبان بن مالک ؓ سے کی تھی تو انہوں نے بھی اس کی تصدیق کی۔

تشریح: پوری حدیث کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے یہاں اس کا ایک ٹکڑا امام بخاری ؒ اس لئے لائے کہ عتبان بن مالک ؓ کا بدری ہونا ثابت ہو۔

٤٠١١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُاللَّهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، وَكَانَ مِنْ أَكْبَرِ بَنِي عَدِيٍّ وَكَانَ أَبُوهُ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ عُمَرَ اسْتَعْمَلَ قُدَامَةَ بْنَ مَظْعُونٍ عَلَى الْبَحْرَيْنِ، وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا، وَهُوَ خَالُ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَحَفْصَةَ.

(۴۰۱۱) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہمیں شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عبداللہ بن عامر بن ربیعہ نے خبر دی، وہ قبیلہ بنی عدی کے سب لوگوں میں بڑے تھے اور ان کے والد عامر بن ربیعہ ؓ بدر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ شریک تھے۔ (انہوں نے بیان کیا کہ) عمر ؓ نے قدامہ بن مظعون ؓ کو بحرین کا عامل بنایا تھا، اور قدامہ ؓ بھی بدر کے معرکے میں شریک تھے اور وہ عبداللہ بن عمر ؓ اور حفصہ ؓ کے ماموں تھے۔

تشریح: عبداللہ بن عامر بن ربیعہ گو بنی عدی میں سے نہ تھے مگر ان کے حلیف تھے اس لئے ان کو بنی عدی کہہ دیا۔ بعض نسخوں میں بنی عدی کے بدل بنی عامر بن ربیعہ۔ جو صحابی مشہور ہیں۔ ان کے سب بیٹوں میں عبداللہ بڑے تھے۔ کہتے ہیں کہ یہ نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں پیدا ہو چکے تھے۔ عجلی نے ان کو ثقہ کہا ہے۔ حدیث میں بدری بزرگوں کا ذکر ہے یہی باب سے وجہ مناسبت ہے۔

حضرت قدامہ بن مظعون ؓ جو روایت میں مذکور ہیں عہد فاروقی میں بحرین کے حاکم تھے، مگر بعد میں حضرت عمر ؓ نے ان کو معزول فرما کر حضرت عثمان بن ابی العاص ؓ کو بحرین کا عامل بنا دیا تھا۔ حضرت قدامہ ؓ کی یہ شکایت آپ نے سنی تھی کہ وہ نشہ آور چیز استعمال کرتے ہیں۔ یہ جرم ثابت ہونے پر حضرت عمر ؓ نے ان پر حد قائم کی اور ان کو معزول کر دیا۔ پھر ایسا اتفاق ہوا کہ سفر حج میں حضرت قدامہ عمر ؓ کے ساتھ ہو گئے۔ ایک شب یہ سو کر عجلت میں اٹھے اور فرمایا کہ فوراً میرے پاس قدامہ کو حاضر کرو میرے پاس خواب میں ابھی ایک آنے والا آیا اور کہہ گیا کہ میں قدامہ ؓ سے صلح کر لوں۔ آپ اور وہ اسلامی بھائی بھائی ہیں۔ چنانچہ حضرت عمر ؓ نے ان سے صلح صفائی کر لی اور وہ پہلی خلش دل سے نکال دی۔ (قسطلانی)

٤٠١٢، ٤٠١٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ

(۴۰۱۲،۱۳) ہم سے عبداللہ بن محمد بن اسماء نے بیان کیا، کہا ہم سے جویریہ

ابْنِ أَسْمَاءَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ، أَخْبَرَهُ قَالَ: أَخْبَرَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ: أَنَّ عَمَّيْهِ- وَكَانَا شَهِدَا بَدْرًا- أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ. قُلْتُ لِسَالِمٍ: فَتُكْرِيهَا أَنْتَ؟ قَالَ: نَعَمْ، إِنَّ رَافِعًا أَكْثَرَ عَلَى نَفْسِهِ. [راجع: ٢٣٣٩]

بن اسماء نے بیان کیا، ان سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے، ان سے زہری نے انہیں سالم بن عبداللہ نے خبر دی، بیان کیا کہ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو خبر دی کہ ان کے دو چچاؤں (ظہیر اور مظہر رافع بن عدی بن زید انصاری کے بیٹوں) جنہوں نے بدر کی لڑائی میں شرکت کی تھی، نے انہیں خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کو کرایہ پر دینے سے منع کیا تھا۔ میں نے سالم سے کہا لیکن آپ تو کرایہ پر دیتے ہو۔ انہوں نے کہا ہاں رافع نے اپنے اوپر زیادتی کی تھی۔

تشریح: کہ انہوں نے زمین کو مطلق کرایہ پر دینا منع سمجھا۔ حالانکہ نبی کریم ﷺ نے جس سے منع فرمایا تھا، وہ زمین ہی کی پیداوار پر کرایہ کو دینے سے یعنی مخصوص قطعہ کی بٹائی سے منع فرمایا تھا۔ لیکن نقدی ٹھہراؤ سے آپ نے منع نہیں فرمایا وہ درست ہے۔ اس کی بحث کتاب المزارعہ میں گزر چکی ہے۔ حدیث میں بدری صحابیوں کا ذکر ہے۔ علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"وكانوا يكرون الارض بما ينبت فيها على الاربعاء وهو النهر الصغير اوشيء ليستثنيه صاحب الارض من المزارع لاجله فنهى رسول الله ﷺ عن ذالك لما فيه من الجهل۔" (قسطلانی)

یعنی اہل عرب زمین کو بایں طور کرایہ پر دیتے کہ نالیوں کے پاس والی زراعت کا یا خاص خاص قطعات ارضی کو اپنے لئے خاص کر لیتے اس کو رسول کریم ﷺ نے منع فرمایا۔

٤٠١٤- حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ اللَّيْثِيَّ، قَالَ: رَأَيْتُ رِفَاعَةَ بْنَ رَافِعِ الْأَنْصَارِيَّ، وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا.

(۴۰۱۴) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حصین بن عبدالرحمٰن نے، انہوں نے عبداللہ بن شداد بن ھاد لیثی سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رفاعہ بن رافع انصاری رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ وہ بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے۔

تشریح: یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جس کو اسماعیل نے پورا نکالا ہے۔ اس میں یوں ہے کہ رفاعہ نے نماز شروع کرتے وقت اللہ اکبر کہا دوسرے طریق میں یوں ہے اللہ اکبر کبیراً کہا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے پوری حدیث اس لئے بیان نہیں کی کہ وہ اس باب سے غیر متعلق ہے۔ دوسرے موقوف ہے۔

٤٠١٥- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، وَيُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمِسْوَرَ ابْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَوْفٍ وَهُوَ حَلِيفٌ لِبَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ، وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ إِلَى الْبَحْرَيْنِ

(۴۰۱۵) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک مروزی نے خبر دی، کہا ہم کو معمر اور یونس دونوں نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی، انہیں مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ جو بنی عامر بن لوی کے حلیف تھے اور بدر کی لڑائی میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ شریک تھے۔ (نے بیان کیا کہ) رسول اللہ ﷺ نے ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بحرین وہاں کا جزیہ لانے کے لیے بھیجا۔ حضور ﷺ نے بحرین والوں سے صلح کی تھی اور ان پر علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ

يَأْتِي بِجِزْيَتِهَا، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هُوَ صَالَحَ أَهْلَ الْبَحْرَيْنِ، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمُ الْعَلَاءَ ابْنَ الْحَضْرَمِيِّ، فَقَدِمَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَسَمِعَتِ الْأَنْصَارُ بِقُدُوْمِ أَبِي عُبَيْدَةَ، فَوَافَوْا صَلَاةَ الْفَجْرِ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا انْصَرَفَ تَعَرَّضُوْا لَهُ، فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ رَآهُمْ ثُمَّ قَالَ: ((أَظُنُّكُمْ سَمِعْتُمْ أَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ قَدِمَ بِشَيْءٍ؟)) قَالُوْا: أَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((فَأَبْشِرُوْا وَأَمِّلُوْا مَا يَسُرُّكُمْ، فَوَاللّٰهِ! مَا الْفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ، وَلٰكِنِّي أَخْشَى أَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلَى مَنْ قَبْلَكُمْ، فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا، وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا أَهْلَكَتْهُمْ)). [راجع:٣١٥٨]

کو امیر بنایا تھا، پھر ابو عبیدہ ؓ بحرین سے مال ایک لاکھ درہم لے کر آئے۔ جب انصار کو ابو عبیدہ ؓ کے آنے کی خبر ہوئی تو انہوں نے فجر کی نماز نبی ﷺ کے ساتھ پڑھی۔ حضور ﷺ جب نماز سے فارغ ہوئے تو تمام انصار آپ کے سامنے آئے۔ رسول اللہ ﷺ انہیں دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا: ''میرا خیال ہے کہ تمہیں یہ اطلاع مل گئی ہے کہ ابو عبیدہ ؓ مال لے کر آئے ہیں۔'' انہوں نے عرض کیا: جی ہاں یا رسول اللہ! حضور ﷺ نے فرمایا: ''پھر تمہیں خوش خبری ہو اور جس سے تمہیں خوشی ہوگی اس کی امید رکھو۔ اللہ کی قسم! مجھے تمہارے متعلق محتاجی سے ڈر نہیں لگتا، مجھے تو اس کا خوف ہے کہ دنیا تم پر بھی اسی طرح کشادہ کر دی جائے گی جس طرح تم سے پہلوں پر کشادہ کی گئی تھی، پھر پہلوں کی طرح اس کے لیے تم آپس میں رشک کرو گے اور جس طرح وہ ہلاک ہو گئے تھے تمہیں بھی یہ چیز ہلاک کر کے رہے گی۔''

تشریح: یہ حدیث باب الجزیۃ میں گزر چکی ہے۔ یہاں صرف یہ بتانا ہے کہ حضرت عمرو بن عوف ؓ صحابی بدری تھے۔

٤٠١٦ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقْتُلُ الْحَيَّاتِ كُلَّهَا. [راجع: ٣٢٩٧]

(۴۰۱۶) ہم سے ابو نعمان محمد بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا، ان سے نافع نے کہ عبداللہ بن عمر ؓ ہر طرح کے سانپ کو مار ڈالا کرتے تھے۔

٤٠١٧ـ حَتَّى حَدَّثَهُ أَبُوْ لُبَابَةَ الْبَدْرِيُّ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ قَتْلِ جِنَّانِ الْبُيُوْتِ، فَأَمْسَكَ عَنْهَا. [راجع:٣٢٩٨]

(۴۰۱۷) لیکن جب ابولبابہ بشیر بن عبدالمنذر ؓ نے جو بدر کی لڑائی میں شریک تھے، ان سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے گھر میں نکلنے والے سانپ کے مارنے سے منع فرمایا تھا تو انہوں نے بھی اسے مارنا چھوڑ دیا تھا۔

تشریح: گھریلو سانپوں کی بعض قسمیں بے ضرر ہوتی ہیں۔ فرمان نبوی ﷺ سے وہی سانپ مراد ہیں۔ ابولبابہ بدری صحابی ؓ کا ذکر مقصود ہے۔

٤٠١٨ـ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ، عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ رِجَالًا، مِنَ الْأَنْصَارِ اسْتَأْذَنُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا: ائْذَنْ لَنَا فَلْنَتْرُكْ

(۴۰۱۸) مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن فلیح نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن عقبہ نے کہ ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک ؓ نے بیان کیا کہ انصار کے چند لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت چاہی اور عرض کیا کہ آپ ہمیں اجازت عطا فرمائیں تو ہم اپنے بھانجے عباس ؓ کا فدیہ معاف کر دیں۔ لیکن

لِابْنِ أُخْتِنَا عَبَّاسٍ فِدَاءَهُ. قَالَ: ((وَاللَّهِ! لَا تَذَرُونَ مِنْهُ دِرْهَمًا)). [راجع: ٢٥٣٧]

حضور ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! ان کے فدیہ سے ایک درہم بھی نہ چھوڑنا۔“

تشریح: حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے محترم چچا قبول اسلام سے پہلے بدر کی لڑائی میں قید ہو کر آئے تھے، وہ انصار کے بھانجے اس رشتہ سے ہوئے کہ ان کی دادی یعنی حضرت عبدالمطلب کی والدہ ماجدہ بنونجار کے قبیلے سے تھیں۔ اسی رشتہ کی بنا پر انصار نے ان کا فدیہ معاف کرنا چاہا۔ مگر بہت سے مصالح کی بنا پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ ان کا فدیہ پورے طور پر وصول کرو۔ آپ نے ان سے یعنی عباس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی فرمایا تھا کہ آپ نہ صرف اپنا بلکہ اپنے دونوں بھتیجوں عقیل اور نوفل اور اپنے حلیف عتبہ بن عمرو کا فدیہ بھی ادا کریں چونکہ آپ مالدار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں تو مسلمان ہوں مگر مکہ کے مشرک زبردستی مجھ کو پکڑ لائے ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ بہتر جانتا ہے اگر ایسا ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کے اس نقصان کی تلافی کر دے گا۔ ظاہر میں تو آپ ان مکہ والوں کے ساتھ ہو کر مسلمانوں سے لڑنے آئے، کہتے ہیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو کعب بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ نے پکڑا اور زور سے مشکیں کس دیں۔ وہ اس تکلیف سے ہائے ہائے کرتے رہے۔ ان کی آواز سن کر نبی کریم ﷺ کو رات نیند نہیں آئی آخر صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان کی مشکیں ڈھیلی کر دیں۔ تب آپ آرام سے سوئے، صبح کو انصار نے آپ کو مزید خوش کرنے کے لئے ان کا فدیہ بھی معاف کرنا چاہا اور کہا کہ ہم خود اپنے پاس سے ان کا فدیہ ادا کر دیں گے لیکن یہ انصاف کے خلاف تھا اس لئے آپ نے منظور نہیں فرمایا تھا۔ اس حدیث سے باب کی مناسبت یہ ہے کہ اس میں کئی انصاری آدمیوں کا جنگ بدر میں شریک ہونا مذکور ہے۔ ان کے نام مذکور نہیں ہیں۔

٤٠١٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَدِيٍّ، عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ ؛ح: وَحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَمِّهِ، أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ، ثُمَّ الْجُنْدَعِيُّ أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ أَخْبَرَهُ: أَنَّ الْمِقْدَادَ بْنَ عَمْرٍو الْكِنْدِيَّ۔ وَكَانَ حَلِيفًا لِبَنِي زُهْرَةَ، وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ۔ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَقِيتُ رَجُلًا مِنَ الْكُفَّارِ فَاقْتَتَلْنَا، فَضَرَبَ إِحْدَى يَدَيَّ بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا، ثُمَّ لَاذَ مِنِّي بِشَجَرَةٍ فَقَالَ: أَسْلَمْتُ لِلَّهِ. أَأَقْتُلُهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! بَعْدَ أَنْ قَالَهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا

(۴۰۱۹) ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن جریج نے، ان سے زہری نے، ان سے عطاء بن یزید لیثی نے، ان سے عبیداللہ بن عدی نے اور ان سے مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ۔ (دوسری سند) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اور مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے، ان سے ابن شہاب کے بھتیجے (محمد بن عبداللہ) نے، اپنے چچا (محمد بن مسلم بن شہاب) سے بیان کیا، انہیں عطاء بن یزید لیثی نے خبر دی، انہیں عبیداللہ بن عدی بن خیار نے خبر دی اور انہیں مقداد بن عمرو کندی رضی اللہ عنہ نے، وہ بنی زہرہ کے حلیف تھے اور بدر کی لڑائی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ انہوں نے خبر دی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا اگر کسی موقع پر میری کسی کافر سے ٹکر ہو جائے اور ہم دونوں ایک دوسرے کو قتل کرنے کی کوشش میں لگ جائیں اور وہ میرے ایک ہاتھ پر تلوار مار کر اسے کاٹ ڈالے، پھر وہ مجھ سے بھاگ کر ایک درخت کی پناہ لے کر کہنے لگے ”میں اللہ پر ایمان لے آیا“ تو کیا یا رسول اللہ! اس کے اس اقرار کے بعد پھر بھی میں اسے قتل کر دوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ”پھر تم اسے قتل نہ کرنا۔“ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ پہلے میرا ایک ہاتھ بھی کاٹ چکا ہے؟ اور یہ اقرار میرے ہاتھ کاٹنے کے بعد کیا ہے؟ آپ نے پھر بھی یہی

تَقْتُلْهُ)). فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّهُ قَطَعَ إِحْدَى يَدَيَّ، ثُمَّ قَالَ: ذٰلِكَ بَعْدَ مَا قَطَعَهَا. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَقْتُلْهُ فَإِنْ قَتَلْتَهُ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَهُ، وَإِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَقُوْلَ كَلِمَتَهُ الَّتِي قَالَ)). [طرفه في: ٦٨٦٥] [مسلم: ٢٧٤، ٢٧٥، ٢٧٦؛ ابوداود: ٢٦٤٤]

فرمایا: ''اسے قتل نہ کر، کیوں کہ اگر تو نے اسے قتل کر ڈالا تو اسے قتل کرنے سے پہلے جو تمہارا مقام تھا اب اس کا وہ مقام ہوگا اور تمہارا مقام وہ ہوگا جو اس کا مقام اس وقت تھا جب اس نے اس کلمہ کا اقرار نہیں کیا تھا۔''

تشریح: اس کے قتل کرنے سے پہلے تو جیسے مسلمان معصوم مرحوم تھا ایسے ہی اسلام کا کلمہ پڑھنے سے وہ مسلمان معصوم مرحوم ہوگیا، پہلے اس کا مار ڈالنا درست تھا ایسے ہی اس کے قصاص میں تیرا مار ڈالنا درست ہو جائے گا۔

٤٠٢٠ـ حَدَّثَنِي يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ: ((مَنْ يَنْظُرُ مَا صَنَعَ أَبُوْ جَهْلٍ)). فَانْطَلَقَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ، فَوَجَدَهُ قَدْ ضَرَبَهُ ابْنَا عَفْرَاءَ حَتَّى بَرَدَ، فَقَالَ: آنْتَ أَبَا جَهْلٍ قَالَ ابْنُ عُلَيَّةَ: قَالَ سُلَيْمَانُ: هٰكَذَا قَالَهَا أَنَسٌ. قَالَ: أَنْتَ أَبَا جَهْلٍ قَالَ: وَهَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوْهُ قَالَ سُلَيْمَانُ أَوْقَالَ: قَتَلَهُ قَوْمُهُ. قَالَ: وَقَالَ أَبُوْ مِجْلَزٍ: قَالَ أَبُوْ جَهْلٍ فَلَوْ غَيْرُ أَكَّارٍ قَتَلَنِي. [راجع: ٣٩٦٢]

(۴۰۲۰) مجھ سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن علیہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان تیمی نے بیان کیا، کہا ہم سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کی لڑائی کے دن فرمایا: ''کون دیکھ کر آئے گا کہ ابوجہل کے ساتھ کیا ہوا؟'' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس کے لیے روانہ ہوئے اور دیکھا کہ عفراء کے دونوں بیٹوں نے اسے قتل کر دیا ہے اور اس کی لاش ٹھنڈی ہونے والی ہے۔ انہوں نے پوچھا: تم ہی ہو؟ ابن علیہ نے بیان کیا کہ سلیمان نے اسی طرح بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پوچھا تھا کہ تو ہی ابوجہل ہے؟ اس پر اس نے جواب دیا مجھ سے بھی بڑا کوئی ہوگا جسے تم نے آج قتل کر دیا ہے؟ سلیمان نے بیان کیا کہ یا اس نے یوں کہا: جسے اس کی قوم نے قتل کر دیا ہو؟ (کیا اس سے بھی بڑا کوئی ہوگا) کہا کہ ابومجلز نے بیان کیا کہ ابوجہل نے کہا، کاش! ایک کسان کے سوا کسی اور نے مجھے مارا ہوتا۔

تشریح: اس مردود کو یہ رنج ہوا کہ مدینہ کے کاشتکاروں کے ہاتھ سے کیوں مارا گیا؟ کاش! کسی رئیس کے ہاتھ سے مارا جاتا۔ یہ قومی اونچ نیچ کا تصور ابوجہل کے دماغ میں آخر وقت تک سمایا رہا جو مسلمان آج ایسی قومی اونچ نیچ کے تصورات میں گرفتار ہیں ان کو سوچنا چاہیے کہ وہ ابوجہل کی خوئے بد میں گرفتار ہیں۔ اسلام ایسے ہی غلط تصورات کو ختم کرنے آیا مگر صد افسوس کہ خود مسلمان بھی ایسے غلط تصورات میں گرفتار ہو گئے۔ ((اکار)) کا ترجمہ مولانا وحید الزماں رحمہ اللہ نے لفظ کمینے سے کیا ہے۔ گویا ابوجہل نے کاشتکاروں کو لفظ کمینے سے یاد کیا۔

٤٠٢١ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، حَدَّثَنِي ابْنُ

(۴۰۲۱) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے بیان کیا، کہا ہم سے معمر نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عبیداللہ بن عبداللہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ

عَبَّاسٍ، عَنْ عُمَرَ: لَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ قُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَى إِخْوَانِنَا مِنَ الْأَنْصَارِ. فَلَقِينَا مِنْهُمْ رَجُلَانِ صَالِحَانِ شَهِدَا بَدْرًا. فَحَدَّثْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَقَالَ: هُمَا عُوَيْمُ بْنُ سَاعِدَةَ، وَمَعْنُ بْنُ عَدِيٍّ. [راجع: ٣٤٦٢]

سے کہ جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوگئی تو میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا آپ ہمیں ساتھ لے کر ہمارے انصاری بھائیوں کے یہاں چلیں، پھر ہماری ملاقات دو نیک ترین انصاری صحابیوں سے ہوئی جنہوں نے بدر کی لڑائی میں شرکت کی تھی۔ عبیداللہ نے کہا، پھر میں نے اس حدیث کا تذکرہ عروہ بن زبیر سے کیا تو انہوں نے بتایا کہ وہ دونوں صحابی عویم بن ساعدہ اور معن بن عدی رضی اللہ عنہما تھے۔

٤٠٢٢- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ فُضَيْلٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ: كَانَ عَطَاءُ الْبَدْرِيِّينَ خَمْسَةَ آلَافٍ خَمْسَةَ آلَافٍ. وَقَالَ عُمَرُ: لَأُفَضِّلَنَّهُمْ عَلَى مَنْ بَعْدَهُمْ.

(۴۰۲۲) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے محمد بن فضیل سے سنا، انہوں نے اسماعیل بن ابی خالد سے، انہوں نے قیس بن ابی حازم سے کہ بدری صحابہ کا (سالانہ) وظیفہ پانچ پانچ ہزار تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں انہیں (بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کو) ان صحابیوں پر فضیلت دوں گا جو ان کے بعد ایمان لائے۔

تشریح: معلوم ہوا بدری صحابہ غیر بدری سے افضل ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مہاجرین کے لئے سال میں دس ہزار اور انصار کے لئے سال میں آٹھ ہزار اور ازواج مطہرات کے لئے سال میں ۲۴ ہزار مقرر کئے تھے یہ صحیح اسلامی خلافت راشدہ کی برکت تھی اور ان کے بیت المال کا صحیح ترین مصرف تھا۔ صد افسوس کہ یہ برکات عروج اسلام کے ساتھ خاص ہو کر رہ گئیں۔ آج دور تنزل میں یہ سب خواب وخیال کی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ کچھ اسلامی تنظیمیں بیت المال کا نام لے کر کھڑی ہوتی ہیں۔ یہ تنظیمیں اگر صحیح طور پر قائم ہوں بہر حال اچھی ہیں مگر وہ بات کہاں مولوی مدن کی سی۔

٤٠٢٣- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ، وَذَلِكَ أَوَّلَ مَا وَقَرَ الْإِيمَانُ فِي قَلْبِي. [راجع: ٧٦٥] وَعَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ فِي أُسَارَى بَدْرٍ: ((لَوْ كَانَ الْمُطْعِمُ بْنُ عَدِيٍّ حَيًّا ثُمَّ كَلَّمَنِي فِي هَؤُلَاءِ النَّتْنَى لَتَرَكْتُهُمْ لَهُ)). [راجع: ٣٩٦٢]

(۴۰۲۳) مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں محمد بن جبیر نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سے میں نے سنا، آپ مغرب کی نماز میں سورۂ والطور کی تلاوت کر رہے تھے، یہ پہلا موقع تھا جب میرے دل میں ایمان نے قرار پکڑا۔

اور اسی سند سے زہری سے مروی ہے، ان سے محمد بن جبیر بن مطعم نے اور ان سے ان کے والد (جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ) نے کہ نبی کریم ﷺ نے بدر کے قیدیوں کے متعلق فرمایا تھا: اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتے اور ان پلید قیدیوں کے لیے سفارش کرتے تو میں انہیں ان کے کہنے سے چھوڑ دیتا۔

٤٠٢٤- وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ: وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الْأُولَى- يَعْنِي

(۴۰۲۴) اور لیث نے یحییٰ بن سعید انصاری سے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ پہلا فساد جب برپا ہوا یعنی

مَقْتَلَ عُثْمَانَ۔ فَلَمْ تُبْقِ مِنْ أَصْحَابِ بَدْرٍ أَحَدًا، ثُمَّ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الثَّانِيَةُ۔ يَعْنِي الْحَرَّةَ۔ فَلَمْ تُبْقِ مِنْ أَصْحَابِ الْحُدَيْبِيَةِ أَحَدًا ثُمَّ وَقَعَتِ الثَّالِثَةُ فَلَمْ تَرْتَفِعْ وَلِلنَّاسِ طَبَاخٌ. [راجع: ٣١٣٩]

عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا تو اس نے اصحاب بدر میں سے کسی کو باقی نہیں چھوڑا، پھر جب دوسرا فساد برپا ہوا یعنی حرہ کا، تو اس نے اصحاب حدیبیہ میں سے کسی کو باقی نہیں چھوڑا، پھر تیسرا فساد برپا ہوا تو وہ اس وقت تک نہیں گیا جب تک لوگوں میں کچھ بھی خوبی یا عقل باقی تھی۔

تشریح: جب حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بدری قیدیوں میں قید ہو کر آئے اور مسجد نبوی کے قریب مقید ہوئے تو انہوں نے مغرب کی نماز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سورۂ والطور کی قراءت سنی اور وہ بعد میں اس سے متاثر ہوتے ہوئے مسلمان ہو گئے اسی سے حدیث کی مناسبت باب سے نکل آئی۔ مطعم بن عدی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کچھ احسان کیا تھا جب آپ طائف سے لوٹے تو اس کی پناہ میں داخل ہو گئے تھے۔ مطعم رضی اللہ عنہ نے آپ کی حفاظت کے لئے اپنے چار بیٹوں کو مسلح کر کے کعبے کے چاروں کونوں پر کھڑا کر دیا تھا قریش یہ منظر دیکھ کر ڈر گئے اور کہنے لگے کہ ہم مطعم کی پناہ نہیں توڑ سکتے۔ بعض نے کہا ہے کہ مطعم رضی اللہ عنہ نے وہ عہد نامہ ختم کرایا تھا، جو قریش نے بنو ہاشم اور بنو مطلب کے خلاف کیا تھا۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ اسلام میں پہلا فساد ہے۔ جو جمعہ کے دن آٹھویں ذی الحجہ کو برپا ہوا۔ جس کے متعلق حضرت سعید بن مسیب کا قول بقول علامہ داؤدی صریح غلط ہے اس فساد کے بعد بھی بہت سے بدری صحابہ زندہ تھے۔ بعض نے کہا پہلے فساد سے ان کی مراد حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہے اور دوسرے سے حرہ کا فساد، جس میں یزید کی فوج نے مدینہ پر حملہ کیا تھا۔ تیسرے فساد سے ازارقہ کا فساد ہے۔ جو عراق میں ہوا تھا۔ بعض نے یوں جواب دیا ہے کہ سعید بن مسیب کا مطلب یہ ہے کہ پہلے فساد یعنی قتل عثمان رضی اللہ عنہ سے لے کر دوسرے فساد حرہ تک کوئی بدری صحابی رضی اللہ عنہ باقی نہیں رہا تھا یہ صحیح ہے کیوں کہ بدریوں کے آخر میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا ہے، وہ بھی حرہ کے واقعہ سے پہلے ہی گزر چکے تھے تیسرے فساد سے بعض لوگوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی شہادت سے مراد لی ہے۔ آخری عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اس فتنے نے تو صحابہ رضی اللہ عنہم کا وجود بالکل ختم کر دیا جس کے بعد کوئی صحابی رضی اللہ عنہ دنیا میں باقی نہیں رہا۔

٤٠٢٥۔ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيْدَ، قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ، قَالَ: سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، وَسَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ، وَعُبَيْدَاللهِ ابْنَ عَبْدِاللهِ، عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم كُلٌّ۔ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِنَ الْحَدِيْثِ۔ قَالَتْ: فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ فَعَثَرَتْ أُمُّ مِسْطَحٍ فِي مِرْطِهَا فَقَالَتْ: تَعِسَ مِسْطَحٌ. فَقُلْتُ: بِئْسَ مَا قُلْتِ، تَسُبِّيْنَ رَجُلًا شَهِدَ بَدْرًا؟ فَذَكَرَ حَدِيْثَ الْإِفْكِ. [راجع: ٢٥٩٣]

(۴۰۲۵) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبداللہ بن عمر نمیری نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس بن یزید نے بیان کیا، کہا کہ میں نے زہری سے سنا، کہا کہ میں نے عروہ بن زبیر، سعید بن مسیب، علقمہ بن وقاص اور عبیداللہ بن عبداللہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تہمت کے متعلق سنا، ان میں سے ہر ایک نے مجھ سے اس واقعہ کا کوئی حصہ بیان کیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا تھا کہ میں اور ام مسطح باہر قضائے حاجت کو جا رہی تھی کہ ام مسطح رضی اللہ عنہا اپنی چادر میں الجھ کر پھسل پڑیں۔ اس پر ان کی زبان سے نکلا، مسطح کا برا ہو۔ میں نے کہا: آپ نے اچھی بات نہیں کہی۔ ایک ایسے شخص کو آپ برا کہتی ہیں جو بدر میں شریک ہو چکا ہے۔ پھر انہوں نے تہمت کا واقعہ بیان کیا۔

تشریح: مسطح رضی اللہ عنہ جنگ بدر میں شریک تھے اس سے ترجمہ باب نکلا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر منافقین نے جو تہمت لگائی تھی اس کی طرف اشارہ ہے۔

٤٠٢٦۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحِ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: هَذِهِ مَغَازِي رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ. فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يُلْقِيهِمْ: ((هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا)). قَالَ مُوْسَى: قَالَ نَافِعٌ: قَالَ عَبْدُاللَّهِ: قَالَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! تُنَادِيْ نَاسًا أَمْوَاتًا؟ قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُوْلُ مِنْهُمْ)). فَجَمِيْعُ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنْ قُرَيْشٍ مِمَّنْ ضُرِبَ لَهُ بِسَهْمِهِ أَحَدٌ وَثَمَانُوْنَ رَجُلًا، وَكَانَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُ: قَالَ الزُّبَيْرُ: قُسِمَتْ سُهْمَانُهُمْ فَكَانُوْا مِائَةً، وَاللَّهُ أَعْلَمُ. [راجع: ١٣٧٠]

(۴۰۲۶) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن فلیح بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن عقبہ نے اور ان سے ابن شہاب نے بیان کیا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے غزوات کا بیان تھا۔ پھر انہوں نے بیان کیا کہ جب (بدر کے) کفار مقتولین کنویں میں ڈالے جانے لگے تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم نے اس چیز کو پالیا جس کا تم سے تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا؟'' موسیٰ نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ اس پر حضور اکرم ﷺ کے چند صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ایسے لوگوں کو آواز دے رہے ہیں جو مر چکے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کچھ میں نے ان سے کہا ہے اسے خود تم نے بھی ان سے زیادہ بہتر طریق پر نہیں سنا ہوگا۔'' ابو عبداللہ (حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا کہ قریش (صحابہ رضی اللہ عنہم) کے جتنے لوگ بدر میں شریک ہوئے تھے اور جن کا حصہ بھی (اس غنیمت میں) لگا تھا، ان کی تعداد اکیاسی تھی۔ عروہ بن زبیر بیان کرتے تھے کہ زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے (ان مہاجرین کے حصے) تقسیم کیے تھے اور ان کی تعداد سو تھی اور زیادہ بہتر علم اللہ تعالیٰ کو ہی ہے۔

تشریح: طبرانی اور بزار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ بدر کے دن مہاجرین کا شمار ۷۷ آدمیوں کا تھا۔

٤٠٢٧۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: ضُرِبَتْ يَوْمَ بَدْرٍ لِلْمُهَاجِرِيْنَ بِمِائَةِ سَهْمٍ.

(۴۰۲۷) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام نے خبر دی، انہیں معمر نے، انہیں ہشام بن عروہ نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بدر کے دن مہاجرین کے سو حصے لگائے گئے تھے۔

بَابُ تَسْمِيَةِ مَنْ سُمِّيَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ

باب: ان اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کے نام جنہوں نے جنگ بدر میں شرکت کی تھی

فِي الْجَامِعِ [الَّذِيْ وَضَعَهُ أَبُوْ عَبْدِ اللَّهِ عَلَى حُرُوْفِ الْمُعْجَمِ:] النَّبِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ الْهَاشِمِيُّ ﷺ، إِيَاسُ بْنُ الْبُكَيْرِ، بِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ

اور جنہیں ابو عبداللہ (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ) نے بترتیب حروف تہجی اپنی اس جامع کتاب (صحیح بخاری) میں ذکر کرتے ہوئے ترتیب دیا ہے۔

(۱) النبی محمد بن عبداللہ ہاشمی ﷺ (۲) ایاس بن بکیر رضی اللہ عنہ (۳) ابوبکر صدیق قرشی رضی اللہ عنہ کے غلام بلال بن رباح رضی اللہ عنہ (۴) حمزہ بن عبدالمطلب

الْقُرَشِيُّ، حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ الْهَاشِمِيُّ، حَاطِبُ بْنُ أَبِي بَلْتَعَةَ حَلِيْفٌ لِقُرَيْشٍ، أَبُوْ حُذَيْفَةَ بْنُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ الْقُرَشِيُّ، حَارِثَةُ ابْنُ الرَّبِيْعِ الْأَنْصَارِيُّ- قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ حَارِثَةُ بْنُ سُرَاقَةَ كَانَ فِي النَّظَّارَةِ- خُبَيْبُ ابْنُ عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيُّ، خُنَيْسُ بْنُ حُذَافَةَ السَّهْمِيُّ، رِفَاعَةُ بْنُ رَافِعٍ الْأَنْصَارِيُّ، رِفَاعَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُنْذِرِ أَبُوْ لُبَابَةَ الْأَنْصَارِيُّ، زُبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ الْقُرَشِيُّ، زَيْدُ بْنُ سَهْلٍ أَبُوْ طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيُّ، أَبُوْ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيُّ، سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ الزُّهْرِيُّ، سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ الْقُرَشِيُّ، سَعِيْدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ الْقُرَشِيُّ، سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ الْأَنْصَارِيُّ، ظُهَيْرُ بْنُ رَافِعٍ الْأَنْصَارِيُّ وَأَخُوْهُ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ عُثْمَانَ، أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ الْقُرَشِيُّ، عَبْدُاللَّهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ الْهُذَلِيُّ، [عُتْبَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ الْهُذَلِيُّ] عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ الزُّهْرِيُّ، عُبَيْدَةُ بْنُ الْحَارِثِ الْقُرَشِيُّ، عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ الْأَنْصَارِيُّ، عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْعَدَوِيُّ، عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ الْقُرَشِيُّ خَلَّفَهُ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى ابْنَتِهِ وَضَرَبَ لَهُ بِسَهْمِهِ، عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ الْهَاشِمِيُّ، عَمْرُو بْنُ عَوْفٍ حَلِيْفُ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ، عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيُّ، عَامِرُ بْنُ رَبِيْعَةَ الْعَنَزِيُّ، عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيُّ، عُوَيْمُ بْنُ سَاعِدَةَ الْأَنْصَارِيُّ، عِتْبَانُ بْنُ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيُّ، قُدَامَةُ بْنُ مَظْعُوْنٍ،

ہاشمی رضی اللہ عنہ (۵) قریش کے حلیف حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ (۶) ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ قرشی رضی اللہ عنہ (۷) حارثہ بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ، انہوں نے بدر کی جنگ میں شہادت پائی تھی۔ ان کو حارثہ بن سراقہ بھی کہتے ہیں۔ یہ جنگ بدر کے میدان میں صرف تماشائی کی حیثیت سے آئے تھے (کم عمری کی وجہ سے، لیکن بدر کے میدان میں ہی ان کو ایک تیر کفار کی طرف سے آ کر لگا اور اسی سے انہوں نے شہادت پائی) (۸) خبیب بن عدی انصاری رضی اللہ عنہ (۹) خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ (۱۰) رفاعہ بن رافع انصاری رضی اللہ عنہ (۱۱) رفاعہ بن عبدالمنذر ابولبابہ انصاری رضی اللہ عنہ (۱۲) زبیر بن عوام قرشی رضی اللہ عنہ (۱۳) زید بن سہل ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ (۱۴) ابو زید انصاری رضی اللہ عنہ (۱۵) سعد بن مالک زہری رضی اللہ عنہ (۱۶) سعد بن خولہ قرشی رضی اللہ عنہ (۱۷) سعید بن زید بن عمرو بن نفیل قرشی رضی اللہ عنہ (۱۸) سہل بن حنیف انصاری رضی اللہ عنہ (۱۹) ظہیر بن رافع انصاری رضی اللہ عنہ (۲۰) اور ان کے بھائی عبداللہ بن عثمان رضی اللہ عنہ (۲۱) ابوبکر صدیق قرشی رضی اللہ عنہ (۲۲) عبداللہ بن مسعود ہذلی رضی اللہ عنہ (۲۳) عتبہ بن مسعود ہذلی رضی اللہ عنہ (۲۴) عبدالرحمن بن عوف زہری رضی اللہ عنہ (۲۵) عبیدہ بن حارث قرشی رضی اللہ عنہ (۲۶) عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ عنہ (۲۷) عمر بن خطاب عدوی رضی اللہ عنہ (۲۸) عثمان بن عفان قرشی رضی اللہ عنہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی (جوان کے گھر میں تھیں) کی تیمارداری کے لیے مدینہ منورہ ہی میں چھوڑا تھا لیکن بدر کی غنیمت میں آپ کا بھی حصہ لگایا تھا (۲۹) علی بن ابی طالب ہاشمی رضی اللہ عنہ (۳۰) بنی عامر بن لوی کے حلیف عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ (۳۱) عقبہ بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ (۳۲) عامر بن ربیعہ عنزی رضی اللہ عنہ (۳۳) عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ (۳۴) عویم بن ساعدہ انصاری رضی اللہ عنہ (۳۵) عتبان بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ (۳۶) قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ (۳۷) قتادہ بن نعمان انصاری رضی اللہ عنہ (۳۸) معاذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ (۳۹) معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہ (۴۰) اور ان کے بھائی معاذ رضی اللہ عنہ (۴۱) مالک بن ربیعہ ابو اسید انصاری رضی اللہ عنہ (۴۲) مرارہ بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ (۴۳) معن بن عدی انصاری رضی اللہ عنہ (۴۴) مسطح بن اثاثہ بن عباد بن مطلب بن عبد

قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ الْأَنْصَارِيُّ، مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوحِ، مُعَوِّذُ بْنُ عَفْرَاءَ وَأَخُوهُ، مَالِكُ بْنُ رَبِيعَةَ أَبُو أُسَيْدٍ الْأَنْصَارِيُّ، مُرَارَةُ ابْنُ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيُّ، مَعْنُ بْنُ عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيُّ، مِسْطَحُ بْنُ أُثَاثَةَ بْنِ عَبَّادِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ، مِقْدَادُ بْنُ عَمْرٍو الْكِنْدِيُّ حَلِيفُ بَنِي زُهْرَةَ، هِلَالُ بْنُ أُمَيَّةَ الْأَنْصَارِيُّ.

مناف رضی اللہ عنہ (۴۵) مقداد بن عمرو کندی رضی اللہ عنہ بنی زہرہ کے حلیف (۴۶) اور ہلال بن امیہ انصاری رضی اللہ عنہ۔

تشریح: اس باب کا مطلب یہ ہے کہ اوپر کے باب میں یا اس کتاب میں اور کسی مقام پر جن جن صحابہ کو بدری کہا گیا ہے ان کے ناموں کی فہرست بہ ترتیب حروف تہجی اس باب میں مذکور ہے کیونکہ بہت سے بدری صحابیوں رضی اللہ عنہم کے نام اس فہرست میں نہیں ہیں نہ یہ غرض ہے کہ اس کتاب میں جن جن بدری صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے ان کی فہرست اس باب میں بیان کی گئی ہے کیونکہ ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بالاتفاق بدری ہیں اور اس کتاب میں ان سے روایتیں بھی ہیں۔ مگر ان کا نام فہرست میں شامل نہیں ہے۔ کیونکہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی نسبت اس کتاب میں کہیں یہ صراحت نہیں آئی ہے کہ وہ بھی بدر کی لڑائی میں شریک تھے۔ اب اس فہرست میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک تو سب سے پہلے بلا رعایت حروف تہجی لکھ دیا ہے۔ باقی نام بہ ترتیب حروف تہجی مذکور ہیں۔ بعض نسخوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کے ساتھ خلفائے اربعہ کے نام بھی شروع میں مذکور ہوئے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سمیت یہاں سب ۳۴۶ آدمی مذکور ہیں۔ حافظ ابوالفتح نے قریش میں سے ۹۴ اور خزرج کے قبیلے کے ۹۵ اور اوس قبیلے کے ۷۴ کل ۳۶۳ آدمیوں کے نام لکھے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترتیب حروف معجم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے اسمائے گرامی ان کے شرف مراتب کے لحاظ سے لکھ دیئے ہیں بعد میں حروف ہجا کی ترتیب شروع فرمائی ہے۔ جزاه الله خيرا في الآخرة مبارک ہیں وہ ایمان والے جو اس پاکیزہ کتاب کا بصد ذوق وشوق مطالعہ فرماتے ہیں۔ حضرت عتبہ بن مسعود ہذلی کا نام بدریوں میں نہیں ہے اور صحیح بخاری کے اکثر دوسرے نسخوں میں بھی نہیں ہے لیکن قسطلانی میں ہے جو شاید سہو کاتب ہے۔

بَابُ حَدِيثِ بَنِي النَّضِيرِ

وَمَخْرَجِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَيْهِمْ فِي دِيَةِ الرَّجُلَيْنِ، وَمَا أَرَادُوا مِنَ الْغَدْرِ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ. قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ: كَانَتْ عَلَى رَأْسِ سِتَّةِ أَشْهُرٍ مِنْ وَقْعَةِ بَدْرٍ قَبْلَ أُحُدٍ. وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿هُوَ الَّذِي أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِأَوَّلِ الْحَشْرِ﴾ وَجَعَلَهُ ابْنُ إِسْحَاقَ بَعْدَ بِئْرِ مَعُونَةَ وَأُحُدٍ.

باب: بنو نضیر کے یہودیوں کے واقعہ کا بیان

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دو مسلمانوں کی دیت کے سلسلے میں ان کے پاس جانا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا دغا بازی کرنا۔ زہری نے عروہ سے بیان کیا کہ غزوۂ بنو نضیر، غزوۂ بدر کے چھ مہینے بعد اور غزوۂ احد سے پہلے ہوا تھا اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ''اللہ ہی وہ ہے جس نے نکالا ان لوگوں کو جو کافر ہوئے اہل کتاب سے ان کے گھروں سے اور یہ (جزیرۂ عرب سے) ان کی پہلی جلاوطنی ہے۔'' ابن اسحاق کی تحقیق میں یہ غزوہ، غزوۂ بئر معونہ اور غزوۂ احد کے بعد ہوا تھا۔

تشریح: قبیلہ بنونضیران کافروں میں سے تھے جن کا نبی کریم ﷺ سے عہد و پیمان تھا کہ نہ خود آپ سے لڑیں گے نہ آپ کے دشمنوں کی مدد دیں گے۔ ایسا ہوا کہ عامر بن طفیل نے جب قاریوں کو بئر معونہ کے قریب فریب و دغا سے شہید کر ڈالا تھا تو عمرو بن امیہ ضمری کو جو مسلمان تھے اپنی ماں کی منت میں آزاد کر دیا۔ راستے میں ان کو بنو عامر کے دو شخص ملے انہوں نے سوتے میں ان کو مار ڈالا اور سمجھے میں نے بنو عامر سے جن میں کا ایک عامر بن طفیل تھا بدلہ لیا تھا۔ نبی کریم ﷺ کو مدینہ میں آ کر خبر کی۔ ان کو یہ خبر نہ تھی کہ نبی کریم ﷺ اور ان کے مردوں سے عہد و پیمان ہے۔ آپ نے عمرو سے فرمایا میں ان دو شخصوں کی دیت دوں گا۔ بنونضیر بھی بنو عامر کے ساتھ عہد رکھتے تھے۔ آپ بنی نضیر کے پاس اس دیت میں مدد لینے کو تشریف لے گئے۔ ان بدمعاشوں نے آپ کو اور آپ کے اصحاب کو بٹھایا اور ظاہر میں امداد کا وعدہ کیا لیکن در پردہ یہ صلاح کی کہ آپ دیوار کے تلے بیٹھے ہیں دیوار پر سے ایک پتھر آپ پر پھینک کر آپ کو شہید کر دیں۔ اللہ نے جبریل علیہ السلام کے ذریعے سے آپ کو آگاہ کر دیا۔ آپ وہاں سے ایک دم اٹھ کر مدینہ روانہ ہو گئے اور دیگر صحابی ؓ بھی۔ موقع آنے پر آپ نے ان بدمعاشوں پر چڑھائی کرنے کا حکم دے دیا۔ اسی واقعہ کی کچھ تفصیلات یہاں مذکور ہیں۔

یہود کا پہلا اخراج عرب سے شام کے ملک میں ہوا، پھر عہد فاروقی میں دوسرا اخراج خیبر سے شام کے ملک کو ہوا۔ بعض نے کہا دوسرے اخراج سے قیامت کا حشر مراد ہے۔ یہ آیت بنی نضیر کے یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔

٤٠٢٨ـ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: حَارَبَتِ النَّضِيْرُ وَقُرَيْظَةُ، فَأَجْلَى بَنِي النَّضِيْرِ، وَأَقَرَّ قُرَيْظَةَ وَمَنَّ عَلَيْهِمْ، حَتَّى حَارَبَتْ قُرَيْظَةُ فَقَتَلَ رِجَالَهُمْ وَقَسَمَ نِسَائَهُمْ وَأَوْلَادَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ إِلَّا بَعْضَهُمْ لَحِقُوْا بِالنَّبِيِّ ﷺ فَآمَنَهُمْ وَأَسْلَمُوْا، وَأَجْلَى يَهُوْدَ الْمَدِيْنَةِ كُلَّهُمْ بَنِي قَيْنُقَاعَ وَهُمْ رَهْطُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ وَيَهُوْدَ بَنِي حَارِثَةَ، وَكُلَّ يَهُوْدِ الْمَدِيْنَةِ.

[مسلم: ٤٥٩٢؛ ابوداود: ٣٠٠٥]

(۴۰۲۸) ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی، انہیں موسیٰ بن عقبہ نے، انہیں نافع نے اور ان سے ابن عمر ؓ نے بیان کیا کہ بنونضیر اور بنوقریظہ نے نبی کریم ﷺ سے (معاہدہ توڑ کر) لڑائی مول لی۔ اس لیے آپ نے قبیلہ بنونضیر کو جلاوطن کر دیا لیکن قبیلہ بنوقریظہ کو جلاوطن نہیں کیا اور اس طرح ان پر احسان فرمایا۔ پھر بنوقریظہ نے بھی جنگ مول لی۔ اس لیے آپ نے ان کے مردوں کو قتل کروا دیا اور ان کی عورتوں، بچوں اور مال کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ صرف بعض بنی قریظہ اس سے الگ قرار دیئے گئے تھے کیونکہ وہ حضور ﷺ کی پناہ میں آ گئے تھے۔ اس لیے آپ نے انہیں پناہ دی اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے مدینہ کے تمام یہودیوں کو جلاوطن کر دیا تھا۔ بنوقینقاع کو بھی جو عبداللہ بن سلام ؓ کا قبیلہ تھا، یہود بنی حارثہ کو اور مدینہ کے تمام یہودیوں کو۔

تشریح: یہود ایسی غدار بے وفا قوم کا نام ہے جس نے خود اپنے ہی نبیوں اور رسولوں کے ساتھ بیشتر مواقع پر بے وفائی کی ہے۔ آج کے یہودی جو اسرائیلی حکومت قائم کر کے ارض فلسطین پر غاصبانہ قبضہ کئے بیٹھے ہیں اپنی فطری غداری و بے وفائی کی زندہ مثال ہیں۔ اسی مصلحت کے تحت اللہ تعالیٰ نے ارض حجاز کو اس غدار قوم سے خالی کرا دیا۔

٤٠٢٩ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ:

(۴۰۲۹) مجھ سے حسن بن مدرک نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن حماد نے بیان کیا، کہا ہم کو ابوعوانہ نے خبر دی، انہیں ابوبشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ میں نے ابن عباس ؓ کے سامنے کہا: ''سورۂ حشر''

قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: سُورَةُ الْحَشْرِ. قَالَ: قُلْ: سُورَةُ النَّضِيرِ. تَابَعَهُ هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بِشْرٍ.
[أطرافه في: ٤٦٤٥، ٤٨٨٢، ٤٨٨٣]

تو انہوں نے کہا کہ اسے ''سورۂ نضیر'' کہو (کیونکہ یہ سورت بنونضیر کے بارے میں نازل ہوئی ہے) اس روایت کی متابعت ہشیم نے ابوبشر سے کی ہے۔

٤٠٣٠- حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ يَجْعَلُ لِلنَّبِيِّ ﷺ النَّخَلَاتِ حَتَّى افْتَتَحَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرَ، فَكَانَ بَعْدَ ذَلِكَ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ.
[راجع: ٢٦٣٠]

(۴۰۳۰) ہم سے عبداللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا، ان سے معمر نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ انصاری صحابہ نبی کریم ﷺ کے لیے کچھ کھجور کے درخت مخصوص رکھتے تھے (تاکہ اس کا پھل آپ کی خدمت میں بھیج دیا جائے) لیکن جب اللہ تعالیٰ نے بنوقریظہ اور بنونضیر پر فتح عطا فرمائی تو حضور ﷺ ان کے پھل واپس فرمادیا کرتے تھے۔

٤٠٣١- حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: حَرَّقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ وَقَطَعَ وَهِيَ الْبُوَيْرَةُ فَنَزَلَتْ: ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَى أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللَّهِ﴾.
[الحشر: ٥] [راجع: ٢٣٢٦] [مسلم: ٤٥٥٢؛ ابوداود: ٢٦١٥؛ ترمذي: ١٥٥٢، ٣٣٠٢؛ ابن ماجه: ٢٨٤٤]

(۴۰۳۱) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے بنی نضیر کی کھجوروں کے باغات جلوادیے تھے اور ان کے درختوں کو کٹوادیا تھا۔ یہ باغات مقام بویرہ میں تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ''جو درخت تم نے کاٹ دیئے ہیں یا جنہیں تم نے چھوڑ دیا ہے کہ وہ اپنی جڑوں پر کھڑے رہے تو یہ اللہ کے حکم سے ہوا ہے۔''

٤٠٣٢- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حَبَّانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَرَّقَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ قَالَ: وَلَهَا يَقُولُ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ:

(۴۰۳۲) ہم سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم کو حبان نے خبر دی، انہیں جویریہ بن اسماء نے، انہیں نافع نے، انہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے بنونضیر کے باغات جلوادیے تھے۔ انہوں نے کہا کہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اسی کے متعلق یہ شعر کہا تھا۔

وَهَانَ عَلَى سَرَاةِ بَنِي لُؤَيٍّ
حَرِيقٌ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيرُ

ترجمہ ''بنولوی (قریش) کے سرداروں نے بڑی آسانی کے ساتھ برداشت کرلیا۔ مقام بویرہ میں اس آگ کو جو پھیل رہی تھی۔''

قَالَ: فَأَجَابَهُ أَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ:

أَدَامَ اللَّهُ ذَلِكَ مِنْ صَنِيعٍ
وَحَرَّقَ فِي نَوَاحِيهَا السَّعِيرُ

بیان کیا کہ پھر اس کا جواب ابوسفیان بن حارث نے ان اشعار میں دیا ''خدا کرے کہ مدینہ میں ہمیشہ یوں ہی آگ لگتی رہے اور اس کے اطراف میں یوں ہی شعلے اٹھتے رہیں۔ تمہیں جلد ہی معلوم ہو جائے گا کہ ہم میں

سَتَعْلَمُ أَيُّنَا مِنْهَا بِنُزْهٍ سے کون اس مقام بویرہ سے دور رہے گا اور تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس کی
وَتَعْلَمُ أَيَّ أَرْضَيْنَا تَضِيْرُ زمین کو نقصان پہنچتا ہے۔"

[راجع: ٢٣٢٦]

تشریح: ((بویرۃ)) بنی نضیر کے باغ کو کہتے تھے جو مدینہ کے قریب واقع تھا۔ بنی لؤی قریش کے لوگوں کو کہتے ہیں۔ ان میں اور بنی نضیر میں عہد و پیمان تھا حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا مطلب قریش کی ہجو کرنا ہے کہ ان کے دوستوں کے باغ جلتے رہے اور وہ قریش ان کی کچھ مدد نہ کر سکے۔ جوابی اشعار میں ابوسفیان نے مسلمانوں کو بددعا دی۔ یعنی خدا کرے تمہارے شہر میں ہمیشہ چاروں طرف آگ جلتی رہے۔ ابوسفیان کی بددعا مردود ہوگئی اور الحمدللہ مدینہ منورہ آج بھی جنت کی فضا رکھتا ہے۔ مولانا وحید الزماں نے ان اشعار کا اردو ترجمہ یوں منظوم کیا ہے۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے شعر کا ترجمہ:

بنی لؤی کے شریفوں پہ ہوگیا آساں
لگی ہو آگ بویرہ میں سب طرف پراں

ابوسفیان بن حارث کے اشعار کا ترجمہ:

خدا کرے کہ ہمیشہ رہے وہاں یہ حال
مدینہ کے چاروں طرف رہے آتش سوزاں
یہ جان لو گے تم اب عنقریب کون ہم میں
رہے گا بچا کس کا ملک اٹھائے گا نقصان

یہ ابوسفیان نے مسلمانوں کو اور ان کے شہر مدینہ کو بددعا دی تھی جو مردود ہوگئی۔

٤٠٣٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَوْسِ بْنِ حَدَثَانَ النُّصَيْرِيُّ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ دَعَاهُ إِذْ جَاءَهُ حَاجِبُهُ يَرْفَأُ قَالَ: هَلْ لَكَ فِيْ عُثْمَانَ، وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ يَسْتَأْذِنُوْنَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَأَدْخِلْهُمْ. فَلَبِثَ قَلِيْلاً، ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: هَلْ لَكَ فِيْ عَبَّاسٍ وَعَلِيٍّ يَسْتَأْذِنَانِ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَلَمَّا دَخَلَا، قَالَ عَبَّاسٌ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! اقْضِ بَيْنِيْ وَبَيْنَ هَذَا، وَهُمَا يَخْتَصِمَانِ فِي الَّذِيْ أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُوْلِهِ ﷺ مِنْ بَنِي النَّضِيْرِ، فَاسْتَبَّ عَلِيٌّ وَعَبَّاسٌ، فَقَالَ الرَّهْطُ: يَا أَمِيْرَ

(۴۰۳۳) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں مالک بن اوس بن حدثان نصیری نے خبر دی کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں بلایا تھا۔ (وہ ابھی امیر المؤمنین کی خدمت میں موجود تھے) کہ امیر المؤمنین کے چوکیدار یرفاء آئے اور عرض کیا کہ عثمان بن عفان، عبدالرحمن بن عوف، زبیر بن عوام اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم اندر آنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ کی طرف سے انہیں اجازت ہے؟ امیر المومنین نے فرمایا کہ ہاں، انہیں اندر بلا لو۔ تھوڑی دیر بعد یرفاء پھر آئے اور عرض کیا عباس اور علی رضی اللہ عنہما بھی اجازت چاہتے ہیں کیا انہیں آنے کی اجازت ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں، جب یہ بھی دونوں بزرگ اندر تشریف لے آئے تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: امیر المومنین! میرا اور ان (علی رضی اللہ عنہ) کا فیصلہ کر دیجئے۔ وہ دونوں اس جائیداد کے بارے میں جھگڑ رہے تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو مال بنو نضیر سے فے کے طور پر دی تھی۔ اس موقع پر علی اور عباس نے ایک دوسرے کو سخت سست کہا

الْمُؤْمِنِينَ! اقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَرِحْ أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخَرِ. فَقَالَ عُمَرُ: اتَّئِدُوا، أَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ، هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا نُورَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ)). يُرِيدُ بِذَلِكَ نَفْسَهُ. قَالُوا: قَدْ قَالَ ذَلِكَ. فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ: أَنْشُدُكُمَا بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ قَالَ: ذَلِكَ؟ قَالَا: نَعَمْ. قَالَ: فَإِنِّي أُحَدِّثُكُمْ عَنْ هَذَا الْأَمْرِ، إِنَّ اللَّهَ كَانَ خَصَّ رَسُولَهُ فِي هَذَا الْفَيْءِ بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِهِ أَحَدًا غَيْرَهُ فَقَالَ جَلَّ ذِكْرُهُ: ﴿وَمَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿قَدِيرٌ﴾ [الحشر: ٨] فَكَانَتْ هَذِهِ خَالِصَةً لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ وَاللَّهِ! مَا احْتَازَهَا دُونَكُمْ، وَلَا اسْتَأْثَرَهَا عَلَيْكُمْ، لَقَدْ أَعْطَاكُمُوهَا وَقَسَمَهَا فِيكُمْ، حَتَّى بَقِيَ هَذَا الْمَالُ مِنْهَا، فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ مِنْ هَذَا الْمَالِ، ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مَالِ اللَّهِ، فَعَمِلَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَيَاتَهُ، ثُمَّ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَأَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَقَبَضَهُ أَبُو بَكْرٍ، فَعَمِلَ فِيهِ بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَنْتُمْ حِينَئِذٍ. وَأَقْبَلَ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ وَقَالَ: تَذْكُرَانِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ فِيهِ كَمَا تَقُولَانِ، وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّهُ فِيهِ لَصَادِقٌ

اور ایک دوسرے پر تنقید کی تو حاضرین بولے: امیر المومنین! آپ ان دونوں بزرگوں کا فیصلہ کر دیں تا کہ دونوں میں جھگڑا نہ رہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جلدی نہ کیجئے۔ میں آپ لوگوں سے اس اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس کے حکم سے آسمان و زمین قائم ہیں، کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تھا: ''ہم انبیا کی وراثت تقسیم نہیں ہوتی جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔'' اور اس سے حضور ﷺ کی مراد خود اپنی ذات سے تھی؟ حاضرین بولے: جی ہاں! حضور ﷺ نے یہ فرمایا تھا۔ پھر عمر، عباس اور علی کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے کہا، میں آپ دونوں سے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا آپ کو بھی معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہ حدیث ارشاد فرمائی تھی؟ ان دونوں بزرگوں نے بھی جواب ہاں میں دیا۔ اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر میں آپ لوگوں سے اس معاملے پر گفتگو کرتا ہوں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو اس مال فے میں سے (جو بنونضیر سے ملا تھا) آپ کو خاص طور پر عطا فرما دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق فرمایا ہے کہ ''بنونضیر کے مالوں سے جو اللہ نے اپنے رسول کو دیا ہے تو تم نے اس کے لیے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے۔'' (یعنی جنگ نہیں کی) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''قدیر'' تک۔ تو یہ مال خاص رسول اللہ کے لیے تھا لیکن اللہ کی قسم کہ حضور ﷺ نے تمہیں نظر انداز کر کے اپنے لیے اسے مخصوص نہیں فرمایا تھا نہ تم پر اپنی ذات کو ترجیح دی تھی۔ پہلے اس مال میں سے تمہیں دیا اور تم میں اس کی تقسیم کی اور آخر اس فے میں سے یہ جائیداد بچ گئی۔ آپ اپنی ازواج مطہرات کا سالانہ خرچ بھی اس میں سے نکالتے تھے اور جو کچھ اس میں سے باقی بچتا اسے آپ اللہ تعالیٰ کے مصارف میں خرچ کیا کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے اپنی زندگی میں یہ جائیداد انہی مصارف میں خرچ کی۔ پھر جب آپ کی وفات ہو گئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے آنحضرت ﷺ کا خلیفہ بنا دیا گیا۔ اس لیے انہوں نے اسے اپنے قبضہ میں لے لیا اور انہیں مصارف میں خرچ کرتے رہے جس میں آنحضرت ﷺ خرچ کیا کرتے تھے اور آپ لوگ یہیں موجود تھے۔ اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے

بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ تَوَفَّى اللَّهُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ: أَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ. فَقَبَضْتُهُ سَنَتَيْنِ مِنْ إِمَارَتِي أَعْمَلُ فِيْهِ بِمَا عَمِلَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ وَأَبُوْ بَكْرٍ، وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَنِّيْ فِيْهِ صَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ، ثُمَّ جِئْتُمَانِيْ كِلَاكُمَا وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ وَأَمْرُكُمَا جَمِيْعٌ، فَجِئْتَنِيْ- يَعْنِيْ عَبَّاسًا- فَقُلْتُ لَكُمَا: إِنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا نُوْرَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ)). فَلَمَّا بَدَا لِيْ أَنْ أَدْفَعَهُ إِلَيْكُمَا قُلْتُ: إِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهُ إِلَيْكُمَا عَلَى أَنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللَّهِ وَمِيْثَاقَهُ لَتَعْمَلَانِ فِيْهِ بِمَا عَمِلَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ وَأَبُوْ بَكْرٍ، وَمَا عَمِلْتُ فِيْهِ مُنْذُ وُلِيْتُ، وَإِلَّا فَلَا تُكَلِّمَانِيْ، فَقُلْتُمَا: ادْفَعْهُ إِلَيْنَا بِذَلِكَ. فَدَفَعْتُهُ إِلَيْكُمَا، أَفَتَلْتَمِسَانِ مِنِّيْ قَضَاءً غَيْرَ ذَلِكَ فَوَاللَّهِ الَّذِيْ بِإِذْنِهِ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ! لَا أَقْضِيْ فِيْهِ بِقَضَاءٍ غَيْرِ ذَلِكَ حَتَّى تَقُوْمَ السَّاعَةُ، فَإِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهُ، فَادْفَعَا إِلَيَّ فَأَنَا أَكْفِيْكُمَاهُ. [راجع: ٢٩٠٤]

اور فرمایا: آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی وہی طریقہ اختیار کیا، جیسا کہ آپ لوگوں کو بھی اس کا اقرار ہے اور اللہ کی قسم کہ وہ اپنے اس طرز عمل میں سچے، مخلص، صحیح راستے پر اور حق کی پیروی کرنے والے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی اٹھا لیا، اس لیے میں نے کہا کہ مجھے رسول کریم ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خلیفہ بنایا گیا ہے۔ چنانچہ میں اس جائیداد پر اپنی خلافت کے دو سالوں سے قابض ہوں اور اسے انہی مصارف میں صرف کرتا ہوں جس میں آنحضرت ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں بھی اپنے طرز عمل میں سچا، مخلص، صحیح راستے پر اور حق کی پیروی کرنے والا ہوں۔ پھر آپ دونوں میرے پاس آئے ہیں۔ آپ دونوں ایک ہی ہیں اور آپ کا معاملہ بھی ایک ہے۔ پھر آپ میرے پاس آئے۔ آپ کی مراد عباس رضی اللہ عنہ سے تھی تو میں نے آپ دونوں کے سامنے یہ بات صاف کہہ دی تھی کہ رسول کریم فرما گئے تھے کہ "ہمارا ترکہ تقسیم نہیں ہوتا۔ ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔" پھر جب وہ جائیداد بطور انتظام میں آپ دونوں کو دے دوں تو میں نے آپ سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں یہ جائیداد آپ کو دے سکتا ہوں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کیے ہوئے عہد کی تمام ذمہ داریوں کو آپ پورا کریں۔ آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اور خود میں نے جب سے میں خلیفہ بنا ہوں، اس جائیداد کے معاملہ میں کس طرز عمل کو اختیار کیا ہوا ہے۔ اگر یہ شرط آپ کو منظور نہ ہو تو پھر مجھ سے اس کے بارے میں آپ لوگ بات نہ کریں۔ آپ لوگوں نے اس پر کہا کہ ٹھیک ہے۔ آپ اسی شرط پر وہ جائیداد ہمارے حوالے کر دیں۔ چنانچہ میں نے اسے آپ لوگوں کے حوالے کر دیا۔ کیا آپ حضرات اس کے سوا کوئی اور فیصلہ اس سلسلے میں مجھ سے کروانا چاہتے ہیں؟ اس اللہ کی قسم! جس کے حکم سے آسمان و زمین قائم ہیں، قیامت تک میں اس کے سوا کوئی اور فیصلہ نہیں کر سکتا۔ اگر آپ لوگ (شرط کے مطابق اس کے انتظام سے) عاجز ہیں تو وہ جائیداد مجھے واپس کر دیں۔ میں خود اس کا انتظام کروں گا۔

٤٠٣٤- قَالَ: فَحَدَّثْتُ هَذَا الْحَدِيْثَ، عُرْوَةَ

(۴۰۳۴) زہری نے بیان کیا کہ پھر میں نے اس حدیث کا تذکرہ عروہ بن

ابْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ: صَدَقَ مَالِكُ بْنُ أَوْسٍ، أَنَا سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ: أَرْسَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ عُثْمَانَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ يَسْأَلْنَهُ ثُمُنَهُنَّ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ، فَكُنْتُ أَنَا أَرُدُّهُنَّ، فَقُلْتُ لَهُنَّ: أَلَا تَتَّقِينَ اللَّهَ؟ أَلَمْ تَعْلَمْنَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: ((لَا نُورَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ- يُرِيدُ بِذَلِكَ نَفْسَهُ- إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ فِي هَذَا الْمَالِ)). فَانْتَهَى أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى مَا أَخْبَرَتْهُنَّ. قَالَ: فَكَانَتْ هَذِهِ الصَّدَقَةُ بِيَدِ عَلِيٍّ، مَنَعَهَا عَلِيٌّ عَبَّاسًا فَغَلَبَهُ عَلَيْهَا، ثُمَّ كَانَ بِيَدِ حَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، ثُمَّ بِيَدِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ، ثُمَّ بِيَدِ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ وَحَسَنِ بْنِ حَسَنٍ، كِلَيْهِمَا كَانَا يَتَدَاوَلَانِهَا، ثُمَّ بِيَدِ زَيْدِ بْنِ حَسَنٍ، وَهِيَ صَدَقَةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَقًّا. [انظر: ٦٧٢٧، ٦٧٣٠]

زبیر سے کیا تو انہوں نے کہا کہ مالک بن اوس نے یہ روایت تم سے صحیح بیان کی ہے۔ میں نے نبی کریم ﷺ کی پاک بیوی عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ حضور ﷺ کی ازواج مطہرات نے عثمان رضی اللہ عنہ کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور ان سے درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ نے جو فے اپنے رسول اللہ ﷺ کو دی تھی اس میں سے ان کے حصے دیئے جائیں۔ لیکن میں نے انہیں روکا اور ان سے کہا تم اللہ سے نہیں ڈرتی کیا نبی ﷺ نے خود نہیں فرمایا تھا کہ "ہمارا ترکہ تقسیم نہیں ہوتا؟ ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کا اشارہ اس ارشاد میں خود اپنی ذات کی طرف تھا۔ البتہ آل محمد (ﷺ) کو اس جائیداد میں سے تا زندگی (ان کی ضروریات کے لیے) ملتا رہے گا۔" جب میں نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو یہ حدیث سنائی تو انہوں نے بھی اپنا خیال بدل دیا۔ عروہ نے کہا کہ یہی وہ صدقہ ہے جس کا انتظام پہلے علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا۔ علی رضی اللہ عنہ نے عباس رضی اللہ عنہ کو اس کے احکام میں شریک نہیں کیا تھا بلکہ خود اس کا انتظام کرتے تھے (اور جس طرح آنحضور ﷺ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے اسے خرچ کیا تھا، اسی طرح انہیں مصارف میں وہ بھی خرچ کرتے تھے) اس کے بعد وہ صدقہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے انتظام میں آ گیا تھا۔ پھر حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے انتظام میں رہا۔ پھر جناب علی بن حسین اور حسن بن حسن کے انتظام میں آ گیا تھا اور یہ حق ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا صدقہ تھا۔

تشریح: اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وراثت نبوی کے بارے میں فرمان نبوی پر پورے طور پر عمل کیا کہ اسے تقسیم نہیں ہونے دیا۔ جن مصارف میں نبی کریم ﷺ نے اسے صرف فرمایا یہ حضرات بھی ان ہی مصارف میں اسے صرف فرماتے رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی اس بارے میں اختلاف نہ تھا۔ اگر کچھ اختلاف بھی تھا تو صرف اس بارے میں کہ اس صدقہ کی نگرانی کون کرے؟ اس کا متولی کون ہو؟ اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تفصیل سے ان حضرات کو معاملہ سمجھا کر اس ترکہ کو ان کے حوالے کر دیا۔ (رضی الله عنهم و رضوا عنه)

٤٠٣٥ـ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ فَاطِمَةَ وَالْعَبَّاسَ أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ يَلْتَمِسَانِ مِيرَاثَهُمَا، أَرْضَهُ مِنْ فَدَكٍ، وَسَهْمَهُ مِنْ خَيْبَرَ. [راجع:

(۴۰۳۵) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں عروہ نے اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور عباس رضی اللہ عنہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور رسول اللہ ﷺ کی زمین جو فدک میں تھی اور جو خیبر میں آپ کو حصہ ملا تھا، اس میں سے اپنے ورثہ کا مطالبہ کیا۔

[۳۰۹۲

٤٠٣٦ـ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا نُوْرَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ فِي هٰذَا الْمَالِ)). وَاللّٰهِ! لَقَرَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي. [راجع: ۳۰۹۳]

(۴۰۳۶) اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے خود نبی ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ ''ہمارا ترکہ تقسیم نہیں ہوتا۔ جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔ البتہ آل محمد (ﷺ) کو اس جائیداد میں سے خرچ ضرور ملتا رہے گا۔'' اور اللہ کی قسم! رسول کریم ﷺ کے قرابت داروں کے ساتھ عمدہ معاملہ کرنا مجھے خود اپنے قرابت داروں کے ساتھ حسن معاملت سے زیادہ عزیز ہے۔

تشریح: حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک طرف فرمان رسول اللہ ﷺ کا احترام باقی رکھا تو دوسری طرف حضرات اہل بیت کے بارے میں صاف فرمادیا کہ ان کا احترام، ان کی خدمت، ان کے ساتھ حسن برتاؤ مجھ کو خود اپنے عزیزوں کے ساتھ حسن برتاؤ سے زیادہ عزیز ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی دل جوئی کرنا، ان کا اہم ترین مقصد تھا اور تا حیات آپ نے اس کو عملی جامہ پہنایا اور اس حال میں دنیا سے رخصت ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو قیامت کے دن فردوس بریں میں جمع کرے گا اور سب ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ﴾ (۷/ الاعراف: ۴۳) کے مصداق ہوں گے۔

بَابُ قَتْلِ كَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ باب: کعب بن اشرف یہودی کے قتل کا قصہ

تشریح: اس پر تفصیلی نوٹ مقدمۃ البخاری پارہ ۱۲ میں گزر چکا ہے۔ مختصر یہ کہ یہ بڑا سرمایہ دار یہودی تھا۔ نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں کی ہجو کیا کرتا اور قریش کے کفار کو مسلمانوں کے خلاف ابھارتا۔ اس کی شرارتوں کا خاتمہ کرنے کے لئے مجبوراً ماہ ربیع الاول سنہ ۳ھ میں یہ قدم اٹھایا گیا ﴿فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۭ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (٦/ الانعام: ٤٥)

٤٠٣٧ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ عَمْرٌو: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ)). فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَتُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)). قَالَ: فَأْذَنْ لِي أَنْ أَقُوْلَ شَيْئًا. قَالَ: ((قُلْ)). فَأَتَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ: إِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ قَدْ سَأَلَنَا صَدَقَةً، وَإِنَّهُ قَدْ عَنَّانَا، وَإِنِّي قَدْ أَتَيْتُكَ أَسْتَسْلِفُكَ. قَالَ: وَأَيْضًا وَاللّٰهِ! لَتَمَلُّنَّهُ: قَالَ: إِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاهُ فَلَا نُحِبُّ

(۴۰۳۷) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے کہا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا کہ میں نے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''کعب بن اشرف کا کام کون تمام کرے گا؟ وہ اللہ اور اس کے رسول کو بہت ستا رہا ہے۔'' اس پر محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ اجازت دیں گے کہ میں اسے قتل کر آؤں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں مجھ کو یہ پسند ہے۔'' انہوں نے عرض کیا: پھر آپ مجھے اجازت عنایت فرمائیں کہ میں اس سے کچھ باتیں کہوں۔ آپ نے انہیں اجازت دے دی۔ اب محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کعب بن اشرف کے پاس آئے اور اس سے کہا، یہ شخص (اشارہ حضور اکرم ﷺ کی طرف تھا) ہم سے صدقہ مانگتا رہتا ہے اور اس نے ہمیں تھکا مارا ہے۔ اس لیے میں تم سے

أَنْ نَدَعَهُ حَتَّى نَنْظُرَ إِلَى أَيِّ شَيْءٍ يَصِيرُ شَأْنُهُ، وَقَدْ أَرَدْنَا أَنْ تُسْلِفَنَا وَسْقًا، أَوْ وَسْقَيْنِ۔ وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو غَيْرَ مَرَّةٍ، فَلَمْ يَذْكُرْ وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ: فِيهِ وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ؟ فَقَالَ: أُرَى فِيهِ: وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ۔ فَقَالَ: نَعَمْ، ارْهَنُونِي. قَالُوا: أَيَّ شَيْءٍ تُرِيدُ؟ قَالَ: ارْهَنُونِي نِسَائَكُمْ. قَالُوا: كَيْفَ نَرْهَنُكَ نِسَائَنَا وَأَنْتَ أَجْمَلُ الْعَرَبِ؟ قَالَ: فَارْهَنُونِي أَبْنَائَكُمْ. قَالُوا: كَيْفَ نَرْهَنُكَ أَبْنَائَنَا فَيُسَبُّ أَحَدُهُمْ، فَيُقَالُ: رُهِنَ بِوَسْقٍ أَوْ وَسْقَيْنِ؟ هٰذَا عَارٌ عَلَيْنَا، وَلٰكِنَّا نَرْهَنُكَ اللَّأْمَةَ۔ قَالَ سُفْيَانُ: يَعْنِي السِّلَاحَ۔ فَوَاعَدَهُ أَنْ يَأْتِيَهُ، فَجَاءَهُ لَيْلًا وَمَعَهُ أَبُو نَائِلَةَ وَهُوَ أَخُو كَعْبٍ مِنَ الرَّضَاعَةِ، فَدَعَاهُمْ إِلَى الْحِصْنِ، فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ فَقَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ: أَيْنَ تَخْرُجُ هٰذِهِ السَّاعَةَ؟ فَقَالَ: إِنَّمَا هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ، وَأَخِي أَبُو نَائِلَةَ۔ وَقَالَ غَيْرُ عَمْرٍو: قَالَتْ: أَسْمَعُ صَوْتًا كَأَنَّهُ يَقْطُرُ مِنْهُ الدَّمُ. قَالَ: إِنَّمَا هُوَ أَخِي مُحَمَّدُ ابْنُ مَسْلَمَةَ وَرَضِيعِي أَبُو نَائِلَةَ۔ إِنَّ الْكَرِيمَ لَوْ دُعِيَ إِلَى طَعْنَةٍ بِلَيْلٍ لَأَجَابَ۔ قَالَ: وَيُدْخِلُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ مَعَهُ بِرَجُلَيْنِ۔ قِيلَ لِسُفْيَانَ: سَمَّاهُمْ عَمْرٌو؟ قَالَ: سَمَّى بَعْضَهُمْ قَالَ عَمْرٌو؟ جَاءَ مَعَهُ بِرَجُلَيْنِ فَقَالَ: إِذَا مَاجَاءَ وَقَالَ غَيْرُ عَمْرٍو أَبُو عَبْسِ ابْنُ جَبْرٍ، وَالْحَارِثُ بْنُ أَوْسٍ وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ عَمْرٌو: وَجَاءَ مَعَهُ بِرَجُلَيْنِ۔ فَقَالَ:

قرض لینے آیا ہوں۔ اس پر کعب نے کہا: ابھی آگے دیکھنا، اللہ کی قسم! بالکل اکتا جاؤ گے۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا، چونکہ ہم نے بھی اب ان کی اتباع کر لی ہے۔ اس لیے جب تک یہ نہ کھل جائے کہ ان کا انجام کیا ہوتا ہے، انہیں چھوڑنا بھی مناسب نہیں۔ میں تم سے ایک وسق یا (راوی نے بیان کیا کہ) دو وسق غلہ قرض لینے آیا ہوں۔ اور ہم سے عمرو بن دینار نے یہ حدیث کئی دفعہ بیان کی لیکن ایک وسق یا دو وسق غلے کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ میں نے ان سے کہا کہ حدیث میں ایک وسق یا دو وسق کا بھی ذکر ہے؟ انہوں نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ حدیث میں ایک یا دو وسق کا ذکر آیا ہے۔ کعب بن اشرف نے کہا: ہاں میرے پاس کچھ گروی رکھ دو۔ انہوں نے پوچھا: گروی میں تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: اپنی عورتوں کو رکھ دو۔ انہوں نے کہا کہ تم عرب کے بہت خوبصورت مرد ہو۔ ہم تمہارے پاس اپنی عورتیں کس طرح گروی رکھ سکتے ہیں۔ اس نے کہا: پھر اپنے بچوں کو گروی رکھ دو۔ انہوں نے کہا: ہم بچوں کو کس طرح گروی رکھ سکتے ہیں کل انہیں اسی پر گالیاں دی جائیں گی کہ ایک یا دو وسق غلہ پر اسے رہن رکھ دیا گیا تھا، یہ تو بڑی بے غیرتی ہوگی۔ البتہ ہم تمہارے پاس اپنے ”لامہ“ گروی رکھ سکتے ہیں۔ سفیان نے کہا کہ مراد اس سے ہتھیار تھے۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس سے دوبارہ ملنے کا وعدہ کیا اور رات کے وقت اس کے یہاں آئے۔ ان کے ساتھ ابو نائلہ بھی موجود تھے وہ کعب بن اشرف کے رضاعی بھائی تھے۔ پھر اس کے قلعہ کے پاس جا کر انہوں نے آواز دی۔ وہ باہر آنے لگا تو اس کی بیوی نے کہا اس وقت (اتنی رات گئے) کہاں باہر جا رہے ہو؟ اس نے کہا: وہ تو محمد بن مسلمہ اور میرا بھائی ابو نائلہ ہے۔ عمرو کے سوا (دوسرے راوی) نے بیان کیا کہ اس کی بیوی نے اس سے کہا تھا کہ مجھے تو یہ آواز ایسی لگتی ہے جیسے اس سے خون ٹپک رہا ہو۔ کعب نے جواب دیا کہ میرے بھائی محمد بن مسلمہ اور میرے رضاعی بھائی ابو نائلہ ہیں۔ شریف کو اگر رات میں بھی نیزہ بازی کے لیے بلایا جائے تو وہ نکل پڑتا ہے۔ راوی نے بیان کیا کہ جب محمد بن مسلمہ اندر گئے تو ان کے ساتھ دو آدمی اور تھے۔ سفیان سے پوچھا گیا کہ کیا عمرو بن دینار نے ان کے نام بھی لیے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ بعض کا

إِذَا مَا جَاءَ فَإِنِّي قَائِلٌ بِشَعَرِهِ فَأَشَمُّهُ، فَإِذَا رَأَيْتُمُونِي اسْتَمْكَنْتُ مِنْ رَأْسِهِ فَدُونَكُمْ فَاضْرِبُوهُ. وَقَالَ مَرَّةً: ثُمَّ أُشِمُّكُمْ. فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ مُتَوَشِّحًا وَهُوَ يَنْفَحُ مِنْهُ رِيحُ الطِّيبِ، فَقَالَ: مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ رِيحًا- أَيْ أَطْيَبَ- وَقَالَ غَيْرُ عَمْرٍو: قَالَ: عِنْدِي أَعْطَرُ سَيِّدُ الْعَرَبِ وَأَكْمَلُ الْعَرَبِ قَالَ عَمْرٌو: فَقَالَ: أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أَشَمَّ رَأْسَكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَشَمَّهُ، ثُمَّ أَشَمَّ أَصْحَابَهُ ثُمَّ قَالَ: أَتَأْذَنُ لِي قَالَ: نَعَمْ. فَلَمَّا اسْتَمْكَنَ مِنْهُ قَالَ: دُونَكُمْ. فَقَتَلُوهُ ثُمَّ أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرُوهُ.

[راجع: ٢٥١٠]

نام لیا تھا۔ عمرو نے بیان کیا کہ وہ آئے تو ان کے ساتھ دو آدمی اور تھے اور عمرو بن دینار کے سوا (راوی نے) ابوعبس بن جبر، حارث بن اوس اور عباد بن بشر نام بتائے تھے۔ عمرو نے بیان کیا کہ وہ اپنے ساتھ دو آدمیوں کو لائے تھے اور انہیں یہ ہدایت کی تھی کہ کہ جب کعب آئے تو میں اس کے (سر کے) بال ہاتھ میں لے لوں گا اور اسے سونگھنے لگوں گا۔ جب تمہیں اندازہ ہو جائے کہ میں نے اس کا سر پوری طرح اپنے قبضہ میں لے لیا ہے تو پھر تم تیار ہو جانا اور اسے قتل کر ڈالنا۔ عمرو نے ایک مرتبہ بیان کیا کہ پھر میں اس کا سر سونگھوں گا۔ آخر کعب چادر لپیٹے ہوئے باہر آیا۔ اس کے جسم سے خوشبو پھوٹی پڑتی تھی۔ محمد بن مسلمہ ؓ نے کہا: آج سے زیادہ عمدہ خوشبو میں نے کبھی نہیں سونگھی تھی۔ عمرو کے سوا (دوسرے راوی) نے بیان کیا کہ کعب اس پر بولا: میرے پاس عرب کی وہ عورت ہے جو ہر وقت عطر میں بسی رہتی ہے اور حسن و جمال میں بھی اس کی کوئی نظیر نہیں۔ عمرو نے بیان کیا کہ محمد بن مسلمہ ؓ نے اس سے کہا: کیا تمہارے سر کو سونگھنے کی مجھے اجازت ہے؟ اس نے کہا سونگھ سکتے ہو۔ راوی نے بیان کیا کہ محمد بن مسلمہ ؓ نے اس کا سر سونگھا اور ان کے بعد ان کے ساتھیوں نے بھی سونگھا۔ پھر انہوں نے کہا: کیا دوبارہ سونگھنے کی اجازت ہے؟ اس نے اس مرتبہ بھی اجازت دے دی۔ پھر جب محمد بن مسلمہ ؓ نے اسے پوری طرح اپنے قابو میں کر لیا تو اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا کہ تیار ہو جاؤ۔ چنانچہ انہوں نے اسے قتل کر دیا اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی اطلاع دی۔

تشریح: کعب بن اشرف کا کام تمام کرنے والے گروہ کے سردار حضرت محمد بن مسلمہ ؓ تھے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے وعدہ تو کر لیا مگر کئی دن تک متفکر رہے۔ پھر ابونائلہ کے پاس آئے جو کعب کا رضاعی بھائی تھا اور عباد بن بشر اور حارث بن اوس۔ ابوعبس بن جبر (ؓ) کو بھی مشورہ میں شریک کیا اور یہ سب مل کر نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ ہم کو اجازت دیجئے کہ ہم جو مناسب سمجھیں کعب سے ویسی باتیں کریں۔ آپ نے ان کو بطور مصلحت اجازت مرحمت فرمائی اور رات کے وقت جب یہ لوگ مدینہ سے چلے تو نبی کریم ﷺ بقیع تک ان کے ساتھ آئے۔ چاندنی رات تھی۔ آپ نے فرمایا، جاؤ اللہ تمہاری مدد کرے۔

کعب بن اشرف مدینہ کا بہت بڑا متعصب یہودی تھا اور بڑا مالدار آدمی تھا۔ اسلام سے اسے سخت نفرت اور عداوت تھی۔ قریش کو مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے ابھارتا رہتا تھا اور ہمیشہ اس ٹوہ میں لگا رہتا تھا کہ کسی نہ کسی طرح دھوکے سے نبی کریم ﷺ کو قتل کرا دے۔ فتح الباری میں ایک دعوت کا ذکر ہے جس میں اس ظالم نے اس غرض فاسد کے تحت نبی کریم ﷺ کو مدعو کیا تھا مگر حضرت جبرائیل ؑ نے اس کی نیت بد سے نبی

کریم ﷺ کو آگاہ کر دیا اور آپ بال بال بچ گئے۔ اس کی ان جملہ حرکات بد کو دیکھ کر نبی کریم ﷺ نے اس کو ختم کرنے کے لئے صحابہ کے سامنے اپنا خیال ظاہر فرمایا جس پر حضرت محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ نے آمادگی کا اظہار کیا۔ کعب بن اشرف محمد بن مسلمہ کا ماموں بھی ہوتا تھا۔ مگر اسلام اور پیغمبر علیہ السلام کا رشتہ دنیاوی سب رشتوں سے بلند و بالا تھا۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے اس ظالم کو بایں طور ختم کرایا جس سے فتنوں کا دروازہ بند ہو کر امن قائم ہو گیا اور بہت سے لوگ جنگ کی صورت پیش آنے اور قتل ہونے سے بچ گئے۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں:

"روی ابو داود و الترمذی من طریق الزهری عن عبد الرحمن بن عبد الله بن كعب بن مالك عن ابيه ان كعب بن الاشرف كان شاعرا يهجو رسول الله ﷺ ويحرض عليه كفار قريش وكان النبی ﷺ قدم المدينة واهلها اخلاط فاراد رسول الله ﷺ استصلاحهم وكان اليهود والمشركون يوذون المسلمين اشد الاذى فامر الله رسوله والمسلمين بالصبر فلما ابى كعب ان ينزع عن اذاه امر رسول الله ﷺ سعد بن معاذ ان يبعث رهطا ليقتلوه وذكره ابن سعد ان قتله كان فی ربيع الاول من السنة الثالثة۔" (فتح الباری)

خلاصہ یہ کہ کعب بن اشرف شاعر بھی تھا جو شعروں میں رسول اللہ ﷺ کی ہجو کرتا اور قریش کو آپ کے اوپر حملہ کرنے کی ترغیب دلاتا۔ نبی کریم ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں کے باشندے آپس میں خلط ملط تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی اصلاح و سدھار کا بیڑا اٹھایا یہودی اور مشرکین نبی کریم ﷺ کو سخت ایذائیں پہنچانے کے درپے رہتے۔ پس اللہ نے اپنے رسول اور مسلمانوں کو صبر کا حکم فرمایا جب کعب بن اشرف کی شرارتیں حد سے زیادہ بڑھنے لگیں اور وہ ایذا رسانی سے باز نہ آیا تب آپ ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ ایک جماعت کو بھیجیں جو اس کا خاتمہ کرے ابن سعد نے کہا کہ کعب بن اشرف کا قتل ۳ھ میں ہوا۔

بَابُ قَتْلِ أَبِي رَافِعٍ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ أَبِي الْحُقَيْقِ

وَيُقَالُ سَلَّامُ بْنُ أَبِي الْحُقَيْقِ كَانَ بِخَيْبَرَ، وَيُقَالُ فِي حِصْنٍ لَهُ بِأَرْضِ الْحِجَازِ. وَقَالَ الزُّهْرِيُّ: هُوَ بَعْدَ كَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ.

٤٠٣٨۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَهْطًا إِلَى أَبِي رَافِعٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَتِيْكٍ بَيْتَهُ لَيْلاً وَهُوَ نَائِمٌ فَقَتَلَهُ. [راجع: ٣٠٢٢]

٤٠٣٩۔ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُوْسَى، عَنْ إِسْرَائِيْلَ، عَنْ

باب: ابو رافع عبداللہ بن ابی الحقیق یہودی کے قتل کا قصہ

کہتے ہیں اس کا نام سلام بن ابی الحقیق تھا۔ یہ خیبر میں رہتا تھا۔ بعضوں نے کہا ایک قلعہ میں جو حجاز کے ملک میں واقع تھا۔ زہری نے کہا: ابو رافع، کعب بن اشرف کے بعد قتل ہوا۔ (رمضان ۶ھ میں)

(۴۰۳۸) مجھ سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن آدم نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی زائدہ نے، انہوں نے اپنے والد زکریا بن ابی زائدہ سے، ان سے ابو اسحاق سبیعی نے بیان کیا، ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے چند آدمیوں کو ابو رافع کے پاس بھیجا۔ (منجملہ ان کے) عبداللہ بن عتیک رات کو اس کے گھر میں گھسے، وہ سو رہا تھا چنانچہ اسے قتل کر دیا۔

(۴۰۳۹) ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے، ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے براء

أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى أَبِي رَافِعٍ الْيَهُودِيِّ رِجَالاً مِنَ الْأَنْصَارِ، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَاللَّهِ بْنَ عَتِيكٍ، وَكَانَ أَبُو رَافِعٍ يُؤْذِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَيُعِينُ عَلَيْهِ، وَكَانَ فِي حِصْنٍ لَهُ بِأَرْضِ الْحِجَازِ، فَلَمَّا دَنَوْا مِنْهُ، وَقَدْ غَرَبَتِ الشَّمْسُ، وَرَاحَ النَّاسُ بِسَرْحِهِمْ قَالَ: عَبْدُاللَّهِ لِأَصْحَابِهِ: اجْلِسُوا مَكَانَكُمْ، فَإِنِّي مُنْطَلِقٌ، وَمُتَلَطِّفٌ لِلْبَوَّابِ، لَعَلِّي أَنْ أَدْخُلَ. فَأَقْبَلَ حَتَّى دَنَا مِنَ الْبَابِ ثُمَّ تَقَنَّعَ بِثَوْبِهِ كَأَنَّهُ يَقْضِي حَاجَةً، وَقَدْ دَخَلَ النَّاسُ، فَهَتَفَ بِهِ الْبَوَّابُ يَا عَبْدَاللَّهِ! إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ أَنْ تَدْخُلَ فَادْخُلْ، فَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُغْلِقَ الْبَابَ. فَدَخَلْتُ فَكَمَنْتُ، فَلَمَّا دَخَلَ النَّاسُ أَغْلَقَ الْبَابَ، ثُمَّ عَلَّقَ الْأَغَالِيقَ عَلَى وَدٍّ قَالَ: فَقُمْتُ إِلَى الْأَقَالِيدِ، فَأَخَذْتُهَا فَفَتَحْتُ الْبَابَ، وَكَانَ أَبُو رَافِعٍ يُسْمَرُ عِنْدَهُ، وَكَانَ فِي عَلَالِيَّ لَهُ، فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْهُ أَهْلُ سَمَرِهِ صَعِدْتُ إِلَيْهِ، فَجَعَلْتُ كُلَّمَا فَتَحْتُ بَابًا أَغْلَقْتُ عَلَيَّ مِنْ دَاخِلٍ، قُلْتُ: إِنِ الْقَوْمُ لَوْ نَذِرُوا بِي لَمْ يَخْلُصُوا إِلَيَّ حَتَّى أَقْتُلَهُ. فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ، فَإِذَا هُوَ فِي بَيْتٍ مُظْلِمٍ وَسْطَ عِيَالِهِ، لَا أَدْرِي أَيْنَ هُوَ مِنَ الْبَيْتِ قُلْتُ: أَبَا رَافِعٍ قَالَ: مَنْ هَذَا؟ فَأَهْوَيْتُ نَحْوَ الصَّوْتِ، فَأَضْرِبُهُ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ، وَأَنَا دَهِشٌ فَمَا أَغْنَيْتُ شَيْئًا، وَصَاحَ فَخَرَجْتُ

بن عازب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابورافع یہودی (کے قتل) کے لیے چند انصاری صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھیجا اور عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر بنایا۔ یہ ابورافع حضور اکرم ﷺ کو ایذا دیا کرتا تھا اور آپ کے دشمنوں کی مدد کیا کرتا تھا۔ حجاز میں اس کا ایک قلعہ تھا اور وہیں وہ رہا کرتا تھا۔ جب اس کے قلعہ کے قریب یہ پہنچے تو سورج غروب ہو چکا تھا اور لوگ اپنے مویشی لے کر (اپنے گھروں کو) واپس ہو چکے تھے۔ عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم لوگ یہیں ٹھہرے رہو میں (اس قلعہ پر) جا رہا ہوں اور دربان پر کوئی تدبیر کروں گا۔ تاکہ میں اندر جانے میں کامیاب ہو جاؤں۔ چنانچہ وہ (قلعہ کے پاس) آئے اور دروازے کے قریب پہنچ کر انہوں نے خود کو اپنے کپڑوں میں اس طرح چھپا لیا جیسے کوئی قضائے حاجت کر رہا ہو۔ قلعہ کے تمام آدمی اندر داخل ہو چکے تھے۔ دربان نے آواز دی: اے اللہ کے بندے! اگر اندر آنا ہے تو جلد آ جا، میں اب دروازہ بند کر دوں گا۔ (عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے کہا) چنانچہ میں بھی اندر چلا گیا اور چھپ کر اس کی کارروائی دیکھنے لگا۔ جب سب لوگ اندر آ گئے تو اس نے دروازہ بند کیا اور کنجیوں کا گچھا ایک کھونٹی پر لٹکا دیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ اب میں ان کنجیوں کی طرف بڑھا اور انہیں لے لیا، پھر میں نے قلعہ کا دروازہ کھول لیا۔ ابورافع کے پاس رات کے وقت داستانیں بیان کی جا رہی تھیں اور وہ اپنے خاص بالاخانے میں تھا۔ جب داستان گو اس کے یہاں سے اٹھ کر چلے گئے تو میں اس کمرے کی طرف چڑھنے لگا۔ اس عرصہ میں، میں جتنے دروازے اس تک پہنچنے کے لیے کھولتا تھا انہیں اندر سے بند کرتا جاتا تھا۔ میرا مطلب یہ تھا کہ اگر قلعہ والوں کو میرے متعلق علم بھی ہو جائے تو اس وقت تک یہ لوگ میرے پاس نہ پہنچ سکیں جب تک میں اسے قتل نہ کر لوں۔ آخر میں اس کے قریب پہنچ گیا۔ اس وقت وہ ایک تاریک کمرے میں اپنے بال بچوں کے ساتھ (سو رہا) تھا مجھے کچھ اندازہ نہیں ہو سکا کہ وہ کہاں ہے۔ اس لیے میں نے آواز دی: یا ابا رافع؟ وہ بولا کون ہے؟ اب میں نے آواز کی طرف بڑھ کر تلوار کی ایک ضرب لگائی۔ اس وقت میرا دل دھک دھک کر رہا تھا۔ یہی وجہ ہوئی کہ میں اس کا کام تمام

مِنَ الْبَيْتِ، فَأَمْكُثُ غَيْرَ بَعِيدٍ ثُمَّ دَخَلْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ: مَا هَذَا الصَّوْتُ؟ يَا أَبَا رَافِعٍ فَقَالَ: لِأُمِّكَ الْوَيْلُ، إِنَّ رَجُلًا فِي الْبَيْتِ ضَرَبَنِي قَبْلُ بِالسَّيْفِ، قَالَ: فَأَضْرِبُهُ ضَرْبَةً أَثْخَنَتْهُ وَلَمْ أَقْتُلْهُ، ثُمَّ وَضَعْتُ ضَبِيبَ السَّيْفِ فِي بَطْنِهِ حَتَّى أَخَذَ فِي ظَهْرِهِ، فَعَرَفْتُ أَنِّي قَتَلْتُهُ، فَجَعَلْتُ أَفْتَحُ الْأَبْوَابَ بَابًا بَابًا حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى دَرَجَةٍ لَهُ، فَوَضَعْتُ رِجْلِي وَأَنَا أُرَى أَنِّي قَدِ انْتَهَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ فَوَقَعْتُ فِي لَيْلَةٍ مُقْمِرَةٍ، فَانْكَسَرَتْ سَاقِي، فَعَصَبْتُهَا بِعِمَامَةٍ، ثُمَّ انْطَلَقْتُ حَتَّى جَلَسْتُ عَلَى الْبَابِ فَقُلْتُ: لَا أَخْرُجُ اللَّيْلَةَ حَتَّى أَعْلَمَ أَقَتَلْتُهُ؟ فَلَمَّا صَاحَ الدِّيكُ قَامَ النَّاعِي عَلَى السُّورِ فَقَالَ: أَنْعَى أَبَا رَافِعٍ تَاجِرَ أَهْلِ الْحِجَازِ. فَانْطَلَقْتُ إِلَى أَصْحَابِي فَقُلْتُ: النَّجَاءَ، فَقَدْ قَتَلَ اللَّهُ أَبَا رَافِعٍ. فَانْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ: ((ابْسُطْ رِجْلَكَ)). فَبَسَطْتُ رِجْلِي، فَمَسَحَهَا، فَكَأَنَّهَا لَمْ أَشْتَكِهَا قَطُّ. [راجع: ٣٠٢٢]

نہیں کر سکا۔ وہ چیخا تو میں کمرے سے باہر نکل آیا اور تھوڑی دیر تک باہر ہی ٹھہرا رہا۔ پھر دوبارہ اندر گیا اور میں نے آواز بدل کر پوچھا، ابو رافع! یہ آواز کیسی تھی؟ وہ بولا تیری ماں غارت ہو۔ ابھی ابھی مجھ پر کسی نے تلوار سے حملہ کیا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر (آواز کی طرف بڑھ کر) میں نے تلوار کی ایک ضرب اور لگائی۔ انہوں نے بیان کیا کہ اگرچہ میں اسے زخمی تو بہت کر چکا تھا لیکن وہ ابھی مرا نہیں تھا۔ اس لیے میں نے تلوار اس کے پیٹ پر رکھ کر دبائی جو اس کی پیٹھ تک پہنچ گئی۔ مجھے اب یقین ہو گیا کہ میں اسے قتل کر چکا ہوں۔ چنانچہ میں نے دروازے ایک ایک کر کے کھولنے شروع کیے۔ آخر میں ایک زینے پر پہنچا۔ میں یہ سمجھا کہ زمین تک پہنچ چکا ہوں (لیکن ابھی میں پہنچا نہ تھا) اس لیے میں نے اس پر پاؤں رکھ دیا اور نیچے گر پڑا۔ چاندنی رات تھی اس طرح گر پڑنے سے میری پنڈلی ٹوٹ گئی۔ میں نے اسے عمامہ سے باندھ لیا اور آ کر دروازے پر بیٹھ گیا۔ میں نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ یہاں سے اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک یہ نہ معلوم کر لوں کہ آیا میں اسے قتل کر چکا ہوں یا نہیں؟ جب مرغ نے آواز دی تو اسی وقت قلعہ کی فصیل پر ایک پکارنے والے نے کھڑے ہو کر پکارا کہ اہل حجاز کے تاجر ابو رافع کی موت کا اعلان کرتا ہوں۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ چلنے کی جلدی کرو۔ اللہ تعالیٰ نے ابو رافع کو قتل کرا دیا۔ چنانچہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس کی اطلاع دی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”اپنا پاؤں پھیلا۔“ میں نے پاؤں پھیلایا تو آپ نے اس پر اپنا دست مبارک پھیرا اور پاؤں اتنا اچھا ہو گیا جیسے کبھی اس میں مجھ کو کوئی تکلیف ہوئی ہی نہ تھی۔

٤٠٤٠۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُرَيْحٌ۔ هُوَ ابْنُ مَسْلَمَةَ۔ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ ابْنُ يُوسُفَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى أَبِي رَافِعٍ عَبْدَاللَّهِ بْنَ عَتِيكٍ وَعَبْدَاللَّهِ بْنَ عُتْبَةَ فِي نَاسٍ مَعَهُمْ،

(۴۰۴۰) ہم سے احمد بن عثمان نے بیان کیا، کہا ہم سے شریح بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے ابراہیم بن یوسف نے بیان کیا، ان سے ان کے والد یوسف بن اسحاق نے، ان سے ابواسحاق نے کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے عبداللہ بن عتیک اور عبداللہ بن عتبہ کو چند صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ابو رافع (کے قتل) کے لیے بھیجا۔ یہ لوگ روانہ ہوئے۔ جب اس کے قلعہ کے نزدیک پہنچے تو عبداللہ

فَانطَلَقُوْا حَتَّى دَنَوْا مِنَ الْحِصْنِ، فَقَالَ لَهُمْ عَبْدُاللَّهِ بْنُ عَتِيكٍ: امْكُثُوْا أَنْتُمْ حَتَّى أَنْطَلِقَ أَنَا فَأَنْظُرَ. قَالَ: فَتَلَطَّفْتُ أَنْ أَدْخُلَ الْحِصْنَ، فَفَقَدُوْا حِمَارًا لَهُمْ قَالَ: فَخَرَجُوْا بِقَبَسٍ يَطْلُبُوْنَهُ۔ قَالَ: خَشِيْتُ أَنْ أُعْرَفَ قَالَ: فَغَطَّيْتُ رَأْسِيْ كَأَنِّيْ أَقْضِيْ حَاجَةً، ثُمَّ نَادَى صَاحِبُ الْبَابِ مَنْ أَرَادَ أَنْ يَدْخُلَ فَلْيَدْخُلْ قَبْلَ أَنْ أُغْلِقَهُ. فَدَخَلْتُ ثُمَّ اخْتَبَأْتُ فِيْ مَرْبِطِ حِمَارٍ عِنْدَ بَابِ الْحِصْنِ، فَتَعَشَّوْا عِنْدَ أَبِيْ رَافِعٍ وَتَحَدَّثُوْا حَتَّى ذَهَبَتْ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ، ثُمَّ رَجَعُوْا إِلَى بُيُوْتِهِمْ، فَلَمَّا هَدَأَتِ الْأَصْوَاتُ وَلَا أَسْمَعُ حَرَكَةً خَرَجْتُ. قَالَ: وَرَأَيْتُ صَاحِبَ الْبَابِ حَيْثُ وَضَعَ مِفْتَاحَ الْحِصْنِ، فِيْ كُوَّةٍ فَأَخَذْتُهُ فَفَتَحْتُ بِهِ بَابَ الْحِصْنِ. قَالَ: قُلْتُ: إِنْ نَذِرَ بِي الْقَوْمُ انْطَلَقْتُ عَلَى مَهَلٍ، ثُمَّ عَمَدْتُ إِلَى أَبْوَابِ بُيُوْتِهِمْ، فَغَلَّقْتُهَا عَلَيْهِمْ مِنْ ظَاهِرٍ، ثُمَّ صَعِدْتُ إِلَى أَبِيْ رَافِعٍ فِيْ سُلَّمٍ، فَإِذَا الْبَيْتُ مُظْلِمٌ قَدْ طَفِئَ سِرَاجُهُ، فَلَمْ أَدْرِ أَيْنَ الرَّجُلُ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا رَافِعٍ. قَالَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: فَعَمَدْتُ نَحْوَ الصَّوْتِ فَأَضْرِبُهُ، وَصَاحَ فَلَمْ تُغْنِ شَيْئًا. قَالَ: ثُمَّ جِئْتُ كَأَنِّي أُغِيْثُهُ فَقُلْتُ: مَا لَكَ يَا أَبَا رَافِعٍ وَغَيَّرْتُ صَوْتِيْ: فَقَالَ: أَلَا أُعْجِبُكَ؟ لِأُمِّكَ الْوَيْلُ، دَخَلَ عَلَيَّ رَجُلٌ فَضَرَبَنِيْ بِالسَّيْفِ. قَالَ: فَعَمَدْتُ لَهُ أَيْضًا فَأَضْرِبُهُ أُخْرَى فَلَمْ تُغْنِ شَيْئًا، فَصَاحَ وَقَامَ أَهْلُهُ، قَالَ: ثُمَّ جِئْتُ

بن عتیک رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم لوگ یہیں ٹھہر جاؤ پہلے میں چلتا ہوں، دیکھوں صورت حال کیا ہے۔ عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (قلعہ کے قریب پہنچ کر) میں اندر جانے کے لیے تدابیر کرنے لگا۔ اتفاق سے قلعہ کا ایک گدھا گم تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ اس گدھے کو تلاش کرنے کے لیے قلعہ والے روشنی لے کر باہر نکلے بیان کیا کہ میں ڈرا کہ کہیں مجھے کوئی پہچان نہ لے۔ اس لیے میں نے اپنا سر ڈھک لیا، جیسے کوئی قضائے حاجت کر رہا ہے۔ اس کے بعد دربان نے آواز دی کہ اس سے پہلے کہ میں دروازہ بند کرلوں جسے قلعہ کے اندر داخل ہونا ہے وہ جلدی آجائے۔ میں نے (موقع غنیمت سمجھا اور) اندر داخل ہوگیا اور قلعہ کے دروازے کے پاس ہی جہاں گدھے باندھے جاتے تھے وہیں چھپ گیا۔ قلعہ والوں نے ابورافع کے ساتھ کھانا کھایا اور پھر اسے قصے سناتے رہے۔ آخر کچھ رات گئے وہ سب قلعہ کے اندر ہی اپنے اپنے گھروں میں واپس آگئے۔ اب سناٹا چھا چکا تھا اور کہیں کوئی حرکت نہیں ہوتی تھی تو میں اس طویلہ سے باہر نکلا۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے پہلے ہی دیکھ لیا تھا کہ دربان نے کنجی ایک طاق میں رکھی ہے۔ میں نے پہلے کنجی اپنے قبضہ میں لے لی اور پھر سب سے پہلے قلعہ کا دروازہ کھولا۔ بیان کیا کہ میں نے یہ سوچا تھا کہ اگر قلعہ والوں کو میرا علم ہوگیا تو میں بڑی آسانی کے ساتھ بھاگ سکوں گا۔ اس کے بعد میں نے ان کے کمروں کے دروازے کھولنے شروع کیے اور انہیں اندر سے بند کرتا جاتا تھا۔ اب میں زینوں سے ابورافع کے بالا خانے تک پہنچ چکا تھا۔ اس کے کمرہ میں اندھیرا تھا۔ اس کا چراغ گل کردیا گیا تھا۔ میں یہ نہیں اندازہ کر پایا کہ ابورافع کہاں ہے۔ اس لیے میں نے آواز دی: یا ابا رافع! اس پر وہ بولا کہ کون ہے؟ انہوں نے بیان کیا کہ پھر آواز کی طرف میں بڑھا اور میں نے تلوار سے اس پر حملہ کیا۔ وہ چلانے لگا لیکن یہ وار اوچھا پڑا تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں اس کے قریب پہنچا گویا میں اس کی مدد کو آیا ہوں۔ میں نے آواز بدل کر پوچھا: ابورافع کیا بات پیش آئی ہے؟ اس نے کہا تیری ماں غارت ہو، ابھی کوئی شخص میرے کمرے میں آگیا اور تلوار سے مجھ پر حملہ کیا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ

وَغَيَّرْتُ صَوْتِي كَهَيْئَةِ الْمُغِيثِ، وَإِذَا هُوَ مُسْتَلْقٍ عَلَى ظَهْرِهِ، فَأَضَعُ السَّيْفَ فِي بَطْنِهِ ثُمَّ أَنْكَفِئُ عَلَيْهِ حَتَّى سَمِعْتُ صَوْتَ الْعَظْمِ، ثُمَّ خَرَجْتُ دَهِشًا حَتَّى أَتَيْتُ السُّلَّمَ أُرِيدُ أَنْزِلُ، فَأَسْقُطُ مِنْهُ فَانْخَلَعَتْ رِجْلِي فَعَصَّبْتُهَا، ثُمَّ أَتَيْتُ أَصْحَابِي أَحْجُلُ فَقُلْتُ: انْطَلِقُوْا فَبَشِّرُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَإِنِّي لَا أَبْرَحُ حَتَّى أَسْمَعَ النَّاعِيَةَ، فَلَمَّا كَانَ فِي وَجْهِ الصُّبْحِ صَعِدَ النَّاعِيَةُ فَقَالَ: أَنْعَى أَبَا رَافِعٍ. قَالَ: فَقُمْتُ أَمْشِي مَا بِي قَلَبَةٌ، فَأَدْرَكْتُ أَصْحَابِي قَبْلَ أَنْ يَأْتُوا النَّبِيَّ ﷺ فَبَشَّرْتُهُ. [راجع: ٣٠٢٢]

اس مرتبہ پھر میں نے اس کی آواز کی طرف بڑھ کر دوبارہ حملہ کیا۔ اس حملہ میں بھی وہ قتل نہ ہوسکا۔ پھر وہ چلانے لگا اور اس کی بیوی بھی اٹھ گئی (اور چلانے لگی) انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں بظاہر مددگار بن کر پہنچا اور میں نے اپنی آواز بدل لی۔ اس وقت وہ چت لیٹا ہوا تھا۔ میں نے اپنی تلوار اس کے پیٹ پر رکھ کر زور سے اسے دبایا۔ آخر جب میں نے ہڈی ٹوٹنے کی آواز سن لی تو میں وہاں سے نکلا، بہت گھبرایا ہوا۔ اب زینہ پر آ چکا تھا۔ میں اترنا چاہتا تھا کہ نیچے گر پڑا۔ جس سے میرا پاؤں ٹوٹ گیا۔ میں نے اس پر پٹی باندھی اور لنگڑاتے ہوئے اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا۔ میں نے ان سے کہا کہ تم لوگ جاؤ اور رسول اللہ ﷺ کو خوشخبری سناؤ۔ میں تو یہاں سے اس وقت تک نہیں ہٹوں گا جب تک اس کی موت کا اعلان نہ سن لوں۔ چنانچہ صبح کے وقت موت کا اعلان کرنے والا (قلعہ کی فصیل پر) چڑھا اور اعلان کیا کہ ابورافع کی موت واقع ہوگئی ہے۔ انہوں نے بیان کیا پھر میں چلنے کے لیے اٹھا، مجھے (کامیابی کی خوشی میں) کوئی تکلیف معلوم نہیں ہوتی تھی۔ اس سے پہلے کہ میرے ساتھی حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پہنچیں، میں نے اپنے ساتھیوں کو پالیا۔ آنحضرت ﷺ کو خوشخبری سنائی۔

تشریح: ابورافع یہودی خیبر میں رہتا تھا۔ رئیس التجار اور تاجر الحجاز سے مشہور تھا۔ اسلام کا سخت ترین دشمن، ہر وقت رسول اللہ ﷺ کی ہجو کیا کرتا تھا۔ غزوہ خندق کے موقع پر عرب کے مشہور قبائل کو مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے اس نے ابھارا تھا آخر چند خزرجی صحابیوں رضی اللہ عنہم کی خواہش پر نبی کریم ﷺ نے عبداللہ بن عتیک انصاری کی قیادت میں پانچ آدمیوں کو اس کے قتل پر مامور فرمایا تھا ساتھ میں تاکید فرمائی کہ عورتوں اور بچوں کو ہرگز قتل نہ کرنا۔ چنانچہ وہ ہوا جو حدیث بالا میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ بعض دفعہ قیام امن کے لئے ایسے مفسدوں کا قتل کرنا دنیا کے ہر قانون میں ضروری ہو جاتا ہے۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں: "عن عبد الله بن كعب بن مالك قال كان مما صنع الله لرسوله ان الاوس والخزرج كانا يتصاولان تصاول الفحلين لا تصنع الاوس شيئا الا قالت الخزرج والله لا تذهبون بهذه فضلا علينا وكذالك الاوس فلما اصابت الاوس كعب بن اشرف تذاكرت الخزرج من رجل له من العداوة لرسول الله ﷺ كما كان لكعب فذكروا ابن ابى الحقيق وهو بخيبر۔" (فتح الباری) یعنی اوس اور خزرج کا باہمی حال یہ تھا کہ وہ دونوں قبیلے آپس میں اس طرح رشک کرتے رہتے تھے جیسے دو سانڈ آپس میں رشک کرتے ہیں۔ جب قبیلہ اوس کے ہاتھوں کوئی اہم کام انجام پاتا تو خزرج والے کہتے کہ قسم اللہ کی اس کام کو کر کے تم فضیلت میں ہم سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ ہم اس سے بھی بڑا کوئی کام انجام دیں گے۔ اوس کا بھی یہی خیال رہتا تھا۔ جب قبیلہ اوس نے کعب بن اشرف کو ختم کیا تو خزرج نے سوچا کہ ہم کسی اس سے بڑے دشمن کا خاتمہ کریں گے جو رسول کریم ﷺ کی عداوت میں اس سے بڑھ کر ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے ابن ابی الحقیق کا انتخاب کیا جو خیبر میں رہتا تھا اور رسول کریم ﷺ کی عداوت میں یہ کعب بن اشرف سے بھی آگے بڑھا ہوا تھا۔ چنانچہ اوس کے جوانوں نے اس ظالم کا خاتمہ کیا۔ جس کی تفصیل یہاں مذکور ہے۔ روایت میں ابورافع کی بیوی کے جاگنے کا ذکر آیا ہے۔ ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ وہ جاگ کر

چلانے لگی۔ عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس پر تلوار اٹھائی لیکن فوراً مجھ کو فرمان نبوی ﷺ یاد آ گیا اور میں نے اسے نہیں مارا۔ آگے حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کی ہڈی سرک جانے کا ذکر ہے۔ اگلی روایت میں پنڈلی ٹوٹ جانے کا ذکر ہے۔ اور اس میں جوڑ کھل جانے کا، دونوں باتوں میں اختلاف نہیں ہے کیونکہ احتمال ہے کہ پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی ہو اور جوڑ بھی کسی جگہ سے کھل گیا ہو۔

بَابُ غَزْوَةِ أُحُدٍ

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ [آل عمران: ١٢١] وَقَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ: ﴿وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ۝ إِنْ يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِثْلُهُ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ۝ وَلِيُمَحِّصَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَمْحَقَ الْكَافِرِينَ ۝ أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ ۝ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ﴾ [آل عمران: ١٣٩، ١٤٣] وَقَوْلِهِ: ﴿وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحُسُّونَهُمْ﴾ تَسْتَأْصِلُونَهُمْ قَتْلًا: ﴿بِإِذْنِهِ حَتَّى إِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا أَرَاكُمْ مَا تُحِبُّونَ مِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ﴾ ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا﴾. الْآيَةَ

باب: غزوہ احد کا بیان

اور سورۂ آل عمران میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ”اور وہ وقت یاد کیجئے، جب آپ صبح کو اپنے گھروں کے پاس سے نکلے، مسلمانوں کو لڑائی کے لیے مناسب ٹھکانوں پر لے جاتے ہوئے اور اللہ بڑا سننے والا، بڑا جاننے والا ہے۔“ اور اسی سورت میں اللہ عزوجل کا فرمان ”اور ہمت نہ ہارو اور غم نہ کرو، تمہی غالب رہو گے اگر تم مؤمن ہو گے۔ اگر تمہیں کوئی زخم پہنچ جائے تو ان لوگوں کو بھی ایسا ہی زخم پہنچ چکا ہے اور ہم ان دنوں کی ہیر پھیر تو لوگوں کے درمیان کرتے ہی رہتے ہیں، تاکہ اللہ ایمان لانے والوں کو جان لے اور تم میں سے کچھ شہید بنائے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا اور تاکہ اللہ ایمان والوں کو میل کچیل سے صاف کر دے اور کافروں کو مٹا دے۔ کیا تم اس گمان میں ہو کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے، حالانکہ ابھی اللہ نے تم میں سے ان لوگوں کو نہیں جانا جنہوں نے جہاد کیا اور نہ صبر کرنے والوں کو جانا تم تو موت کی تمنا کر رہے تھے اس سے پہلے کہ اس کے سامنے آؤ۔ سو اس کو اب تم نے خوب کھلی آنکھوں سے دیکھ لیا۔“ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ”اور یقیناً تم سے اللہ نے سچ کر دکھایا اپنا وعدہ، جب کہ تم انہیں اس کے حکم سے قتل کر رہے تھے، یہاں تک کہ جب تم خود ہی کمزور پڑ گئے اور آپس میں جھگڑنے لگے، حکم رسول کے بارے میں اور تم نے نافرمانی کی بعد اس کے کہ اللہ نے دکھا دیا تھا جو کچھ کہ تم چاہتے تھے۔ بعض تم میں وہ تھے جو دنیا چاہتے تھے اور بعض تم میں ایسے تھے جو آخرت چاہتے تھے۔ پھر اللہ نے تم کو ان میں سے پھیر دیا تاکہ تمہاری پوری آزمائش کرے اور اللہ نے تم سے درگزر کی اور اللہ ایمان لانے والوں کے حق میں بڑا فضل والا ہے۔“ (اور آیت) ”اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں انہیں ہرگز مردہ مت خیال کرو۔“ آخر آیت تک۔

تشریح: آیات مذکورہ میں جنگ احد کے کچھ مختلف کوائف پر اشارات ہیں۔ مورخہ ۷ شوال ۳ ھ میں احد پہاڑ کے قریب یہ جنگ ہوئی۔ نبی

کریم ﷺ کا لشکر ایک ہزار مردوں پر مشتمل تھا جس میں سے تین سو منافق واپس لوٹ گئے تھے۔ مشرکین کا لشکر تین ہزار تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے پچاس سپاہیوں کا ایک دستہ حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کی ماتحتی میں احد کی ایک گھاٹی کی حفاظت پر مقرر فرمایا تھا اور تاکید کی تھی کہ ہمارا حکم آئے بغیر ہرگز یہ گھاٹی نہ چھوڑیں۔ ہماری جیت ہو یا ہار تم لوگ یہیں جمے رہو۔ جب شروع میں مسلمانوں کو فتح ہونے لگی تو ان لشکریوں میں سے اکثر نے فتح ہو جانے کے خیال سے درہ خالی چھوڑ دیا جس سے مشرکین نے پلٹ کر مسلمانوں کی پشت سے ان پر حملہ کیا اور مسلمانوں کو وہ نقصان عظیم پہنچا جو تاریخ میں مشہور ہے۔ احادیث ذیل میں جنگ احد سے متعلق کوائف بیان کئے گئے ہیں۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں:

"وقال العلماء وكان فى قصة احد وما اصيب به المسلمون فيها من الفوائد والحكم الربانية اشياء عظيمة منها تعريف المسلمين سوء عاقبة المعصية وشؤم ارتكاب النهى لما وقع من ترك الرماة موقفهم الذى امرهم الرسول ان لا يبرحوا منه ومنها ان عادة الرسول ان تبتلى وتكون لها العاقبة كما تقدم فى قصة هرقل مع ابى سفيان والحكمة فى ذلك انهم لو انتصروا دائما دخل فى المؤمنين من ليس منهم ولم يتميز الصادق من غيره ولو انكسروا دائما لم يحصل المقصود من البعثة فاقتضت الحكمة الجمع بين الامرين لتمييز الصادق من الكاذب وذلك ان نفاق المنافقين كان مخفيا عن المسلمين فلما جرت هذه القصة واظهر اهل النفاق ما اظهروه من الفعل والقول عاد التلويح تصريحا وعرف المسلمون ان لهم عدواً فى دورهم فاستعدوا لهم وتحرزوا منهم الخ۔" (فتح البارى جلد۷ صفحه ٤٤٠)

یعنی علما نے کہا ہے کہ احد کے واقعہ میں بہت سے فوائد اور بہت سی حکمتیں ہیں جو اہمیت کے لحاظ سے بڑی عظمت رکھتی ہیں ان میں سے ایک یہ کہ مسلمانوں کو معصیت اور منہیات کے ارتکاب کا نتیجہ بد بتلا دیا جائے تا کہ آیندہ وہ ایسا نہ کریں۔ کچھ تیر اندازوں کو رسول اللہ ﷺ نے ایک گھاٹی پر مقرر فرما کر سخت تاکید فرمائی تھی کہ ہماری جیت ہو یا ہار ہمارا حکم آئے بغیر تم اس گھاٹی سے مت ہٹنا، مگر انہوں نے نافرمانی کی اور مسلمانوں کی اول مرحلہ پر فتح دیکھ کر وہ اموال غنیمت لوٹنے کے خیال سے گھاٹی کو چھوڑ کر میدان میں آ گئے۔ اس نافرمانی کا جو خمیازہ سارے مسلمانوں کو بھگتنا پڑا وہ معلوم ہے اللہ نے بتلا دیا کہ نافرمانی اور معصیت کے ارتکاب کا نتیجہ ایسا ہی ہوتا ہے اور ان حکمتوں میں سے ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اللہ کی طرف سے مقرر ہے کہ رسولوں کو آزمایا جاتا ہے اور آخر انجام بھی ان ہی کی فتح ہوتی ہے جیسا کہ ہرقل اور ابوسفیان کے قصہ میں گزر چکا ہے۔ اگر ہمیشہ رسولوں کے لئے مدد ہی ہوتی رہے تو مؤمنوں میں غیر مؤمن بھی داخل ہو سکتے ہیں اور صادق اور کاذب لوگوں میں تمیز اٹھ سکتی ہے اور اگر وہ ہمیشہ ہارتے ہی رہیں تو بعثت کا مقصود فوت ہو جاتا ہے پس حکمت الٰہی کا تقاضا فتح و شکست ہر دو کے درمیان ہوا تا کہ صادق اور کاذب میں فرق ہوتا رہے۔ منافقین کا نفاق پہلے مسلمانوں پر مخفی تھا۔ اس امتحان نے ان کو ظاہر کر دیا اور انہوں نے اپنے قول و فعل سے کھلے طور پر اپنے نفاق کو ظاہر کر دیا۔ تب مسلمانوں پر ظاہر ہو گیا کہ ان کے گھروں ہی میں ان کے دشمن چھپے ہوئے ہیں جن سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ آج کل بھی ایسے نام نہاد مسلمان موجود ہیں جو نماز و روزہ کرتے ہیں مگر وقت آنے پر اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ غداری کرتے رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے ہر وقت چوکنا رہنا ضروری ہے۔ نفاق بہت ہی برا مرض ہے جس کی مذمت قرآن مجید میں کئی جگہ بڑے زوردار لفظوں میں ہوئی ہے اور ان کے لئے دوزخ کا سب سے نیچے والا حصہ "ویل" سزا کے لئے تجویز ہونا بتلایا ہے۔ ہر مسلمان کو پانچوں وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے "اَللّٰهُمَّ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ النِّفَاقِ وَالشِّقَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ۔" اے اللہ! میں نفاق سے اور آپس کی پھوٹ سے اور برے اخلاق سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ آمین یارب العالمین۔

٤٠٤١ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ: ((هَذَا جِبْرِيْلُ آخِذٌ بِرَأْسِ فَرَسِهِ

(۴۰۴۱) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، ہم کو عبدالوہاب نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے خالد نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے غزوۂ احد کے موقع پر فرمایا: "یہ جبرئیل علیہ السلام ہیں، ہتھیار بند، اپنے گھوڑے کی لگام

عَلَيْهِ أَدَاةُ الْحَرْبِ)). [راجع: ٣٩٩٥]

تھامے ہوئے۔"

٤٠٤٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ حَيْوَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى قَتْلَى أُحُدٍ بَعْدَ ثَمَانِي سِنِينَ، كَالْمُوَدِّعِ لِلْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ، ثُمَّ طَلَعَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: ((إِنِّي بَيْنَ أَيْدِيكُمْ فَرَطٌ، وَأَنَا عَلَيْكُمْ شَهِيدٌ، وَإِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْحَوْضُ، وَإِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَيْهِ مِنْ مَقَامِي هَذَا، وَإِنِّي لَسْتُ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا، وَلَكِنِّي أَخْشَى عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا أَنْ تَنَافَسُوهَا)). قَالَ: فَكَانَتْ آخِرَ نَظْرَةٍ نَظَرْتُهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. [راجع: ١٣٤٤]

(۴۰۴۲) ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا، کہا ہم کو زکریا بن عدی نے خبر دی، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں حیوہ نے، انہیں یزید بن حبیب نے، انہیں ابوالخیر نے اور ان سے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے آٹھ سال بعد یعنی آٹھویں برس میں غزوۂ احد کے شہداء پر نماز جنازہ ادا کی، جیسے آپ زندوں اور مردوں سب سے رخصت ہو رہے ہوں۔ اس کے بعد آپ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا: "میں تم سے آگے آگے ہوں، میں تم پر گواہ رہوں گا اور مجھ سے (قیامت کے دن) تمہاری ملاقات حوض (کوثر) پر ہوگی۔ اس وقت بھی میں اپنی اس جگہ سے حوض (کوثر) کو دیکھ رہا ہوں۔ تمہارے بارے میں مجھ سے اس کا کوئی خطرہ نہیں ہے کہ تم شرک کرو گے، ہاں میں تمہارے بارے میں دنیا سے ڈرتا ہوں کہ تم کہیں دنیا کے لیے آپس میں مقابلہ نہ کرنے لگو۔" عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے لیے رسول اللہ ﷺ کا یہ آخری دیدار تھا جو مجھ کو نصیب ہوا۔

تشریح: احد کی لڑائی ۳ھ شوال کے مہینے میں ہوئی اور ۱۱ھ ماہ ربیع الاول میں آپ کی وفات ہوگئی۔ اس لئے راوی کا یہ کہنا کہ آٹھ برس بعد صحیح نہیں ہو سکتا مطلب یہ ہے کہ آٹھویں برس جیسا کہ ہم نے ترجمہ میں ظاہر کر دیا ہے زندوں کا رخصت کرنا تو ظاہر ہے کیونکہ یہ واقعہ آپ کے حیات طیبہ کے آخری سال کا ہے اور مردوں کا وداع اس کا معنی یوں کر رہے ہیں کہ اب بدن کے ساتھ ان کی زیارت نہ ہو سکے گی۔ جیسے دنیا میں ہوا کرتی تھی حافظ صاحب نے کہا گو نبی کریم ﷺ وفات کے بعد بھی زندہ ہیں لیکن وہ اخروی زندگی ہے جو دنیاوی زندگی سے مشابہت نہیں رکھتی۔ روایت میں حوض کوثر پر شرف دیدار نبوی ﷺ کا ذکر ہے۔ وہاں ہم سب مسلمان آپ سے شرف ملاقات حاصل کریں گے۔ مسلمانو! کوشش کرو کہ قیامت کے دن ہم اپنے پیغمبر ﷺ کے سامنے شرمندہ نہ ہوں جہاں تک ہو سکے آپ کے دین کی مدد کرو۔ قرآن وحدیث پھیلاؤ۔ جو لوگ حدیث شریف اور حدیث والوں سے دشمنی رکھتے ہیں نہ معلوم وہ حوض کوثر پر رسول کریم ﷺ کو کیا منہ دکھلائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حوض کوثر پر ہمارے رسول ﷺ کی ملاقات نصیب فرمائے۔ آمین

٤٠٤٣۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: لَقِينَا الْمُشْرِكِينَ يَوْمَئِذٍ، فَأَجْلَسَ النَّبِيُّ ﷺ جَيْشًا مِنَ الرُّمَاةِ، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللَّهِ وَقَالَ: ((لَا تَبْرَحُوا، إِنْ رَأَيْتُمُونَا ظَهَرْنَا عَلَيْهِمْ فَلَا تَبْرَحُوا وَإِنْ رَأَيْتُمُوهُمْ

(۴۰۴۳) ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابن اسحاق (عمرو بن عبیداللہ سبیعی) نے اور ان سے براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ احد کے موقع پر جب مشرکین سے مقابلہ کے لیے ہم پہنچے تو آنحضرت ﷺ نے تیراندازوں کا ایک دستہ عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کی ماتحتی میں (پہاڑ پر) مقرر فرمایا تھا اور انہیں یہ حکم دیا تھا کہ "تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا، اس وقت بھی جب تم لوگ دیکھ لو کہ ہم ان پر غالب آ

ظَهَرُوْا عَلَيْنَا فَلَا تُعِيْنُوْنَا)). فَلَمَّا لَقِيْنَا هَرَبُوْا حَتَّى رَأَيْتُ النِّسَاءَ يَشْتَدِدْنَ فِي الْجَبَلِ، رَفَعْنَ عَنْ سُوْقِهِنَّ قَدْ بَدَتْ خَلَاخِلُهُنَّ، فَأَخَذُوْا يَقُوْلُوْنَ: الْغَنِيْمَةَ الْغَنِيْمَةَ. فَقَالَ عَبْدُاللَّهِ: عَهِدَ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ لَا تَبْرَحُوْا. فَأَبَوْا، فَلَمَّا أَبَوْا صُرِفَ وُجُوْهُهُمْ، فَأُصِيْبَ سَبْعِيْنَ قَتِيْلًا، وَأَشْرَفَ أَبُوْ سُفْيَانَ فَقَالَ: أَفِي الْقَوْمِ مُحَمَّدٌ؟ فَقَالَ: ((لَا تُجِيْبُوْهُ)). فَقَالَ: أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ؟ قَالَ: ((لَا تُجِيْبُوْهُ)). فَقَالَ: أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ الْخَطَّابِ؟ فَقَالَ: إِنَّ هَؤُلَاءِ قُتِلُوْا، فَلَوْ كَانُوْا أَحْيَاءً لَأَجَابُوْا فَلَمْ يَمْلِكْ عُمَرُ نَفْسَهُ فَقَالَ: كَذَبْتَ يَا عَدُوَّ اللَّهِ! أَبْقَى اللَّهُ لَكَ مَا يُخْزِيْكَ. قَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ: أُعْلُ هُبَلْ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَجِيْبُوْهُ)). قَالُوْا: مَا نَقُوْلُ؟ قَالَ: ((قُوْلُوْا اللَّهُ أَعْلَى وَأَجَلُّ)). قَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ: لَنَا الْعُزَّى وَلَا عُزَّى لَكُمْ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَجِيْبُوْهُ)). قَالُوْا: مَا نَقُوْلُ؟ قَالَ: ((قُوْلُوا اللَّهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلَى لَكُمْ)). قَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ: يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ، وَالْحَرْبُ سِجَالٌ، وَتَجِدُوْنَ مُثْلَةً لَمْ آمُرْ وَلَمْ تَسُؤْنِي. [راجع: ٣٠٣٩]

گئے پھر بھی یہاں سے نہ ہٹنا اور اس وقت بھی جب تک دیکھ لو کہ وہ ہم پر غالب آ گئے، تو تم لوگ ہماری مدد کے لیے نہ آنا۔'' پھر جب ہماری مڈبھیڑ کفار سے ہوئی تو ان میں بھگدڑ مچ گئی۔ میں نے دیکھا کہ ان کی عورتیں پہاڑیوں پر بڑی تیزی کے ساتھ بھاگی جا رہی تھیں، پنڈلیوں سے اوپر کپڑے اٹھائے ہوئے، جس سے ان کے پازیب دکھائی دے رہے تھے۔ عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے (تیر انداز) ساتھی کہنے لگے کہ غنیمت غنیمت۔ اس پر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے تاکید کی تھی کہ اپنی جگہ سے نہ ہٹنا (اس لیے تم لوگ مال غنیمت لوٹنے نہ جاؤ لیکن ان کے ساتھیوں نے ان کا حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ ان کی اس حکم عدولی کے نتیجے میں مسلمانو کو ہار ہوئی اور ستر مسلمان شہید ہو گئے۔ اس کے بعد ابو سفیان نے پہاڑی پر سے آواز دی، کیا تمہارے ساتھ محمد (ﷺ) موجود ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ''کوئی جواب نہ دے۔'' پھر انہوں نے پوچھا کہ تمہارے ساتھ ابن ابی قحافہ موجود ہیں؟ حضور ﷺ نے اس کے جواب میں بھی ممانعت فرما دی۔ انہوں نے پوچھا، کیا تمہارے ساتھ ابن خطاب موجود ہیں؟ اس کے بعد وہ کہنے لگے کہ یہ سب قتل کر دیئے گئے۔ اگر زندہ ہوتے تو جواب دیتے۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ بے قابو ہو گئے اور فرمایا: اللہ کے دشمن تو جھوٹا ہے۔ خدا نے ابھی انہیں تمہیں ذلیل کرنے کے لیے باقی رکھا ہے۔ ابوسفیان نے کہا، ہبل (ایک بت) بلند رہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''اس کا جواب دو۔'' صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ہم کیا جواب دیں؟ آپ نے فرمایا: ''کہو، اللہ سب سے بلند ہے اور بزرگ و برتر ہے۔'' ابوسفیان نے کہا: ہمارے پاس عزیٰ (بت) ہے اور تمہارے پاس کوئی عزیٰ نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اس کا جواب دو۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کیا جواب دیں؟ آپ نے فرمایا: ''کہو اللہ ہمارا حامی اور مددگار ہے اور تمہارا کوئی حامی نہیں۔'' ابوسفیان نے کہا، آج کا دن بدر کے دن کا بدلہ ہے اور لڑائی کی مثال ڈول کی ہوتی ہے۔ (کبھی ہمارے ہاتھ میں اور کبھی تمہارے ہاتھ میں) تم اپنے مقتولین میں کچھ لاشوں کا مثلہ کیا ہوا پاؤ گے، میں نے اس کا حکم نہیں دیا تھا لیکن مجھے برا نہیں معلوم ہوا۔

تشریح: بعد میں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ بن حارث بن عبدالمطلب مسلمان ہو گئے تھے اور اپنی اس زندگی پر نادم تھے مگر اسلام پہلے کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

٤٠٤٤ـ أَخْبَرَنِي عَبْدُاللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: اصْطَبَحَ الْخَمْرَ يَوْمَ أُحُدٍ نَاسٌ ثُمَّ قُتِلُوْا شُهَدَاءَ. [راجع: ٢٨١٥]

(۴۰۴۴) مجھ سے عبداللہ بن محمد نے خبر دی، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عمرو نے اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے غزوۂ احد کی صبح کو شراب پی (جو ابھی حرام نہیں ہوئی تھی) اور پھر شہادت کی موت نصیب ہوئی۔

تشریح: بعد میں شراب حرام ہوگئی، پھر کسی بھی صحابی نے شراب کو منہ نہیں لگایا بلکہ شراب کے برتنوں کو بھی توڑ ڈالا تھا۔

٤٠٤٥ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ أَبِيْهِ، إِبْرَاهِيْمَ: أَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ، أُتِيَ بِطَعَامٍ، وَكَانَ صَائِمًا فَقَالَ: قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ، وَهُوَ خَيْرٌ مِنِّي، كُفِّنَ فِيْ بُرْدَةٍ، إِنْ غُطِّيَ رَأْسُهُ بَدَتْ رِجْلَاهُ، وَإِنْ غُطِّيَ رِجْلَاهُ بَدَا رَأْسُهُ. وَأُرَاهُ قَالَ: وَقُتِلَ حَمْزَةُ وَهُوَ خَيْرٌ مِنِّي، ثُمَّ بُسِطَ لَنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا بُسِطَ، أَوْ قَالَ: أُعْطِيْنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا أُعْطِيْنَا، وَقَدْ خَشِيْنَا أَنْ تَكُوْنَ حَسَنَاتُنَا عُجِّلَتْ لَنَا. ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِيْ حَتَّى تَرَكَ الطَّعَامَ. [راجع: ١٢٧٤]

(۴۰۴۵) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں سعد بن ابراہیم نے، ان سے ان کے والد ابراہیم نے کہ (ان کے والد) عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس کھانا لایا گیا۔ ان کا روزہ تھا۔ انہوں نے کہا: مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ (احد کی جنگ میں) شہید کر دیئے گئے، وہ مجھ سے افضل اور بہتر تھے لیکن انہیں جس چادر کا کفن دیا گیا (وہ اتنی چھوٹی تھی کہ) اگر اس سے ان کا سر چھپایا جاتا تو پاؤں کھل جاتا اور اگر پاؤں چھپایا جاتا تو سر کھل جاتا تھا۔ میرا خیال ہے کہ انہوں نے کہا اور حمزہ رضی اللہ عنہ بھی (اسی جنگ میں) شہید کیے گئے۔ وہ مجھ سے بہتر اور افضل تھے پھر جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو، ہمارے لیے دنیا میں کشادگی دی گئی، یا انہوں نے یہ کہا کہ پھر جیسا کہ تم دیکھتے ہو، تمہیں دنیا دی گئی، ہمیں تو اس کا ڈر ہے کہ کہیں یہی ہماری نیکیوں کا بدلہ نہ ہو جو اسی دنیا میں ہمیں دیا جا رہا ہے۔ اس کے بعد آپ اتنا روئے کہ کھانا نہ کھا سکے۔

تشریح: عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے تھے پھر بھی انہوں نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو کسر نفسی کے لئے اپنے سے بہتر بتایا۔ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ وہ قریشی نوجوان تھے جو ہجرت سے پہلے ہی مدینہ میں بطور مبلغ کا کام کر رہے تھے۔ جن کی کوششوں سے مدینہ میں اسلام کو فروغ ہوا۔ صد افسوس کہ شیر اسلام احد میں شہید ہو گیا۔ (رضی اللہ عنہ)

٤٠٤٦ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللهِ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ: أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فَأَيْنَ أَنَا؟ قَالَ: ((فِي الْجَنَّةِ)) فَأَلْقَى تَمَرَاتٍ فِيْ يَدِهِ، ثُمَّ قَاتَلَ

(۴۰۴۶) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ایک صحابی نے نبی کریم ﷺ سے غزوۂ احد کے موقع پر پوچھا: یا رسول اللہ! اگر میں قتل کر دیا گیا تو کہاں جاؤں گا؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جنت میں۔“

حَتَّى قُتِلَ. [مسلم: ٤٩١٣؛ نسائي: ٣١٥٤]

انہوں نے کھجور پھینک دی جو ان کے ہاتھ میں تھی اور لڑنے لگے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

٤٠٤٧ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ خَبَّابٍ قَالَ: هَاجَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَبْتَغِي وَجْهَ اللَّهِ، فَوَجَبَ أَجْرُنَا عَلَى اللَّهِ، وَمِنَّا مَنْ مَضَى أَوْ ذَهَبَ لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا، كَانَ مِنْهُمْ مُصْعَبُ ابْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ، لَمْ يَتْرُكْ إِلَّا نَمِرَةً، كُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ، وَإِذَا غُطِّيَ بِهَا رِجْلَاهُ خَرَجَ رَأْسُهُ، فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ: ((غَطُّوا بِهَا رَأْسَهُ، وَاجْعَلُوا عَلَى رِجْلِهِ الْإِذْخِرَ أَوْ قَالَ: أَلْقُوا عَلَى رِجْلِهِ مِنَ الْإِذْخِرِ)). وَمِنَّا مَنْ قَدْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا. [راجع: ١٢٧٦]

(۴۰۴۷) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر بن معاویہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، ان سے شقیق بن مسلمہ نے اور ان سے خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی تھی، ہمارا مقصد صرف اللہ کی رضا تھی۔ اس کا ثواب اللہ کے ذمے تھا۔ پھر ہم میں سے بعض لوگ تو وہ تھے جو گزر گئے اور کوئی اجر انہوں نے اس دنیا میں نہیں دیکھا، انہیں میں سے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ احد کی لڑائی میں انہوں نے شہادت پائی تھی۔ ایک دھاری دار چادر کے سوا اور کوئی چیز ان کے پاس نہیں تھی۔ (اور وہی ان کا کفن بنی) جب ہم اس سے ان کا سر چھپاتے تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں چھپاتے تو سر کھل جاتا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''سر چادر سے چھپا دو اور پاؤں پر اذخر گھاس ڈال دو۔'' یا حضور نے یہ الفاظ فرمائے تھے کہ أَلْقُوا عَلَى رِجْلِهِ مِنَ الْإِذْخِرِ بجائے اِجْعَلُوا عَلَى رِجْلِهِ الْإِذْخِرَ کے۔ اور ہم میں بعض وہ تھے جنہیں ان کے اس عمل کا بدلہ (اسی دنیا میں) مل رہا ہے اور وہ اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

٤٠٤٨ـ أَخْبَرَنَا حَسَّانُ بْنُ حَسَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ عَمَّهُ غَابَ عَنْ بَدْرٍ فَقَالَ: غِبْتُ عَنْ أَوَّلِ قِتَالِ النَّبِيِّ ﷺ، لَئِنْ أَشْهَدَنِي اللَّهُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَيَرَيَنَّ اللَّهُ مَا أُجِدُّ. فَلَقِيَ يَوْمَ أُحُدٍ، فَهُزِمَ النَّاسُ فَقَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعْتَذِرُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هَؤُلَاءِ -يَعْنِي الْمُسْلِمِينَ- وَأَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا جَاءَ بِهِ الْمُشْرِكُونَ. فَتَقَدَّمَ بِسَيْفِهِ فَلَقِيَ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ فَقَالَ: أَيْنَ يَا سَعْدُ؟ إِنِّي أَجِدُ رِيحَ الْجَنَّةِ دُونَ أُحُدٍ. فَمَضَى فَقُتِلَ، فَمَا عُرِفَ

(۴۰۴۸) ہم سے حسان بن حسان نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن طلحہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حمید طویل نے بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ ان کے چچا (انس بن نضر) بدر کی لڑائی میں شریک نہ ہو سکے تھے، پھر انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ پہلی ہی لڑائی میں غیر حاضر رہا۔ اگر نبی ﷺ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے کسی اور لڑائی میں شرکت کا موقع دیا تو اللہ دیکھے گا کہ میں کتنی بے جگری سے لڑتا ہوں۔ پھر غزوۂ احد کے موقع پر مسلمانوں کی جماعت میں افراتفری پیدا ہو گئی تو انہوں نے کہا: اے اللہ! مسلمانوں نے آج جو کچھ کیا میں تیرے حضور میں اس کے لیے معذرت خواہ ہوں اور مشرکین نے جو کچھ کیا میں تیرے حضور میں اس سے اپنی بیزاری ظاہر کرتا ہوں۔ پھر وہ اپنی تلوار لے کر آگے بڑھے۔ راستے میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے ان سے کہا: سعد!

حَتَّى عَرَفَتْهُ أُخْتُهُ بِشَامَةٍ أَوْ بِبَنَانِهِ، فِيهِ بِضْعٌ وَثَمَانُوْنَ مِنْ طَعْنَةٍ وَضَرْبَةٍ وَرَمْيَةٍ بِسَهْمٍ. [راجع: ٢٨٠٥]

کہاں جا رہے ہو؟ میں تو احد پہاڑی کے دامن میں جنت کی خوشبو سونگھ رہا ہوں۔ اس کے بعد وہ آگے بڑھے اور شہید کر دیئے گئے۔ ان کی لاش پہچانی نہیں جا رہی تھی۔ آخر ان کی بہن نے ایک تل یا ان کی انگلیوں کے پوروں سے ان کی لاش کو پہچانا۔ ان کو اسی (٨٠) سے زائد زخم بھالے، تلوار اور تیروں کے لگے تھے۔

تشریح: ابن شکوال نے کہا اس شخص کا نام عمیر بن حمام رضی اللہ عنہ تھا۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ عمیر بن حمام رضی اللہ عنہ نے جنگ احد کے دن کچھ کھجوریں نکالیں، ان کو کھانے لگا پھر کہنے لگا، ان کھجوروں کے تمام کرنے تک اگر میں جیتا رہا تو یہ بڑی لمبی زندگی ہوگی اور لڑائی شروع کی اور شہید ہو گیا۔ اسد الغابہ میں ہے کہ عمیر بدر کے دن شہید ہو گیا اور یہ سب انصار میں پہلا شخص تھا جو اللہ کی راہ میں جنگ میں شہید کیا گیا۔ ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ عمیر بن حمام رضی اللہ عنہ جب کافروں سے جنگ بدر میں بھڑ گیا تو یہ کہنے لگا کہ اللہ کے پاس جاتا ہوں تو شہ دوشہ کچھ نہیں البتہ اللہ کا ڈر اور آخرت میں کام آنے والا عمل اور جہاد پر صبر ہے۔ بے شک اللہ کا ڈر نہایت مضبوط کرنے والا امر ہے۔ انس بن نضر انصاری رضی اللہ عنہ کو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ملے جو گھبرائے ہوئے چلے آ رہے تھے۔ انہوں نے کہا بڑا غضب ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ شہید ہو گئے۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا پھر اب ہم تم زندہ رہ کر کیا کریں گے۔ نبی کریم ﷺ کا اللہ تو زندہ ہے۔ اس دین پر لڑ کر مرو جس پر تمہارے پیغمبر ﷺ لڑے یہ کہہ کر انس بن نضر رضی اللہ عنہ کافروں کی صف میں گھس گئے اور لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ کہتے ہیں احد کی جنگ میں کافروں کا جھنڈا طلحہ بن ابی طلحہ نے سنبھالا، اس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مارا۔ پھر عثمان بن ابی طلحہ نے، اس کو امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے مارا۔ پھر ابو سعید بن ابی طلحہ نے، اس کو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے مارا۔ پھر نافع بن طلحہ بن ابی طلحہ نے، اس کو عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے مارا۔ پھر حارث بن طلحہ بن ابی طلحہ نے، اس کو بھی عاصم نے مارا۔ پھر کلاب بن ابی طلحہ نے، اس کو زبیر رضی اللہ عنہ نے مارا۔ پھر جلاس بن طلحہ نے، پھر ارطاۃ بن شرحبیل نے، ان کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مارا، پھر شریح بن قارظ نے وہ بھی مارا گیا۔ پھر صواب ایک غلام نے اس کو سعد بن ابی وقاص یا حضرت علی رضی اللہ عنہ یا قزمان رضی اللہ عنہ نے مارا اس کے بعد کافر بھاگ نکلے۔ (وحیدی)

اس حدیث کے ذیل حضرت مولانا وحید الزماں رحمۃ اللہ علیہ کی ایک اور تقریر درج کی جاتی ہے جو توجہ سے پڑھنے کے لائق ہے۔ فرماتے ہیں: مسلمانو! ہمارے باپ دادا نے ایسی ایسی بہادریاں کر کے خون بہا کر اسلام کو دنیا میں پھیلایا تھا اور اتنا بڑا وسیع ملک حاصل کیا تھا جس کی حد مغرب میں تیونس اور اندلس یعنی ہسپانیہ تک اور مشرق میں چین برہما تک اور شمال میں روس تک اور جنوب میں ولایات روم و ایران و توران و ہندوستان و عرب و شام و مصر و افریقہ ان کے زیر نگیں تھیں۔ ہماری عیاشی اور بے دینی نے اب یہ نوبت پہنچائی ہے کہ خاص عرب کے سواحل اور بلاد بھی کافروں کے قبضے میں آ رہے ہیں اور ملک تو اب جا چکے ہیں اب جتنا رہ گیا ہے اس کو بنا لو خواب غفلت سے بیدار ہو تو قرآن و حدیث کو مضبوط تھامو۔ و ما علینا الا البلاغ۔ (وحیدی)

٤٠٤٩۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ: أَنَّهُ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ يَقُوْلُ: فَقَدْتُ آيَةً مِنَ الْأَحْزَابِ۔ حِيْنَ نَسَخْنَا الْمُصْحَفَ۔ كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ

(٤٠٤٩) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں خارجہ بن زید بن ثابت نے خبر دی اور انہوں نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ جب ہم قرآن مجید کو لکھنے لگے تو مجھے سورۂ احزاب کی ایک آیت (لکھی ہوئی) نہیں ملی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کی تلاوت کرتے بارہا سنا تھا۔ پھر جب ہم نے اس کی تلاش کی تو وہ آیت

يَقرَأُ بِهَا، فَالْتَمَسْنَاهَا فَوَجَدْنَاهَا مَعَ خُزَيْمَةَ ابْنِ ثَابِتٍ الأَنْصَارِيِّ: ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ﴾ [الاحزاب: ٢٣] فَأَلْحَقْنَاهَا فِي سُورَتِهَا فِي الْمُصْحَفِ.

خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس ہمیں ملی (آیت یہ تھی) ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ﴾ پھر ہم نے اس آیت کو اس کی سورت میں قرآن مجید میں ملا دیا۔

[راجع: ٢٨٠٧]

تشریح: اس آیت کا ترجمہ یہ ہے مسلمانوں میں بعض مرد تو ایسے ہیں کہ انہوں نے اللہ سے جو قول و قرار کیا تھا وہ سچ کر دکھایا۔ اب ان میں بعض تو اپنا کام پورا کر چکے، شہید ہو گئے (جیسے حمزہ اور مصعب رضی اللہ عنہما) اور بعض انتظار کر رہے ہیں (جیسے عثمان اور طلحہ رضی اللہ عنہما وغیرہ) اس روایت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ آیت صرف خزیمہ رضی اللہ عنہ کے کہنے پر قرآن میں شریک کر دی گئی بلکہ یہ آیت صحابہ کو یاد تھی اور نبی کریم ﷺ سے بارہا سن چکے تھے مگر بھولے سے مصحف میں نہیں لکھی گئی تھی۔ جب خزیمہ رضی اللہ عنہ کے پاس لکھی ہوئی ملی تو اس کو شریک کر دیا۔

٤٠٥٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، سَمِعْتُ عَبْدَاللَّهِ بْنَ يَزِيدَ، يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: لَمَّا خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى أُحُدٍ، رَجَعَ نَاسٌ مِمَّنْ خَرَجَ مَعَهُ، وَكَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ فِرْقَتَيْنِ: فِرْقَةٌ تَقُولُ: نُقَاتِلُهُمْ. وَفِرْقَةٌ تَقُولُ: لَا نُقَاتِلُهُمْ. فَنَزَلَتْ: ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ وَاللَّهُ أَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوا﴾ وَقَالَ: ((إِنَّهَا طَيْبَةُ تَنْفِي الذُّنُوبَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْفِضَّةِ)). [راجع: ١٨٨٤]

(۴۰۵۰) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عدی بن ثابت نے، میں نے عبداللہ بن یزید سے سنا، وہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے کہ انہوں نے بیان کیا، جب نبی کریم ﷺ غزوۂ احد کے لیے نکلے تو کچھ لوگ جو آپ کے ساتھ تھے (منافقین، بہانہ بنا کر) واپس لوٹ گئے۔ پھر صحابہ رضی اللہ عنہم کی ان واپس ہونے والے منافقین کے بارے میں دو رائیں ہو گئی تھیں۔ ایک جماعت تو کہتی تھی ہمیں پہلے ان سے جنگ کرنی چاہیے اور دوسری جماعت کہتی تھی کہ ان سے ہمیں جنگ نہ کرنی چاہیے اس پر آیت نازل ہوئی ”پس تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ منافقین کے بارے میں تمہاری دو جماعتیں ہو گئی ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بداعمال کی وجہ سے انہیں کفر کی طرف لوٹا دیا ہے۔“ اور حضور ﷺ نے فرمایا: ”مدینہ طیبہ ہے، سرکشوں کو یہ اس طرح اپنے سے دور کر دیتا ہے جیسے آگ کی بھٹی چاندی کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔“

تشریح: آیت مذکورہ عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ بعض نے کہا یہ آیت اس وقت اتری جب نبی کریم ﷺ نے منبر پر فرمایا تھا کہ یہ بدلہ اس شخص سے کون لیتا ہے جس نے میری بیوی (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) کو بدنام کر کے مجھے ایذا دی ہے۔

بَابٌ: ﴿إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ﴾

باب: ”جب تم میں سے دو جماعتیں ایسا ارادہ کر بیٹھی تھیں کہ ہمت ہار دیں، حالانکہ اللہ دونوں کا مددگار تھا اور ایمانداروں کو تو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا

[آل عمران: ١٢٢]

چاہیے“

تشریح: یہ دو جماعتیں بنو سلمہ اور بنو حارثہ تھے جو لوٹنے کا ارادہ کر رہے تھے مگر اللہ نے ان کو ثابت قدم رکھا۔ آیات میں ان کا بیان ہے۔

٤٠٥١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ فِينَا: ﴿إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنكُمْ أَنْ تَفْشَلَا﴾ بَنِي سَلِمَةَ وَبَنِي حَارِثَةَ، وَمَا أُحِبُّ أَنَّهَا لَمْ تَنْزِلْ، وَاللَّهُ يَقُولُ: ﴿وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا﴾. [طرفه في: ٤٥٥٨] [مسلم: ٦٤١٣]

(٤٠٥١) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو نے، ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی تھی: ﴿اذ همت طائفتان منكم ان تفشلا﴾ یعنی بنی حارثہ اور بنی سلمہ کے بارے میں میری یہ خواہش نہیں ہے کہ یہ آیت نازل نہ ہوتی، جب کہ اللہ آگے فرما رہا ہے کہ ”اور اللہ ان دونوں جماعتوں کا مددگار تھا۔“

تشریح: تو اللہ کی ولایت یہ کتنا بڑا اشرف ہے جو ہم کو حاصل ہوا۔ جنگ احد میں جب عبداللہ بن ابی تین سو ساتھیوں کو لے کر لوٹ آیا تو ان انصاریوں کے دل میں بھی وسوسہ پیدا ہوا مگر اللہ نے ان کو سنبھالا تو انہوں نے نبی کریم ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑا۔

٤٠٥٢۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا عَمْرٌو، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((هَلْ نَكَحْتَ يَا جَابِرُ!)) قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: ((مَاذَا أَبِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا؟)) قُلْتُ: لَا بَلْ ثَيِّبًا قَالَ: ((فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُكَ)). قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ أَبِي قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ تِسْعَ بَنَاتٍ كُنَّ لِي تِسْعَ أَخَوَاتٍ، فَكَرِهْتُ أَنْ أَجْمَعَ إِلَيْهِنَّ جَارِيَةً خَرْقَاءَ مِثْلَهُنَّ، وَلَكِنِ امْرَأَةً تَمْشُطُهُنَّ وَتَقُومُ عَلَيْهِنَّ. قَالَ: ((أَصَبْتَ)). [راجع: ٤٤٣] [مسلم: ٣٦٢٩]

(٤٠٥٢) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم کو عمرو بن دینار نے خبر دی اور ان سے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا: ”جابر! کیا نکاح کر لیا؟“ میں نے عرض کیا: جی ہاں! آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”کنواری سے یا بیوہ سے؟“ میں نے عرض کیا کہ بیوہ سے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ”کسی کنواری لڑکی سے کیوں نہ کیا؟ جو تمہارے ساتھ کھیلا کرتی۔“ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے والد احد کی لڑائی میں شہید ہو گئے۔ نو لڑکیاں چھوڑیں۔ پس میری نو بہنیں موجود ہیں۔ اسی لیے میں نے مناسب نہیں خیال کیا کہ انہیں جیسی ناتجربہ کار لڑکی ان کے پاس لا کر بٹھا دوں، بلکہ ایک ایسی عورت لاؤں جو ان کی دیکھ بھال کر سکے اور ان کی صفائی و ستھرائی کا خیال رکھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ”تم نے اچھا کیا۔“

تشریح: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ مشہور انصاری صحابی ہیں جنگ بدر اور جنگ احد کی سب جنگوں میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ حاضر ہوئے۔ آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ چورانوے سال کی عمر طویل پا کر ۷۴ھ میں وفات پائی، مدینہ میں سب سے آخری صحابی ہیں جو فوت ہوئے۔ ایک بڑی جماعت نے آپ سے احادیث روایت کی ہیں۔

٤٠٥٣۔ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ أَبِي سُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ،

(٤٠٥٣) ہم سے احمد بن ابی سریج نے بیان کیا، کہا ہم کو عبیداللہ بن موسیٰ نے خبر دی، ان سے شیبان نے بیان کیا، ان سے فراس نے، ان سے شعبی

عَنْ فِرَاسٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ: أَنَّ أَبَاهُ اسْتُشْهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا، وَتَرَكَ سِتَّ بَنَاتٍ، فَلَمَّا حَضَرَ جِزَازُ النَّخْلِ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ: قَدْ عَلِمْتَ أَنَّ وَالِدِي قَدِ اسْتُشْهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ، وَتَرَكَ دَيْنًا كَثِيرًا، وَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ يَرَاكَ الْغُرَمَاءُ، فَقَالَ: ((اذْهَبْ فَبَيْدِرْ كُلَّ تَمْرٍ عَلَى نَاحِيَةٍ)). فَفَعَلْتُ ثُمَّ دَعَوْتُهُ، فَلَمَّا نَظَرُوا إِلَيْهِ كَأَنَّهُمْ أُغْرُوا بِي تِلْكَ السَّاعَةَ، فَلَمَّا رَأَى مَا يَصْنَعُونَ أَطَافَ حَوْلَ أَعْظَمِهَا بَيْدَرًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((ادْعُ لَكَ أَصْحَابَكَ)). فَمَا زَالَ يَكِيلُ لَهُمْ حَتَّى أَدَّى اللَّهُ عَنْ وَالِدِي أَمَانَتَهُ، وَأَنَا أَرْضَى أَنْ يُؤَدِّيَ اللَّهُ أَمَانَةَ وَالِدِي، وَلَا أَرْجِعَ إِلَى أَخَوَاتِي بِتَمْرَةٍ، فَسَلَّمَ اللَّهُ الْبَيَادِرَ كُلَّهَا حَتَّى إِنِّي أَنْظُرُ إِلَى الْبَيْدَرِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ كَأَنَّهَا لَمْ تَنْقُصْ تَمْرَةً وَاحِدَةً. [راجع: ٢١٢٧]

نے بیان کیا کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ان کے والد (عبداللہ رضی اللہ عنہ) احد کی لڑائی میں شہید ہو گئے تھے اور قرض چھوڑ گئے تھے اور چھ لڑکیاں بھی۔ جب درختوں سے کھجور اتارے جانے کا وقت قریب آیا تو انہوں نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ جیسا کہ حضور ﷺ کے علم میں ہے، میرے والد صاحب احد کی لڑائی میں شہید ہو گئے اور قرض چھوڑ گئے ہیں؛ میں چاہتا تھا کہ قرض خواہ آپ کو دیکھ لیں (اور کچھ نرمی برتیں) حضور ﷺ نے فرمایا: ''جاؤ اور ہر قسم کی کھجور کا الگ الگ ڈھیر لگا لو۔'' میں نے حکم کے مطابق عمل کیا اور پھر آپ کو بلا لے گیا۔ جب قرض خواہوں نے آپ کو دیکھا تو جیسے اس وقت مجھ پر اور زیادہ بھڑک اٹھے۔ (کیونکہ وہ یہودی تھے) حضور ﷺ نے جب ان کا یہ طرز عمل دیکھا تو آپ پہلے سب سے بڑے ڈھیر کے چاروں طرف تین مرتبہ گھومے۔ اس کے بعد اس پر بیٹھ گئے اور فرمایا: ''اپنے قرض خواہوں کو بلا لاؤ۔'' حضور ﷺ برابر انہیں ناپ کے دیتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد کی طرف سے ان کی ساری امانت ادا کر دی۔ میں اس پر خوش تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے والد کی امانت ادا کرا دے اور میں اپنی بہنوں کے لیے ایک کھجور بھی نہ لے جاؤں لیکن اللہ تعالیٰ نے تمام دوسرے ڈھیر بچا دیے بلکہ اس ڈھیر کو بھی جب دیکھا جس پر حضور ﷺ بیٹھے ہوئے تھے کہ جیسے اس میں سے ایک کھجور کا دانہ بھی کم نہیں ہوا۔

تشریح: حضرت جابر رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ کو اس خیال سے لائے تھے کہ آپ کو دیکھ کر قرض خواہ کچھ قرض چھوڑ دیں گے لیکن نتیجہ الٹا ہوا۔ قرض خواہ یہ سمجھے کہ نبی کریم ﷺ کی جابر رضی اللہ عنہ پر نظر عنایت ہے۔ اگر جابر رضی اللہ عنہ کے والد کا مال کافی نہ ہوگا تو باقی قرضہ نبی کریم ﷺ خود اپنے پاس سے ادا کر دیں گے۔ اس لیے انہوں نے اور سخت تقاضا شروع کیا لیکن اللہ نے اپنے رسول ﷺ کی دعا قبول کی اور مال میں کافی برکت ہوگئی۔

٤٠٥٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ، وَمَعَهُ رَجُلَانِ يُقَاتِلَانِ عَنْهُ، عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيضٌ، كَأَشَدِّ الْقِتَالِ، مَا رَأَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ. [طرفه في:

(۴۰۵۴) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ نے، ان کے دادا سے کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، غزوۂ احد کے موقع پر میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور آپ کے ساتھ دو اور اصحاب (یعنی جبرئیل اور میکائیل انسانی صورت میں) آئے ہوئے تھے۔ وہ آپ کو اپنی حفاظت میں لے کر کفار سے بڑی سختی سے لڑ رہے تھے۔ ان کے جسم پر سفید کپڑے تھے۔ میں نے انہیں نہ

٥٨٢٦] [مسلم: ٦٠٠٤، ٦٠٠٥]

اس سے پہلے کبھی دیکھا تھا اور نہ اس کے بعد کبھی دیکھا۔

٤٠٥٥ـ حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ ابْنُ هَاشِمٍ السَّعْدِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ، يَقُوْلُ: نَثَلَ لِي النَّبِيُّ ﷺ كِنَانَتَهُ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ: ((ارْمِ فِدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ)). [راجع: ٣٧٢٥]

(۴۰۵۵) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے مروان بن معاویہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہاشم بن ہاشم سعدی نے بیان کیا، کہا میں نے سعید بن مسیب سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ غزوۂ احد کے موقع پر رسول کریم ﷺ نے اپنے ترکش کے تیر مجھے نکال کر دیئے اور فرمایا: ”خوب تیر برسائے جا۔ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔“

تشریح: سعد رضی اللہ عنہ بڑے تیر انداز تھے۔ جنگ احد میں کافر چڑھے چلے آ رہے تھے۔ انہوں نے ایسے تیر مارے کہ ایک کافر بھی نبی کریم ﷺ کے پاس نہ آ سکا کہتے ہیں کہ تیر بھی ختم ہو گئے اور ایک کافر بالکل قریب آن پہنچا تو ایک تیر جس میں نری لکڑی تھی رہ گیا تھا۔ آپ ﷺ نے سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا یہی تیر مارو۔ سعد رضی اللہ عنہ نے مارا اور وہ اس کافر کے جسم میں گھس گیا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے لئے یہ دعا فرمائی جو روایت میں مذکور ہے جس میں انتہائی ہمت افزائی ہے۔ (ﷺ)

٤٠٥٦ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدًا، يَقُوْلُ: جَمَعَ لِي النَّبِيُّ ﷺ أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ. [راجع: ٣٧٢٥]

(۴۰۵۶) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے سعید بن مسیب سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ غزوۂ احد کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے (میری ہمت افزائی کے لیے) اپنے والد اور والدہ دونوں کو جمع فرمایا کہ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔

تشریح: اس شخص کی قسمت کا کیا ٹھکانا ہے جس کے لئے رسول کریم ﷺ ایسے شاندار الفاظ فرمائیں۔ فی الواقع حضرت سعد رضی اللہ عنہ اس مبارک دعا کے مستحق تھے۔

٤٠٥٧ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ قَالَ: قَالَ سَعْدُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ لَقَدْ جَمَعَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ أَبَوَيْهِ كِلَيْهِمَا. يُرِيْدُ حِيْنَ قَالَ: ((فِدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ)). وَهُوَ يُقَاتِلُ. [راجع: ٣٧٢٥]

(۴۰۵۷) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن کثیر نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن مسیّب نے، انہوں نے بیان کیا کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول کریم ﷺ نے غزوۂ احد کے موقع پر (میری ہمت بڑھانے کے لیے) اپنے والد اور والدہ دونوں کو جمع فرمایا، ان کی مراد آپ کے اس ارشاد سے تھی جو آپ نے اس وقت فرمایا تھا جب وہ جنگ کر رہے تھے کہ ”میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔“

٤٠٥٨ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ،

(۴۰۵۸) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا: کہا ہم سے مسعر نے بیان کیا، ان

عَنْ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شَدَّادٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ: مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَجْمَعُ أَبَوَيْهِ لِأَحَدٍ غَيْرَ سَعْدٍ. [راجع: ٢٩٠٥]

سے سعد نے، ان سے ابن شداد نے بیان کیا، انہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ سعد رضی اللہ عنہ کے سوا میں نے نبی کریم ﷺ سے نہیں سنا کہ آپ ﷺ اس کے لیے دعا میں ماں باپ دونوں کو بایں طور جمع کر رہے ہوں۔

٤٠٥٩ـ حَدَّثَنَا يَسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ جَمَعَ أَبَوَيْهِ لِأَحَدٍ إِلَّا لِسَعْدِ بْنِ مَالِكٍ، فَإِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ يَوْمَ أُحُدٍ: ((يَا سَعْدُ! ارْمِ، فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي)). [راجع: ٢٩٠٥]

(۴۰۵۹) ہم سے یسرہ بن صفوان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے عبداللہ بن شداد نے اور ان سے علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سعد بن مالک کے سوا میں نے اور کسی کے لیے نبی کریم ﷺ کو اپنے والدین کا ایک ساتھ ذکر کرتے نہیں سنا، میں نے خود سنا کہ احد کے دن آپ فرما رہے تھے: ''سعد خوب تیر برساؤ۔ میرے باپ اور ماں تم پر قربان ہوں۔''

٤٠٦٠، ٤٠٦١ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ مُعْتَمِرٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: زَعَمَ أَبُو عُثْمَانَ أَنَّهُ لَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي بَعْضِ تِلْكَ الْأَيَّامِ الَّتِي يُقَاتِلُ فِيهِنَّ غَيْرُ طَلْحَةَ وَسَعْدٍ، عَنْ حَدِيثِهِمَا. [راجع: ٣٧٢٢، ٣٧٢٣]

(۴۰۶۰، ۶۱) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے معتمر نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ ابوعثمان بیان کرتے تھے کہ ان غزوات میں سے جن میں نبی کریم ﷺ نے کفار سے قتال کیا۔ بعض غزوہ (احد) میں ایک موقع پر آپ کے ساتھ طلحہ اور سعد کے سوا اور کوئی باقی نہیں رہ گیا تھا۔ ابو عثمان نے یہ بات طلحہ اور سعد رضی اللہ عنہما سے روایت کی تھی۔

٤٠٦٢ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ، قَالَ: سَمِعْتُ السَّائِبَ ابْنَ يَزِيدَ، قَالَ: صَحِبْتُ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَطَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِاللّٰهِ وَالْمِقْدَادَ وَسَعْدًا فَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا مِنْهُمْ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، إِلَّا أَنِّي سَمِعْتُ طَلْحَةَ يُحَدِّثُ عَنْ يَوْمِ أُحُدٍ. [راجع: ٢٨٢٤]

(۴۰۶۲) ہم سے عبداللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا، کہا ہم سے حاتم بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، ان سے سائب بن یزید نے کہ میں عبدالرحمٰن بن عوف، طلحہ بن عبیداللہ، مقداد بن اسود اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کی صحبت میں رہا ہوں لیکن میں نے ان حضرات میں سے کسی کو نبی کریم ﷺ سے کوئی حدیث بیان کرتے نہیں سنا۔ صرف طلحہ رضی اللہ عنہ سے غزوۂ احد کے متعلق حدیث سنی تھی۔

تشریح: سائب بن یزید کا بیان ان کی اپنی مصاحبت تک ہے ورنہ کتب احادیث میں ان حضرات سے بھی بہت سی احادیث مروی ہیں۔ یہ ضرور ہے کہ جملہ صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ سے احادیث بیان کرنے میں کمال احتیاط برتتے تھے۔ اس خوف سے کہ کہیں غلط بیانی کے مرتکب ہو کر زندہ دوزخی نہ بن جائیں کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا، جو شخص میرا نام لے کر ایسی حدیث بیان کرے جو میں نے نہ کہی ہو، وہ زندہ دوزخی ہے۔ پس اس سے

منکرین حدیث کا استدلال باطل ہے۔ روایت میں غزوہ احد کا ذکر ہے باب سے یہی وجہ مطابقت ہے۔ قرآن مجید کے بعد صحیح مرفوع مستند حدیث کا تسلیم کرنا ہر مسلمان کے لئے فرض ہے جو شخص صحیح حدیث کا انکار کرتے وہ قرآن ہی کا انکاری ہے اور یہ کسی مسلمان کا شیوہ نہیں ہے۔

٤٠٦٣ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ، قَالَ: رَأَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ شَلَّاءَ، وَقَى بِهَا النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ. [راجع: ٣٧٢٤]

(۴۰۶۳) ہم سے عبداللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے اسماعیل نے، ان سے قیس نے بیان کیا کہ میں نے طلحہ رضی اللہ عنہ کا وہ ہاتھ دیکھا جو شل ہو چکا تھا۔ اس ہاتھ سے انہوں نے غزوۂ احد کے دن نبی کریم ﷺ کی حفاظت کی تھی۔

٤٠٦٤ - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ انْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبُو طَلْحَةَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ مُجَوِّبٌ عَلَيْهِ بِحَجَفَةٍ لَهُ، وَكَانَ أَبُو طَلْحَةَ رَجُلًا رَامِيًا شَدِيدَ النَّزْعِ، كَسَرَ يَوْمَئِذٍ قَوْسَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، وَكَانَ الرَّجُلُ يَمُرُّ مَعَهُ بِجَعْبَةٍ مِنَ النَّبْلِ فَيَقُولُ: ((انْثُرْهَا لِأَبِي طَلْحَةَ)). قَالَ: وَيُشْرِفُ النَّبِيُّ ﷺ يَنْظُرُ إِلَى الْقَوْمِ، فَيَقُولُ أَبُو طَلْحَةَ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، لَا تُشْرِفْ يُصِيبُكَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ الْقَوْمِ، نَحْرِي دُونَ نَحْرِكَ، وَلَقَدْ رَأَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ وَأُمَّ سُلَيْمٍ وَإِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ أَرَى خَدَمَ سُوقِهِمَا، تَنْقُزَانِ الْقِرَبَ عَلَى مُتُونِهِمَا، تُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ، ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلَآنِهَا، ثُمَّ تَجِيئَانِ فَتُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ، وَلَقَدْ وَقَعَ السَّيْفُ مِنْ يَدَيْ أَبِي طَلْحَةَ إِمَّا مَرَّتَيْنِ وَإِمَّا ثَلَاثًا. [راجع: ٢٨٨٠]

(۴۰۶۴) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، ان سے عبدالعزیز نے بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوۂ احد میں جب مسلمان نبی کریم ﷺ کے پاس سے منتشر ہو کر پسپا ہو گئے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کی اپنے چمڑے کی ڈھال سے حفاظت کر رہے تھے۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بڑے تیر انداز تھے اور کمان خوب کھینچ کر تیر چلایا کرتے تھے۔ اس دن انہوں نے دو یا تین کمانیں توڑ دی تھیں۔ مسلمانوں میں سے کوئی اگر تیر کا ترکش لیے گزرتا تو حضور ﷺ ان سے فرماتے "یہ تیر ابو طلحہ کے لیے یہیں رکھتے جاؤ۔" انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور اکرم ﷺ مشرکین کو دیکھنے کے لیے سر اٹھا کر جھانکتے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ عرض کرتے، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، سر مبارک اوپر نہ اٹھائیے کہیں ایسا نہ ہو کہ ادھر سے کوئی تیر حضور ﷺ کو آ کر لگ جائے۔ میری گردن آپ سے پہلے ہے اور میں نے دیکھا کہ جنگ میں حضرت عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما اور (انس رضی اللہ عنہ کی والدہ) ام سلیم رضی اللہ عنہا اپنے کپڑے اٹھائے ہوئے ہیں کہ ان کی پنڈلیاں نظر آ رہی تھیں اور مشکیزے اپنی پیٹھوں پر لیے دوڑ رہی ہیں اور اس کا پانی زخمی مسلمانوں کو پلا رہی ہیں، پھر (جب اس کا پانی ختم ہو جاتا ہے) تو واپس آتی ہیں اور مشک بھر کر پھر لے جاتی ہیں اور مسلمانوں کو پلاتی ہیں۔ اس دن ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے دو یا تین مرتبہ تلوار گر گئی تھی۔

تشریح: میدان جنگ میں خواتین اسلام کے کارنامے بھی رہتی دنیا تک یادگار رہیں گے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ شدید ضرورت کے وقت خواتین اسلام کا گھروں سے باہر نکل کر کام کرنا بھی جائز ہے بشرطیکہ وہ شرعی پردہ اختیار کیے ہوئے ہوں۔ اس جنگ میں ان کی پنڈلیوں کا نظر آنا بدرجہ مجبوری تھا۔

٤٠٦٥ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا كَانَ يَوْمَ أُحُدٍ هُزِمَ الْمُشْرِكُوْنَ، فَصَرَخَ إِبْلِيْسُ ـ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ ـ أَيْ عِبَادَ اللَّهِ أُخْرَاكُمْ. فَرَجَعَتْ أُوْلَاهُمْ فَاجْتَلَدَتْ هِيَ وَأُخْرَاهُمْ فَبَصُرَ حُذَيْفَةُ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيْهِ الْيَمَانِ فَقَالَ: أَيْ عِبَادَ اللَّهِ! أَبِيْ أَبِيْ. قَالَ: فَوَاللَّهِ! مَا احْتَجَزُوْا حَتَّى قَتَلُوْهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ: يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ. قَالَ: عُرْوَةُ فَوَاللَّهِ! مَا زَالَتْ فِيْ حُذَيْفَةَ بَقِيَّةُ خَيْرٍ حَتَّى لَحِقَ بِاللَّهِ. بَصُرْتُ: عَلِمْتُ، مِنَ الْبَصِيْرَةِ فِي الْأَمْرِ، وَأَبْصَرْتُ مِنْ بَصَرِ الْعَيْنِ وَيُقَالُ: بَصُرْتُ وَأَبْصَرْتُ وَاحِدٌ.

[راجع: ٣٢٩٠]

(۴۰۶۵) مجھ سے عبداللہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، کہا جنگ احد میں پہلے مشرکین شکست کھا گئے تھے لیکن ابلیس، اللہ کی اس پر لعنت ہو، دھوکا دینے کے لیے پکارنے لگا: اے عباد اللہ (مسلمانو!) اپنے پیچھے والوں سے خبردار ہو جاؤ۔ اس پر آگے جو مسلمان تھے وہ لوٹ پڑے اور اپنے پیچھے والوں سے بھڑ گئے۔ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے جو دیکھا تو ان کے والد یمان رضی اللہ عنہ انہی میں ہیں (جنہیں مسلمان اپنا دشمن مشرک سمجھ کر مار رہے تھے) وہ کہنے لگے مسلمانو! یہ تو میرے والد ہیں، میرے والد! عروہ نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: پس اللہ کی قسم انہوں نے ان کو اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک قتل نہ کرلیا۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے صرف اتنا کہا کہ اللہ مسلمانوں کی غلطی معاف کرے۔ عروہ نے بیان کیا کہ اس کے بعد حذیفہ رضی اللہ عنہ برابر مغفرت کی دعا کرتے رہے یہاں تک کہ وہ اللہ سے جا ملے۔ بَصُرْتُ یعنی میں دل کی آنکھوں سے کام کو سمجھتا ہوں اور اَبْصَرْتُ آنکھوں سے دیکھنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ بصرت اور ابصرت کے ایک ہی معنی ہیں بصرت دل کی آنکھوں سے دیکھنا ہے اور ابصرت ظاہر کی آنکھوں سے دیکھنا مراد ہے۔

تشریح: ان جملہ مذکورہ احادیث میں کسی نہ کسی طرح سے جنگ احد کے حالات بیان کئے گئے ہیں جنگ احد اسلامی تاریخ کا ایک عظیم حادثہ ہے۔ ان کی تفصیلات کے لئے دفتر بھی ناکافی ہیں۔ ہر حدیث کا بغور مطالعہ کرنے والوں کو بہت سے اسباق مل سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ توفیق مطالعہ عطا کرے۔ دیکھا جا رہا ہے کہ قرآن وحدیث کے حقیقی مطالعہ سے طبائع دور تر ہوتی جا رہی ہیں۔ ایسے پر فتن والحاد پرور دور میں یہ ترجمہ اور تشریحات لکھنے میں بیٹھا ہوا ہوں کہ قدر دان انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں پھر بھی پوری کتاب اگر اشاعت پذیر ہوگئی تو یہ صداقت اسلام کا ایک زندہ معجزہ ہوگا۔ اللھم آمین یا اللہ! بخاری شریف مترجم اردو کی تکمیل کرنا تیرا کام ہے اپنے محبوب بندوں کو اس خدمت میں شریک ہونے کی توفیق عطا فرما۔ آمین

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ﴾ [آل عمران: ١٥٥]

”بے شک تم میں سے جو لوگ اس دن واپس لوٹ گئے جس دن کہ دونوں جماعتیں آپس میں مقابل ہوئی تھیں تو یہ تو بس اس سبب سے ہوا کہ شیطان نے انہیں ان کے بعض کاموں کی وجہ سے بہکا دیا تھا اور بیشک اللہ انہیں معاف کر چکا ہے۔ یقیناً اللہ بڑا مغفرت والا، بڑا حلم والا ہے۔“

٤٠٦٦ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو حَمْزَةَ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَوْهَبٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ حَجَّ الْبَيْتَ فَرَأَى قَوْمًا جُلُوسًا فَقَالَ: مَنْ هَؤُلَاءِ الْقُعُودُ؟ قَالُوا: هَؤُلَاءِ قُرَيْشٌ. قَالَ: مَنِ الشَّيْخُ؟ قَالُوا: ابْنُ عُمَرَ. فَأَتَاهُ فَقَالَ: إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ شَيْءٍ أَفَتُحَدِّثُنِي؟ قَالَ: أَنْشُدُكَ بِحُرْمَةِ هَذَا الْبَيْتِ أَتَعْلَمُ أَنَّ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ فَرَّ يَوْمَ أُحُدٍ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَتَعْلَمُهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ فَلَمْ يَشْهَدْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ . قَالَ: فَتَعْلَمُ أَنَّهُ تَخَلَّفَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ . قَالَ: فَكَبَّرَ. قَالَ ابْنُ عُمَرَ: تَعَالَ لِأُخْبِرَكَ وَلِأُبَيِّنَ لَكَ عَمَّا سَأَلْتَنِي عَنْهُ، أَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ أُحُدٍ فَأَشْهَدُ أَنَّ اللَّهَ عَفَا عَنْهُ، وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَدْرٍ فَإِنَّهُ كَانَتْ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكَانَتْ مَرِيضَةً، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ)). وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ أَحَدٌ أَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ لَبَعَثَهُ مَكَانَهُ، فَبَعَثَ عُثْمَانَ، وَكَانَ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمَانُ إِلَى مَكَّةَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ الْيُمْنَى: ((هَذِهِ يَدُ عُثْمَانَ)). فَضَرَبَ بِهَا عَلَى يَدِهِ فَقَالَ: ((هَذِهِ لِعُثْمَانَ)). اذْهَبْ بِهَذَا الْآنَ مَعَكَ.

[طرفه في: ٣١٣٠] [راجع: ٢٦٩٨]

(۴۰۶۶) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو ابوحمزہ نے خبر دی، ان سے عثمان بن موہب نے بیان کیا کہ ایک صاحب بیت اللہ کے حج کے لیے آئے تھے۔ دیکھا کہ کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ پوچھا کہ یہ بیٹھے ہوئے کون لوگ ہیں؟ تو لوگوں نے بتایا کہ یہ قریش ہیں۔ پوچھا کہ ان میں شیخ کون ہیں؟ بتایا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما۔ وہ صاحب ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں۔ آپ مجھ سے واقعات (صحیح) بیان کر دیجئے۔ اس گھر کی حرمت کی قسم دے کر میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ کہ آپ کو معلوم ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے غزوۂ احد کے موقع پر پسپائی اختیار کی تھی؟ انہوں نے کہا: ہاں صحیح ہے۔ انہوں نے پوچھا: آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں شریک نہیں تھے؟ کہا کہ ہاں۔ اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ وہ بیعت رضوان (صلح حدیبیہ) میں پیچھے رہ گئے تھے اور حاضر نہ ہو سکے؟ انہوں نے کہا: ہاں! یہ بھی صحیح ہے۔ اس پر ان صاحب نے (مارے خوشی کے) اللہ اکبر کہا لیکن ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ یہاں آؤ میں تمہیں بتاؤں گا اور جو سوالات تم نے کیے ہیں ان کی میں تمہارے سامنے تفصیل بیان کر دوں گا۔ احد کی لڑائی میں فرار سے متعلق جو تم نے کہا تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی غلطی معاف کر دی ہے۔ بدر کی لڑائی میں ان کے نہ ہونے کے متعلق تو اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے نکاح میں رسول اللہ کی صاحبزادی (رقیہ رضی اللہ عنہا) تھیں اور وہ بیمار تھیں۔ آپ نے فرمایا تھا کہ ''تمہیں اس شخص کے برابر ثواب ملے گا جو بدر کی لڑائی میں شریک ہوگا اور اسی کے برابر مال غنیمت سے حصہ بھی ملے گا۔'' بیعت رضوان میں ان کی عدم شرکت کا جہاں تک سوال ہے تو وادی مکہ میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی شخص ہر دل عزیز ہوتا تو حضور ﷺ ان کے بجائے اسی کو بھیجتے۔ اس لیے عثمان رضی اللہ عنہ کو وہاں بھیجنا پڑا اور بیعت رضوان اس وقت ہوئی جب وہ مکہ میں تھے (بیعت لیتے ہوئے) نبی ﷺ نے اپنے داہنے ہاتھ کو اٹھا کر فرمایا: ''یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔'' اور اسے اپنے (بائیں) ہاتھ پر مار کر فرمایا: ''یہ بیعت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہے۔'' اب جا سکتے ہو۔ البتہ میری باتوں کو یاد رکھنا۔

تشریح: حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراضات کرنے والا کوئی خارجی تھا جو واقعات کی ظاہری سطح کو بیان کر کے ان کی برائی کرنا چاہتا تھا مگر جسے اللہ عزت عطا کرے اس کی برائی کرنے والا خود برا ہے۔ (رضی اللہ عنہ وارضاہ) غزوہ احد کے موقع پر عام مسلمانوں میں کفار کے اچانک حملہ کی وجہ سے گھبراہٹ پھیل گئی تھی۔ نبی اکرم ﷺ اپنی جگہ پر کھڑے ہوئے تھے اور دو ایک صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ کفار کے تمام حملوں کا انتہائی پامردی سے مقابلہ کر رہے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد نبی کریم ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو آواز دی اور پھر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم جمع ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی اس غلطی کو معاف کر دیا اور اپنی معافی کا خود قرآن مجید میں اعلان کیا۔ اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم منتشر ہو گئے تھے اور انہیں میں عثمان رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ مسلمانوں کو اس غزوہ میں اگرچہ نقصان بہت اٹھانا پڑا لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مسلمانوں نے غزوہ احد میں شکست کھائی۔ کیونکہ نہ مسلمانوں نے ہتھیار ڈالے اور نہ نبی کریم ﷺ نے میدان جنگ چھوڑا تھا۔ فوج یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم میں اگرچہ تھوڑی دیر کے لیے انتشار پیدا ہو گیا تھا لیکن پھر یہ سب حضرات بھی جلد ہی میدان میں آ گئے یہ بھی نہیں ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے میدان چھوڑ دیا ہو بلکہ غیر متوقع صورت حال سے گھبراہٹ اور صفوں میں انتشار پیدا ہو گیا تھا۔ جب اللہ کے نبی ﷺ نے انہیں پکارا تو وہ فوراً سنبھل گئے اور پھر آ کر آپ کے چاروں طرف جمع ہو گئے اور آخر میں کفار کو فرار کا راستہ اختیار کرنا پڑا۔ عظیم نقصانات کے باوجود آخری فتح مسلمانوں کو ہی نصیب ہوئی۔ احادیث بالا میں یہی مضامین بیان میں آ رہے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق سوالات کرنے والا مخالفین میں سے تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کے سوالات کو تفصیل کے ساتھ حل فرما دیا مگر جن لوگوں کو کسی سے ناحق بغض ہو جاتا ہے وہ کسی بھی طور پر مطمئن نہیں ہو سکتے۔ آج تک ایسے کج فہم لوگ موجود ہیں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر طعن کرنا ہی اپنے لئے دلیل فضیلت بنائے ہوئے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خصوصاً خلفائے راشدین ہمارے ہر احترام کے مستحق ہیں۔ ان کی بشری لغزشیں سب اللہ کے حوالہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ یقیناً ان کو معاف کر چکا ہے۔ (رضی اللہ عنہم ولعن اللہ من عاداهم)

بَابٌ:

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿إِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوُنَ عَلَى أَحَدٍ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِي أُخْرَاكُمْ فَأَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلَى مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَا أَصَابَكُمْ وَاللَّهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۝﴾ تُصْعِدُوْنَ: تَذْهَبُوْنَ أَصْعَدَ وَصَعِدَ فَوْقَ الْبَيْتِ.

"وہ وقت یاد کرو جب تم چڑھے جا رہے تھے اور پیچھے مڑ کر بھی کسی کو نہ دیکھتے تھے اور رسول تم کو پکار رہے تھے تمہارے پیچھے سے۔ سو اللہ نے تمہیں غم دیا، غم کی پاداش میں، تاکہ تم رنجیدہ نہ ہو اس چیز پر جو تمہارے ہاتھ سے نکل گئی اور نہ اس مصیبت سے جو تم پر آ پڑی اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔"

٤٠٦٧ـ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ: جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الرَّجَّالَةِ يَوْمَ أُحُدٍ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ جُبَيْرٍ، وَأَقْبَلُوْا مُنْهَزِمِيْنَ، فَذَاكَ إِذْ يَدْعُوْهُمُ الرَّسُوْلُ فِي أُخْرَاهُمْ. [راجع: ٣٠٣٩]

(۴۰۶۷) مجھ سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسحاق نے بیان کیا، کہا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ غزوۂ احد کے موقع پر رسول کریم ﷺ نے (تیر اندازوں کے) پیدل دستہ کا امیر عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہما کو بنایا تھا لیکن وہ لوگ شکست خوردہ ہو کر آئے۔ (آیت وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْ أُخْرَاكُمْ ان ہی کے بارے میں نازل ہوئی تھی) اور یہ ہزیمت اس وقت پیش آئی جبکہ رسول اللہ ﷺ ان کو پیچھے سے پکار رہے تھے۔

تشریح: بعض مواقع قوموں کی تاریخ میں ایسے آ جاتے ہیں۔ کہ چند افراد کی غلطی سے پوری قوم تباہ ہو جاتی ہے اور بعض دفعہ چند افراد کی مساعی سے پوری قوم کامیاب ہو جاتی ہے۔ جنگ احد میں بھی ایسا ہی ہوا کہ چند افراد کی غلطی کا خمیازہ سارے مسلمانوں کو بھگتنا پڑا۔ اہل اسلام کی آزمائش کے لئے

ایسا ہونا بھی ضروری تھا تاکہ آئندہ وہ ہوشیار رہیں اور دوبارہ ایسی غلطی نہ کریں۔ جبل احد کا متعینہ درہ چھوڑ دینا ان کی سخت غلطی تھی حالانکہ نبی کریم ﷺ نے سخت تاکید فرمائی تھی کہ وہ ہمارے حکم کے بغیر کسی حال میں یہ درہ نہ چھوڑیں۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُعَاسًا يَغْشَى طَائِفَةً مِنْكُمْ وَطَائِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنْفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُولُونَ هَلْ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ يُخْفُونَ فِي أَنْفُسِهِمْ مَا لَا يُبْدُونَ لَكَ يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَا قُتِلْنَا هَاهُنَا قُلْ لَوْ كُنْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَى مَضَاجِعِهِمْ وَلِيَبْتَلِيَ اللَّهُ مَا فِي صُدُورِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ﴾. [آل عمران: ١٥٤]

”پھر اس نے غم کے بعد تمہارے اوپر راحت یعنی غنودگی نازل کی کہ اس کا تم میں سے ایک جماعت پر غلبہ ہو رہا تھا اور ایک جماعت وہ تھی کہ اسے اپنی جانوں کی پڑی ہوئی تھی یہ اللہ کے بارے میں خلاف حق اور جاہلیت کے خیالات قائم کر رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ کیا ہم کو بھی کچھ اختیار ہے؟ آپ کہہ دیجئے کہ اختیار تو سب اللہ کا ہے۔ یہ لوگ دلوں میں ایسی بات چھپائے ہوئے ہیں جو آپ پر ظاہر نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ کچھ بھی ہمارا اختیار چلتا تو ہم یہاں نہ مارے جاتے۔ آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم گھروں میں ہوتے تب بھی وہ لوگ جن کے لیے قتل مقدور ہو چکا تھا اپنی قتل گاہوں کی طرف نکل ہی پڑتے اور یہ سب اس لیے ہوا کہ اللہ تمہارے دلوں کی آزمائش کرے اور تا کہ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے صاف کرے اور اللہ تعالیٰ دل کی باتوں کو خوب جانتا ہے۔“

تشریح: شہدائے احد پر جو غم مسلمانوں کو ہوا اس کی تسلی کے لئے یہ آیات نازل ہوئیں جن میں مسلمانوں کے لئے بہت اسباق پوشیدہ ہیں۔ گہری نظر سے مطالعہ ضروری ہے۔

٤٠٦٨ - وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ قَالَ: كُنْتُ فِيمَنْ تَغَشَّاهُ النُّعَاسُ يَوْمَ أُحُدٍ، حَتَّى سَقَطَ سَيْفِي مِنْ يَدِي مِرَارًا، يَسْقُطُ وَآخُذُهُ، وَيَسْقُطُ فَآخُذُهُ. [طرفه في: ٤٥٦٢] [ترمذي: ٣٠٠٨]

(۴۰۶۸) اور مجھ سے خلیفہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، ان سے سعید نے بیان کیا، انہوں نے قتادہ سے سنا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے اور ان سے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ان لوگوں میں تھا جنہیں غزوۂ احد کے موقع پر اونگھ نے آ گھیرا تھا اور اسی حالت میں میری تلوار کئی مرتبہ (ہاتھ سے چھوٹ کر بے اختیار) گر پڑی تھی۔ میں اسے اٹھا لیتا، پھر گر جاتی اور میں اسے پھر اٹھا لیتا۔

بَابٌ:

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ﴾ [آل عمران: ١٢٨]

”آپ کو اس امر میں کوئی اختیار نہیں۔ اللہ خواہ ان کی توبہ قبول کرے یا انہیں عذاب کرے، پس بے شک وہ ظالم ہیں۔“

قَالَ حُمَيْدٌ وَثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ: شُجَّ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ: ((كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوا

حمید اور ثابت بنانی نے انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ غزوۂ احد کے موقع پر نبی کریم ﷺ کے سر مبارک میں زخم آ گئے تھے تو آپ نے فرمایا: ”وہ قوم

نَبِيَّهُمْ)). فَنَزَلَتْ: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾. [آل عمران: ١٢٨]

کیسے فلاح پائے جس نے اپنے نبی کو زخمی کر دیا۔" اس پر (آیت) ﴿لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ﴾ نازل ہوئی۔

٤٠٦٩ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ السُّلَمِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنِي سَالِمٌ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ مِنَ الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِنَ الْفَجْرِ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا)). بَعْدَ مَا يَقُولُ: ((سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)). فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ﴾. [أطرافه في: ٤٠٧٠، ٤٥٥٩، ٧٣٤٦] [نسائي: ١٠٧٧]

(۴۰۶۹) ہم سے یحییٰ بن عبداللہ سلمی نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں سالم نے، اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، جب آنحضرت ﷺ فجر کی آخری رکعت کے رکوع سے سر مبارک اٹھاتے تو یہ دعا کرتے: "اے اللہ! فلاں، فلاں اور فلاں (یعنی صفوان بن امیہ، سہیل بن عمرو اور حارث بن ہشام) کو اپنی رحمت سے دور کر دے۔" یہ دعا آپ "سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ، رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ" کے بعد کرتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت ﴿لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ﴾ سے ﴿فَاِنَّہُمْ ظَالِمُوْنَ﴾ تک نازل کی۔

٤٠٧٠ - وَعَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدْعُو عَلَى صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ وَسُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو وَالْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، فَنَزَلَتْ: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ﴾. [راجع: ٤٠٦٩]

(۴۰۷۰) اور حنظلہ بن ابی سفیان سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سالم بن عبداللہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ صفوان بن امیہ، سہیل بن عمرو اور حارث بن ہشام کے لیے بددعا کرتے تھے، اس پر یہ آیت ﴿لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ﴾ سے ﴿فَاِنَّہُمْ ظَالِمُوْنَ﴾ تک نازل ہوئی۔

تشریح: یہ تینوں شخص اس وقت کافر تھے بعد میں اللہ تعالیٰ نے ان کو اسلام کی توفیق دی اور شاید یہی حکمت تھی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو ان کے لیے بددعا کرنے سے منع فرمایا۔ کہتے ہیں جنگ احد میں عتبہ بن ابی وقاص نے آپ کے نیچے کا دانت توڑا اور نیچے کا ہونٹ زخمی ہو گیا اور عبداللہ بن شہاب نے آپ کا چہرہ زخمی کیا اور عبداللہ بن قمیہ نے پتھر مار کر آپ کا رخسار زخمی کیا زرہ کے دو چھلے آپ کے مبارک رخسار میں گھس گئے آپ نے فرمایا اللہ تجھ کو ذلیل و خوار کرے۔ ایسا ہی ہوا ایک پہاڑی بکری نے سینگ مار کر ہلاک کر دیا۔ بعض نے کہا یہ آیت قاریوں کے قصے میں اتری جب آپ رعل اور ذکوان اور عصیہ وغیرہ قبائل پر لعنت کرتے تھے لیکن اکثر کا یہی قول ہے کہ یہ آیت احد کے باب میں اتری ہے۔ (وحیدی)

بَابُ ذِكْرِ أُمِّ سَلِيطٍ

باب: ام سلیط رضی اللہ عنہا کا تذکرہ

تشریح: ام سلیط کا خاوند ابو سلیط ہجرت کے قبل ہی انتقال کر گیا تھا۔ پھر ان سے مالک بن سنان خدری رضی اللہ عنہ نے نکاح کر لیا اور ان سے حضرت ابو سعید خدری مشہور صحابی پیدا ہوئے (رضی اللہ عنہ)۔

٤٠٧١ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا

(۴۰۷۱) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا،

اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، وَقَالَ ثَعْلَبَةُ بْنُ أَبِي مَالِكٍ: إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَسَمَ مُرُوطًا بَيْنَ نِسَاءِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، فَبَقِيَ مِنْهَا مِرْطٌ جَيِّدٌ، فَقَالَ لَهُ بَعْضُ مَنْ عِنْدَهُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! أَعْطِ هَذَا بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الَّتِي عِنْدَكَ. يُرِيدُونَ أُمَّ كُلْثُومٍ بِنْتَ عَلِيٍّ. فَقَالَ عُمَرُ: أُمُّ سَلِيطٍ أَحَقُّ بِهِ. وَأُمُّ سَلِيطٍ مِنْ نِسَاءِ الْأَنْصَارِ مِمَّنْ بَايَعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَ عُمَرُ: فَإِنَّهَا كَانَتْ تَزْفِرُ لَنَا الْقِرَبَ يَوْمَ أُحُدٍ.

ان سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ ثعلبہ بن ابی مالک نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطاب ؓ نے مدینہ کی خواتین میں چادریں تقسیم کروائیں۔ ایک عمدہ قسم کی چادر باقی بچ گئی اور ایک صاحب نے جو وہیں موجود تھے، عرض کیا، یا امیر المومنین! یہ چادر رسول اللہ ﷺ کی نواسی کو دے دیجئے۔ جو آپ کے نکاح میں ہے۔ ان کا اشارہ حضرت ام کلثوم بنت علی ؓا کی طرف تھا۔ لیکن حضرت عمر ؓ بولے کہ حضرت ام سلیط ؓا ان سے زیادہ مستحق ہیں۔ حضرت ام سلیط ؓا کا تعلق قبیلہ انصار سے تھا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ حضرت عمر ؓ نے کہا کہ غزوہ احد میں وہ ہمارے لیے پانی کی مشک بھر کر لاتی تھی۔

[راجع: ٢٨٨١]

تشریح: ان کے اسی مبارک عمل کو ان کے لئے وجہ فضیلت قرار دیا گیا اور چادر ان ہی کو دی گئی۔ حضرت عمر ؓ نے جس نظر بصیرت کا یہاں ثبوت دیا اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ (رضیٰ اللہ عنہ وارضاہ)

بَابٌ: قَتْلُ حَمْزَةَ

باب: حمزہ بن عبدالمطلب ؓ کی شہادت کا بیان

٤٠٧٢ـ حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ، مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ، قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ عُبَيْدِاللَّهِ ابْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ، فَلَمَّا قَدِمْنَا حِمْصَ قَالَ لِي عُبَيْدُ اللَّهِ: هَلْ لَكَ فِي وَحْشِيٍّ نَسْأَلُهُ عَنْ قَتْلِ حَمْزَةَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. وَكَانَ وَحْشِيٌّ يَسْكُنُ حِمْصَ. فَسَأَلْنَا عَنْهُ فَقِيلَ لَنَا: هُوَ ذَاكَ فِي ظِلِّ قَصْرِهِ، كَأَنَّهُ حَمِيتٌ. قَالَ: فَجِئْنَا حَتَّى وَقَفْنَا عَلَيْهِ بِيَسِيرٍ، فَسَلَّمْنَا، فَرَدَّ السَّلَامَ، قَالَ: وَعُبَيْدُاللَّهِ

(۴۰۷۲) مجھ سے ابوجعفر محمد بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حجین بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابی سلمہ نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن فضیل نے، ان سے سلیمان بن یسار نے، ان سے جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری ؓ نے بیان کیا کہ میں عبیداللہ بن عدی بن خیار ؓ کے ساتھ روانہ ہوا۔ جب حمص پہنچے تو مجھ سے عبیداللہ ؓ نے کہا، آپ کو وحشی (ابن حرب حبشی جس نے غزوۂ احد میں حمزہ ؓ کو قتل کیا اور ہندہ زوجہ ابوسفیان نے ان کی لاش کا مثلہ کیا تھا) سے تعارف ہے۔ ہم چل کے ان سے حمزہ ؓ کی شہادت کے بارے میں معلوم کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ ٹھیک ہے ضرور چلو۔ وحشی حمص میں موجود تھا۔ چنانچہ ہم نے لوگوں سے ان کے بارے میں معلوم کیا تو ہمیں بتایا گیا کہ وہ اپنے مکان کے سائے میں بیٹھے ہوئے ہیں، جیسے کوئی پھولی ہوئی مشک ہو۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر ہم ان کے پاس آئے اور تھوڑی دیر ان کے پاس کھڑے رہے، پھر سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ بیان کیا کہ عبیداللہ نے

مُعْتَجِرٌ بِعِمَامَتِهِ، مَا يَرَى وَحْشِيٌّ إِلَّا عَيْنَيْهِ وَرِجْلَيْهِ، فَقَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ: يَا وَحْشِيُّ! أَتَعْرِفُنِيْ؟ قَالَ: فَنَظَرَ إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: لَا، وَاللَّهِ! إِلَّا أَنِّيْ أَعْلَمُ أَنَّ عَدِيَّ بْنَ الْخِيَارِ تَزَوَّجَ امْرَأَةً يُقَالُ لَهَا: أُمُّ قِتَالٍ بِنْتُ أَبِي الْعِيْصِ، فَوَلَدَتْ لَهُ غُلَامًا بِمَكَّةَ، فَكُنْتُ أَسْتَرْضِعُ لَهُ، فَحَمَلْتُ ذَلِكَ الْغُلَامَ مَعَ أُمِّهِ، فَنَاوَلْتُهَا إِيَّاهُ، فَلَكَأَنِّيْ نَظَرْتُ إِلَى قَدَمَيْكَ. قَالَ: فَكَشَفَ عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ: أَلَا تُخْبِرُنَا بِقَتْلِ حَمْزَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ، إِنَّ حَمْزَةَ قَتَلَ طُعَيْمَةَ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ بِبَدْرٍ، فَقَالَ لِيْ مَوْلَايَ جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ: إِنْ قَتَلْتَ حَمْزَةَ بِعَمِّيْ فَأَنْتَ حُرٌّ، قَالَ: فَلَمَّا أَنْ خَرَجَ النَّاسُ عَامَ عَيْنَيْنِ- وَعَيْنَيْنِ جَبَلٌ بِحِيَالِ أُحُدٍ، بَيْنَهُ وَادٍ- خَرَجْتُ مَعَ النَّاسِ إِلَى الْقِتَالِ، فَلَمَّا اصْطَفُّوا لِلْقِتَالِ خَرَجَ سِبَاعٌ فَقَالَ: هَلْ مِنْ مُبَارِزٍ؟ قَالَ: فَخَرَجَ إِلَيْهِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَقَالَ: يَا سِبَاعُ يَا ابْنَ أُمِّ أَنْمَارٍ مُقَطِّعَةِ الْبُظُوْرِ، أَتُحَادُّ اللَّهَ وَرَسُوْلَهُ ﷺ؟ قَالَ: ثُمَّ شَدَّ عَلَيْهِ فَكَانَ كَأَمْسِ الذَّاهِبِ قَالَ: وَكَمَنْتُ لِحَمْزَةَ تَحْتَ صَخْرَةٍ فَلَمَّا دَنَا مِنِّيْ رَمَيْتُهُ بِحَرْبَتِيْ، فَأَضَعُهَا فِيْ ثُنَّتِهِ حَتَّى خَرَجَتْ مِنْ بَيْنِ وَرِكَيْهِ. قَالَ: فَكَانَ ذَاكَ الْعَهْدَ بِهِ، فَلَمَّا رَجَعَ النَّاسُ رَجَعْتُ مَعَهُمْ فَأَقَمْتُ بِمَكَّةَ، حَتَّى فَشَا فِيْهَا الْإِسْلَامُ، ثُمَّ خَرَجْتُ إِلَى الطَّائِفِ، فَأَرْسَلُوا إِلَى رَسُوْلِ

اپنے عمامہ کو جسم پر اس طرح لپیٹ رکھا تھا کہ وحشی صرف ان کی آنکھیں اور پاؤں دیکھ سکتے تھے عبیداللہ نے پوچھا، اے وحشی کیا تم نے مجھے پہچانا؟ راوی نے بیان کیا کہ پھر اس نے عبیداللہ کو دیکھا اور کہا کہ نہیں، اللہ کی قسم! البتہ میں اتنا جانتا ہوں کہ عدی بن خیار نے ایک عورت سے نکاح کیا، اسے ام قتال بنت ابی العیص کہا جاتا تھا پھر مکہ میں اس کے یہاں ایک بچہ پیدا ہوا اور میں اس کے لیے کسی اناج کی تلاش کے لیے گیا تھا۔ پھر میں اس بچے کو اس کی رضاعی ماں کے پاس لے گیا اور اس کی والدہ بھی ساتھ تھی۔ غالبًا میں نے تمہارے پاؤں دیکھے تھے۔ بیان کیا کہ اس پر عبیداللہ بن عدی نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹا لیا اور کہا: ہمیں تم حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعات بتا سکتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں بات یہ ہوئی کہ بدر کی لڑائی میں حمزہ رضی اللہ عنہ نے طعیمہ بن عدی بن خیار کو قتل کیا تھا۔ میرے آقا جبیر بن مطعم نے مجھ سے کہا کہ اگر تم نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو میرے چچا (طعیمہ) کے بدلے میں قتل کر دیا تو تم آزاد ہو جاؤ گے۔ انہوں نے بتایا کہ پھر جب قریش عینین کی جنگ کے لیے نکلے۔ عینین احد کی ایک پہاڑی ہے اور اس کے اور احد کے درمیان ایک وادی حائل ہے تو میں بھی ان کے ساتھ جنگ کے ارادہ سے ہولیا۔ (جب دونوں فوجیں آمنے سامنے) لڑنے کے لیے صف آرا ہو گئیں تو (قریش کی صف میں سے) سباع بن عبدالعزیٰ نکلا اور اس نے آواز دی، ہے کوئی لڑنے والا؟ بیان کیا کہ (اس کی اس دعوت مبارزت پر) حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نکل کر آئے اور فرمایا: اے سباع! اے ام انمار کے بیٹے! جو عورتوں کے ختنے کیا کرتی تھی تو اللہ اور اس کے رسول سے لڑنے آیا ہے؟ بیان کیا کہ پھر حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس پر حملہ کیا (اور اسے قتل کر دیا) اب وہ واقعہ گزرے ہوئے دن کی طرح ہو چکا تھا۔ وحشی نے بیان کیا کہ ادھر میں ایک چٹان کے نیچے حمزہ رضی اللہ عنہ کی تاک میں تھا اور جوں ہی وہ مجھ سے قریب ہوئے، میں نے ان پر اپنا چھوٹا نیزہ پھینک کر مارا، نیزہ ان کی ناف کے نیچے جا کر لگا اور ان کی سیرین کے پار ہو گیا۔ بیان کیا کہ یہی ان کی شہادت کا سبب بنا، پھر قریش واپس ہوئے تو میں بھی ان کے ساتھ واپس آ گیا اور مکہ میں مقیم رہا۔ لیکن جب مکہ بھی اسلامی سلطنت کے تحت آ گیا تو

اللَّهِ ﷺ رُسُلًا، فَقِيلَ لِي: إِنَّهُ لَا يَهِيجُ الرُّسُلَ قَالَ: فَخَرَجْتُ مَعَهُمْ حَتَّى قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا رَآنِي قَالَ: ((آنْتَ وَحْشِيٌّ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: ((أَنْتَ قَتَلْتَ حَمْزَةَ؟)) قُلْتُ: قَدْ كَانَ مِنَ الْأَمْرِ مَا بَلَغَكَ. قَالَ: ((فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُغَيِّبَ وَجْهَكَ عَنِّي)). قَالَ: فَخَرَجْتُ، فَلَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَخَرَجَ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ قُلْتُ: لَأَخْرُجَنَّ إِلَى مُسَيْلِمَةَ لَعَلِّي أَقْتُلُهُ فَأُكَافِيءَ بِحَمْزَةَ قَالَ: فَخَرَجْتُ مَعَ النَّاسِ، فَكَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَا كَانَ قَالَ: فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِي ثُلْمَةِ جِدَارٍ، كَأَنَّهُ جَمَلٌ أَوْرَقُ ثَائِرُ الرَّأْسِ، قَالَ: فَرَمَيْتُهُ بِحَرْبَتِي، فَأَضَعُهَا بَيْنَ ثَدْيَيْهِ حَتَّى خَرَجَتْ مِنْ بَيْنِ كَتِفَيْهِ قَالَ: وَوَثَبَ إِلَيْهِ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَضَرَبَهُ بِالسَّيْفِ عَلَى هَامَتِهِ. قَالَ عَبْدُاللَّهِ بْنُ الْفَضْلِ: فَأَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَاللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: فَقَالَتْ جَارِيَةٌ: عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ وَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! قَتَلَهُ الْعَبْدُ الْأَسْوَدُ.

میں طائف چلا گیا۔ طائف والوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک قاصد بھیجا تو مجھ سے وہاں کے لوگوں نے کہا کہ انبیا علیہم السلام کسی پر زیادتی نہیں کرتے۔ (اس لیے تم مسلمان ہو جاؤ۔ اسلام قبول کرنے کے بعد تمہاری پچھلی تمام غلطیاں معاف ہو جائیں گی) چنانچہ میں بھی ان کے ساتھ روانہ ہوا۔ جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور آپ نے مجھے دیکھا تو دریافت فرمایا: ''کیا تمہارا ہی نام وحشی ہے؟'' میں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہی نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا؟'' میں نے عرض کیا: جو آنحضرت ﷺ کو اس معاملے میں معلوم ہے وہی صحیح ہے۔ حضور نے اس پر فرمایا: ''کیا تم ایسا کر سکتے ہو کہ اپنی صورت مجھے کبھی نہ دکھاؤ؟'' انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں وہاں سے نکل گیا پھر رسول اللہ ﷺ کی جب وفات ہوئی تو مسیلمہ کذاب نے خروج کیا۔ اب میں نے سوچا کہ مجھے مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ میں ضرور شرکت کرنی چاہیے۔ ممکن ہے میں اسے قتل کر دوں اور اس طرح حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل کا کچھ بدل ہو سکے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں بھی اس کے خلاف جنگ کے لیے مسلمانوں کے ساتھ نکلا۔ اس سے جنگ کے واقعات سب کو معلوم ہیں۔ بیان کیا کہ (میدان جنگ میں) میں نے دیکھا کہ ایک شخص (مسیلمہ) ایک دیوار کی دراز سے لگا کھڑا ہے۔ جیسے گندمی رنگ کا کوئی اونٹ ہو۔ سر کے بال پریشان تھے۔ بیان کیا کہ میں نے اس پر بھی اپنا چھوٹا نیزہ پھینک کر مارا نیزہ اس کے سینے پر لگا اور شانوں کو پار کر گیا۔ بیان کیا کہ اتنے میں ایک صحابی رضی اللہ عنہ انصاری جھپٹے اور تلوار سے اس کی کھوپڑی پر مارا۔ (عبدالعزیز بن عبداللہ نے) بیان کیا کہ ان سے عبداللہ بن فضل نے بیان کیا کہ پھر مجھے سلیمان بن یسار نے خبر دی اور انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، وہ بیان کر رہے تھے کہ (مسیلمہ کے قتل کے بعد) ایک لڑکی نے چھت پر کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ امیر المومنین کو ایک کالے غلام (یعنی وحشی رضی اللہ عنہ) نے قتل کر دیا۔

تشریح: عرب میں مردوں کی طرح عورتوں کا بھی ختنہ ہوتا تھا اور جس طرح مردوں کے ختنے مرد کیا کرتے تھے، عورتوں کے ختنے عورتیں کیا کرتی تھیں۔ یہ طریقہ جاہلیت میں بھی رائج تھا اور اسلام نے اسے باقی رکھا کیونکہ ابراہیم علیہ السلام کی جو بعض سنتیں عربوں میں باقی رہ گئی تھی ان میں سے ایک یہ

بھی تھی چونکہ سباع بن عبدالعزیٰ کی ماں، عورتوں کے ختنے کیا کرتی تھی، اس لئے حمزہ نے اسے اس کی ماں کے پیشے کی عار دلائی۔ وحشی مسلمان ہو گیا اور اسلام لانے کے بعد اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے گئے۔ لیکن انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے محترم چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا۔ اتنی بے دردی سے کہ جب وہ شہید ہو گئے تو ان کا سینہ چاک کر کے اندر سے دل نکالا اور لاش کو بگاڑ دیا۔ اس لئے یہ ایک قدرتی بات تھی کہ انہیں دیکھ کر حمزہ کی غم انگیز شہادت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد آ جاتی۔ اس لئے آپ نے اس کو اپنے سے دور رہنے کے لئے فرمایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو سید الشہداء قرار دیا۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں:

"قال خرج رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يلتمس حمزة فوجدة ببطن الوادى قد مثل به فقال لولا ان تحزن صفية بنت عبدالمطلب وتكون سنة بعدى لتركته حتى يحشر من بطون السباع وتواصل الطير زاد ابن هشام قال وقال لن اصاب بمثلك ابدا ونزل جبرئيل فقال ان حمزة مكتوب فى السماء اسد الله واسد رسوله وروى البزار والطبرانى باسناد فيه ضعف عن ابى هريرة ان النبى صلی اللہ علیہ وسلم لما راى حمزة قد مثل به قال رحمه الله عليك لقد كنت وصولا للرحم فعولا للخير ولولا حزن من بعدك لسرنى ان ادعك حتى تحشر من اجواف شتى ثم حلف وهو بمكانه لامثلن بسبعين منهم فنزل القرآن ﴿وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ماعوقبتم به﴾ الاية الخ۔" (فتح الباری)

یعنی احد کے موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش تلاش کرنے نکلے تو اس کو ایک وادی میں پایا جس کا مثلہ کر دیا گیا تھا آپ کو اسے دیکھ کر اتنا غم ہوا کہ آپ نے فرمایا، اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ صفیہ بنت عبدالمطلب کو اپنے بھائی کی لاش کا یہ حال دیکھ کر کس قدر صدمہ ہوگا اور یہ خیال نہ ہوتا کہ لوگ میرے بعد ہر شہید کی لاش کے ساتھ ایسا ہی کرنا سنت سمجھ لیں گے تو میں اس لاش کو اسی حالت میں چھوڑ دیتا۔ اسے درندے اور پرندے کھا جاتے اور یہ قیامت کے دن ان کے پیٹوں سے نکل کر میدان حشر میں حاضر ہوتے۔ ابن ہشام نے یہ زیادہ کیا آپ نے فرمایا، اے حمزہ! ایسا برتاؤ جیسا تمہارے ساتھ ان کافروں نے کیا ہے کسی کے ساتھ کبھی نہ ہوا ہوگا۔ اسی اثنا میں حضرت جبرائیل نازل ہوئے اور فرمایا کہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا آسمانوں میں یہ نام لکھ دیا گیا ہے کہ یہ اسد اللہ اور اس کے رسول کے شیر ہیں اور بزار اور طبرانی میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کو دیکھا تو فرمایا، اے حمزہ اللہ پاک تم پر رحم کرے۔ تم بہت ہی صلہ رحمی کرنے والے، بہت ہی نیک کام کرنے والے تھے اور اگر تمہارے بعد یہ غم باقی رہنے کا ڈر نہ ہوتا تو میری خوشی تھی کہ تمہاری لاش اسی حال میں چھوڑ دیتا اور تم کو مختلف جانور کھا جاتے اور تم ان کے پیٹوں سے نکل کر میدان حشر میں حاضری دیتے۔ پھر آپ نے اسی جگہ قسم کھائی کہ میں کفار کے ستر آدمیوں کے ساتھ یہی معاملہ کروں گا۔ اس موقع پر قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی: "اور اگر تم دشمنوں کو تکلیف دینا چاہو تو اسی قدر دے سکتے ہو جتنی تم کو ان کی طرف سے دی گئی ہے اور اگر صبر کرو اور کوئی بدلہ نہ لو تو صبر کرنے والوں کے لئے یہی بہتر ہے۔" اس آیت کے نازل ہونے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یا اللہ! میں اب بالکل بدلہ نہ لوں گا بلکہ صبر ہی کروں گا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

بَابُ مَا أَصَابَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم مِنَ الْجِرَاحِ يَوْمَ أُحُدٍ

باب: غزوۂ احد کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو زخم پہنچے تھے ان کا بیان

٤٠٧٣۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامٍ، سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اشْتَدَّ غَضَبُ اللَّهِ عَلَى قَوْمٍ فَعَلُوا بِنَبِيِّهِ)) يُشِيرُ إِلَى رَبَاعِيَتِهِ، اشْتَدَّ غَضَبُ اللَّهِ عَلَى

(طرفه ٤٠٧٤) ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، ان سے معمر نے، ان سے ہمام نے اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کا غضب اس قوم پر انتہائی سخت ہو جس نے اس کے نبی کے ساتھ یہ کیا۔ آپ کا اشارہ آگے کے دندان مبارک (کے ٹوٹ جانے) کی طرف تھا۔ اللہ

رَجُلٍ يَقْتُلُهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي سَبِيلِ اللَّهِ)). [مسلم: ٤٦٤٨]

تعالیٰ کا غضب اس شخص (ابی بن خلف) پر انتہائی سخت ہوا جسے اس کے نبی ﷺ نے اللہ کے راستے میں قتل کیا۔"

٤٠٧٤ـ حَدَّثَنِي مَخْلَدُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الأُمَوِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اشْتَدَّ غَضَبُ اللَّهِ عَلَى مَنْ قَتَلَهُ النَّبِيُّ ﷺ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، اشْتَدَّ غَضَبُ اللَّهِ عَلَى قَوْمٍ دَمَّوْا وَجْهَ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ. [طرفه في: ٤٠٧٦]

(۴۰۷۴) مجھ سے مخلد بن مالک نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید اموی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن جریج نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کا اس شخص پر انتہائی غضب نازل ہوا جسے اللہ کے نبی ﷺ نے قتل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا انتہائی غضب اس قوم پر نازل ہوا جنہوں نے اللہ کے نبی ﷺ کے چہرۂ مبارک کو (غزوۂ احد کے موقع) پر خون آلود کردیا تھا۔

بَابٌ

باب

٤٠٧٥ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، أَنَّهُ سَمِعَ سَهْلَ ابْنَ سَعْدٍ، وَهُوَ يُسْأَلُ عَنْ جُرْحِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: أَمَا وَاللَّهِ! إِنِّي لَأَعْرِفُ مَنْ كَانَ يَغْسِلُ جُرْحَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَمَنْ كَانَ يَسْكُبُ الْمَاءَ وَبِمَا دُووِيَ قَالَ: كَانَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَغْسِلُهُ وَعَلِيٌّ يَسْكُبُ الْمَاءَ بِالْمِجَنِّ، فَلَمَّا رَأَتْ فَاطِمَةُ أَنَّ الْمَاءَ لَا يَزِيدُ الدَّمَ إِلَّا كَثْرَةً أَخَذَتْ قِطْعَةً مِنْ حَصِيرٍ، فَأَحْرَقَتْهَا وَأَلْصَقَتْهَا فَاسْتَمْسَكَ الدَّمُ، وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ يَوْمَئِذٍ، وَجُرِحَ وَجْهُهُ، وَكُسِرَتِ الْبَيْضَةُ عَلَى رَأْسِهِ. [راجع: ٢٤٣]

(۴۰۷۵) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب نے بیان کیا، ان سے ابو حازم نے اور انہوں نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے سنا، ان سے نبی کریم ﷺ کے (غزوۂ احد کے موقع پر لگنے والے) زخموں کے متعلق پوچھا گیا۔ تو انہوں نے بیان کیا کہ اللہ کی قسم مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زخموں کو کس نے دھویا تھا اور کون ان پر پانی ڈال رہا تھا اور کس دوا سے آپ کا علاج کیا گیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی خون کو دھو رہی تھیں۔ علی رضی اللہ عنہ ڈول سے پانی ڈال رہے تھے۔ جب فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ پانی ڈالنے سے خون اور زیادہ نکل رہا ہے تو انہوں نے چٹائی کا ایک ٹکڑا لے کر جلایا اور پھر اسے زخم پر چپکا دیا جس سے خون آنا بند ہوگیا۔ اسی دن رسول اللہ ﷺ کے آگے کے دندان مبارک شہید ہوئے تھے۔ حضور ﷺ کا چہرۂ مبارک بھی زخمی ہوگیا تھا اور خود سر مبارک پر ٹوٹ گئی تھی۔

٤٠٧٦ـ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: اشْتَدَّ غَضَبُ اللَّهِ عَلَى مَنْ قَتَلَهُ نَبِيٌّ، وَاشْتَدَّ غَضَبُ اللَّهِ عَلَى مَنْ

(۴۰۷۶) مجھ سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن جریج نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کا انتہائی غضب اس شخص پر نازل ہوا جسے اللہ کے نبی نے قتل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا انتہائی غضب اس شخص پر نازل ہوا جس نے (یعنی عبداللہ بن قمیہ نے

دَمَّى وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. [راجع: ٤٠٧٤]

لعنۃ اللہ علیہ) رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ مبارک کو خون آلود کیا تھا۔

تشریح: ان جملہ احادیث میں جنگ احد کا انتہائی خطرناک پہلو دکھلایا گیا ہے وہ یہ کہ رسول کریم ﷺ کا چہرہ مبارک زخمی ہوا۔ آپ کے اگلے چار دانت شہید ہوئے جس سے آپ کو انتہائی تکلیف ہوئی۔ یہ حرکت کرنے والا ایک کافر عبداللہ بن قمیہ تھا جس پر قیامت تک اللہ کی لعنت نازل ہوتی رہے۔ اس جنگ میں دوسرا حادثہ یہ ہوا کہ خود رسول اکرم ﷺ کے دست مبارک سے ابی بن خلف مکہ کا مشہور کافر مارا گیا۔ حالانکہ آپ اپنے دست مبارک سے کسی کو مارنا نہیں چاہتے تھے مگر یہ ابی بن خلف کی انتہائی بدبختی کی دلیل ہے کہ وہ خود نبی کریم ﷺ کے ہاتھ سے جہنم رسید ہوا۔

بَابٌ:

﴿اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾.

[آل عمران: ١٧٢]

٤٠٧٧ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ: ﴿اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِيْنَ أَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيْمٌ﴾ قَالَتْ لِعُرْوَةَ: يَا ابْنَ أُخْتِيْ كَانَ أَبُوْكَ مِنْهُمْ: الزُّبَيْرُ وَأَبُوْ بَكْرٍ، لَمَّا أَصَابَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا أَصَابَ يَوْمَ أُحُدٍ، وَانْصَرَفَ عَنْهُ الْمُشْرِكُوْنَ خَافَ أَنْ يَرْجِعُوْا فَقَالَ: ((مَنْ يَذْهَبُ فِيْ إِثْرِهِمْ)). فَانْتَدَبَ مِنْهُمْ سَبْعُوْنَ رَجُلًا، قَالَ: كَانَ فِيْهِمْ أَبُوْ بَكْرٍ وَالزُّبَيْرُ.

باب: (ارشادِ باری تعالیٰ:)

”وہ لوگ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی آواز کو عملاً قبول کیا“ (یعنی ارشادِ نبوی ﷺ کی تعمیل کے لیے فوراً تیار ہو گئے)

(۴۰۷۷) ہم سے محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو معاویہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ (آیت) ”وہ لوگ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی آواز پر لبیک کہا اس کے بعد کے انہیں زخم پہنچا۔ ان میں سے جن لوگوں نے نیکی کی اور متقی بنے ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔“ انہوں نے عروہ سے اس آیت کے متعلق کہا: میرے بھانجے! تمہارے والد زبیر رضی اللہ عنہ اور (نانا) ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی انہیں میں سے تھے۔ احد کی لڑائی میں رسول اللہ ﷺ کو کچھ تکلیف پہنچنی تھی جب وہ پہنچی اور مشرکین واپس جانے لگے تو آنحضرت ﷺ کو اس کا خطرہ ہوا کہیں وہ پھر لوٹ کر حملہ نہ کریں اس لئے آپ نے فرمایا: ”ان کا پیچھا کرنے کون کون جائیں گے۔“ اسی وقت ستر صحابہ رضی اللہ عنہم تیار ہو گئے۔ راوی نے بیان کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ بھی انہی میں سے تھے۔

تشریح: یہ تعاقب جنگ احد کے خاتمہ پر اس لئے کیا گیا کہ مشرکین یہ نہ سمجھیں کہ احد کے نقصان نے مسلمانوں کو نڈھال کر دیا ہے اور اگر ان پر دوبارہ حملہ کیا گیا تو وہ کامیاب ہو جائیں گے۔ مسلمانوں نے ثابت کر دکھایا کہ وہ احد کے عظیم نقصانات کے بعد بھی کفار کے مقابلہ کے لئے ہمہ تن تیار ہیں۔ مسلمانوں کی تاریخ کے ہر دور میں یہی شان رہی کہ حوادث سے مایوس ہو کر میدان سے نہیں ہٹے بلکہ حالات کا استقلال سے مقابلہ کیا اور آخر کامیابی ان ہی کو ملی۔ آج بھی دنیائے اسلام کا یہی حال ہے مگر مایوسی کفر ہے۔

بَابُ مَنْ قُتِلَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَ أُحُدٍ

مِنْهُمْ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ وَالْيَمَانُ وَأَنَسٌ

باب: جن مسلمانوں نے غزوۂ احد میں شہادت پائی ان کا بیان

ان ہی میں حمزہ بن عبدالمطلب، ابو حذیفہ الیمان، انس بن نضر اور مصعب

ابن النضر ومصعب بن عمير.

بن عمیر رضی اللہ عنہم بھی تھے۔

۴۰۷۸۔ حدثني عمرو بن علي، قال: حدثنا معاذ بن هشام، قال: حدثني أبي، عن قتادة، قال: ما نعلم حيا من أحياء العرب أكثر شهيدا أعز يوم القيامة من الأنصار. قال قتادة: وحدثنا أنس بن مالك أنه قتل منهم يوم أحد سبعون، ويوم بئر معونة سبعون، ويوم اليمامة سبعون، قال: وكان بئر معونة على عهد رسول الله ﷺ ويوم اليمامة على عهد أبي بكر يوم مسيلمة الكذاب.

(۴۰۷۸) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے معاذ بن ہشام نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا کہ عرب کے تمام قبائل میں کوئی قبیلہ انصار کے مقابلے میں اس عزت کو حاصل نہیں کر سکا کہ اس کے سب سے زیادہ آدمی شہید ہوئے اور وہ قبیلہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عزت کے ساتھ اٹھے گا۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ہم سے بیان کیا کہ غزوۂ احد میں قبیلہ انصار کے ستر آدمی شہید ہوئے۔ بئر معونہ کے حادثہ میں اس کے ستر آدمی شہید ہوئے اور یمامہ کی لڑائی میں اس کے ستر آدمی شہید ہوئے۔ راوی نے بیان کیا کہ بئر معونہ کا واقعہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں پیش آیا تھا اور یمامہ کی جنگ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ہوئی تھی جو مسیلمہ کذاب سے لڑی گئی تھی۔

تشریح: بئر معونہ میں ستر وہ آدمی شہید ہوئے جو سب انصاری تھے اور قرآن مجید کے قاری تھے، جو محض تبلیغی خدمات انجام دینے کے لیے نکلے تھے مگر دھوکے سے کفار نے ان کو شہید کر ڈالا تھا۔ آگے حدیث میں ان کی تفصیل آ رہی ہے اور آگے والی احادیث میں بھی کچھ ان کے کوائف مذکور ہیں۔

۴۰۷۹۔ حدثنا قتيبة بن سعيد، قال: حدثنا الليث، عن ابن شهاب، عن عبد الرحمن بن كعب بن مالك، أن جابر بن عبد الله أخبره أن رسول الله ﷺ كان يجمع بين الرجلين من قتلى أحد في ثوب واحد، ثم يقول: ((أيهم أكثر أخذا للقرآن)). فإذا أشير له إلى أحد، قدمه في اللحد، وقال: ((أنا شهيد على هؤلاء يوم القيامة)). وأمر بدفنهم بدمائهم، ولم يصل عليهم، ولم يغسلوا. [راجع: ۱۳۴۳]

(۴۰۷۹) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبدالرحمن ابن کعب بن مالک نے اور انہیں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے احد کے شہدا کو ایک ہی کپڑے میں دو دو کو کفن دیا اور آپ دریافت فرماتے کہ ان میں قرآن کا عالم سب سے زیادہ کون ہے؟ جب کسی ایک کی طرف اشارہ کر کے آپ کو بتایا جاتا تو لحد میں آپ انہیں کو آگے فرماتے۔ آپ نے فرمایا کہ "قیامت کے دن میں ان سب پر گواہ رہوں گا۔" پھر آپ نے تمام شہدا کو خون سمیت دفن کرنے کا حکم فرما دیا اور ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی اور نہ انہیں غسل دیا گیا۔

۴۰۸۰۔ وقال أبو الوليد عن شعبة، عن ابن المنكدر، قال: سمعت جابرا، قال: لما قتل أبي جعلت أبكي وأكشف الثوب عن وجهه، فجعل أصحاب النبي ﷺ

(۴۰۸۰) اور ابو الولید نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے ابن منکدر نے، انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میرے والد عبداللہ رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے تو میں رونے لگا اور بار بار ان کے چہرے سے کپڑا ہٹاتا۔ صحابہ مجھے روکتے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ نے نہیں روکا۔

يَنْهَوْنِي وَالنَّبِيُّ ﷺ لَمْ يَنْهَ، وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تَبْكِيهِ۔ أَوْ مَا تَبْكِيهِ۔ مَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتَّى رُفِعَ)). [راجع: ١٢٤٤]

(فاطمہ بنت عمر رضی اللہ عنہا عبداللہ کی بہن بھی رونے لگیں) نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: ''روؤ مت۔ (آنحضور ﷺ نے لاتبکیه فرمایا، یا ماتبکیه راوی کوشک ہوگیا) فرشتے برابر ان کی لاش پر اپنے پروں کا سایہ کیے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ ان کو اٹھالیا گیا۔''

تشریح: جنگ احد کے شہیدوں کے فضائل ومناقب کا کیا کہنا ہے، یہ اسلام کے وہ نامور فرزند ہیں جنہوں نے اپنے خون سے شجر اسلام کو پروان چڑھایا۔ اسلامی تاریخ قیامت تک ان پر نازاں رہے گی۔ ان میں سے دو دو کو ملا کر ایک ایک قبر میں دفن کیا گیا۔

ع حاجت نہیں ہے تیرے شہیدوں کو غسل کی

ان کو بغیر کفن دفن کیا گیا تا کہ قیامت کے دن یہ محبت الٰہی کے کشتگان اسی حالت میں عدالت عالیہ میں حاضر ہوں سچ ہے۔

بنا کر دند خوش رسمے بخاك و خون غلطیدن
خدا رحمت کنداین عاشقان پاك طینت را

میں انتہائی خوشی محسوس کرتا ہوں کہ مجھ کو عمر عزیز میں تین مرتبہ ان شہدا کے گنج شہیداں پر دعائے مسنونہ پڑھنے کے لئے حاضری کا موقع ملا۔ ہر حاضری پر واقعات ماضی یاد کر کے دل بھر آیا اور آج بھی جبکہ یہ سطریں لکھ رہا ہوں آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب رواں ہے۔ اللہ پاک قیامت کے دن ان قطروں کو گناہوں کی نار دوزخ بجھانے کے لئے دریاؤں کا درجہ عطا فرمائے۔ وما ذالك على الله بعزيز۔

٤٠٨١ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوْسَى أُرَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((رَأَيْتُ فِي رُؤْيَايَ أَنِّي هَزَزْتُ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهُ، فَإِذَا هُوَ مَا أُصِيبَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ أُحُدٍ، ثُمَّ هَزَزْتُهُ أُخْرَى فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ، فَإِذَا هُوَ مَا جَاءَ بِهِ اللَّهُ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِينَ، وَرَأَيْتُ فِيهَا بَقَرًا وَاللَّهُ خَيْرٌ، فَإِذَا هُمُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ أُحُدٍ)). [راجع: ٣٦٢٢]

(۴۰۸۱) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے یزید بن عبداللہ بن ابی بردہ نے، ان سے ان کے دادا ابو بردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے تلوار کو ہلایا اور اس سے اس کی دھار ٹوٹ گئی۔ اس کی تعبیر مسلمانوں کی اس نقصان کی شکل میں ظاہر ہوئی جو غزوۂ احد میں اٹھانا پڑا تھا۔ پھر میں نے دوبارہ اس تلوار کو ہلایا تو پھر وہ اس سے بھی زیادہ عمدہ ہوگئی جیسی پہلے تھی، اس کی تعبیر اللہ تعالیٰ نے فتح اور مسلمانوں کے پھر از سر نو اجتماع کی صورت میں ظاہر کی۔ میں نے اسی خواب میں ایک گائے دیکھی تھی (جو ذبح ہو رہی تھی) اور اللہ تعالیٰ کے کام خیر و برکت لئے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس کی تعبیر وہ مسلمان تھے (جو) احد کی لڑائی میں (شہید ہوئے)۔''

تشریح: بظاہر جنگ احد کا حادثہ بہت سنگین تھا مگر بفضلہ تعالیٰ بعد میں مسلمان جلد ہی سنبھل گئے اور اسلامی طاقت پھر مجتمع ہوگئی۔ اور احد کا حادثہ مسلمانوں کی آئندہ زندگی کے لئے نفع بخش ثابت ہوا۔ احد کے علم برداران حضرت خالد اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ جیسے حضرات داخل اسلام ہوگئے۔ سچ ہے: ﴿وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ﴾ (٦٣/ الصف: ٨)

٤٠٨٢ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ خَبَّابٍ قَالَ: هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ

(۴۰۸۲) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے شقیق نے اور ان سے خباب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہجرت کی اور ہمارا مقصد

وَنَحْنُ نَبْتَغِي وَجْهَ اللَّهِ، فَوَجَبَ أَجْرُنَا عَلَى اللَّهِ، فَمِنَّا مَنْ مَضَى أَوْ ذَهَبَ لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا، كَانَ مِنْهُمْ مُصْعَبُ ابْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ، فَلَمْ يَتْرُكْ إِلَّا نَمِرَةً كُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ، وَإِذَا غُطِّيَ بِهَا رِجْلَاهُ خَرَجَ رَأْسُهُ، قَالَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ: ((غَطُّوا بِهَا رَأْسَهُ، وَاجْعَلُوا عَلَى رِجْلَيْهِ مِنَ الْإِذْخِرِ)). أَوْ قَالَ: ((أَلْقُوا عَلَى رِجْلَيْهِ مِنَ الْإِذْخِرِ)). وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا. [راجع: ١٢٧٦]

اس سے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنا تھا۔ ضروری تھا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر ثواب دیتا۔ اب بعض لوگ تو وہ تھے جو اللہ سے جا ملے اور (دنیا میں) انہوں نے اپنا کوئی ثواب نہیں دیکھا۔ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی انہی میں سے تھے۔ غزوۂ احد میں انہوں نے شہادت پائی اور ایک چادر کے سوا اور کوئی چیز انہوں نے نہیں چھوڑی۔ اس چادر سے (کفن دیتے وقت) جب ہم ان کا سر چھپاتے تو پاؤں کھل جاتا اور پاؤں چھپاتے تو سر کھل جاتا تھا۔ نبی ﷺ نے ہم سے فرمایا: ''چادر سے سر چھپا دو اور پاؤں پر اذخر گھاس رکھ دو۔'' یا آپ نے یوں فرمایا: ''ان کے پیروں پر اذخر گھاس ڈال دو۔'' (دونوں جملوں کا مطلب ایک ہی ہے) اور ہم میں بعض وہ ہیں جنہیں ان کے اس عمل کا پھل اسی دنیا میں دے دیا گیا اور وہ اس سے خوب فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

تشریح: فائدہ اٹھانے والے وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو بعد میں اقطار ارض کے وارث ہو کر وہاں کے تاج و تخت کے مالک ہوئے اور اللہ نے ان کو دنیا میں بھی خوب دیا اور آخرت میں بھی اجر عظیم کے حق دار ہوئے اور جو لوگ پہلے ہی شہید ہو گئے۔ ان کا سارا ثواب آخرت کے لئے جمع ہوا۔ دنیا میں انہوں نے اسلامی ترقی کا دور نہیں دیکھا۔ ان ہی میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جیسے نوجوان اسلام کے سچے فدائی بھی تھے جن کا ذکر یہاں کیا گیا ہے۔ یہ قریشی نوجوان اسلام کے اولین مبلغ تھے جو ہجرت نبوی ﷺ سے پہلے ہی مدینہ آ کر اشاعت اسلام کا اجر عظیم حاصل فرما رہے تھے ان کے تفصیلی حالات بار بار مطالعہ کے قابل ہیں جو کسی دوسری جگہ تفصیل سے لکھے گئے ہیں۔

بَابٌ: أُحُدٌ يُحِبُّنَا

باب: ارشاد نبوی ﷺ کہ ''احد پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے''

قَالَهُ عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

عباس بن سہل نے راوی ابو حمید سے نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد روایت کیا ہے۔

٤٠٨٣- حَدَّثَنِي نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ)). [راجع:٣٧١] [مسلم: ٣٣٧٢، ٣٣٧٣]

(۴۰۸۳) ہم سے نصر بن علی نے بیان کیا، کہا کہ مجھے میرے والد نے خبر دی، انہیں قرہ بن خالد نے، انہیں قتادہ نے اور انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''احد پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔''

٤٠٨٤- حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَمْرٍو، مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

(۴۰۸۴) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں مطلب کے غلام عمرو بن ابی عمرو نے اور انہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ کو (خیبر سے واپس ہوتے ہوئے)

طَلَعَ لَهُ أُحُدٌ فَقَالَ: ((هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ، اللَّهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ، وَإِنِّي حَرَّمْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا)). [راجع: ٣٧١]

احد پہاڑ دکھائی دیا تو آپ نے فرمایا: ”یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اے اللہ! ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرمت والا شہر قرار دیا تھا اور میں ان دو پتھریلے میدانوں کے درمیان علاقے (مدینہ منورہ) کو حرمت والا شہر قرار دیتا ہوں۔“

تشریح: رسول کریم ﷺ نے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ کو اپنا ایسا وطن قرار دے لیا تھا کہ اس کی محبت آپ کے ہر رگ دپے میں جاگزیں ہوگئی تھی۔ وہاں کی ہر چیز سے محبت کا ہونا آپ کا فطری تقاضا بن گیا تھا۔ اسی بنا پر پہاڑ احد سے بھی آپ کو محبت تھی جس کا یہاں اظہار فرمایا۔ ورثہ میں مدینہ منورہ سے الفت ومحبت ہر مسلمان کو ملی ہے۔ حدیث سے مدینہ منورہ کا مثل مکہ حرام ہونا بھی ثابت ہوا۔ مگر بعض لوگ حرمت مدینہ کے قائل نہیں ہیں اور وہ ایسی احادیث کی مختلف تاویل کر دیتے ہیں، جو صحیح نہیں۔ مدینہ بھی اب ہر مسلمان کے لئے مثل مکہ حرم محترم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو بار بار اس مقدس شہر میں حاضری کی سعادت عطا فرمائے۔ آمین

٤٠٨٥۔ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: ((إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ، وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ، وَإِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ، وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ۔ أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ۔ وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي، وَلَكِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا)). [راجع: ١٣٤٤]

(۴۰۸۵) مجھ سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی حبیب نے، ان سے ابوالخیر نے اور ان سے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ ایک دن باہر تشریف لائے اور شہدائے احد پر نماز جنازہ ادا کی، جیسے مردوں پر ادا کی جاتی ہے۔ پھر آپ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا: ”میں تمہارے آگے جاؤں گا، میں تمہارے حق میں گواہ رہوں گا، میں اب بھی اپنے حوض (کوثر) کو دیکھ رہا ہوں۔ مجھے دنیا کے خزانوں کی کنجی عطا فرمائی گئی ہے یا (آپ نے یوں فرمایا مفاتیح الارض) یعنی زمین کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ (دونوں جملوں کا مطلب ایک ہی ہے) خدا کی قسم! میں تمہارے بارے میں اس سے نہیں ڈرتا کہ تم میرے بعد شرک کرنے لگو گے بلکہ مجھے اس کا ڈر رہے کہ تم دنیا کے لیے حرص کرنے لگو گے۔“

تشریح: روایات میں کسی نہ کسی طرح سے احد پہاڑ کا ذکر ہے۔ باب سے یہی وجہ مطابقت ہے۔ رسول کریم ﷺ نے مکہ سے آنے کے بعد مدینہ منورہ کو اپنا دائمی وطن قرار دے لیا تھا اور اس شہر سے آپ کو اس قدر محبت ہوگئی تھی کہ یہاں کا ذرہ ذرہ آپ کو محبوب تھا۔ اسی محبت سے احد پہاڑ سے بھی محبت ایک فطری چیز تھی۔ آج بھی یہ شہر ہر مسلمان کے لئے جتنا پیارا ہے وہ ہر مسلمان جانتا ہے۔ حدیث سے قبرستان میں جا کر دوبارہ نماز جنازہ پڑھنا بھی ثابت ہوا۔ بعض لوگوں نے اسے آپ کے ساتھ مخصوص قرار دیا ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ نماز سے یہاں دعائے مغفرت مراد ہے۔ مگر ظاہر حدیث کے الفاظ ان تاویلات کے خلاف ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ غَزْوَةِ الرَّجِيعِ

باب: غزوہ رجیع کا بیان

وَرِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَبِئْرِ مَعُونَةَ وَحَدِيثِ عَضَلٍ وَالْقَارَةِ وَعَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ وَخُبَيْبٍ

اور رعل و ذکوان اور بئر معونہ کے غزوہ کا بیان اور عضل اور قارہ کا قصہ اور عاصم بن ثابت اور حبیب اور ان کے ساتھیوں کا قصہ۔ ابن اسحاق نے

وَأَصْحَابِهِ. قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ ابْنُ عُمَرَ: أَنَّهَا بَعْدَ أُحُدٍ.

بیان کیا کہ ہم سے عاصم بن عمر نے بیان کیا کہ غزوۂ رجیع غزوۂ احد کے بعد پیش آیا۔

تشریح: رجیع ایک مقام کا نام ہے۔ ہذیل کی بستیوں میں سے یہ غزوہ صفر ۴ھ میں جنگ احد کے بعد ہوا تھا۔ بئر معونہ اور عسفان کے درمیان ایک مقام ہے وہاں قاری صحابہ کو رعل اور ذکوان قبائل نے دھوکہ سے شہید کر دیا تھا۔ عضل اور قارہ بھی عرب کے دو قبائل کے نام ہیں۔ ان کا قصہ غزوہ رجیع میں ہوا۔

٤٠٨٦ـ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي سُفْيَانَ الثَّقَفِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ سَرِيَّةً عَيْنًا، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتٍ ـ وَهُوَ جَدُّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ـ فَانْطَلَقُوا حَتَّى إِذَا كَانَ بَيْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ ذُكِرُوا لِحَيٍّ مِنْ هُذَيْلٍ، يُقَالُ لَهُمْ: بَنُو لِحْيَانَ، فَتَبِعُوهُمْ بِقَرِيبٍ مِنْ مِائَةِ رَامٍ، فَاقْتَصُّوا آثَارَهُمْ حَتَّى أَتَوْا مَنْزِلًا نَزَلُوهُ فَوَجَدُوا فِيهِ نَوَى تَمْرٍ تَزَوَّدُوهُ مِنَ الْمَدِينَةِ فَقَالُوا: هَذَا تَمْرُ يَثْرِبَ. فَتَبِعُوا آثَارَهُمْ حَتَّى لَحِقُوهُمْ، فَلَمَّا انْتَهَى عَاصِمٌ وَأَصْحَابُهُ لَجَئُوا إِلَى فَدْفَدٍ، وَجَاءَ الْقَوْمُ فَأَحَاطُوا بِهِمْ، فَقَالُوا: لَكُمُ الْعَهْدُ وَالْمِيثَاقُ إِنْ نَزَلْتُمْ إِلَيْنَا أَنْ لَا نَقْتُلَ مِنْكُمْ رَجُلًا. فَقَالَ عَاصِمٌ: أَمَّا أَنَا فَلَا أَنْزِلُ فِي ذِمَّةِ كَافِرٍ، اللَّهُمَّ أَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ فَقَاتَلُوهُمْ حَتَّى قَتَلُوا عَاصِمًا فِي سَبْعَةِ نَفَرٍ بِالنَّبْلِ، وَبَقِيَ خُبَيْبٌ، وَزَيْدٌ وَرَجُلٌ آخَرُ، فَأَعْطَوْهُمُ الْعَهْدَ وَالْمِيثَاقَ، فَلَمَّا أَعْطَوْهُمُ الْعَهْدَ وَالْمِيثَاقَ نَزَلُوا إِلَيْهِمْ، فَلَمَّا اسْتَمْكَنُوا

(۴۰۸۶) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی، انہیں معمر بن راشد نے، انہیں زہری نے، انہیں عمرو بن ابی سفیان ثقفی نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے جاسوسی کے لئے ایک جماعت (مکہ، قریش کی خبر لانے کے لئے) بھیجی اور اس کا امیر عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بنایا، جو عاصم بن عمر بن خطاب کے نانا ہیں۔ یہ جماعت روانہ ہوئی اور جب عسفان اور مکہ کے درمیان پہنچی تو قبیلہ ہذیل کے ایک قبیلے کو جسے بنولحیان کہا جاتا تھا، ان کا علم ہو گیا اور قبلہ کے تقریباً سو تیر اندازوں نے ان کا پیچھا کیا اور ان کے نشانات قدم کو تلاش کرتے ہوئے چلے۔ آخر ایک ایسی جگہ پہنچنے میں کامیاب ہو گئے جہاں صحابہ کی اس جماعت نے پڑاؤ کیا تھا۔ قبیلہ والوں نے کہا کہ یہ تو یثرب کی کھجور (کی گٹھلی ہے) اب انہوں نے پھر تلاش شروع کی اور صحابہ کو پالیا۔ عاصم رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے جب یہ صورت حال دیکھی تو صحابہ رضی اللہ عنہم کی اس جماعت نے ایک ٹیلے پر چڑھ کر پناہ لی۔ قبیلہ والوں نے وہاں پہنچ کر ٹیلہ کو اپنے گھیرے میں لے لیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہا کہ ہم تمہیں یقین دلاتے ہیں اور عہد کرتے ہیں کہ اگر تم نے ہتھیار ڈال دیئے تو ہم تم سے کسی کو بھی قتل نہیں کریں۔ اس پر عاصم رضی اللہ عنہ بولے میں تو کسی کافر کی حفاظت و امن میں اپنے کو کسی صورت میں بھی نہیں دے سکتا۔ اے اللہ! ہمارے ساتھ پیش آنے والے حالات کی خبر اپنے نبی کو پہنچا دے۔ چنانچہ ان صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان سے قتال کیا اور عاصم اپنے چھ ساتھیوں کے ساتھ ان کے تیروں سے شہید ہو گئے۔ خبیب، زید اور ایک اور صحابی ان کے حملوں سے ابھی محفوظ تھے۔ قبیلہ والوں نے پھر حفاظت و امان کا یقین دلایا۔ یہ حضرات ان کی یقین دہانی پر اتر آئے۔ پھر قبیلہ والوں نے انہیں

مِنْهُمْ حَلُّوْا أَوْتَارَ قِسِيِّهِمْ فَرَبَطُوْهُمْ بِهَا. فَقَالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ الَّذِي مَعَهُمَا: هٰذَا أَوَّلُ الْغَدْرِ. فَأَبَى أَنْ يَصْحَبَهُمْ فَجَرَّرُوْهُ وَعَالَجُوْهُ عَلَى أَنْ يَصْحَبَهُمْ، فَلَمْ يَفْعَلْ، فَقَتَلُوْهُ، وَانْطَلَقُوْا بِخُبَيْبٍ وَزَيْدٍ حَتَّى بَاعُوْهُمَا بِمَكَّةَ، فَاشْتَرَى خُبَيْبًا بَنُو الْحَارِثِ بْنِ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلٍ، وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ يَوْمَ بَدْرٍ، فَمَكَثَ عِنْدَهُمْ أَسِيْرًا حَتَّى إِذَا أَجْمَعُوْا قَتْلَهُ اسْتَعَارَ مُوْسَى مِنْ بَعْضِ بَنَاتِ الْحَارِثِ لِيَسْتَحِدَّ بِهَا فَأَعَارَتْهُ، قَالَتْ: فَغَفَلْتُ عَنْ صَبِيٍّ لِيْ فَدَرَجَ إِلَيْهِ حَتَّى أَتَاهُ، فَوَضَعَهُ عَلَى فَخِذِهِ، فَلَمَّا رَأَيْتُهُ فَزِعْتُ فَزْعَةً عَرَفَ ذَاكَ مِنِّيْ، وَفِيْ يَدِهِ الْمُوْسَى فَقَالَ: أَتَخْشَيْنَ أَنْ أَقْتُلَهُ؟ مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ ذٰلِكَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ. وَكَانَتْ تَقُوْلُ: مَا رَأَيْتُ أَسِيْرًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ خُبَيْبٍ، لَقَدْ رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ مِنْ قِطْفِ عِنَبٍ، وَمَا بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ ثَمَرَةٌ، وَإِنَّهُ لَمُوْثَقٌ فِي الْحَدِيْدِ، وَمَا كَانَ إِلَّا رِزْقٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ، فَخَرَجُوْا بِهِ مِنَ الْحَرَمِ، لِيَقْتُلُوْهُ فَقَالَ: دَعُوْنِيْ أُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ: لَوْلَا أَنْ تَرَوْا أَنَّ مَا بِيْ جَزَعٌ مِنَ الْمَوْتِ، لَزِدْتُ. فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ سَنَّ رَكْعَتَيْنِ عِنْدَ الْقَتْلِ هُوَ، ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُمَّ أَحْصِهِمْ عَدَدًا ثُمَّ قَالَ:

مَا أُبَالِيْ حِيْنَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلَى أَيِّ شِقٍّ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِيْ

پوری طرح اپنے قبضے میں لے لیا تو ان کی کمان کی تانت اتار کر ان صحابہ کو انہی سے باندھ دیا۔ تیسرے صحابی جو خبیب اور زید کے ساتھی تھے، انہوں نے کہا کہ یہ تمہاری پہلی غداری ہے انہوں نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ پہلے تو قبیلہ والوں نے انہیں گھسیٹا اور اپنے ساتھ لے جانے کے لئے زور لگاتے رہے لیکن جب وہ کسی طرح تیار نہ ہوئے تو انہیں وہیں قتل کر دیا اور خبیب اور زید کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے، پھر انہیں مکہ میں لا کر بیچ دیا۔ خبیب ؓ کو تو حارث بن عامر بن نوفل کے بیٹوں نے خرید لیا کیونکہ خبیب ؓ نے بدر کی جنگ میں حارث کو قتل کیا تھا، وہ ان کے یہاں کچھ دنوں تک قیدی کی حیثیت سے رہے۔ جس وقت ان سب کا خبیب ؓ کے قتل پر اتفاق ہو چکا تو اتفاق سے انہی دنوں حارث کی ایک لڑکی (زینب) سے انہوں نے موئے زیر ناف صاف کرنے کے لیے استرہ مانگا اور انہوں نے ان کو استرہ دے دیا تھا ان کا بیان تھا کہ میرا لڑکا میری غفلت میں خبیب ؓ کے پاس چلا گیا۔ انہوں نے اسے اپنی ران پر بٹھا لیا میں نے جو اسے اس حالت میں دیکھا تو بہت گھبرائی۔ انہوں نے میری گھبراہٹ کو جان لیا، استرہ ان کے ہاتھ میں تھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا: کیا تمہیں اس کا خطرہ ہے کہ میں اس بچے کو قتل کر دوں گا؟ ان شاء اللہ میں ہرگز ایسا نہیں کر سکتا۔ ان کا بیان تھا کہ خبیب ؓ سے بہتر قیدی میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ میں نے انہیں انگور کا خوشہ کھاتے ہوئے دیکھا حالانکہ اس وقت مکہ میں کسی طرح کا پھل موجود نہیں تھا جبکہ وہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے بھی تھے، تو وہ اللہ کی بھیجی ہوئی روزی تھی۔ پھر حارث کے بیٹے قتل کرنے کے لیے انہیں لے کر حرم کی حدود سے باہر نکل گئے۔ خبیب ؓ نے ان سے فرمایا: مجھے دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت دو (انہوں نے اجازت دے دی اور) جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو ان سے فرمایا کہ اگر تم یہ خیال نہ کرنے لگتے کہ میں موت سے گھبرا گیا ہوں تو اور زیادہ نماز پڑھتا۔ خبیب ؓ ہی پہلے وہ شخص ہیں جن سے قتل سے پہلے دو رکعت نماز کا طریقہ چلا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے ان کے لئے بددعا کی، اے اللہ! انہیں ایک ایک کر کے ہلاک کر دے، اور یہ اشعار پڑھے ”جب کہ میں

وَذٰلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلٰهِ وَإِنْ يَشَأْ
يُبَارِكْ عَلَى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

ثُمَّ قَامَ إِلَيْهِ عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ فَقَتَلَهُ، وَبَعَثَ قُرَيْشٌ إِلَى عَاصِمٍ لِيُؤْتَوْا بِشَيْءٍ مِنْ جَسَدِهِ يَعْرِفُوْنَهُ، وَكَانَ عَاصِمٌ قَتَلَ عَظِيْمًا مِنْ عُظَمَائِهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ، فَبَعَثَ اللّٰهُ عَلَيْهِ مِثْلَ الظُّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ، فَحَمَتْهُ مِنْ رُسُلِهِمْ، فَلَمْ يَقْدِرُوْا مِنْهُ عَلَى شَيْءٍ. [راجع: ٣٠٤٥]

مسلمان ہونے کی حالت میں قتل کیا جا رہا ہوں تو مجھے اس کی کوئی پروا نہیں کہ کس پہلو پر اللہ کی راہ میں مجھے قتل کیا جائے گا۔ یہ سب کچھ اللہ کی راہ میں ہے اور اگر وہ چاہے گا تو جسم کے ایک ایک کٹے ہوئے ٹکڑے میں برکت دے گا۔'' پھر عقبہ بن حارث نے کھڑے ہو کر انہیں شہید کر دیا اور قریش نے عاصم رضی اللہ عنہ کی لاش کے لئے آدمی بھیجے تا کہ ان کے جسم کا کوئی بھی حصہ لائیں جس سے انہیں پہچانا جا سکے۔ عاصم رضی اللہ عنہ نے قریش کے ایک بہت بڑے سردار کو بدر کی لڑائی میں قتل کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے بھڑوں کی ایک فوج کو بادل کی طرح ان کے اوپر بھیجا اور ان بھڑوں نے ان کی لاش کو قریش کے آدمیوں سے محفوظ رکھا اور قریش کے بھیجے ہوئے یہ لوگ (ان کے پاس نہ پھٹک سکے) کچھ نہ کر سکے۔

٤٠٨٧ـ حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، سَمِعَ جَابِرًا، يَقُوْلُ: الَّذِي قَتَلَ خُبَيْبًا هُوَ أَبُوْ سِرْوَعَةَ.

(۴۰۸۷) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، انہوں نے جابر سے سنا کہ خبیب رضی اللہ عنہ کو ابو سروعہ (عقبہ بن حارث) نے قتل کیا تھا۔

٤٠٨٨ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِحَاجَةٍ يُقَالُ لَهُمْ: الْقُرَّاءُ، فَعَرَضَ لَهُمْ حَيَّانِ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ رِعْلٌ وَذَكْوَانُ، عِنْدَ بِئْرٍ يُقَالُ لَهَا: بِئْرُ مَعُوْنَةَ، فَقَالَ الْقَوْمُ: وَاللّٰهِ! مَا إِيَّاكُمْ أَرَدْنَا، إِنَّمَا نَحْنُ مُجْتَازُوْنَ فِي حَاجَةٍ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَتَلُوْهُمْ فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهِمْ شَهْرًا فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ، وَذٰلِكَ بَدْءُ الْقُنُوْتِ وَمَا كُنَّا نَقْنُتُ. قَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ: وَسَأَلَ رَجُلٌ أَنَسًا عَنِ الْقُنُوْتِ أَبَعْدَ الرُّكُوْعِ، أَوْ عِنْدَ فَرَاغٍ مِنَ الْقِرَاءَةِ قَالَ: لَا بَلْ عِنْدَ فَرَاغٍ مِنَ الْقِرَاءَةِ. [راجع: ١٠٠١]

(۴۰۸۸) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن صہیب نے بیان کیا، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ستر صحابہ کی ایک جماعت تبلیغ اسلام کے لئے بھیجی تھی۔ انہیں قاری کہا جاتا تھا۔ راستے میں بنو سلیم کے دو قبیلے رعل اور ذکوان نے ایک کنویں کے قریب ان کے ساتھ مزاحمت کی۔ یہ کنواں ''بئر معونہ'' کے نام سے مشہور تھا۔ صحابہ نے ان سے کہا کہ اللہ کی قسم! ہم تمہارے خلاف یہاں لڑنے نہیں آئے ہیں بلکہ ہمیں تو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ایک ضرورت پر مامور کیا گیا ہے لیکن کفار کے ان قبیلوں نے تمام صحابہ کو شہید کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد نبی ﷺ صبح کی نماز میں ان کے لئے ایک مہینہ تک بددعا کرتے رہے۔ اسی دن سے دعائے قنوت کی ابتدا ہوئی، ورنہ اس سے پہلے ہم دعائے قنوت نہیں پڑھا کرتے تھے اور عبدالعزیز بن صہیب نے بیان کیا کہ ایک صاحب (عاصم احول) نے انس رضی اللہ عنہ سے دعائے قنوت کے بارے میں پوچھا کہ یہ دعائے رکوع کے بعد پڑھی جائے گی یا قرأت قرآن سے فارغ ہونے کے بعد؟ (رکوع سے

پہلے) انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ قرأت سے فارغ ہونے کے بعد۔ (رکوع سے پہلے)۔

تشریح: نبی کریم ﷺ نے ان ستر قاریوں کو اس لئے بھیجا تھا کہ رعل اور ذکوان اور عصیہ اور بنولحیان کے لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر کہا تھا کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں، ہماری مدد کے لئے کچھ مسلمان بھیجئے۔ یہ بھی مروی ہے کہ ابو براء عامر بن مالک نامی ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! آپ چند مسلمانوں کو نجد کی طرف بھیج دیں تو مجھے امید ہے کہ نجد والے مسلمان ہو جائیں گے۔ آپ نے فرمایا میں ڈرتا ہوں نجد والے ان کو ہلاک نہ کر دیں وہ شخص کہنے لگا میں ان لوگوں کو اپنی پناہ میں رکھوں گا۔ اس وقت آپ نے یہ ستر صحابی روانہ کئے۔ صرف ایک صحابی کعب بن زید رضی اللہ عنہ زخمی ہو کر بچ نکلے تھے۔ جنہوں نے مدینہ آ کر خبر دی تھی۔

٤٠٨٩ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوْعِ يَدْعُوْ عَلَى أَحْيَاءٍ مِنَ الْعَرَبِ. [راجع: ١٠٠١]

[مسلم: ١٥٥٤؛ نسائي: ١٠٧٦، ١٠٧٧؛ ابن ماجه: ١٢٤٣]

(۴۰۸۹) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے رکوع کے بعد ایک مہینہ تک قنوت پڑھی جس میں آپ عرب کے چند قبائل (رعل و ذکوان وغیرہ) کے لئے بددعا کرتے تھے۔

تشریح: فقہا کی اصطلاح میں اس قسم کی قنوت کو قنوت نازلہ کہا گیا ہے اور ایسے مواقع پر قنوت نازلہ آج بھی پڑھنا مسنون ہے مگر صد افسوس کہ مسلمان بہت سی پریشانیوں کے باوجود قنوت نازلہ سے غافل ہیں۔

٤٠٩٠ـ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رِعْلًا، وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ وَبَنِي لِحْيَانَ اسْتَمَدُّوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى عَدُوٍّ، فَأَمَدَّهُمْ بِسَبْعِيْنَ مِنَ الْأَنْصَارِ، كُنَّا نُسَمِّيْهِمُ الْقُرَّاءَ فِي زَمَانِهِمْ، كَانُوْا يَحْتَطِبُوْنَ بِالنَّهَارِ وَيُصَلُّوْنَ بِاللَّيْلِ، حَتَّى كَانُوْا بِبِئْرِ مَعُوْنَةَ قَتَلُوْهُمْ، وَغَدَرُوْا بِهِمْ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَنَتَ شَهْرًا يَدْعُوْ فِي الصُّبْحِ عَلَى أَحْيَاءٍ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ، عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ وَبَنِي لِحْيَانَ. قَالَ أَنَسٌ: فَقَرَأْنَا

(۴۰۹۰) مجھ سے عبدالاعلیٰ بن حماد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رعل، ذکوان، عصیہ اور بنو لحیان نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے دشمنوں کے مقابل مدد چاہی آنحضرت ﷺ نے ستر انصاری صحابہ کو ان کی کمک کے لئے روانہ کیا۔ ہم ان حضرات کو قاری کہا کرتے تھے۔ اپنی زندگی میں معاش کے لئے دن میں لکڑیاں جمع کرتے تھے اور رات میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ جب یہ حضرات بئر معونہ پر پہنچے تو ان قبیلے والوں نے انہیں دھوکا دیا اور انہیں شہید کر دیا۔ جب نبی ﷺ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ نے صبح کی نماز میں ایک مہینے تک بددعا کی۔ عرب کے انہی چند قبائل رعل، ذکوان، عصیہ اور بنولحیان کے لیے۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں قرآن میں (آیت نازل ہوئی اور) ہم اس کی تلاوت کرتے تھے پھر وہ آیت

فِيهِمْ قُرْآنًا ثُمَّ إِنَّ ذَلِكَ رُفِعَ بَلِّغُوْا عَنَّا قَوْمَنَا، أَنَّا لَقِيْنَا رَبَّنَا، فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا. وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ حَدَّثَهُ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَنَتَ شَهْرًا فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ يَدْعُوْ عَلَى أَحْيَاءٍ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ، عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ وَبَنِي لِحْيَانَ زَادَ خَلِيْفَةُ: حَدَّثَنَا ابْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ، أَنَّ أُولَئِكَ السَّبْعِيْنَ، مِنَ الْأَنْصَارِ قُتِلُوْا بِبِئْرِ مَعُوْنَةَ. قُرْآنًا: كِتَابًا نَحْوَهُ. [راجع: ١٠٠١]

منسوخ ہوگئی (آیت کا ترجمہ) ''ہماری طرف سے ہماری قوم (مسلمانوں) کو خبر پہنچا دو کہ ہم اپنے رب کے پاس آ گئے ہیں۔ ہمارا رب ہم سے راضی ہیں اور ہمیں بھی (اپنی نعمتوں سے) اس نے خوش رکھا ہے۔'' اور قتادہ سے روایت ہے ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مہینے تک صبح کی نماز میں، عرب کے چند قبائل یعنی رعل، ذکوان، عصیہ اور بنولحیان کے لئے بدعا کی تھی۔

خلیفہ بن خیاط (امام بخاری کے شیخ نے) یہ اضافہ کیا کہ ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے کہ ہم سے انس رضی اللہ عنہ نے: یہ ستر صحابہ رضی اللہ عنہم قبیلہ انصار سے تھے اور انہیں بئر معونہ کے پاس شہید کردیا گیا تھا۔

تشریح: اس حدیث میں "نسخ قرآنا" سے مراد کتاب اللہ ہے، جیسا کہ عبدالاعلیٰ کی روایت میں ہے۔ ان قاریوں کی ایک خاص صفت یہ بیان کی گئی کہ یہ حضرات دن میں رزق حلال کے لئے لکڑیاں فروخت کیا کرتے تھے۔ آج کے قاریوں جیسے نہ تھے جو فن قرآن کو شکم پروری کا ذریعہ بنائے ہوئے ہیں اور جگہ جگہ قراءت پڑھ پڑھ کر دست سوال دراز کرتے رہتے ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔

٤٠٩١ - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَنَسٌ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ خَالَهُ- أَخٌ لِأُمِّ سُلَيْمٍ- فِيْ سَبْعِيْنَ رَاكِبًا، وَكَانَ رَئِيْسَ الْمُشْرِكِيْنَ عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ خَيَّرَ بَيْنَ ثَلَاثِ خِصَالٍ فَقَالَ: يَكُوْنُ لَكَ أَهْلُ السَّهْلِ، وَلِيْ أَهْلُ الْمَدَرِ، أَوْ أَكُوْنُ خَلِيْفَتَكَ، أَوْ أَغْزُوْكَ بِأَهْلِ غَطَفَانَ بِأَلْفٍ وَأَلْفٍ، فَطُعِنَ عَامِرٌ فِيْ بَيْتِ أُمِّ فُلَانٍ فَقَالَ: غُدَّةٌ كَغُدَّةِ الْبَعِيْرِ فِيْ بَيْتِ امْرَأَةٍ مِنْ آلِ فُلَانٍ ائْتُوْنِيْ بِفَرَسِيْ. فَمَاتَ عَلَى ظَهْرِ فَرَسِهِ، فَانْطَلَقَ حَرَامٌ أَخُوْ أُمِّ سُلَيْمٍ- وَهُوَ رَجُلٌ أَعْرَجُ- وَرَجُلٌ مِنْ بَنِيْ فُلَانٍ قَالَ: كُوْنَا قَرِيْبًا حَتَّى آتِيَهُمْ،

(۴۰۹۱) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے ماموں، ام سلیم (انس کی والدہ) کے بھائی کو بھی ان ستر سواروں کے ساتھ بھیجا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ مشرکوں کے سردار عامر بن طفیل نے حضور اکرم ﷺ کے سامنے (شرارت اور تکبر کی راہ سے) تین صورتیں رکھی تھیں۔ اس نے کہا کہ یا تو یہ کیجئے کہ دیہاتی آبادی پر آپ کی حکومت ہو اور شہری آبادی پر میری ہو یا پھر مجھے آپ کا جانشین مقرر کیا جائے ورنہ پھر میں ہزاروں غطفانیوں کو لے کر آپ پر چڑھائی کروں گا۔ (اس پر حضور ﷺ نے اس کے لیے بدعا کی) اور ام فلاں کے گھر میں وہ مرض طاعون میں گرفتار ہوا۔ کہنے لگا کہ اس فلاں کی عورت کے گھر کے جوان اونٹ کی طرح مجھے بھی غدود نکل آیا۔ میرا گھوڑا لاؤ۔ چنانچہ وہ اپنے گھوڑے کی پشت پر ہی مرگیا بہر حال ام سلیم کے بھائی حرام بن ملحان ایک اور صحابی جو لنگڑے تھے اور تیسرے صحابی جن کا تعلق بنی فلاں سے تھا، آگے بڑھے۔ حرام نے (اپنے دونوں ساتھیوں سے بنو

فَإِنْ آمَنُوْنِيْ كُنْتُمْ، وَإِنْ قَتَلُوْنِيْ أَتَيْتُمْ أَصْحَابَكُمْ. فَقَالَ: أَتُؤْمِنُوْنَ أُبَلِّغْ رِسَالَةَ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ؟ فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُمْ وَأَوْمَؤُوْا إِلَى رَجُلٍ، فَأَتَاهُ مِنْ خَلْفِهِ فَطَعَنَهُ۔ قَالَ هَمَّامٌ: أَحْسِبُهُ حَتَّى أَنْفَذَهُ۔ بِالرُّمْحِ، قَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ. فَلُحِقَ الرَّجُلُ، فَقُتِلُوْا كُلُّهُمْ غَيْرَ الْأَعْرَجِ كَانَ فِيْ رَأْسِ جَبَلٍ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْنَا، ثُمَّ كَانَ مِنَ الْمَنْسُوْخِ إِنَّا قَدْ لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا. فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهِمْ ثَلَاثِيْنَ صَبَاحًا، عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَبَنِيْ لِحْيَانَ وَعُصَيَّةَ الَّذِيْنَ عَصَوُا اللَّهَ وَرَسُوْلَهُ. [راجع: ١٠٠١]

عامر تک پہنچ کر پہلے) ہی کہہ دیا کہ تم دونوں میرے قریب ہی کہیں رہنا میں۔ ان کے پاس پہلے جاتا ہوں اگر انہوں نے مجھے امن دے دیا تو تم لوگ قریب ہی ہو اور اگر مجھے انہوں نے قتل کر دیا تو آپ حضرات اپنے ساتھیوں کے پاس چلے جائیں۔ چنانچہ قبیلہ میں پہنچ کر انہوں نے ان سے کہا، کیا تم مجھے امان دیتے ہو کہ میں رسول اللہ ﷺ کا پیغام تمہیں پہنچا دوں؟ پھر وہ حضور ﷺ کا پیغام انہیں پہنچانے لگے تو قبیلے والوں نے ایک شخص کو اشارہ کیا اور اس نے پیچھے سے آ کر ان پر تیر کا وار کیا۔ ہمام نے بیان کیا، میرا خیال ہے کہ نیزہ آر پار ہو گیا تھا۔ حرام کی زبان سے اس وقت نکلا "اللہ اکبر! کعبہ کے رب کی قسم! میری مراد حاصل ہو گئی۔" اس کے بعد ان میں سے ایک صحابی کو بھی مشرکین نے پکڑ لیا (جو حرام کے ساتھ تھے اور انہیں بھی شہید کر دیا) پھر اس مہم کے تمام صحابہ کو شہید کر دیا۔ صرف لنگڑے صحابی بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے وہ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے تھے۔ ان شہدا کی شان میں اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی، بعد میں وہ آیت منسوخ ہو گئی (آیت یہ تھی) "اِنَّا قَدْ لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَاَرْضَانَا" نبی اکرم ﷺ نے ان قبائل رعل، ذکوان، بنو لحیان اور عصیہ کے لیے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تھی تیس دن تک صبح کی نماز میں بددعا کی۔

تشریح: ان قبائل کا جرم اتنا سنگین تھا کہ ان کے لیے بددعا کرنا ضروری تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی بددعا قبول کی اور یہ قبائل تباہ ہو گئے۔ الا ماشاء اللہ۔

٤٠٩٢۔ حَدَّثَنِيْ حِبَّانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، قَالَ: وَحَدَّثَنِيْ ثُمَامَةُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ: لَمَّا طُعِنَ حَرَامُ بْنُ مِلْحَانَ۔ وَكَانَ خَالَهُ۔ يَوْمَ بِئْرِ مَعُوْنَةَ قَالَ بِالدَّمِ هَكَذَا، فَنَضَحَهُ عَلَى وَجْهِهِ وَرَأْسِهِ، ثُمَّ قَالَ: فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ. [راجع: ١٠٠١]

(۴۰۹۲) مجھ سے حبان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی، ان کو معمر نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ثمامہ بن عبداللہ بن انس نے بیان کیا، اور انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ جب حرام بن ملحان کو جو ان کے ماموں تھے بئر معونہ کے موقع پر زخمی کیا گیا تو زخم پر سے خون کو ہاتھ میں لے کر انہوں نے یوں اپنے چہرہ اور سر پر لگا لیا اور کہا: "کعبہ کے رب کی قسم! میں نے مراد کو پا لیا۔"

تشریح: ایک حقیقی مؤمن باللہ کی دلی مراد یہی ہوتی ہے کہ وہ اللہ کے راستے میں اپنی جان قربان کر سکے۔ یہ جذبہ نہیں تو ایمان کی خیر منانی چاہیے۔

حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ نے شہادت کے وقت اس حقیقت کا اظہار فرمایا۔ ارشاد باری ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ﴾ (۹/التوبۃ:۱۱۱) ''بے شک اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے ان کی جانوں اور مالوں کے بدلے جنت کا سودا کر چکا ہے۔''

۴۰۹۳ ـ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ: اسْتَأْذَنَ النَّبِيَّ ﷺ أَبُو بَكْرٍ فِي الْخُرُوجِ حِينَ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْأَذَى، فَقَالَ لَهُ: ((أَقِمْ)) فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَطْمَعُ أَنْ يُؤْذَنَ لَكَ، فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنِّي لَأَرْجُو ذَلِكَ)) قَالَتْ: فَانْتَظَرَهُ أَبُو بَكْرٍ فَأَتَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ ظُهْرًا فَنَادَاهُ فَقَالَ: ((أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ)). فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّمَا هُمَا ابْنَتَايَ. فَقَالَ: ((أَشَعَرْتَ أَنَّهُ قَدْ أُذِنَ لِي فِي الْخُرُوجِ؟)) فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! الصُّحْبَةَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الصُّحْبَةَ)). قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! عِنْدِي نَاقَتَانِ قَدْ كُنْتُ أَعْدَدْتُهُمَا لِلْخُرُوجِ. فَأَعْطَى النَّبِيَّ ﷺ إِحْدَاهُمَا وَهِيَ الْجَدْعَاءُ، فَرَكِبَا فَانْطَلَقَا حَتَّى أَتَيَا الْغَارَ، وَهُوَ بِثَوْرٍ، فَتَوَارَيَا فِيهِ، فَكَانَ عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ غُلَامًا لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الطُّفَيْلِ بْنِ سَخْبَرَةَ ـ أَخُو عَائِشَةَ لِأُمِّهَا، وَكَانَتْ لِأَبِي بَكْرٍ مِنْحَةٌ. فَكَانَ يَرُوحُ بِهَا وَيَغْدُو عَلَيْهِمْ، وَيُصْبِحُ فَيَدَّلِجُ إِلَيْهِمَا ثُمَّ يَسْرَحُ، فَلَا يَفْطُنُ بِهِ أَحَدٌ مِنَ الرِّعَاءِ، فَلَمَّا خَرَجَا خَرَجَ مَعَهُمَا يُعْقِبَانِهِ حَتَّى قَدِمَا الْمَدِينَةَ، فَقُتِلَ عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ يَوْمَ بِئْرِ مَعُونَةَ. وَعَنْ أَبِي أُسَامَةَ قَالَ: قَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ:

(۴۰۹۳) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب مکہ میں مشرک لوگ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سخت تکلیف دینے لگے تو رسول اللہ ﷺ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی اجازت چاہی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''ابھی یہیں ٹھہرے رہو۔'' انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ بھی (اللہ تعالیٰ سے) اپنے لیے ہجرت کی اجازت کے امیدوار ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں مجھے اس کی امید ہے۔'' عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ انتظار کرنے لگے۔ آخر حضور ﷺ ایک دن ظہر کے وقت (ہمارے گھر) تشریف لائے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پکارا اور فرمایا کہ ''تخلیہ کرلو۔'' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صرف میری دونوں لڑکیاں یہاں موجود ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''تم کو معلوم ہے مجھے بھی ہجرت کی اجازت دے دی گئی ہے۔'' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا مجھے بھی ساتھ چلنے کی سعادت حاصل ہوگی؟ آپ نے فرمایا کہ ''ہاں تم بھی میرے ساتھ چلو گے۔'' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! میرے پاس دو اونٹنیاں ہیں اور میں نے انہیں ہجرت ہی کی نیت سے تیار کر رکھا ہے۔ چنانچہ انہوں نے ایک اونٹنی جس کا نام الجدعاء تھا حضور ﷺ کو دے دی۔ دونوں بزرگ سوار ہو کر روانہ ہوئے اور یہ غار ثور پہاڑی کا تھا اس میں جا کر دونوں روپوش ہو گئے۔ عامر بن فہیرہ جو عبداللہ بن طفیل بن سخبرہ، عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ کی طرف سے بھائی، کے غلام تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک دودھ دینے والی اونٹنی تھی تو عامر بن فہیرہ صبح و شام (عام مویشیوں کے ساتھ) اسے چرانے لے جاتے اور رات کے آخری حصہ میں حضور ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آتے تھے، (غار ثور میں ان حضرات کی خوراک اسی کا دودھ تھی) اور پھر اسے چرانے کے لئے لے کر روانہ ہو جاتے۔ اس طرح کوئی چرواہا اس پر آگاہ نہ ہو سکا۔ پھر جب حضور ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ غار سے نکل کر روانہ ہوئے تو پیچھے پیچھے عامر بن

فَأَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ: لَمَّا قُتِلَ الَّذِيْنَ بِبِئْرِ مَعُوْنَةَ وَأُسِرَ عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيُّ قَالَ لَهُ عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ: مَنْ هَذَا؟ وَأَشَارَ إِلَى قَتِيْلٍ۔ فَقَالَ لَهُ عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ: هَذَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ. فَقَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدَ مَا قُتِلَ رُفِعَ إِلَى السَّمَاءِ حَتَّى إِنِّيْ لَأَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْأَرْضِ، ثُمَّ وُضِعَ. فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ خَبَرُهُمْ فَنَعَاهُمْ فَقَالَ: ((إِنَّ أَصْحَابَكُمْ قَدْ أُصِيْبُوْا، وَإِنَّهُمْ قَدْ سَأَلُوْا رَبَّهُمْ، فَقَالُوْا: رَبَّنَا أَخْبِرْ عَنَّا إِخْوَانَنَا بِمَا رَضِيْنَا عَنْكَ وَرَضِيْتَ عَنَّا)) فَأَخْبَرَهُمْ عَنْهُمْ. وَأُصِيْبَ يَوْمَئِذٍ فِيْهِمْ عُرْوَةُ بْنُ أَسْمَاءَ بْنِ الصَّلْتِ، فَسُمِّيَ عُرْوَةُ بِهِ، وَمُنْذِرُ بْنُ عَمْرٍو سُمِّيَ بِهِ مُنْذِرًا.

[راجع: ٤٧٦]

فہیرہ بھی پہنچے تھے۔ آخر دونوں حضرات مدینہ پہنچ گئے بئر معونہ کے حادثہ میں عامر بن فہیرہ بھی شہید ہو گئے تھے۔ ابواسامہ سے روایت ہے، ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، انہیں ان کے والد نے خبر دی، انہوں نے بیان کیا کہ جب بئر معونہ کے حادثہ میں قاری صحابہ شہید کئے گئے اور عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ قید کئے گئے تو عامر بن طفیل نے ان سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ انہوں نے ایک لاش کی طرف اشارہ کیا۔ عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ یہ عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس پر عامر بن طفیل رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے دیکھا کہ شہید ہو جانے کے بعد ان کی لاش آسمان کی طرف اٹھالی گئی۔ میں نے اوپر نظر اٹھائی تو لاش آسمان و زمین کے درمیان لٹک رہی تھی۔ پھر وہ زمین پر رکھ دی گئی۔ ان شہدا کے متعلق نبی کریم ﷺ کو جبرئیل علیہ السلام نے باذن اللہ بتا دیا تھا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ان کی شہادت کی خبر صحابہ کو دی اور فرمایا: ”یہ تمہارے ساتھی شہید کر دیے گئے ہیں اور شہادت کے بعد انہوں نے اپنے رب کے حضور میں عرض کی: اے ہمارے رب! ہمارے (مسلمان) بھائیوں کو اس کی اطلاع دے دے کہ ہم تیرے پاس پہنچ کر کس طرح خوش ہیں اور تو بھی ہم سے راضی ہے۔“ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے (قرآن مجید کے ذریعہ) مسلمانوں کو اس کی اطلاع دے دی۔ اسی حادثہ میں عروہ بن اسماء بن صلت رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے تھے۔ (پھر زبیر رضی اللہ عنہ کے جب بیٹا پیدا ہوا) تو ان کا نام عروہ انہی عروہ بن اسماء کے نام پر رکھا گیا۔ منذر بن عمرو رضی اللہ عنہ بھی اس حادثہ میں شہید ہوئے تھے۔ (اور زبیر رضی اللہ عنہ کے دوسرے صاحب زادے کا نام) منذر انہی کے نام پر رکھا گیا تھا۔

تشریح: اس حدیث میں ہجرت نبوی کا بیان ہے۔ شروع میں آپ کا غار ثور میں قیام کرنا مصلحت الٰہی کے تحت تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی وہاں بھی کامل حفاظت فرمائی اور وہاں رزق بھی پہنچایا۔ اس موقع پر حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ نے ہر دو بزرگوں کی اہم خدمات انجام دیں کہ غار میں اونٹنی کے تازہ تازہ دودھ سے ہر دو بزرگوں کو سیراب رکھا۔ حقیقی جانثاری اسی کا نام ہے۔ یہی عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ جو ستر قاریوں کے قافلہ میں شہید کئے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی لاش کا یہ اکرام کیا کہ وہ آسمان کی طرف اٹھالی گئی پھر زمین پر رکھ دی گئی۔ شہدائے کرام کے یہ مراتب ہیں جو حقیقی شہدا کو ملتے ہیں۔ سچ ہے: ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ﴾ (٢/ البقرة: ١٥٤)

٤٠٩٤۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ، عَنْ أَبِيْ

(۴۰۹۴) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو سلیمان تیمی نے خبر دی، انہیں ابومجلز (لاحق بن حمید) نے

مِجْلَزٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَنَتَ النَّبِيُّ ﷺ بَعْدَ الرُّكُوْعِ شَهْرًا يَدْعُوْ عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَيَقُوْلُ: ((عُصَيَّةُ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ)). [راجع: ١٠٠١]

اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مہینے تک رکوع کے بعد دعائے قنوت پڑھی۔ اس دعائے قنوت میں آپ نے رعل اور ذکوان نامی قبائل کے لئے بددعا کی۔ آپ فرماتے تھے: ”قبیلہ عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔“

٤٠٩٥۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: دَعَا النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الَّذِيْنَ قَتَلُوْا۔ يَعْنِيْ أَصْحَابَهُ۔ بِبِئْرِ مَعُوْنَةَ ثَلَاثِيْنَ صَبَاحًا حِيْنَ يَدْعُوْ عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَلِحْيَانَ وَعُصَيَّةَ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ. قَالَ أَنَسٌ: فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى لِنَبِيِّهِ ﷺ فِي الَّذِيْنَ قُتِلُوْا۔ أَصْحَابِ بِئْرِ مَعُوْنَةَ۔ قُرْآنًا قَرَأْنَاهُ حَتَّى نُسِخَ بَعْدُ بَلِّغُوْا قَوْمَنَا فَقَدْ لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَرَضِيْنَا عَنْهُ. [راجع: ١٠٠١] [مسلم: ١٥٤٥]

(۴۰۹۵) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے آپ کے معزز اصحاب (قاریوں) کو بئر معونہ میں شہید کر دیا تھا، تیس دن تک صبح کی نماز میں بددعا کی تھی۔ آپ قبائل رعل، بنولحیان اور عصیہ کے لئے ان نمازوں میں بددعا کرتے تھے، جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی تھی۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر انہی اصحاب کے بارے میں جو بئر معونہ میں شہید کر دیئے گئے تھے، قرآن مجید کی آیت نازل کی۔ ہم اس آیت کی تلاوت کیا کرتے تھے لیکن بعد میں وہ آیت منسوخ ہوگئی (اس آیت کا ترجمہ یہ ہے) ”ہماری قوم کو خبر پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے آملے ہیں۔ ہمارا رب ہم سے راضی ہے اور ہم بھی اس سے راضی ہیں۔“

٤٠٩٦۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ، قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الْقُنُوْتِ، فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ: نَعَمْ. فَقُلْتُ: كَانَ قَبْلَ الرُّكُوْعِ أَوْ بَعْدَهُ قَالَ: قَبْلَهُ. قُلْتُ: فَإِنَّ فُلَانًا أَخْبَرَنِيْ عَنْكَ أَنَّكَ قُلْتَ: بَعْدَهُ، قَالَ: كَذَبَ إِنَّمَا قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ الرُّكُوْعِ شَهْرًا، أَنَّهُ كَانَ بَعَثَ نَاسًا يُقَالُ لَهُمْ: الْقُرَّاءُ، وَهُمْ سَبْعُوْنَ رَجُلًا إِلَى نَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، وَبَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَهْدٌ قِبَلَهُمْ، فَظَهَرَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ كَانَ

(۴۰۹۶) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے بیان کیا، کہا ہم سے عاصم احول نے بیان کیا، کہا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نماز میں قنوت کے بارے میں پوچھا کہ قنوت رکوع سے پہلے ہے یا رکوع کے بعد؟ انہوں نے کہا کہ رکوع سے پہلے۔ میں نے عرض کی کہ فلاں صاحب نے آپ ہی کا نام لے کر مجھے بتایا کہ قنوت رکوع کے بعد ہے۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انہوں نے غلط کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے رکوع کے بعد صرف ایک مہینے تک قنوت پڑھی۔ آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کو جو قاریوں کے نام سے مشہور تھی اور جو ستر کی تعداد میں تھے مشرکین کے بعض قبائل کے یہاں بھیجا تھا۔ مشرکین کے ان قبائل نے حضور اکرم ﷺ کو ان صحابہ کے بارے میں پہلے حفظ و امان کا یقین دلایا تھا لیکن بعد میں یہ لوگ صحابہ رضی اللہ عنہم کی اس جماعت پر غالب آ گئے (اور

بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَهْدٌ، فَقَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ الرُّكُوْعِ شَهْرًا يَدْعُوْ عَلَيْهِمْ. [راجع: ١٠٠١]

غداری کی اور انہیں شہید کر دیا) رسول کریم ﷺ نے اسی موقع پر رکوع کے بعد ایک مہینے تک قنوت پڑھی تھی اور اس میں ان مشرکین کے لئے بددعا کی تھی۔

تشریح: اس حادثہ میں ایک شخص عامر بن طفیل کا بڑا ہاتھ تھا۔ پہلے اس نے بنو عامر قبیلہ کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا۔ انہوں نے ان مسلمانوں سے لڑنا منظور نہ کیا۔ پھر اس مردود نے رعل اور عصیہ اور ذکوان کو بنو سلیم کے قبیلے میں سے تھے، بہکایا حالانکہ نبی کریم ﷺ سے اور بنو سلیم سے عہد تھا مگر عامر کے کہنے سے ان لوگوں نے عہد شکنی کی اور قاریوں کو ناحق شہید کر ڈالا۔ بعض نے کہا نبی کریم ﷺ اور بنو عامر سے عہد تھا۔ جب عامر بن طفیل نے بنو عامر کو ان مسلمانوں سے لڑنے کے لئے بلایا تو انہوں نے عہد شکنی منظور نہ کی۔ آخر اس نے رعل اور عصیہ اور ذکوان کے قبیلوں کو بھڑکایا جن سے عہد نہ تھا انہوں نے عامر کے بہکانے سے ان کو قتل کیا۔

بَابُ غَزْوَةِ الْخَنْدَقِ وَهِيَ الْأَحْزَابُ

باب: غزوۂ خندق کا بیان جس کا دوسرا نام غزوۂ احزاب ہے

قَالَ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ: كَانَتْ فِيْ شَوَّالٍ سَنَةَ أَرْبَعٍ.

موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ غزوۂ خندق شوال ۴ھ میں ہوا تھا۔

تشریح: احزاب حزب کی جمع ہے حزب گروہ کو کہتے ہیں۔ اس جنگ میں ابوسفیان عرب کے بہت سے گروہوں کو بہکا کر مسلمانوں پر چڑھا لایا تھا اس لئے اس کا نام جنگ احزاب ہوا۔ نبی کریم ﷺ نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی رائے سے مدینہ کے گرد خندق کھدوائی۔ اس کے کھودنے میں آپ بذات خاص بھی شریک رہے۔ کافروں کا لشکر دس ہزار کا تھا اور مسلمان کل تین ہزار تھے۔ بیس دن تک کافر مسلمانوں کو گھیرے رہے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ان پر آندھی بھیجی، وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ ابوسفیان کو ندامت ہوئی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اب سے کافر ہم پر چڑھائی نہیں کریں گے بلکہ ہم ہی ان پر چڑھائی کریں گے۔ فتح الباری میں ہے کہ جنگ خندق ۵ھ میں ہوئی۔ ۴ھ ایک اور حساب سے ہے، جس کی تفصیل فتح الباری میں دیکھی جا سکتی ہے۔

٤٠٩٧- حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَرَضَهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ فَلَمْ يُجِزْهُ، وَعَرَضَهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَهُوَ ابْنُ خَمْسَةَ عَشْرَةَ فَأَجَازَهُ. [راجع: ٢٦٦٤] [ابوداود: ٢٩٥٧، ٤٤٠٦، نسائي: ٣٤٣١]

(۴۰۹۷) ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ عمری نے، کہا کہ مجھے نافع نے خبر دی اور انہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے اپنے آپ کو انہوں نے غزوۂ احد کے موقع پر پیش کیا (تاکہ لڑنے والوں میں انہیں بھی بھرتی کر لیا جائے) اس وقت وہ چودہ سال کے تھے تو حضور ﷺ نے انہیں اجازت نہیں دی۔ لیکن غزوۂ خندق کے موقع پر جب انہوں نے حضور ﷺ کے سامنے اپنے کو پیش کیا تو حضور ﷺ نے ان کو منظور فرما لیا۔ اس وقت وہ پندرہ سال کی عمر میں تھے۔

تشریح: معلوم ہوا کہ پندرہ سال کی عمر میں مرد بالغ تصور کیا جاتا ہے اور اس پر شرعی احکام پورے طور پر لاگو ہو جاتے ہیں۔

٤٠٩٨- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ،

(۴۰۹۸) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی

عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْخَنْدَقِ، وَهُمْ يَحْفِرُوْنَ، وَنَحْنُ نَنْقُلُ التُّرَابَ عَلَى أَكْتَادِنَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

((اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَهْ
فَاغْفِرْ لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ)).

[راجع:٣٧٩٧]

حازم نے بیان کیا، ان سے ابو حازم نے اور ان سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خندق میں تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم خندق کھود رہے تھے اور مٹی ہم اپنے کاندھوں پر اٹھا اٹھا کر ڈال رہے تھے۔ اس وقت حضور ﷺ نے دعا کی: ”اے اللہ! آخرت کی زندگی ہی بس آرام کی زندگی ہے۔ پس تو انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما۔“

تشریح: آپ نے انصار اور مہاجرین کی موجودہ تکالیف کو دیکھا تو ان کی تسلی کے لئے فرمایا کہ اصل آرام آخرت کا آرام ہے۔ دنیا کی تکالیف پر صبر کرنا مومن کے لئے ضروری ہے۔ جنگ خندق سخت تکلیف کے زمانے میں سامنے آئی تھی۔

٤٠٩٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ، عَنْ حُمَيْدٍ، سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُوْلُ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْخَنْدَقِ، فَإِذَا الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفِرُوْنَ فِيْ غَدَاةٍ بَارِدَةٍ، فَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ عَبِيْدٌ يَعْمَلُوْنَ ذٰلِكَ لَهُمْ، فَلَمَّا رَأَى مَا بِهِمْ مِنَ النَّصَبِ وَالْجُوْعِ قَالَ:

((اَللّٰهُمَّ إِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْآخِرَهْ
فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ))

فَقَالُوْا مُجِيْبِيْنَ لَهُ:

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدَا
عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا أَبَدَا

[راجع: ٢٨٣٤]

(۴۰۹۹) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے معاویہ بن عمرو نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق فزاری نے بیان کیا، ان سے حمید طویل نے، انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ خندق کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ نے فرمایا کہ مہاجرین اور انصار سردی میں صبح سویرے ہی خندق کھود رہے ہیں۔ ان کے پاس غلام نہیں تھے کہ ان کے بجائے وہ اس کام کو انجام دیتے۔ جب حضور ﷺ نے ان کی اس مشقت اور بھوک کو دیکھا تو دعا کی:

”اے اللہ! زندگی تو بس آخرت ہی کی زندگی ہے۔ پس انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کے جواب میں کہا:

”ہم ہی ہیں جنہوں نے محمد (ﷺ) سے جہاد کرنے کے لیے بیعت کی ہے جب تک ہماری جان میں جان ہے۔“

٤١٠٠۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ عَبْدِالْعَزِيْزِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: جَعَلَ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفِرُوْنَ الْخَنْدَقَ حَوْلَ الْمَدِيْنَةِ، وَيَنْقُلُوْنَ التُّرَابَ

(۴۱۰۰) ہم سے ابو معمر عبداللہ بن عمر عقدی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے بیان کیا، ان سے عبدالعزیز بن صہیب نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مدینہ کے گرد مہاجرین، انصار خندق کھودنے میں مصروف ہوگئے اور مٹی اپنی پیٹھ پر اٹھانے لگے۔ اس وقت وہ

عَلَى مُتُوْنِهِمْ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ:

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدَا
عَلَى الْإِسْلَامِ مَا بَقِيْنَا أَبَدَا

قَالَ: يَقُوْلُ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ يُجِيْبُهُمْ:

((اللَّهُمَّ إِنَّهُ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْآخِرَهْ
فَبَارِكْ فِي الْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ))

قَالَ: يُؤْتَوْنَ بِمِلْءِ كَفِّيْ مِنَ الشَّعِيْرِ فَيُصْنَعُ لَهُمْ بِإِهَالَةٍ سَنِخَةٍ تُوْضَعُ بَيْنَ يَدَيِ الْقَوْمِ، وَالْقَوْمُ جِيَاعٌ، وَهِيَ بَشِعَةٌ فِي الْحَلْقِ وَلَهَا رِيْحٌ مُنْتِنٌ. [راجع: ٢٨٣٤]

٤١٠١ـ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: أَتَيْتُ جَابِرًا فَقَالَ: إِنَّا يَوْمَ الْخَنْدَقِ نَحْفِرُ فَعَرَضَتْ كُدْيَةٌ شَدِيْدَةٌ، فَجَاءُوا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: هَذِهِ كُدْيَةٌ عَرَضَتْ فِي الْخَنْدَقِ، فَقَالَ: ((أَنَا نَازِلٌ)). ثُمَّ قَامَ وَبَطْنُهُ مَعْصُوْبٌ بِحَجَرٍ، وَلَبِثْنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ لَا نَذُوْقُ ذَوَاقًا، فَأَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ الْمِعْوَلَ فَضَرَبَ، فَعَادَ كَثِيْبًا أَهْيَلَ أَوْ أَهْيَمَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! ائْذَنْ لِيْ إِلَى الْبَيْتِ. فَقُلْتُ لِامْرَأَتِيْ: رَأَيْتُ بِالنَّبِيِّ ﷺ شَيْئًا، مَا كَانَ فِيْ ذَلِكَ صَبْرٌ، فَعِنْدَكِ شَيْءٌ؟ قَالَتْ: عِنْدِيْ شَعِيْرٌ وَعَنَاقٌ فَذَبَحْتُ الْعَنَاقَ وَطَحَنَتِ الشَّعِيْرَ، حَتَّى جَعَلْنَا اللَّحْمَ فِي الْبُرْمَةِ، ثُمَّ جِئْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَالْعَجِيْنُ قَدِ انْكَسَرَ، وَالْبُرْمَةُ بَيْنَ الْأَثَافِيِّ قَدْ كَادَتْ أَنْ تَنْضَجَ فَقَالَ: طُعَيِّمٌ لِيْ، فَقُمْ أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! وَرَجُلٌ

یہ شعر پڑھ رہے تھے:

''ہم نے ہی محمد (ﷺ) سے اسلام پر بیعت کی ہے جب تک ہماری جان میں جان ہے۔''

انہوں نے بیان کیا کہ اس پر نبی کریم ﷺ نے دعا کی:

''اے اللہ! خیر تو صرف آخرت ہی کی خیر ہے، پس انصار اور مہاجرین کو تو برکت عطا فرما۔''

انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مٹھی جو آتا اور ان صحابہ کے لئے ایسے روغن میں جس کا مزہ بھی بگڑ چکا ہوتا ملا کر پکایا جاتا۔ یہی کھانا ان صحابہ کے سامنے رکھ دیا جاتا۔ صحابہ بھوکے ہوتے۔ یہ ان کے حلق میں چپکتا اور اس میں بدبو ہوتی۔ گویا اس وقت ان کی خوراک کا بھی یہ حال تھا۔

(۴۱۰۱) ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالواحد بن ایمن نے بیان کیا، ان سے ان کے والد ایمن حبشی نے بیان کیا کہ میں جابر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے بیان کیا کہ ہم غزوۂ خندق کے موقع پر خندق کھود رہے تھے کہ ایک بہت سخت قسم کی چٹان نکلی (جس پر کدال) اور پھاوڑے کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا، اس لئے خندق کی کھدائی میں رکاوٹ پیدا ہوگئی) صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے عرض کی کہ خندق میں ایک چٹان ظاہر ہوگئی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''میں اندر اترتا ہوں۔'' چنانچہ آپ کھڑے ہوئے۔ اس وقت (بھوک کی شدت کی وجہ سے) آپ کا پیٹ پتھر سے بندھا ہوا تھا تین دن سے ہمیں ایک دانہ کھانے کے لئے نہیں ملا تھا۔ حضور ﷺ نے کدال اپنے ہاتھ میں لی اور چٹان پر اس سے مارا۔ چٹان (ایک ہی ضرب میں) بالو کے ڈھیر کی طرح بہہ گئی۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے گھر جانے کی اجازت دیجئے (گھر آ کر) میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ آج میں نے حضور ﷺ کو (فاقوں کی وجہ سے) اس حالت میں دیکھا کہ صبر نہ ہوسکا۔ کیا تمہارے (پاس کھانے کی) کوئی چیز ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہاں کچھ جو ہیں اور ایک بکری کا بچہ، میں نے بکری کے بچہ کو ذبح کیا اور میری بیوی نے جو پیسے۔ پھر گوشت کو ہم نے چولھے پر ہانڈی میں رکھا اور میں رسول اللہ ﷺ کی

أَوْ رَجُلَانِ قَالَ: ((كَمْ هُوَ؟)) فَذَكَرْتُ لَهُ، قَالَ: ((كَثِيرٌ طَيِّبٌ)). قَالَ: ((قُلْ لَهَا: لَا تَنْزِعُ الْبُرْمَةَ وَلَا الْخُبْزَ مِنَ التَّنُّورِ حَتَّى آتِيَ)). فَقَالَ: ((قُومُوا)). فَقَامَ الْمُهَاجِرُونَ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَى امْرَأَتِهِ قَالَ: وَيْحَكِ! جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَمَنْ مَعَهُمْ. قَالَتْ: هَلْ سَأَلَكَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. فَقَالَ: ((ادْخُلُوا وَلَا تَضَاغَطُوا)). فَجَعَلَ يَكْسِرُ الْخُبْزَ وَيَجْعَلُ عَلَيْهِ اللَّحْمَ، وَيُخَمِّرُ الْبُرْمَةَ وَالتَّنُّورَ إِذَا أَخَذَ مِنْهُ، وَيُقَرِّبُ إِلَى أَصْحَابِهِ ثُمَّ يَنْزِعُ، فَلَمْ يَزَلْ يَكْسِرُ الْخُبْزَ وَيَغْرِفُ حَتَّى شَبِعُوا وَبَقِيَ بَقِيَّةٌ قَالَ: ((كُلِي هَذَا وَأَهْدِي، فَإِنَّ النَّاسَ أَصَابَتْهُمْ مَجَاعَةٌ)). [راجع: ٣٠٧٠]

خدمت میں حاضر ہوا۔ آٹا گوندھا جا چکا تھا اور گوشت چولھے پر پکنے کے قریب تھا۔ آنحضرت ﷺ سے میں نے عرض کیا: گھر کھانے کے لیے مختصر کھانا تیار ہے یارسول اللہ! آپ اپنے ساتھ ایک دو آدمیوں کو لے کر تشریف لے چلیں۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ ”کتنا ہے؟“ میں نے آپ کو سب کچھ بتا دیا۔ آپ نے فرمایا: ”یہ تو بہت ہے اور نہایت عمدہ طیب ہے۔“ پھر آپ نے فرمایا: ”اپنی بیوی سے کہہ دو کہ چولھے سے ہانڈی نہ اتاریں اور نہ تنور سے روٹی نکالیں، میں ابھی آ رہا ہوں۔“ پھر صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ”سب لوگ چلیں۔“ چنانچہ تمام انصاری اور مہاجرین تیار ہو گئے۔ جب جابر رضی اللہ عنہ گھر پہنچے تو اپنی بیوی سے انہوں نے کہا، اب کیا ہوگا؟ رسول اللہ ﷺ تو تمام مہاجرین وانصار کو ساتھ لے کر تشریف لا رہے ہیں۔ انہوں نے پوچھا: حضور ﷺ نے آپ سے کچھ پوچھا بھی تھا؟ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں۔ حضور ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ”اندر داخل ہو جاؤ لیکن ازدحام نہ ہونے پائے۔“ اس کے بعد آنحضور ﷺ روٹی کا چورا کرنے لگے اور گوشت اس پر ڈالنے لگے۔ ہانڈی اور تنور دونوں ڈھکے ہوئے تھے۔ آنحضور ﷺ نے اسے لیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے قریب کر دیا۔ پھر آپ نے گوشت اور روٹی نکالی۔ اس طرح آپ برابر روٹی چورا کرتے جاتے اور گوشت اس میں ڈالتے جاتے۔ یہاں تک کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم شکم سیر ہو گئے اور کھانا بچ بھی گیا۔ آخر میں آپ نے (جابر رضی اللہ عنہ کی بیوی سے) فرمایا: ”اب یہ کھانا تم خود کھاؤ اور لوگوں کے یہاں ہدیہ میں بھیجو، کیونکہ لوگ آج کل فاقہ میں مبتلا ہیں۔“

تشریح: روایت میں غزوۂ خندق میں خندق کھودنے کا ذکر ہے مگر اور بھی بہت سے امور بیان میں آ گئے ہیں نبی کریم ﷺ کے شدت بھوک سے پیٹ پر پتھر باندھنے کا بھی صاف لفظوں میں ذکر ہے۔ بعض لوگوں نے پتھر باندھنے کی تاویل کی ہے۔ کھانے میں برکت کا ہونا رسول اللہ ﷺ کا معجزہ تھا۔ جن کا آپ سے بارہا ظہور ہوا ہے۔ یہی حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہیں جو اپنے والد کی شہادت کے بعد قرض خواہوں کا قرض چکانے کے لئے رسول اللہ ﷺ سے دعاؤں کے طالب ہوئے تھے۔ اس سلسلہ میں جب آپ گھر تشریف لائے اور واپس جانے لگے تو جابر رضی اللہ عنہ کے منع کرنے کے باوجود ان کی بیوی نے درخواست کی تھی کہ یارسول اللہ! میرے لئے اور میرے خاوند کے لئے دعائے خیر کر جائیے۔ آپ نے دونوں کے لئے دعا کی تھی اور اس عورت نے کہا تھا کہ آپ ہمارے گھر میں تشریف لائیں اور یہ کیونکر ممکن ہے کہ ہم آپ سے دعا کے طالب بھی نہ ہوں۔ (فتح الباری)

٤١٠٢- حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي

(۴۱۰۲) مجھ سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عاصم ضحاک بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم کو حنظلہ بن ابی سفیان نے خبر دی، کہا ہم کو سعید

سُفْيَانَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَاءَ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللَّهِ قَالَ: لَمَّا حُفِرَ الْخَنْدَقُ رَأَيْتُ بِالنَّبِيِّ ﷺ خَمَصًا شَدِيْدًا، فَانْكَفَيْتُ إِلَى امْرَأَتِي فَقُلْتُ: هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ فَإِنِّي رَأَيْتُ بِرَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ خَمَصًا شَدِيْدًا. فَأَخْرَجَتْ إِلَيَّ جِرَابًا فِيْهِ صَاعٌ مِنْ شَعِيْرٍ، وَلَنَا بُهَيْمَةٌ دَاجِنٌ فَذَبَحْتُهَا، وَطَحَنَتِ الشَّعِيْرَ فَفَرَغَتْ إِلَى فَرَاغِي، وَقَطَّعْتُهَا فِي بُرْمَتِهَا، ثُمَّ وَلَّيْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: لَا تَفْضَحْنِي بِرَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ وَبِمَنْ مَعَهُ. فَجِئْتُهُ فَسَارَرْتُهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! ذَبَحْنَا بُهَيْمَةً لَنَا وَطَحَنَتْ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ كَانَ عِنْدَنَا، فَتَعَالَ أَنْتَ وَنَفَرٌ مَعَكَ. فَصَاحَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((يَا أَهْلَ الْخَنْدَقِ! إِنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ سُوْرًا فَحَيَّ هَلًا بِكُمْ)). فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تُنْزِلُنَّ بُرْمَتَكُمْ، وَلَا تَخْبِزُنَّ عَجِيْنَكُمْ حَتَّى أَجِيْءَ)). فَجِئْتُ وَجَاءَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ يَقْدُمُ النَّاسَ حَتَّى جِئْتُ امْرَأَتِي، فَقَالَتْ: بِكَ وَبِكَ. فَقُلْتُ: قَدْ فَعَلْتُ الَّذِي قُلْتِ. فَأَخْرَجَتْ لَهُ عَجِيْنًا، فَبَسَقَ فِيْهِ وَبَارَكَ، ثُمَّ عَمَدَ إِلَى بُرْمَتِنَا فَبَسَقَ فِيْهِ وَبَارَكَ ثُمَّ قَالَ: ((ادْعُ خَابِزَةً فَلْتَخْبِزْ مَعِي وَاقْدَحِي مِنْ بُرْمَتِكُمْ وَلَا تُنْزِلُوْهَا))، وَهُمْ أَلْفٌ، فَأُقْسِمُ بِاللَّهِ لَأَكَلُوْا حَتَّى تَرَكُوْهُ وَانْحَرَفُوْا، وَإِنَّ بُرْمَتَنَا لَتَغِطُّ كَمَا هِيَ، وَإِنَّ عَجِيْنَنَا لَيُخْبَزُ كَمَا هُوَ. [راجع: ٣٠٧٠]

بن میناء نے خبر دی، کہا میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ جب خندق کھودی جا رہی تھی تو میں نے معلوم کیا کہ نبی کریم ﷺ انتہائی بھوک میں مبتلا ہیں۔ میں فوراً اپنی بیوی کے پاس آیا اور کہا: کیا تمہارے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے؟ میرا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ انتہائی بھوکے ہیں۔ میری بیوی ایک تھیلا نکال کر لائیں جس میں ایک صاع جو تھے۔ گھر میں ہمارا ایک بکری کا بچہ بھی بندھا ہوا تھا۔ میں نے بکری کے بچے کو ذبح کیا اور میری بیوی نے جو کو چکی میں پیسا۔ جب میں ذبح سے فارغ ہوا تو وہ بھی جو پیس چکی تھیں۔ میں نے گوشت کی بوٹیاں کر کے ہانڈی میں رکھ دیا اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میری بیوی نے پہلے ہی تنبیہ کر دی تھی کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے مجھے شرمندہ نہ کرنا۔ چنانچہ میں نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے کان میں یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم نے ایک چھوٹا سا بچہ ذبح کر لیا اور ایک صاع جو پیس لیے ہیں جو ہمارے پاس تھے۔ اس لیے آپ دو ایک صحابہ کو لے کر تشریف لے چلیں۔ حضور اکرم ﷺ نے بہت بلند آواز سے فرمایا: ”اے اہل خندق! جابر (رضی اللہ عنہ) نے تمہارے لئے کھانا تیار کروایا ہے۔ بس اب سارا کام چھوڑ دو اور جلدی چلے چلو۔“ اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا: ”جب تک میں نہ آ جاؤں ہانڈی چولھے پر سے نہ اتارنا اور نہ آٹے کی روٹی پکانی شروع کرنا۔“ میں اپنے گھر آیا۔ ادھر حضور اکرم ﷺ بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔ میں اپنی بیوی کے پاس آیا تو وہ مجھے برا بھلا کہنے لگیں۔ میں نے کہا کہ تم نے جو کچھ مجھ سے کہا تھا میں نے حضور ﷺ کے سامنے عرض کر دیا تھا۔ آخر میری بیوی نے گندھا ہوا آٹا نکالا اور حضور ﷺ نے اس میں اپنے لعاب دہن کی آمیزش کر دی اور برکت کی دعا کی۔ ہانڈی میں بھی آپ نے لعاب کی آمیزش کی اور برکت کی دعا کی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا: ”اب روٹی پکانے والی کو بلاؤ وہ میرے سامنے روٹی پکائے اور گوشت ہانڈی سے نکالے لیکن چولھے سے ہانڈی نہ اتارنا۔“ صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعداد ہزار کے قریب تھی۔ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہوں کہ اتنے ہی کھانے کو سب نے شکم

سیر ہو کر کھایا اور کھانا بھی بچ گیا۔ جب تمام لوگ واپس ہو گئے تو ہماری ہانڈی اسی طرح ابل رہی تھی، جس طرح شروع میں تھی اور آٹے کی روٹیاں برابر پکائی جا رہی تھیں۔

٤١٠٣- حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: ﴿إِذْ جَآءُوكُم مِّن فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ﴾ قَالَتْ: كَانَ ذَاكَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ. [مسلم: ٧٥٣٦]

(۴۱۰۳) مجھ سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدہ بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ (آیت) ”جب مشرکین تمہارے بالائی علاقہ سے اور تمہارے نشیبی علاقہ سے تم پر چڑھ آئے تھے اور جب مارے ڈر کے آنکھیں چکا چوند ہو گئی تھیں اور دل حلق تک آ گئے تھے۔“ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ یہ آیت غزوۂ خندق کے متعلق نازل ہوئی تھی۔

تشریح: اس جنگ کے موقع پر مسلمانوں کے پاس نہ کافی راشن تھا نہ سامان جنگ اور سخت سردی کا زمانہ بھی تھا۔ خود مدینہ میں یہودی گھات میں لگے ہوئے تھے۔ کفار عرب ایک متحدہ محاذ کی شکل میں بڑی تعداد میں چڑھ کر آئے ہوئے تھے مگر اس موقع پر اندرون شہر سے مدافعت کی گئی اور شہر کو خندق کھود کر محفوظ کیا گیا۔ چنانچہ اللہ کا فضل ہوا اور کفار اپنے ناپاک ارادوں میں کامیاب نہ ہو سکے اور ناکام واپس لوٹ گئے اور مستقبل کے لئے ان کے ناپاک عزائم خاک میں مل گئے۔ اس جنگ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بطور جاسوس کفار کی خبر لینے گئے تھے۔ انہوں نے آ کر بتلایا کہ آندھی نے کفار کے سارے خیمے الٹ دیئے اور ان کی ہانڈیاں بھی اوندھے منہ ڈال دی ہیں اور وہ سب بھاگ گئے ہیں۔

٤١٠٤- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَنْقُلُ التُّرَابَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَتَّى أَغْمَرَ بَطْنَهُ أَوِ اغْبَرَّ بَطْنَهُ يَقُولُ:

((وَاللَّهِ لَوْلَا اللَّهُ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا
وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا
إِنَّ الْأُولَى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا
إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا))

وَرَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ ((أَبَيْنَا أَبَيْنَا)). [راجع: ٢٨٣٦]

(۴۱۰۴) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے، ان سے ابو اسحاق سبیعی نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ غزوۂ خندق میں (خندق کی کھدائی کے وقت) رسول اللہ ﷺ مٹی اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کا بطن مبارک غبار سے اٹ گیا تھا۔ حضور ﷺ کی زبان پر یہ کلمات جاری تھے:

”اللہ کی قسم! اگر اللہ نہ ہوتا تو ہمیں سیدھا راستہ نہ ملتا۔ نہ ہم صدقہ کر سکتے، نہ نماز پڑھتے، پس تو ہمارے دلوں پر سکینت و طمانیت نازل فرما اور اگر ہماری کفار سے مڈبھیڑ ہو جائے تو ہمیں ثابت قدمی عنایت فرما جو لوگ ہمارے خلاف چڑھ آئے ہیں۔ جب یہ کوئی فتنہ چاہتے ہیں تو ہم ان کی نہیں مانتے۔“ ابینا ابینا (ہم ان کی نہیں مانتے۔ ہم ان کی نہیں مانتے) پر آپ کی آواز بلند ہو جاتی۔

٤١٠٥- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ

(۴۱۰۵) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید

سَعِيدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي الْحَكَمُ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَأُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُورِ)). [راجع: ١٠٣٥]

قطان نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے حکم بن عتبہ نے بیان کیا، ان سے مجاہد نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”پروا ہوا (مشرق کی طرف سے چلنے والی) کے ذریعے میری مدد کی گئی اور قوم عاد پچھوا ہوا (مغرب کی طرف سے چلنے والی) سے ہلاک کردی گئی تھی۔“

٤١٠٦- حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ ابْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ، يُحَدِّثُ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْأَحْزَابِ، وَخَنْدَقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَأَيْتُهُ يَنْقُلُ مِنْ تُرَابِ الْخَنْدَقِ حَتَّى وَارَى عَنِّي الْغُبَارُ جِلْدَةَ بَطْنِهِ، وَكَانَ كَثِيرَ الشَّعَرِ، فَسَمِعْتُهُ يَرْتَجِزُ بِكَلِمَاتِ ابْنِ رَوَاحَةَ، وَهُوَ يَنْقُلُ مِنَ التُّرَابِ وَيَقُولُ:

((اللَّهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا
وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا
إِنَّ الْأُولَى قَدْ رَغِبُوا عَلَيْنَا
وَإِنْ أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا))

قَالَ: ثُمَّ يَمُدُّ صَوْتَهُ بِآخِرِهَا. [راجع: ٢٨٣٦]

(۴۱۰۶) مجھ سے احمد بن عثمان نے بیان کیا، کہا ہم سے شریح بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابراہیم بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد یوسف نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق بیہقی نے کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ غزوۂ احزاب کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کو میں نے دیکھا کہ خندق کھودتے ہوئے اس کے اندر سے آپ بھی مٹی اٹھا اٹھا کر لارہے ہیں۔ آپ کے بطن مبارک کی کھال مٹی سے اٹ گئی تھی آپ کے (سینے سے پیٹ تک) گھنے بالوں (کی ایک لکیر) تھی۔ میں نے خود سنا کہ حضور ﷺ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کے رجز یہ اشعار مٹی اٹھاتے ہوئے پڑھ رہے تھے:

”اے اللہ اگر تو نہ ہوتا تو ہمیں سیدھا راستہ نہ ملتا، نہ ہم صدقہ کرتے نہ نماز پڑھتے، پس ہم پر تو اپنی طرف سے سکینت نازل فرما اور اگر ہمارا (دشمن سے) آمنا سامنا ہو جائے تو ہمیں ثابت قدمی عطا فرما۔ یہ لوگ ہمارے اوپر ظلم سے چڑھ آئے ہیں۔ جب یہ ہم سے کوئی فتنہ چاہتے ہیں تو ہم ان کی نہیں سنتے۔“ راوی نے بیان کیا کہ حضور ﷺ آخری کلمات کو کھینچ کر پڑھتے تھے۔

تشریح: حضرت مولانا وحید الزماں رحمہ اللہ نے ان اشعار کا منظوم ترجمہ یوں کیا ہے:

تو ہدایت گر نہ کرتا تو کہاں ملتی نجات ۔۔۔ کیسے پڑھتے ہم نمازیں کیسے دیتے ہم زکوٰۃ
اب اتار ہم پر تسلی اے شہ عالی صفات! ۔۔۔ پاؤں جموا دے ہمارے دے لڑائی میں ثبات
بے سبب ہم پر یہ دشمن ظلم سے چڑھ آئے ہیں ۔۔۔ جب وہ بہکائیں ہمیں سنتے نہیں ہم ان کی بات

٤١٠٧- حَدَّثَنِي عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا

(۴۱۰۷) مجھ سے عبدہ بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالصمد بن

عَبْدُ الصَّمَدِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ- هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ- عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: أَوَّلُ يَوْمٍ شَهِدْتُهُ يَوْمُ الْخَنْدَقِ.

٤١٠٨- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: وَأَخْبَرَنِي ابْنُ طَاوُسٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ وَنَوْسَاتُهَا تَنْطُفُ، قُلْتُ: قَدْ كَانَ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ مَا تَرَيْنَ، فَلَمْ يُجْعَلْ لِي مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ. فَقَالَتِ: الْحَقْ فَإِنَّهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ، وَأَخْشَى أَنْ يَكُونَ فِي احْتِبَاسِكَ عَنْهُمْ فُرْقَةٌ. فَلَمْ تَدَعْهُ حَتَّى ذَهَبَ فَلَمَّا تَفَرَّقَ النَّاسُ خَطَبَ مُعَاوِيَةُ قَالَ: مَنْ كَانَ يُرِيدُ أَنْ يَتَكَلَّمَ فِي هَذَا الْأَمْرِ فَلْيُطْلِعْ لَنَا قَرْنَهُ، فَلَنَحْنُ أَحَقُّ بِهِ مِنْهُ وَمِنْ أَبِيهِ. قَالَ حَبِيبُ بْنُ مَسْلَمَةَ: فَهَلَّا أَجَبْتَهُ؟ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَحَلَلْتُ حُبْوَتِي وَهَمَمْتُ أَنْ أَقُولَ: أَحَقُّ بِهَذَا الْأَمْرِ مِنْكَ مَنْ قَاتَلَكَ وَأَبَاكَ عَلَى الْإِسْلَامِ. فَخَشِيتُ أَنْ أَقُولَ: كَلِمَةً تُفَرِّقُ بَيْنَ الْجَمْعِ، وَتَسْفِكُ الدَّمَ، وَيُحْمَلُ عَنِّي غَيْرُ ذَلِكَ، فَذَكَرْتُ مَا أَعَدَّ اللَّهُ فِي الْجِنَانِ. قَالَ حَبِيبٌ: حُفِظْتَ وَعُصِمْتَ. قَالَ مَحْمُودٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ: وَنَوْسَاتُهَا.

عبدالوارث نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن بن عبداللہ بن دینار نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ سب سے پہلا غزوہ جس میں میں نے شرکت کی وہ غزوۂ خندق ہے۔

(۴۱۰۸) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام نے خبر دی، انہیں معمر بن راشد نے، انہیں زہری نے، انہیں سالم بن عبداللہ نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا اور معمر بن راشد نے بیان کیا کہ مجھے عبداللہ بن طاؤس نے خبر دی، ان سے عکرمہ بن خالد نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے یہاں گیا تو ان کے سر کے بالوں سے پانی کے قطرات ٹپک رہے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ تم دیکھتی ہو لوگوں نے کیا کیا اور مجھے تو کچھ بھی حکومت نہیں ملی۔ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مسلمانوں کے مجمع میں جاؤ، لوگ تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا موقع پر نہ پہنچنا مزید پھوٹ کا سبب بن جائے۔ آخر حفصہ رضی اللہ عنہا کے اصرار پر عبداللہ رضی اللہ عنہ گئے۔ پھر جب لوگ وہاں سے چلے گئے تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور کہا کہ خلافت کے مسئلہ پر جسے گفتگو کرنی ہو وہ ذرا اپنا سر تو اٹھائے۔ یقیناً ہم اس سے (اشارہ ابن عمر کی طرف تھا) زیادہ خلافت کے حقدار ہیں اور اس کے باپ سے بھی زیادہ۔ حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس پر کہا کہ آپ نے وہیں اس کا جواب کیوں نہیں دیا؟ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے اسی وقت اپنی لنگی کھولی (جواب دینے کو تیار ہوا) اور ارادہ کر چکا تھا کہ ان سے کہوں کہ تم سے زیادہ خلافت کا حقدار وہ ہے جس نے تم سے اور تمہارے باپ سے اسلام کے لئے جنگ کی تھی۔ لیکن پھر میں ڈرا کہ کہیں میری اس بات سے مسلمانوں میں اختلاف بڑھ نہ جائے اور خونریزی نہ ہو جائے اور میری بات کا مطلب میری منشا کے خلاف نہ لیا جانے لگے۔ اس کے بجائے مجھے جنت کی وہ نعمتیں یاد آ گئیں جو اللہ نے (صبر کرنے والوں کے لئے) جنتوں میں تیار کر رکھی ہیں۔ حبیب بن ابی مسلم نے کہا کہ اچھا ہوا آپ محفوظ رہے اور بچا لئے گئے، آفت میں نہیں پڑے۔ محمود نے عبدالرزاق سے (نَسۡوَاتُهَا کے بجائے لفظ) نُوسَاتُهَا بیان کیا۔ (جس کے چوٹی کے معنی ہیں جو عورتیں سر

پر بال گوندھتے وقت نکالتی ہیں)۔

تشریح: حافظ صاحب فرماتے ہیں: "مراده بذلك ماوقع بين علی ومعاوية من القتال فی صفين يوم اجتماع الناس على الحكومة بينهم فيما اختلفوا فيه فراسلوا بقايا الصحابة من الحرمين وغيرهما وتواعدوا على الاجتماع لينظروا فی ذلك فشاور ابن عمر اخته فی التوجه اليهم او عدمه فاشارت عليه باللحاق بهم خشية ان ينشأ من غيبته اختلاف الى استمرار الفتنة فلما تفرق الناس ای بعد ان اختلف الحكمان وهو ابو موسى الاشعری وكان من قبل علی وعمرو بن عاص وكان من قبل معاوية۔" (فتح جلد ۷ صفحه ۵۱۳)

یعنی مراد وہ حکومت کا جھگڑا ہے جو صفین کے مقام پر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان واقع ہوا۔ اس کے لئے حرمین کے بقایا صحابہ رضی اللہ عنہم نے باہمی مراسلت کر کے اس قضیہ نامرضیہ کو ختم کرنے میں کوشش کرنے کے لئے ایک مجلس شوریٰ کو بلایا جس میں شرکت کے لئے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بہن سے مشورہ کیا۔ بہن کا مشورہ یہی ہوا کہ تم کو بھی اس مجلس میں ضرور شریک ہونا چاہیے ورنہ خطرہ ہے کہ تمہاری طرف سے لوگوں میں خواہ مخواہ بدگمانیاں پیدا ہو جائیں گی جن کا نتیجہ موجودہ فتنے کے ہمیشہ جاری رہنے کی صورت میں ظاہر ہو تو یہ اچھا نہ ہوگا۔ جب مجلس شوریٰ ختم ہوئی تو معاملہ دونوں طرف سے ایک ایک پنچ کے انتخاب پر ختم ہوا۔ چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے پنچ قرار پائے۔ بعد میں وہ ہوا جو مشہور و معروف ہے۔

٤١٠٩- حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ صُرَدٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الْأَحْزَابِ: ((نَغْزُوْهُمْ وَلَا يَغْزُوْنَنَا)). [طرفه في: ٤١١٠]

(۴۱۰۹) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق بیہقی نے، ان سے سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے غزوۂ احزاب کے موقع پر (جب کفار کا لشکر ناکام واپس ہو گیا) فرمایا: "اب ہم ان سے لڑیں گے۔ آیندہ وہ ہم پر چڑھ کر کبھی نہ آ سکیں گے۔"

تشریح: بخاری میں سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے صرف ایک یہی حدیث مروی ہے۔ یہ ان لوگوں میں سب سے زیادہ بوڑھے تھے جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کوفہ سے نکلے تھے۔ مگر عین الوردہ کے مقام پر یہ اپنے ساتھیوں سمیت مارے گئے یہ ۶۵ھ کا واقعہ ہے۔ (فتح)

٤١١٠- حَدَّثَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ، سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ صُرَدٍ، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ حِيْنَ أَجْلَى الْأَحْزَابُ عَنْهُ: ((الْآنَ نَغْزُوْهُمْ وَلَا يَغْزُوْنَنَا، نَحْنُ نَسِيْرُ إِلَيْهِمْ)). [راجع: ٤١٠٩]

(۴۱۱۰) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل بن یونس نے بیان کیا، انہوں نے ابو اسحاق سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، جب عرب کے قبائل (جو غزوۂ خندق کے موقع پر مدینہ چڑھ کر آئے تھے) ناکام واپس ہو گئے تو حضور ﷺ نے فرمایا: "اب ہم ان سے جنگ کریں گے، وہ ہم پر چڑھ کر نہ آ سکیں گے بلکہ ہم ہی ان پر فوج کشی کیا کریں گے۔"

تشریح: جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا، ویسا ہی ہوا۔ اس کے دوسرے سال صلح حدیبیہ ہوئی جس میں قریش نے آپ سے معاہدہ کیا پھر خود ہی اسے توڑ ڈالا جس کے نتیجہ میں فتح مکہ کا واقعہ وجود میں آیا۔ (فتح الباری)

٤١١١ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَوْحٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبِيدَةَ، عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ: ((مَلَأَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ نَارًا كَمَا شَغَلُونَا عَنْ صَلَاةِ الْوُسْطَى حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ)). [راجع: ٢٩٣١]

(۴۱۱۱) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے روح بن عبادہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن حسان نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے، ان سے عبیدہ سلمانی نے اور ان سے علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے غزوۂ خندق کے موقع پر فرمایا: ''جس طرح ان کفار نے ہمیں صلوۃ وسطیٰ (نماز عصر) نہیں پڑھنے دی اور سورج غروب ہوگیا، اللہ تعالیٰ بھی ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے۔''

٤١١٢ - حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ جَاءَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ جَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا كِدْتُ أَنْ أُصَلِّيَ حَتَّى كَادَتِ الشَّمْسُ أَنْ تَغْرُبَ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَأَنَا وَاللَّهِ! مَا صَلَّيْتُهَا)) فَنَزَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بُطْحَانَ، فَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ وَتَوَضَّأْنَا لَهَا، فَصَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ صَلَّى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ. [راجع: ٥٩٦] [ترمذي: ٥٩٦]

(۴۱۱۲) ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن حسان نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، ان سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ غزوۂ خندق کے موقع پر سورج غروب ہونے کے بعد (لڑکر) واپس ہوئے۔ وہ کفار قریش کو برا بھلا کہہ رہے تھے۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! سورج غروب ہونے کو ہے اور میں عصر کی نماز اب تک نہیں پڑھ سکا۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم نماز تو میں بھی نہ پڑھ سکا۔'' آخر ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وادی بطحان میں اترے۔ آپ ﷺ نے نماز کے لئے وضو کیا۔ ہم نے بھی وضو کیا، پھر عصر کی نماز سورج غروب ہونے کے بعد پڑھی اور اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی۔

٤١١٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرًا، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْأَحْزَابِ: ((مَنْ يَأْتِينَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ)). فَقَالَ الزُّبَيْرُ: أَنَا. ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ يَأْتِينَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ)). فَقَالَ الزُّبَيْرُ: أَنَا. ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ يَأْتِينَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ)). فَقَالَ الزُّبَيْرُ: أَنَا. قَالَ: ((إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا، وَإِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ)). [راجع: ٢٨٤٦]

(۴۱۱۳) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، ان سے محمد بن منکدر نے بیان کیا اور انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ غزوۂ احزاب کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کفار کے لشکر کی خبریں کون لائے گا؟'' زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں تیار ہوں۔ پھر حضور ﷺ نے پوچھا: ''کفار کے لشکر کی خبریں کون لائے گا؟'' اس مرتبہ بھی زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں۔ پھر حضور ﷺ نے تیسری مرتبہ کہا تو انہوں نے اس مرتبہ بھی اپنے آپ کو پیش کیا۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: ''ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔''

٤١١٤ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا

(۴۱۱۴) قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہ ان سے سعید بن ابی سعید نے، ان

اللَّيْثُ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: ((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ، أَعَزَّ جُنْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَغَلَبَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ، فَلَا شَيْءَ بَعْدَهُ)). [مسلم: ٦٩١٠]

سے ان کے والد نے اور ان سے ابو ہریرہ ؓ نے کہ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے جس نے اپنے لشکر کو فتح دی۔ اپنے بندے کی مدد کی (یعنی حضور اکرم ﷺ کی) اور احزاب (یعنی افواج کفار) کو تنہا بھگا دیا۔ پس اس کے بعد کوئی چیز اس کے مدمقابل نہیں ہو سکتی۔''

تشریح: یہ وہ مبارک الفاظ ہیں جو جنگ احزاب کے خاتمہ پر بطور شکر زبان رسالت مآب ﷺ سے ادا ہوئے۔ اس دفعہ کفار عرب متحدہ محاذ بنا کر مدینہ پر حملہ آور ہوئے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دیا اور مسلمانوں کو ان سے بال بال بچا لیا۔ اب بطور یادگار ان الفاظ کو پڑھنا اور یاد کرنا موجب صد خیر و برکت ہے۔ خاص طور پر حج کے مقامات پر ان کو زبان سے ادا کرنا ہر حاجی کو بہت اجر و ثواب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو دنیا میں شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

٤١١٥ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَزَارِيُّ، وَعَبْدَةُ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى يَقُوْلُ: دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْأَحْزَابِ فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ، سَرِيْعَ الْحِسَابِ، اهْزِمِ الْأَحْزَابَ، اللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ)). [راجع: ٢٨١٨]

(۴۱۱۵) ہم سے محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو فزاری اور عبدہ نے خبر دی، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی ؓ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے احزاب (افواج کفار) کے لئے (غزوۂ خندق کے موقع پر) بددعا کی کہ ''اے اللہ! کتاب کے نازل کرنے والے! جلدی حساب لینے والے! کفار کے لشکر کو شکست دے اے اللہ! انہیں شکست دے، یا اللہ! ان کی طاقت کو متزلزل کر دے۔''

٤١١٦ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمٍ، وَنَافِعٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَفَلَ مِنَ الْغَزْوِ، أَوِ الْحَجِّ، أَوِ الْعُمْرَةِ، يَبْدَأُ فَيُكَبِّرُ ثَلَاثَ مِرَارٍ ثُمَّ يَقُوْلُ: ((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، آيِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ، لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ، صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ)). [راجع: ١٧٩٧]

(۴۱۱۶) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں سالم بن عبداللہ بن عمر اور نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر ؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب غزوے، حج یا عمرے سے واپس آتے تو سب سے پہلے تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے۔ پھر یوں فرماتے: ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، بادشاہت اسی کے لئے ہے، حمد اسی کے لئے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (یا اللہ!) ہم واپس ہو رہے ہیں، توبہ کرتے ہوئے، عبادت کرتے ہوئے، اپنے رب کے حضور میں سجدہ کرتے ہوئے اور اپنے رب کی حمد بیان کرتے ہوئے۔ اللہ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا۔ اپنے بندہ کی مدد کی اور کفار کی فوجوں کو اس اکیلے نے شکست دے دی۔''

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن   پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

بَابُ مَرْجِعِ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْأَحْزَابِ وَمَخْرَجِهِ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ وَمُحَاصَرَتِهِ إِيَّاهُمْ

باب: غزوۂ احزاب سے نبی کریم ﷺ کا واپس لوٹنا اور بنو قریظہ پر چڑھائی کرنا اور ان کا محاصرہ کرنا

٤١١٧ـ حَدَّثَنِي عَبْدُاللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا رَجَعَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْخَنْدَقِ وَوَضَعَ السِّلَاحَ وَاغْتَسَلَ، أَتَاهُ جِبْرِيلُ فَقَالَ: قَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ وَاللَّهِ! مَا وَضَعْنَاهُ، فَاخْرُجْ إِلَيْهِمْ. قَالَ: ((فَإِلَى أَيْنَ؟)) قَالَ: هَاهُنَا، وَأَشَارَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْهِمْ. [راجع: ٤٦٣]

(۴۱۱۷) ہم سے عبداللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن نمیر نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جوں ہی نبی کریم ﷺ جنگ خندق سے مدینہ واپس ہوئے اور ہتھیار اتار کر غسل کیا تو جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور کہا، آپ نے ابھی ہتھیار اتار دیئے؟ اللہ کی قسم! ہم نے تو ابھی ہتھیار نہیں اتارے ہیں۔ چلئے ان پر حملہ کیجئے۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ ”کن پر؟“ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ ان پر اور انہوں (یہودی کے قبیلہ) بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے بنو قریظہ پر چڑھائی کی۔

تشریح: جنگ خندق کے دنوں میں اس قبیلہ نے اندرون شہر بہت بدامنی پھیلائی تھی اور غداری کا ثبوت دیا تھا۔ اس لئے ان پر حملہ کرنا ضروری ہوا۔

٤١١٨ـ حَدَّثَنَا مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ ابْنُ حَازِمٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى الْغُبَارِ سَاطِعًا فِي زُقَاقِ بَنِي غَنْمٍ مَوْكِبِ جِبْرِيلَ حِينَ سَارَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ. [راجع: ٣٢١٤]

(۴۱۱۸) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا، ان سے حمید بن بلال نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جیسے اب بھی وہ گرد و غبار میں دیکھ رہا ہوں جو جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ سوار فرشتوں کی وجہ سے قبیلہ بنو غنم کی گلی میں اٹھا تھا جب رسول اللہ ﷺ بنو قریظہ کے خلاف چڑھ کر گئے تھے۔

٤١١٩ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الْأَحْزَابِ: ((لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدٌ الْعَصْرَ إِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةَ)). فَأَدْرَكَ بَعْضُهُمُ الْعَصْرَ فِي الطَّرِيقِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا نُصَلِّي حَتَّى نَأْتِيَهَا. وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ نُصَلِّي، لَمْ يُرِدْ

(۴۱۱۹) ہم سے محمد بن عبداللہ بن محمد بن اسماء نے بیان کیا، کہا ہم سے جویریہ بن اسماء نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ غزوۂ احزاب (سے فارغ ہو کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمام مسلمان عصر کی نماز بنو قریظہ تک پہنچنے کے بعد ہی ادا کریں۔“ بعض حضرات کی عصر کی نماز کا وقت راستے ہی میں ہو گیا۔ ان میں سے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم نے تو کہا کہ ہم راستے میں نماز نہیں پڑھیں گے۔ (کیونکہ حضور ﷺ نے بنو قریظہ میں نماز عصر پڑھنے کے لئے فرمایا ہے)

مِنَّا ذَلِكَ، فَذُكِرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يُعَنِّفْ وَاحِدًا مِنْهُمْ. [راجع: ٩٤٦]

اور بعض نے کہا کہ حضور ﷺ کے ارشاد کا منشا یہ نہیں تھا۔ بعد میں حضور ﷺ کے سامنے اس کا تذکرہ ہوا تو آپ نے کسی پر خفگی نہیں فرمائی۔

تشریح: جب رسول کریم ﷺ غزوہ خندق سے کامیابی کے ساتھ واپس ہوئے تو ظہر کے وقت حضرت جرائیل تشریف لا کر کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آپ کے لئے یہ ہے کہ آپ فوراً بنوقریظہ کی طرف چلیں۔ آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو پکارنے کے لئے حکم فرمایا کہ "من کان سامعاً مطیعا فلا یصلین العصر الا فی بنی قریظة۔" یعنی جو بھی سننے والا فرمانبردار مسلمان ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ عصر کی نماز بنی قریظہ ہی میں پہنچ کر پڑھے:

"وقال ابن القیم فی الھدیٰ ما حاصله كل من الفريقين مأجور بقصده الا ان من صلیّ حاز الفضيلتين امتثال الامر فی الاسراع وامتثال الامر فی المحافظة علی الوقت ولا سيما فی هذه الصلاة بعينها من الحث علی المحافظة عليها وان من فاته حبط عمله وانما لم يعنف الذين اخروها لقيام عذرهم فی التمسك بظاهر الا مر ولانهم اجتهدوا فاخروا لامتثالهم الامرلكنهم لم يصلوا الی ان يكون اجتهادهم اصوب من اجتهاد الطائفة الاخریٰ الخ وقد استدل به الجمهور علی عدم تاثيم من اجتهد لانه ﷺ لم يعنف احدا من الطائفتين فلو كان هناك اثم لعنف من اثم۔" (فتح الباری جلد۷ صفحه ٥٢٢)

خلاصہ یہ کہ نبی کریم ﷺ نے اعلان کرایا کہ جو بھی مسلمان سننے والا اور فرمانبرداری کرنے والا ہے اس کا فرض ہے کہ نماز عصر بنوقریظہ ہی میں پہنچ کر ادا کرے۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد میں کہا ہے کہ دونوں فریق اجر و ثواب کے حقدار ہوئے۔ مگر جس نے وقت ہونے پر راستہ ہی میں نماز ادا کر لی اس نے دونوں فضیلتوں کو حاصل کر لیا۔ پہلی فضیلت نماز عصر کی، اس کے اول وقت میں ادا کرنے کی کیونکہ اس نماز کو اپنے وقت پر ادا کرنے کی خاص تاکید ہے اور یہاں تک ہے کہ جس کی نماز عصر فوت ہو گئی اس کا عمل ضائع ہو گیا اس طرح اس فریق کو اوّل وقت نماز پڑھنے اور پھر بنوقریظہ پہنچ جانے کا ثواب حاصل ہوا دوسرا فریق جس نے نماز عصر میں تاخیر کی اور ظاہر فرمان رسول ﷺ پر عمل کیا ان پر کوئی نکتہ چینی نہیں کی گئی کیونکہ انہوں نے اپنے اجتہاد سے فرمان رسالت ﷺ پر عمل کرنے کے لیے نماز کو تاخیر سے بنوقریظہ ہی میں جا کر ادا کیا۔ ان کا اجتہاد پہلی جماعت سے زیادہ صواب کے قریب رہا۔ اسی سے جمہور نے استدلال کیا ہے کہ اجتہاد کرنے والا گناہگار نہیں ہے (اگر وہ اجتہاد میں غلطی بھی کر جائے) اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے دونوں قسم کے لوگوں میں سے کسی پر بھی نکتہ چینی نہیں فرمائی۔ اگر ان میں کوئی گناہگار قرار پاتا تو نبی کریم ﷺ ضرور اس کو تنبیہ فرماتے۔ راقم الحروف کہتا ہے کہ اس بنا پر یہ اصول قرار پایا کہ المجتهد قد یخطیٔ ویصیب مجتہد سے خطا اور ثواب دونوں ہو سکتے ہیں اور خطا پر بھی وہ گناہگار قرار نہیں دیا جا سکتا مگر جب اس کو قرآن و حدیث سے اپنی اجتہادی غلطی کی اطلاع ہو جائے تو اس کو اجتہاد کا ترک کرنا اور کتاب و سنت پر عمل کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اسی لئے مجتہدین امت ائمہ اربعہ رحمہم اللہ نے واضح لفظوں میں وصیت کر دی ہے کہ ہمارے اجتہادی فتاویٰ اگر کتاب و سنت سے کسی جگہ ٹکرائیں تو کتاب و سنت کو مقدم رکھو اور ہمارے اجتہادی غلط فتاویٰ کو چھوڑ دو۔ مگر صد افسوس ہے کہ ان کے پیروکاروں نے ان کی اس قیمتی وصیت کو پس پشت ڈال کر ان کی تقلید پر ایسا جمود اختیار کیا کہ آج مذاہب اربعہ ایک الگ الگ دین الگ الگ امت نظر آتے ہیں۔ اس لئے کہا گیا ہے کہ

دین حق را چار مذہب ساختند   رخنہ در دین نبی انداختند

آج جبکہ یہ چودھویں صدی ختم ہونے جا رہی ہے مسلمانوں کا فرض ہے کہ ان فرضی گروہ بندیوں کو ختم کر کے کلمہ اور قرآن اور قبلہ پر اتحاد امت قائم کریں ورنہ حالات اس قدر نازک ہیں کہ اس افتراق و اشتقاق کے نتیجہ بد میں مسلمان اور بھی زیادہ ہلاک و برباد ہو جائیں گے۔ وما علینا الا البلاغ المبین والحمد للہ رب العالمین۔

٤١٢٠۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الأَسْوَدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ؛ح: وَحَدَّثَنِي خَلِيفَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا

(۴۱۲۰) ہم سے عبداللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا (دوسری سند امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں) اور مجھ

مُعْتَمِرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِيْ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ يَجْعَلُ لِلنَّبِيِّ ﷺ النَّخَلَاتِ حَتَّى افْتَتَحَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيْرَ، وَإِنَّ أَهْلِيْ أَمَرُوْنِيْ أَنْ آتِيَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَسْأَلَهُ الَّذِيْنَ كَانُوْا أَعْطَوْهُ أَوْ بَعْضَهُ. وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ أَعْطَاهُ أُمَّ أَيْمَنَ، فَجَاءَتْ أُمُّ أَيْمَنَ فَجَعَلَتِ الثَّوْبَ فِيْ عُنُقِيْ تَقُوْلُ: كَلَّا وَالَّذِيْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَالَا يُعْطِيْكَهُمْ وَقَدْ أَعْطَانِيْهَا، أَوْ كَمَا قَالَتْ، وَالنَّبِيُّ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَكِ كَذَا)). وَتَقُوْلُ: كَلَّا وَاللَّهِ! حَتَّى أَعْطَاهَا۔ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: عَشَرَةَ أَمْثَالِهِ. أَوْ كَمَا قَالَ. [راجع: ٢٦٣٠]

سے خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بطور ہدیہ صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے باغ میں سے نبی کریم ﷺ کے لئے چند کھجور کے درخت مقرر کر دیتے یہاں تک کہ بنو قریظہ اور بنو نضیر کے قبائل فتح ہو گئے (تو) آنحضور ﷺ نے ان ہدایا کو واپس کر دیا۔ میرے گھر والوں نے بھی مجھے اس کھجور کو تمام کی تمام یا اس کا کچھ حصہ لینے کے لئے حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ حضور ﷺ نے وہ کھجور ام ایمن کو دے دی تھی۔ اتنے میں وہ بھی آ گئیں اور کپڑا میری گردن میں ڈال کر کہنے لگیں، قطعاً اس ذات کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں یہ پھل تمہیں نہیں ملیں گے۔ یہ حضور ﷺ مجھے عنایت فرما چکے ہیں۔ یا اسی طرح کے الفاظ انہوں نے بیان کئے۔ اس پر حضور ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تم مجھ سے اس کے بدلے میں اتنے لے لو۔'' (اور ان کا مال انہیں واپس کر دو) لیکن وہ اب بھی یہی کہے جا رہی تھیں کہ قطعاً نہیں، اللہ کی قسم! یہاں تک کہ حضور نے انہیں، میرا خیال ہے کہ انس نے بیان کیا کہ اس کا دس گنا دینے کا وعدہ فرمایا (پھر انہوں نے مجھے چھوڑ دیا) یا اسی طرح کے الفاظ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کئے۔

٤١٢١۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ: نَزَلَ أَهْلُ قُرَيْظَةَ عَلَى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى سَعْدٍ، فَأَتَى عَلَى حِمَارٍ، فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ لِلْأَنْصَارِ: ((قُوْمُوْا إِلَى سَيِّدِكُمْ۔ أَوْ۔ أَخْيَرِكُمْ)). فَقَالَ: ((هَؤُلَاءِ نَزَلُوْا عَلَى حُكْمِكَ)). فَقَالَ: تَقْتُلُ مُقَاتِلَتَهُمْ وَتَسْبِيْ ذَرَارِيَّهُمْ. قَالَ: ((قَضَيْتَ بِحُكْمِ اللَّهِ)). وَرُبَّمَا قَالَ: ((بِحُكْمِ الْمَلِكِ)).

[راجع: ٣٠٤٣]

(۴۱۲۱) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے سعد بن ابراہیم نے، انہوں نے ابوامامہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ بنو قریظہ نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ثالث مان کر ہتھیار ڈال دیئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں بلانے کے لئے آدمی بھیجا۔ وہ گدھے پر سوار ہو کر آئے۔ جب اس جگہ کے قریب آئے جسے حضور ﷺ نے نماز پڑھنے کے لئے منتخب کر رکھا تھا تو حضور ﷺ نے انصار سے فرمایا: ''اپنے سردار کے لینے کے لئے کھڑے ہو جاؤ یا (حضور ﷺ نے یوں فرمایا) اپنے سے بہتر لیڈر کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔'' اس کے بعد آپ نے ان سے فرمایا: ''بنو قریظہ نے تم کو ثالث مان کر ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔'' چنانچہ سعد رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ کیا کہ جتنے لوگ ان میں جنگ کے قابل ہیں انہیں قتل کر دیا جائے اور ان کے بچوں اور عورتوں کو قیدی بنا لیا جائے۔ حضور ﷺ نے

اس پر فرمایا: ''تم نے اللہ کے فیصلہ کے مطابق فیصلہ کیا۔'' یا یہ فرمایا: ''جیسے بادشاہ (یعنی اللہ) کا حکم تھا۔''

٤١٢٢ـ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أُصِيبَ سَعْدٌ يَوْمَ الْخَنْدَقِ، رَمَاهُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ۔ يُقَالُ لَهُ: حِبَّانُ ابْنُ الْعَرِقَةِ۔ رَمَاهُ فِي الْأَكْحَلِ، فَضَرَبَ النَّبِيُّ ﷺ خَيْمَةً فِي الْمَسْجِدِ لِيَعُودَهُ مِنْ قَرِيبٍ، فَلَمَّا رَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْخَنْدَقِ وَضَعَ السِّلَاحَ وَاغْتَسَلَ، فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ وَهُوَ يَنْفُضُ رَأْسَهُ مِنَ الْغُبَارِ فَقَالَ: قَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ وَاللَّهِ! مَا وَضَعْتُهُ، اخْرُجْ إِلَيْهِمْ . قَالَ: النَّبِيُّ ﷺ: ((فَأَيْنَ؟)) فَأَشَارَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ، فَأَتَاهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَنَزَلُوا عَلَى حُكْمِهِ، فَرَدَّ الْحُكْمَ إِلَى سَعْدٍ، قَالَ: فَإِنِّي أَحْكُمُ فِيهِمْ أَنْ تُقْتَلَ الْمُقَاتِلَةُ، وَأَنْ تُسْبَى النِّسَاءُ وَالذُّرِّيَّةُ، وَأَنْ تُقْسَمَ أَمْوَالُهُمْ. قَالَ هِشَامٌ: فَأَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ سَعْدًا قَالَ: اللَّهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أُجَاهِدَهُمْ فِيكَ مِنْ قَوْمٍ كَذَّبُوا رَسُولَكَ وَأَخْرَجُوهُ، اللَّهُمَّ فَإِنِّي أَظُنُّ أَنَّكَ قَدْ وَضَعْتَ الْحَرْبَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ، فَإِنْ كَانَ بَقِيَ مِنْ حَرْبِ قُرَيْشٍ شَيْءٌ، فَأَبْقِنِي لَهُمْ حَتَّى أُجَاهِدَهُمْ فِيكَ، وَإِنْ كُنْتَ وَضَعْتَ الْحَرْبَ فَافْجُرْهَا، وَاجْعَلْ مَوْتَتِي فِيهَا. فَانْفَجَرَتْ مِنْ لَبَّتِهِ، فَلَمْ يَرُعْهُمْ وَفِي

(۴۱۲۲) ہم سے زکریا بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن نمیر نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ غزوۂ خندق کے موقع پر سعد رضی اللہ عنہ زخمی ہوگئے تھے۔ قریش کے ایک کافر شخص حبان بن عرقہ نامی نے ان پر تیر چلایا تھا اور وہ ان کے بازو کی رگ میں آ کے لگا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے لئے مسجد میں ایک ڈیرہ لگا دیا تھا تاکہ قریب سے ان کی عیادت کرتے رہیں۔ پھر جب آپ غزوۂ خندق سے واپس ہوئے اور ہتھیار رکھ کر غسل کیا تو جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس آئے وہ اپنے سر سے غبار جھاڑ رہے تھے۔ انہوں نے حضور ﷺ سے کہا: آپ نے ہتھیار رکھ دیئے ہیں۔ اللہ کی قسم! ابھی میں نے ہتھیار نہیں اتارے ہیں۔ آپ کو ان پر فوج کشی کرنی ہے۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کن پر؟'' تو انہوں نے بنوقریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ بنوقریظہ تک پہنچے (اور انہوں نے اسلامی لشکر کے پندرہ دن کے سخت محاصرہ کے بعد) سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ثالث مان کر ہتھیار ڈال دیئے۔ آنحضور ﷺ نے سعد رضی اللہ عنہ کو فیصلہ کا اختیار دیا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ان کے بارے میں فیصلہ کرتا ہوں کہ جتنے لوگ ان کے جنگ کرنے کے قابل ہیں وہ قتل کر دیئے جائیں، ان کی عورتیں اور بچے قید کر لئے جائیں اور ان کا مال تقسیم کر لیا جائے۔ ہشام نے بیان کیا کہ پھر مجھے میرے والد نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے خبر دی کہ سعد رضی اللہ عنہ نے یہ دعا کی تھی: اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ اس سے زیادہ مجھے کوئی چیز عزیز نہیں کہ میں تیرے راستے میں اس قوم سے جہاد کروں جس نے تیرے رسول ﷺ کو جھٹلایا اور انہیں ان کے وطن سے نکالا لیکن اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو نے ہماری اور ان کی لڑائی اب ختم کر دی ہے۔ لیکن اگر قریش سے ہماری لڑائی کا کوئی بھی سلسلہ ابھی باقی ہو تو مجھے اس کے لئے زندہ رکھئے۔ یہاں تک کہ میں تیرے راستے میں ان سے جہاد کروں اور اگر لڑائی کے سلسلے کو تو نے ختم ہی کر دیا ہے تو میرے زخموں کو پھر سے ہرا کر دے اور اسی میں میری

الْمَسْجِدِ خَيْمَةٌ مِنْ بَنِي غِفَارٍ إِلَّا الدَّمُ يَسِيلُ إِلَيْهِمْ فَقَالُوا: يَا أَهْلَ الْخَيْمَةِ؟ مَا هَذَا الَّذِي يَأْتِينَا مِنْ قِبَلِكُمْ فَإِذَا سَعْدٌ يَغْذُو جُرْحُهُ دَمًا، فَمَاتَ مِنْهَا. [راجع: ٤٦٣]

موت واقع کر دے۔ اس دعا کے بعد سینے پر ان کا زخم پھر سے تازہ ہو گیا۔ مسجد میں قبیلہ بنو غفار کے کچھ صحابہ کا بھی ایک ڈیرہ تھا۔ خون ان کی طرف بہہ کر آیا تو وہ گھبرائے اور انہوں نے کہا: اے ڈیرہ والو! تمہاری طرف سے یہ خون ہماری طرف کیوں بہہ کر آ رہا ہے؟ دیکھا تو سعد رضی اللہ عنہ کے زخم سے خون بہہ رہا تھا، ان کی وفات اسی میں ہوئی۔

تشریح: ہجرت کے بعد نبی کریم ﷺ نے یہودیوں کے مختلف قبائل اور آس پاس کے دوسرے مشرک عرب قبائل سے صلح کر لی تھی۔ لیکن یہودی برابر اسلام کے خلاف سازشوں میں لگے رہتے تھے۔ در پردہ تو ان کی طرف سے معاہدہ کی خلاف ورزی برابر ہی ہوتی رہتی تھی لیکن غزوہ خندق کے موقع پر جو انتہائی فیصلہ کن غزوہ تھا، اس میں خاص طور سے بنو قریظہ نے بہت کھل کر قریش کا ساتھ دیا اور معاہدہ کی خلاف ورزی کی تھی۔ اس لئے غزوہ خندق کے فوراً بعد اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ مدینہ کو ان سے پاک کرنا ہی ضروری ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ قرآن پاک کی سورۂ حشر اسی واقعہ کے متعلق نازل ہوئی۔ ایک روایت میں ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ لیٹے ہوئے تھے۔ اتفاق سے ایک بکری آئی اور اس نے ان کے سینہ پر اپنا کھر رکھ دیا جس سے ان کا زخم پھر سے تازہ ہو گیا۔ جو ان کی وفات کا سبب ہوا۔ (رضی الله عنه وارضاه)

٤١٢٣- حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَدِيٌّ، أَنَّهُ سَمِعَ الْبَرَاءَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِحَسَّانَ: ((اهْجُهُمْ أَوْ هَاجِهِمْ وَجِبْرِيلُ مَعَكَ)). [راجع: ٣٢١٣]

(۴۱۲۳) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، کہا کہ مجھے عدی بن ثابت نے خبر دی، انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”مشرکین کی ہجو کر یا (آنحضور ﷺ نے اس کے بجائے) ”هَاجِهِم“ فرمایا جبرئیل علیہ السلام تمہارے ساتھ ہیں۔“

٤١٢٤- وَزَادَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ قُرَيْظَةَ لِحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ: ((اهْجُ الْمُشْرِكِينَ، فَإِنَّ جِبْرِيلَ مَعَكَ)). [راجع: ٣٢١٣]

(۴۱۲۴) اور ابراہیم بن طہمان نے شیبانی سے یہ زیادہ کیا ہے کہ ان سے عدی بن ثابت نے بیان کیا اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ بنو قریظہ کے موقع پر حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: ”مشرکین کی ہجو کرو جبرئیل علیہ السلام تمہاری مدد پر ہیں۔“

تشریح: جملہ احادیث مذکورہ بالا میں کسی نہ کسی طرح یہودیان بنو قریظہ سے لڑائی کا ذکر ہے۔ اسی لئے ان کو اس باب کے ذیل لایا گیا۔ یہود اپنی فطرت کے مطابق ہر وقت مسلمانوں کی بیخ کنی کے لئے سوچتے رہتے تھے۔ اسی لئے مدینہ کو ان سے صاف کرنا ضروری ہوا اور یہ جنگ لڑی گئی جس میں اللہ نے مدینہ کو ان شریر الفطرت یہودیوں سے پاک کر دیا۔

بَابُ غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ

باب: غزوہ ذات الرقاع کا بیان

وَهِيَ غَزْوَةُ مُحَارِبِ خَصَفَةَ مِنْ بَنِي ثَعْلَبَةَ مِنْ غَطَفَانَ، فَنَزَلَ نَخْلًا. وَهِيَ بَعْدَ خَيْبَرَ،

یہ جنگ محارب قبیلے سے ہوئی تھی جو خصفہ کی اولاد تھے اور یہ خصفہ بنو ثعلبہ کی اولاد میں سے تھا جو غطفان کی ایک شاخ ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے اس

لِأَنَّ أَبَا مُوسَى جَاءَ بَعْدَ خَيْبَرَ.

غزوہ میں مقام نخل پر پڑاؤ کیا تھا۔ یہ غزوۂ خیبر کے بعد واقع ہوا کیونکہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ غزوۂ خیبر کے بعد حبش سے مدینہ آئے تھے (اور غزوۂ ذات الرقاع میں ان کی شرکت روایتوں سے ثابت ہے)۔

٤١٢٥ـ وَقَالَ عَبْدُاللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ: أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِأَصْحَابِهِ فِي الْخَوْفِ فِي غَزْوَةِ السَّابِعَةِ غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ الْخَوْفَ بِذِي قَرَدٍ. [أطرافه في: ٤١٢٦، ٤١٢٧، ٤١٣٠، ٤١٣٧] [مسلم: ١٩٤٨، ١٩٤٩، ١٩٥٠]

(۴۱۲۵) اور عبداللہ بن رجاء نے کہا، انہیں عمران قطان نے خبر دی، انہیں یحییٰ بن کثیر نے، انہیں ابو سلمہ نے اور انہیں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب کے ساتھ نماز خوف ساتویں (سال یا ساتویں غزوہ) میں پڑھی تھی۔ یعنی غزوۂ ذات الرقاع میں۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے نماز خوف ذوقرد میں پڑھی تھی۔

٤١٢٦ـ وَقَالَ بَكْرُ بْنُ سَوَادَةَ: حَدَّثَنِي زِيَادُ ابْنُ نَافِعٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى، أَنَّ جَابِرًا، حَدَّثَهُمْ صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ بِهِمْ يَوْمَ مُحَارِبٍ وَثَعْلَبَةَ. [راجع: ٤١٢٥]

(۴۱۲۶) اور بکر بن سوادہ نے کہا، ان سے زیاد بن نافع نے بیان کیا، ان سے ابوموسیٰ نے اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے غزوۂ محارب اور بنی ثعلبہ میں اپنے ساتھیوں کو نماز خوف پڑھائی تھی۔

٤١٢٧ـ وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: سَمِعْتُ وَهْبَ ابْنَ كَيْسَانَ، سَمِعْتُ جَابِرًا: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى ذَاتِ الرِّقَاعِ مِنْ نَخْلٍ فَلَقِيَ جَمْعًا مِنْ غَطَفَانَ، فَلَمْ يَكُنْ قِتَالٌ، وَأَخَافَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فَصَلَّى النَّبِيُّ ﷺ رَكْعَتَيِ الْخَوْفِ. وَقَالَ يَزِيدُ عَنْ سَلَمَةَ: غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْقَرَدِ. [راجع: ٤١٢٥]

(۴۱۲۷) اور ابن اسحاق نے کہا کہ میں نے وہب بن کیسان سے سنا، انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ غزوۂ ذات الرقاع کے لئے مقام نخل سے روانہ ہوئے تھے۔ وہاں آپ کا قبیلہ غطفان کی ایک جماعت سے سامنا ہوا لیکن کوئی جنگ نہیں ہوئی اور چونکہ مسلمانوں پر کفار کے (اچانک حملے کا) خطرہ تھا، اس لئے حضور ﷺ نے دو رکعت نماز خوف پڑھائی۔ اور یزید نے سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوۂ ذوالقرد میں شریک تھا۔

٤١٢٨ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزَاةٍ وَنَحْنُ سِتَّةُ نَفَرٍ بَيْنَنَا بَعِيرٌ نَعْتَقِبُهُ، فَنَقِبَتْ أَقْدَامُنَا

(۴۱۲۸) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے برید بن عبداللہ بن ابی بردہ نے، ان سے ابو بردہ نے اور ان سے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ کے لئے نکلے۔ ہم چھ ساتھی تھے اور ہم سب کے لیے صرف ایک اونٹ تھا جس پر باری باری ہم سوار ہوتے تھے۔ پیدل طویل اور پر مشقت سفر کی وجہ

وَنَقِبَتْ قَدَمَايَ وَسَقَطَتْ أَظْفَارِيْ، فَكُنَّا نَلُفُّ عَلَى أَرْجُلِنَا الْخِرَقَ، فَسُمِّيَتْ غَزْوَةَ ذَاتِ الرِّقَاعِ، لِمَا كُنَّا نَعْصِبُ مِنَ الْخِرَقِ عَلَى أَرْجُلِنَا، وَحَدَّثَ أَبُوْ مُوْسَى بِهَذَا، ثُمَّ كَرِهَ ذَاكَ، قَالَ: مَا كُنْتُ أَصْنَعُ بِأَنْ أَذْكُرَهُ. كَأَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يَكُوْنَ شَيْءٌ مِنْ عَمَلِهِ أَفْشَاهُ. [مسلم: ٤٦٩٩]

سے ہمارے پاؤں پھٹ گئے۔ میرے پاؤں بھی پھٹ گئے تھے۔ ناخن بھی جھڑ گئے تھے۔ چنانچہ ہم قدموں پر کپڑے کی پٹی باندھ کر چل رہے تھے۔ اسی لئے اس کا نام غزوۂ ذات الرقاع پڑا، کیونکہ ہم نے قدموں کو پٹیوں سے باندھا تھا۔ ابوموسیٰ اشعری ؓ نے یہ حدیث تو بیان کردی، لیکن پھر ان کو اس کا اظہار اچھا نہیں معلوم ہوا۔ فرمانے لگے کہ مجھے یہ حدیث بیان نہ کرنی چاہیے تھی۔ ان کو اپنا نیک عمل ظاہر کرنا برا معلوم ہوا۔

تشریح: چونکہ اس جنگ میں پیدل چلنے کی تکلیف سے قدموں پر چیتھڑے لپیٹنے کی نوبت آ گئی تھی۔ اسی لئے اسے غزوہ ذات الرقاع کے نام سے موسوم کیا گیا۔

٤١٢٩۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ، عَمَّنْ شَهِدَ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلَاةَ الْخَوْفِ: أَنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ مَعَهُ، وَطَائِفَةٌ وُجَاهَ الْعَدُوِّ، فَصَلَّى بِالَّتِيْ مَعَهُ رَكْعَةً، ثُمَّ ثَبَتَ قَائِمًا، وَأَتَمُّوْا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ انْصَرَفُوْا، فَصَفُّوْا وُجَاهَ الْعَدُوِّ، وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرَى فَصَلَّى بِهِمُ الرَّكْعَةَ الَّتِيْ بَقِيَتْ مِنْ صَلَاتِهِ، ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا، وَأَتَمُّوْا لِأَنْفُسِهِمْ، ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ. [طرفه في:٤١٣١] [مسلم: ١٩٤٧، ١٩٤٨؛ ابوداود: ١٢٣٧، ١٢٣٨، ١٢٣٩؛ ترمذي: ٥٦٥؛ نسائي: ١٥٣٥، ١٥٣٦، ١٥٥٢؛ ابن ماجه: ١٢٥٩]

(۴۱۲۹) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے، ان سے یزید بن رومان نے، ان سے صالح بن خوات نے، ایک ایسے صحابی سے بیان کیا جو نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوۂ ذات الرقاع میں شریک تھے کہ نبی کریم ﷺ نے نماز خوف پڑھی تھی۔ اس کی صورت یہ ہوئی تھی کہ پہلے ایک جماعت نے آپ کی اقتدا میں نماز پڑھی۔ اِس وقت حضور ﷺ نے اس جماعت کو جو آپ کے پیچھے صف میں کھڑی تھی، ایک رکعت نماز خوف پڑھائی اور اس کے بعد آپ کھڑے رہے۔ اس جماعت نے اس عرصہ میں اپنی نماز پوری کرلی اور واپس آ کر دشمن کے مقابلے میں کھڑے ہوگئے۔ اس کے بعد دوسری جماعت آئی تو حضور ﷺ نے انہیں نماز کی دوسری رکعت پڑھائی جو باقی رہ گئی تھی۔ اور (رکوع وسجدہ کے بعد) آپ قعدہ میں بیٹھے رہے پھر ان لوگوں نے جب اپنی نماز (جو باقی رہ گئی تھی) پوری کرلی تو آپ نے ان کے ساتھ سلام پھیرا۔

٤١٣٠۔ وَقَالَ مُعَاذٌ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِنَخْلٍ. فَذَكَرَ صَلَاةَ الْخَوْفِ. قَالَ مَالِكٌ: وَذَلِكَ أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِيْ صَلَاةِ الْخَوْفِ.

(۴۱۳۰) اور معاذ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے بیان کیا، ان سے ابو زبیر نے اور ان سے جابر ؓ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ مقام نخل میں تھے۔ پھر انہوں نے نماز خوف کا ذکر کیا۔ امام مالک نے بیان کیا کہ نماز خوف کے سلسلے میں جتنی روایات میں نے سنی ہیں یہ روایت ان

تَابَعَهُ اللَّيْثُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ: أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَدَّثَهُ صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ فِي غَزْوَةِ بَنِي أَنْمَارٍ. [راجع: ٤١٢٥]

سب میں زیادہ بہتر ہے۔ معاذ بن ہشام کے ساتھ اس حدیث کو لیث بن سعد نے بھی ہشام بن سعد مدنی سے، انہوں نے زید بن اسلم سے روایت کیا اور ان سے قاسم بن محمد نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے غزوۂ بنی انمار میں (نماز خوف) پڑھی تھی۔

٤١٣١ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ يَحْيَى عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ، قَالَ: يَقُومُ الْإِمَامُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ، وَطَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ مِنْ قِبَلِ الْعَدُوِّ، وُجُوهُهُمْ إِلَى الْعَدُوِّ، فَيُصَلِّي بِالَّذِينَ مَعَهُ رَكْعَةً، ثُمَّ يَقُومُونَ، فَيَرْكَعُونَ لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً وَيَسْجُدُونَ سَجْدَتَيْنِ فِي مَكَانِهِمْ، ثُمَّ يَذْهَبُ هَؤُلَاءِ إِلَى مَقَامِ أُولَئِكَ فَيَجِيءُ أُولَئِكَ فَيَرْكَعُ بِهِمْ رَكْعَةً، فَلَهُ ثِنْتَانِ، ثُمَّ يَرْكَعُونَ وَيَسْجُدُونَ سَجْدَتَيْنِ. [راجع: ٤١٢٩]

(۴۱۳۱) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید انصاری نے، ان سے قاسم بن محمد نے، ان سے صالح بن خوات نے، ان سے سہل بن ابی حثمہ نے بیان کیا کہ (نماز خوف میں) امام قبلہ رو ہو کر کھڑا ہوگا اور مسلمانوں کی ایک جماعت اس کے ساتھ نماز میں شریک ہوگی۔ اس عرصہ میں مسلمانوں کی دوسری جماعت دشمن کے مقابلہ پر کھڑی ہوگی۔ انہیں کی طرف منہ کئے ہوئے۔ امام اپنے ساتھ والی جماعت کو پہلے ایک رکعت نماز پڑھائے گا (ایک رکعت پڑھنے کے بعد پھر) یہ جماعت کھڑی ہو جائے گی اور خود (امام کے بغیر) اسی جگہ ایک رکوع اور دو سجدے کر کے دشمن کے مقابلہ پر جا کر کھڑی ہو جائے گی جہاں دوسری جماعت پہلے سے موجود تھی۔ اس کے بعد امام دوسری جماعت کو ایک رکعت نماز پڑھائے اس طرح امام کی دو رکعت پوری ہو جائیں گی اور یہ دوسری جماعت ایک رکوع اور دو سجدے خود کرے گی۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے، ان سے شعبہ نے، ان سے عبدالرحمن بن قاسم نے، ان سے ان کے والد قاسم بن محمد نے، ان سے صالح بن خوات نے اور ان سے سہل بن ابی حثمہ نے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ يَحْيَى، سَمِعَ الْقَاسِمَ، أَخْبَرَنِي صَالِحُ بْنُ خَوَّاتٍ، عَنْ سَهْلٍ، حَدَّثَهُ قَوْلَهُ.

مجھ سے محمد بن عبیداللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابن ابی حازم نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے انہوں نے قاسم سے سنا، انہیں صالح بن خوات نے خبر دی، انہوں نے سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے ان کا قول بیان کیا۔

٤١٣٢ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمٌ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قِبَلَ نَجْدٍ، فَوَازَيْنَا الْعَدُوَّ فَصَافَفْنَا لَهُمْ.

(۴۱۳۲) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھے سالم نے خبر دی اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں اطراف نجد میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ کے لیے گیا تھا۔ وہاں ہم دشمن کے آمنے سامنے ہوئے اور ان کے مقابلے میں

[راجع: ٩٤٢] [مسلم: ١٩٤٢؛ ابوداود: ٢٢٤٣؛ ترمذي: ٥٦٤؛ نسائي: ١٥٣٨]

صف بندی کی۔

٤١٣٣ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ ابْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيْهِ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى بِإِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ، وَالطَّائِفَةُ الْأُخْرَى مُوَاجِهَةُ الْعَدُوِّ، ثُمَّ انْصَرَفُوْا، فَقَامُوْا فِيْ مَقَامِ أَصْحَابِهِمْ، أُولَئِكَ فَجَاءَ أُولَئِكَ فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَةً، ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ قَامَ هَؤُلَاءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ، وَقَامَ هَؤُلَاءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ. [راجع: ٩٤٢]

(۴۱۳۳) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا ہم سے معمر نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے سالم بن عبداللہ بن عمر نے اور ان سے ان کے والد نے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک جماعت کے ساتھ نماز (خوف) پڑھی اور دوسری جماعت اس عرصہ میں دشمن کے مقابلے پر کھڑی تھی۔ پھر یہ جماعت جب اپنے دوسرے ساتھیوں کی جگہ (نماز پڑھ کر) چلی گئی تو دوسری جماعت آئی اور حضور ﷺ نے انہیں بھی ایک رکعت نماز پڑھائی۔ اس کے بعد آپ نے اس جماعت کے ساتھ سلام پھیرا۔ آخر اس جماعت نے کھڑے ہو کر اپنی ایک رکعت پوری کی اور پہلی جماعت نے بھی کھڑے ہو کر اپنی ایک رکعت پوری کی۔

٤١٣٤ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ سِنَانٌ، وَأَبُوْ سَلَمَةَ أَنَّ جَابِرًا، أَخْبَرَ أَنَّهُ، غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قِبَلَ نَجْدٍ. [راجع: ٢٩١٠]

(۴۱۳۴) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے شعیب نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے سنان اور ابوسلمہ نے بیان کیا اور انہیں جابر رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ اطراف نجد میں لڑائی کے لیے گئے تھے۔

٤١٣٥ـح: وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَخِيْ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ عَتِيْقٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سِنَانِ بْنِ أَبِيْ سِنَانٍ الدُّؤَلِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ، غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قِبَلَ نَجْدٍ، فَلَمَّا قَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَفَلَ مَعَهُ، فَأَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ فِيْ وَادٍ كَثِيْرِ الْعِضَاهِ، فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الْعِضَاهِ يَسْتَظِلُّوْنَ بِالشَّجَرِ، وَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَحْتَ سَمُرَةٍ، فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ، قَالَ جَابِرٌ: فَنِمْنَا نَوْمَةً، ثُمَّ إِذَا رَسُوْلُ

(۴۱۳۵) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے بھائی عبدالحمید نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن بلال نے، ان سے محمد بن ابی عتیق نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے سنان بن ابی سنان دؤلی نے، انہیں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ اطراف نجد میں غزوہ کے لئے گئے تھے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ واپس ہوئے تو وہ بھی واپس ہوئے۔ قیلولہ کا وقت ایک وادی میں آیا، جہاں ببول کے درخت بہت تھے چنانچہ حضور اکرم ﷺ وہیں اتر گئے اور صحابہ رضی اللہ عنہم درختوں کے سائے کے لئے پوری وادی میں پھیل گئے۔ حضور اکرم ﷺ نے بھی ایک ببول کے درخت کے نیچے قیام فرمایا اور اپنی تلوار اس درخت پر لٹکا دی۔ جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ابھی تھوڑی ہی دیر ہمیں سوئے ہوئے ہوئی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں پکارا۔ ہم جب خدمت میں حاضر ہوئے

اللَّهِ ﷺ يَدْعُونَا، فَجِئْنَاهُ فَإِذَا عِنْدَهُ أَعْرَابِيٌّ جَالِسٌ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ هَذَا اخْتَرَطَ سَيْفِي، وَأَنَا نَائِمٌ اسْتَيْقَظْتُ، وَهُوَ فِي يَدِهِ صَلْتًا، فَقَالَ لِي: مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ قُلْتُ: اللَّهُ. فَهَا هُوَ ذَا جَالِسٌ)). ثُمَّ لَمْ يُعَاقِبْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. [راجع: ٢٩١٠]

تو آپ کے پاس ایک بدوی بیٹھا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس شخص نے میری تلوار (مجھ پر) کھینچ لی تھی، میں اس وقت سویا ہوا تھا، میری آنکھ کھلی تو میری ننگی تلوار اس کے ہاتھ میں تھی۔ اس نے مجھ سے کہا: تمہیں میرے ہاتھ سے آج کون بچائے گا؟ میں نے کہا: اللہ! اب دیکھو یہ بیٹھا ہوا ہے۔“ نبی اکرم ﷺ نے اسے پھر کوئی سزا نہیں دی۔

٤١٣٦- وَقَالَ أَبَانُ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِذَاتِ الرِّقَاعِ، فَإِذَا أَتَيْنَا عَلَى شَجَرَةٍ ظَلِيلَةٍ تَرَكْنَاهَا لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَسَيْفُ النَّبِيِّ ﷺ مُعَلَّقٌ بِالشَّجَرَةِ فَاخْتَرَطَهُ فَقَالَ: تَخَافُنِي قَالَ: ((لَا)). قَالَ: فَمَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ قَالَ: ((اللَّهُ)). فَتَهَدَّدَهُ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ، وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى بِطَائِفَةٍ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ تَأَخَّرُوا، وَصَلَّى بِالطَّائِفَةِ الْأُخْرَى رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ أَرْبَعٌ وَلِلْقَوْمِ رَكْعَتَيْنِ. وَقَالَ مُسَدَّدٌ، عَنْ أَبِي عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ: اسْمُ الرَّجُلِ غَوْرَثُ بْنُ الْحَارِثِ، وَقَاتَلَ فِيهَا مُحَارِبَ خَصَفَةَ. [راجع: ٢٩١٠]

(۴۱۳۶) اور ابان نے کہا کہ ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا، ان سے ابوسلمہ نے اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ذات الرقاع میں تھے۔ پھر ہم ایک ایسی جگہ آئے جہاں بہت گھنے سایہ کا درخت تھا وہ درخت ہم نے رسول اللہ ﷺ کے لئے مخصوص کر دیا کہ آپ وہاں آرام فرمائیں۔ بعد میں مشرکین میں سے ایک شخص آیا، نبی ﷺ کی تلوار درخت سے لٹک رہی تھی۔ اس نے وہ تلوار حضور ﷺ پر کھینچ لی اور پوچھا: تم مجھ سے ڈرتے ہو؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ”نہیں۔“ اس پر اس نے پوچھا: آج میرے ہاتھ سے تمہیں کون بچائے گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ”اللہ!“ پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسے ڈانٹا دھمکایا اور نماز کی تکبیر کہی گئی۔ تو حضور ﷺ نے پہلے ایک جماعت کو دو رکعت نماز خوف پڑھائی جب وہ جماعت (آنحضور ﷺ کے پیچھے سے) ہٹ گئی تو آپ نے دوسری جماعت کو بھی دو رکعت نماز پڑھائی۔ اس طرح نبی کریم ﷺ کی چار رکعت نماز ہوئی۔ لیکن مقتدیوں کی صرف دو دو رکعت اور مسدد نے بیان کیا، ان سے ابوعوانہ نے، ان سے ابوبشر نے کہ اس شخص کا نام (جس نے آپ پر تلوار کھینچی تھی) غورث بن حارث تھا اور آنحضرت ﷺ نے اس غزوہ میں قبیلہ محارب خصفہ سے جنگ کی تھی۔

٤١٣٧- وَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِنَخْلٍ فَصَلَّى الْخَوْفَ. وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ غَزْوَةَ نَجْدٍ صَلَاةَ الْخَوْفِ. [راجع: ٤١٢٥] وَإِنَّمَا جَاءَ أَبُو هُرَيْرَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَيَّامَ خَيْبَرَ.

(۴۱۳۷) اور ابوالزبیر نے جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ مقام نخل میں تھے تو آپ نے نماز خوف پڑھائی اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز خوف غزوۂ نجد میں پڑھی تھی۔ یہ یاد رہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں (سب سے پہلے) غزوۂ خیبر کے موقع پر حاضر ہوئے تھے۔

[ابوداود: ١٢٤٠]

تشریح: اس حدیث کی شرح میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وکذالك اخرجها ابراهیم الحربی فی کتاب غریب الحدیث عن جابر قال غزا رسول اللهﷺ محارب خصفة بنخل فراوا من المسلمین غرة فجاء رجل منهم یقال له غورث بن الحارث حتی قام علی رسول اللهﷺ بالسیف فذکره وفیه فقال الاعرابی غیر انی اعاهدك ان لا اقاتلك ولا اکون مع قوم یقاتلونك فخلی سبیله فجاء الی اصحابه فقال جئتکم من عند خیر الناس وقد ذکر الواقدی فی نحو هذه القصة انه اسلم ورجع الی قومه فاهتدی به خلق کثیر۔" (فتح الباری)

خلاصہ یہ کہ رسول کریم ﷺ نے ایک کھجوروں کے علاقہ میں خصفہ نامی قبیلے پر جہاد کیا اور واپسی میں مسلمان ایک جگہ دوپہر میں آرام لینے کے لئے متفرق ہو کر جگہ جگہ درختوں کے نیچے سو گئے اس وقت اس قبیلہ کا ایک آدمی غورث بن حارث نامی ننگی تلوار لے کر رسول کریم ﷺ کے سرہانے کھڑا ہو گیا۔ پس یہ سارا ماجرا ہوا اور اس میں یہ بھی ہے کہ بعد میں جب وہ دیہاتی ناکام ہو گیا تو اس نے کہا کہ میں آپ سے ترک جنگ کا معاہدہ کرتا ہوں اور اس بات کا بھی کہ میں آپ سے لڑنے والی قوم کا ساتھ نہیں دوں گا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کا راستہ چھوڑ دیا اور وہ اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ ایسے بزرگ شخص کے پاس سے آیا ہوں کہ جو بہترین قسم کا آدمی ہے۔ واقدی نے ایسے ہی قصہ میں یہ بھی ذکر کیا ہے کہ بعد میں وہ شخص مسلمان ہو گیا اور اپنی قوم میں واپس آیا اور اس کے ذریعہ بہت سی مخلوق نے ہدایت حاصل کی۔

بَابُ غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ مِنْ خُزَاعَةَ وَهِيَ غَزْوَةُ الْمُرَيْسِيعِ

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: وَذَلِكَ سَنَةَ سِتٍّ. وَقَالَ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ: سَنَةَ أَرْبَعٍ. وَقَالَ: النُّعْمَانُ ابْنُ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ: كَانَ حَدِيثُ الْإِفْكِ فِي غَزْوَةِ الْمُرَيْسِيعِ.

باب: غزوۂ بنی المصطلق کا بیان جو قبیلہ بنو خزاعہ سے ہوا تھا اس کا دوسرا نام غزوۂ مریسیع بھی ہے

ابن اسحاق نے بیان کیا کہ یہ غزوہ ٦ ھ میں ہوا تھا اور موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا کہ ٤ ھ میں اور نعمان بن راشد نے زہری سے بیان کیا کہ واقعہ افک غزوۂ مریسیع میں پیش آیا تھا۔

تشریح: اسی لئے اس کے متعلق حدیث افک کا بیان ہو رہا ہے۔ حافظ کی تحقیق یہ ہے کہ یہ غزوہ ٥ ھ میں ہوا۔ "وقال موسی بن عقبة سنة اربع کذا ذکره البخاری وکانه سبق قلمه اراد ان یکتب سنة خمس فکتب سنة اربع...... الخ۔" (فتح الباری)

٤١٣٨۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ، أَنَّهُ قَالَ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَرَأَيْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْعَزْلِ، قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِﷺ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ، فَأَصَبْنَا سَبْيًا مِنْ سَبْيِ الْعَرَبِ،

(٤١٣٨) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم کو اسماعیل بن جعفر نے خبر دی، انہیں ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن نے، انہیں محمد بن یحییٰ بن حبان نے اور ان سے ابو محیریز نے بیان کیا کہ میں مسجد میں داخل ہوا تو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اندر موجود تھے۔ میں ان کے پاس بیٹھ گیا اور عزل کے متعلق ان سے سوال کیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ بنی المصطلق کے لئے نکلے اس غزوہ میں ہمیں کچھ عرب کے قیدی ملے (جن میں عورتیں بھی تھیں) پھر اس سفر میں ہمیں عورتوں کی خواہش ہوئی اور بے عورت رہنا ہم پر مشکل ہو گیا۔ دوسری طرف ہم عزل کرنا چاہتے تھے

فَاشْتَهَيْنَا النِّسَاءَ فَاشْتَدَّتْ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ، وَأَحْبَبْنَا الْعَزْلَ، فَأَرَدْنَا أَنْ نَعْزِلَ، وَقُلْنَا: نَعْزِلُ وَرَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِنَا قَبْلَ أَنْ نَسْأَلَهُ؟ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: ((مَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوْا، مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا وَهِيَ كَائِنَةٌ)). [راجع: ٢٢٢٩]

(اس خوف سے کہ بچہ نہ پیدا ہو) ہمارا ارادہ یہی تھا کہ عزل کر لیں لیکن پھر ہم نے سوچا کہ رسول اللہ ﷺ موجود ہیں۔ آپ سے پوچھے بغیر عزل کرنا مناسب نہ ہوگا۔ چنانچہ ہم نے آپ سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''اگر تم عزل نہ کرو پھر بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ قیامت تک جو جان پیدا ہونے والی ہے وہ ضرور پیدا ہو کر رہے گی۔''

تشریح: عزل کا مفہوم یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی کے ساتھ ہم بستری کرے اور جب انزال کا وقت قریب ہو تو آلہ تناسل کو نکال لے تاکہ بچہ پیدا نہ ہو۔ قطع نسل کی یہ بھی ایک صورت تھی جسے نبی کریم ﷺ نے پسند نہیں فرمایا آج طرح طرح سے قطع نسل کی دنیا کے بیشتر ممالک میں کوشش جاری ہے جو اسلام کی رو سے قطعاً ناجائز ہے: "وقد ذكر هذه القصة ابن سعد نحوما ذكر ابن اسحاق وان الحارث كان جمع جموعا وارسل عينا تأتيه بخبر المسلمين فظفروا به فقتلوه فلما بلغه ذالك هلع وتفرق الجمع وانتهى النبى ﷺ الى الماء وهو المريسيع فصف اصحابه للقتال ورموهم بالنبل ثم حملوا عليهم حملة واحدة فما افلت منهم انسان بل قتل منهم عشرة واسر الباقون رجالا ونساء۔" (فتح الباری) خلاصہ یہ کہ غزوہ بنومصطلق میں مسلمانوں نے دس آدمیوں کو قتل کیا اور باقی کو قید کر لیا۔

٤١٣٩۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ غَزْوَةَ نَجْدٍ، فَلَمَّا أَدْرَكَتْهُ الْقَائِلَةُ وَهُوَ فِيْ وَادٍ كَثِيْرِ الْعِضَاهِ، فَنَزَلَ تَحْتَ شَجَرَةٍ وَاسْتَظَلَّ بِهَا وَعَلَّقَ سَيْفَهُ، فَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الشَّجَرِ يَسْتَظِلُّوْنَ، وَبَيْنَا نَحْنُ كَذَلِكَ إِذْ دَعَانَا رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ فَجِئْنَا، فَإِذَا أَعْرَابِيٌّ قَاعِدٌ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ: ((إِنَّ هَذَا أَتَانِيْ وَأَنَا نَائِمٌ فَاخْتَرَطَ سَيْفِيْ فَاسْتَيْقَظْتُ، وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى رَأْسِيْ، مُخْتَرِطٌ صَلْتًا، قَالَ: مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّيْ قُلْتُ: اللَّهُ. فَشَامَهُ، ثُمَّ قَعَدَ، فَهُوَ هَذَا)). قَالَ: وَلَمْ يُعَاقِبْهُ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ. [راجع: ٢٩١٠]

(۴۱۳۹) ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں ابوسلمہ نے اور ان سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ نجد کی طرف غزوہ کے لئے گئے۔ دوپہر کا وقت ہوا تو آپ ایک جنگل میں پہنچے جہاں ببول کے درخت بہت تھے۔ آپ نے گھنے درخت کے نیچے سایہ کے لئے قیام کیا اور درخت سے اپنی تلوار لٹکا دی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی درختوں کے نیچے سایہ حاصل کرنے کے لئے پھیل گئے۔ ابھی ہم اسی کیفیت میں تھے کہ حضور ﷺ نے ہمیں پکارا۔ ہم حاضر ہوئے تو ایک بدوی آپ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''یہ شخص میرے پاس آیا تو میں سو رہا تھا۔ اتنے میں اس نے میری تلوار کھینچ لی اور میں بھی بیدار ہو گیا۔ یہ میری ننگی تلوار کھینچے ہوئے میرے سر پر کھڑا تھا۔ مجھ سے کہنے لگا آج مجھ سے تمہیں کون بچائے گا؟ میں نے کہا کہ اللہ! (وہ شخص صرف ایک لفظ سے اتنا مرعوب ہوا کہ) تلوار کو نیام میں رکھ کر بیٹھ گیا اور دیکھ لو۔ یہ بیٹھا ہوا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے اسے کوئی سزا نہیں دی۔

بَابُ غَزْوَةِ أَنْمَارٍ

باب: غزوۂ انمار کا بیان

٤١٤٠ـ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سُرَاقَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي غَزْوَةِ أَنْمَارٍ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ، مُتَوَجِّهًا قِبَلَ الْمَشْرِقِ مُتَطَوِّعًا.

[راجع: ٤٠٠]

(۴۱۴۰) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا، ان سے عثمان بن عبداللہ بن سراقہ نے بیان کیا اور ان سے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو غزوۂ انمار میں دیکھا کہ نفل نماز آپ اپنی سواری پر مشرق کی طرف منہ کئے ہوئے پڑھ رہے تھے۔

تشریح: ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ یہ غزوہ ماہ صفر میں ہوا اور ابن سعد کا بیان ہے کہ ایک آدمی حلب سے آیا اور اس نے خبر دی کہ بنو انمار اور بنو ثعلبہ مسلمانوں سے جنگ کے لئے جمع ہو رہے ہیں تو آپ صفر کی ۱۰ تاریخ کو نکلے اور ان کی جگہ میں ذات الرقاع کے موقع پر آئے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ غزوہ انمار غزوہ بنی مصطلق کے آخر میں ۲۷ صفر میں واقع ہوا۔ اس لئے کہ ابوالزبیر نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ غزوہ بنی مصطلق کے لئے جا رہے تھے۔ میں حاضر خدمت ہوا اور میں نے دیکھا کہ آپ اونٹ کے اوپر نماز پڑھ رہے تھے۔ لیث کی روایت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے جس میں ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ بنی انمار میں صلوٰۃ الخوف کو ادا کیا۔ یہ بھی احتمال ہے کہ متعدد واقعات ہوں۔ (فتح الباری)

بَابُ حَدِيثِ الْإِفْكِ

باب: واقعہ افک کا بیان

الْإِفْكُ وَالْأَفَكُ بِمَنْزِلَةِ النَّجْسِ وَالنَّجَسِ. يُقَالُ: إِفْكُهُمْ وَأَفْكُهُمْ، وَأَفَكُهُمْ.

لفظ افک نَجس اور نَجَس کی طرح ہے۔ بولتے ہیں: اِفْكُهُمْ بکسر ہمزہ اَفْكُهُمْ بفتح ہمزہ اور اَفَكُهُمْ بفتح ہمزہ و فا بھی ہے۔

تشریح: سورہ احقاف میں آیا ہے: ﴿وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ﴾ (۴۶/ الاحقاف: ۲۸) وہ بکسر ہمزہ ہے اور یہ بفتح ہمزہ سکون فاء اور بفتحہ ہمزہ و فاء بھی ہے وکاف پڑھا ہے تو ترجمہ یوں ہوگا اس نے ان کو ایمان سے پھیر دیا اور جھوٹا بنایا جیسے سورۃ والذاریات میں ﴿يُؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ﴾ (۵۱/ الذاریات: ۹) ہے یعنی قرآن سے وہی منحرف ہوتا ہے جو اللہ کے علم میں منحرف قرار پا چکا ہے۔

اس باب میں اس جھوٹے الزام کا تفصیلی ذکر ہے جو منافقین نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اوپر لگایا تھا جس کی براءت کے لئے اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور میں تفصیل کے ساتھ آیات کا نزول فرمایا۔

٤١٤١ـ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ، وَعُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حِيْنَ قَالَ: لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوْا، وَكُلُّهُمْ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِنْ حَدِيْثِهَا، وَبَعْضُهُمْ كَانَ أَوْعَى

(۴۱۴۱) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے عروہ بن زبیر، سعید بن مسیب، علقمہ بن وقاص اور عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ جب اہل افک یعنی تہمت لگانے والوں نے ان کے متعلق وہ سب کچھ کہا جو انہیں کہنا تھا (ابن شہاب نے بیان کیا کہ) تمام حضرات نے (جن چار حضرات کے نام انہوں نے روایت کے سلسلے میں لئے ہیں) مجھ سے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ایک

لِحَدِيْثِهَا مِنْ بَعْضٍ وَأَثْبَتَ لَهُ اقْتِصَاصًا، وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْ كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمُ الْحَدِيْثَ الَّذِيْ حَدَّثَنِيْ عَنْ عَائِشَةَ، وَبَعْضُ حَدِيْثِهِمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا، وَإِنْ كَانَ بَعْضُهُمْ أَوْعَى لَهُ مِنْ بَعْضٍ، قَالُوْا: قَالَتْ عَائِشَةُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ أَزْوَاجِهِ، وَأَيُّهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا، خَرَجَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَعَهُ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا فَخَرَجَ فِيْهَا سَهْمِيْ، فَخَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ مَا أُنْزِلَ الْحِجَابُ، فَكُنْتُ أُحْمَلُ فِيْ هَوْدَجِيْ وَأُنْزَلُ فِيْهِ، فَسِرْنَا حَتّٰى إِذَا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ غَزْوَتِهِ تِلْكَ وَقَفَلَ، دَنَوْنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ قَافِلِيْنَ، آذَنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيْلِ، فَقُمْتُ حِيْنَ آذَنُوْا بِالرَّحِيْلِ فَمَشَيْتُ حَتّٰى جَاوَزْتُ الْجَيْشَ، فَلَمَّا قَضَيْتُ شَأْنِيْ أَقْبَلْتُ إِلٰى رَحْلِيْ، فَلَمَسْتُ صَدْرِيْ، فَإِذَا عِقْدٌ لِيْ مِنْ جَزْعِ ظَفَارٍ قَدِ انْقَطَعَ، فَرَجَعْتُ فَالْتَمَسْتُ عِقْدِيْ، فَحَبَسَنِي ابْتِغَاؤُهُ، قَالَتْ: وَأَقْبَلَ الرَّهْطُ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُرَحِّلُوْنَ بِيْ فَاحْتَمَلُوْا هَوْدَجِيْ، فَرَحَلُوْهُ عَلٰى بَعِيْرِي الَّذِيْ كُنْتُ أَرْكَبُ عَلَيْهِ۔ وَهُمْ يَحْسِبُوْنَ أَنِّيْ فِيْهِ، وَكَانَ النِّسَاءُ إِذْ ذَاكَ خِفَافًا لَمْ يَهْبُلْنَ وَلَمْ يَغْشَهُنَّ اللَّحْمُ، إِنَّمَا يَأْكُلْنَ الْعُلْقَةَ مِنَ الطَّعَامِ. فَلَمْ يَسْتَنْكِرِ الْقَوْمُ خِفَّةَ الْهَوْدَجِ حِيْنَ رَفَعُوْهُ وَحَمَلُوْهُ، وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيْثَةَ السِّنِّ، فَبَعَثُوا الْجَمَلَ۔ فَسَارُوْا، وَوَجَدْتُ عِقْدِيْ

ایک ٹکڑا بیان کیا۔ یہ بھی تھا کہ ان میں سے بعض کو یہ قصہ زیادہ بہتر طریقہ پر یاد تھا اور عمدگی سے یہ قصہ بیان کرتا تھا اور میں نے ان میں سے ہر ایک کی روایت یاد رکھی جو اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے یاد رکھی تھی۔ اگرچہ بعض لوگوں کو دوسرے لوگوں کے مقابلے میں روایت زیادہ بہتر طریقہ پر یاد تھی۔ پھر بھی ان میں باہم ایک کی روایت دوسرے کی روایت کی تصدیق کرتی ہے۔ ان لوگوں نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کا ارادہ کرتے تو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے درمیان قرعہ ڈالا کرتے تھے اور جس کا نام آتا تو حضور ﷺ انہیں اپنے ساتھ سفر میں لے جاتے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک غزوہ کے موقع پر جب آپ نے قرعہ ڈالا تو میرا نام نکلا اور میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں روانہ ہوئی۔ یہ واقعہ پردہ کے حکم کے نازل ہونے کے بعد کا ہے۔ چنانچہ مجھے ہودج سمیت اٹھا کر سوار کر دیا جاتا اور اسی کے ساتھ اتارا جاتا۔ اس طرح ہم روانہ ہوئے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ اپنے اس غزوہ سے فارغ ہو گئے تو واپس ہوئے۔ واپسی میں اب ہم مدینہ کے قریب تھے اور ایک مقام پر پڑاؤ تھا جہاں سے حضور ﷺ نے کوچ کا رات میں اعلان کیا۔ کوچ کا اعلان ہو چکا تو میں کھڑی ہوئی اور تھوڑی دور چل کر لشکر کے حدود سے آگے نکل گئی پھر قضائے حاجت سے فارغ ہو کر میں اپنی سواری کے پاس پہنچی۔ وہاں پہنچ کر جو میں نے اپنا سینہ ٹٹولا تو ظفار (یمن کا ایک شہر) کے مہرہ کا بنا ہوا میرا ہار غائب تھا۔ اب میں پھر واپس ہوئی اور اپنا ہار تلاش کرنے لگی اس تلاش میں دیر ہو گئی۔ انہوں نے بیان کیا کہ جو لوگ مجھے سوار کیا کرتے تھے وہ آئے اور میرے ہودج کو اٹھا کر انہوں نے میرے اونٹ پر رکھ دیا۔ جس پر میں سوار ہوا کرتی تھی۔ انہوں نے سمجھا کہ میں ہودج کے اندر ہی موجود ہوں۔ ان دنوں عورتیں بہت ہلکی پھلکی تھیں۔ ان کے جسم میں زیادہ گوشت نہیں ہوتا تھا کیونکہ بہت معمولی خوراک انہیں ملتی تھی۔ اس لئے اٹھانے والوں نے جب اٹھایا تو ہودج کے ہلکے پن میں انہیں کوئی فرق معلوم نہیں ہوا۔ یوں بھی اس وقت میں نوعمر لڑکی تھی۔ غرض اونٹ کو اٹھا کر وہ بھی روانہ ہو گئے جب لشکر گزر گیا تو مجھے بھی اپنا ہار مل گیا۔ میں ڈیرے پر آئی تو وہاں

بَعْدَ مَا اسْتَمَرَّ الْجَيْشُ، فَجِئْتُ مَنَازِلَهُمْ وَلَيْسَ بِهَا مِنْهُمْ دَاعٍ وَلَا مُجِيبٌ، فَتَيَمَّمْتُ مَنْزِلِي الَّذِي كُنْتُ بِهِ، وَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ سَيَفْقِدُونِي فَيَرْجِعُونَ إِلَيَّ، فَبَيْنَا أَنَا جَالِسَةٌ فِي مَنْزِلِي غَلَبَتْنِي عَيْنِي فَنِمْتُ، وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِيُّ ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ مِنْ وَرَاءِ الْجَيْشِ، فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِي فَرَأَى سَوَادَ إِنْسَانٍ نَائِمٍ، فَعَرَفَنِي حِينَ رَآنِي۔ وَكَانَ رَآنِي قَبْلَ الْحِجَابِ۔ فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ حِينَ عَرَفَنِي، فَخَمَّرْتُ وَجْهِي بِجِلْبَابِ، وَ وَاللَّهِ! مَا تَكَلَّمْنَا بِكَلِمَةٍ وَلَا سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً غَيْرَ اسْتِرْجَاعِهِ، وَهَوَى حَتَّى أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ، فَوَطِئَ عَلَى يَدِهَا، فَقُمْتُ إِلَيْهَا فَرَكِبْتُهَا، فَانْطَلَقَ يَقُودُ بِي الرَّاحِلَةَ حَتَّى أَتَيْنَا الْجَيْشَ مُوغِرِينَ فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ، وَهُمْ نُزُولٌ۔ قَالَتْ: فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ، وَكَانَ الَّذِي تَوَلَّى كِبْرَ الْإِفْكِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ. قَالَ عُرْوَةُ: أُخْبِرْتُ أَنَّهُ كَانَ يُشَاعُ وَيُتَحَدَّثُ بِهِ عِنْدَهُ، فَيُقِرُّهُ وَيَسْتَمِعُهُ وَيَسْتَوْشِيهِ. وَقَالَ عُرْوَةُ: أَيْضًا لَمْ يُسَمَّ مِنْ أَهْلِ الْإِفْكِ أَيْضًا إِلَّا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ، وَمِسْطَحُ بْنُ أُثَاثَةَ، وَحَمْنَةُ بِنْتُ جَحْشٍ فِي نَاسٍ آخَرِينَ، لَا عِلْمَ لِي بِهِمْ، غَيْرَ أَنَّهُمْ عُصْبَةٌ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى. وَإِنَّ كِبْرَ ذَلِكَ يُقَالُ لَهُ: عَبْدُاللَّهِ ابْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ. قَالَ عُرْوَةُ: كَانَتْ عَائِشَةُ تَكْرَهُ أَنْ يُسَبَّ عِنْدَهَا حَسَّانُ،

کوئی بھی نہ تھا۔ پکارنے والا نہ جواب دینے والا۔ اس لئے میں وہاں آئی جہاں میرا اصل ڈیرہ تھا۔ مجھے یقین تھا کہ جلد ہی میرے نہ ہونے کا انہیں علم ہو جائے اور مجھے لینے کے لئے وہ واپس لوٹ آئیں گے۔ اپنی جگہ پر بیٹھے بیٹھے میری آنکھ لگ گئی اور میں سو گئی۔ صفوان بن معطل سلمی رضی اللہ عنہ لشکر کے پیچھے پیچھے آ رہے تھے۔ (تا کہ لشکر کی کوئی چیز گم ہو گئی ہو تو وہ اٹھا لیں) انہوں نے ایک سوئے انسان کا سایہ دیکھا اور جب (قریب آ کر) مجھے دیکھا تو پہچان گئے۔ پردہ سے پہلے وہ مجھے دیکھ چکے تھے۔ مجھے جب وہ پہچان گئے تو انا اللہ پڑھنا شروع کیا اور ان کی آواز سے میں جاگ اٹھی اور فوراً اپنی چادر سے میں نے اپنا چہرہ چھپا لیا۔ اللہ کی قسم! میں نے ان سے ایک لفظ بھی نہیں کہا اور نہ سوا انا اللہ کے میں نے ان کی زبان سے کوئی لفظ سنا۔ وہ سواری سے اتر گئے اور اسے انہوں نے بٹھا کر اس کی اگلی ٹانگ کو موڑ دیا۔ (تا کہ بغیر کسی مدد کے ام المومنین اس پر سوار ہو سکیں) میں اٹھی اور اس پر سوار ہو گئی۔ اب وہ سواری کو آگے سے پکڑے ہوئے لے کر چلے۔ جب ہم لشکر کے قریب پہنچے تو ٹھیک دوپہر کا وقت تھا۔ لشکر پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر جسے ہلاک ہونا تھا وہ ہلاک ہوا۔ اصل میں تہمت کا بیڑا عبداللہ بن ابی ابن سلول (منافق) نے اٹھا رکھا تھا۔ عروہ نے بیان کیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ اس تہمت کا چرچا کرتا اور اس کی مجلسوں میں اس کا تذکرہ ہوا کرتا۔ وہ اس کی تصدیق کرتا، خوب غور اور توجہ سے سنتا اور پھیلانے کے لئے خوب کھود کرید کرتا۔ عروہ نے پہلی سند کے حوالے سے یہ بھی کہا کہ حسان بن ثابت، مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش کے سوا تہمت لگانے میں شریک کسی کا بھی نام نہیں لیا کہ مجھے ان کا علم ہوتا۔ اگرچہ اس میں شریک ہونے والے بہت سے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا (کہ جن لوگوں نے تہمت لگائی ہے وہ بہت سے ہیں) لیکن اس معاملہ میں سب سے بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والا عبداللہ بن ابی ابن سلول تھا۔ عروہ نے بیان کیا کہ عائشہ اس پر بڑی خفگی کا اظہار کرتی تھیں۔ اگر ان کے سامنے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا جاتا آپ فرماتیں کہ یہ شعر حسان ہی نے کہا ہے کہ ”میرے والد اور میرے والد کے والد اور میری

وَتَقُولُ إِنَّهُ الَّذِي قَالَ:

فَإِنَّ أَبِي وَوَالِدَهُ وَعِرْضِي
لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَاءُ

قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَاشْتَكَيْتُ حِينَ قَدِمْتُ شَهْرًا، وَالنَّاسُ يُفِيضُونَ فِي قَوْلِ أَصْحَابِ الْإِفْكِ، لَا أَشْعُرُ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ، وَهُوَ يَرِيبُنِي فِي وَجَعِي أَنِّي لَا أَعْرِفُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ اللُّطْفَ الَّذِي كُنْتُ أَرَى مِنْهُ حِينَ أَشْتَكِي، إِنَّمَا يَدْخُلُ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَيُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُولُ: ((كَيْفَ تِيكُمْ؟)) ثُمَّ يَنْصَرِفُ، فَذَلِكَ يَرِيبُنِي وَلَا أَشْعُرُ بِالشَّرِّ، حَتَّى خَرَجْتُ حِينَ نَقَهْتُ، فَخَرَجْتُ مَعَ أُمِّ مِسْطَحٍ قِبَلَ الْمَنَاصِعِ، وَكَانَ مُتَبَرَّزَنَا، وَكُنَّا لَا نَخْرُجُ إِلَّا لَيْلًا إِلَى لَيْلٍ، وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ نَتَّخِذَ الْكُنُفَ قَرِيبًا مِنْ بُيُوتِنَا. وَأَمْرُنَا أَمْرُ الْعَرَبِ الْأُوَلِ فِي الْبَرِّيَّةِ قِبَلَ الْغَائِطِ، وَكُنَّا نَتَأَذَّى بِالْكُنُفِ أَنْ نَتَّخِذَهَا عِنْدَ بُيُوتِنَا، قَالَتْ: فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ وَهِيَ ابْنَةُ أَبِي رُهْمِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ، وَأُمُّهَا بِنْتُ صَخْرِ بْنِ عَامِرٍ خَالَةُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، وَابْنُهَا مِسْطَحُ بْنُ أُثَاثَةَ بْنِ عَبَّادِ ابْنِ الْمُطَّلِبِ، فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ بَيْتِي، حِينَ فَرَغْنَا مِنْ شَأْنِنَا، فَعَثَرَتْ أُمُّ مِسْطَحٍ فِي مِرْطِهَا فَقَالَتْ: تَعِسَ مِسْطَحٌ. فَقُلْتُ لَهَا: بِئْسَ مَا قُلْتِ، أَتَسُبِّينَ رَجُلًا شَهِدَ بَدْرًا؟ فَقَالَتْ: أَيْ هَنْتَاهْ وَلَمْ تَسْمَعِي

عزت، محمد ﷺ کی عزت کی حفاظت کے لئے تمہارے سامنے ڈھال بنی رہیں گی۔" عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر ہم مدینہ پہنچ گئے اور وہاں پہنچتے ہی میں جو بیمار پڑی تو ایک مہینے تک بیمار ہی رہی۔ اس عرصہ میں لوگوں میں تہمت لگانے والوں کی افواہوں کا بڑا چرچا رہا لیکن میں ایک بات بھی نہیں سمجھ رہی تھی البتہ اپنے مرض کے دوران ایک چیز سے مجھے بڑا شبہ ہوتا کہ رسول کریم ﷺ کی وہ محبت وعنایت میں نہیں محسوس کرتی تھی جس کو پہلے جب بھی بیمار ہوتی میں دیکھ چکی تھی۔ آپ میرے پاس تشریف لاتے، سلام کرتے اور دریافت فرماتے: "کیسی طبیعت ہے؟" صرف اتنا پوچھ کر واپس تشریف لے جاتے۔ حضور ﷺ کے اس طرز عمل سے مجھے شبہ ہوتا تھا لیکن شر (جو پھیل چکا تھا) اس کا مجھے کوئی احساس نہیں تھا۔ مرض سے جب افاقہ ہوا تو میں ام مسطح کے ساتھ مناصع کی طرف گئی۔ مناصع (مدینہ کی آبادی سے باہر) ہمارے رفع حاجت کی جگہ تھی۔ ہم یہاں صرف رات کے وقت جاتے تھے۔ یہ اس سے پہلے کی بات ہے، جب بیت الخلا ہمارے گھروں سے قریب بن گئے تھے۔ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ ابھی ہم عرب کے قدیم کے طریقے پر عمل کرتے اور میدان میں رفع حاجت کے لیے جایا کرتے تھے اور ہمیں اس سے تکلیف ہوتی تھی کہ بیت الخلا ہمارے گھروں کے قریب بنائے جائیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ الغرض میں اور ام مسطح (رفع حاجت کے لئے) گئے۔ ام مسطح ابو رہم بن مطلب بن عبد مناف کی بیٹی ہیں۔ ان کی والدہ صخر بن عامر کی بیٹی ہیں اور وہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خالہ ہوتی ہیں۔ انہی کے بیٹے مسطح بن اثاثہ بن عباد بن مطلب رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر میں اور ام مسطح حاجت سے فارغ ہو کر اپنے گھر کی طرف واپس آ رہی تھی کہ ام مسطح اپنی چادر میں الجھ گئیں اور ان کی زبان سے نکلا کہ مسطح ذلیل ہو۔ میں نے کہا آپ نے بری بات زبان سے نکالی، ایک ایسے شخص کو آپ برا کہہ رہی ہیں جو بدر کی لڑائی میں شریک ہو چکا ہے۔ انہوں نے اس پر کہا: کیوں مسطح کی باتیں تم نے نہیں سنیں؟ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ میں نے پوچھا کہ انہوں نے کیا کہا ہے؟ بیان کیا، پھر انہوں نے تہمت لگانے والوں کی باتیں سنائیں۔ بیان کیا کہ ان باتوں کو سن کر میرا

مَا قَالَ؟ قَالَتْ: وَقُلْتُ: مَا قَالَ فَأَخْبَرَتْنِي بِقَوْلِ أَهْلِ الْإِفْكِ قَالَتْ: فَازْدَدْتُ مَرَضًا عَلَى مَرَضِي، فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: ((كَيْفَ تِيكُمْ؟)) فَقُلْتُ لَهُ: أَتَأْذَنُ لِي أَنْ آتِيَ أَبَوَيَّ؟ قَالَتْ: وَأُرِيدُ أَنْ أَسْتَيْقِنَ الْخَبَرَ مِنْ قِبَلِهِمَا، قَالَتْ: فَأَذِنَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَقُلْتُ لِأُمِّي: يَا أُمَّتَاهُ! مَاذَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ؟ قَالَتْ: يَا بُنَيَّةُ! هَوِّنِي عَلَيْكِ، فَوَاللّٰهِ! لَقَلَّمَا كَانَتِ امْرَأَةٌ قَطُّ وَضِيئَةً عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا لَهَا ضَرَائِرُ إِلَّا كَثَّرْنَ عَلَيْهَا. قَالَتْ: فَقُلْتُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! أَوَلَقَدْ تَحَدَّثَ النَّاسُ بِهٰذَا قَالَتْ: فَبَكَيْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ، حَتَّى أَصْبَحْتُ لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ، وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ، ثُمَّ أَصْبَحْتُ أَبْكِي قَالَتْ: وَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ حِيْنَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ يَسْأَلُهُمَا وَيَسْتَشِيرُهُمَا فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ، قَالَتْ: فَأَمَّا أُسَامَةُ فَأَشَارَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِالَّذِي يَعْلَمُ مِنْ بَرَاءَةِ أَهْلِهِ، وَبِالَّذِي يَعْلَمُ لَهُمْ فِي نَفْسِهِ، فَقَالَ أُسَامَةُ: أَهْلَكَ وَلَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا. وَأَمَّا عَلِيٌّ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَمْ يُضَيِّقِ اللّٰهُ عَلَيْكَ، وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيرٌ، وَسَلِ الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ. قَالَتْ: فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَرِيرَةَ فَقَالَ: ((أَيْ بَرِيرَةُ! هَلْ رَأَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يُرِيبُكِ)). قَالَتْ لَهُ بَرِيرَةُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا رَأَيْتُ عَلَيْهَا

مرض اور بڑھ گیا۔ جب میں اپنے گھر واپس آئی تو حضور اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور سلام کے بعد دریافت فرمایا: ''کیسی طبیعت ہے؟'' میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ کیا مجھے اپنے والدین کے گھر جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں گے؟ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ میرا ارادہ یہ تھا کہ ان سے اس خبر کی تصدیق کروں گی۔ انہوں نے بیان کیا کہ حضور ﷺ نے مجھے اجازت دے دی۔ میں نے اپنی والدہ سے (گھر جا کر) پوچھا کہ آخر لوگوں میں کس طرح کی افواہیں ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ بیٹی! فکر نہ کر، اللہ کی قسم! ایسا شاید ہی کہیں ہوا ہو کہ ایک خوبصورت عورت کسی ایسے شوہر کے ساتھ ہو جو اس سے محبت رکھتا ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں اور پھر اس پر تہمتیں نہ لگائی گئی ہوں۔ اس کی عیب جوئی نہ کی گئی ہو۔ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ میں نے اس پر کہا کہ سبحان اللہ (میری سوکنوں سے اس کا کیا تعلق) اس کا تو عام لوگوں میں چرچا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ادھر پھر جو میں نے رونا شروع کیا تو رات بھر روتی رہی اسی طرح صبح ہو گئی اور میرے آنسو کسی طرح نہ تھمتے تھے اور نہ نیند ہی آتی تھی۔ بیان کیا کہ ادھر رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابی طالب اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم کو اپنی بیوی کو علیحدہ کرنے کے متعلق مشورہ کرنے کے لئے بلایا کیونکہ اس سلسلے میں اب تک آپ پر وحی نازل نہیں ہوئی تھی۔ بیان کیا کہ اسامہ نے تو حضور اکرم ﷺ کو اسی کے مطابق مشورہ دیا جو وہ حضور ﷺ کی بیوی (مراد خود اپنی ذات سے ہے) کی پاکیزگی اور حضور ﷺ کی ان سے محبت کے متعلق جانتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ آپ کی بیوی میں مجھے خیر و بھلائی کے سوا اور کچھ معلوم نہیں ہے لیکن علی رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر کوئی تنگی نہیں رکھی ہے اور عورتیں بھی ان کے علاوہ بہت ہیں۔ آپ ان کی باندی (بریرہ رضی اللہ عنہا) سے بھی دریافت فرمالیں وہ حقیقت حال بیان کر دے گی۔ بیان کیا کہ پھر حضور ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا۔ اور اُن سے دریافت فرمایا: ''تم نے کوئی ایسی بات دیکھی ہے جس سے تمہیں عائشہ پر شبہ ہوا ہو۔'' بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا۔ میں نے ان کے اندر کوئی ایسی چیز نہیں

أَمْرًا قَطُّ أَغْمِصُهُ، غَيْرَ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِينِ أَهْلِهَا، فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ قَالَتْ: فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ يَوْمِهِ، فَاسْتَعْذَرَ مِنْ عَبْدِاللَّهِ ابْنِ أُبَيٍّ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ! مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِي عَنْهُ أَذَاهُ فِي أَهْلِي؟ وَاللَّهِ! مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا، وَلَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا، وَمَا يَدْخُلُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا مَعِي)). قَالَتْ: فَقَامَ سَعْدٌ- أَخُو بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ فَقَالَ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَعْذِرُكَ، فَإِنْ كَانَ مِنَ الْأَوْسِ ضَرَبْتُ عُنُقَهُ، وَإِنْ كَانَ مِنْ إِخْوَانِنَا مِنَ الْخَزْرَجِ أَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا أَمْرَكَ. قَالَتْ: فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْخَزْرَجِ، وَكَانَتْ أُمُّ حَسَّانَ بِنْتَ عَمِّهِ مِنْ فَخِذِهِ، وَهُوَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ، وَهُوَ سَيِّدُ الْخَزْرَجِ، قَالَتْ: وَكَانَ قَبْلَ ذَلِكَ رَجُلًا صَالِحًا، وَلَكِنِ احْتَمَلَتْهُ الْحَمِيَّةُ. فَقَالَ لِسَعْدٍ: كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللَّهِ! لَا تَقْتُلُهُ، وَلَا تَقْدِرُ عَلَى قَتْلِهِ، وَلَوْ كَانَ مِنْ رَهْطِكَ مَا أَحْبَبْتَ أَنْ يُقْتَلَ. فَقَامَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ -وَهُوَ ابْنُ عَمِّ سَعْدٍ- فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ: كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللَّهِ! لَنَقْتُلَنَّهُ، فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ عَنِ الْمُنَافِقِينَ. قَالَتْ: فَثَارَ الْحَيَّانِ الْأَوْسُ وَالْخَزْرَجُ حَتَّى هَمُّوا أَنْ يَقْتَتِلُوا، وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَتْ: فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُخَفِّضُهُمْ حَتَّى سَكَتُوا

دیکھی جو بری ہو۔ اتنی بات ضرور ہے کہ وہ ایک نوعمر لڑکی ہیں، آٹا گوندھ کر سو جاتی ہیں اور بکری آ کر اسے کھا جاتی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ اس دن رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو خطاب کیا اور منبر پر کھڑے ہو کر عبداللہ بن ابی (منافق) کا معاملہ رکھا۔ آپ نے فرمایا: ”اے گروہ مسلمین! اس شخص کے بارے میں میری کون مدد کرے گا جس کی اذیتیں اب میری بیوی کے معاملے تک پہنچ گئی ہیں۔ اللہ کی قسم کہ میں نے اپنی بیوی میں خیر کے سوا اور کوئی چیز نہیں دیکھی اور نام بھی ان لوگوں نے ایک ایسے شخص (صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ جو ام المومنین کو اپنے اونٹ پر لائے تھے) کا لیا ہے جس کے بارے میں بھی میں خیر کے سوا اور کچھ نہیں جانتا۔ وہ جب بھی میرے گھر آئے تو میرے ساتھ ہی آئے۔“ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اس پر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ قبیلہ بنی اشہل کے بھائی کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں آپ کی مدد کروں گا۔ اگر وہ شخص اوس کا ہوا تو میں اس کی گردن مار دوں گا اور اگر وہ ہمارے قبیلہ کا ہوا تو آپ کا اس کے متعلق بھی جو حکم ہوگا ہم بجالائیں گے۔ ام المومنین نے بیان کیا کہ اس پر قبیلہ خزرج کے ایک آدمی کھڑے ہوئے۔ حسان کی والدہ ان کی چچازاد بہن تھیں یعنی سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ وہ قبیلہ خزرج کے سردار تھے اور اس سے پہلے بڑے صالح اور مخلصین میں تھے لیکن آج قبیلہ کی حمیت ان پر غالب آ گئی۔ انہوں نے سعد رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہا: اللہ کی قسم! تم جھوٹے ہو، تم اسے قتل نہیں کر سکتے اور نہ تمہارے اندر اتنی طاقت ہے۔ اور وہ تمہارے قبیلہ کا ہوتا تو تم اس کے قتل کا نام نہ لیتے۔ اس کے بعد اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ جو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے چچیرے بھائی کھڑے ہوئے اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہا: اللہ کی قسم! تم جھوٹے ہو، ہم اسے ضرور قتل کریں گے۔ اب اس میں شبہ نہیں رہا کہ تم بھی منافق ہو، تم منافقوں کی طرف سے مدافعت کرتے ہو۔ اتنے میں اوس وخزرج کے دونوں قبیلے بھڑک اٹھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپس ہی میں لڑ پڑیں گے اس وقت تک رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف رکھتے تھے۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ سب کو خاموش کرانے لگے۔ سب حضرات

وَسَكَتَ قَالَتْ: فَبَكَيْتُ يَوْمِي ذَلِكَ كُلَّهُ، لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ، وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ قَالَتْ: وَأَصْبَحَ أَبَوَايَ عِنْدِي، وَقَدْ بَكَيْتُ لَيْلَتَيْنِ وَيَوْمًا، لَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ، وَلَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ، حَتَّى إِنِّي لَأَظُنُّ أَنَّ الْبُكَاءَ فَالِقٌ كَبِدِي، فَبَيْنَا أَبَوَايَ جَالِسَانِ عِنْدِي وَأَنَا أَبْكِي فَاسْتَأْذَنَتْ عَلَيَّ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَأَذِنْتُ لَهَا، فَجَلَسَتْ تَبْكِي مَعِي قَالَتْ: فَبَيْنَا نَحْنُ عَلَى ذَلِكَ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيْنَا، فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ قَالَتْ: وَلَمْ يَجْلِسْ عِنْدِي مُنْذُ قِيلَ مَا قِيلَ قَبْلَهَا، وَقَدْ لَبِثَ شَهْرًا لَا يُوحَى إِلَيْهِ فِي شَأْنِي بِشَيْءٍ. قَالَتْ: فَتَشَهَّدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ جَلَسَ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ! يَا عَائِشَةُ! إِنَّهُ بَلَغَنِي عَنْكِ كَذَا وَكَذَا، فَإِنْ كُنْتِ بَرِيئَةً، فَسَيُبَرِّئُكِ اللَّهُ، وَإِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ، فَاسْتَغْفِرِي اللَّهَ وَتُوبِي إِلَيْهِ، فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ)). قَالَتْ: فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَقَالَتَهُ قَلَصَ دَمْعِي حَتَّى مَا أُحِسُّ مِنْهُ قَطْرَةً، فَقُلْتُ لِأَبِي: أَجِبْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِّي فِيمَا قَالَ. فَقَالَ أَبِي وَاللَّهِ! مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَقُلْتُ: لِأُمِّي أَجِيبِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِيمَا قَالَ: قَالَتْ أُمِّي: وَاللَّهِ! مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَقُلْتُ: وَأَنَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ لَا أَقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ كَثِيرًا: إِنِّي وَاللَّهِ! لَقَدْ عَلِمْتُ لَقَدْ

چپ ہو گئے اور آنحضور ﷺ بھی فارغ ہو گئے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں اس روز پورا دن روتی رہی۔ نہ میرے آنسو تھمتے تھے اور نہ آنکھ لگتی تھی۔ بیان کیا کہ صبح کے وقت میرے والدین میرے پاس آئے۔ دو راتیں اور ایک دن میرا روتے ہوئے گزر گیا تھا۔ اس پورے عرصہ میں نہ میرے آنسو رکے اور نہ نیند آئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ روتے روتے میرا کلیجہ پھٹ جائے گا۔ ابھی میرے والدین میرے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے اور میں روئے جا رہی تھی کہ قبیلہ انصار کی ایک خاتون نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ میں نے انہیں اجازت دے دی اور وہ بھی میرے ساتھ بیٹھ کر رونے لگیں۔ بیان کیا کہ ہم ابھی اسی حالت میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آپ نے سلام کیا اور بیٹھ گئے۔ بیان کیا کہ جب سے مجھ پر تہمت لگائی گئی تھی، آنحضور ﷺ میرے پاس نہیں بیٹھے تھے۔ ایک مہینہ گزر گیا تھا اور میرے بارے میں آپ کو وحی کے ذریعہ کوئی اطلاع نہیں دی گئی تھی۔ بیان کیا کہ بیٹھنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے کلمہ شہادت پڑھا پھر فرمایا: ''اما بعد! اے عائشہ! مجھے تمہارے بارے میں اس اس طرح کی خبر ملی ہیں، اگر تم واقعی اس معاملہ میں پاک وصاف ہو تو اللہ تمہاری پاکی خود بیان کر دے گا لیکن اگر تم نے کسی گناہ کا قصد کیا تھا تو اللہ کی مغفرت چاہو اور اس کے حضور میں توبہ کرو کیونکہ بندہ جب (اپنے گناہوں کا) اعتراف کر لیتا ہے اور پھر اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔'' ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب حضور اکرم ﷺ اپنا کلام پورا کر چکے تو میرے آنسو اس طرح خشک ہو گئے کہ ایک قطرہ بھی محسوس نہیں ہوتا تھا۔ میں نے پہلے اپنے والدین سے کہا کہ میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کو آپ کے کلام کا جواب دیں۔ والد نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں کچھ نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ سے مجھے کیا کہنا چاہیے۔ پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ حضور اکرم ﷺ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ اس کا جواب دیں۔ والدہ نے بھی یہی کہا: اللہ کی قسم! مجھے کچھ نہیں معلوم کہ آنحضور ﷺ سے مجھے کیا کہنا چاہیے۔ اس لئے میں نے خود ہی عرض کیا۔ حالانکہ میں بہت کم عمر لڑکی تھی اور قرآن مجید بھی میں نے زیادہ

سَمِعْتُمْ هَذَا الْحَدِيْثَ حَتَّى اسْتَقَرَّ فِيْ أَنْفُسِكُمْ وَصَدَّقْتُمْ بِهِ، فَلَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ: إِنِّيْ بَرِيْئَةٌ لَا تُصَدِّقُوْنِيْ، وَلَئِنِ اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِأَمْرٍ، وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَنِّيْ مِنْهُ بَرِيْئَةٌ لَتُصَدِّقُنِّيْ، فَوَاللَّهِ! لَا أَجِدُ لِيْ وَلَكُمْ مَثَلًا إِلَّا أَبَا يُوْسُفَ حِيْنَ قَالَ: ﴿فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُوْنَ﴾ [يوسف: ١٨] ثُمَّ تَحَوَّلْتُ وَاضْطَجَعْتُ عَلَى فِرَاشِيْ، وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَنِّيْ حِيْنَئِذٍ بَرِيْئَةٌ، وَأَنَّ اللَّهَ مُبَرِّئِيْ بِبَرَائَتِيْ وَلَكِنْ وَاللَّهِ! مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ اللَّهَ مُنْزِلٌ فِيْ شَأْنِيْ وَحْيًا يُتْلَى، لَشَأْنِيْ فِيْ نَفْسِيْ كَانَ أَحْقَرَ مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ اللَّهُ فِيَّ بِأَمْرٍ، وَلَكِنْ كُنْتُ أَرْجُوْ أَنْ يَرَى رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِي اللَّهُ بِهَا، فَوَاللَّهِ! مَا رَامَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ مَجْلِسَهُ، وَلَا خَرَجَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ، حَتَّى أُنْزِلَ عَلَيْهِ، فَأَخَذَهُ مَا كَانَ يَأْخُذُهُ مِنَ الْبُرَحَاءِ، حَتَّى إِنَّهُ لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ مِنَ الْعَرَقِ مِثْلُ الْجُمَانِ۔ وَهُوَ فِيْ يَوْمٍ شَاتٍ مِنْ ثِقَلِ الْقَوْلِ الَّذِيْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ۔ قَالَتْ: فَسُرِّيَ عَنْ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يَضْحَكُ، فَكَانَتْ أَوَّلَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا أَنْ قَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! أَمَّا اللَّهُ فَقَدْ بَرَّأَكِ)). قَالَتْ: فَقَالَتْ لِيْ أُمِّيْ: قُوْمِيْ إِلَيْهِ. فَقُلْتُ: وَاللَّهِ! لَا أَقُوْمُ إِلَيْهِ، فَإِنِّيْ لَا أَحْمَدُ إِلَّا اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ. قَالَتْ: وَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ جَاءُوْا بِالْإِفْكِ﴾ [النور: ١١] الْعَشْرَ الْآيَاتِ، ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ

نہیں پڑھا تھا کہ اللہ کی قسم! مجھے بھی معلوم ہوا ہے کہ آپ لوگوں نے اس طرح کی افواہوں پر کان دھرا اور بات آپ لوگوں کے دلوں میں اتر گئی اور آپ لوگوں نے اس کی تصدیق کی۔ اب اگر میں یہ کہوں کہ میں اس تہمت سے بری ہوں تو آپ لوگ میری تصدیق نہیں کریں گے اور اگر اس گناہ کا اقرار کرلوں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں تو آپ لوگ اس کی تصدیق کرنے لگ جائیں گے۔ پس اللہ کی قسم! میری اور آپ لوگوں کی مثال یوسف علیہ السلام کے والد جیسی ہے۔ جب انہوں نے کہا تھا ﴿فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُوْنَ﴾ (پس صبر جمیل بہتر ہے اور اللہ ہی کی مدد درکار ہے اس بارے میں جو کچھ تم کہہ رہے ہو) پھر میں نے اپنا رخ دوسری طرف کرلیا اور اپنے بستر پر لیٹ گئی۔ اللہ خوب جانتا تھا کہ میں اس معاملہ میں قطعاً بری تھی اور وہ خود میری برأت ظاہر کرے گا۔ کیونکہ میں واقعی بری تھی لیکن اللہ کی قسم! مجھے اس کا کوئی وہم وگمان بھی نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعہ قرآن مجید میں میرے معاملے کی صفائی اتارے گا کیونکہ میں اپنے کو اس سے بہت کمتر سمجھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے معاملہ میں خود کلام فرمائے، مجھے تو صرف اتنی امید تھی کہ حضور ﷺ کوئی خواب دیکھیں گے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ میری برأت کردے گا لیکن اللہ کی قسم! ابھی حضور اکرم ﷺ اس مجلس سے اٹھے بھی نہیں تھے اور نہ اور کوئی گھر کا آدمی وہاں سے اٹھا تھا کہ حضور ﷺ پر وحی نازل ہونی شروع ہوئی اور آپ پر وہ کیفیت طاری ہوئی جو وحی کی شدت میں طاری ہوتی تھی۔ موتیوں کی طرح پسینے کے قطرے آپ کے چہرے سے گرنے لگے۔ حالانکہ سردی کا موسم تھا۔ یہ اس وحی کی وجہ سے تھا جو آپ پر نازل ہو رہی تھی۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر آپ کی کیفیت ختم ہوئی تو آپ تبسم فرما رہے تھے۔ سب سے پہلا کلمہ جو آپ کی زبان مبارک سے نکلا وہ یہ تھا۔ آپ نے فرمایا: ”اے عائشہ! اللہ نے تمہاری برأت نازل کردی ہے۔“ انہوں نے بیان کیا کہ اس پر میری والدہ نے کہا کہ حضور ﷺ کے سامنے کھڑی ہو جاؤ میں نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! میں آپ کے سامنے نہیں کھڑی ہوں گی۔ میں اللہ عزوجل کے سوا اور کسی کی حمد وثنا نہیں کروں گی

هَذَا فِيْ بَرَائَتِي. قَالَ: أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ:- وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحِ بْنِ أُثَاثَةَ لِقَرَابَتِهِ مِنْهُ وَفَقْرِهِ- وَاللَّهِ! لَا أُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحٍ شَيْئًا أَبَدًا بَعْدَ الَّذِيْ قَالَ لِعَائِشَةَ مَا قَالَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنكُمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ قَالَ: أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ بَلَى وَاللَّهِ! إِنِّي لَأُحِبُّ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لِيْ. فَرَجَعَ إِلَى مِسْطَحٍ النَّفَقَةَ الَّتِي كَانَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ وَقَالَ: وَاللَّهِ! لَا أَنْزِعُهَا مِنْهُ أَبَدًا. قَالَتْ عَائِشَةُ: وَكَانَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ سَأَلَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ عَنْ أَمْرِيْ، فَقَالَ لِزَيْنَبَ: ((مَاذَا عَلِمْتِ أَوْرَأَيْتِ)). فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! أَحْمِيْ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ، وَاللَّهِ! مَا عَلِمْتُ إِلَّا خَيْرًا. قَالَتْ عَائِشَةُ: وَهِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِيْنِيْ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ. فَعَصَمَهَا اللَّهُ بِالْوَرَعِ. قَالَتْ: وَطَفِقَتْ أُخْتُهَا حَمْنَةُ تُحَارِبُ لَهَا، فَهَلَكَتْ فِيمَنْ هَلَكَ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَهَذَا الَّذِيْ بَلَغَنِيْ مِنْ حَدِيْثِ هَؤُلَاءِ الرَّهْطِ. ثُمَّ قَالَ عُرْوَةُ: قَالَتْ عَائِشَةُ: وَاللَّهِ! إِنَّ الرَّجُلَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُ مَا قِيْلَ لَيَقُوْلُ: سُبْحَانَ اللَّهِ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! مَا كَشَفْتُ مِنْ كَنَفِ أُنْثَى قَطُّ. قَالَتْ: ثُمَّ قُتِلَ بَعْدَ ذَلِكَ فِيْ سَبِيْلِ اللَّهِ. [راجع: ٢٥٩٣]

(کہ اسی نے میری برأت نازل کی ہے) بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ جَاءُوْا بِالْإِفْكِ﴾ (جو لوگ تہمت تراشی میں شریک ہوئے ہیں......) دس آیتیں اس سلسلہ میں نازل ہوئیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے (سورۂ نور میں) یہ آیتیں برأت کے لئے نازل فرمائیں تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (جو مسطح بن اثاثہ کے اخراجات، ان سے قرابت اور محتاجی کی وجہ سے خود اٹھاتے تھے) نے کہا: اللہ کی قسم! مسطح نے جب عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق اس طرح کی تہمت تراشی میں حصہ لیا تو میں اس پر اب کبھی کچھ خرچ نہیں کروں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ...... ﴾ (یعنی اہل فضل اور اہل ہمت قسم نہ کھائیں......) سے غفور رحیم تک (کیونکہ مسطح یا دوسرے مؤمنین کی اس میں شرکت محض غلط فہمی کی بنا پر تھی) چنانچہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میری تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس کہنے پر معاف کر دے اور مسطح کو جو کچھ وہ دیا کرتے تھے، اسے پھر دینے لگے اور کہا: اللہ کی قسم! اب اس وظیفہ کو میں کبھی بند نہیں کروں گا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میرے معاملے میں حضور ﷺ نے ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے بھی مشورہ کیا تھا۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق کیا معلومات ہیں اُس میں تم نے کیا چیز دیکھی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اپنی آنکھوں اور کانوں کو محفوظ رکھتی ہوں (کہ ان کی طرف خلاف واقعہ نسبت کروں) اللہ کی قسم! میں ان کے بارے میں خیر کے سوا اور کچھ نہیں جانتی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ زینب ہی تمام ازواج مطہرات میں میرے مقابل کی تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے تقویٰ اور پاکبازی کی وجہ سے انہیں محفوظ رکھا۔ بیان کیا کہ البتہ ان کی بہن حمنہ نے غلط راستہ اختیار کیا اور ہلاک ہونے والوں کے ساتھ وہ بھی ہلاک ہوئی تھیں۔ ابن شہاب نے بیان کیا کہ یہی تھی وہ تفصیل اس حدیث کی جو ان اکابر کی طرف سے پہنچی تھی۔ پھر عروہ نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اللہ کی قسم! جن صحابی کے ساتھ یہ تہمت لگائی گئی تھی وہ (اپنے پر اس تہمت کو سن کر) کہتے: سبحان اللہ، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں نے آج تک کسی عورت کا پردہ نہیں

کھولا۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر اس واقعہ کے بعد وہ اللہ کے راستے میں شہید ہو گئے تھے۔

٤١٤٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: أَمْلَأَ عَلَيَّ هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ مِنْ حِفْظِهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: قَالَ لِي الْوَلِيْدُ بْنُ عَبْدِالْمَلِكِ: أَبَلَغَكَ أَنَّ عَلِيًّا، كَانَ فِيمَنْ قَذَفَ عَائِشَةَ؟ قُلْتُ: لَا. وَلَكِنْ قَدْ أَخْبَرَنِي رَجُلَانِ مِنْ قَوْمِكَ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ وَأَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَهُمَا: كَانَ عَلِيٌّ مُسَلِّمًا فِي شَأْنِهَا.

(۴۱۴۲) مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا کہ ہشام بن یوسف نے اپنی یاد سے مجھے حدیث لکھوائی۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہمیں معمر نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے خلیفہ ولید بن عبدالملک نے پوچھا، کیا تم کو معلوم ہے کہ علی رضی اللہ عنہ بھی عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے والوں میں تھے؟ میں نے کہا نہیں، البتہ تمہاری قوم (قریش) کے دو آدمیوں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث نے مجھے خبر دی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ ان کے معاملے میں خاموش تھے۔

٤١٤٣۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ الْجُعْفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَسْرُوْقُ بْنُ الْأَجْدَعِ، قَالَ: حَدَّثَتْنِي أُمُّ رُوْمَانَ۔ وَهِيَ أُمُّ عَائِشَةَ قَالَتْ: بَيْنَا أَنَا قَاعِدَةٌ أَنَا وَعَائِشَةُ إِذْ وَلَجَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَتْ: فَعَلَ اللّٰهُ بِفُلَانٍ وَفَعَلَ. فَقَالَتْ أُمُّ رُوْمَانَ: وَمَا ذَاكِ؟ قَالَتْ: ابْنِي فِيمَنْ حَدَّثَ الْحَدِيْثَ. قَالَتْ: وَمَا ذَاكِ؟ قَالَتْ: كَذَا وَكَذَا. قَالَتْ عَائِشَةُ: سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: نَعَمْ. قَالَتْ: وَأَبُوْبَكْرٍ قَالَتْ: نَعَمْ. فَخَرَّتْ مَغْشِيًّا عَلَيْهَا، فَمَا أَفَاقَتْ إِلَّا وَعَلَيْهَا حُمَّى بِنَافِضٍ، فَطَرَحْتُ عَلَيْهَا ثِيَابَهَا فَغَطَّيْتُهَا. فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: **((مَا شَأْنُ هَذِهِ؟))** قُلْتُ: يَا

(۴۱۴۳) ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ جعفی (امام بخاری رحمہ اللہ) نے کہا کہ ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا، ان سے حصین بن عبدالرحمٰن نے، ان سے ابو وائل شقیق بن سلمہ نے بیان کیا، ان سے مسروق بن اجدع نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ام رومان رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں اور عائشہ بیٹھی ہوئی تھیں کہ ایک انصاری خاتون آئیں اور کہنے لگیں کہ اللہ فلاں فلاں کو تباہ کرے۔ ام رومان نے پوچھا: کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا کہ میرا لڑکا بھی ان لوگوں کے ساتھ شریک ہو گیا ہے، جنہوں نے اس طرح کی بات کی ہے۔ ام رومان رضی اللہ عنہا نے پوچھا: آخر بات کیا ہے؟ اس پر انہوں نے تہمت لگانے والوں کی باتیں نقل کر دیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ نے بھی یہ باتیں سنی ہیں؟ انہوں نے بیان کیا کہ ہاں۔ انہوں نے پوچھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، انہوں نے بھی۔ یہ سنتے ہی وہ غش کھا کر گر پڑیں اور جب ہوش آیا تو جاڑے کے ساتھ بخار چڑھا ہوا تھا۔ میں نے ان پر ان کے کپڑے ڈال دیئے اور اچھی طرح ڈھک دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور دریافت فرمایا: ''انہیں کیا ہوا ہے؟'' میں نے

رَسُوْلَ اللّٰهِ أَخَذَتْهَا الْحُمّٰى بِنَافِضٍ. قَالَ: ((فَلَعَلَّ فِيْ حَدِيْثٍ تُحُدِّثَ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ. فَقَعَدَتْ عَائِشَةُ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ! لَئِنْ حَلَفْتُ لَا تُصَدِّقُوْنِيْ، وَلَئِنْ قُلْتُ لَا تَعْذِرُوْنِيْ، مَثَلِيْ وَمَثَلُكُمْ كَيَعْقُوْبَ وَبَنِيْهِ: ﴿وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ﴾ قَالَتْ: وَانْصَرَفَ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عُذْرَهَا. قَالَتْ: بِحَمْدِ اللّٰهِ لَا بِحَمْدِ أَحَدٍ وَلَا بِحَمْدِكَ. [راجع: ٣٣٨٨]

عرض کیا: یارسول اللہ! جاڑے کے ساتھ بخار چڑھ گیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ”غالباً اس نے اس طوفان کی بات سن لی ہے۔“ ام رومان رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جی ہاں۔ پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیٹھ کر کہا: اللہ کی قسم! اگر میں قسم کھاؤں کہ میں بے گناہ ہوں تو آپ لوگ میری تصدیق نہیں کریں گے اور اگر کچھ کہوں تب بھی میرا عذر نہیں سنیں گے۔ میری اور آپ لوگوں کی یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹوں جیسی کہاوت ہے کہ انہوں نے کہا تھا ﴿وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ﴾ یعنی ”اللہ ان باتوں پر جو تم بناتے ہو، مدد کرنے والا ہے۔“ ام رومان رضی اللہ عنہا نے کہا آپ ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ تقریر سن کر لوٹ گئے، کچھ جواب نہیں دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے خود ان کی تلافی نازل کی۔ وہ آنحضرت ﷺ سے کہنے لگی بس میں اللہ ہی کا شکر ادا کرتی ہوں نہ آپ کا نہ کسی اور کا۔

٤١٤٤ـ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ، عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ كَانَتْ تَقْرَأُ: ﴿إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ﴾ وَتَقُوْلُ: الْوَلْقُ: الْكَذِبُ. قَالَ ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ: وَكَانَتْ أَعْلَمَ مِنْ غَيْرِهَا بِذٰلِكَ لِأَنَّهُ نَزَلَ فِيْهَا. [طرفه في: ٤٧٥٢]

(۴۱۴۴) مجھ سے یحییٰ بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا ان سے نافع بن عمر نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا (سورۂ نور کی آیت میں) قرأت ﴿تلقونه بالسنتكم......﴾ کرتی تھیں اور (اس کی تفسیر میں) فرماتی تھیں کہ ”اَلْوَلْقُ“ جھوٹ کے معنی میں ہے۔ ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا ان آیتوں کو اوروں سے زیادہ جانتی تھیں کیونکہ وہ خاص ان ہی کی شان میں اتری تھیں۔

٤١٤٥ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الصَّمْدَةُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: ذَهَبْتُ أَسُبُّ حَسَّانَ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ: لَا تَسُبَّهُ، فَإِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. وَقَالَتْ عَائِشَةُ: اسْتَأْذَنَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ هِجَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ قَالَ: ((كَيْفَ بِنَسَبِيْ)). قَالَ: لَأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِيْنِ.

(۴۱۴۵) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدہ بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو برا کہنے لگا تو انہوں نے کہا کہ انہیں برا نہ کہو، کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کفار کو جواب دیتے تھے اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے مشرکین قریش کی ہجو کہنے کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا: ”پھر میرے نسب کا کیا ہوگا؟“ حسان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں آپ کو ان سے اس طرح الگ کرلوں گا جیسے بال گندھے ہوئے آٹے سے کھینچ لیا جاتا ہے۔

وَقَالَ مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ فَرْقَدٍ، سَمِعْتُ هِشَامًا، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: سَبَبْتُ حَسَّانَ،

اور محمد بن عقبہ (امام بخاری کے شیخ) نے بیان کیا، ہم سے عثمان بن فرقد نے بیان کیا، کہا میں نے ہشام سے سنا، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے

وَكَانَ مِمَّنْ كَثَّرَ عَلَيْهَا. [راجع: ٣٥٣١]

٤١٤٦ـ حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ وَعِنْدَهَا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ يُنْشِدُهَا شِعْرًا، يُشَبِّبُ بِأَبْيَاتٍ لَهُ وَقَالَ:

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ
وَتُصْبِحُ غَرْثَى مِنْ لُحُومِ الْغَوَافِلِ

فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ: لَكِنَّكَ لَسْتَ كَذَلِكَ قَالَ مَسْرُوقٌ: فَقُلْتُ لَهَا: لِمَ تَأْذَنِي لَهُ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْكِ؟ وَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ [النور: ١١] قَالَتْ: وَأَيُّ عَذَابٍ أَشَدُّ مِنَ الْعَمَى. فَقَالَتْ لَهُ: إِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ- أَوْ يُهَاجِي- عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. [طرفاه في: ٤٧٥٥، ٤٧٥٦] [مسلم: ٦٣٩١، ٦٣٩٢]

بیان کیا کہ میں نے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا کیونکہ انہوں نے بھی عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے میں بہت حصہ لیا تھا۔

(۴۱۴۶) مجھ سے بشر بن خالد نے بیان کیا، ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، انہیں سلیمان نے، انہیں ابوالضحیٰ نے اور ان سے مسروق نے بیان کیا کہ ہم عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کے یہاں حسان بن ثابت موجود تھے اور ام المومنین رضی اللہ عنہا کو اپنے اشعار سنا رہے تھے۔ ایک شعر تھا جس کا ترجمہ یہ ہے:

وہ سنجیدہ اور پاک دامن ہیں جس پر کبھی تہمت نہیں لگائی گئی، وہ ہر صبح بھوکی ہو کر نادان بہنوں کا گوشت نہیں کھاتی۔

اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا لیکن تم تو ایسے نہیں ثابت ہوئے۔ مسروق نے بیان کیا کہ پھر میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا: آپ انہیں اپنے یہاں آنے کی اجازت کیوں دیتی ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ ان کے متعلق فرما چکا ہے کہ ”اور ان میں وہ شخص جو تہمت لگانے میں سب سے زیادہ ذمہ دار ہے اس کے لئے بڑا عذاب ہوگا۔“ اس پر ام المومنین نے فرمایا کہ نابینا ہو جانے سے سخت اور کیا عذاب ہوگا (حسان رضی اللہ عنہ کی بصارت آخر عمر میں چلی گئی تھی) عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ حسان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی حمایت کیا کرتے تھے۔

تشریح: یہ آیت عبداللہ بن ابی کے بارے میں نازل ہوئی تھی جیسا کہ معلوم ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حسان رضی اللہ عنہ کی شان میں کسی برے کلمہ کو گوارا نہیں کرتی تھیں۔ حسان رضی اللہ عنہ سے تہمت کی غلطی ضرور ہوئی تھی لیکن جن صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی اس میں غلطی سے شرکت کی تھی، وہ سب تائب ہو گئے تھے اور ان کی توبہ قبول ہو گئی تھی۔ اور بہر حال حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا دل غلطی سے شریک ہونے والے صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف سے صاف ہو گیا تھا لیکن جب اس طرح کا ذکر آ جاتا تو دل کا رنجیدہ ہو جانا ایک قدرتی بات ہے۔ یہاں بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دو ایک چبھتے ہوئے جملے غالباً اسی اثر میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے متعلق کہہ دیئے ہیں۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں:

”وفی ترجمة الزهری عن حلية ابی نعيم من طريق ابن عيينة عن الزهری كنت عند الوليد بن عبدالملك فتلا هذه الاية: ﴿والذی تولٰی كبره منهم له عذاب عظيم﴾ فقال نزلت فی علی بن ابی طالب قال الزهری اصلح الله الامير ليس الامر كذالك اخبرنی عروة عن عائشة قال وكيف اخبرك قلت اخبرنی عروة عن عائشة انها نزلت فی عبد الله بن ابی ابن سلول وكان بعض من لا خير فيه من الناصبة تقرب الی بنی امية بهذه الكذبة فحرفوا قول عائشة الی غير وجهه لعلمهم بالحرافهم عن علی فظنوا صحتها حتی بين الزهری للوليد ان الحق خلاف ذالك فجزاه الله تعالی خيرا وقد جاء عن الزهری ان هشام بن عبدالملك كان يعتقد ذالك ايضا فاخرج يعقوب بن شيبة فی مسنده عن الحسن بن علي الحلوانی

عن الشافعی قال حدثنا عمی قال دخل سليمان بن يسار على هشام بن عبدالملك فقال له یاسلیمان الذی تولیٰ کبره من هو قال عبدالله بن ابی قال كذبت بل هو على قال امير المؤمنين اعلم بما يقول فدخل الزهری فقال یا ابن شهاب من الذی تولی کبره قال ابن ابی قال كذبت هو على فقال انا اكذب لا ابالك والله لونادى مناد من السماء ان الله احل الكذب ما كذبت قال الكرمانی واعلم ان براء ة عائشة قطعية بنص القرآن ولو شك فيها احد صار كافرا انتهى وزاد فی خير الجاری وهو مذهب الشيعة الامامية مع بعضهم بها انتهى۔“ (فتح الباری)

خلاصہ یہ ہے کہ آیت ﴿وَالَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَہٗ﴾ (۲۴/النور:۱۱) سے مراد عبداللہ بن ابی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ مراد نہیں ہیں۔

بَابُ غَزْوَةِ الْحُدَيْبِيَّةِ

باب: غزوۂ حدیبیہ کا بیان

تشریح: حدیبیہ مکہ کے قریب ایک کنواں تھا۔ نبی کریم ﷺ ۶ ھ میں ماہ ذی الحجہ میں وہاں جا کر اترے تھے، وہیں ایک کیکر کے درخت کے نیچے بیعت رضوان ہوئی تھی۔ یہ واقعہ صلح حدیبیہ سے مشہور ہے۔

لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾. [الفتح: ١٨]

اور اللہ تعالیٰ کا (سورۂ فتح میں) ارشاد کہ ”بے شک اللہ تعالیٰ مومنین سے راضی ہو گیا جب انہوں نے آپ سے درخت کے نیچے بیعت کی۔“

٤١٤٧ـ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ، عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَامَ الْحُدَيْبِيَّةِ، فَأَصَابَنَا مَطَرٌ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَصَلَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الصُّبْحَ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَقَالَ: ((أَتَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟)) قُلْنَا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. فَقَالَ: ((قَالَ اللَّهُ: أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ بِي، فَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِرَحْمَةِ اللَّهِ وَبِرِزْقِ اللَّهِ وَبِفَضْلِ اللَّهِ. فَهُوَ مُؤْمِنٌ بِي، كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ. وَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِنَجْمِ كَذَا. فَهُوَ مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ، كَافِرٌ بِي)). [راجع: ٨٤٦]

(۴۱۴۷) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے صالح بن کیسان نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ بن عبداللہ نے اور ان سے زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حدیبیہ کے سال ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تو ایک دن، رات میں بارش ہوئی۔ حضور ﷺ نے صبح کی نماز پڑھانے کے بعد ہم سے خطاب کیا اور دریافت فرمایا: ”معلوم ہے تمہارے رب نے کیا کہا؟“ ہم نے عرض کی کہ اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، صبح ہوئی تو میرے کچھ بندوں نے اس حالت میں صبح کی کہ ان کا ایمان مجھ پر تھا اور کچھ نے اس حالت میں صبح کی کہ وہ میرا انکار کیے ہوئے تھے، تو جس نے کہا کہ ہم پر یہ بارش اللہ کے رزق، اللہ کی رحمت اور اللہ کے فضل سے ہوئی ہے تو وہ مجھ پر ایمان لانے والا ہے اور ستاروں کا انکار کرنے والا ہے اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ یہ بارش فلاں ستارے کی تاثیر سے ہوئی ہے تو وہ ستاروں پر ایمان لانے والا اور میرے ساتھ کفر کرنے والا ہے۔“

٤١٤٨ـ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، أَنَّ أَنَسًا أَخْبَرَهُ قَالَ:

(۴۱۴۸) ہم سے ہدبہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا، انہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی

اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَرْبَعَ عُمَرٍ كُلُّهُنَّ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ، إِلَّا الَّتِي كَانَتْ مَعَ حَجَّتِهِ: عُمْرَةً مِنَ الْحُدَيْبِيَّةِ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ، وَعُمْرَةً مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ، وَعُمْرَةً مِنَ الْجِعْرَانَةِ حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ، وَعُمْرَةً مَعَ حَجَّتِهِ. [راجع: ١٧٧٩]

کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کیے اور سوا اس عمرے کے جو آپ نے حج کے ساتھ کیا، تمام عمرے ذی قعدہ کے مہینے میں کیے۔ حدیبیہ کا عمرہ بھی آپ ذی قعدہ کے مہینے میں کرنے تشریف لے گئے پھر دوسرے سال (اس کی قضا میں) آپ نے ذی قعدہ میں عمرہ کیا اور ایک عمرہ جعرانہ سے آپ نے کیا تھا، جہاں غزوۂ حنین کی غنیمت آپ نے تقسیم کی تھی۔ یہ بھی ذی قعدہ میں کیا تھا اور ایک عمرہ حج کے ساتھ کیا (جو ذی الحجہ میں کیا تھا)۔

٤١٤٩ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَتَادَةَ، أَنَّ أَبَاهُ، حَدَّثَهُ قَالَ: انْطَلَقْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَامَ الْحُدَيْبِيَّةِ فَأَحْرَمَ أَصْحَابُهُ، وَلَمْ أُحْرِمْ. [راجع: ١٨٢١]

(۴۱۴۹) ہم سے سعید بن ربیع نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مبارک نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، ان سے عبداللہ بن ابی قتادہ نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صلح حدیبیہ کے سال روانہ ہوئے، تمام صحابہ نے احرام باندھ لیا تھا لیکن میں نے ابھی احرام نہیں باندھا تھا۔

٤١٥٠ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُوْسَى، عَنْ إِسْرَائِيْلَ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: تَعُدُّوْنَ أَنْتُمُ الْفَتْحَ فَتْحَ مَكَّةَ، وَقَدْ كَانَ فَتْحُ مَكَّةَ فَتْحًا، وَنَحْنُ نَعُدُّ الْفَتْحَ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ. كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً، وَالْحُدَيْبِيَّةُ بِئْرٌ فَنَزَحْنَاهَا، فَلَمْ نَتْرُكْ فِيْهَا قَطْرَةً، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَتَاهَا، فَجَلَسَ عَلَى شَفِيْرِهَا، ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ مِنْ مَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ مَضْمَضَ وَدَعَا، ثُمَّ صَبَّهُ فِيْهَا فَتَرَكْنَاهَا غَيْرَ بَعِيْدٍ ثُمَّ إِنَّهَا أَصْدَرَتْنَا مَا شِئْنَا نَحْنُ وَرِكَابُنَا. [راجع: ٣٥٧٧]

(۴۱۵۰) ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے، ان سے ابواسحاق نے کہ ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے کہا: تم لوگ (سورۂ فتح میں) فتح سے مراد مکہ کی فتح کہتے ہو۔ فتح مکہ تو بہرحال فتح تھی ہی لیکن ہم غزوۂ حدیبیہ کی بیعت رضوان کو حقیقی فتح سمجھتے ہیں۔ اس دن ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چودہ سو آدمی تھے۔ حدیبیہ نامی ایک کنواں وہاں پر تھا۔ ہم نے اس میں سے اتنا پانی کھینچا کہ اس کے اندر ایک قطرہ بھی پانی کے نام پر باقی نہ رہا۔ حضور ﷺ کو جب یہ خبر ہوئی (کہ پانی ختم ہوگیا ہے) تو آپ کنویں پر تشریف لائے اور اس کے کنارے پر بیٹھ کر کسی ایک برتن میں پانی طلب فرمایا۔ اس سے آپ نے وضو فرمایا اور مضمضہ (کلی) کی اور دعا فرمائی پھر سارا پانی اس کنویں میں ڈال دیا۔ تھوڑی دیر کے لئے ہم نے کنویں کو یوں ہی رہنے دیا اور اس کے بعد جتنا ہم نے چاہا اس میں سے پانی پیا اور اپنی سواریوں کو پلایا۔

٤١٥١ـ حَدَّثَنِيْ فَضْلُ بْنُ يَعْقُوْبَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَعْيَنَ أَبُوْ عَلِيٍّ الْحَرَّانِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ

(۴۱۵۱) مجھ سے فضل بن یعقوب نے بیان کیا، کہا ہم سے حسن بن محمد بن اعین ابوعلی حرانی نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر بن معاویہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسحاق سبیعی نے بیان کیا کہ ہمیں براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے خبر دی

إِسْحَاقَ، قَالَ: أَنْبَأَنَا الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ: أَنَّهُمْ كَانُوا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَلْفًا وَأَرْبَعَمِائَةٍ أَوْ أَكْثَرَ، فَنَزَلُوا عَلَى بِئْرٍ فَنَزَحُوهَا، فَأَتَوْا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَتَى الْبِئْرَ، وَقَعَدَ عَلَى شَفِيرِهَا ثُمَّ قَالَ: ((ائْتُونِي بِدَلْوٍ مِنْ مَائِهَا)). فَأُتِيَ بِهِ فَبَسَقَ فَدَعَا ثُمَّ قَالَ: ((دَعُوهَا سَاعَةً)). فَأَرْوَوْا أَنْفُسَهُمْ وَرِكَابَهُمْ حَتَّى ارْتَحَلُوا. [راجع: ٣٥٧٧]

٤١٥٢ـ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ، فَتَوَضَّأَ مِنْهَا، ثُمَّ أَقْبَلَ النَّاسُ نَحْوَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا لَكُمْ؟)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ بِهِ، وَلَا نَشْرَبُ إِلَّا مَا فِي رَكْوَتِكَ. قَالَ: فَوَضَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ فِي الرَّكْوَةِ، فَجَعَلَ الْمَاءُ يَفُورُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ كَأَمْثَالِ الْعُيُونِ، قَالَ: فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا. فَقُلْتُ لِجَابِرٍ: كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: لَوْ كُنَّا مِائَةَ أَلْفٍ لَكَفَانَا، كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً. [راجع: ٣٥٧٦]

٤١٥٣ـ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، قُلْتُ: لِسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ بَلَغَنِي أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، كَانَ يَقُولُ: كَانُوا أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً. فَقَالَ لِي سَعِيدٌ: حَدَّثَنِي جَابِرٌ: كَانُوا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً الَّذِينَ بَايَعُوا

کہ وہ لوگ غزوۂ حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک ہزار چار سو کی تعداد میں تھے یا اس سے بھی زیادہ۔ ایک کنویں پر پڑاؤ ہوا لشکر نے اس کا (سارا) پانی کھینچ لیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ کنویں کے پاس تشریف لائے اور اس کی منڈیر پر بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا: ''ایک ڈول میں اسی کنویں کا پانی لاؤ۔'' پانی لایا گیا تو آپ نے اس میں کلی کی اور دعا فرمائی۔ پھر فرمایا: ''کنویں کو یوں ہی تھوڑی دیر کے لئے رہنے دو۔'' اس کے بعد سارا لشکر خود بھی سیراب ہوتا رہا اور اپنی سواریوں کو بھی خوب پلاتا رہا۔ یہاں تک کہ وہاں سے انہوں نے کوچ کیا۔

(۴۱۵۲) ہم سے یوسف بن عیسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن فضیل نے، کہا ہم سے حصین بن عبدالرحمٰن نے، ان سے سالم بن ابی الجعد نے اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوۂ حدیبیہ کے موقع پر سارا ہی لشکر پیاسا ہو چکا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک چھاگل تھا، اس کے پانی سے آپ نے وضو کیا۔ پھر صحابہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے دریافت فرمایا: ''کیا بات ہے؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم بولے کہ یا رسول اللہ! ہمارے پاس اب پانی نہیں رہا، نہ وضو کرنے کے لئے اور نہ پینے کے لئے۔ سوا اس پانی کے جو آپ کے برتن میں موجود ہے۔ بیان کیا کہ پھر حضور اکرم ﷺ نے اپنا ہاتھ اس برتن پر رکھا اور پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان سے چشمے کی طرح پھوٹ کر ابلنے لگا۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر ہم نے پانی پیا بھی اور وضو بھی کیا۔ (سالم کہتے ہیں کہ) میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ لوگ کتنی تعداد میں تھے؟ انہوں نے بتلایا کہ اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو بھی وہ پانی کافی ہو جاتا۔ ویسے اس وقت ہماری تعداد پندرہ سو تھی۔

(۴۱۵۳) ہم سے صلت بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی عروبہ نے، ان سے قتادہ نے کہ میں نے سعید بن مسیب سے پوچھا، مجھے معلوم ہوا ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ (حدیبیہ کی صلح کے موقع پر) صحابہ کی تعداد چودہ سو تھی۔ اس پر سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ مجھ سے جابر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا تھا کہ اس موقع پر پندرہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ جنہوں نے نبی کریم ﷺ سے حدیبیہ میں

النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ. [راجع: ٣٥٧٦] [مسلم: ٤٨٠٧، ٤٨٠٨] تَابَعَهُ أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا قُرَّةُ عَنْ قَتَادَةَ وَ تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا أَبُودَاوُدَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ.

بیعت کی تھی۔ ابوداؤد طیالسی نے بیان کیا، ہم سے قرہ بن خالد نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور محمد بن بشار نے بھی ابوداؤد طیالسی کے ساتھ اس کو روایت کیا ہے۔

٤١٥٤۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ عَمْرٌو: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ: ((أَنْتُمْ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ)). وَكُنَّا أَلْفًا وَأَرْبَعَمِائَةٍ، لَوْ كُنْتُ أُبْصِرُ الْيَوْمَ لَأَرَيْتُكُمْ مَكَانَ الشَّجَرَةِ. تَابَعَهُ الْأَعْمَشُ سَمِعَ سَالِمًا: سَمِعَ جَابِرًا: أَلْفًا وَأَرْبَعَمِائَةٍ. [راجع: ٣٥٧٦] [مسلم: ٣٨١١]

(۴۱۵۴) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ حدیبیہ کے موقع پر فرمایا تھا کہ ”تم لوگ تمام زمین والوں میں سب سے بہتر ہو۔“ ہماری تعداد اس موقع پر چودہ سو تھی۔ اگر آج میری آنکھوں میں بینائی ہوتی تو میں اس درخت کا مقام بتاتا۔ اس روایت کی متابعت اعمش نے کی، ان سے سالم نے سنا اور انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ چودہ سو صحابہ غزوۂ حدیبیہ میں تھے۔

٤١٥٥۔ وَقَالَ عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى: كَانَ أَصْحَابُ الشَّجَرَةِ أَلْفًا وَثَلَاثَمِائَةٍ، وَكَانَتْ أَسْلَمُ ثُمُنَ الْمُهَاجِرِينَ.

(۴۱۵۵) اور عبیداللہ بن معاذ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے، ان سے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ درخت والوں (بیعت رضوان کرنے والوں) کی تعداد تیرہ سو تھی۔ قبیلہ اسلم مہاجرین کا آٹھواں حصہ تھے۔

٤١٥٦۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا عِيسَى، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ، أَنَّهُ سَمِعَ مِرْدَاسَ الْأَسْلَمِيَّ، يَقُولُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ: ((يُقْبَضُ الصَّالِحُونَ الْأَوَّلُ فَالْأَوَّلُ، وَتَبْقَى حُفَالَةٌ كَحُفَالَةِ التَّمْرِ وَالشَّعِيرِ، لَا يَعْبَأُ اللّٰهُ بِهِمْ شَيْئًا)). [طرفه في: ٦٤٣٤]

(۴۱۵۶) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو عیسیٰ بن یونس نے خبر دی، انہیں اسماعیل بن ابی خالد نے، انہیں قیس بن ابی حازم نے اور انہوں نے مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ اصحاب شجرہ (غزوۂ حدیبیہ میں شریک ہونے والوں) میں سے تھے، وہ بیان کرتے تھے کہ ”پہلے صالحین قبض کئے جائیں گے۔ جو زیادہ صالح ہوگا اس کی روح سب سے پہلے اور جو اس کے بعد کے درجے کا ہوگا اس کی اس کے بعد، پھر ردی اور بے کار کھجور اور جو کی طرح بے کار لوگ باقی رہ جائیں گے جن کی اللہ کے نزدیک کوئی قدر نہیں ہوگی۔“

٤١٥٧، ٤١٥٨۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ

(۴۱۵۷، ۵۸) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عروہ نے، ان سے خلیفہ مروان اور

عُرْوَةَ، عَنْ مَرْوَانَ، وَالْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، قَالَا: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فِي بِضْعَ عَشْرَةَ مِائَةً مِنْ أَصْحَابِهِ، فَلَمَّا كَانَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ قَلَّدَ الْهَدْيَ وَأَشْعَرَ وَأَحْرَمَ مِنْهَا . لَا أُحْصِي كَمْ سَمِعْتُهُ مِنْ سُفْيَانَ حَتَّى سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: لَا أَحْفَظُ مِنَ الزُّهْرِيِّ الْإِشْعَارَ وَالتَّقْلِيْدَ، فَلَا أَدْرِيْ- يَعْنِيْ- مَوْضِعَ الْإِشْعَارِ وَالتَّقْلِيْدِ، أَوِ الْحَدِيْثَ كُلَّهُ. [راجع: ١٦٩٤، ١٦٩٥]

مسور بن مخرمہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ صلح حدیبیہ کے موقع پر تقریباً ایک ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔ جب آپ ذوالحلیفہ پہنچے تو آپ نے قربانی کے جانور کو ہار پہنایا اور ان پر نشان لگایا اور عمرہ کا احرام باندھا۔ میں نہیں شمار کر سکتا کہ میں نے یہ حدیث سفیان بن یسار سے کتنی دفعہ سنی اور ایک مرتبہ یہ بھی سنا کہ وہ بیان کر رہے تھے کہ مجھے زہری سے نشان لگانے اور قلادہ پہنانے کے متعلق یاد نہیں رہا۔ اس لئے میں نہیں جانتا، اس سے ان کی مراد صرف نشان لگانے اور قلادہ پہننے سے تھی یا پوری حدیث سے تھی۔

تشریح: اس حدیث میں صلح حدیبیہ کا ذکر ہے حدیث اور باب میں یہی مطابقت ہے۔

٤١٥٩- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ خَلَفٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوْسُفَ، عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ، وَرْقَاءَ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ أَبِيْ لَيْلَى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَآهُ وَقَمْلُهُ يَسْقُطُ عَلَى وَجْهِهِ فَقَالَ: ((أَيُؤْذِيْكَ هَوَامُّكَ؟)) قَالَ: نَعَمْ. فَأَمَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَحْلِقَ وَهُوَ بِالْحُدَيْبِيَةِ، لَمْ يُبَيِّنْ لَهُمْ أَنَّهُمْ يَحِلُّوْنَ بِهَا، وَهُمْ عَلَى طَمَعٍ أَنْ يَدْخُلُوْا مَكَّةَ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ الْفِدْيَةَ، فَأَمَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُطْعِمَ فَرَقًا بَيْنَ سِتَّةِ مَسَاكِيْنَ، أَوْ يُهْدِيَ شَاةً، أَوْ يَصُوْمَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ. [راجع: ١٨١٤]

(۴۱۵۹) ہم سے حسن بن خلف نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے اسحاق بن یوسف نے بیان کیا، ان سے ابو بشر ورقاء بن عمر نے، ان سے ابن ابی نجیح نے، ان سے مجاہد نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے بیان کیا اور ان سے کعب بن عجرہ ؓ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا کہ جوئیں ان کے چہرے پر گر رہی ہیں تو آپ نے دریافت فرمایا: ''کیا اس سے تمہیں تکلیف ہوتی ہے؟'' وہ بولے کہ جی ہاں۔ اس پر حضور ﷺ نے انہیں سر منڈوانے کا حکم دیا۔ آپ اس وقت حدیبیہ میں تھے (عمرہ کے لئے احرام باندھے ہوئے) اور ان کو یہ معلوم نہیں ہوا تھا کہ وہ عمرہ سے روکے جائیں گے۔ حدیبیہ ہی میں ان کو احرام کھول دینا پڑے گا۔ بلکہ ان کی تو یہ آرزو تھی کہ مکہ میں کسی طرح داخل ہوا جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فدیہ کا حکم نازل فرمایا (یعنی احرام کی حالت میں) سر منڈوانے وغیرہ پر، اس وقت حضور ﷺ نے کعب کو حکم دیا کہ ایک فرق اناج چھ مسکینوں کو کھلا دیں یا ایک بکری قربانی کریں یا تین دن روزے رکھیں۔

٤١٦٠، ٤١٦١- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ إِلَى السُّوْقِ، فَلَحِقَتْ عُمَرَ امْرَأَةٌ

(۴۱۶۰، ۶۱) ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے زید بن اسلم نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں عمر بن خطاب ؓ کے ساتھ بازار گیا۔ عمر ؓ سے ایک نوجوان عورت نے ملاقات کی اور عرض کی کہ یا امیر المؤمنین! میرے شوہر

شَابَّةٌ فَقَالَتْ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! هَلَكَ زَوْجِي وَتَرَكَ صِبْيَةً صِغَارًا، وَاللَّهِ! مَا يُنْضِجُونَ كُرَاعًا، وَلَا لَهُمْ زَرْعٌ وَلَا ضَرْعٌ، وَخَشِيتُ أَنْ تَأْكُلَهُمُ الضَّبُعُ، وَأَنَا بِنْتُ خُفَافِ بْنِ إِيمَاءَ الْغِفَارِيِّ، وَقَدْ شَهِدَ أَبِي الْحُدَيْبِيَةَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَوَقَفَ مَعَهَا عُمَرُ، وَلَمْ يَمْضِ، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِنَسَبٍ قَرِيبٍ. ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى بَعِيرٍ ظَهِيرٍ كَانَ مَرْبُوطًا فِي الدَّارِ، فَحَمَلَ عَلَيْهِ غِرَارَتَيْنِ مَلَأَهُمَا طَعَامًا، وَحَمَلَ نَفَقَةً وَثِيَابًا، ثُمَّ نَاوَلَهَا بِخِطَامِهِ ثُمَّ قَالَ اقْتَادِيهِ فَلَنْ يَفْنَى حَتَّى يَأْتِيَكُمُ اللَّهُ بِخَيْرٍ. فَقَالَ رَجُلٌ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! أَكْثَرْتَ لَهَا. قَالَ عُمَرُ: ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ، وَاللَّهِ! إِنِّي لَأَرَى أَبَا هَذِهِ وَأَخَاهَا قَدْ حَاصَرَا حِصْنًا زَمَانًا، فَافْتَتَحَاهُ، ثُمَّ أَصْبَحْنَا نَسْتَفِيءُ سُهْمَانَهُمَا فِيهِ.

کی وفات ہوگئی ہے اور چند چھوٹی چھوٹی بچیاں چھوڑ گئے ہیں۔ اللہ کی قسم کہ اب نہ ان کے پاس بکری کے پائے ہیں کہ ان کو پکالیں، نہ کھیتی ہے، نہ دودھ کے جانور ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ فقر و فاقہ سے ہلاک نہ ہوجائیں۔ میں خفاف بن ایماء غفاری رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہوں۔ میرے والد نبی ﷺ کے ساتھ غزوۂ حدیبیہ میں شریک تھے۔ یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس تھوڑی دیر کے لئے کھڑے ہوگئے، آگے نہیں بڑھے۔ پھر فرمایا: مرحبا، تمہارا خاندانی تعلق تو بہت قریبی ہے۔ پھر آپ ایک بہت قوی اونٹ کی طرف مڑے جو گھر میں بندھا ہوا تھا اور اس پر دو بورے غلے سے بھرے ہوئے رکھ دیئے۔ ان دونوں بوروں کے درمیان روپیہ اور دوسری ضرورت کی چیزیں اور کپڑے رکھ دیئے اور اس کی نکیل ان کے ہاتھ میں تھما کر فرمایا: اسے لے جا، یہ ختم نہ ہوگا اس سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ تمہیں پھر اس سے بہتر دے گا۔ ایک صاحب نے اس پر کہا: یا امیر المومنین! آپ نے اسے بہت دے دیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تیری ماں تجھ پر روئے، اللہ کی قسم! اس عورت کے والد اور اس کے بھائی جیسے اب بھی میری نظروں کے سامنے ہیں کہ ایک مدت تک ایک قلعہ کے محاصرے میں وہ شریک رہے، آخر اسے فتح کرلیا۔ پھر ہم صبح کو ان دونوں کا حصہ مال غنیمت سے وصول کررہے تھے۔

٤١٦٢- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ أَبُو عَمْرٍو الْفَزَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ الشَّجَرَةَ، ثُمَّ أَتَيْتُهَا بَعْدُ فَلَمْ أَعْرِفْهَا. قَالَ مَحْمُودٌ: ثُمَّ أُنْسِيتُهَا بَعْدُ. [أطرافه في: ٤١٦٣، ٤١٦٤، ٤١٦٥] [مسلم: ٤٨١٩، ٤٨٢٠، ٤٨٢١]

(۴۱۶۲) مجھ سے محمد بن رافع نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعمرو شبابہ بن سوار فزاری نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے ان کے والد (مسیب بن حزن) نے بیان کیا کہ میں نے وہ درخت دیکھا تھا لیکن پھر بعد میں جب آیا تو میں اسے نہیں پہچان سکا۔ محمود نے بیان کیا کہ پھر بعد میں وہ درخت مجھے یاد نہیں رہا تھا۔

٤١٦٣- حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: انْطَلَقْتُ حَاجًّا فَمَرَرْتُ بِقَوْمٍ يُصَلُّونَ قُلْتُ: مَا هَذَا الْمَسْجِدُ؟ قَالُوا:

(۴۱۶۳) ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبیداللہ بن عبداللہ نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے، ان سے طارق بن عبدالرحمن نے بیان کیا کہ حج کے ارادہ سے جاتے ہوئے میں کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جو نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون سی مسجد ہے؟ انہوں

هَذِهِ الشَّجَرَةُ، حَيْثُ بَايَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ. فَأَتَيْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ سَعِيدٌ: حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ كَانَ فِيمَنْ بَايَعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَحْتَ الشَّجَرَةِ، قَالَ: فَلَمَّا خَرَجْنَا مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ نَسِينَاهَا، فَلَمْ نَقْدِرْ عَلَيْهَا. فَقَالَ سَعِيدٌ: إِنَّ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ لَمْ يَعْلَمُوهَا وَعَلِمْتُمُوهَا أَنْتُمْ، فَأَنْتُمْ أَعْلَمُ. [راجع: ٤١٦٢]

نے بتایا کہ یہ وہی درخت ہے جہاں رسول اللہ ﷺ نے بیعت رضوان لی تھی۔ پھر میں سعید بن میسب کے پاس آیا اور انہیں اس کی خبر دی، انہوں نے کہا مجھ سے میرے والد میسب بن حزن نے بیان کیا، وہ ان لوگوں میں تھے جنہوں نے آنحضرت ﷺ سے اس درخت کے تلے بیعت کی تھی۔ کہتے تھے جب میں دوسرے سال وہاں گیا تو اس درخت کی جگہ کو بھول گیا۔ سعید نے کہا آنحضرت ﷺ کے اصحاب تو اس درخت کو پہچان نہ سکے۔ تم لوگوں نے کیسے پہچان لیا (اس کے تلے مسجد بنالی) تم ان سے زیادہ علم والے ٹھہرے۔

٤١٦٤ـ حَدَّثَنَا مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا طَارِقٌ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ كَانَ مِمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ، فَرَجَعْنَا إِلَيْهَا الْعَامَ الْمُقْبِلَ فَعَمِيَتْ عَلَيْنَا. [راجع: ٤١٦٢]

(۴۱۶۴) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے، کہا ہم سے طارق بن عبدالرحمٰن نے، ان سے سعید بن میسب نے اور ان سے ان کے والد نے کہ انہوں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے اس درخت تلے بیعت کی تھی۔ کہتے تھے کہ جب ہم دوسرے سال ادھر گئے تو ہمیں پتہ ہی نہیں چلا کہ وہ کون سا درخت تھا۔

تشریح: بہرحال بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس درخت کو کٹوا دیا تاکہ وہ پرستش گاہ نہ بن جائے۔

٤١٦٥ـ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ طَارِقٍ، ذُكِرَتْ عِنْدَ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ الشَّجَرَةُ فَضَحِكَ فَقَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي وَكَانَ شَهِدَهَا. [راجع: ٤١٦٢]

(۴۱۶۵) ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے طارق بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ سعید بن میسب کی مجلس میں الشجرة کا ذکر ہوا تو وہ ہنسے اور کہا کہ میرے والد نے مجھے بتایا کہ وہ بھی اس درخت تلے بیعت میں شریک تھے۔

٤١٦٦ـ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى- وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ- قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَةٍ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِمْ)). فَأَتَاهُ أَبِي بِصَدَقَتِهِ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى)). [راجع: ١٤٩٧]

(۴۱۶۶) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے، انہوں نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیعت رضوان میں شریک تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جب کوئی صدقہ لے کر حاضر ہوتا تو آپ دعا کرتے: ”اے اللہ! اس پر اپنی رحمت نازل فرما۔“ چنانچہ میرے والد بھی اپنا صدقہ لے کر حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے دعا کی: ”اے اللہ! آل ابی اوفی رضی اللہ عنہ پر اپنی رحمت نازل فرما۔“

٤١٦٧ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ أَخِيهِ، عَنْ

(۴۱۶۷) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، ان سے ان کے

سُلَيْمَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ عَبَّادِ ابْنِ تَمِيْمٍ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْحَرَّةِ وَالنَّاسُ يُبَايِعُوْنَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْظَلَةَ۔ فَقَالَ ابْنُ زَيْدٍ: عَلَى مَا يُبَايِعُ ابْنُ حَنْظَلَةَ النَّاسَ؟ قِيْلَ لَهُ: عَلَى الْمَوْتِ. قَالَ: لَا أُبَايِعُ عَلَى ذٰلِكَ أَحَدًا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. وَكَانَ شَهِدَ مَعَهُ الْحُدَيْبِيَةَ. [راجع: ٢٩٥٩]

بھائی عبدالحمید نے، ان سے سلیمان بن بلال نے، ان سے عمرو بن یحییٰ نے اور ان سے عباد بن تمیم نے بیان کیا کہ ”حرہ“ کی لڑائی میں لوگ عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر (یزید کے خلاف) بیعت کر رہے تھے۔ عبداللہ بن زید نے پوچھا کہ ابن حنظلہ سے کس بات پر بیعت کی جا رہی ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ موت پر۔ ابن زید نے کہا کہ رسول کریم ﷺ کے بعد اب میں کسی سے بھی موت پر بیعت نہیں کروں گا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ حدیبیہ میں شریک تھے۔

تشریح: جہاں نبی کریم ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے موت پر بیعت لی تھی۔

٤١٦٨ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى الْمُحَارِبِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبِيْ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبِيْ وَكَانَ، مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ۔ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْجُمُعَةَ ثُمَّ نَنْصَرِفُ، وَلَيْسَ لِلْحِيْطَانِ ظِلٌّ نَسْتَظِلُّ فِيْهِ. [مسلم: ١٩٩٢، ١٩٩٣؛ ابوداود: ١٠٨٥؛ نسائي: ١٣٩٠؛ ابن ماجه: ١١٠٠]

(۴۱۶۸) ہم سے یحییٰ بن یعلی محاربی نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے ایاس بن سلمہ بن اکوع نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، وہ اصحاب شجرہ میں سے تھے، انہوں نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھ کر واپس ہوئے تو دیواروں کا سایہ ابھی اتنا نہیں ہوا تھا کہ ہم اس میں آرام کر سکیں۔

٤١٦٩ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ، قَالَ: قُلْتُ لِسَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ: عَلَى أَيِّ شَيْءٍ بَايَعْتُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ؟ قَالَ: عَلَى الْمَوْتِ. [راجع: ٢٩٦٠]

(۴۱۶۹) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہ ہم سے حاتم بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی عبید نے بیان کیا کہ میں نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کس چیز پر بیعت کی تھی؟ انہوں نے بتلایا کہ موت پر۔

٤١٧٠ـ حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ بْنُ إِشْكَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: لَقِيْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ فَقُلْتُ: طُوْبَى لَكَ صَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَبَايَعْتَهُ تَحْتَ الشَّجَرَةِ. فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِيْ! إِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا أَحْدَثْنَا بَعْدَهُ.

(۴۱۷۰) مجھ سے احمد بن اشکاب نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن فضیل نے بیان کیا، ان سے علاء بن مسیب نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں براء بن عازب رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: مبارک ہو! آپ کو نبی کریم ﷺ کی خدمت نصیب ہوئی اور حضور ﷺ سے آپ نے شجرہ (درخت) کے نیچے بیعت کی۔ انہوں نے کہا: بیٹے! تمہیں معلوم نہیں کہ ہم نے حضور ﷺ کے بعد کیا کیا کام کئے ہیں۔

٤١٧١- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ- هُوَ ابْنُ سَلَّامٍ- عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، أَنَّ ثَابِتَ بْنَ الضَّحَّاكِ- أَخْبَرَهُ أَنَّهُ- بَايَعَ النَّبِيَّ ﷺ تَحْتَ الشَّجَرَةِ. [راجع: ١٣٦٣]

[مسلم: ٣٠٢، ٣٠٣؛ ابوداود: ٣٢٥٧]

(۴۱۷۱) ہم سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے معاویہ نے بیان کیا، وہ سلام کے بیٹے ہیں، ان سے یحییٰ نے، ان سے ابو قلابہ نے اور انہیں ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے درخت کے نیچے بیعت کی تھی۔

٤١٧٢- حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا﴾ قَالَ: الْحُدَيْبِيَةُ. قَالَ أَصْحَابُهُ: هَنِيئًا مَرِيئًا فَمَا لَنَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ﴾ قَالَ شُعْبَةُ: فَقَدِمْتُ الْكُوفَةَ فَحَدَّثْتُ بِهَذَا كُلِّهِ عَنْ قَتَادَةَ ثُمَّ رَجَعْتُ فَذَكَرْتُ لَهُ فَقَالَ: أَمَّا ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ﴾ فَعَنْ أَنَسٍ؟ وَأَمَّا هَنِيئًا مَرِيئًا فَعَنْ عِكْرِمَةَ. [طرفه في: ٤٨٣٤]

(۴۱۷۲) مجھ سے احمد بن اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم سے عثمان بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں قتادہ نے اور انہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ (آیت) ''بے شک ہم نے تمہیں کھلی ہوئی فتح دی'' یہ فتح صلح حدیبیہ تھی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا حضور ﷺ کے لئے تو مرحلہ آسان ہے (کہ آپ کی تمام اگلی اور پچھلی لغزشیں معاف ہو چکی ہیں) لیکن ہمارا کیا ہوگا؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ''اس لیے کہ مومن مرد اور مومن عورتیں جنت میں داخل کی جائیں گی جس کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔'' پھر میں دوبارہ قتادہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کے سامنے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ ''بے شک ہم نے تمہیں کھلی فتح دی ہے۔'' کی تفسیر تو انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ لیکن اس کے بعد " ھنیئا مَرِیْئًا" (یعنی حضور ﷺ کے لئے تو ہر مرحلہ آسان ہے) یہ تفسیر عکرمہ سے منقول ہے۔

٤١٧٣- حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ مَجْزَأَةَ بْنِ زَاهِرٍ الْأَسْلَمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ- وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ الشَّجَرَةَ- قَالَ: إِنِّي لَأُوقِدُ تَحْتَ الْقِدْرِ بِلُحُومِ الْحُمُرِ إِذْ نَادَى مُنَادِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَنْهَاكُمْ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ.

(۴۱۷۳) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عامر عقدی نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل بن یونس نے بیان کیا، ان سے مجزاہ بن زاہر اسلمی نے اور ان سے ان کے والد زاہر بن اسود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، وہ بیعت رضوان میں شریک تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہانڈی میں میں گدھے کا گوشت ابال رہا تھا کہ ایک منادی نے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اعلان کیا کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں گدھے کے گوشت کے کھانے سے منع فرماتے ہیں۔

٤١٧٤- وَعَنْ مَجْزَأَةَ، عَنْ رَجُلٍ، مِنْهُمْ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ اسْمُهُ أُهْبَانُ بْنُ

(۴۱۷۴) اور مجزاہ نے اپنے ہی قبیلہ کے ایک صحابی کے متعلق جو بیعت رضوان میں شریک تھے اور جن کا نام اہبان بن اوس رضی اللہ عنہ تھا، نقل کیا کہ ان

أَوْسٍ وَكَانَ اشْتَكَى رُكْبَتَهُ، فَكَانَ إِذَا سَجَدَ جَعَلَ تَحْتَ رُكْبَتِهِ وِسَادَةً.

کے ایک گھٹنے میں تکلیف تھی، اس لئے جب وہ سجدہ کرتے تو اس گھٹنے کے نیچے کوئی نرم تکیہ رکھ لیتے تھے۔

تشریح: حضرت زاہر بن اسود رضی اللہ عنہ بیعت رضوان والوں میں سے ہیں۔ کوفہ میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ اس لئے ان کو کوفیوں میں گنا گیا ہے۔ ان سے بخاری میں یہی ایک حدیث مروی ہے۔

٤١٧٥ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ- وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ- كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ أُتُوا بِسَوِيقٍ فَلَاكُوهُ. تَابَعَهُ مُعَاذٌ عَنْ شُعْبَةَ. [راجع: ٢٠٩]

(۴۱۷۵) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی عدی نے، ان سے شعبہ نے، ان سے یحییٰ بن سعید نے، ان سے بشیر بن یسار نے اور ان سے سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، وہ بیعت رضوان میں شریک تھے کہ گویا اب بھی وہ منظر میری آنکھوں کے سامنے ہے جب رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے ستو لایا گیا، جسے ان حضرات نے پیا۔ اس روایت کی متابعت معاذ نے شعبہ سے کی ہے۔

٤١٧٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ بَزِيعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَاذَانُ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي جَمْرَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِذًا، ابْنَ عَمْرٍو وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ هَلْ يُنْقَضُ الْوِتْرُ؟ قَالَ: إِذَا أَوْتَرْتَ مِنْ أَوَّلِهِ، فَلَا تُوتِرْ مِنْ آخِرِهِ.

(۴۱۷۶) ہم سے محمد بن حاتم بن بزیع نے بیان کیا، کہا ہم سے شاذان (اسود بن عامر) نے، ان سے شعبہ نے، ان سے ابو جمرہ نے بیان کیا کہ انہوں نے عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے پوچھا، وہ نبی کریم ﷺ کے صحابی رضی اللہ عنہ تھے اور بیعت رضوان میں شریک تھے کہ کیا وتر کی نماز (ایک رکعت اور پڑھ کر) توڑی جا سکتی ہے؟ انہوں نے کہا کہ اگر شروع رات میں تو نے وتر پڑھ لیا ہو تو آخر رات میں نہ پڑھو۔

تشریح: حافظ صاحب فرماتے ہیں: یعنی "اذا اوتر المرء ثم نام واراد ان يتطوع هل يصلی ركعة ليصير الوتر شفعا ثم يتطوع ماشاء ثم يوتر محافظة علی قوله ((اجعلوا آخر صلا تكم بالليل وترا)) اويصلی تطوعا ما شاء ولا ينقض وتره ويكتفی بالذی تقدم فاجاب باختيار الصفة الثانية فقال اذا اوترت من اوله فلا توتر من آخره وهذه المسئلة اختلف فيها السلف فكان ابن عمر ممن يری نقض الوتر والصحيح عند الشافعية انه لا ينقض كما فی حديث الباب وهو قول المالكية۔" (فتح الباری جلد۷ صفحہ ۵۷۳) یعنی مطلب یہ کہ جب آدمی سونے سے پہلے وتر پڑھ لے اور پھر رات کو اٹھ کر نفل پڑھنا چاہے تو کیا وہ ایک اور رکعت پڑھ کر پہلے وتر کو شفع (جوڑا) بنا سکتا ہے پھر اس کے بعد جس قدر چاہے نفل پڑھے اور آخر میں پھر وتر پڑھ لے۔ اس حدیث کی تعمیل کے لئے جس میں ارشاد ہے کہ رات کی آخری نماز وتر ہونی چاہیے یا دوسری صورت یہ کہ وتر کو شفع بنا کر نہ توڑے بلکہ جس قدر چاہے رات کو اٹھ کر نفل نماز پڑھ لے اور وتر کے لئے پہلے ہی پڑھی ہوئی رکعت کو کافی سمجھے پس دوسری صورت کے اختیار کرنے کا جواب دیا ہے اور کہا کہ جب تم پہلے وتر پڑھ چکے تو اب دوبارہ ضرورت نہیں ہے۔ اس مسئلہ میں سلف کا اختلاف ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وتر کو دوبارہ توڑ کر پڑھنے کے قائل تھے اور شافعیہ کا قول صحیح یہی ہے کہ اسے نہ توڑا جائے جیسا کہ حدیث باب میں ہے۔ مالکیہ کا بھی یہی قول ہے۔ واللہ اعلم۔

حضرت عائذ بن عمرو مدنی رضی اللہ عنہ بیعت رضوان والوں میں سے ہیں۔ آخر میں بصرہ میں سکونت کر لی تھی۔ ان سے روایت کرنے والے زیادہ بصری ہیں۔

٤١٧٧- حَدَّثَنِي عَبْدُاللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَسِيرُ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ- وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسِيرُ مَعَهُ لَيْلاً- فَسَأَلَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ وَقَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ: ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا عُمَرُ! نَزَرْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، كُلُّ ذَلِكَ لَا يُجِيبُكَ. قَالَ عُمَرُ: فَحَرَّكْتُ بَعِيرِي ثُمَّ تَقَدَّمْتُ أَمَامَ الْمُسْلِمِينَ، وَخَشِيتُ أَنْ يَنْزِلَ فِيَّ قُرْآنٌ، فَمَا نَشِبْتُ صَارِخًا يَصْرُخُ بِي قَالَ: فَقُلْتُ: لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ قَدْ نَزَلَ فِيَّ قُرْآنٌ. وَجِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: ((لَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُورَةٌ لَهِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ)) ثُمَّ قَرَأَ: ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا﴾. [طرفاه في: ٤٨٣٣، ٥٠١٢]

[ترمذي: ٣٢٦٢]

(۴۱۷۷) مجھ سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں زید بن اسلم نے اور انہیں ان کے والد اسلم نے کہ رسول اللہ ﷺ کسی سفر یعنی (سفر حدیبیہ) میں تھے، رات کا وقت تھا اور عمر بن خطاب ؓ آپ کے ساتھ ساتھ تھے۔ عمر ؓ نے آپ سے کچھ پوچھا لیکن (اس وقت آپ وحی میں مشغول تھے، عمر ؓ کو خبر نہ تھی) آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ انہوں نے پھر پوچھا، آپ نے پھر کوئی جواب نہیں دیا، انہوں نے پھر پوچھا، آپ نے اس مرتبہ بھی کوئی جواب نہیں دیا۔ اس پر عمر ؓ نے (اپنے دل میں) کہا: عمر! تیری ماں تجھ پر روئے، رسول اللہ ﷺ سے تم نے تین مرتبہ سوال کیا، حضور ﷺ نے تمہیں ایک مرتبہ بھی جواب نہیں دیا۔ عمر ؓ نے بیان کیا کہ پھر میں نے اپنے اونٹ کو ایڑ لگائی اور مسلمانوں سے آگے نکل گیا۔ مجھے ڈر تھا کہ کہیں میرے بارے میں کوئی وحی نہ نازل ہو جائے۔ ابھی تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ میں نے سنا ایک شخص مجھے آواز دے رہا تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سوچا کہ میں تو پہلے ہی ڈر رہا تھا کہ میرے بارے میں کہیں کوئی وحی نازل نہ ہو جائے، پھر میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو سلام کیا۔ آپ نے فرمایا: ''رات مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے اور وہ مجھے اس تمام کائنات سے زیادہ عزیز ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔'' پھر آپ نے سورۂ ﴿انا فتحنا لك فتحا مبينا﴾ (بے شک ہم نے آپ کو کھلی ہوئی فتح دی ہے) کی تلاوت فرمائی۔

تشریح: نبی کریم ﷺ پر سورۂ انا فتحنا کا نزول ہو رہا تھا۔ حضرت عمر ؓ کو یہ معلوم نہ ہوا، اس لئے وہ بار بار پوچھتے رہے مگر نبی کریم ﷺ خاموش رہے جس کو حضرت عمر ؓ نے نبی کریم ﷺ کی خفگی پر محمول کیا۔ بعد میں حقیقت حال کے کھلنے پر صحیح کیفیت معلوم ہوئی۔ سورۂ انا فتحنا کا اس موقع پر نزول اشاعت اسلام کے لئے بڑی بشارت تھی اس لئے نبی کریم ﷺ نے اس سورت کو ساری کائنات سے عزیز ترین بتلایا۔

٤١٧٨، ٤١٧٩- حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ، حِينَ حَدَّثَ هَذَا الْحَدِيثَ، حَفِظْتُ بَعْضَهُ، وَثَبَّتَنِي مَعْمَرٌ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، وَمَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ -يَزِيدُ أَحَدُهُمَا عَلَى صَاحِبِهِ- قَالَا: خَرَجَ

(۴۱۷۸، ۷۹) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا کہ جب زہری نے یہ حدیث بیان کی (جو آگے مذکور ہوئی ہے) تو اس میں سے کچھ میں نے یاد رکھی اور معمر نے اس کو اچھی طرح یاد دلایا۔ ان سے عروہ بن زبیر نے، ان سے مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم نے بیان کیا، ان میں سے ہر ایک دوسرے سے کچھ بڑھاتا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ صلح حدیبیہ کے موقع پر تقریبا ایک

النَّبِيُّ ﷺ عَامَ الْحُدَيْبِيَّةِ فِيْ بِضْعَ عَشْرَةَ مِائَةً مِنْ أَصْحَابِهِ، فَلَمَّا أَتَى ذَا الْحُلَيْفَةِ قَلَّدَ الْهَدْيَ، وَأَشْعَرَهُ، وَأَحْرَمَ مِنْهَا بِعُمْرَةٍ، وَبَعَثَ عَيْنًا لَهُ مِنْ خُزَاعَةَ، وَسَارَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى إِذَا كَانَ بِغَدِيْرِ الْأَشْطَاطِ، أَتَاهُ عَيْنُهُ قَالَ: إِنَّ قُرَيْشًا جَمَعُوْا لَكَ جُمُوْعًا، وَقَدْ جَمَعُوْا لَكَ الْأَحَابِيْشَ الْأَشْطَاطَ وَهُمْ مُقَاتِلُوْكَ وَصَادُّوْكَ عَنِ الْبَيْتِ وَمَانِعُوْكَ. فَقَالَ: ((أَشِيْرُوْا أَيُّهَا النَّاسُ! عَلَيَّ، أَتَرَوْنَ أَنْ أَمِيْلَ إِلَى عِيَالِهِمْ وَذَرَارِيِّ هَؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ أَنْ يَصُدُّوْنَا عَنِ الْبَيْتِ، فَإِنْ يَأْتُوْنَا كَانَ اللّٰهُ قَدْ قَطَعَ عَيْنًا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، وَإِلَّا تَرَكْنَاهُمْ مَحْرُوْبِيْنَ)) . قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! خَرَجْتَ عَامِدًا لِهَذَا الْبَيْتِ، لَا تُرِيْدُ قَتْلَ أَحَدٍ وَلَا حَرْبَ أَحَدٍ، فَتَوَجَّهْ لَهُ، فَمَنْ صَدَّنَا عَنْهُ قَاتَلْنَاهُ. قَالَ: ((امْضُوْا عَلَى اسْمِ اللّٰهِ)). [راجع: ١٦٩٤، ١٦٩٥]

٤١٨٠، ٤١٨١۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَمِّهِ، أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ، وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ، يُخْبِرَانِ خَبَرًا مِنْ خَبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ عُمْرَةِ الْحُدَيْبِيَّةِ فَكَانَ فِيْمَا أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ لَمَّا كَاتَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سُهَيْلَ بْنَ عَمْرٍو، يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ عَلَى قَضِيَّةِ الْمُدَّةِ، وَكَانَ فِيْمَا اشْتَرَطَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو أَنَّهُ قَالَ: لَا يَأْتِيْكَ مِنَّا أَحَدٌ

ہزار صحابہ کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔ پھر جب ذوالحلیفہ آپ پہنچے تو آپ نے قربانی کے جانور کو قلادہ پہنایا اور اس پر نشان لگایا اور وہیں سے عمرہ کا احرام باندھا۔ پھر آپ نے قبیلہ خزاعہ کے ایک صحابی کو جاسوسی کے لئے بھیجا اور خود بھی سفر جاری رکھا۔ جب آپ غدیر الاشطاط پر پہنچے تو آپ کے جاسوس بھی خبریں لے کر آ گئے، جنہوں نے بتایا کہ قریش نے آپ کے مقابلے کے لئے بہت بڑا لشکر تیار کر رکھا ہے اور بہت سے قبائل کو بلایا ہے وہ آپ سے جنگ کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور آپ کو بیت اللہ سے روکیں گے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: ”مجھے مشورہ دو کیا تمہارے خیال میں یہ مناسب ہوگا کہ میں ان کفار کی عورتوں اور بچوں پر حملہ کر دوں جو ہمارے بیت اللہ تک پہنچنے میں رکاوٹ بننا چاہتے ہیں؟ اگر انہوں نے ہمارا مقابلہ کیا تو اللہ عزوجل نے مشرکین سے ہمارے جاسوس کو محفوظ رکھا ہے اور اگر وہ ہمارے مقابلے پر نہیں آتے تو ہم انہیں ایک ہاری ہوئی قوم جان کو چھوڑ دیں گے۔“ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! آپ تو صرف بیت اللہ کے عمرہ کے لئے نکلے ہیں نہ آپ کا ارادہ کسی کو قتل کرنے کا ہے اور نہ کسی سے لڑائی کا۔ اس لئے آپ بیت اللہ تشریف لے چلیں۔ اگر ہمیں پھر بھی کوئی بیت اللہ تک جانے سے روکے گا تو ہم اس سے جنگ کریں گے۔ آپ نے فرمایا: ”پھر اللہ کا نام لے کر سفر جاری رکھو۔“

(۴۱۸۰،۸۱) مجھ سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو یعقوب بن ابراہیم نے خبر دی، کہا کہ مجھ سے میرے بھتیجے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے ان کے چچا محمد بن مسلم بن شہاب نے کہا کہ مجھ کو عروہ بن زبیر نے خبر دی اور انہوں نے مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ سے سنا، دونوں راویوں نے رسول اللہ ﷺ سے عمرہ حدیبیہ کے بارے میں بیان کیا تو عروہ نے مجھے اس میں جو کچھ خبر دی تھی، اس میں یہ بھی تھا کہ جب حضور اکرم ﷺ اور (قریش کا نمائندہ) سہیل بن عمرو حدیبیہ میں ایک مقررہ مدت تک کے لئے صلح کی دستاویز لکھ رہے تھے اور اس میں سہیل نے یہ شرط بھی رکھی تھی کہ ہمارا اگر کوئی آدمی آپ کے یہاں پناہ لے خواہ وہ آپ کے دین پر ہی کیوں نہ ہو جائے تو آپ کو اسے ہمارے حوالے کرنا ہی ہوگا تا کہ ہم اس کے ساتھ

وَإِنْ كَانَ عَلَى دِينِكَ إِلَّا رَدَدْتَهُ إِلَيْنَا، وَخَلَّيْتَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ. وَأَبَى سُهَيْلٌ أَنْ يُقَاضِيَ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ إِلَّا عَلَى ذَلِكَ، فَكَرِهَ الْمُؤْمِنُوْنَ ذَلِكَ وَامْتَعَضُوْا، فَتَكَلَّمُوْا فِيهِ، فَلَمَّا أَبَى سُهَيْلٌ أَنْ يُقَاضِيَ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ إِلَّا عَلَى ذَلِكَ، كَاتَبَهُ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ، فَرَدَّ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ أَبَا جَنْدَلِ ابْنَ سُهَيْلٍ يَوْمَئِذٍ إِلَى أَبِيهِ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو، وَلَمْ يَأْتِ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ أَحَدٌ مِنَ الرِّجَالِ إِلَّا رَدَّهُ فِي تِلْكَ الْمُدَّةِ، وَإِنْ كَانَ مُسْلِمًا، وَجَاءَتِ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ، فَكَانَتْ أُمُّ كُلْثُوْمٍ بِنْتُ عُقْبَةَ بْنِ مُعَيْطٍ مِمَّنْ خَرَجَ إِلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ وَهِيَ عَاتِقٌ، فَجَاءَ أَهْلُهَا يَسْأَلُوْنَ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَرْجِعَهَا إِلَيْهِمْ، حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْمُؤْمِنَاتِ مَا أَنْزَلَ. [راجع: ١٦٩٤، ١٦٩٥]

جو چاہیں کریں۔ سہیل اس شرط پر اڑ گیا اور کہنے لگا کہ حضور اکرم ﷺ اس شرط کو قبول کر لیں اور مسلمان اس شرط پر کسی طرح راضی نہ تھے، مجبوراً انہوں نے اس پر گفتگو کی (کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ مسلمان کو کافر کے سپرد کر دیں) سہیل نے کہا کہ یہ نہیں ہو سکتا تو صلح بھی نہیں ہو سکتی۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ شرط بھی تسلیم کر لی اور ابو جندل بن سہیل ؓ کو ان کے والد سہیل بن عمرو کے سپرد کر دیا جو اسی وقت مکہ سے فرار ہو کر بیڑی کو گھسیٹتے ہوئے مسلمانوں کے پاس پہنچے تھے (شرط کے مطابق مدت صلح میں مکہ سے فرار ہو کر) جو بھی آتا حضور ﷺ اسے واپس کر دیتے، خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہوتا۔ اس مدت میں بعض مؤمن عورتیں بھی ہجرت کر کے مکہ سے آئیں، ام کلثوم بنت عقبہ بن معیط بھی ان میں سے ہیں جو اس مدت میں حضور اکرم ﷺ کے پاس آئی تھیں، وہ اس وقت نوجوان تھیں، ان کے گھر والے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مطالبہ کیا کہ انہیں واپس کر دیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے مؤمن عورتوں کے بارے میں وہ آیت نازل کی جو شرط کے مناسب تھی۔

٤١٨٢ـ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: إِنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَمْتَحِنُ مَنْ هَاجَرَ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ بِهَذِهِ الْآيَةِ: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ﴾. [الممتحنة: ١٢] وَعَنْ عَمِّهِ قَالَ: بَلَغَنَا حِينَ أَمَرَ اللَّهُ رَسُوْلَهُ ﷺ أَنْ يَرُدَّ إِلَى الْمُشْرِكِينَ مَا أَنْفَقُوْا عَلَى مَنْ هَاجَرَ مِنْ أَزْوَاجِهِمْ، وَبَلَغَنَا أَنَّ أَبَا بَصِيرٍ. فَذَكَرَهُ بِطُوْلِهِ. [راجع: ٢٧١٣]

(۴۱۸۲) ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے عروہ بن زبیر ؓ نے خبر دی اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ آیت ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ﴾ کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے آنے والی عورتوں کو پہلے آزماتے تھے اور ان کے چچا سے روایت ہے کہ ہمیں وہ حدیث بھی معلوم ہے جب آنحضرت ﷺ نے حکم دیا تھا جو مسلمان عورتیں ہجرت کر کے چلی آتی ہیں ان کے شوہروں کو وہ سب کچھ واپس کر دیا جائے جو اپنی ان بیویوں کو وہ دے چکے ہیں اور ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ابو بصیر، پھر انہوں نے تفصیل کے ساتھ حدیث بیان کی۔

تشریح: چونکہ معاہدہ کی شرط میں عورتوں کا کوئی ذکر نہ تھا، اس لئے جب عورتوں کا مسئلہ سامنے آیا تو خود قرآن مجید میں حکم نازل ہوا کہ عورتوں کو

مشرکین کے حوالے نہ کیا جائے کہ اس سے معاہدہ کی خلاف ورزی لازم نہیں آتی بشرطیکہ تم کو یقین ہو جائے کہ وہ عورتیں محض ایمان و اسلام کی خاطر پورے ایمان کے ساتھ گھر چھوڑ کر آئی ہیں۔

٤١٨٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ خَرَجَ مُعْتَمِرًا فِي الْفِتْنَةِ فَقَالَ: إِنْ صُدِدْتُ عَنِ الْبَيْتِ، صَنَعْنَا كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. فَأَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِنْ أَجْلِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ. [راجع: ١٦٣٩]

(۴۱۸۳) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فتنہ کے زمانہ میں عمرہ کے ارادہ سے نکلے۔ پھر انہوں نے کہا: اگر بیت اللہ سے جانے سے روک دیا گیا تو میں وہی کام کروں گا جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا تھا۔ چنانچہ آپ نے صرف عمرہ کا احرام باندھا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے بھی صلح حدیبیہ کے موقع پر صرف عمرہ ہی کا احرام باندھا تھا۔

٤١٨٤- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ أَهَلَّ وَقَالَ: إِنْ حِيلَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ لَفَعَلْتُ كَمَا فَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ حِينَ حَالَتْ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهُ. وَتَلَا: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ [الأحزاب: ٢١] [راجع: ١٦٣٩] [مسلم: ٢٩٩٠]

(۴۱۸۴) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ بن عبداللہ نے، ان سے نافع نے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے احرام باندھا اور کہا کہ اگر مجھے بیت اللہ جانے سے روکا گیا تو میں بھی وہی کام کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔ جب آپ کو کفار قریش نے بیت اللہ جانے سے روکا۔ اور اس آیت کی تلاوت کی: ”یقیناً تم لوگوں کے لئے رسول اللہ ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔“

٤١٨٥- حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ، وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ، أَخْبَرَاهُ أَنَّهُمَا، كَلَّمَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ ؛ح: وَحَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ بَعْضَ بَنِي عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ لَهُ: لَوْ أَقَمْتَ الْعَامَ، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ لَا تَصِلَ إِلَى الْبَيْتِ. قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ دُوْنَ الْبَيْتِ، فَنَحَرَ النَّبِيُّ ﷺ هَدَايَاهُ، وَحَلَقَ وَقَصَّرَ أَصْحَابُهُ، ((أُشْهِدُكُمْ أَنِّي أَوْجَبْتُ عُمْرَةً)). فَإِنْ خُلِّيَ بَيْنِي وَبَيْنَ الْبَيْتِ طُفْتُ، وَإِنْ

(۴۱۸۵) ہم سے عبداللہ بن محمد بن اسماء نے بیان کیا، کہا ہم سے جویریہ نے بیان کیا، انہیں نافع نے، ان کو عبیداللہ بن عبداللہ اور سالم بن عبداللہ نے خبر دی کہ ان دونوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے گفتگو کی (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے جویریہ نے بیان کیا اور ان سے نافع نے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے کسی لڑکے نے ان سے کہا اگر اس سال آپ (عمرہ کرنے) نہ جاتے تو بہتر تھا کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ آپ بیت اللہ تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تھے تو کفار قریش نے بیت اللہ پہنچنے سے روک دیا تھا۔ چنانچہ حضور ﷺ نے اپنی قربانی کے جانور وہیں (حدیبیہ میں) ذبح کر دیئے اور سر کے بال منڈوا دیئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی بال چھوٹے کروا لئے، حضور ﷺ نے اس کے بعد فرمایا: ”میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے اوپر ایک عمرہ واجب کر لیا ہے“ (اور اسی

جِيلَ بَيْنِي وَبَيْنَ الْبَيْتِ صَنَعْتُ كَمَا صَنَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَسَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: مَا أُرَى شَأْنَهُمَا إِلَّا وَاحِدًا، أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ حَجَّةً مَعَ عُمْرَتِي. فَطَافَ طَوَافًا وَاحِدًا وَسَعْيًا وَاحِدًا، حَتَّى حَلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا. [راجع: ١٦٣٩]

طرح تمام صحابہ رضی اللہ عنہم پر بھی وہ واجب ہوگیا) اس لئے اگر آج مجھے بیت اللہ تک جانے دیا گیا تو میں بھی طواف کرلوں گا اور اگر مجھے بھی روک دیا گیا تو میں بھی وہی کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔ پھر تھوڑی دور چلے اور کہا کہ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے اوپر عمرہ کے ساتھ حج کو بھی ضروری قرار دے لیا ہے اور کہا میری نظر میں تو حج اور عمرہ دونوں ایک ہی جیسے ہیں، پھر انہوں نے ایک طواف کیا اور ایک سعی کی (جس دن مکہ پہنچے) اور آخر دونوں ہی کو پورا کیا۔

٤١٨٦ - حَدَّثَنِي شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ، سَمِعَ النَّضْرَ بْنَ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا صَخْرٌ، عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: إِنَّ النَّاسَ يَتَحَدَّثُونَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، أَسْلَمَ قَبْلَ عُمَرَ، وَلَيْسَ كَذَلِكَ، وَلَكِنْ عُمَرُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَرْسَلَ عَبْدَاللّٰهِ إِلَى فَرَسٍ لَهُ عِنْدَ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ يَأْتِي بِهِ لِيُقَاتِلَ عَلَيْهِ، وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُبَايِعُ عِنْدَ الشَّجَرَةِ، وَعُمَرُ لَا يَدْرِي بِذَلِكَ، فَبَايَعَهُ عَبْدُاللّٰهِ، ثُمَّ ذَهَبَ إِلَى الْفَرَسِ، فَجَاءَ بِهِ إِلَى عُمَرَ، وَعُمَرُ يَسْتَلْئِمُ لِلْقِتَالِ، فَأَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُبَايِعُ تَحْتَ الشَّجَرَةِ قَالَ: فَانْطَلَقَ فَذَهَبَ مَعَهُ حَتَّى بَايَعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، فَهِيَ الَّتِي يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَسْلَمَ قَبْلَ عُمَرَ. [راجع: ٣٩١٦]

(۴۱۸۶) مجھ سے شجاع بن ولید نے بیان کیا، انہوں نے نضر بن محمد سے سنا، کہا ہم سے صخر بن جویریہ نے بیان کیا اور ان سے نافع نے بیان کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے اسلام میں داخل ہوئے تھے، حالانکہ یہ غلط ہے۔ البتہ عمر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عمر کو اپنا گھوڑا لانے کے لئے بھیجا تھا، جو ایک انصاری صحابی کے پاس تھا تاکہ اسی پر سوار ہوکر جنگ میں شریک ہوں۔ اسی دوران رسول اللہ ﷺ درخت کے نیچے بیٹھ کر بیعت لے رہے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ کو ابھی اس کی اطلاع نہیں ہوئی تھی۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پہلے بیعت کی پھر گھوڑا لینے گئے۔ جس وقت وہ اسے لے کر عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو وہ جنگ کے لئے اپنی زرہ پہن رہے تھے۔ انہوں نے اس وقت عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ درخت کے نیچے بیعت لے رہے ہیں۔ بیان کیا کہ پھر آپ اپنے لڑکے کو ساتھ لے کر گئے اور بیعت کی۔ اتنی سی بات تھی جس پر لوگ اب کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے ابن عمر رضی اللہ عنہما اسلام لائے تھے۔

٤١٨٧ - وَقَالَ هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعُمَرِيُّ، أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّاسَ، كَانُوا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ، تَفَرَّقُوا فِي ظِلَالِ الشَّجَرِ، فَإِذَا النَّاسُ مُحْدِقُونَ بِالنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا عَبْدَاللّٰهِ!

(۴۱۸۷) اور ہشام بن عمار نے بیان کیا، ان سے ولید بن مسلم نے بیان کیا، ان سے عمر بن محمد عمری نے بیان کیا، انہیں نافع نے خبر دی اور انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر صحابہ رضی اللہ عنہم جو حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھے، مختلف درختوں کے سائے میں پھیل گئے تھے۔ پھر اچانک بہت سے صحابہ آپ کے چاروں طرف جمع ہوگئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: عبداللہ! دیکھو تو سہی لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع کیوں ہوگئے

انظُرْ مَا شَأْنُ النَّاسِ قَدْ أَحْدَقُوْا بِرَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَوَجَدَهُمْ يُبَايِعُوْنَ، فَبَايَعَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى عُمَرَ فَخَرَجَ فَبَايَعَ. [راجع: ٣٩١٦]

ہیں؟ انہوں نے دیکھا تو صحابہ بیعت کر رہے تھے۔ چنانچہ پہلے انہوں نے خود بیعت کر لی۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ کو آ کر خبر دی پھر وہ بھی گئے اور بیعت کی۔

تشریح: یہاں بیعت کرنے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے بیعت کی جو خاص وجہ سے تھی۔

٤١٨٨۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْلَى، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، سَمِعْتُ عَبْدَاللَّهِ بْنَ أَبِيْ أَوْفَى كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ حِيْنَ اعْتَمَرَ فَطَافَ فَطُفْنَا مَعَهُ، وَصَلَّى وَصَلَّيْنَا مَعَهُ، وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَكُنَّا نَسْتُرُهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ، لَا يُصِيْبُهُ أَحَدٌ بِشَيْءٍ. [راجع: ١٦٠٠]

(۴۱۸۸) ہم سے محمد بن عبداللہ بن نمیر نے بیان کیا، کہا ہم سے یعلی بن عبید نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے سنا، آپ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ نے عمرہ (قضا) کیا تو ہم بھی آپ کے ساتھ تھے، نبی ﷺ نے طواف کیا تو ہم نے بھی طواف کیا۔ حضور ﷺ نے نماز پڑھی تو ہم نے بھی نماز پڑھی اور حضور ﷺ نے صفا و مروہ کی سعی بھی کی، ہم آپ کی اہل مکہ سے حفاظت کرتے رہتے تھے تا کہ کوئی تکلیف کی بات نہ پیش آ جائے۔

٤١٨٩۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ إِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَصِيْنٍ، قَالَ: قَالَ أَبُوْ وَائِلٍ: لَمَّا قَدِمَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ مِنْ صِفِّيْنَ أَتَيْنَاهُ نَسْتَخْبِرُهُ فَقَالَ: اتَّهِمُوا الرَّأْيَ، فَلَقَدْ رَأَيْتُنِيْ يَوْمَ أَبِيْ جَنْدَلٍ وَلَوْ أَسْتَطِيْعُ أَنْ أَرُدَّ عَلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ أَمْرَهُ لَرَدَدْتُ، وَاللَّهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، وَمَا وَضَعْنَا أَسْيَافَنَا عَلَى عَوَاتِقِنَا لِأَمْرٍ يُفْظِعُنَا إِلَّا أَسْهَلْنَ بِنَا إِلَى أَمْرٍ نَعْرِفُهُ قَبْلَ هَذَا الْأَمْرِ، مَا نَسُدُّ مِنْهَا خُصْمًا إِلَّا انْفَجَرَ عَلَيْنَا خُصْمٌ مَا نَدْرِيْ كَيْفَ نَأْتِيْ لَهُ. [راجع: ٣١٨١]

(۴۱۸۹) ہم سے حسن بن اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن سابق نے بیان کیا، کہا ہم سے مالک بن مغول نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابوحصین سے سنا، ان سے ابووائل نے بیان کیا کہ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ جب جنگ صفین (جو علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ میں ہوئی تھی) اس سے واپس آئے تو ہم ان کی خدمت میں حالات معلوم کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ اس جنگ کے بارے میں تم لوگ اپنی رائے اور فکر پر نازاں مت ہو، میں یوم ابوجندل (صلح حدیبیہ) میں بھی موجود تھا۔ اگر میرے لئے رسول اللہ ﷺ کے حکم ماننے سے انکار ممکن ہوتا تو میں اس دن ضرور حکم عدولی کرتا۔ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں کہ جب ہم نے کسی مشکل کام کے لئے اپنی تلواروں کو اپنے کاندھوں پر رکھا تو صورت حال آسان ہو گئی اور ہم نے مشکل حل کر لی۔ لیکن اس جنگ کا کچھ عجیب حال ہے، اس میں ہم (فتنے کے) ایک کونے کو بند کرتے ہیں تو دوسرا کونا کھل جاتا ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ ہم کو کیا تدبیر کرنی چاہیے۔

تشریح: علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ حسن بن اسحاق استاذ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں: "كان من اصحاب ابن المبارك ومات سنة احدى واربعين ومائتين وماله فى البخارى سوى هذا الحديث" (فتح الباری جلد۷ صفحہ ۵۸۱) یعنی یہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ ان کا انتقال ۲۴۱ھ میں ہوا۔ صحیح بخاری میں ان سے صرف یہی ایک حدیث مروی ہے۔

٤١٩٠ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ: أَتَى عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ، وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلَى وَجْهِي فَقَالَ: ((أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّ رَأْسِكَ)). قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَاحْلِقْ، وَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ، أَوِ انْسُكْ نَسِيكَةً)). قَالَ أَيُّوبُ: لَا أَدْرِي بِأَيِّ هَذَا بَدَأَ. [راجع: ١٨١٤]

(۴۱۹۰) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے مجاہد نے ان سے ابن ابی لیلیٰ نے ان سے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ عمرہ حدیبیہ کے موقع پر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو جوئیں ان کے چہرے پر گر رہی تھی۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا: ''یہ جوئیں جو تمہارے سر سے گر رہی ہیں، تکلیف دے رہی ہیں؟'' انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھر سر منڈوا لو اور تین دن روزہ رکھ لو یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو یا پھر کوئی قربانی کر ڈالو'' (سر منڈوانے کا فدیہ ہوگا) ایوب سختیانی نے بیان کیا کہ مجھے معلوم نہیں کہ ان تینوں امور میں سے پہلے حضور ﷺ نے کون سی بات ارشاد فرمائی تھی۔

٤١٩١ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ هِشَامٍ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَنَحْنُ مُحْرِمُونَ، وَقَدْ حَصَرَنَا الْمُشْرِكُونَ قَالَ: وَكَانَتْ لِي وَفْرَةٌ فَجَعَلَتِ الْهَوَامُّ تَسَاقَطُ عَلَى وَجْهِي، فَمَرَّ بِي النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّ رَأْسِكَ)). قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: وَأُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ﴾ [البقرة: ١٩٦] [راجع: ١٨١٤]

(۴۱۹۱) مجھ سے ابوعبداللہ محمد بن ہشام نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، ان سے ابوبشر نے، ان سے مجاہد نے، ان سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے اور ان سے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور احرام باندھے ہوئے تھے۔ ادھر مشرکین ہمیں بیت اللہ تک جانے نہیں دینا چاہتے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میرے سر پر بال بڑے بڑے تھے جن سے جوئیں میرے چہرے پر گرنے لگیں۔ نبی ﷺ نے مجھے دیکھ کر دریافت فرمایا: ''کیا یہ جوئیں تکلیف دے رہی ہیں؟'' میں نے کہا: جی ہاں۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر یہ آیت نازل ہوئی: ''پس اگر تم کوئی مریض ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف دینے والی چیز ہو تو اسے (بال منڈوا لینے چاہئیں) اور تین دن کے روزے یا صدقہ یا قربانی کا فدیہ دینا چاہیے۔''

تشریح: ان جملہ روایتوں میں کسی نہ کسی طرح سے واقعہ حدیبیہ سے متعلق کچھ نہ کچھ ذکر ہے۔ یہی احادیث اور باب میں وجہ مطابقت ہے۔ حالت احرام میں ایسی بیماری سے سر منڈوا دینا جائز ہے۔ مگر اس کے فدیہ میں یہ کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

بَابُ قِصَّةِ عُكْلٍ وَعُرَيْنَةَ

باب: قبائل عکل اور عرینہ کا قصہ

٤١٩٢ـ حَدَّثَنِي عَبْدُالْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ،

(۴۱۹۲) مجھ سے عبدالاعلیٰ بن حماد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے

عَنْ قَتَادَةَ، أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ أَنَّ نَاسًا مِنْ عُكْلٍ وَعُرَيْنَةَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَتَكَلَّمُوا بِالْإِسْلَامِ فَقَالُوا: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! إِنَّا كُنَّا أَهْلَ ضَرْعٍ، وَلَمْ نَكُنْ أَهْلَ رِيفٍ. وَاسْتَوْخَمُوا الْمَدِينَةَ، فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِذَوْدٍ وَرَاعٍ، وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَخْرُجُوا فِيهِ، فَيَشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا، فَانْطَلَقُوا حَتَّى إِذَا كَانُوا نَاحِيَةَ الْحَرَّةِ كَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ، وَقَتَلُوا رَاعِيَ النَّبِيِّ ﷺ وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِي آثَارِهِمْ فَأَمَرَ بِهِمْ فَسَمَرُوا أَعْيُنَهُمْ، وَقَطَعُوا أَيْدِيَهُمْ، وَتُرِكُوا فِي نَاحِيَةِ الْحَرَّةِ حَتَّى مَاتُوا عَلَى حَالِهِمْ. قَالَ قَتَادَةُ: بَلَغَنَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعْدَ ذَلِكَ كَانَ يَحُثُّ عَلَى الصَّدَقَةِ، وَيَنْهَى عَنِ الْمُثْلَةِ. وَقَالَ شُعْبَةُ وَأَبَانُ وَحَمَّادٌ عَنْ قَتَادَةَ مِنْ عُرَيْنَةَ. وَقَالَ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ وَأَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ: قَدِمَ نَفَرٌ مِنْ عُكْلٍ. [راجع: ٢٣٣]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ قبائل عکل وعرینہ کے کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں مدینہ آئے اور اسلام میں داخل ہو گئے، پھر انہوں نے کہا، اے اللہ کے نبی! ہم لوگ مویشی رکھتے تھے کھیت وغیرہ ہمارے پاس نہیں تھے، (اس لئے ہم صرف دودھ پر بسر اوقات کیا کرتے تھے) اور انہیں مدینہ کی آب وہوا ناموافق آئی تو رسول اللہ ﷺ نے کچھ اونٹ اور ایک چرواہا ان کے ساتھ کر دیا اور فرمایا کہ انہیں اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پیو (تو تمہیں صحت حاصل ہو جائے گی) وہ لوگ (چراگاہ کی طرف) گئے، لیکن مقام حرہ کے کنارے پہنچتے ہی وہ اسلام سے پھر گئے اور نبی اکرم ﷺ کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو لے کر بھاگنے لگے۔ اس کی خبر جب نبی اکرم ﷺ کو ملی تو آپ نے چند صحابہ کو ان کے پیچھے دوڑایا (وہ پکڑ کر مدینہ لائے گئے) تو حضور ﷺ کے حکم سے ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیر دی گئیں (کیونکہ انہوں نے بھی ایسا ہی کیا تھا) اور انہیں حرہ کے کنارے چھوڑ دیا گیا۔ آخر وہ اسی حالت میں مر گئے۔ قتادہ نے بیان کیا کہ ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اس کے بعد صحابہ کو صدقہ کا حکم دیا اور مثلہ (مقتول کی لاش بگاڑنا یا ایذا دے کر اسے قتل کرنا) سے منع فرمایا اور شعبہ، ابان اور حماد نے قتادہ سے بیان کیا کہ (یہ لوگ) عرینہ کے قبیلے کے تھے (عکل کا نام نہیں لیا) اور یحییٰ بن ابی کثیر اور ایوب نے بیان کیا، ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ قبیلہ عکل کے کچھ لوگ آئے۔

تشریح: چرواہے کا نام یسار النوبی رضی اللہ عنہ تھا، جب قبیلے والے مرتد ہو کر اونٹ لے کر بھاگنے لگے تو اس چرواہے نے مزاحمت کی۔ اس پر انہوں نے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے اور اس کی زبان اور آنکھ میں کانٹے گاڑ دیئے جس سے انہوں نے شہادت پائی۔ (رضی اللہ عنہ) اسی قصاص میں ان ڈاکوؤں کے ساتھ وہ کیا گیا جو روایت میں مذکور ہے۔ یہ ڈاکو ہر دو قبائل عکل اور عرینہ سے تعلق رکھتے تھے۔ حرہ وہ پتھریلا میدان ہے جو مدینہ سے باہر ہے۔ وہ ڈاکو مرض استسقاء کے مریض تھے اس لئے نبی کریم ﷺ نے ان کے لئے یہ نسخہ تجویز فرمایا۔

٤١٩٣ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ أَبُو عُمَرَ الْحَوْضِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، وَالْحَجَّاجُ الصَّوَّافُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو رَجَاءٍ، مَوْلَى أَبِي قِلَابَةَ وَكَانَ

(۴۱۹۳) مجھ سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عمر حفص بن عمر الحوضی نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب اور حجاج صواف نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو قلابہ کے مولیٰ ابو رجاء نے بیان کیا، وہ ابو قلابہ کے ساتھ شام میں تھے کہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے ایک دن لوگوں سے مشورہ کیا کہ اس ''قسامہ'' کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ لوگوں

مَعَهُ بِالشَّأْمِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِالْعَزِيزِ، اسْتَشَارَ النَّاسَ يَوْمًا قَالَ: مَا تَقُولُونَ فِي هَذِهِ الْقَسَامَةِ؟ فَقَالُوا: حَقٌّ، قَضَى بِهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَضَتْ بِهَا الْخُلَفَاءُ، قَبْلَكَ. قَالَ: وَأَبُو قِلَابَةَ خَلْفَ سَرِيرِهِ، فَقَالَ عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيدٍ: فَأَيْنَ حَدِيثُ أَنَسٍ فِي الْعُرَنِيِّينَ؟ قَالَ أَبُو قِلَابَةَ: إِيَّايَ حَدَّثَهُ أَنَسُ ابْنُ مَالِكٍ. قَالَ عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ: مِنْ عُرَيْنَةَ. وَقَالَ أَبُو قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ: مِنْ عُكْلٍ. ذَكَرَ الْقِصَّةَ. [راجع: ٢٣٣]

نے کہا کہ یہ حق ہے۔ اس کا فیصلہ رسول اللہ ﷺ اور پھر خلفائے راشدین آپ سے پہلے کرتے رہے ہیں۔ ابورجاء نے بیان کیا کہ اس وقت ابوقلابہ، عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے تخت کے پیچھے تھے۔ اتنے میں عتبہ بن سعید نے کہا کہ پھر قبیلہ عرینہ کے لوگوں کے بارے میں انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کہاں گئی؟ اس پر ابوقلابہ نے کہا کہ انس رضی اللہ عنہ نے خود مجھ سے یہ بیان کیا۔ عبدالعزیز بن صہیب نے (اپنی روایت میں) انس رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے صرف عرینہ کا نام لیا اور ابوقلابہ نے اپنی روایت میں انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے صرف عکل کا نام لیا ہے پھر یہی قصہ بیان کیا۔

تشریح: جب قتل کے گواہ نہ ہوں اور لاش کسی محلہ یا گاؤں میں ملے، ان لوگوں پر قتل کا شبہ ہو تو ان میں سے پچاس آدمی چن کر ان سے حلف لیا جاتا ہے، اس کو قسامہ کہتے ہیں۔ عنبسہ کا خیال یہ تھا کہ آپ نے ان لوگوں کے لئے قسامہ کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ ان سے قصاص لیا۔ عنبسہ کا یہ اعتراض صحیح نہ تھا کیونکہ عرینہ والوں پر تو خون ثابت ہو چکا تھا اور قسامت وہاں ہوتی ہے جہاں ثبوت نہ ہو، صرف اشتباہ ہو۔ حدیث میں قبیلہ عرینہ کا ذکر ہے باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔

روایت میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی ذکر ہوا ہے جو خلیفہ عادل کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کی امامت واجتہاد معرفت احادیث وآثار پر امت کا اتفاق ہے بلکہ آپ کو اپنے وقت کا مجدد اسلام تسلیم کیا گیا ہے۔ آپ کے اسلامی کارناموں میں بڑا اہم ترین کارنامہ یہ ہے کہ آپ کو تدوین حدیث اور کتابت حدیث کی منظم کوشش کا احساس ہوا۔ چنانچہ آپ نے اپنے نائب والی مدینہ ابوبکر حزمی کو فرمان بھیجا کہ رسول اکرم ﷺ کی احادیث صحیحہ کو مدون کرو کیونکہ مجھے علم اور اہل علم کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا احادیث کی مستند کتابیں جمع کر کے مجھ کو بھیجو۔ ابوبکر حزمی نے آپ کے فرمان کی تعمیل میں احادیث کے کئی ذخیرے جمع کرائے مگر وہ ان کو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں ان تک نہ پہنچا سکے۔ ہاں خلیفہ عادل نے حضرت ابن شہاب زہری کو بھی اس خدمت پر مامور فرمایا تھا اور ان کو جمع حدیث کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے دفتر کے دفتر جمع کئے اور ان کو خلیفہ وقت تک پہنچایا۔ آپ نے ان کی متعدد نقلیں اپنی قلم رو میں مختلف مقامات پر بھجوائیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت راشدہ کا خلیفہ خامس قرار دیا گیا ہے۔

بَابُ غَزْوَةِ ذَاتِ الْقَرَدِ

باب: ذات قرد کی لڑائی کا بیان

وَهِيَ الْغَزْوَةُ الَّتِي أَغَارُوا عَلَى لِقَاحِ النَّبِيِّ ﷺ قَبْلَ خَيْبَرَ بِثَلَاثٍ.

یہ وہی غزوہ ہے جس میں مشرکین غطفان نبی اکرم ﷺ کی ۲۰ دودھیل اونٹنیوں کو بھگا کر لے جا رہے تھے۔ یہ خیبر کی لڑائی سے تین رات پہلے کا واقعہ ہے۔

تشریح: ذات القرد یا ذی قرد ایک چشمہ کا نام ہے جو غطفان قبیلے کے قریب ہے۔

٤١٩٤۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، قَالَ:

(۴۱۹۴) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے حاتم بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی عبید نے بیان کیا، کہا میں نے سلمہ بن

سَمِعْتُ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ، يَقُوْلُ: خَرَجْتُ قَبْلَ أَنْ يُؤَذَّنَ، بِالْأُوْلَى، وَكَانَتْ لِقَاحُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَرْعَى بِذِيْ قَرَدٍ. قَالَ: فَلَقِيَنِيْ غُلَامٌ لِعَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَالَ: أُخِذَتْ لِقَاحُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ: مَنْ أَخَذَهَا؟ قَالَ: غَطَفَانُ. قَالَ: فَصَرَخْتُ ثَلَاثَ صَرَخَاتٍ يَا صَبَاحَاهْ! قَالَ: فَأَسْمَعْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِيْنَةِ، ثُمَّ انْدَفَعْتُ عَلَى وَجْهِيْ حَتَّى أَدْرَكْتُهُمْ وَقَدْ أَخَذُوْا يَسْتَقُوْنَ مِنَ الْمَاءِ، فَجَعَلْتُ أَرْمِيْهِمْ بِنَبْلِيْ، وَكُنْتُ رَامِيًا، وَأَقُوْلُ:

أَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ   الْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ

وَأَرْتَجِزُ حَتَّى اسْتَنْقَذْتُ اللِّقَاحَ مِنْهُمْ، وَاسْتَلَبْتُ مِنْهُمْ ثَلَاثِيْنَ بُرْدَةً، قَالَ: وَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ وَالنَّاسُ فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! قَدْ حَمَيْتُ الْقَوْمَ الْمَاءَ وَهُمْ عِطَاشٌ، فَابْعَثْ إِلَيْهِمُ السَّاعَةَ. فَقَالَ: ((يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ! مَلَكْتَ فَأَسْجِحْ)). قَالَ: ثُمَّ رَجَعْنَا وَيُرْدِفُنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى نَاقَتِهِ حَتَّى دَخَلْنَا الْمَدِيْنَةَ.

[راجع: ۳۰۴۱]

اکوع ؓ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ فجر کی اذان سے پہلے میں (مدینہ سے باہر غابہ کی طرف نکلا) رسول اللہ ﷺ کی دودھ دینے والی اونٹنیاں ذات القرد میں چرا کرتی تھیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ راستے میں مجھے عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کے غلام ملے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنیاں پکڑ لی گئیں ہیں۔ میں نے پوچھا کہ کس نے پکڑا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ قبیلہ غطفان والوں نے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں نے تین مرتبہ بڑی زور زور سے پکارا، یا صباحاہ! انہوں نے بیان کیا کہ میں نے مدینہ کے دونوں کناروں تک آواز پہنچا دی اور اس کے بعد میں سیدھا تیزی کے ساتھ دوڑتا ہوا آگے بڑھا اور آخر انہیں جا لیا۔ اس وقت وہ جانوروں کو پانی پلانے کے لیے اترے تھے۔ میں نے ان پر تیر برسانے شروع کر دیئے۔ میں تیر اندازی میں ماہر تھا اور یہ شعر کہتا جاتا تھا ''میں ابن الاکوع ہوں، آج ذلیلوں کی بربادی کا دن ہے'' میں یہی رجز پڑھتا رہا اور آخر اونٹنیاں ان سے چھڑا لیں بلکہ تیس چادریں ان کی میرے قبضے میں آ گئیں۔ سلمہ نے بیان کیا کہ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ بھی صحابہ ؓ کو ساتھ لے کر آ گئے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے تیر مار مار کر ان کو پانی نہیں پینے دیا اور وہ ابھی پیاسے ہیں۔ آپ فوراً ان کے تعاقب کے لیے فوج بھیج دیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''اے ابن الاکوع! جب تو نے کسی پر قابو پا لیا تو پھر نرمی اختیار کیا کر۔'' سلمہ ؓ نے بیان کیا، پھر ہم واپس آ گئے اور رسول اللہ ﷺ مجھے اپنی اونٹنی پر پیچھے بٹھا کر لائے یہاں تک کہ ہم مدینہ واپس آ گئے۔

تشریح: مسلمانوں کا یہ ڈاکوؤں سے مقابلہ تھا جو بیس عدد دودھ دینے والی اونٹنیاں اہل اسلام کی پکڑ کر لے جا رہے تھے۔ حضرت سلمہ بن اکوع ؓ کی بہادری نے اس میں مسلمانوں کو کامیابی بخشی اور جانور ڈاکوؤں سے حاصل کر لئے گئے۔ ایک روایت میں ان کو فزارہ کے لوگ بتلایا گیا ہے۔ یہ بھی غطفان قبیلے کی شاخ ہے۔ سلمہ ؓ کا بیان ایک روایت میں یوں ہے کہ میں سلع پہاڑی پر چڑھ گیا اور میں نے ایسے موقع کا لفظ یا صباحاہ! اس زور سے نکالا کہ پورے شہر مدینہ میں اس کی خبر ہو گئی۔ چار شنبہ کا دن تھا، آواز پر نبی کریم ﷺ پانچ سات سو آدمیوں سمیت نکل کر باہر آ گئے۔ اس موقع پر حضرت سلمہ ؓ نے کہا نبی اکرم ﷺ سو جوان میرے ساتھ کر دیں تو جس قدر بھی ان کے پاس جانور ہیں سب کو چھین کر ان کو گرفتار کر کے لے آتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے اس موقع پر کیا زریں ارشاد فرمایا کہ ''دشمن قابو میں آ جائے تب اس پر نرمی ہی کرنا مناسب ہے۔''

بَابُ غَزْوَةِ خَيْبَرَ

باب: غزوۂ خیبر کا بیان

تشریح: خیبر ایک بستی کا نام ہے، مدینہ سے آٹھ برید پر شام کی طرف۔ یہ لڑائی سنہ ۷ ھ میں ہوئی۔ وہاں پر یہود آباد تھے۔ ان کے قلعے بنے ہوئے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان پر محاصرہ کیا، آخر مسلمانوں کو فتح ہوئی۔

٤١٩٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ سُوَيْدَ بْنَ النُّعْمَانِ، أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ، خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَامَ خَيْبَرَ، حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ۔ وَهِيَ مِنْ أَدْنَى خَيْبَرَ۔ صَلَّى الْعَصْرَ، ثُمَّ دَعَا بِالْأَزْوَادِ فَلَمْ يُؤْتَ إِلَّا بِالسَّوِيْقِ، فَأَمَرَ بِهِ فَثُرِّيَ، فَأَكَلَ وَأَكَلْنَا، ثُمَّ قَامَ إِلَى الْمَغْرِبِ، فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا، ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. [راجع: ٢٠٩]

(۴۱۹۵) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے، ان سے یحییٰ بن سعید نے، ان سے بشیر بن یسار نے اور انہیں سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ غزوۂ خیبر کے لیے وہ بھی رسول کریم ﷺ کے ساتھ نکلے تھے، (بیان کیا) جب ہم مقام صہبا میں پہنچے جو خیبر کے نشیب میں واقع ہے تو آنحضرت ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی پھر آپ نے توشہ سفر منگوایا۔ ستو کے سوا اور کوئی چیز آپ کی خدمت میں نہیں لائی گئی۔ وہ ستو آپ کے حکم سے بھگویا گیا اور وہی آپ نے بھی کھایا اور ہم نے بھی کھایا، اس کے بعد مغرب کی نماز کے لیے آپ کھڑے ہوئے (چونکہ وضو پہلے سے موجود تھا) اس لیے آنحضرت ﷺ نے بھی صرف کلی کی اور ہم نے بھی، پھر نماز پڑھی اور اس نماز کے لیے سرے سے وضو نہیں کیا۔

٤١٩٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى خَيْبَرَ فَسِرْنَا لَيْلًا، فَقَالَ: رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لِعَامِرٍ: يَا عَامِرُ! أَلَا تُسْمِعُنَا مِنْ هُنَيْهَاتِكَ. وَكَانَ عَامِرٌ رَجُلًا شَاعِرًا فَنَزَلَ يَحْدُوْ بِالْقَوْمِ يَقُوْلُ:

اللّٰهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَاغْفِرْ فِدَاءً لَكَ مَا أَبْقَيْنَا
وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا
وَأَلْقِيَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا
إِنَّا إِذَا صِيْحَ بِنَا أَبَيْنَا
وَبِالصِّيَاحِ عَوَّلُوْا عَلَيْنَا

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ هَذَا السَّائِقُ؟)) قَالُوْا: عَامِرُ بْنُ الْأَكْوَعِ. قَالَ: ((يَرْحَمُهُ

(۴۱۹۶) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حاتم بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے زید بن ابی عبید نے اور ان سے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے۔ رات کے وقت ہمارا سفر جاری تھا کہ ایک صاحب (اسید بن حضیر) نے عامر سے کہا: عامر! اپنے کچھ شعر سناؤ، عامر شاعر تھا۔ اس فرمائش پر وہ سواری سے اتر کر حدی خوانی کرنے لگے۔ کہا: ''اے اللہ! اگر تو نہ ہوتا تو ہمیں سیدھا راستہ نہ ملتا، نہ ہم صدقہ کر سکتے اور نہ ہم نماز پڑھ سکتے۔ پس ہماری جلدی مغفرت کر، جب تک ہم زندہ ہیں ہماری جانیں تیرے راستے میں فدا ہیں اور اگر ہماری مڈبھیڑ ہو جائے تو ہمیں ثابت رکھ ہم پر سکینت نازل فرما، ہمیں جب (باطل کی طرف) بلایا جاتا ہے تو ہم انکار کر دیتے ہیں، آج چلا چلا کر وہ ہمارے خلاف میدان میں آئے ہیں۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کون شعر کہہ رہا ہے؟'' لوگوں نے بتایا کہ عامر بن اکوع۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اس پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے تو انہیں شہادت کا مستحق قرار دے دیا، کاش! ابھی اور ہمیں ان سے فائدہ اٹھانے دیتے۔ پھر ہم خیبر آئے اور قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اس کے دوران ہمیں سخت تکالیف اور فاقوں سے گزرنا پڑا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے

اللّٰهُ)). قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: وَجَبَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! لَوْلَا أَمْتَعْتَنَا بِهِ. فَأَتَيْنَا خَيْبَرَ، فَحَاصَرْنَاهُمْ حَتَّى أَصَابَتْنَا مَخْمَصَةٌ شَدِيْدَةٌ، ثُمَّ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى فَتَحَهَا عَلَيْهِمْ، فَلَمَّا أَمْسَى النَّاسُ مَسَاءَ الْيَوْمِ الَّذِي فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ أَوْقَدُوْا نِيْرَانًا كَثِيْرَةً، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا هَذِهِ النِّيْرَانُ؟ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ تُوْقِدُوْنَ؟)) قَالُوْا: عَلَى لَحْمٍ. قَالَ: ((عَلَى أَيِّ لَحْمٍ؟)) قَالُوْا: لَحْمِ حُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَهْرِيْقُوْهَا وَاكْسِرُوْهَا)). فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَوْ نُهْرِيْقُهَا وَنَغْسِلُهَا، قَالَ: ((أَوْ ذَاكَ)). فَلَمَّا تَصَافَّ الْقَوْمُ كَانَ سَيْفُ عَامِرٍ قَصِيْرًا فَتَنَاوَلَ بِهِ سَاقَ يَهُوْدِيٍّ لِيَضْرِبَهُ، وَيَرْجِعُ ذُبَابُ سَيْفِهِ، فَأَصَابَ عَيْنَ رُكْبَةِ عَامِرٍ، فَمَاتَ مِنْهُ قَالَ: فَلَمَّا قَفَلُوْا، قَالَ سَلَمَةُ: رَآنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِيْ، قَالَ: ((مَا لَكَ؟)) قُلْتُ لَهُ: فِدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ، زَعَمُوْا أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((كَذَبَ مَنْ قَالَهُ، إِنَّ لَهُ لَأَجْرَيْنِ. وَجَمَعَ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ. إِنَّهُ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ قَلَّ عَرَبِيٌّ مَشَى بِهَا مِثْلَهُ)). حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ قَالَ: ((نَشَأَ بِهَا)).

ہمیں فتح عطا فرمائی، جس دن قلعہ فتح ہونا تھا، اس کی رات جب ہوئی تو لشکر میں جگہ جگہ آگ جل رہی تھی۔ نبی ﷺ نے پوچھا: ''یہ آگ کیسی ہے کس چیز کے لیے اس کو جگہ جگہ جلا رکھا ہے؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم بولے کہ گوشت پکانے کے لیے۔ آپ نے دریافت فرمایا: ''کس جانور کا گوشت ہے؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے بتایا کہ پالتو گدھوں کا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''تمام گوشت پھینک دو اور ہانڈیوں کو توڑ دو۔'' ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ایسا کیوں نہ کریں کہ گوشت تو پھینک دیں اور ہانڈیوں کو دھولیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ''یوں ہی کرلو۔'' (دن میں جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے جنگ کے لیے) صف بندی کی تو چونکہ عامر رضی اللہ عنہ کی تلوار چھوٹی تھی، اس لیے انہوں نے جب ایک یہودی کی پنڈلی پر (جھک کر) وار کرنا چاہا تو خود انہیں کی تلوار کی دھار سے ان کے گھٹنے کے اوپر کا حصہ زخمی ہوگیا اور ان کی شہادت اسی میں ہوگئی۔ بیان کیا کہ پھر جب لشکر واپس ہو رہا تو سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے حضور ﷺ نے دیکھا اور میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ''کیا بات ہے؟'' میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ عامر رضی اللہ عنہ کا سارا عمل اکارت ہوگیا (کیونکہ خود اپنی ہی تلوار سے ان کی وفات ہوئی) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جھوٹا ہے وہ شخص جو اس طرح کی باتیں کرتا ہے، انہیں تو دوہرا اجر ملے گا پھر آپ نے اپنی دونوں انگلیوں کو ایک ساتھ ملایا، انہوں نے تکلیف اور مشقت بھی اٹھائی اور اللہ کے راستے میں جہاد بھی کیا، شاید ہی کوئی عربی ہو، جس نے ان جیسی مثال قائم کی ہو۔'' ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، ان سے حاتم نے (بجائے مَشٰی بِهَا کے) نَشَأَ بِهَا نقل کیا یعنی کوئی عرب مدینہ میں عامر رضی اللہ عنہ جیسا پیدا نہیں ہوا۔

[راجع: ٢٤٧٧]

تشریح: حدیث میں جنگ خیبر کے کچھ مناظر بیان ہوئے ہیں یہی باب سے وجہ مطابقت ہے۔ عامر رضی اللہ عنہ جن کا ذکر ہوا ہے، رئیس خیبر مرحب نامی کے مقابلہ کے لیے نکلے تھے۔ ان کی تلوار خود ان ہی کے ہاتھ سے ان کے گھٹنے میں لگی اور وہ شہید ہو گئے۔ بعض لوگوں کو ان کے متعلق خودکشی کا شبہ ہوا، جس کی اصلاح کے لیے رسول کریم ﷺ کو عامر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا اظہار ضروری ہوا۔

٤١٩٧ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ، عَنْ

(۴۱۹۷) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی، انہیں حمید طویل نے اور انہیں انس رضی اللہ عنہ نے کہ

أَنَسٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَتَى خَيْبَرَ لَيْلًا، وَكَانَ إِذَا أَتَى قَوْمًا بِلَيْلٍ لَمْ يُقرَّ بِهِمْ حَتَّى يُصْبِحَ، فَلَمَّا أَصْبَحَ خَرَجَتِ الْيَهُوْدُ بِمَسَاحِيْهِمْ وَمَكَاتِلِهِمْ، فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوْا: مُحَمَّدٌ وَاللّٰهِ! مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيْسُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((خَرِبَتْ خَيْبَرُ، إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ)).

[راجع: ۳۷۱]

رسول اللہ ﷺ خیبر رات کے وقت پہنچے۔ آپ کا قاعدہ تھا کہ جب کسی قوم پر حملہ کرنے کے لیے رات کے وقت موقع پر پہنچتے تو فوراً ہی حملہ نہیں کرتے تھے بلکہ صبح ہو جاتی تب کرتے۔ چنانچہ صبح کے وقت یہودی اپنے کلہاڑے اور ٹوکرے لے کر باہر نکلے لیکن جب انہوں نے حضور ﷺ کو دیکھا تو شور کرنے لگے کہ محمد، خدا کی قسم! محمد لشکر لے کر آ گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ”خیبر برباد ہوا، ہم جب کسی قوم کے میدان میں اتر جاتے ہیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہو جاتی ہے۔“

تشریح: واقدی نے نقل کیا ہے کہ خیبر والوں کو پہلے ہی مسلمانوں کے حملہ کی اطلاع تھی۔ وہ ہر رات مسلح ہو کر نکلا کرتے تھے مگر اس رات کو ایسے غافل ہوئے کہ ان کا نہ کوئی جانور حرکت میں آیا نہ مرغ نے بانگ دی، یہاں تک کہ وہ صبح کے وقت کھیتی کے آلات لیے نکلے اور اچانک اسلامی فوج پر ان کی نظر پڑی جس سے وہ گھبرا گئے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اس سے نیک فالی لیتے ہوئے ((خربت خیبر)) کے الفاظ استعمال فرمائے جو حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئے۔ صدق رسول اللہ ﷺ۔

۴۱۹۸۔ أَخْبَرَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ سِيْرِيْنَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: صَبَّحْنَا خَيْبَرَ بُكْرَةً، فَخَرَجَ أَهْلُهَا بِالْمَسَاحِيْ، فَلَمَّا بَصُرُوْا بِالنَّبِيِّ ﷺ قَالُوْا: مُحَمَّدٌ وَاللّٰهِ! مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيْسُ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَللّٰهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ، إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ)). فَأَصَبْنَا مِنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ فَنَادَى مُنَادِي النَّبِيِّ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ، فَإِنَّهَا رِجْسٌ. [راجع: ۳۷۱]

(۴۱۹۸) ہمیں صدقہ بن فضل نے خبر دی، کہا ہم کو ابن عیینہ نے خبر دی، کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم خیبر صبح کے وقت پہنچے، یہودی اپنے پھاوڑے وغیرہ لے کر باہر آئے لیکن جب انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا تو چلانے لگے محمد! اللہ کی قسم محمد (ﷺ) لشکر لے کر آ گئے۔ آپ نے فرمایا: ”اللہ کی ذات سب سے بلند و برتر ہے۔ یقیناً جب ہم کسی قوم کے میدان میں اتر جائیں تو پھر ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہو جاتی ہے۔“ پھر ہمیں وہاں گدھے کا گوشت ملا لیکن حضور ﷺ کی طرف سے اعلان کرنے والے نے اعلان کیا کہ اللہ اور اس کے رسول تمہیں گدھے کا گوشت کھانے سے منع کرتے ہیں کہ یہ ناپاک ہے۔

تشریح: ابھی اس سے پہلے کی روایت میں ہے کہ رات کے وقت اسلامی لشکر خیبر پہنچا تھا ممکن ہے رات کے وقت ہی لشکر میدان میں آیا ہو اور اس روایت میں صبح کے وقت پہنچنے کا ذکر غالباً اسی وجہ سے ہے۔

۴۱۹۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ، عَنْ

(۴۱۹۹) ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا، ان سے محمد نے اور ان سے

مُحَمَّدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَاءَهُ جَاءٍ فَقَالَ: أُكِلَتِ الْحُمُرُ. فَسَكَتَ، ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَقَالَ: أُكِلَتِ الْحُمُرُ. فَسَكَتَ، ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ: أُفْنِيَتِ الْحُمُرُ. فَأَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادَى فِي النَّاسِ: إِنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ. فَأُكْفِئَتِ الْقُدُورُ، وَإِنَّهَا لَتَفُورُ بِاللَّحْمِ. [راجع: ٣٧١] [مسلم: ٥٠٢٠، ٥٠٢١]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک آنے والے نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ گدھے کا گوشت کھایا جارہا ہے۔ اس پر آپ نے خاموشی اختیار کی پھر دوبارہ وہ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ گدھے کا گوشت کھایا جارہا ہے۔ آنحضرت ﷺ اس مرتبہ بھی خاموش رہے، پھر وہ تیسری مرتبہ آئے اور عرض کیا کہ گدھے ختم ہو گئے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے ایک منادی سے اعلان کرایا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ تمہیں پالتو گدھوں کے گوشت کے کھانے سے منع کرتے ہیں۔ چنانچہ تمام ہانڈیاں الٹ دی گئیں حالانکہ وہ گوشت کے ساتھ جوش مار رہی تھیں۔

٤٢٠٠۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ الصُّبْحَ قَرِيبًا مِنْ خَيْبَرَ بِغَلَسٍ ثُمَّ قَالَ: ((اللَّهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ، إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ، فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ)). فَخَرَجُوا يَسْعَوْنَ فِي السِّكَكِ، فَقَتَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْمُقَاتِلَةَ، وَسَبَى الذُّرِّيَّةَ، وَكَانَ فِي السَّبْيِ صَفِيَّةُ، فَصَارَتْ إِلَى دِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ، ثُمَّ صَارَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا. فَقَالَ عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ لِثَابِتٍ: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ! آنْتَ قُلْتَ لِأَنَسٍ: مَا أَصْدَقَهَا؟ فَحَرَّكَ ثَابِتٌ رَأْسَهُ تَصْدِيقًا لَهُ.

(۴۲۰۰) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ثابت نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے صبح کی نماز خیبر کے قریب پہنچ کر ادا کی، ابھی اندھیرا تھا پھر فرمایا: ''اللہ کی ذات سب سے بلند و برتر ہے، خیبر برباد ہوا، یقیناً جب ہم کسی قوم کے میدان میں اتر جاتے ہیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہوجاتی ہے۔'' پھر یہودی گلیوں میں ڈرتے ہوئے نکلے۔ آخر نبی اکرم ﷺ نے ان کے جنگ کرنے والے لوگوں کو قتل کرادیا اور عورتوں اور بچوں کو قید کرلیا۔ قیدیوں میں ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں جو دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئی تھیں۔ پھر وہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آ گئیں۔ چنانچہ آپ نے ان سے نکاح کرلیا اور ان کے مہر میں انہیں آزاد کردیا۔ عبدالعزیز بن صہیب نے ثابت سے پوچھا: ابومحمد! کیا تم نے یہ پوچھا تھا کہ حضور ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو مہر میں کیا دیا تھا؟ ثابت رضی اللہ عنہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

٤٢٠١۔ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: سَبَى النَّبِيُّ ﷺ صَفِيَّةَ، فَأَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا. فَقَالَ ثَابِتٌ لِأَنَسٍ: مَا أَصْدَقَهَا؟ قَالَ: أَصْدَقَهَا نَفْسَهَا فَأَعْتَقَهَا. [راجع: ٣٧١]

(۴۲۰۱) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا، ان سے عبدالعزیز بن صہیب نے بیان کیا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا صفیہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے قیدیوں میں تھیں لیکن آپ نے انہیں آزاد کرکے ان سے نکاح کرلیا تھا۔ ثابت رضی اللہ عنہ نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا حضور ﷺ نے انہیں مہر کیا دیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ خود انہیں کو ان کے مہر میں دیا تھا یعنی انہیں آزاد کردیا تھا۔

نوٹ: احادیث کی ترتیب میں نسخہ ہندیہ اور ترقیم میں محمد فواد عبدالباقی کے لگائے نمبروں کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ ۴۲۰۲ حدیث صفحہ نمبر ۴۴۲ پر ملاحظہ فرمائیں۔

تشریح: حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا خیبر کے یہودیوں میں بڑی خاندانی خاتون تھیں۔ انہوں نے جنگ سے پہلے ہی خواب دیکھا تھا کہ ایک چاند ان کی گود میں آ گیا ہے۔ جنگ میں صلح کے بعد ان کے خاندانی وقار اور بہت سی خاندانی مصالح کے پیش نظر نبی کریم ﷺ نے ان کو آزاد کر کے خود اپنے حرم میں لے لیا۔ اس طرح اس کا خواب پورا ہوا اور ان کا احترام بھی باقی رہا۔ تفصیلی حالات پیچھے بیان ہو چکے ہیں۔

٤٢٠٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ الْتَقَى هُوَ وَالْمُشْرِكُونَ فَاقْتَتَلُوا، فَلَمَّا مَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى عَسْكَرِهِ، وَمَالَ الْآخَرُونَ إِلَى عَسْكَرِهِمْ، وَفِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَجُلٌ لَا يَدَعُ لَهُمْ شَاذَّةً وَلَا فَاذَّةً إِلَّا اتَّبَعَهَا، يَضْرِبُهَا بِسَيْفِهِ، فَقَالَ: مَا أَجْزَأَ مِنَّا الْيَوْمَ أَحَدٌ كَمَا أَجْزَأَ فُلَانٌ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ)). فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَنَا صَاحِبُهُ. قَالَ: فَخَرَجَ مَعَهُ كُلَّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهُ، وَإِذَا أَسْرَعَ أَسْرَعَ مَعَهُ قَالَ: فَجُرِحَ الرَّجُلُ جُرْحًا شَدِيدًا، فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ، فَوَضَعَ سَيْفَهُ بِالْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ، ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَى سَيْفِهِ، فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَخَرَجَ الرَّجُلُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ: ((وَمَا ذَاكَ؟)) قَالَ الرَّجُلُ الَّذِي ذَكَرْتَ آنِفًا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَأَعْظَمَ النَّاسُ ذَلِكَ، فَقُلْتُ: أَنَا لَكُمْ بِهِ. فَخَرَجْتُ فِي طَلَبِهِ، ثُمَّ جُرِحَ جُرْحًا شَدِيدًا، فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ، فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهِ فِي الْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ، ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ، فَقَتَلَ نَفْسَهُ. فَقَالَ

(۴۲۰۳) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا، ان سے ابوحازم نے اور ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے (اپنے لشکر کے ساتھ) مشرکین (یعنی) یہود خیبر کا مقابلہ کیا، دونوں طرف سے لوگوں نے جنگ کی، پھر جب آپ اپنے خیمے کی طرف واپس ہوئے اور یہودی بھی اپنے خیموں میں واپس چلے گئے تو رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی کے متعلق کسی نے ذکر کیا کہ یہودیوں کا کوئی بھی آدمی اگر انہیں مل جائے تو وہ اس کا پیچھا کر کے اسے قتل کئے بغیر نہیں رہتے۔ کہا گیا کہ آج فلاں شخص ہمارے طرف سے جتنی بہادری اور ہمت سے لڑا ہے شاید اتنی بہادری سے کوئی بھی نہیں لڑا ہو گا لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان کے متعلق فرمایا: ''وہ اہل دوزخ میں سے ہے۔'' ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ میں ان کے ساتھ ساتھ رہوں گا۔ بیان کیا کہ پھر وہ ان کے پیچھے ہو لیے جہاں وہ ٹھہر جاتے وہ بھی ٹھہر جاتے اور جہاں وہ دوڑ کر چلتے یہ بھی دوڑنے لگتے۔ بیان کیا کہ پھر وہ صاحب زخمی ہو گئے۔ انتہائی شدید طور پر اور چاہا کہ جلدی موت آ جائے۔ اس لیے انہوں نے اپنی تلوار زمین میں گاڑ دی اور اس کی نوک سینہ کے مقابل کر کے اس پر گر پڑے اور اس طرح خودکشی کر لی۔ اب دوسرے صحابی (جو ان کی جستجو میں لگے ہوئے تھے) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ پوچھا: ''کیا بات ہے؟'' ان صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ جن کے متعلق ابھی آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ وہ اہل دوزخ میں سے ہیں تو لوگوں پر آپ کا یہ فرمانا بڑا شاق گزرا تھا، میں نے ان سے کہا کہ میں تمہاری لیے ان کے پیچھے پیچھے جاتا ہوں۔ چنانچہ میں ان کے ساتھ ساتھ رہا۔ ایک موقع پر جب وہ شدید زخمی ہو گئے تو اس خواہش میں کہ موت جلدی آ جائے اپنی

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ، وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ، فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ، وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)). [راجع: ٢٨٩٨] [مسلم: ٣٠٦]

تلوار انہوں نے زمین میں گاڑ دی اور اس کی نوک کو اپنے سینہ کے سامنے کر کے اس پر گر پڑے اور اس طرح انہوں نے خود اپنی جان کو ہلاک کر دیا۔ اسی موقع پر آپ نے فرمایا: ”انسان زندگی بھر بظاہر جنت والوں کے عمل کرتا ہے، حالانکہ وہ اہل دوزخ میں سے ہوتا ہے۔ اسی طرح دوسرا شخص زندگی بھر بظاہر اہل دوزخ کے عمل کرتا ہے، حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے۔“

تشریح: نبی کریم ﷺ کو بذریعہ وحی اس شخص کا انجام معلوم ہو چکا تھا۔ جیسا آپ نے فرمایا ویسا ہی ہوا کہ وہ شخص خودکشی کر کے حرام موت مر گیا اور دوزخ میں داخل ہوا۔ اسی لیے انجام کا فکر ضروری ہے کہ فیصلہ انجام ہی کے مطابق ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خاتمہ بالخیر نصیب کرے۔ اس حدیث میں جنگ خیبر کا ذکر ہے، یہی باب سے مطابقت ہے۔

٤٢٠٤ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: شَهِدْنَا خَيْبَرَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِرَجُلٍ مِمَّنْ مَعَهُ يَدَّعِي الْإِسْلَامَ: ((هٰذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ)). فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ أَشَدَّ الْقِتَالِ، حَتَّى كَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحَةُ، فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ يَرْتَابُ، فَوَجَدَ الرَّجُلُ أَلَمَ الْجِرَاحَةِ، فَأَهْوَى بِيَدِهِ إِلَى كِنَانَتِهِ، فَاسْتَخْرَجَ مِنْهَا أَسْهُمًا، فَنَحَرَ بِهَا نَفْسَهُ، فَاشْتَدَّ رِجَالٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! صَدَّقَ اللّٰهُ حَدِيثَكَ، انْتَحَرَ فُلَانٌ فَقَتَلَ نَفْسَهُ. فَقَالَ: ((قُمْ يَا فُلَانُ! فَأَذِّنْ أَنْ لَا يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ، إِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ)). تَابَعَهُ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ. [راجع: ٣٠٦٢]

(۴۲۰۴) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں سعید بن مسیب نے خبر دی اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم خیبر کی جنگ میں شریک تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک صاحب کے متعلق جو آپ کے ساتھ تھے اور خود کو مسلمان کہتے تھے فرمایا: ”یہ شخص اہل دوزخ میں سے ہے۔“ پھر جب لڑائی شروع ہوئی تو وہ صاحب بڑی پامردی سے لڑے اور بہت زیادہ زخمی ہو گئے۔ ممکن تھا کہ کچھ لوگ شبہ میں پڑ جاتے لیکن ان صاحب کے لیے زخموں کی تکلیف ناقابل برداشت تھی۔ چنانچہ انہوں نے اپنے ترکش میں سے تیر نکالا اور اپنے سینہ میں چبھو دیا۔ یہ منظر دیکھ کر مسلمان دوڑتے ہوئے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کا فرمان سچ کر دکھایا۔ اس شخص نے خود اپنے سینے میں تیر چبھو کر خودکشی کر لی ہے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: ”اے فلاں! جا اور اعلان کر دے کہ جنت میں صرف مؤمن ہی داخل ہوں گے۔ یوں اللہ تعالیٰ اپنے دین کی مدد فاجر شخص سے بھی لے لیتا ہے۔“ اس روایت کی متابعت معمر نے زہری سے کی۔

٤٢٠٥ـ وَقَالَ شَبِيبٌ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: شَهِدْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ خَيْبَرَ وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ

(۴۲۰۵) اور شبیب نے یونس سے بیان کیا، انہوں نے ابن شہاب زہری سے، انہیں سعید بن مسیب اور عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب نے خبر دی، ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ خیبر میں موجود تھے اور ابن مبارک نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان

عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ تَابَعَهُ صَالِحٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ. وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ: أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ: أَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ ابْنَ كَعْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُبَيْدَاللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ شَهِدَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ خَيْبَرَ. قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَأَخْبَرَنِي عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ وَسَعِيْدٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٣٠٦٢]

سے زہری نے، ان سے سعید بن میسب رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے۔ اس روایت کی متابعت صالح نے زہری سے کی اور زبیدی نے بیان کیا، انہیں زہری نے خبردی، انہیں عبدالرحمٰن بن کعب نے خبردی اور انہیں عبیداللہ بن کعب نے خبردی کہ مجھے اس صحابی رضی اللہ عنہ نے خبردی جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ خیبر میں موجود تھے۔ زہری نے بیان کیا اور مجھے عبیداللہ بن عبداللہ اور سعید بن میسب نے خبردی رسول اللہ ﷺ سے۔

نوٹ: احادیث کی ترتیب میں نسخہ ہندیہ اور ترقیم میں محمد فواد عبدالباقی کے لگائے نمبروں کو مدنظر رکھا گیا ہے۔

تشریح: طبرانی کی روایت میں ہے کہ جب آپ نے اس کو دوزخی فرمایا، لوگوں کو بہت گراں گزرا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! جب ایسی محنت اور کوشش کرنے والا دوزخی ہے تو پھر ہمارا حال کیا ہونا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ شخص دوزخی ہے، اپنا نفاق چھپاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ظاہری اعمال پر حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ جب تک اندرونی حالات کی درستگی نہ ہو۔ اللہ سب کو نفاق سے بچائے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول جو شبیب عن یونس سے روایت کیا گیا ہے، اصل یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس اس وقت آئے تھے جب جنگ خیبر ختم ہو چکی تھی۔ اس لیے شبیب اور معمر کی روایت میں جو خیبر کا لفظ ہے اس میں شبہ رہتا ہے تو امام بخاری رحمہ اللہ نے شبیب اور ابن مبارک کی روایتوں سے یہ ثابت کیا کہ ان میں بجائے خیبر کے حنین کا لفظ مذکور ہے۔ صحیح بخاری کے بعض نسخوں میں یہاں خیبر کا لفظ مذکور ہے، بعض نے کہا وہی صحیح ہے۔

٤٢٠٢ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: لَمَّا غَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْبَرَ- أَوْ قَالَ- لَمَّا تَوَجَّهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَشْرَفَ النَّاسُ عَلَى وَادٍ، فَرَفَعُوْا أَصْوَاتَهُمْ بِالتَّكْبِيْرِ: اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ارْبَعُوْا عَلَى أَنْفُسِكُمْ، إِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا، إِنَّكُمْ تَدْعُوْنَ سَمِيْعًا قَرِيْبًا وَهُوَ مَعَكُمْ)). وَأَنَا خَلْفَ دَابَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَمِعَنِي وَأَنَا أَقُوْلُ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، فَقَالَ لِي: ((يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ!)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ. قَالَ: ((أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى كَلِمَةٍ مِنْ كَنْزٍ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ)).

(۴۲۰۲) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالواحد نے بیان کیا، ان سے عاصم نے، ان سے ابو عثمان نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر پر لشکر کشی کی یا یوں بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ (خیبر کی طرف) روانہ ہوئے تو (راستے میں) لوگ ایک وادی میں پہنچے اور بلند آواز کے ساتھ تکبیر کہنے لگے: اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ (اللہ سب سے بلند و برتر ہے، اللہ سب سے بلند و برتر ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی جانوں پر رحم کرو، تم کسی بہرے کو یا ایسے شخص کو نہیں پکار رہے ہو، جو تم سے دور ہو، جسے تم پکار رہے ہو وہ سب سے زیادہ سننے والا اور تمہارے بہت نزدیک ہے بلکہ وہ تمہارے ساتھ ہے۔'' میں رسول اللہ ﷺ کی سواری کے پیچھے تھا۔ میں نے جب لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہا تو حضور ﷺ نے سن لیا، آپ نے فرمایا: ''عبداللہ بن قیس!'' میں نے کہا: لبیک یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایک ایسا کلمہ نہ بتادوں جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے؟'' میں نے عرض کیا: ضرور

قُلْتُ: بَلَى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فِدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ. قَالَ: ((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ)). [مسلم: ٢٩٩٢]

بتائیے، یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''وہ کلمہ یہی ہے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ یعنی گناہوں سے بچنا اور نیکی کرنا یہ اسی وقت ممکن ہے، جب اللہ کی مدد شامل حال ہو۔''

تشریح: جنگ خیبر کے لیے اسلامی فوج کی روانگی کا ایک منظر اس روایت میں پیش کیا گیا ہے اور باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ ذکر الٰہی کے لیے چیخنے چلانے کی ضرورت نہیں ہے۔ نام نہاد صوفیوں میں ذکر بالجہر کا ایک وظیفہ مروج ہے، زور زور سے کلمہ کی ضرب لگاتے ہیں۔ اس قدر چیخ کر کہ سننے والوں کے کان کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس حدیث سے ان کی بھی مذمت ثابت ہوئی جس جگہ شارع علیہ السلام نے جہر کی اجازت دی ہے، وہاں جہر ہی افضل ہے جیسے اذان پنج وقتہ جہر ہی کے ساتھ مطلوب ہے یا جہری نمازوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد مقتدی اور امام ہر دو کے لیے آمین بالجہر کہنا۔ یہ رسول کریم ﷺ کی سنت ہے غرض ہر جگہ تعلیمات محمدی ﷺ کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

٤٢٠٦۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ أَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ: رَأَيْتُ أَثَرَ ضَرْبَةٍ فِيْ سَاقِ سَلَمَةَ، فَقَالَ: يَا أَبَا مُسْلِمٍ! مَا هٰذِهِ الضَّرْبَةُ؟ قَالَ: هٰذِهِ ضَرْبَةٌ أَصَابَتْهَا يَوْمَ خَيْبَرَ، فَقَالَ النَّاسُ: أُصِيْبَ سَلَمَةُ. فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَنَفَثَ فِيْهِ ثَلَاثَ نَفَثَاتٍ، فَمَا اشْتَكَيْتُهَا حَتَّى السَّاعَةِ. [ابوداود: ٣٨٩٤]

(۴۲۰۶) ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن ابی عبید نے بیان کیا، کہا کہ میں نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی پنڈلی میں ایک زخم کا نشان دیکھ کر ان سے پوچھا: اے ابومسلم! یہ زخم کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ غزوۂ خیبر میں مجھے یہ زخم لگا تھا، لوگ کہنے لگے کہ سلمہ زخمی ہو گیا۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ نے تین مرتبہ اس پر دم کیا، اس کی برکت سے آج تک مجھے اس زخم سے کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

٤٢٠٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ سَهْلٍ، قَالَ: الْتَقَى النَّبِيُّ ﷺ وَالْمُشْرِكُوْنَ فِيْ بَعْضِ مَغَازِيْهِ فَاقْتَتَلُوْا، فَمَالَ كُلُّ قَوْمٍ إِلَى عَسْكَرِهِمْ، وَفِي الْمُسْلِمِيْنَ رَجُلٌ لَا يَدَعُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ شَاذَّةً وَلَا فَاذَّةً إِلَّا اتَّبَعَهَا فَضَرَبَهَا بِسَيْفِهِ، فَقِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا أَجْزَأَ أَحَدُهُمْ مَا أَجْزَأَ فُلَانٌ. فَقَالَ: ((إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ)). فَقَالُوْا: أَيُّنَا مِنَ الْجَنَّةِ إِنْ كَانَ هٰذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ؟ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: لَأَتَّبِعَنَّهُ، فَإِذَا أَسْرَعَ وَأَبْطَأَ كُنْتُ مَعَهُ. حَتَّى جُرِحَ فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ، فَوَضَعَ نِصَابَ سَيْفِهِ بِالْأَرْضِ، وَذُبَابَهُ بَيْنَ

(۴۲۰۷) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی حازم نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک غزوہ (خیبر) میں نبی کریم ﷺ اور مشرکین کا مقابلہ ہوا اور خوب جم کر جنگ ہوئی آخر دونوں لشکر اپنے اپنے خیموں کی طرف واپس ہوئے اور مسلمانوں میں ایک آدمی تھا جنہیں مشرکین کی طرف کا کوئی شخص کہیں مل جاتا تو اس کا پیچھا کر کے قتل کیے بغیر وہ نہ رہتے۔ کہا گیا کہ یا رسول اللہ! جتنی بہادری سے آج فلاں شخص لڑا ہے، اتنی بہادری سے تو کوئی نہ لڑا ہوگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''وہ اہل دوزخ میں سے ہے۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: اگر یہ بھی دوزخی ہے تو پھر ہم جیسے لوگ کس طرح جنت والے ہو سکتے ہیں؟ اس پر ایک صحابی بولے کہ میں ان کے پیچھے پیچھے رہوں گا۔ چنانچہ جب وہ دوڑتے یا آہستہ چلتے تو میں ان کے ساتھ ساتھ ہوتا۔ آخر وہ زخمی ہوئے اور چاہا کہ موت جلدی آ جائے۔ اس لیے وہ تلوار کا قبضہ زمین میں گاڑ کر اس کی نوک سینے کے مقابل کر کے اس پر گر پڑے۔ اس

ثَدْيَيْهِ، ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ، فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَجَاءَ الرَّجُلُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللَّهِ فَقَالَ: ((وَمَا ذَاكَ؟)) فَأَخْبَرَهُ. فَقَالَ: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فِيْمَا يَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَإِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ، فِيْمَا يَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)). [راجع: ٢٨٩٨]

[مسلم: ٣٠٦، ٣٠٧؛ ابوداود: ٣١٨٢؛ ترمذي: ٢١٣٧؛ نسائي: ٤٠٢٤]

طرح سے اس نے خودکشی کر لی۔ اب وہ صحابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ نے پوچھا: ''کیا بات ہے؟'' انہوں نے تفصیل بتائی تو آپ نے فرمایا: ''ایک شخص بظاہر جنتیوں جیسے عمل کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ اہل دوزخ میں سے ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک دوسرا شخص بظاہر دوزخیوں کے سے عمل کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے۔''

تشریح: اس لیے تو فرمایا کہ اصل اعتبار خاتمہ کا ہے۔ جنتی لوگوں کا خاتمہ جنت کے اعمال پر اور دوزخیوں کا خاتمہ دوزخ کے اعمال پر ہوتا ہے۔ خودکشی کرنا شریعت میں سخت جرم قرار دیا گیا ہے۔ یہ حرام موت مرنا ہے۔ روایت میں جنگ خیبر کا ذکر ہے۔ یہی روایت اور باب میں مطابقت ہے۔ یہ نوٹ آج شعبان سنہ ۱۳۹۲ھ کو مسجد اہلحدیث ہندو پور میں لکھ رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو قائم ودائم رکھے۔ آمین

٤٢٠٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدٍ الْخُزَاعِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ الرَّبِيْعِ، عَنْ أَبِيْ عِمْرَانَ، قَالَ: نَظَرَ أَنَسٌ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَرَأَى طَيَالِسَةً فَقَالَ: كَأَنَّهُمُ السَّاعَةَ يَهُوْدُ خَيْبَرَ.

(۴۲۰۸) ہم سے محمد بن سعید خزاعی نے بیان کیا، کہا ہم سے زیاد بن ربیع نے بیان کیا، ان سے ابوعمران نے بیان کیا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے (بصرہ کی مسجد میں) جمعہ کے دن لوگوں کو دیکھا کہ (ان کے سروں پر) چادریں ہیں جن پر پھول کڑھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ لوگ اس وقت خیبر کے یہودیوں کی طرح معلوم ہوتے ہیں۔

تشریح: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شاید یہ لوگ اکثر چادریں اوڑھتے ہوں گے۔ اور دوسرے لوگ جن کو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دیکھا تھا وہ اس قدر کثرت سے چادریں نہ اوڑھتے ہوں گے۔ اس لیے ان کو یہودیوں سے مشابہت دی۔ اس سے چادر اوڑھنے کی کراہیت نہیں نکلتی۔ بعض نے کہا انس رضی اللہ عنہ نے دو رنگ کی چادروں کے اوڑھنے پر انکار کیا مگر طبرانی نے ام سلمہ سے نکالا کہ نبی کریم ﷺ اکثر اپنی چادر اور ازار کو زعفران یا ورس سے رنگتے۔ بعض نے کہا یہ لوگ چادریں اس طرح اوڑھتے تھے جیسے یہودی اوڑھتے ہیں کہ پیٹھ اور کندھوں پر ڈال کر دونوں کنارے لٹکے رہنے دیتے ہیں، الٹتے نہیں۔ انس رضی اللہ عنہ نے اس پر انکار کیا۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ یہود کی مخالفت کرو۔

٤٢٠٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ قَالَ: كَانَ عَلِيٌّ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ خَيْبَرَ، وَكَانَ رَمِدًا فَقَالَ: أَنَا أَتَخَلَّفُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَلَحِقَ، فَلَمَّا بِتْنَا اللَّيْلَةَ الَّتِيْ فُتِحَتْ قَالَ: ((لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا۔ أَوْ

(۴۲۰۹) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حاتم نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی عبید نے اور ان سے سلمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ علی رضی اللہ عنہ غزوۂ خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نہ جا سکے تھے کیونکہ آشوب چشم میں مبتلا تھے۔ (جب آنحضرت ﷺ جا چکے) تو انہوں نے سوچا: اب میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ غزوہ میں بھی شریک نہ ہوں گا؟ چنانچہ وہ بھی آ گئے۔ جس دن خیبر فتح ہونا تھا، جب اس کی رات آئی تو آنحضور ﷺ نے فرمایا:

لَيَأْخُذَنَّ الرَّايَةَ غَدًا۔ رَجُلٌ يُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ، يُفْتَحُ عَلَيْهِ)). فَنَحْنُ نَرْجُوهَا فَقِيلَ: هَذَا عَلِيٌّ، أَعْطَاهُ فَفُتِحَ عَلَيْهِ. [راجع: ٢٩٧٥]

''کل میں (اسلامی) علم اس شخص کو دوں گا یا فرمایا کہ علم وہ شخص لے گا جسے اللہ اور اس کا رسول عزیز رکھتے ہیں اور جس کے ہاتھ پر فتح حاصل ہوگی۔'' ہم سب ہی اس سعادت کے امیدوار تھے لیکن کہا گیا کہ یہ ہیں علی ؓ اور حضور ﷺ نے انہی کو جھنڈا دیا اور انہی کے ہاتھ پر خیبر فتح ہوا۔

٤٢١٠ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ: ((لَأُعْطِيَنَّ هَذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا، يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ، يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ)). قَالَ: فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوكُونَ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، كُلُّهُمْ يَرْجُو أَنْ يُعْطَاهَا فَقَالَ: ((أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ)). فَقَالُوا: هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ. قَالَ: ((فَأَرْسِلُوا إِلَيْهِ)). فَأُتِيَ بِهِ فَبَصَقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي عَيْنَيْهِ، وَدَعَا لَهُ، فَبَرَأَ حَتَّى كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ، فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ، فَقَالَ عَلِيٌّ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أُقَاتِلُهُمْ حَتَّى يَكُونُوا مِثْلَنَا، فَقَالَ: ((انْفُذْ عَلَى رِسْلِكَ حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللَّهِ فِيهِ، فَوَاللَّهِ! لَأَنْ يَهْدِيَ اللَّهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ)). [راجع: ٢٩٤٢، ٣٠٠٩]

(۴۲۱۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمن نے بیان کیا، ان سے ابوحازم نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے سہل بن سعد ؓ نے خبر دی کہ غزوۂ خیبر میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''کل میں جھنڈا ایک ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا اور جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول بھی اسے عزیز رکھتے ہیں۔'' راوی نے بیان کیا کہ وہ رات سب کی اس فکر میں گزر گئی کہ دیکھیں، حضور اکرم ﷺ علم کسے عطا فرماتے ہیں۔ صبح ہوئی تو سب خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے اور اس امید کے ساتھ کہ علم انہیں کو ملے گا لیکن حضور ﷺ نے دریافت فرمایا: ''علی ابن ابی طالب کہاں ہیں؟'' عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! وہ تو آنکھوں کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''انہیں بلا لاؤ۔'' جب وہ لائے گئے تو حضور ﷺ نے اپنا تھوک ان کی آنکھوں میں لگا دیا اور ان کے لیے دعا کی۔ اس دعا کی برکت سے ان کی آنکھیں اتنی اچھی ہوگئیں جیسے پہلے کوئی بیماری ہی نہیں تھی۔ علی ؓ نے علم سنبھال کر عرض کیا: یا رسول اللہ! میں ان سے اس وقت تک جنگ کروں گا جب تک وہ ہمارے ہی جیسے نہ ہو جائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''یوں ہی چلے جاؤ، ان کے میدان میں اتر کر پہلے انہیں اسلام کی دعوت دو اور بتاؤ کہ اللہ کا ان پر کیا حق ہے۔ اللہ کی قسم! اگر تمہارے ذریعہ ایک شخص کو بھی ہدایت مل جائے تو یہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔''

تشریح: معلوم ہوا کہ جنگ اسلام کا مقصود اول نہیں ہے۔ اسلام کا مقصود حقیقی اشاعت اسلام ہے جو اگر تبلیغ اسلام سے ہو جائے تو لڑنے کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صاف فرمایا ہے کہ اللہ پاک فسادیوں کو دوست نہیں رکھتا، وہ تو عدل وانصاف اور صلح وامن وامان کا چاہنے والا ہے۔ حضرت علی ؓ کو فاتح خیبر اس لیے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے آخر میں جھنڈا سنبھالا اور اللہ نے ان کے ہاتھ پر خیبر کو فتح کرایا۔ سرخ اونٹ عرب کے ملک میں بہت قیمتی ہوتے ہیں۔

٤٢١١ـ حَدَّثَنَا عَبْدُالْغَفَّارِ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ؛ ح: وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الزُّهْرِيُّ، عَنْ عَمْرٍو، مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَدِمْنَا خَيْبَرَ، فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْحِصْنَ ذُكِرَ لَهُ جَمَالُ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيِّ بْنِ أَخْطَبَ، وَقَدْ قُتِلَ زَوْجُهَا وَكَانَتْ عَرُوسًا، فَاصْطَفَاهَا النَّبِيُّ ﷺ لِنَفْسِهِ، فَخَرَجَ بِهَا، حَتَّى بَلَغْنَا سَدَّ الصَّهْبَاءِ حَلَّتْ، فَبَنَى بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ صَنَعَ حَيْسًا فِي نِطَعٍ صَغِيرٍ، ثُمَّ قَالَ لِي: ((آذِنْ مَنْ حَوْلَكَ)). فَكَانَتْ تِلْكَ وَلِيمَةَ عَلَى صَفِيَّةَ، ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُحَوِّي لَهَا وَرَاءَهُ بِعَبَاءَةٍ، ثُمَّ يَجْلِسُ عِنْدَ بَعِيرِهِ، فَيَضَعُ رُكْبَتَهُ، وَتَضَعُ صَفِيَّةُ رِجْلَهَا عَلَى رُكْبَتِهِ حَتَّى تَرْكَبَ.

[راجع: ٣٧١]

(۴۲۱۱) ہم سے عبدالغفار بن داؤد نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا (دوسری سند) اور مجھ سے احمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھے یعقوب بن عبدالرحمٰن زہری نے خبر دی، انہیں مطلب کے مولیٰ عمرو نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم خیبر آئے پھر جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو خیبر کی فتح عنایت فرمائی تو آپ کے سامنے صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا کی خوبصورتی کا کسی نے ذکر کیا، ان کے شوہر قتل ہو گئے تھے اور ان کی شادی ابھی نئی ہوئی تھی۔ اس لیے نبی ﷺ نے انہیں اپنے لیے لے لیا اور انہیں ساتھ لے کر حضور ﷺ روانہ ہوئے۔ آخر جب ہم مقام سد الصہباء میں پہنچے تو ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا حیض سے پاک ہوئیں اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ خلوت فرمائی پھر آپ نے حیس بنایا (جو کھجور کے ساتھ گھی اور پنیر وغیرہ ملا کر بنایا جاتا ہے) اور اسے چھوٹے سے ایک دسترخوان پر رکھ کر مجھ کو حکم فرمایا کہ جو لوگ تمہارے قریب ہیں انہیں بلا لو۔ ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا کا آنحضرت ﷺ کی طرف سے یہی ولیمہ تھا۔ پھر ہم مدینہ کے لیے روانہ ہوئے تو میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کے لیے عبا اونٹ کی کوہان میں باندھ دی تا کہ پیچھے سے وہ اسے پکڑے رہیں اور آپ نے اونٹ کے پاس بیٹھ کر اپنا گھٹنا اس پر رکھا اور صفیہ رضی اللہ عنہا اپنا پاؤں آنحضرت کے گھٹنے پر رکھ کر سوار ہوئیں۔

٤٢١٢ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَقَامَ عَلَى صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ، بِطَرِيقِ خَيْبَرَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، حَتَّى أَعْرَسَ بِهَا، وَكَانَتْ فِيمَنْ ضُرِبَ عَلَيْهَا الْحِجَابُ.

[راجع: ٣٧١] [نسائي: ٣٣٨١]

(۴۲۱۲) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے بھائی عبدالحمید نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن بلال نے، ان سے یحییٰ بن سعید انصاری نے، ان سے حمید طویل اور انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے صفیہ بن حیی رضی اللہ عنہا کے لیے خیبر کے راستہ میں تین دن تک قیام فرمایا اور آخر دن ان سے خلوت فرمائی اور وہ بھی امہات المومنین میں شامل ہو گئیں۔

٤٢١٣ـ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ:

(۴۲۱۳) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم کو محمد بن جعفر بن ابی

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي حُمَيْدٌ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا يَقُوْلُ: أَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِيْنَةِ ثَلَاثَةَ لَيَالٍ يُبْنَى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ، فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِيْنَ إِلَى وَلِيْمَتِهِ، وَمَا كَانَ فِيْهَا مِنْ خُبْزٍ وَلَا لَحْمٍ، وَمَا كَانَ فِيْهَا إِلَّا أَنْ أَمَرَ بِلَالًا بِالْأَنْطَاعِ فَبُسِطَتْ، فَأَلْقَى عَلَيْهَا التَّمْرَ وَالْأَقِطَ وَالسَّمْنَ، فَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ: إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ، أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُهُ قَالُوْا: إِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَإِنْ لَمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِيْنُهُ. فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَّأَ لَهَا خَلْفَهُ، وَمَدَّ الْحِجَابَ.

[راجع: ٣٧١]

کثیر نے خبر دی، کہا کہ مجھے حمید نے خبر دی اور انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ اور خیبر کے درمیان (مقام سد الصہباء میں) تین دن تک قیام فرمایا اور وہیں صفیہ رضی اللہ عنہا سے خلوت کی تھی پھر میں نے حضور ﷺ کی طرف سے مسلمانوں کو ولیمہ کی دعوت دی۔ آپ کے ولیمہ میں نہ روٹی تھی، نہ گوشت تھا صرف اتنا ہوا کہ آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کو دستر خوان بچھانے کا حکم دیا اور وہ بچھا دیا گیا، پھر اس پر کھجور، پنیر اور گھی (کا مالیدہ) رکھ دیا۔ مسلمانوں نے کہا: صفیہ رضی اللہ عنہا امہات المومنین میں سے ہیں یا باندی ہیں؟ کچھ لوگوں نے کہا کہ اگر آنحضرت ﷺ نے انہیں پردے میں رکھا تو وہ امہات المومنین میں سے ہوں گی لیکن اگر آپ نے انہیں پردے میں نہیں رکھا تو پھر یہ اس کی علامت ہوگی کہ وہ باندی ہیں۔ آخر جب کوچ کا وقت ہوا تو آنحضرت ﷺ نے ان کے لیے اپنی سواری پر پیچھے بیٹھنے کی جگہ بنائی اور ان کے لیے پردہ کیا۔

٤٢١٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ؛ ح: وَحَدَّثَنِي عَبْدُاللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ: كُنَّا مُحَاصِرِيْ خَيْبَرَ فَرَمَى إِنْسَانٌ بِجِرَابٍ فِيْهِ شَحْمٌ، فَنَزَوْتُ لِآخُذَهُ، فَالْتَفَتُّ فَإِذَا النَّبِيُّ ﷺ، فَاسْتَحْيَيْتُ. [راجع: ٣١٥٣]

(۴۲۱۴) ہم سے ابو الولید ہشام بن عبد الملک نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا (دوسری سند) اور مجھ سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حمید بن ہلال نے اور ان سے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم خیبر کا محاصرہ کیے ہوئے تھے کہ کسی شخص نے چمڑے کی ایک کپی پھینکی جس میں چربی تھی، میں اسے اٹھانے کے لیے دوڑا لیکن میں نے جو مڑ کر دیکھا تو نبی ﷺ موجود تھے، میں شرم میں پانی پانی ہو گیا۔

٤٢١٥۔ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، عَنْ أَبِي أُسَامَةَ، عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، وَسَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ نَهَى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ أَكْلِ الثُّوْمِ، وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ، نَهَى عَنْ أَكْلِ الثُّوْمِ هُوَ عَنْ نَافِعٍ وَحْدَهُ. وَلُحُوْمُ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ عَنْ سَالِمٍ. [راجع: ٨٥٣] [مسلم: ٥٠٠٨]

(۴۲۱۵) مجھ سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبید اللہ نے، ان سے نافع اور سالم نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ غزوۂ خیبر کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے لہسن اور پالتو گدھوں کے کھانے سے منع فرمایا تھا۔ لہسن کھانے کی ممانعت کا ذکر صرف نافع سے منقول ہے اور پالتو گدھوں کے کھانے کی ممانعت صرف سالم سے منقول ہے۔

٤٢١٦۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا

(۴۲۱۶) مجھ سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان

مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ، وَالْحَسَنِ، ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِمَا، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ، وَعَنْ أَكْلِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ. [اطرافه في: ٥١١٥، ٥٥٢٣، ٦٩٦١] [مسلم: ٣٤٣١، ٣٤٣٤؛ ترمذي: ١١٢١، ١٧٩٤؛ نسائي: ٣٣٦٧، ٤٣٤٥، ٤٣٤٦؛ ابن ماجه: ١٩٦١]

کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عبداللہ اور حسن نے جو دونوں محمد بن علی کے صاحبزادے ہیں، ان سے ان کے والد نے اور ان سے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے موقع پر عورتوں سے متعہ کی ممانعت کی تھی اور پالتو گدھوں کے کھانے کی بھی۔

تشریح: اس سے پہلے متعہ کرنا جائز تھا، مگر آج کے دن سے متعہ قیامت تک کے لیے حرام قرار دے دیا گیا۔ روافض متعہ کے قائل ہیں جو سراسر باطل خیال ہے۔ اسلام جیسے بااصول مذہب میں متعہ جیسے ناجائز فعل کی کوئی گنجائش قطعاً نہیں ہے۔ بعض روایتوں کے مطابق حجۃ الوداع میں متعہ حرام ہوا اور قیامت تک اس کی حرمت قائم رہی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے برسر منبر اس کی حرمت بیان کی اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم نے سکوت کیا تو اس کی حرمت پر اجماع ثابت ہو گیا۔

٤٢١٧ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ نَهَى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ. [راجع: ٨٥٣]

(۴۲۱۷) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، ان سے عبیداللہ بن عمر نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے غزوۂ خیبر کے موقع پر پالتو گدھے کا گوشت کھانے کی ممانعت کی تھی۔

٤٢١٨ـ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، وَسَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ أَكْلِ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ. [راجع: ٨٥٣]

(۴۲۱۸) مجھ سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے محمد بن عبید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبیداللہ نے بیان کیا، ان سے نافع اور سالم نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے پالتو گدھوں کے گوشت کی ممانعت کی تھی۔

٤٢١٩ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ قَالَ: نَهَى رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ، وَرَخَّصَ فِي الْخَيْلِ. [طرفاه في: ٥٥٢٠، ٥٥٢٤] [مسلم: ٥٠٢٢؛ ابوداود: ٣٧٨٨، ٣٧٨٩؛ ترمذي:

(۴۲۱۹) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے، ان سے عمرو نے، ان سے محمد بن علی نے اور ان سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے موقع پر گدھے کا گوشت کھانے سے منع کیا تھا اور گھوڑوں کا گوشت کھانے کی اجازت دی تھی۔

١٧٩٣؛ نسائي: ٤٣٣٨]

تشریح: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کی بنا پر گھوڑے کے گوشت کو حلال قرار دیا ہے۔

٤٢٢٠۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّادٌ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفَى أَصَابَتْنَا مَجَاعَةٌ يَوْمَ خَيْبَرَ، فَإِنَّ الْقُدُورَ لَتَغْلِي- قَالَ: وَبَعْضُهَا نَضِجَتْ- فَجَاءَ مُنَادِي النَّبِيِّ ﷺ: لَا تَأْكُلُوا مِنْ لُحُومِ الْحُمُرِ شَيْئًا وَأَهْرِيقُوهَا. قَالَ ابْنُ أَبِي أَوْفَى: فَتَحَدَّثْنَا أَنَّهُ إِنَّمَا نَهَى عَنْهَا لِأَنَّهَا لَمْ تُخَمَّسْ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: نَهَى عَنْهَا الْبَتَّةَ، لِأَنَّهَا كَانَتْ تَأْكُلُ الْعَذِرَةَ. [راجع: ٣١٥٥]

(۴۲۲۰) ہم سے سعید بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے عباد نے بیان کیا، ان سے شیبانی نے بیان کیا اور انہوں نے ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ غزوہ خیبر میں ایک موقع پر ہم بھوکے تھے، ادھر ہانڈیوں میں ابال آ رہا تھا (گدھے کا گوشت پکایا جا رہا تھا) اور کچھ پک بھی گئیں تھیں کہ نبی کریم ﷺ کے منادی نے اعلان کیا کہ گدھے کے گوشت کا ایک ذرہ بھی نہ کھاؤ اور(اسے پھینک دو۔ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر بعض لوگوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے اس کی ممانعت اس لیے کی ہے کہ ابھی اس میں سے خمس نہیں نکالا گیا تھا اور بعض لوگوں کا خیال تھا کہ آپ نے اس کی واقعی ممانعت (ہمیشہ کے لیے) کر دی ہے، کیونکہ یہ گندگی کھاتا ہے۔

٤٢٢١، ٤٢٢٢۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ، عَنِ الْبَرَاءِ، وَعَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى: أَنَّهُمْ كَانُوا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَصَابُوا حُمُرًا فَطَبَخُوهَا، فَنَادَى مُنَادِي النَّبِيِّ ﷺ أَكْفِؤُوا الْقُدُورَ. [أطرافه في: ٤٢٢٣، ٤٢٢٤، ٤٢٢٥، ٤٢٢٦، ٥٥٢٥، ٥٥٢٦] [مسلم: ٥٠١٢]

(۴۲۲۱، ۲۲) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا مجھ کو عدی بن ثابت نے خبر دی اور انہیں براء اور عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہم نے کہ وہ لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، پھر انہیں گدھے ملے تو انہوں نے ان کا گوشت پکایا لیکن نبی ﷺ کے منادی نے اعلان کیا کہ ہانڈیاں انڈیل دو۔

٤٢٢٣، ٤٢٢٤۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالصَّمَدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ، سَمِعْتُ الْبَرَاءَ، وَابْنَ أَبِي أَوْفَى، يُحَدِّثَانِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ- وَقَدْ نَصَبُوا الْقُدُورَ: ((أَكْفِؤُوا الْقُدُورَ)). [راجع: ٤٢٢١، ٤٢٢٢]

(۴۲۲۳، ۲۴) مجھ سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالصمد نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عدی بن ثابت نے بیان کیا، انہوں نے براء بن عازب اور عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہم سے سنا۔ یہ حضرات نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے تھے کہ حضور ﷺ نے غزوۂ خیبر کے موقع پر فرمایا تھا کہ ”ہانڈیوں کا گوشت پھینک دو۔“ اس وقت ہانڈیاں چولہے پر رکھی جا چکی تھیں۔

٤٢٢٥۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. [راجع: ٤٢٢١]

(۴۲۲۵) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عدی بن ثابت نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ میں شریک تھے پھر پہلی حدیث کی

طرح روایت نقل کی۔

٤٢٢٦ـ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ، عَنْ عَامِرٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: أَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ فِي غَزْوَةِ خَيْبَرَ أَنْ نُلْقِيَ الْحُمُرَ الْأَهْلِيَّةَ نِيئَةً وَنَضِيجَةً، ثُمَّ لَمْ يَأْمُرْنَا بِأَكْلِهِ بَعْدُ. [راجع: ٤٢٢١] [مسلم: ٥٠١٥؛ نسائي: ٤٣٤٩؛ ابن ماجه: ٣١٩٤]

(۴۲۲۶) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن ابی زائدہ نے خبردی، کہا ہم کو عاصم نے خبردی، انہیں عامر نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ غزوۂ خیبر کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ پالتو گدھوں کا گوشت ہم پھینک دیں، کچا بھی اور پکا ہوا بھی، پھر ہمیں اس کے کھانے کا کبھی آپ نے حکم نہیں دیا۔

٤٢٢٧ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْحُسَيْنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَا أَدْرِي أَنَهَى عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ كَانَ حَمُولَةَ النَّاسِ، فَكَرِهَ أَنْ تَذْهَبَ حَمُولَتُهُمْ، أَوْ حَرَّمَهُ فِي يَوْمِ خَيْبَرَ، لَحْمَ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ. [مسلم: ٥٠١٧]

(۴۲۲۷) مجھ سے محمد بن ابی الحسین نے بیان کیا، کہا ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے، ان سے عاصم نے بیان کیا، ان سے عامر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مجھے معلوم نہیں، آیا آنحضرت ﷺ نے گدھے کا گوشت کھانے سے اس لیے منع کیا تھا کہ اس سے بوجھ ڈھونے کا کام لیا جاتا ہے اور آپ نے پسند نہیں فرمایا کہ بوجھ ڈھونے والے جانور ختم ہو جائیں، یا آپ نے صرف غزوۂ خیبر کے موقع پر پالتو گدھوں کے گوشت کی ممانعت کی تھی۔

٤٢٢٨ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ إِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ لِلْفَرَسِ سَهْمَيْنِ، وَلِلرَّاجِلِ سَهْمًا. قَالَ: فَسَّرَهُ نَافِعٌ فَقَالَ: إِذَا كَانَ مَعَ الرَّجُلِ فَرَسٌ فَلَهُ ثَلَاثَةُ أَسْهُمٍ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ فَرَسٌ فَلَهُ سَهْمٌ. [راجع: ٢٨٦٣]

(۴۲۲۸) ہم سے حسن بن اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن سابق نے بیان کیا، کہا ہم سے زائدہ نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ بن عمر نے، ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے غزوۂ خیبر میں (مال غنیمت سے) سواروں کو دو حصے دیئے تھے اور پیدل فوجیوں کو ایک حصہ، اس کی تفسیر نافع نے اس طرح کی ہے کہ اگر کسی شخص کے ساتھ گھوڑا ہوتا تو اسے تین حصے ملتے تھے اور اگر گھوڑا نہ ہوتا تو صرف ایک حصہ ملتا تھا۔

٤٢٢٩ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ، أَخْبَرَهُ قَالَ: مَشَيْتُ أَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ،

(۴۲۲۹) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے سعید بن مسیب نے اور انہیں جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ میں اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم نے عرض

إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْنَا: أَعْطَيْتَ بَنِي الْمُطَّلِبِ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ، وَتَرَكْتَنَا، وَنَحْنُ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ مِنْكَ؟ فَقَالَ: ((إِنَّمَا بَنُوْ هَاشِمٍ وَبَنُوْ الْمُطَّلِبِ شَيْءٌ وَاحِدٌ)). قَالَ جُبَيْرٌ: وَلَمْ يَقْسِمِ النَّبِيُّ ﷺ لِبَنِي عَبْدِ شَمْسٍ وَبَنِي نَوْفَلٍ شَيْئًا. [راجع: ٣١٤٠]

کیا کہ حضور ﷺ نے بنو مطلب کو تو خیبر کے خمس میں سے عنایت فرمایا ہے اور ہمیں نظر انداز کر دیا ہے حالانکہ آپ سے قرابت میں ہم اور وہ برابر تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک ہیں۔'' جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے بنو عبد شمس اور بنو نوفل کو (خمس میں سے) کچھ نہیں دیا تھا۔

تشریح: کیونکہ عبد مناف کے چار بیٹے تھے، ہاشم، مطلب، عبد شمس اور نوفل۔ ہاشم کی اولاد میں نبی کریم ﷺ تھے اور نوفل کی اولاد میں جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ، عبد شمس کی اولاد میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔

٤٢٣٠- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوْسَى، قَالَ: بَلَغَنَا مَخْرَجُ النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ، فَخَرَجْنَا مُهَاجِرِيْنَ إِلَيْهِ أَنَا، وَأَخَوَانِ لِي وَأَنَا أَصْغَرُهُمْ، أَحَدُهُمَا أَبُوْ بُرْدَةَ، وَالْآخَرُ أَبُوْ رُهْمٍ- إِمَّا قَالَ: بِضْعٌ وَإِمَّا قَالَ: فِي ثَلَاثَةٍ وَخَمْسِيْنَ أَوِ اثْنَيْنِ وَخَمْسِيْنَ رَجُلًا مِنْ قَوْمِي- فَرَكِبْنَا سَفِيْنَةً، فَأَلْقَتْنَا سَفِيْنَتُنَا إِلَى النَّجَاشِيِّ بِالْحَبَشَةِ، فَوَافَقْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَأَقَمْنَا مَعَهُ حَتَّى قَدِمْنَا جَمِيْعًا، فَوَافَقْنَا النَّبِيَّ ﷺ حِيْنَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ، وَكَانَ أُنَاسٌ مِنَ النَّاسِ يَقُوْلُوْنَ لَنَا- يَعْنِي لِأَهْلِ السَّفِيْنَةِ-: سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ، وَدَخَلَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ -وَهِيَ مِمَّنْ قَدِمَ مَعَنَا- عَلَى حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ زَائِرَةً، وَقَدْ كَانَتْ هَاجَرَتْ إِلَى النَّجَاشِيِّ فِيْمَنْ هَاجَرَ، فَدَخَلَ عُمَرُ عَلَى حَفْصَةَ وَأَسْمَاءُ عِنْدَهَا، فَقَالَ عُمَرُ حِيْنَ رَأَى أَسْمَاءَ: مَنْ هَذِهِ؟ قَالَتْ أَسْمَاءُ

(۴۲۳۰) مجھ سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے برید بن عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے ابو بردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہمیں نبی کریم ﷺ کی ہجرت کے متعلق خبر ملی تو ہم یمن میں تھے۔ اس لیے ہم بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہجرت کی نیت سے نکل پڑے۔ میں اور میرے دو بھائی، میں دونوں سے چھوٹا تھا۔ میرے ایک بھائی کا نام ابو بردہ تھا اور دوسرے کا ابو رہم۔ انہوں نے کہا کہ کچھ اوپر پچاس یا انہوں نے یوں بیان کیا کہ ترپن (۵۳) یا باون (۵۲) میری قوم کے لوگ ساتھ تھے۔ ہم کشتی پر سوار ہوئے لیکن ہماری کشتی نے ہمیں نجاشی کے ملک حبشہ میں لا ڈالا۔ وہاں ہماری ملاقات جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہو گئی، جو پہلے ہی مکہ سے ہجرت کر کے وہاں پہنچ چکے تھے۔ ہم نے وہاں انہیں کے ساتھ قیام کیا، پھر ہم سب مدینہ ایک ساتھ روانہ ہوئے۔ یہاں ہم حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں اس وقت پہنچے جب آپ خیبر فتح کر چکے تھے۔ کچھ لوگ ہم سے یعنی کشتی والوں سے کہنے لگے کہ ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی ہے اور اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا جو ہمارے ساتھ مدینہ آئی تھیں، ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں، ان سے ملاقات کے لیے وہ بھی نجاشی کے ملک میں ہجرت کر کے چلی گئی تھیں۔ عمر رضی اللہ عنہ بھی حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر پہنچے۔ اس وقت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا وہیں تھیں۔ جب عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھا تو دریافت فرمایا کہ یہ کون ہیں؟ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ اسماء بنت

بِنْتُ عُمَيْسٍ. قَالَ عُمَرُ: الْحَبَشِيَّةُ هَذِهِ؟ الْبَحْرِيَّةُ هَذِهِ؟ قَالَتْ أَسْمَاءُ: نَعَمْ. قَالَ: سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ، فَنَحْنُ أَحَقُّ بِرَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ مِنْكُمْ. فَغَضِبَتْ وَقَالَتْ: كَلَّا وَاللَّهِ! كُنْتُمْ مَعَ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ يُطْعِمُ جَائِعَكُمْ، وَيَعِظُ جَاهِلَكُمْ، وَكُنَّا فِيْ دَارِ- أَوْ فِيْ- أَرْضِ الْبُعَدَاءِ الْبُغَضَاءِ بِالْحَبَشَةِ، وَذَلِكَ فِي اللَّهِ وَفِيْ رَسُوْلِهِ وَأَيْمُ اللَّهِ! لَا أَطْعَمُ طَعَامًا، وَلَا أَشْرَبُ شَرَابًا حَتَّى أَذْكُرَ مَا قُلْتَ لِرَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ كُنَّا نُؤْذَى وَنُخَافُ، وَسَأَذْكُرُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَأَسْأَلُهُ، وَ وَاللَّهِ! لَا أَكْذِبُ وَلَا أَزِيْغُ وَلَا أَزِيْدُ عَلَيْهِ. [راجع: ٣١٣٦]

عمیس۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا: اچھا وہی جو حبشہ سے بحری سفر کر کے آئی ہیں۔ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: جی ہاں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ ہم تم لوگوں سے ہجرت میں آگے ہیں۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ سے ہم تمہارے مقابلہ میں زیادہ قریب ہیں۔ اسماء رضی اللہ عنہا اس پر بہت غصہ ہو گئیں اور کہا ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! تم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے ہو تم میں جو بھوکے ہوتے تھے اسے آنحضرت ﷺ کھانا کھلاتے تھے اور جو ناواقف ہوتے اسے آنحضرت ﷺ نصیحت وموعظت کیا کرتے تھے۔ لیکن ہم بہت دور حبشہ میں غیروں اور دشمنوں کے ملک میں رہتے تھے، یہ سب کچھ ہم نے اللہ اور اس کے رسول کے راستے ہی میں تو کیا، اور اللہ کی قسم! میں اس وقت تک نہ کھانا کھاؤں گی نہ پانی پیوں گی جب تک تمہاری بات رسول اللہ ﷺ سے نہ کہہ لوں۔ ہمیں اذیت دی جاتی تھی، دھمکایا ڈرایا جاتا تھا، میں نبی ﷺ سے اس کا ذکر کروں گی اور آپ سے اس کے متعلق پوچھوں گی۔ اللہ کی قسم کہ نہ میں جھوٹ بولوں گی، نہ کج روی اختیار کروں گی اور نہ کسی (خلاف واقعہ بات کا) اضافہ کروں گی۔

٤٢٣١- فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! إِنَّ عُمَرَ قَالَ: كَذَا وَكَذَا. قَالَ: ((فَمَا قُلْتِ لَهُ؟)) قَالَتْ: قُلْتُ لَهُ كَذَا وَكَذَا. قَالَ: ((لَيْسَ بِأَحَقَّ بِيْ مِنْكُمْ، وَلَهُ وَلِأَصْحَابِهِ هِجْرَةٌ وَاحِدَةٌ وَلَكُمْ أَنْتُمْ أَهْلَ السَّفِيْنَةِ هِجْرَتَانِ)). قَالَتْ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَبَا مُوْسَى وَأَصْحَابَ السَّفِيْنَةِ يَأْتُوْنِيْ أَرْسَالًا، يَسْأَلُوْنِيْ عَنْ هَذَا الْحَدِيْثِ، مَا مِنَ الدُّنْيَا شَيْءٌ هُمْ بِهِ أَفْرَحُ وَلَا أَعْظَمُ فِيْ أَنْفُسِهِمْ مِمَّا قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ. [راجع: ٣١٣٦] قَالَ أَبُوْ بُرْدَةَ: قَالَتْ أَسْمَاءُ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَبَا مُوْسَى وَإِنَّهُ لَيَسْتَعِيْدُ هَذَا الْحَدِيْثَ مِنِّيْ.

(۴۲۳۱) چنانچہ جب حضور اکرم ﷺ تشریف لائے تو انہوں نے عرض کیا: یا نبی اللہ! عمر اس طرح کی باتیں کرتے ہیں۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا: ''تم نے انہیں کیا جواب دیا'' انہوں نے عرض کیا کہ میں نے انہیں یہ یہ جواب دیا تھا۔ تو آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا: ''وہ تم سے زیادہ مجھ سے قریب نہیں ہیں۔ انہیں اور ان کے ساتھیوں کو صرف ایک ہجرت حاصل ہوئی اور تم کشتی والوں نے دو ہجرتوں کا شرف حاصل کیا۔'' انہوں نے بیان کیا کہ اس واقعہ کے بعد ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اور تمام کشتی والے میرے پاس گروہ در گروہ آنے لگے اور مجھ سے اس حدیث کے متعلق پوچھنے لگے۔ ان کے لیے دنیا میں نبی اکرم ﷺ کے ان کے متعلق اس ارشاد سے زیادہ خوش کن اور باعث فخر اور کوئی چیز نہیں تھی۔ ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ مجھ سے اس حدیث کو بار بار سنتے تھے۔

٤٢٣٢- وَقَالَ أَبُوْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى،

(۴۲۳۲) ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہ

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي لَأَعْرِفُ أَصْوَاتَ رُفْقَةِ الْأَشْعَرِيِّيْنَ بِالْقُرْآنِ، حِيْنَ يَدْخُلُوْنَ بِاللَّيْلِ، وَأَعْرِفُ مَنَازِلَهُمْ مِنْ أَصْوَاتِهِمْ بِالْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ، وَإِنْ كُنْتُ لَمْ أَرَ مَنَازِلَهُمْ حِيْنَ نَزَلُوْا بِالنَّهَارِ، وَمِنْهُمْ حَكِيْمٌ، إِذَا لَقِيَ الْخَيْلَ- أَوْ قَالَ: الْعَدُوَّ- قَالَ لَهُمْ: إِنَّ أَصْحَابِيْ يَأْمُرُوْنَكُمْ أَنْ تَنْظُرُوْهُمْ)). [مسلم: ٦٤٠٧]

نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب میرے اشعری احباب رات میں آتے ہیں تو میں ان کی قرآن کی تلاوت کی آواز پہچان جاتا ہوں۔ اگرچہ دن میں، میں نے ان کی اقامت گاہوں کو نہ دیکھا ہو لیکن جب رات میں وہ قرآن پڑھتے ہیں تو ان کی آواز سے میں ان کی اقامت گاہوں کو پہچان لیتا ہوں۔ میرے ان ہی اشعری احباب میں ایک مرد دانا بھی ہے کہ جب کہیں اس کی سواروں سے مڈبھیڑ ہو جاتی ہے، یا آپ نے فرمایا کہ دشمن سے، تو ان سے کہتا ہے کہ میرے دوستوں نے کہا ہے کہ تم تھوڑی دیر کے لیے ان کا انتظار کرلو۔''

تشریح: روایت کے آخر میں ایک اشعری حکیم کا ذکر ہے، حکیم اس کا نام ہے یا وہ حکمت جاننے والا ہے۔ روایت کے آخر میں اس حکیم کے قول کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے ساتھ لڑنے کو تیار ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ یہ حکیم بڑا بہادر ہے، دشمنوں کے مقابلہ سے بھاگتا نہیں ہے بلکہ یہ کہتا ہے کہ ذرا صبر کرو ہم تم سے لڑنے کے لیے حاضر ہیں یا یہ مطلب ہے کہ وہ بڑی حکمت اور دانائی والا ہے۔ دشمنوں کو اس طرح ڈرا کر اپنے تئیں ان سے بچا لیتا ہے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اکیلا نہیں ہے، اس کے ساتھی اور آ رہے ہیں۔ بعض نے یوں ترجمہ کیا ہے جب وہ مسلمان سواروں سے ملتا ہے تو کہتا ہے ذرا ٹھہرو یعنی ہمارے ساتھیوں کو جو پیدل ہیں آ جانے دو، ہم تم سب مل کر کافروں سے لڑیں گے۔

٤٢٣٣- حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، سَمِعَ حَفْصَ بْنَ غِيَاثٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا بُرَيْدُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيْ مُوْسَى، قَالَ: قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بَعْدَ أَنِ افْتَتَحَ خَيْبَرَ، فَقَسَمَ لَنَا، وَلَمْ يَقْسِمْ لِأَحَدٍ لَمْ يَشْهَدِ الْفَتْحَ غَيْرَنَا. [راجع: ٣١٣٦] [ابوداود: ٢٧٢٥؛ ترمذي: ١٥٥٩]

(۴۲۳۳) مجھ سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم نے حفص بن غیاث سے سنا، ان سے برید بن عبداللہ نے بیان کیا، ان سے ابو بردہ نے اور ان سے ابوموسیٰ اشعری ؓ نے بیان کیا کہ خیبر کی فتح کے بعد ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچے لیکن نبی ﷺ نے (مال غنیمت میں) ہمارا بھی حصہ لگایا۔ آپ نے ہمارے سوا کسی بھی ایسے شخص کا حصہ مال غنیمت میں نہیں لگایا جو فتح کے وقت (اسلامی لشکر کے ساتھ) موجود نہ رہا ہو۔

٤٢٣٤- حَدَّثَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ ثَوْرٌ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ سَالِمٌ، مَوْلَى ابْنِ مُطِيْعٍ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: افْتَتَحْنَا خَيْبَرَ، فَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَلَا فِضَّةً، إِنَّمَا غَنِمْنَا الْبَقَرَ وَالْإِبِلَ وَالْمَتَاعَ وَالْحَوَائِطَ، ثُمَّ انْصَرَفْنَا

(۴۲۳۴) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے معاویہ بن عمرو نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابواسحاق نے بیان کیا، ان سے امام مالک بن انس نے بیان کیا، ان سے ثور نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابن مطیع کے مولیٰ سالم نے بیان کیا اور انہوں نے ابو ہریرہ ؓ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ جب خیبر فتح ہوا تو مال غنیمت میں سونا اور چاندی نہیں ملا تھا بلکہ گائے، اونٹ، سامان اور باغات ملے تھے پھر ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وادی القریٰ کی طرف لوٹے۔ رسول

مَعَ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ إِلَى وَادِي الْقُرَى، وَمَعَهُ عَبْدٌ لَهُ، يُقَالُ لَهُ: مِدْعَمٌ، أَهْدَاهُ لَهُ أَحَدُ بَنِي الضُّبَابِ، فَبَيْنَمَا هُوَ يَحُطُّ رَحْلَ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ إِذْ جَاءَهُ سَهْمٌ عَائِرٌ حَتَّى أَصَابَ ذَلِكَ الْعَبْدَ، فَقَالَ النَّاسُ: هَنِيْئًا لَهُ الشَّهَادَةُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((بَلَى وَالَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِيْ أَصَابَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا)). فَجَاءَ رَجُلٌ حِيْنَ سَمِعَ ذَلِكَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ بِشِرَاكٍ أَوْ شِرَاكَيْنِ، فَقَالَ: هَذَا شَيْءٌ كُنْتُ أَصَبْتُهُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((شِرَاكٌ أَوْ شِرَاكَيْنِ مِنْ نَارٍ)). [طرفه في: ٦٧٠٧] [مسلم: ٣١٠؛ ترمذي: ٢٧١١]

اللہ ﷺ کے ساتھ ایک مدعم نامی غلام تھا جو بنی ضباب کے ایک صحابی نے آپ کو ہدیہ میں دیا تھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کا کجاوہ اتار رہا تھا کہ کسی نامعلوم سمت سے ایک تیر آ کر ان کے لگا۔ لوگوں نے کہا مبارک ہو، شہادت! لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہرگز نہیں، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو چادر اس نے خیبر میں تقسیم سے پہلے مال غنیمت میں سے چرائی تھی وہ اس پر آگ کا شعلہ بن کر بھڑک رہی ہے۔'' یہ سن کر ایک دوسرے صحابی ایک یا دو تسمے لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یہ میں نے اٹھا لیے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ بھی جہنم کا ایک تسمہ یا دو تسمے بنتے۔''

تشریح: روایت میں فتح خیبر کا ذکر ہے، اسی لیے اسے یہاں درج کیا گیا، اس سے امانت میں خیانت کی بھی انتہائی مذمت ثابت ہوئی۔

٤٢٣٥ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي زَيْدٌ، عَنْ أَبِيْهِ: أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ: أَمَا وَالَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْلَا أَنْ أَتْرُكَ آخِرَ النَّاسِ بَبَّانًا لَيْسَ لَهُمْ شَيْءٌ، مَا فُتِحَتْ عَلَيَّ قَرْيَةٌ إِلَّا قَسَمْتُهَا كَمَا قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ خَيْبَرَ، وَلَكِنِّي أَتْرُكُهَا خِزَانَةً لَهُمْ يَقْتَسِمُوْنَهَا. [راجع: ٢٣٣٤]

(۴۲۳۵) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی، کہا کہ مجھے زید نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے اور انہوں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا: ہاں اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر اس کا خطرہ نہ ہوتا کہ بعد کی نسلیں بے جائیداد رہ جائیں گی اور ان کے پاس کچھ نہ ہوگا تو جو بھی بستی میری زمانہ خلافت میں فتح ہوتی، میں اسے اسی طرح تقسیم کر دیتا جس طرح نبی کریم ﷺ نے خیبر کی تقسیم کی تھی۔ میں ان مفتوحہ اراضی کو بعد میں آنے والے مسلمانوں کے لیے محفوظ چھوڑے جا رہا ہوں تا کہ وہ اسے تقسیم کرتے رہیں۔

تشریح: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو فرمایا تھا وہی ہوا بعد کے زمانوں میں مسلمان بہت بڑھے اور اطراف عالم میں پھیلے۔ چنانچہ مفتوحہ اراضی کو انہوں نے قواعد شرعیہ کے تحت اسی طرح تقسیم کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمانا صحیح ثابت ہوا۔ حدیث میں ((ببان)) کا لفظ آیا ہے دو بائے موحدہ سے دوسری باء مشدد ہے۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں سمجھتا ہوں یہ لفظ عربی کا نہیں ہے۔ زہری کہتے ہیں یہ یمن کی زبان کا ایک لفظ ہے جو عربوں میں مشہور نہیں ہوا۔ ببان کے معنی یکساں طریق اور ایک روش پر اور بعض نے کہا نادار محتاج کے معنی میں ہے۔ (وحیدی)

٤٢٣٦ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ، قَالَ: لَوْلَا آخِرُ الْمُسْلِمِينَ مَا فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ قَرْيَةٌ إِلَّا قَسَمْتُهَا، كَمَا قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ خَيْبَرَ.

[راجع: ٢٣٣٤]

(۴۲۳۶) مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن مہدی نے بیان کیا، ان سے مالک بن انس نے، ان سے زید بن اسلم نے، ان سے ان کے والد نے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر بعد میں آنے والے مسلمانوں کا خیال نہ ہوتا تو جو بستی بھی میرے دور میں فتح ہوتی، میں اسے اسی طرح تقسیم کر دیتا جس طرح نبی کریم ﷺ نے خیبر کی تقسیم کر دی تھی۔

تشریح: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ اگر مجھ کو ان لوگوں کا خیال نہ ہوتا جو آئندہ مسلمان ہوں گے اور وہ محض مفلس ہوں گے تو میں جس قدر ملک فتح ہوتا جاتا وہ سب کا سب مسلمانوں کو جاگیروں کے طور پر بانٹ دیتا اور خاص اپنے پاس کچھ نہ رکھتا جس کا روپیہ بیت المال میں جمع ہوتا مگر مجھ کو ان لوگوں کا خیال ہے جو آئندہ مسلمان ہوں گے وہ اگر نادار ہوئے تو ان کی گزر اوقات کے لیے کچھ نہ رہے گا۔ اس لیے خزانہ میں ملک کی تحصیل جمع رکھتا ہوں کہ آئندہ ایسے مسلمانوں کے کام آئے۔

٤٢٣٧ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ، وَسَأَلَهُ، إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيدٍ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلَهُ، قَالَ لَهُ بَعْضُ بَنِي سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ: لَا تُعْطِهِ. فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: هَذَا قَاتِلُ ابْنِ قَوْقَلٍ. فَقَالَ: وَاعَجَبَاهُ لِوَبْرٍ تَدَلَّى مِنْ قَدُومِ الضَّأْنِ. [راجع: ٢٨٢٧]

(۴۲۳۷) مجھ سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا کہ میں نے زہری سے سنا اور ان سے اسماعیل بن امیہ نے سوال کیا تھا تو انہوں نے بیان کیا کہ مجھے عنبسہ بن سعید نے خبر دی کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے (خیبر کی غنیمت میں سے) حصہ مانگا۔ سعید بن عاص کے ایک لڑکے (ابان بن سعید رضی اللہ عنہ) نے کہا: یا رسول اللہ! انہیں نہ دیجئے۔ اس پر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ شخص تو ابن قوقل کا قاتل ہے۔ ابان رضی اللہ عنہ اس پر بولے حیرت ہے اس وبر (بلی سے چھوٹا ایک جانور) پر جو قدوم الضان پہاڑی سے اتر آیا ہے۔

٤٢٣٨ـ وَيُذْكَرُ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيدٍ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يُخْبِرُ سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَبَانَ عَلَى سَرِيَّةٍ مِنَ الْمَدِينَةِ قِبَلَ نَجْدٍ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَقَدِمَ أَبَانُ وَأَصْحَابُهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِخَيْبَرَ، بَعْدَ مَا افْتَتَحَهَا، وَإِنَّ حُزُمَ خَيْلِهِمْ لَلِيفٌ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! لَا تَقْسِمْ لَهُمْ. قَالَ أَبَانُ: وَأَنْتَ بِهَذَا يَا وَبْرُ تَحَدَّرَ مِنْ

(۴۲۳۸) اور زبیدی سے روایت ہے کہ ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں عنبسہ بن سعید نے خبر دی، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کو خبر دے رہے تھے کہ ابان رضی اللہ عنہ کو حضور اکرم ﷺ نے کسی سریہ پر مدینہ سے نجد کی طرف بھیجا تھا۔ ابو ہریرہ ﷺ نے بیان کیا کہ پھر ابان اور ان کے ساتھی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، خیبر فتح ہو چکا تھا۔ ان لوگوں کے گھوڑے تنگ چھال ہی کے تھے، (یعنی انہوں نے مہم میں کوئی کامیابی حاصل نہیں کی تھی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! غنیمت میں ان کا حصہ نہ لگائیے۔ اس پر ابان رضی اللہ عنہ بولے اے وبر! تیری حیثیت تو صرف یہ ہے کہ قدوم الضان کی

رَأْسِ ضَأْنٍ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا أَبَانُ! اجْلِسْ)) فَلَمْ يَقْسِمْ لَهُمْ. [راجع: ٢٨٢٧]

چوٹی سے اتر آیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ابان! بیٹھ جا!“ آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کا حصہ نہیں لگایا۔

تشریح: ابن قوقل رضی اللہ عنہ صحابی ہیں ابان بن سعید رضی اللہ عنہ ابھی اسلام نہیں لائے تھے اور اسی حالت میں انہوں نے ابن قوقل رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اشارہ اس واقعہ کی طرف تھا مگر ابان بن سعید رضی اللہ عنہ کو ان کی یہ بات پسند نہیں آئی اور ان کی ذات پر یہ نکتہ چینی کی۔ (غفر الله لهم اجمعين)

وبر: ایک جانور بلی کے برابر ہوتا ہے۔ ضان: اس پہاڑ کا نام ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ملک دوس میں تھا۔ بعض نسخوں میں لفظ ((فلم يقسم لهم)) کے آگے یہ الفاظ اور ہیں ((قال ابو عبد الله الضال السدر)) یعنی امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا ضال جنگلی بیری کو کہتے ہیں۔ یہ تفسیر اسی نسخہ کی بنا پر ہے، جن میں بجائے راس ضان کے راس ضال ہے۔

٤٢٣٩- حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي جَدِّيْ أَنَّ أَبَانَ بْنَ سَعِيْدٍ، أَقْبَلَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! هٰذَا قَاتِلُ ابْنِ قَوْقَلٍ. فَقَالَ أَبَانُ لِأَبِيْ هُرَيْرَةَ: وَاعَجَبًا لَكَ وَبْرٌ تَدَأْدَأَ مِنْ قَدُوْمِ ضَأْنٍ. يَنْعَى عَلَيَّ امْرَأً أَكْرَمَهُ اللَّهُ بِيَدِيْ، وَمَنَعَهُ أَنْ يُهِيْنَنِيْ بِيَدِهِ. [راجع: ٢٨٢٧]

(۴۲۳۹) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عمرو بن یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، کہا کہ مجھے میرے دادا نے خبر دی اور انہیں ابان بن سعید رضی اللہ عنہ نے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کیا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بولے: یا رسول اللہ! یہ تو ابن قوقل کا قاتل ہے اور ابان رضی اللہ عنہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: حیرت ہے اس وبر پر جو قدوم الضان سے ابھی اترا ہے اور مجھ پر عیب لگاتا ہے ایک ایسے شخص پر کہ جس کے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں (ابن قوقل رضی اللہ عنہ کو) عزت دی اور ایسا نہ ہونے دیا کہ ان کے ہاتھ سے مجھے ذلیل کرتا۔

تشریح: حضرت ابان بن سعید رضی اللہ عنہ کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ میں نے ابن قوقل رضی اللہ عنہ کو اگر شہید کیا تو وہ میرے کفر کا زمانہ تھا اور شہادت سے اللہ کی بارگاہ میں عزت حاصل ہوتی ہے جو میرے ہاتھوں انہیں حاصل ہوئی۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ کا یہ بھی فضل ہوا کہ کفر کی حالت میں ان کے ہاتھ سے مجھے قتل نہیں کروایا جو میری اخروی ذلت کا سبب بنتا اور اب میں مسلمان ہوں اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہوں۔ لہٰذا اب ایسی باتوں کا ذکر نہ کرنا بہتر ہے۔ نبی کریم ﷺ حضرت ابان رضی اللہ عنہ کے اس بیان کو سن کر خاموش ہو گئے۔

٤٢٤٠، ٤٢٤١- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ النَّبِيِّ ﷺ أَرْسَلَتْ إِلَى أَبِيْ بَكْرٍ تَسْأَلُهُ مِيْرَاثَهَا مِنْ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْهِ بِالْمَدِيْنَةِ وَفَدَكَ، وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ، فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: إِنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا نُوْرَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، إِنَّمَا

(۴۲۴۰، ۴۱) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ نے، ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس کسی کو بھیجا اور اپنی میراث کا مطالبہ کیا رسول اللہ ﷺ کے اس مال سے جو آپ کو اللہ تعالیٰ نے مدینہ اور فدک میں عنایت فرمایا تھا اور خیبر کا جو پانچواں حصہ رہ گیا تھا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے خود ہی ارشاد فرمایا تھا کہ ”ہم پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ سب صدقہ ہوتا ہے، البتہ

يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ فِيْ هَذَا الْمَالِ)). وَ إِنِّيْ وَاللَّهِ! لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ عَنْ حَالِهَا الَّتِيْ كَانَ عَلَيْهَا فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ وَلَأَعْمَلَنَّ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ. فَأَبَى أَبُوْ بَكْرٍ أَنْ يَدْفَعَ إِلَى فَاطِمَةَ مِنْهَا شَيْئًا فَوَجَدَتْ فَاطِمَةُ عَلَى أَبِيْ بَكْرٍ فِيْ ذَلِكَ فَهَجَرَتْهُ، فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتَّى تُوُفِّيَتْ: وَعَاشَتْ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ سِتَّةَ أَشْهُرٍ، فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ: دَفَنَهَا زَوْجُهَا عَلِيٌّ لَيْلًا، وَلَمْ يُؤْذِنْ بِهَا أَبَا بَكْرٍ وَصَلَّى عَلَيْهَا، وَكَانَ لِعَلِيٍّ مِنَ النَّاسِ وَجْهٌ حَيَاةَ فَاطِمَةَ، فَلَمَّا تُوُفِّيَتِ اسْتَنْكَرَ عَلِيٌّ وُجُوْهَ النَّاسِ، فَالْتَمَسَ مُصَالَحَةَ أَبِيْ بَكْرٍ وَمُبَايَعَتَهُ، وَلَمْ يَكُنْ يُبَايِعُ تِلْكَ الْأَشْهُرَ، فَأَرْسَلَ إِلَى أَبِيْ بَكْرٍ: أَنِ ائْتِنَا، وَلَا يَأْتِنَا أَحَدٌ مَعَكَ، كَرَاهِيَةً لِيَحْضَرَ عُمَرَ. فَقَالَ عُمَرُ: لَا وَاللَّهِ! لَا تَدْخُلْ عَلَيْهِمْ وَحْدَكَ. فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: وَمَا عَسَيْتَهُمْ أَنْ يَفْعَلُوْهُ بِيْ؟ وَاللَّهِ! لَآتِيَنَّهُمْ. فَدَخَلَ عَلَيْهِمْ أَبُوْ بَكْرٍ، فَتَشَهَّدَ عَلِيٌّ فَقَالَ: إِنَّا قَدْ عَرَفْنَا فَضْلَكَ، وَمَا أَعْطَاكَ اللَّهُ وَلَمْ نَنْفَسْ عَلَيْكَ خَيْرًا سَاقَهُ اللَّهُ إِلَيْكَ، وَلَكِنَّكَ اسْتَبْدَدْتَ عَلَيْنَا بِالْأَمْرِ، وَكُنَّا نَرَى لِقَرَابَتِنَا مِنْ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ نَصِيْبًا. حَتَّى فَاضَتْ عَيْنَا أَبِيْ بَكْرٍ، فَلَمَّا تَكَلَّمَ أَبُوْ بَكْرٍ قَالَ: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! لَقَرَابَةُ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِيْ، وَأَمَّا الَّذِيْ

آل محمد ﷺ اسی مال سے کھاتی رہے گی۔" اور میں اللہ کی قسم جو صدقہ حضور اکرم ﷺ چھوڑ گئے ہیں میں اس میں کسی قسم کا تغیر نہیں کروں گا۔ جس حال میں وہ آنحضرت ﷺ کے عہد میں تھا اب بھی اسی طرح رہے گا اور اس میں (اس کی تقسیم وغیرہ) میں وہی طرز عمل اختیار کروں گا جو رسول اللہ ﷺ کا اپنی زندگی میں تھا۔ غرض ابو بکر نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کچھ بھی دینا منظور نہ کیا۔ اس پر فاطمہ، ابو بکر کی طرف سے خفا ہو گئیں اور ان سے ترک تعلق کر لیا اور ان کے بعد وفات تک ان سے کوئی گفتگو نہیں کی۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کے بعد چھ مہینے تک زندہ رہیں جب ان کی وفات ہوئی تو ان کے شوہر علی رضی اللہ عنہ نے انہیں رات میں دفن کر دیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر نہیں دی اور خود ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا جب تک زندہ رہیں علی رضی اللہ عنہ پر لوگ بہت توجہ رکھتے رہے لیکن ان کی وفات کے بعد انہوں نے دیکھا کہ ان لوگوں کے منہ ان کی طرف سے پھرے ہوئے ہیں۔ اس وقت انہوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے صلح کر لینا اور ان سے بیعت کر لینا چاہا۔ اس سے پہلے چھ ماہ تک انہوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بیعت نہیں کی تھی پھر انہوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا اور کہلا بھیجا کہ آپ صرف تنہا آئیں اور کسی کو اپنے ساتھ نہ لائیں ان کو یہ منظور نہ تھا کہ عمر رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ آئیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ کی قسم! آپ تنہا ان کے پاس نہ جانا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں وہ میرے ساتھ کیا کریں گے میں تو اللہ کی قسم ضرور ان کے پاس جاؤں گا۔ آخر آپ علی رضی اللہ عنہ کے یہاں گئے۔ علی رضی اللہ عنہ نے خدا کو گواہ کیا، اس کے بعد فرمایا ہمیں آپ کے فضل وکمال اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بخشا ہے، سب کا ہمیں اقرار ہے جو خیر وامتیاز آپ کو اللہ تعالیٰ نے دیا تھا ہم نے اس میں کوئی ریس بھی نہیں کی لیکن آپ نے ہمارے ساتھ زیادتی کی (کہ خلافت کے معاملہ میں ہم سے کوئی مشورہ نہیں لیا) ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنی قرابت کی وجہ سے اپنا حق سمجھتے تھے (کہ آپ ہم سے مشورہ کرتے) ابو بکر رضی اللہ عنہ پر ان باتوں سے گریہ طاری ہو گیا اور جب بات کرنے کے قابل ہوئے تو فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے رسول اللہ ﷺ کی

شَجَرَ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ مِنْ هَذِهِ الأَمْوَالِ، فَإِنِّي لَمْ آلُ فِيهَا عَنِ الْخَيْرِ، وَلَمْ أَتْرُكْ أَمْرًا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ يَصْنَعُهُ فِيهَا إِلَّا صَنَعْتُهُ. فَقَالَ عَلِيٌّ لِأَبِيْ بَكْرٍ: مَوْعِدُكَ الْعَشِيَّةُ لِلْبَيْعَةِ. فَلَمَّا صَلَّى أَبُوْ بَكْرٍ الظُّهْرَ رَقِيَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَتَشَهَّدَ وَذَكَرَ شَأْنَ عَلِيٍّ، وَتَخَلُّفَهُ عَنِ الْبَيْعَةِ، وَعُذْرَهُ بِالَّذِي اعْتَذَرَ إِلَيْهِ، ثُمَّ اسْتَغْفَرَ، وَتَشَهَّدَ عَلِيٌّ فَعَظَّمَ حَقَّ أَبِيْ بَكْرٍ، وَحَدَّثَ أَنَّهُ لَمْ يَحْمِلْهُ عَلَى الَّذِيْ صَنَعَ نَفَاسَةٌ عَلَى أَبِيْ بَكْرٍ، وَلَا إِنْكَارًا لِلَّذِيْ فَضَّلَهُ اللَّهُ بِهِ، وَلٰكِنَّا كُنَّا نَرَى لَنَا فِيْ هَذَا الأَمْرِ نَصِيبًا، وَاسْتَبَدَّ عَلَيْنَا، فَوَجَدْنَا فِيْ أَنْفُسِنَا، فَسُرَّ بِذَلِكَ الْمُسْلِمُوْنَ وَقَالُوْا: أَصَبْتَ. وَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ إِلَى عَلِيٍّ قَرِيبًا، حِيْنَ رَاجَعَ الأَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ. [راجع: ٣٠٩٢، ٣٠٩٣]

قرابت کے ساتھ صلہ رحمی مجھے اپنی قرابت سے زیادہ عزیز ہے۔ لیکن میرے اور آپ لوگوں کے درمیان ان اموال کے سلسلے میں جو اختلاف ہوا ہے تو میں اس میں حق اور خیر سے نہیں ہٹا ہوں اور اس سلسلہ میں جو راستہ میں نے رسول اللہ ﷺ کا دیکھا خود میں نے بھی اسی کو اختیار کیا۔ علی رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ دوپہر کے بعد میں آپ سے بیعت کروں گا۔ چنانچہ ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر ابوبکر رضی اللہ عنہ منبر پر آئے اور خطبہ کے بعد علی رضی اللہ عنہ کے معاملے کا اور ان کے اب تک بیعت نہ کرنے کا ذکر کیا اور وہ عذر بھی بیان کیا جو علی رضی اللہ عنہ نے پیش کیا تھا پھر علی رضی اللہ عنہ نے استغفار اور شہادت کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حق اور ان کی بزرگی بیان کی اور فرمایا کہ جو کچھ انہوں نے کہا ہے اس کا باعث ابوبکر رضی اللہ عنہ سے حسد نہیں تھا اور نہ ان کے اس فضل و کمال کا انکار مقصود تھا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عنایت فرمایا یہ بات ضرور تھی کہ ہم اس معاملہ خلافت میں اپنا حق سمجھتے تھے (کہ ہم سے مشورہ لیا جاتا) ہمارے ساتھ یہی زیادتی ہوئی تھی جس سے ہمیں رنج پہنچا۔ مسلمان اس واقعہ پر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ آپ نے درست فرمایا۔ جب علی رضی اللہ عنہ نے اس معاملہ میں یہ مناسب راستہ اختیار کر لیا تو مسلمان ان سے خوش ہو گئے اور علی رضی اللہ عنہ سے اور زیادہ محبت کرنے لگے جب دیکھا کہ انہوں نے اچھی بات اختیار کر لی ہے۔

تشریح: مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے خطبہ کے بعد اٹھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ ان کے بیعت کرتے ہی سب بنو ہاشم نے بیعت کر لی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہو گیا۔ اب جو ان کی خلافت کو صحیح نہ سمجھے وہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا مخالف ہے اور وہ اس آیت کی وعید شدید میں داخل ہے: ﴿وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى﴾ (۴/النساء: ۱۱۵) ابن حبان نے ابو سعید سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر شروع ہی میں بیعت کر لی تھی۔ بیہقی نے اسی روایت کو صحیح کہا ہے تو اب مکرر بیعت تاکید کے لیے ہو گی۔

٤٢٤٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا حَرَمِيٌّ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُمَارَةُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: وَلَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ قُلْنَا: الآنَ نَشْبَعُ مِنَ التَّمْرِ.

(۴۲۴۲) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حرمی نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عمارہ نے خبر دی، انہیں عکرمہ نے کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب خیبر فتح ہوا تو ہم نے کہا کہ اب کھجوروں سے ہمارا جی بھر جائے گا۔

تشریح: کھجوروں کی پیداوار کے لیے خیبر مشہور تھا۔ اسی لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خوشی ہوئی کہ فتح خیبر کی وجہ سے مدینہ میں کھجوریں بکثرت آنے لگیں گی۔

٤٢٤٣ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ، قَالَ: حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ حَبِيْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: مَا شَبِعْنَا حَتَّى فَتَحْنَا خَيْبَرَ.

(۴۲۴۳) ہم سے حسن نے بیان کیا، کہا ہم سے قرہ بن حبیب نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عبدالرحمٰن بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب تک خیبر فتح نہیں ہوا تھا ہم تنگی میں تھے۔

تشریح: فتح خیبر کے بعد مسلمانوں کو کشادگی نصیب ہوئی وہاں سے بکثرت کھجوریں آنے لگیں۔ خیبر کی زمین کھجور کی پیداوار کے لیے مشہور تھی۔

بَابُ اسْتِعْمَالِ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى أَهْلِ خَيْبَرَ

باب: نبی کریم ﷺ کا خیبر والوں پر تحصیل دار مقرر فرمانا

٤٢٤٤، ٤٢٤٥ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ الْمَجِيْدِ بْنِ سُهَيْلٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ اسْتَعْمَلَ رَجُلاً عَلَى خَيْبَرَ، فَجَاءَهُ بِتَمْرٍ جَنِيْبٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((كُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هَكَذَا)). فَقَالَ: لَا وَاللَّهِ! يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! إِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هَذَا بِالصَّاعَيْنِ وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثَةِ. فَقَالَ: ((لَا تَفْعَلْ، بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ، ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيْباً)).

[راجع: ٢٢٠١، ٢٢٠٢]

(۴۲۴۴،۴۵) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبدالمجید بن سہیل نے، ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے ابوسعید خدری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک صحابی (سواد بن غزیہ رضی اللہ عنہ) کو خیبر کا عامل مقرر کیا۔ وہ وہاں سے عمدہ قسم کی کھجوریں لائے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا: ”کیا خیبر کی تمام کھجوریں ایسی ہیں؟“ انہوں نے عرض کیا نہیں اللہ کی قسم یارسول اللہ! ہم اس طرح کی ایک صاع کھجور (اس سے خراب) دو یا تین صاع کھجور کے بدلے میں ان سے لے لیتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”اس طرح نہ کیا کرو، بلکہ (اگر اچھی کھجور لانی ہو تو) ساری کھجور پہلے درہم کے بدلے بیچ ڈالا کرو، پھر ان دراہم سے اچھی کھجور خرید لیا کرو۔“

٤٢٤٦، ٤٢٤٧ـ وَقَالَ عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِالْمَجِيْدِ، عَنْ سَعِيْدٍ: أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ، وَأَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَاهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ أَخَا بَنِيْ عَدِيٍّ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى خَيْبَرَ فَأَمَّرَهُ عَلَيْهَا. وَعَنْ عَبْدِ الْمَجِيْدِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَأَبِيْ سَعِيْدٍ مِثْلَهُ [راجع: ٢٢٠١، ٢٢٠٢]

(۴۲۴۶،۴۷) اور عبدالعزیز بن محمد نے بیان کیا، ان سے عبدالمجید نے بیان کیا، ان سے سعید نے بیان کیا اور ان سے ابوسعید اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے انصار کے خاندان بنی عدی کے بھائی کو خیبر بھیجا اور انہیں وہاں کا عامل مقرر کیا اور عبدالمجید سے روایت ہے کہ ان سے ابوصالح سمان نے اور ان سے ابوہریرہ اور ابوسعید رضی اللہ عنہما نے اسی طرح نقل کیا ہے۔

تشریح: خیبر کے پہلے عامل حضرت سواد بن غزیہ نامی انصاری رضی اللہ عنہ مقرر کئے گئے تھے۔ یہی وہاں کی کھجوریں بطور تحفہ لائے تھے جس پر نبی کریم ﷺ نے ان کو مذکورہ بالا ہدایت فرمائی۔

بَابُ مُعَامَلَةِ النَّبِيِّ ﷺ أَهْلَ خَيْبَرَ

باب: خیبر والوں کے ساتھ نبی کریم ﷺ کا معاملہ طے کرنا

٤٢٤٨۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: أَعْطَى النَّبِيُّ ﷺ خَيْبَرَ الْيَهُودَ أَنْ يَعْمَلُوهَا وَيَزْرَعُوهَا، وَلَهُمْ شَطْرُ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا. [راجع: ٢٢٨٥]

(۴۲۴۸) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے جویریہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے خیبر کی زمین و باغات وہاں کے یہودیوں کے پاس ہی رہنے دیئے تھے کہ وہ ان میں کام کریں اور بوئیں جوتیں اور انہیں ان کی پیداوار کا آدھا حصہ ملے گا۔

تشریح: آدھوں آدھ پر معاملہ کرنا اس حدیث سے درست قرار پایا۔

بَابُ الشَّاةِ الَّتِي سُمَّتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ بِخَيْبَرَ

باب: ایک بکری کا گوشت جس میں نبی کریم ﷺ کو خیبر میں زہر دیا گیا تھا

رَوَاهُ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اس کو عروہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

٤٢٤٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ أُهْدِيَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ شَاةٌ فِيهَا سُمٌّ. [راجع: ٣١٦٩]

(۴۲۴۹) ہم سے عبیداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے سعید نے بیان کیا، ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ خیبر کی فتح کے بعد نبی کریم ﷺ کو (ایک یہودی عورت کی طرف سے) بکری کے گوشت کا ہدیہ پیش کیا گیا جس میں زہر ملا ہوا تھا۔

تشریح: زہر بھیجنے والی زینب بنت حارث، سلام بن مشکم یہودی کی عورت تھی۔ اس نے یہ معلوم کر لیا تھا کہ نبی کریم ﷺ کو دست کا گوشت بہت پسند ہے۔ اس نے اسی میں خوب زہر ملایا۔ آپ نے ایک نوالہ چکھ کر تھوک دیا۔ بشر بن براء رضی اللہ عنہ کھا گئے وہ شہید ہو گئے۔ دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو آپ نے منع فرمایا اور بتلا دیا کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے۔ بیہقی کی روایت میں ہے کہ آپ نے اس عورت کو بلا کر پوچھا۔ وہ کہنے لگی میں نے یہ اس لیے کیا کہ اگر آپ سچے رسول ہیں تو اللہ آپ کو خبر کر دے گا اگر آپ جھوٹے ہیں تو آپ کا مرنا بہتر ہے۔ ابن سعد کی روایت میں ہے جب بشر بن براء رضی اللہ عنہ زہر کے اثر سے شہید ہو گئے تو آپ نے اس عورت کو بشر رضی اللہ عنہ کے وارثوں کے حوالہ کر دیا اور انہوں نے اس کو قتل کر دیا (اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ) زہر دے کر مار ڈالنا بھی قتل عمد ہے اور اس میں قصاص لازم آتا ہے اور حنفیہ کا رد ہوا جو اسے قتل بالسبب کہتے ہیں اور قصاص کو اس میں ساقط کرتے ہیں۔ (وحیدی)

بَابُ غَزْوَةِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ

باب: غزوۂ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا بیان

تشریح: حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو آپ نے کئی لڑائیوں میں سردار بنا کر بھیجا۔ سلمہ نے کہا کہ ہم نے سات لڑائیاں ان کے ساتھ کیں۔ پہلے نجد کی طرف، پھر بنو سلیم کی طرف، پھر قریش کے قافلوں کی طرف جس میں ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے داماد قید ہو کر آئے تھے۔ پھر بنو ثعلبہ کی

طرف، پھر حسمی کی طرف، پھر وادی القریٰ کی طرف، پھر بنی فزارہ کی طرف۔ حافظ نے کہا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی مراد یہاں یہی آخری غزوہ ہے۔ اس میں بڑے بڑے مہاجرین اور انصار شریک تھے۔ جیسے حضرت ابوبکر، حضرت عمر، ابوعبیدہ، سعد، سعید اور قتادہ وغیرہم رضی اللہ عنہم۔

٤٢٥٠۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: أَمَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أُسَامَةَ عَلَى قَوْمٍ، فَطَعَنُوْا فِيْ إِمَارَتِهِ، فَقَالَ: ((إِنْ تَطْعَنُوْا فِيْ إِمَارَتِهِ، فَقَدْ طَعَنْتُمْ فِيْ إِمَارَةِ أَبِيْهِ مِنْ قَبْلِهِ، وَأَيْمُ اللّٰهِ! لَقَدْ كَانَ خَلِيْقًا لِلْإِمَارَةِ، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ، وَإِنَّ هٰذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ)). [راجع: ٣٧٣٠]

(۴۲۵۰) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن دینار نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک جماعت کا امیر رسول اللہ ﷺ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بنایا۔ ان کی امارت پر بعض لوگوں کو اعتراض ہوا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”آج تم کو اس کی امارت پر اعتراض ہے تم ہی کچھ دن پہلے اس کے باپ کی امارت پر بھی اعتراض کر چکے ہو۔ حالانکہ اللہ کی قسم وہ امارت کے مستحق اور اہل تھے۔ اس کے علاوہ وہ مجھے سب سے زیادہ عزیز تھے جس طرح یہ اسامہ رضی اللہ عنہ ان کے بعد مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے۔“

تشریح: ان طعنہ کرنے والوں کا سردار عیاش بن ابی ربیعہ تھا وہ کہنے لگا نبی کریم ﷺ نے ایک لڑکے کو مہاجرین کا افسر بنا دیا ہے۔ اس پر دوسرے لوگ بھی گفتگو کرنے لگے۔ یہ خبر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہنچی۔ انہوں نے ان لوگوں کا رد کیا اور نبی کریم ﷺ کو اطلاع دی۔ آپ بہت خفا ہوئے اور یہ خطبہ مذکورہ سنایا۔ اسی کو جیش اسامہ کہتے ہیں۔ مرض الموت میں آپ نے وصیت فرمائی کہ اسامہ کا لشکر روانہ کر دینا۔ اسامہ رضی اللہ عنہ کے سردار مقرر کرنے میں یہ مصلحت تھی کہ ان کے والد کافروں کے ہاتھوں سے مارے گئے تھے۔ اسامہ کی دل جوئی کے علاوہ یہ بھی خیال تھا کہ وہ اپنے والد کی شہادت یاد کر کے ان کافروں سے دل کھول کر لڑیں گے۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ افضل کے ہوتے ہوئے مفضول کی سرداری جائز ہے۔ کیونکہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما یقیناً اسامہ رضی اللہ عنہ سے افضل تھے۔

بَابُ عُمْرَةِ الْقَضَاءِ

باب: عمرۂ قضا کا بیان

ذَكَرَهُ أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اس حدیث کو انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے۔

تشریح: اس کو عمرہ قضا اس لیے کہتے ہیں کہ یہ عمرہ اس قضا یعنی فیصلے کے مطابق کیا گیا تھا جو آپ نے قریش کے کافروں کے ساتھ کیا تھا۔ اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ اگلے عمرے کی قضا کا عمرہ تھا کیونکہ اگلا عمرہ بھی آپ کا پورا ہو گیا تھا گو کافروں کی مزاحمت کی وجہ سے اس کے ارکان بجا نہیں لا سکے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ والی روایت کو عبدالرزاق اور ابن حبان نے وصل کیا ہے۔ اس عمرہ میں عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے سامنے شعر پڑھتے جاتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا عبداللہ تم نبی کریم ﷺ کے سامنے شعر پڑھتے ہو؟ آپ نے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ اس کو شعر پڑھنے دو یہ کافروں پر تیروں سے بھی زیادہ سخت ہیں۔ وہ اشعار یہ تھے:

خلوا بنی الکفار عن سبیله
قد انزل الرحمن فی تنزیله
بان خیر القتل فی سبیله
نحن قتلناکم علی تأویله
کما قتلناکم علی تنزیله

و تذهل الخليل من خليله
يا رب! انى مؤمن بقيله

ترجمہ: اے کافروں کی اولاد! نبی کریم ﷺ کا راستہ چھوڑ دو۔ اللہ نے ان پر اپنا پاک کلام اتارا ہے اور ہم تم کو اس پاک کلام کے موافق قتل کرتے ہیں۔ یہ قتل اللہ کی راہ میں بہت ہی عمدہ قتل ہے۔ اب اس قتل کی وجہ سے ایک دوست اپنے دوست سے جدا ہو جائے گا۔ یا اللہ! میں نبی کریم ﷺ کے فرمودہ پر ایمان لایا ہوں۔

انس نے نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا ہے۔

٤٢٥١۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: لَمَّا اعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ فِي ذِي الْقَعْدَةِ، فَأَبَى أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يَدَعُوْهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ، حَتَّى قَاضَاهُمْ عَلَى أَنْ يُقِيْمَ بِهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَلَمَّا كَتَبُوا الْكِتَابَ كَتَبُوْا، هَذَا مَا قَاضَانَا عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ. قَالُوْا: لَا نُقِرُّ بِهَذَا، لَوْ نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللَّهِ مَا مَنَعْنَاكَ شَيْئًا، وَلَكِنْ أَنْتَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ. فَقَالَ: ((أَنَا رَسُوْلُ اللَّهِ، وَأَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِاللَّهِ)). ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ: ((امْحُ رَسُوْلَ اللَّهِ)). قَالَ عَلِيٌّ: لَا وَاللَّهِ! لَا أَمْحُوْكَ أَبَدًا. فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ الْكِتَابَ لَيْسَ يُحْسِنُ يَكْتُبُ، فَكَتَبَ: هَذَا مَا قَاضَى مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ لَا يُدْخِلُ مَكَّةَ السِّلَاحَ، إِلَّا السَّيْفَ فِي الْقِرَابِ، وَأَنْ لَا يَخْرُجَ مِنْ أَهْلِهَا بِأَحَدٍ، إِنْ أَرَادَ أَنْ يَتْبَعَهُ، وَأَنْ لَا يَمْنَعَ مِنْ أَصْحَابِهِ أَحَدًا، إِنْ أَرَادَ أَنْ يُقِيْمَ بِهَا. فَلَمَّا دَخَلَهَا وَمَضَى الْأَجَلُ أَتَوْا عَلِيًّا فَقَالُوْا: قُلْ لِصَاحِبِكَ: اخْرُجْ عَنَّا، فَقَدْ مَضَى الْأَجَلُ. فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فَتَبِعَتْهُ

(۴۲۵۱) مجھ سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ذی قعدہ کا عمرہ کا احرام باندھا۔ مکہ والے آپ کے مکہ میں داخل ہونے سے مانع آئے۔ آخر معاہدہ اس پر ہوا کہ (آئندہ سال) مکہ میں تین دن آپ قیام کر سکتے ہیں، معاہدہ یوں لکھا جانے لگا: یہ وہ معاہدہ ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ نے کیا، کفار قریش کہنے لگے کہ ہم یہ تسلیم نہیں کرتے۔ اگر ہم آپ کو اللہ کا رسول مانتے تو روکتے ہی کیوں، آپ تو بس محمد بن عبداللہ ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”میں اللہ کا رسول بھی ہوں اور میں محمد بن عبداللہ بھی ہوں۔“ پھر علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”رسول اللہ کا لفظ مٹا دو“ انہوں نے کہا کہ ہرگز نہیں اللہ کی قسم! میں یہ لفظ کبھی نہیں مٹا سکتا۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ تحریر اپنے ہاتھ میں لے لی۔ آپ لکھنا نہیں جانتے تھے لیکن آپ نے اس کے الفاظ اس طرح کر دیئے: یہ وہ معاہدہ ہے جو محمد بن عبداللہ نے کیا کہ یہ ہتھیار لے کر مکہ میں نہیں آئیں گے۔ البتہ ایسی تلوار جو نیام میں ہو ساتھ لا سکتے ہیں اور یہ کہ اگر مکہ والوں میں سے کوئی ان کے ساتھ جانا چاہے گا تو وہ اسے اپنے ساتھ نہیں لے جائیں گے۔ لیکن اگر ان کے ساتھیوں میں سے کوئی مکہ میں رہنا چاہے گا تو وہ اسے نہ روکیں گے۔ پھر جب (آئندہ سال) آپ اس معاہدہ کے مطابق مکہ میں داخل ہوئے (اور تین دن کی) مدت پوری ہوگئی تو مکہ والے علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ اپنے ساتھی سے کہو کہ اب یہاں سے چلے جائیں، کیونکہ مدت پوری ہوگئی ہے۔ جب نبی ﷺ مکہ سے نکلے تو آپ کے پیچھے حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی چچا چچا کہتی ہوئی آئیں۔ علی رضی اللہ عنہ نے انہیں لے لیا اور ہاتھ پکڑ کر

ابْنَةُ حَمْزَةَ تُنَادِيْ: يَا عَمِّ يَا عَمِّ! فَتَنَاوَلَهَا عَلِيٌّ، فَأَخَذَ بِيَدِهَا وَقَالَ لِفَاطِمَةَ: دُوْنَكِ ابْنَةَ عَمِّكِ. حَمَلَتْهَا فَاخْتَصَمَ فِيهَا عَلِيٌّ وَزَيْدٌ وَجَعْفَرٌ. قَالَ عَلِيٌّ: أَنَا أَخَذْتُهَا وَهِيَ بِنْتُ عَمِّيْ. وَقَالَ جَعْفَرٌ: ابْنَةُ عَمِّيْ وَخَالَتُهَا تَحْتِيْ. وَقَالَ زَيْدٌ: ابْنَةُ أَخِيْ. فَقَضَى بِهَا النَّبِيُّ ﷺ لِخَالَتِهَا وَقَالَ: ((الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْأُمِّ)). وَقَالَ لِعَلِيٍّ: ((أَنْتَ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْكَ)). وَقَالَ لِجَعْفَرٍ: ((وَأَشْبَهْتَ خَلْقِيْ وَخُلُقِيْ)). وَقَالَ لِزَيْدٍ: ((أَنْتَ أَخُوْنَا وَمَوْلَانَا)). قَالَ عَلِيٌّ: أَلَا تَتَزَوَّجُ ابْنَةَ حَمْزَةَ. قَالَ: ((إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ)). [راجع: ١٧٨١] [ترمذي: ٩٣٨، ١٩٠٤، ٣٧٦٥]

فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس لائے اور کہا کہ اپنے چچا کی بیٹی کو لے لو میں اسے لے آیا ہوں۔ علی، زید اور جعفر کا اختلاف ہوا۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اسے اپنے ساتھ لایا ہوں اور یہ میرے چچا کی لڑکی ہے۔ جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ میرے چچا کی لڑکی ہے اور اس کی خالہ میرے نکاح میں ہیں۔ زید رضی اللہ عنہ نے کہا یہ میرے بھائی کی لڑکی ہے لیکن نبی ﷺ نے ان کی خالہ کے حق میں فیصلہ فرمایا (جو جعفر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں) اور فرمایا: ''خالہ ماں کے درجے میں ہوتی ہے۔'' اور علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔'' جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تم صورت وشکل اور عادات واخلاق دونوں میں مجھ سے مشابہ ہو۔'' اور زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تم ہمارے بھائی اور ہمارے مولا ہو۔'' علی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ حمزہ کی صاحبزادی کو آپ اپنے نکاح میں لے لیں لیکن آپ نے فرمایا: ''وہ میرے رضاعی بھائی کی لڑکی ہے۔''

تشریح: حمزہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے رضاعی بھائی اور حقیقی چچا تھے، اس لیے وہ آپ کے لیے حلال نہ تھی۔ روایت میں عمرہ قضا کا ذکر ہے باب سے یہی وجہ مطابقت ہے۔

امام ابوالولید باجی نے اس حدیث کا مطلب یہی بیان کیا ہے کہ گو آپ لکھنا نہیں جانتے تھے مگر آپ نے معجزہ کے طور پر اس وقت لکھ دیا۔ قسطلانی نے کہا کہ حدیث کا ترجمہ یوں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے ہاتھ سے کاغذ لے لیا اور آپ اچھی طرح لکھنا نہیں جانتے تھے۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا رسول اللہ کا لفظ کہاں ہے، انہوں نے بتلا دیا۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے اسے مٹا دیا پھر وہ کاغذ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دے دیا، انہوں نے پھر پورا صلح نامہ لکھا اس تقریر پر کوئی اشکال باقی نہ رہے گا۔ حافظ نے کہا اس حدیث سے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی بڑی فضیلت نکلی۔ خصائل اور سیرت میں آپ رسول اللہ ﷺ سے مشابہت تامہ رکھتے تھے۔ یہ لڑکی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی زندگی تک ان کے پاس رہی، جب وہ شہید ہوئے تو ان کی وصیت کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس رہی اور ان ہی کے پاس جوان ہوئی۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے نکاح کے لیے کہا تو آپ نے یہ فرمایا جو روایت میں موجود ہے۔

٤٢٥٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ۔ هُوَ ابْنُ رَافِعٍ۔ قَالَ: حَدَّثَنَا سُرَيْجٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ [ح: وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبِيْ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ] عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ مُعْتَمِرًا، فَحَالَ

(۴۲۵۲) مجھ سے محمد بن رافع نے بیان کیا، کہا ہم سے سریج نے بیان کیا، کہا ہم سے فلیح نے بیان کیا۔ (دوسری سند) اور مجھ سے محمد بن حسین بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے فلیح بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ عمرہ کے ارادے سے نکلے، لیکن کفار قریش نے بیت اللہ پہنچنے سے آپ کو روکا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اپنا قربانی کا

كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ، فَنَحَرَ هَدْيَهُ، وَحَلَقَ رَأْسَهُ بِالْحُدَيْبِيَةِ، وَقَاضَاهُمْ عَلَى أَنْ يَعْتَمِرَ الْعَامَ الْمُقْبِلَ، وَلَا يَحْمِلَ سِلَاحًا عَلَيْهِمْ إِلَّا سُيُوفًا، وَلَا يُقِيمَ بِهَا إِلَّا مَا أَحَبُّوا، فَاعْتَمَرَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ، فَدَخَلَهَا كَمَا كَانَ صَالَحَهُمْ، فَلَمَّا أَنْ أَقَامَ بِهَا ثَلَاثًا أَمَرُوهُ أَنْ يَخْرُجَ، فَخَرَجَ. [راجع: ٢٧٠١]

جانور حدیبیہ میں ہی ذبح کر دیا اور وہیں سر بھی منڈوایا اور ان سے معاہدہ کیا کہ آپ آیندہ سال عمرہ کر سکتے ہیں لیکن (نیام میں تلواروں کے سوا اور) کوئی ہتھیار ساتھ نہیں لا سکتے اور جتنے دن مکہ والے چاہیں گے، اس سے زیادہ آپ وہاں ٹھہر نہیں سکیں گے۔ اس لیے آنحضرت ﷺ نے آیندہ سال عمرہ کیا اور معاہدہ کے مطابق مکہ میں داخل ہوئے۔ تین دن وہاں مقیم رہے۔ پھر قریش نے آپ سے جانے کے لیے کہا اور آپ مکہ سے چلے آئے۔

تشریح: ایفائے عہد کا تقاضا بھی یہی تھا جو نبی کریم ﷺ نے پورے طور پر ادا فرمایا اور آپ صرف تین دن قیام فرما کر اپنے پیارے مقدس شہر مکہ کو چھوڑ کر واپس آ گئے۔ کاش! آج بھی مسلمان اپنے وعدوں کی ایسی ہی پابندی کریں تو دنیا میں ان کی قدر و منزلت بہت بڑھ سکتی ہے۔

٤٢٥٣۔ حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ الْمَسْجِدَ، فَإِذَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ عُمَرَ جَالِسٌ إِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ ثُمَّ قَالَ: كَمِ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَ: أَرْبَعًا. [راجع: ١٧٧٥]

(۴۲۵۳) مجھ سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے بیان کیا، کہا ان سے منصور بن معتمر نے، ان سے مجاہد نے بیان کیا کہ میں اور عروہ بن زبیر دونوں مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے نزدیک بیٹھے ہوئے تھے۔ عروہ نے سوال کیا کہ نبی کریم ﷺ نے کل کتنے عمرے کیے تھے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ چار (ایک ان میں سے رجب میں کیا تھا)۔

٤٢٥٤۔ ثُمَّ سَمِعْنَا اسْتِنَانَ عَائِشَةَ قَالَ عُرْوَةُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! أَلَا تَسْمَعِينَ مَا يَقُولُ أَبُو عَبْدِالرَّحْمَنِ؟ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ اعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرٍ. فَقَالَتْ: مَا اعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ عُمْرَةً إِلَّا وَهُوَ شَاهِدُهُ، وَمَا اعْتَمَرَ فِي رَجَبٍ قَطُّ. [راجع: ١٧٧٦]

(۴۲۵۴) پھر ہم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے (اپنے گھر میں) مسواک کرنے کی آواز سنی تو عروہ نے ان سے پوچھا، اے ایمان والوں کی ماں! آپ نے سنا ہے یا نہیں، ابوعبدالرحمٰن (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے چار عمرے کیے تھے؟ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ نے جب بھی عمرہ کیا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آپ کے ساتھ تھے لیکن آپ نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا۔

تشریح: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ بات سن کر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما خاموش ہو گئے۔ اس سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات کا صحیح ہونا ثابت ہوا۔ (قسطلانی)

٤٢٥٥۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، سَمِعَ ابْنَ أَبِي أَوْفَى، يَقُولُ: لَمَّا اعْتَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَتَرْنَاهُ مِنْ غِلْمَانِ الْمُشْرِكِينَ

(۴۲۵۵) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے، انہوں نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے عمرہ کیا تو ہم آپ پر آڑ کیے ہوئے مشرکین کے لڑکوں اور مشرکین سے آپ کی

وَمِنْهُمْ، أَنْ يُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ.

[راجع: ١٦٠٠]

حفاظت کرتے رہتے تھے تاکہ وہ آپ کو کوئی ایذا نہ دے سکیں۔

تشریح: صلح حدیبیہ کے بعد یہ عمرہ دوسرے سال کیا گیا تھا، کفار مکہ کے قلوب اسلام اور پیغمبر اسلام کی طرف سے صاف نہیں تھے۔ مسلمانوں کو خطرات برابر لاحق تھے۔ خاص طور پر نبی کریم ﷺ کی حفاظت مسلمانوں کے لیے ضروری تھی۔ روایت میں اسی طرف اشارہ ہے۔ یہ حدیث غزوہ حدیبیہ میں بھی گزر چکی ہے۔

٤٢٥٦۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ- هُوَ ابْنُ زَيْدٍ- عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ: إِنَّهُ يَقْدَمُ عَلَيْكُمْ وَفْدٌ وَهَنَهُمْ حُمَّى يَثْرِبَ. وَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَرْمُلُوا الْأَشْوَاطَ الثَّلَاثَةَ، وَأَنْ يَمْشُوْا مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ، وَلَمْ يَمْنَعْهُ أَنْ يَأْمُرَهُمْ أَنْ يَرْمُلُوا الْأَشْوَاطَ كُلَّهَا إِلَّا الْإِبْقَاءُ عَلَيْهِمْ. وَزَادَ ابْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ لِعَامِهِ الَّذِي اسْتَأْمَنَ قَالَ: ((ارْمُلُوْا لِيَرَى الْمُشْرِكُوْنَ قُوَّتَهُمْ)) وَالْمُشْرِكُوْنَ مِنْ قِبَلِ قُعَيْقِعَانَ. [راجع: ١٦٠٢]

(۴۲۵۶) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جب نبی کریم ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ (عمرہ کے لیے مکہ) تشریف لائے تو مشرکین نے کہا کہ تمہارے یہاں وہ لوگ آ رہے ہیں جنہیں یثرب (مدینہ) کے بخار نے کمزور کر دیا ہے۔ اس لیے نبی ﷺ نے حکم دیا کہ طواف کے پہلے تین چکروں میں اکڑ کر چلا جائے اور رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان حسب معمول چلیں۔ تمام چکروں میں اکڑ کر چلنے کا حکم آپ نے اس لیے نہیں دیا کہ کہیں یہ (امت پر) دشوار نہ ہو جائے۔ اور حماد بن سلمہ نے ایوب سے اس حدیث کو روایت کر کے یہ اضافہ کیا ہے۔ ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب آنحضرت ﷺ اس سال عمرہ کرنے آئے جس میں مشرکین نے آپ کو امن دیا تھا تو آپ نے فرمایا: ''اکڑ کر چلو تاکہ مشرکین تمہاری قوت کو دیکھیں۔'' مشرکین جبل قعیقعان کی طرف کھڑے دیکھ رہے تھے۔

تشریح: ((قعیقعان)) ایک پہاڑ ہے وہاں سے شامی دونوں رکن عقبہ کے نظر پڑتے ہیں یمانی رکن نظر نہیں آتے۔

٤٢٥٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: إِنَّمَا سَعَى النَّبِيُّ ﷺ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيُرِيَ الْمُشْرِكِيْنَ قُوَّتَهُ. [راجع: ١٦٤٩]

(۴۲۵۷) مجھ سے محمد بن سلام نے بیان کیا، ان سے سفیان بن عیینہ نے، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے عطاء بن ابی رباح نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے بیت اللہ کے طواف میں رمل اور صفا و مروہ کے درمیان دوڑ، مشرکین کے سامنے اپنی طاقت دکھانے کے لیے کی تھی۔

تشریح: کندھے ہلاتے ہوئے اکڑ کر چلنا اس کو رمل کہتے ہیں جو اب بھی مسنون ہے۔

٤٢٥٨۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ:

(۴۲۵۸) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے

حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: تَزَوَّجَ النَّبِيُّ ﷺ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ، وَبَنَى بِهَا وَهُوَ حَلَالٌ وَمَاتَتْ بِسَرِفَ. [راجع: ١٨٣٧]

بیان کیا، کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ نے ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو آپ محرم تھے اور جب ان سے خلوت کی تو آپ احرام کھول چکے تھے۔ میمونہ رضی اللہ عنہا کا انتقال بھی اسی مقام سرف میں ہوا۔

[ابوداود: ١٨٤٤، ١٨٤٥؛ ترمذي: ٨٤٣]

٤٢٥٩۔ وَزَادَ ابْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ، وَأَبَانُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ عَطَاءٍ، وَمُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، تَزَوَّجَ النَّبِيُّ ﷺ مَيْمُونَةَ فِي عُمْرَةِ الْقَضَاءِ. [راجع: ١٨٣٧]

(۴۲۵۹) (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا) اور محمد بن اسحاق نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ مجھ سے ابن ابی نجیح اور ابان بن صالح نے بیان کیا، ان سے عطاء اور مجاہد نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے عمرۂ قضا میں نکاح کیا تھا۔

تشریح: حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ تھیں۔ جن کی بہن ام الفضل حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ہی میمونہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نبی کریم ﷺ سے کیا۔ سرف مکہ سے دس میل کے فاصلہ پر ایک موضع ہے۔ سنہ ۵۱ھ میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے اسی جگہ انتقال فرمایا۔ احادیث مذکورہ بالا میں کسی نہ کسی پہلو سے عمرۂ قضا کا ذکر ہوا ہے۔ باب سے یہی وجہ مطابقت ہے۔ رمل وغیرہ وقتی اعمال تھے مگر بعد میں ان کو بطور سنت برقرار رکھا گیا تاکہ اس وقت کے حالات مسلمانوں کے ذہن میں تازہ رہیں اور اسلام کے غالب آنے پر وہ اللہ کا شکر ادا کرتے رہیں۔ عمرۂ قضا کا بیان پیچھے مفصل گزر چکا ہے۔

بَابُ غَزْوَةِ مُؤْتَةَ مِنْ أَرْضِ الشَّأْمِ

باب: غزوۂ موتہ کا بیان جو سرزمین شام میں سنہ ۸ھ میں ہوا تھا

تشریح: موتہ بیت المقدس سے دو منزل کے فاصلہ پر بلقاء کے قریب ایک جگہ کا نام تھا۔ یہاں شام میں شرحبیل ابن عمرو غسانی قیصر کے حاکم نے رسول کریم ﷺ کے ایک قاصد حارث بن عمیر رضی اللہ عنہ نامی کو قتل کر دیا تھا۔ یہ سنہ ۸ھ ماہ جمادی الاولیٰ کا واقعہ ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اس پر چڑھائی کے لیے فوج روانہ کی جو تین ہزار مسلمانوں پر مشتمل تھی۔ (فتح الباری)

٤٢٦٠۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ عَمْرٍو، عَنِ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ، قَالَ: وَأَخْبَرَنِي نَافِعٌ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ، وَقَفَ عَلَى جَعْفَرٍ يَوْمَئِذٍ وَهُوَ قَتِيلٌ، فَعَدَدْتُ بِهِ خَمْسِينَ بَيْنَ طَعْنَةٍ وَضَرْبَةٍ، لَيْسَ مِنْهَا شَيْءٌ فِي دُبُرِهِ. [طرفه في: ٤٢٦١]

(۴۲۶۰) ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی ہلال نے بیان کیا اور کہا کہ مجھ کو نافع نے خبر دی اور انہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ اس دن (غزوۂ موتہ میں) جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی لاش پر کھڑے ہو کر میں نے شمار کیا تو نیزوں اور تلواروں کے پچاس زخم ان کے جسم پر تھے لیکن پیچھے یعنی پیٹھ پر ایک زخم بھی نہیں تھا۔

تشریح: حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ اسلام کے ان بہادروں میں سے ہیں جن پر امت مسلمہ ہمیشہ نازاں رہے گی۔ پشت پر کسی زخم کا نہ ہونا اس کا مطلب یہ کہ جنگ میں وہ آخر تک سینہ سپر رہے، بھاگ کر پیٹھ دکھلانے کا دل میں خیال تک بھی نہیں آیا۔ آپ ابوطالب کے بیٹے ہیں، شہادت کے بعد اللہ نے ان کو جنت میں دو باز و عطا کئے جن سے یہ جنت میں آزادی کے ساتھ اڑتے پھرتے ہیں۔ اس لیے ان کا لقب طیار ہوا۔ (رضی اللہ

عنه وارضاه)۔

٤٢٦١۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: أَمَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ مُوْتَةَ زَيْدَ ابْنَ حَارِثَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنْ قُتِلَ زَيْدٌ فَجَعْفَرٌ، وَإِنْ قُتِلَ جَعْفَرٌ فَعَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ رَوَاحَةَ)). قَالَ عَبْدُاللّٰهِ: كُنْتُ فِيهِمْ فِي تِلْكَ الْغَزْوَةِ فَالْتَمَسْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، فَوَجَدْنَاهُ فِي الْقَتْلَى، وَوَجَدْنَا مَا فِي جَسَدِهِ بِضْعًا وَتِسْعِينَ مِنْ طَعْنَةٍ وَرَمْيَةٍ.

(۴۲۶۱) ہمیں احمد بن ابی بکر نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے مغیرہ بن عبدالرحمن نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن سعد نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ موتہ کے لشکر کا امیر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو بنایا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمادیا تھا کہ ”اگر زید رضی اللہ عنہ شہید ہو جائیں تو جعفر رضی اللہ عنہ امیر ہوں اور اگر جعفر رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ امیر ہوں۔“ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ اس غزوہ میں، میں بھی شریک تھا۔ بعد میں جب ہم نے جعفر کو تلاش کیا تو ان کی لاش ہمیں شہدا میں ملی اور ان کے جسم پر کچھ اوپر نوے زخم نیزوں اور تیروں کے تھے۔

[راجع: ٤٢٦٠]

تشریح: اس حدیث سے صاف ظاہر ہوا کہ رسول کریم ﷺ اگر غیب داں ہوتے تو ہرگز یہ نقصان نہ ہونے دیتے اور پہلے ہی شہدائے کرام کو امیر بننے سے روک دیتے مگر غیب داں صرف اللہ ہی ہے۔

٤٢٦٢۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ وَاقِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَعَى زَيْدًا وَجَعْفَرًا وَابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ، قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ فَقَالَ: ((أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيبَ، ثُمَّ أَخَذَ جَعْفَرٌ فَأُصِيبَ، ثُمَّ أَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيبَ۔ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ۔ حَتَّى أَخَذَ الرَّايَةَ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللّٰهِ حَتَّى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ)). [راجع: ١٢٤٦]

(۴۲۶۲) ہم سے احمد بن واقد نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے حمید بن ہلال نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے زید، جعفر اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر اس وقت صحابہ رضی اللہ عنہم کو دے دی تھی جب ابھی ان کے متعلق کوئی خبر نہیں آئی تھی۔ آپ فرماتے جا رہے تھے کہ ”اب زید رضی اللہ عنہ جھنڈا اٹھائے ہوئے ہیں، اب وہ شہید کر دیئے گئے، اب جعفر رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اٹھا لیا، وہ بھی شہید کر دیئے گئے۔ اب ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اٹھا لیا، وہ بھی شہید کر دیئے گئے۔ آنحضرت ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آخر اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اللہ نے ان کے ہاتھ پر فتح عنایت فرمائی۔“

تشریح: نبی کریم ﷺ اس غزوہ میں شریک نہ تھے۔ آپ یہ سب خبریں مدینہ میں بیٹھ کر صحابہ رضی اللہ عنہم کو دے رہے تھے اور آپ کو بذریعہ وحی یہ سارے حالات معلوم ہو گئے تھے۔ آپ غیب داں نہیں تھے۔ واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اس جنگ میں دائیں ہاتھ میں جھنڈا اٹھائے

ہوئے تھے۔ دشمنوں نے وہ کاٹ ڈالا تو انہوں نے بائیں ہاتھ میں جھنڈا لے لیا۔ دشمنوں نے اس کو بھی کاٹ ڈالا، وہ شہید ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت میں دو بازو پرندے کی طرح کے بخش دیئے ہیں، وہ ان سے جنت میں جہاں چاہیں اڑتے پھرتے ہیں۔ لفظ طیار کے معنی اڑنے والے کے ہیں۔ اسی سے آپ کو جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے نام سے پکارا گیا۔ (رضی اللہ عنه وارضاه)

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے دو بیٹے عبداللہ اور محمد نامی تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان پر بڑی شفقت فرمائی۔ موسیٰ بن عقبہ نے مغازی میں ذکر کیا ہے کہ یعلی بن امیہ اہل موتہ کی خبر لے کر خدمت نبوی میں حاضر ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو موتہ والوں کا حال مجھ کو سناؤ ورنہ میں خود ہی تم کو ان کا پورا حال سنا دیتا ہوں۔ (جو اللہ نے تمہارے آنے سے پہلے مجھ کو وحی کے ذریعہ بتلا دیا ہے) چنانچہ خود آپ نے ان کا پورا حال بیان فرما دیا جسے سن کر یعلی بن امیہ کہنے لگے کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا ہے کہ آپ نے اہل موتہ کے حالات سنانے میں ایک حرف کی بھی کمی نہیں چھوڑی ہے۔ آپ کا بیان حرف بہ حرف صحیح ہے۔ (قسطلانی)

٤٢٦٣ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ، قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ قَالَ: أَخْبَرَتْنِي عَمْرَةُ، قَالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُوْلُ: لَمَّا جَاءَ قَتْلُ ابْنِ حَارِثَةَ وَجَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَوَاحَةَ جَلَسَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ يُعْرَفُ فِيْهِ الْحُزْنُ. قَالَتْ عَائِشَةُ: وَأَنَا أَطَّلِعُ مِنْ صَائِرِ الْبَابِ تَعْنِي مِنْ شَقِّ الْبَابِ. فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: أَيْ رَسُوْلَ اللَّهِ! إِنَّ نِسَاءَ جَعْفَرٍ. قَالَ: وَذَكَرَ بُكَائَهُنَّ. فَأَمَرَهُ أَنْ يَنْهَاهُنَّ قَالَ: فَذَهَبَ الرَّجُلُ ثُمَّ أَتَى فَقَالَ: قَدْ نَهَيْتُهُنَّ. وَذَكَرَ أَنَّهُ لَمْ يُطِعْنَهُ قَالَ: فَأَمَرَ أَيْضًا فَذَهَبَ ثُمَّ أَتَى فَقَالَ: وَاللَّهِ! لَقَدْ غَلَبْنَنَا فَزَعَمَتْ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((فَاحْثُ فِي أَفْوَاهِهِنَّ مِنَ التُّرَابِ)) قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: أَرْغَمَ اللَّهُ أَنْفَكَ، فَوَاللَّهِ! مَا أَنْتَ تَفْعَلُ، وَمَا تَرَكْتَ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْعَنَاءِ.

[راجع: ١٢٩٩]

(۴۲۶۳) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوہاب بن عبدالمجید نے بیان کیا، کہا کہ میں نے یحییٰ بن سعید سے سنا، کہا کہ مجھے عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے خبر دی، کہا کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا، انہوں نے بیان کیا زید بن حارثہ، جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر آئی تھی، رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے چہرے سے غم ظاہر ہو رہا تھا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں دروازے کی دراڑ سے جھانک کر دیکھ رہی تھی۔ اتنے میں ایک آدمی نے آ کر عرض کیا: یا رسول اللہ! جعفر رضی اللہ عنہ کے گھر کی عورتیں چلا کر رو رہی ہیں۔ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ انہیں روک دو۔ بیان کیا کہ وہ صاحب گئے اور پھر واپس آ کر کہا کہ میں نے انہیں روکا اور یہ بھی کہہ دیا کہ انہوں نے اس کی بات نہیں مانی، پھر اس نے بیان کیا کہ حضور ﷺ نے پھر منع کرنے کے لیے فرمایا۔ وہ صاحب پھر جا کر واپس آئے اور کہا قسم خدا کی وہ تو ہم پر غالب آ گئی ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''پھر ان کے منہ میں مٹی جھونک دو۔'' ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، میں نے کہا: اللہ تیری ناک غبار آلود کرے نہ تو تو عورتوں کو روک سکا نہ تو نے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دینا ہی چھوڑا۔ (نوحہ کرنے کی انتہائی برائی اس حدیث سے ثابت ہوئی)۔

٤٢٦٤ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ عَامِرٍ، قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ

(۴۲۶۴) مجھ سے محمد بن ابی بکر نے بیان کیا، کہا ہم سے عمر بن علی نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا، ان سے عامر شعبی نے بیان کیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بیٹے کے لیے سلام

إِذَا حَيَّ ابْنَ جَعْفَرٍ قَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ! [راجع: ٣٧٠٩]

بھیجتے تو السلام علیک یا ابن ذی الجناحین کہتے۔ (یعنی اے دو پروں والے کے بیٹے! تم پر سلام ہو)

اے پروں والے کے بیٹے! تم پر سلام ہو جیو، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے بیٹے کا نام عبداللہ تھا۔

تشریح: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "المراد بالجناحين صفة ملكية وقوة روحانية اعطيها جعفر۔" یعنی سہیلی نے کہا کہ جناحین سے مراد وہ صفات ملکی وقوت روحانی ہیں جو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو دی گئی۔ مگر: "واذا لم يثبت خبر في بيان كيفيتها فنؤ من بها من غير بحث عن حقيقتها۔" (فتح الباری) یعنی جب ان پروں کی کیفیت کے بارے میں کوئی خبر ثابت نہیں تو ہم ان کی حقیقت کی بحث میں نہیں پڑتے بلکہ جیسا حدیث میں وارد ہوا، اس پر ایمان لاتے ہیں۔

٤٢٦٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ، يَقُولُ: لَقَدِ انْقَطَعَتْ فِي يَدِي يَوْمَ مُؤْتَةَ تِسْعَةُ أَسْيَافٍ، فَمَا بَقِيَ فِي يَدِي إِلَّا صَفِيحَةٌ يَمَانِيَةٌ. [طرفه في: ٤٢٦٦]

(۴۲۶۵) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے، ان سے قیس بن ابی حازم نے بیان کیا کہ میں نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ غزوۂ موتہ میں میرے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹی تھیں۔ صرف ایک یمن کا بنا ہوا چھوٹے پھل کا تیغہ باقی رہ گیا تھا۔

٤٢٦٦۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنِي قَيْسٌ، قَالَ: سَمِعْتُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ، يَقُولُ: لَقَدْ دُقَّ فِي يَدِي يَوْمَ مُؤْتَةَ تِسْعَةُ أَسْيَافٍ، وَصَبَرَتْ فِي يَدِي صَفِيحَةٌ لِي يَمَانِيَةٌ. [راجع: ٤٢٦٥]

(۴۲۶۶) مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا، ان سے قیس بن ابی حازم نے بیان کیا کہ میں نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ غزوۂ موتہ میں میرے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹی تھیں۔ صرف ایک یمنی تیغہ میرے ہاتھ میں باقی رہ گیا تھا۔

تشریح: یہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی کمال بہادری، دلیری اور جرات کی دلیل ہے۔

٤٢٦٧۔ حَدَّثَنِي عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: أُغْمِيَ عَلَى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ، فَجَعَلَتْ أُخْتُهُ عَمْرَةُ تَبْكِي وَاجَبَلَاهُ وَاكَذَا وَاكَذَا. تُعَدِّدُ عَلَيْهِ فَقَالَ: حِيْنَ أَفَاقَ: مَا قُلْتِ شَيْئًا إِلَّا قِيلَ لِي: آنْتَ كَذَاكَ؟ [طرفه في: ٤٢٦٨]

(۴۲۶۷) مجھ سے عمران بن میسرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن فضیل نے بیان کیا، ان سے حصین بن عبدالرحمٰن نے، ان سے عامر شعبی نے اور ان سے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما نے کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ پر (ایک مرتبہ کسی مرض میں) بے ہوشی طاری ہوئی تو ان کی بہن عمرہ پکار کر رونے لگیں۔ ہائے میرے بھائی ہائے، میرے ایسے اور ویسے۔ ان کے محاسن اس طرح ایک ایک کر کے گنانے لگیں لیکن جب عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ہوش آیا تو انہوں نے کہا کہ تم جب میری کسی خوبی کا بیان کرتی تھیں تو مجھ سے پوچھا جاتا تھا

کہ کیا تم واقعی ایسے ہی تھے۔

تشریح: ایک روایت میں ہے کہ فرشتے لوہے کا گرز اٹھاتے اور عبداللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھتے کیا تو ایسا ہی تھا۔ معلوم ہوا کہ بعض بیماریوں میں مرنے سے پہلے ہی فرشتے نظر آ جایا کرتے ہیں گو آدمی نہ مرے۔ چنانچہ عبداللہ رضی اللہ عنہ اس بیماری سے اچھے ہو گئے تھے یہی عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ہیں جو غزوہ موتہ میں شہید ہوئے۔ اس مناسبت سے اس حدیث کو اس باب کے ذیل میں لایا گیا۔ مزید تفصیل حدیث ذیل میں آ رہی ہے۔

٤٢٦٨ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، قَالَ: أُغْمِيَ عَلَى عَبْدِاللَّهِ بْنِ رَوَاحَةَ بِهَذَا، فَلَمَّا مَاتَ لَمْ تَبْكِ عَلَيْهِ. [راجع: ٤٢٦٧]

(۴۲۶۸) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبثر بن قاسم نے بیان کیا، ان سے حصین نے، ان سے شعبی نے اور ان سے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بے ہوشی ہو گئی تھی، پھر اوپر کی حدیث کی طرح بیان کیا۔ چنانچہ جب (غزوۂ موتہ) میں وہ شہید ہوئے تو ان کی بہن ان پر نہیں روئیں۔

تشریح: ان کو معلوم ہو گیا تھا کہ میت پر نوحہ کرنا خود میت کے لیے باعث عذاب ہے۔ اس لیے انہوں نے اس حرکت سے پرہیز اختیار کیا، خالی آنسو اگر جاری ہوں تو یہ منع نہیں ہے، چلا کر رونا اور میت کے اوصاف بیان کرنا منع ہے۔

بَابُ بَعْثِ النَّبِيِّ ﷺ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ إِلَى الْحُرُقَاتِ مِنْ جُهَيْنَةَ

باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو حرقات کے مقابلہ پر بھیجنا

تشریح: لفظ حرقات حرقة کی طرف منسوب ہے۔ اس کا نام جیش بن عامر بن ثعلبہ بن مودعہ بن جہینہ تھا، اس نے ایک لڑائی میں ایک قوم کو آگ میں جلا دیا تھا۔ اس لیے حرقة نام سے موسوم ہوا۔

٤٢٦٩ـ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو ظَبْيَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ يَقُولُ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْحُرَقَةِ، فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ فَهَزَمْنَاهُمْ وَلَحِقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ رَجُلاً مِنْهُمْ، فَلَمَّا غَشِينَاهُ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. فَكَفَّ الْأَنْصَارِيُّ، فَطَعَنْتُهُ بِرُمْحِي حَتَّى قَتَلْتُهُ، فَلَمَّا قَدِمْنَا بَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((يَا أُسَامَةُ! أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ؟)) قُلْتُ: كَانَ مُتَعَوِّذًا. فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَسْلَمْتُ قَبْلَ ذَلِكَ

(۴۲۶۹) مجھ سے عمر بن محمد بغدادی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، انہیں حصین نے خبر دی، انہیں ابوظبیان حصین بن جندب نے، کہا کہ میں نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ حرقہ کی طرف بھیجا۔ ہم نے صبح کے وقت ان پر حملہ کیا اور انہیں شکست دے دی، پھر میں اور ایک اور انصاری صحابی اس قبیلہ کے ایک شخص (مرداس بن عمرو نامی) سے بھڑ گئے۔ جب ہم نے اس پر غلبہ پا لیا تو وہ لا الہ الا اللہ کہنے لگا۔ انصاری تو فوراً ہی رک گیا لیکن میں نے اسے اپنے برچھے سے قتل کر دیا۔ جب ہم لوٹے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس کی خبر ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: ”اسامہ! کیا اس کے لا الہ الا اللہ کے باوجود تم نے اسے قتل کر دیا؟“ میں نے عرض کیا کہ وہ قتل سے بچنا چاہتے تھے (اس نے یہ کلمہ دل سے نہیں پڑھا تھا) آپ بار بار یہی فرماتے رہے (کیا تم نے اس کے لا الہ الا اللہ کہنے پر بھی اسے قتل کر دیا) حتی کہ میرے

اَلْيَوْمَ. [طرفه في: ٦٨٧٢] [مسلم: ٢٧٧، ٢٧٨؛ ابو داود: ٢٦٤٣]

دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی کہ کاش! میں آج سے پہلے اسلام نہ لاتا۔

تشریح: کلمہ پڑھنے کے باوجود اسے قتل کرنا حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا کام تھا جس پر نبی کریم ﷺ کو انتہائی رنج ہوا اور آپ نے بار بار یہ جملہ دہرا کر خفگی کا اظہار فرمایا۔ اسامہ رضی اللہ عنہ کے دل میں تمنا پیدا ہوئی کہ کاش میں آج سے پہلے مسلمان نہ ہوتا اور مجھ سے یہ غلطی سرزد نہ ہوتی اور آج جب اسلام لاتا تو میرے پچھلے سارے گناہ معاف ہو چکے ہوتے۔ کیونکہ اسلام کفر کی زندگی کے تمام گناہوں کو معاف کرا دیتا ہے۔ اسی لیے کسی کلمہ گو کی تکفیر کرنا وہ بدترین حرکت ہے جس نے مسلمانوں کی ملی طاقت کو پاش پاش کر کے رکھ دیا ہے۔ مزید افسوس ان علما پر ہے جو ذرا ذرا سی باتوں پر تیر تکفیر چلاتے رہتے ہیں۔ ایسے علما کو بھی سوچنا چاہیے کہ وہ کلمہ پڑھنے والوں کو کافر بنا بنا کر اللہ کو کیا منہ دکھلائیں گے۔ ہاں اگر کوئی کلمہ گو افعال کفر کا ارتکاب کرے اور توبہ نہ کرے تو ان افعال کفریہ میں اس کی طرف لفظ کفر کی نسبت کی جا سکتی ہے۔ جو کفر دون کفر کے تحت ہے۔ بہر حال افراط و تفریط سے بچنا لازم ہے۔ "لا نكفر اهل القبلة۔" جملہ مسالک اہل سنت کا متفقہ اصول ہے۔

٤٢٧٠۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ يَقُوْلُ: غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ، وَخَرَجْتُ فِيْمَا يَبْعَثُ مِنَ الْبُعُوْثِ تِسْعَ غَزَوَاتٍ، مَرَّةً عَلَيْنَا أَبُوْ بَكْرٍ، وَمَرَّةً عَلَيْنَا أُسَامَةُ. [اطرافه في: ٤٢٧١، ٤٢٧٢، ٤٢٧٣] [مسلم: ٤٦٩٧، ٤٦٩٨]

(۴۲۷۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے حاتم بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی عبید نے بیان کیا اور انہوں نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ سات غزووں میں شریک رہا ہوں اور نو ایسے لشکروں میں شریک ہوا ہوں جو آپ نے روانہ کیے تھے۔ (مگر آپ ﷺ خود ان میں نہیں گئے) کبھی ہم پر ابوبکر رضی اللہ عنہ امیر ہوئے اور کسی فوج کے امیر اسامہ رضی اللہ عنہ ہوئے۔

٤٢٧١۔ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَلَمَةَ، يَقُوْلُ: غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ، وَخَرَجْتُ فِيْمَا يَبْعَثُ مِنَ الْبَعْثِ تِسْعَ غَزَوَاتٍ، عَلَيْنَا مَرَّةً أَبُوْ بَكْرٍ، وَمَرَّةً أُسَامَةُ. [راجع: ٤٢٧٠]

(۴۲۷۱) اور عمر بن حفص بن غیاث نے (جو امام بخاری رحمہ اللہ علیہ کے شیخ ہیں) کہا کہ ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی عبید نے بیان کیا اور انہوں نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ سات غزووں میں شریک رہا ہوں اور نو ایسی لڑائیوں میں گیا ہوں جن کو خود حضور اکرم ﷺ نے بھیجا تھا۔ کبھی ہمارے امیر ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوتے اور کبھی اسامہ رضی اللہ عنہ ہوتے۔

تشریح: راوی کا مقصد یہ ہے کہ جملہ غزوات میں رسول کریم ﷺ نے کبھی امیر لشکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسے اکابر کو بنایا اور کبھی اسامہ رضی اللہ عنہ جیسے نوجوانوں کو، مگر ہم لوگوں نے کبھی اس بارے میں امیر لشکر کے بڑے چھوٹے ہونے کا خیال نہیں کیا بلکہ فرمان رسالت ﷺ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔ آپ نے بار بار فرما دیا تھا کہ اگر کوئی حبشی غلام بھی تم پر امیر بنا دیا جائے تو اس کی اطاعت تمہارا فرض ہے۔

٤٢٧٢۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ

(۴۲۷۲) ہم سے ابوعاصم ضحاک بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن ابی عبید نے بیان کیا، ان سے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی

الْأَكْوَعِ، قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ، وَغَزَوْتُ مَعَ ابْنِ حَارِثَةَ اسْتَعْمَلَهُ عَلَيْنَا. [راجع: ٤٢٧٠]

کریم ﷺ کے ہمراہ سات غزووں میں شریک رہا ہوں اور میں نے ابن حارثہ (یعنی اسامہ رضی اللہ عنہ) کے ساتھ بھی جہاد کیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے انہیں ہم پر امیر بنایا تھا۔

تشریح: یہ اس روایت کے خلاف نہیں جس میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ نو جہاد مذکور ہیں۔ شاید سلمہ نے وادی القری اور عمرہ قضا کا سفر بھی جہاد سمجھ لیا اس طرح نو ہو گئے۔ قسطلانی نے کہا یہ حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی پندرھویں ثلاثی حدیث ہے۔ حارثہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے دادا کا نام ہے۔ (وحیدی)

٤٢٧٣ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ. فَذَكَرَ خَيْبَرَ وَالْحُدَيْبِيَةَ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ وَيَوْمَ الْقَرَدِ. قَالَ يَزِيدُ: وَنَسِيتُ بَقِيَّتَهُمْ. [راجع: ٤٢٧٠]

(۴۲۷۳) ہم سے محمد بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن مسعدہ نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی عبید نے اور ان سے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ سات غزوات میں شریک رہا ہوں۔ اس سلسلہ میں انہوں نے غزوۂ خیبر، غزوۂ حدیبیہ، غزوۂ حنین اور غزوۂ ذات القرد کا ذکر کیا۔ یزید نے کہا کہ باقی غزووں کے نام میں بھول گیا۔

تشریح: ان جملہ غزوات کا بیان اسی پارے میں جگہ جگہ مذکور ہوا ہے۔ ذات القرد کا واقعہ پارے کے شروع میں ملاحظہ کیا جائے۔ یہ ان ڈاکوؤں کے خلاف غزوہ تھا جو نبی کریم ﷺ کی بیس عدد دودھ دینے والی اونٹنیوں کو بھگا کر لے جا رہے تھے۔ جنگ خیبر سے چند روز بیشتر یہ حادثہ پیش آیا تھا۔ مزید جن غزوات کے نام بھول گئے، ان سے مراد غزوۂ فتح مکہ، غزوۂ طائف اور غزوۂ تبوک ہیں۔ (فتح الباری)

بَابُ غَزْوَةِ الْفَتْحِ

باب: غزوۂ فتح مکہ کا بیان

تشریح: اس کا سبب یہ ہوا کہ صلح حدیبیہ کی ایک شرط یہ تھی کہ فریقین کے حلیف قبائل بھی باہم جنگ نہ کریں گے۔ بنوبکر قریش کے حلیف تھے اور بنو خزاعہ رسول کریم ﷺ کے مگر بنوبکر نے اچانک بنوخزاعہ پر حملہ کر دیا اور قریش نے اپنے حلیف بنوبکر کا ساتھ دیا۔ اس پر بنوخزاعہ نے دربار رسالت میں جا کر فریاد کی۔ اس کے نتیجہ میں غزوہ فتح مکہ وجود میں آیا۔ ”كان سبب ذالك ان قريشا نقضوا العهد الذى وقع بالحديبية ففهم ذالك النبى ﷺ فغزاهم۔“ (فتح)

وَمَا بَعَثَ حَاطِبُ بْنُ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِغَزْوِ النَّبِيِّ ﷺ.

اور جو خط حاطب بن ابی بلتعہ نے اہل مکہ کو نبی کریم ﷺ کے غزوہ کے ارادے سے آگاہ کرنے کے لیے بھیجا تھا اس کا بیان۔

٤٢٧٤ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ ابْنُ مُحَمَّدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي رَافِعٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ، فَقَالَ: ((انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ، فَإِنَّ بِهَا

(۴۲۷۴) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، انہیں حسن بن محمد بن علی نے خبر دی اور انہوں نے عبیداللہ بن رافع سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ مجھے اور زبیر اور مقداد کو رسول کریم ﷺ نے روانہ کیا اور ہدایت کی کہ (مکہ کے راستے پر) چلے جانا جب تم مقام روضہ خاخ پر پہنچو تو وہاں تمہیں ہودج میں سوار ایک عورت

ظَعِينَةً مَعَهَا كِتَابٌ، فَخُذُوْا مِنْهَا)). قَالَ: فَانطَلَقْنَا تَعَادَى بِنَا خَيْلُنَا حَتَّى أَتَيْنَا الرَّوْضَةَ، فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّعِينَةِ قُلْنَا أَخرِجِي الْكِتَابَ. قَالَتْ: مَا مَعِيَ كِتَابٌ. فَقُلْنَا: لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَنُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ، قَالَ: فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا، فَأَتَيْنَا بِهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا فِيهِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى نَاسٍ بِمَكَّةَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا حَاطِبُ مَا هَذَا؟)) قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ، إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مُلْصَقًا فِيْ قُرَيْشٍ- يَقُوْلُ: كُنْتُ حَلِيْفًا وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهَا- وَكَانَ مَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ مَنْ لَهُمْ قَرَابَاتٌ، يَحْمُوْنَ أَهْلِيْهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ، فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي ذَلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيْهِمْ أَنْ أَتَّخِذَ عِنْدَهُمْ يَدًا يَحْمُوْنَ قَرَابَتِي، وَلَمْ أَفْعَلْهُ ارْتِدَادًا عَنْ دِيْنِي، وَلَا رِضًى بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمَا إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكُمْ)). فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَ هَذَا الْمُنَافِقِ، فَقَالَ: ((إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا، وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلَى مَنْ شَهِدَ بَدْرًا قَالَ: اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ)). فَأَنْزَلَ اللّٰهُ السُّوْرَةَ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُوْنَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيْلِ﴾. [راجع: ٣٠٠٧]

ملے گی۔ وہ ایک خط لیے ہوئے ہے، تم اس سے وہ لے لینا۔ انہوں نے کہا کہ ہم روانہ ہوئے۔ ہمارے گھوڑے ہمیں تیزی کے ساتھ لیے جا رہے تھے۔ جب ہم روضہ خاخ پر پہنچے تو واقعی وہاں ایک عورت ہودج میں سوار ملی (جس کا نام سارا یا کنور تھا) ہم نے اس سے کہا کہ خط نکال۔ وہ کہنے لگی کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہے لیکن جب ہم نے اس سے یہ کہا کہ اگر تو نے خود سے خط نکال کر ہمیں نہیں دیا تو ہم تیرے کپڑے اتار کر (تلاشی لیں گے) تب اس نے چوٹی میں سے وہ خط نکالا۔ ہم وہ خط لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں واپس ہوئے۔ اس میں یہ لکھا کہ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے چند مشرکین مکہ کے نام (صفوان بن امیہ، سہیل بن عمر اور عکرمہ بن ابو جہل) پھر انہوں نے اس میں مشرکین کو رسول اللہ ﷺ کے بعض بھیدوں کی خبر بھی دی تھی۔ (آپ فوج لے کر آنا چاہتے ہیں) رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: ”اے حاطب! تو نے یہ کیا کیا؟“ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے بارے میں فیصلہ کرنے میں آپ جلدی نہ فرمائیں، میں اس کی وجہ عرض کرتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ میں دوسرے مہاجرین کی طرح قریش کے خاندان سے نہیں ہوں، صرف ان کا حلیف بن کر ان سے جڑ گیا ہوں اور دوسرے مہاجرین کے وہاں عزیز واقربا ہیں جو ان کے گھر بار مال واسباب کی نگرانی کرتے ہیں۔ میں نے چاہا کہ جب میں خاندان کی رو سے ان کا شریک نہیں ہوں تو کچھ احسان ہی ان پر ایسا کر دوں جس کے خیال سے وہ میرے کنبہ والوں کو نہ ستائیں۔ میں نے یہ کام اپنے دین سے پھر کر نہیں کیا اور نہ اسلام لانے کے بعد میرے دل میں کفر کی حمایت کا جذبہ ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”واقعی انہوں نے تمہارے سامنے سچی بات کہہ دی ہے۔“ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اجازت ہو تو میں اس منافق کی گردن اڑا دوں لیکن آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”یہ غزوۂ بدر میں شریک رہے ہیں اور تمہیں کیا معلوم اللہ تعالیٰ جو غزوۂ بدر میں شریک ہونے والوں کے کام سے واقف ہے۔“ (سورۂ ممتحنہ) میں اس نے ان کے متعلق خود فرما دیا ہے کہ ”جو چاہو کرو میں نے تمہارے گناہ معاف کر دیئے۔“ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ”اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے ہو! میرے اور اپنے دشمنوں

کو دوست نہ بناؤ کہ ان سے تم اپنی محبت کا اظہار کرتے رہو۔'' آیت ''فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ'' تک۔

تشریح: حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے مشرکین مکہ کو لکھا تھا کہ رسول کریم ﷺ مکہ پر فوج لے کر آنا چاہتے ہیں، تم اپنا انتظام کر لو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کہا وہ ظاہری قانونی سیاست کے مطابق تھا۔ مگر نبی کریم ﷺ کو ان کی سچائی وحی سے معلوم ہو گئی۔ لہٰذا آپ نے ان کی غلطی سے درگزر فرما دیا۔ معلوم ہوا کہ بعض امور میں محض ظاہری وجوہ کی بنا پر فتویٰ ٹھوک دینا درست نہیں ہے۔ مفتی کو لازم ہے کہ ظاہر و باطن کے جملہ امور و حالات پر خوب غور و خوض کر کے فتویٰ نویسی کرے۔ روایت میں غزوۂ فتح مکہ کے عزم کا ذکر ہے، یہی باب سے وجہ مطابقت ہے۔

فتح الباری میں حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کے خط کے یہ الفاظ منقول ہوئے ہیں:

''یا معشر قریش فان رسول اللہ ﷺ جاء کم بجیش کاللیل یسیر کالسیل فواللہ لو جاء کم وحدہ لنصرہ اللہ وانجز لہ وعدہ فانظروا لانفسکم والسلام۔'' واقدی نے یہ لفظ نقل کیے ہیں:

''ان حاطباً کتب الی سهيل بن عمرو وصفوان بن امية وعكرمة انّ رسول الله ﷺ اذّن فی الناس بالغزو ولا اراہ يريد غيركم وقد احببت ان يكون لی عندكم يد۔'' (فتح جلد۷ صفحہ ٦٦٣)

ان کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ ایک لشکر جرار لے کر تمہارے اوپر چڑھائی کرنے والے ہیں تم لوگ ہوشیار ہو جاؤ۔ میں نے تمہارے ساتھ احسان کرنے کے لیے ایسا لکھا ہے۔

بَابُ غَزْوَةِ الْفَتْحِ فِيْ رَمَضَانَ

٤٢٧٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُتْبَةَ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ، أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ غَزَا غَزْوَةَ الْفَتْحِ فِيْ رَمَضَانَ. قَالَ: وَسَمِعْتُ ابْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ: مِثْلَ ذٰلِكَ. وَعَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَخْبَرَهُ: أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ، قَالَ: صَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى إِذَا بَلَغَ الْكَدِيْدَ ـ الْمَآءَ الَّذِيْ بَيْنَ قُدَيْدٍ وَعُسْفَانَ۔ أَفْطَرَ، فَلَمْ يَزَلْ مُفْطِرًا حَتّٰى انْسَلَخَ الشَّهْرُ. [راجع: ١٩٤٤]

باب: غزوۂ فتح کا رمضان سنہ ۸ھ میں ہونا

(۴۲۷۵) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن مسعود نے، کہا کہ مجھ سے عقیل بن خالد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، کہا کہ مجھے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی اور انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ نے غزوہ فتح مکہ رمضان میں کیا تھا۔ زہری نے ابن سعد سے بیان کیا کہ میں نے سعید بن میتب سے سنا کہ وہ بھی اسی طرح بیان کرتے تھے۔ زہری نے عبیداللہ سے روایت کیا، ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ (غزوۂ فتح کے سفر میں جاتے ہوئے) رسول اللہ ﷺ روزے سے تھے لیکن جب آپ مقام کدید پر پہنچے، جو قدید اور عسفان کے درمیان ایک چشمہ ہے تو آپ نے روزہ توڑ دیا۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے روزہ نہیں رکھا یہاں تک کہ رمضان کا مہینہ ختم ہو گیا۔

تشریح: روزے سے انسان کمزور ہو جاتا ہے۔ جو خاص طور سے جہاد کے لیے نقصان دیتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ نبی کریم ﷺ نے خود بھی روزے نہیں رکھے اور نہ ہی صحابہ رضی اللہ عنہم نے اور عام سفر کے لیے بھی یہی حکم قرار پایا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ﴾ (۲/البقرۃ:۱۸۴) یعنی ''جو مریض ہو وہ صحت کے بعد اور جو مسافر ہو وہ واپسی کے بعد روزہ رکھ لے۔''

٤٢٧٦ـ حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، قَالَ: أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ، عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ فِي رَمَضَانَ مِنَ الْمَدِينَةِ، وَمَعَهُ عَشَرَةُ آلَافٍ، وَذَلِكَ عَلَى رَأْسِ ثَمَانِ سِنِينَ وَنِصْفٍ مِنْ مَقْدَمِهِ الْمَدِينَةَ، فَسَارَ هُوَ وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَى مَكَّةَ، يَصُومُ وَيَصُومُونَ حَتَّى بَلَغَ الْكَدِيدَ- وَهُوَ مَاءٌ بَيْنَ عُسْفَانَ وَقُدَيْدٍ- أَفْطَرَ وَأَفْطَرُوا. قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَإِنَّمَا يُؤْخَذُ مِنْ أَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْآخِرُ فَالْآخِرُ. [راجع: ١٩٤٤]

(۴۲۷۶) مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالرزاق نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، کہا مجھے زہری نے خبر دی، انہیں عبیداللہ بن عبداللہ نے اور انہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ (فتح مکہ کے لیے) مدینہ سے روانہ ہوئے۔ آپ کے ساتھ (دس یا بارہ ہزار کا) لشکر تھا۔ اس وقت آپ کو مدینہ میں تشریف لائے ساڑھے آٹھ سال پورے ہونے والے تھے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ اور آپ کے ساتھ جو مسلمان تھے مکہ کے لیے روانہ ہوئے۔ حضور ﷺ بھی روزے سے تھے اور تمام مسلمان بھی، لیکن جب آپ مقام کدید پر پہنچے جو قدید اور عسفان کے درمیان ایک چشمہ ہے تو آپ نے روزہ توڑ دیا اور آپ کے ساتھ مسلمانوں نے بھی روزہ توڑ دیا۔ زہری نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے سب سے آخری عمل پر ہی عمل کیا جائے گا۔

تشریح: قرآن مجید میں بھی مسافر کے لیے خاص اجازت ہے کہ مسافر نہ چاہے تو روزہ سفر میں نہ رکھے یا سفر پورا کر کے چھوڑے ہوئے روزوں کو پورا کر لے۔

٤٢٧٧ـ حَدَّثَنِي عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فِي رَمَضَانَ إِلَى حُنَيْنٍ، وَالنَّاسُ مُخْتَلِفُونَ فَصَائِمٌ وَمُفْطِرٌ، فَلَمَّا اسْتَوَى عَلَى رَاحِلَتِهِ دَعَا بِإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ أَوْ مَاءٍ، فَوَضَعَهُ عَلَى رَاحَتِهِ أَوْ عَلَى رَاحِلَتِهِ، ثُمَّ نَظَرَ إِلَى النَّاسِ فَقَالَ الْمُفْطِرُونَ لِلصُّوَّامِ: أَفْطِرُوا. [راجع: ١٩٤٤]

(۴۲۷۷) مجھ سے عیاش بن ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے بیان کیا، ان سے خالد نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ رمضان میں حنین کی طرف تشریف لے گئے۔ مسلمانوں میں بعض حضرات تو روزے سے تھے اور بعض نے روزہ نہیں رکھا تھا لیکن جب حضور ﷺ اپنی سواری پر پوری طرح بیٹھ گئے تو آپ نے برتن میں دودھ یا پانی طلب فرمایا اور اسے اپنی اونٹنی پر یا اپنی ہتھیلی پر رکھا (اور پھر پی لیا) پھر آپ نے لوگوں کو دیکھا جن لوگوں نے پہلے سے روزہ نہیں رکھا تھا، انہوں نے روزہ داروں سے کہا کہ اب روزہ توڑ لو۔

٤٢٧٨ـ وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ. وَقَالَ حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ١٩٤٤]

(۴۲۷۸) اور عبدالرزاق نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں ایوب نے، انہیں عکرمہ نے اور انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ سے نقل کیا۔ اور حماد بن زید نے ایوب سے روایت کیا، انہوں نے عکرمہ سے، انہوں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے نقل کیا۔

تشریح: مشہور روایتوں میں ہے کہ نبی کریم ﷺ غزوہ حنین کے لیے شوال میں فتح مکہ کے بعد تشریف لے گئے تھے۔ اس روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رمضان ہی میں غزوہ حنین کا سفر کیا تھا۔ سو تطبیق یہ ہے کہ سفر مبارک رمضان میں شروع ہوا۔ شوال میں اس کی تکمیل ہوئی۔ غزوہ حنین کا وقوع شوال ہی میں صحیح ہے۔ (قسطلانی)

٤٢٧٩۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: سَافَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ، فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ عُسْفَانَ، ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ مِنْ مَاءٍ فَشَرِبَ نَهَارًا، لِيُرِيَهُ النَّاسَ، فَأَفْطَرَ حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ. قَالَ: وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ: صَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي السَّفَرِ وَأَفْطَرَ، فَمَنْ شَاءَ صَامَ، وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ. [راجع: ١٩٤٤]

(۴۲۷۹) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے مجاہد نے، ان سے طاؤس نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں (فتح مکہ کا) سفر شروع کیا۔ آپ روزے سے تھے جب مقام عسفان پر پہنچے تو پانی طلب فرمایا۔ دن کا وقت تھا اور آپ نے وہ پانی پیا تا کہ لوگوں کو دکھلا سکیں پھر آپ نے روزہ نہیں رکھا اور مکہ میں داخل ہوئے۔ بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے سفر میں (بعض اوقات) روزہ بھی رکھا تھا اور بعض اوقات روزہ نہیں بھی رکھا۔ اس لیے (سفر میں) جس کا جی چاہے روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔ مسافر کے لیے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔

تشریح: قریش کی بدعہدی پر مجبوراً مسلمانوں کو سنہ ۸ھ میں بماہ رمضان مکہ شریف پر لشکر کشی کرنی پڑی۔ قریش نے سنہ ۶ھ کے معاہدہ کو توڑ کر بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا جو نبی کریم ﷺ کے حلیف تھے اور جن پر حملہ نہ کرنے کا عہد و پیمان تھا مگر قریش نے اس عہد کو اس بری طرح توڑا کہ سارے بنی خزاعہ کا صفایا کر دیا۔ ان بیچاروں نے بھاگ کر کعبہ شریف میں پناہ مانگی اور الھك الھك کہہ کر پناہ مانگتے تھے کہ اپنے اللہ کے واسطے ہم کو قتل نہ کرو۔ مشرکین ان کو جواب دیتے لا الہ الیوم آج اللہ کوئی چیز نہیں۔ ان مظلوموں کے بچے ہوئے چالیس آدمیوں نے دربار رسالت میں جا کر اپنی بربادی کی ساری داستان سنائی۔ نبی کریم ﷺ معاہدے کی پابندی، فریق مظلوم کی دادرسی، دوستدار قبائل کی آیندہ حفاظت کی غرض سے دس ہزار کی جمعیت کے ساتھ بجانب مکہ عازم سفر ہوئے۔ دو منزلہ سفر ہوا تھا کہ راستے میں ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب اور عبداللہ بن امیہ ملاقی ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ اس موقع پر ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے عجب جوش و نشاط کے ساتھ مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

لعمرك انی حین احمل رآیة
لتغلب خیل اللات خیل محمد
لكا المدلج الحیران اظلم لیله
فهذا اوانی حین اهدی فاهتدی
هدانی هاد غیر نفسی ودلنی
علی الله من طردته كل مطرد

ترجمہ: ''قسم ہے کہ میں جن دنوں لڑائی کا جھنڈا اس ناپاک خیال سے اٹھایا کرتا تھا کہ لات بت کے پوجنے والوں کی فوج حضرت محمد (ﷺ) کی فوج پر غالب آ جائے۔ ان دونوں میں اس خارپشت جیسا تھا جو اندھیری رات میں ٹکریں کھاتا ہو۔ اب وقت آ گیا ہے کہ میں ہدایت پاؤں اور سیدھے راستے (اسلام پر) گامزن ہو جاؤں۔ مجھے سچے ہادی برحق نے ہدایت فرمادی ہے (نہ کہ میرے نفس نے) اور اللہ کا راستہ مجھے اس ہادی برحق نے دکھلا

دیا ہے جسے میں نے (اپنی غلطی سے) ہمیشہ دھتکار رکھا تھا۔"

آخر ۲۰/ رمضان سنہ ۸ھ کو آپ مکہ میں فاتحانہ داخل ہوئے، اور جملہ دشمنان اسلام کو عام معافی کا اعلان کرا دیا گیا۔ اس موقع پر آپ نے یہ خطبہ پیش فرمایا:

"یا معشر قریش! ان الله قد اذهب منكم نخوة الجاهلية وتعظمها بالاباء۔ الناس من آدم وآدم خلق من تراب ثم تلا رسول الله ﷺ ﴿يا ايها الناس انا خلقنكم من ذكر وانثى وجعلناكم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اكرمكم عندالله اتقاكم﴾ اذهبوا فانتم الطلقاء لا تثريب عليكم اليوم۔" (طبری)

اے خاندان قریش والو! اللہ نے تمہاری جاہلانہ نخوت اور باپ دادوں پر اترانے کا غرور آج ختم کر دیا، سن لو! سب لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے پھر آپ نے اس آیت کو پڑھا، اے لوگو! ہم نے تم کو ایک ہی مرد عورت سے پیدا کیا ہے اور گوت اور قبیلے سب تمہاری آپس کی پہچان کے لیے بنا دیئے ہیں اور اللہ کے ہاں تو صرف تقویٰ والے کی عزت ہے۔ پھر فرمایا (اے قریشیو!) جاؤ آج تم سب آزاد ہو تم پر آج کوئی مواخذہ نہیں ہے۔ اس جنگ کے جستہ جستہ حالات امام بخاری رحمہ اللہ نے مندرجہ ذیل ابواب میں بیان فرمائے ہیں۔

بَابٌ: أَيْنَ رَكَزَ النَّبِيُّ ﷺ الرَّايَةَ يَوْمَ الْفَتْحِ؟

باب: فتح مکہ کے دن نبی کریم ﷺ نے جھنڈا کہاں گاڑا تھا؟

٤٢٨٠۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، لَمَّا سَارَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ فَبَلَغَ ذَلِكَ قُرَيْشًا، خَرَجَ أَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ وَحَكِيْمُ ابْنُ حِزَامٍ وَبُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ يَلْتَمِسُوْنَ الْخَبَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَأَقْبَلُوْا يَسِيْرُوْنَ حَتَّى أَتَوْا مَرَّ الظَّهْرَانِ، فَإِذَا هُمْ بِنِيْرَانٍ كَأَنَّهَا نِيْرَانُ عَرَفَةَ، فَقَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ: مَا هَذِهِ؟ لَكَأَنَّهَا نِيْرَانُ عَرَفَةَ. فَقَالَ بُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ: نِيْرَانُ بَنِي عَمْرٍو. فَقَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ: عَمْرٌو أَقَلُّ مِنْ ذَلِكَ. فَرَآهُمْ نَاسٌ مِنْ حَرَسِ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَأَدْرَكُوْهُمْ فَأَخَذُوْهُمْ، فَأَتَوْا بِهِمْ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ فَأَسْلَمَ أَبُوْ سُفْيَانَ، فَلَمَّا سَارَ قَالَ لِلْعَبَّاسِ: ((احْبِسْ أَبَا سُفْيَانَ عِنْدَ حَطْمِ الْخَيْلِ حَتَّى يَنْظُرَ إِلَى الْمُسْلِمِيْنَ)). فَحَبَسَهُ

(۴۲۸۰) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے لیے روانہ ہوئے تو قریش کو اس کی خبر مل گئی تھی۔ چنانچہ ابوسفیان بن حرب، حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء نبی کریم ﷺ کے بارے میں معلومات کے لیے مکہ سے نکلے۔ یہ لوگ چلتے چلتے مقام مرالظہران پر جب پہنچے تو انہیں جگہ جگہ آگ جلتی ہوئی دکھائی دی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مقام عرفات کی آگ ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ یہ آگ کیسی ہے؟ یہ تو عرفات کی آگ کی طرح دکھائی دیتی ہے۔ اس پر بدیل بن ورقاء نے کہا یہ بنی عمرو (یعنی قباء کے قبیلے) کی آگ ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ بنی عمرو کی تعداد اس سے بہت کم ہے۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ کے محافظ دستے نے انہیں دیکھ لیا اور ان کو پکڑ کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لائے، پھر ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ اس کے بعد جب آنحضرت ﷺ آگے (مکہ کی طرف) بڑھے تو عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو ایسی جگہ پر روکے رکھو جہاں گھوڑوں کو جاتے وقت ہجوم ہوتا کہ وہ مسلمانوں کی فوجی قوت کو دیکھ لیں۔" چنانچہ عباس رضی اللہ عنہ

الْعَبَّاسُ، فَجَعَلَتِ الْقَبَائِلُ تَمُرُّ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ كَتِيبَةً كَتِيبَةً عَلَى أَبِي سُفْيَانَ، فَمَرَّتْ كَتِيبَةٌ قَالَ: يَا عَبَّاسُ! مَنْ هَذِهِ؟ قَالَ: هَذِهِ غِفَارُ. قَالَ: مَا لِي وَلِغِفَارَ؟ ثُمَّ مَرَّتْ جُهَيْنَةُ، قَالَ: مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ مَرَّتْ سَعْدُ بْنُ هُذَيْمٍ، فَقَالَ: مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ مَرَّتْ سُلَيْمٌ، فَقَالَ: مِثْلَ ذَلِكَ، حَتَّى أَقْبَلَتْ كَتِيبَةٌ لَمْ يَرَ مِثْلَهَا، قَالَ: مَنْ هَذِهِ؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ الْأَنْصَارُ عَلَيْهِمْ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ، مَعَهُ الرَّايَةُ. فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ: يَا أَبَا سُفْيَانَ: الْيَوْمُ يَوْمُ الْمَلْحَمَةِ، الْيَوْمَ تُسْتَحَلُّ الْكَعْبَةُ. فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ: يَا عَبَّاسُ! حَبَّذَا يَوْمُ الذِّمَارِ. ثُمَّ جَاءَتْ كَتِيبَةٌ وَهِيَ أَقَلُّ الْكَتَائِبِ. فِيهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ، وَرَايَةُ النَّبِيِّ ﷺ مَعَ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ، فَلَمَّا مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِأَبِي سُفْيَانَ قَالَ: أَلَمْ تَعْلَمْ مَا قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ؟ قَالَ: ((مَا قَالَ؟)) قَالَ كَذَا وَكَذَا. فَقَالَ: ((كَذَبَ سَعْدٌ، وَلَكِنْ هَذَا يَوْمٌ يُعَظِّمُ اللَّهُ فِيهِ الْكَعْبَةَ، وَيَوْمٌ تُكْسَى فِيهِ الْكَعْبَةُ)). قَالَ: وَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ تُرْكَزَ رَايَتُهُ بِالْحَجُونِ. قَالَ عُرْوَةُ: وَأَخْبَرَنِي نَافِعُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْعَبَّاسَ يَقُولُ لِلزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ: يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ! هَاهُنَا أَمَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ تَرْكُزَ الرَّايَةَ، قَالَ: وَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ أَنْ يَدْخُلَ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ مِنْ كَدَاءٍ، وَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ كُدًا، فَقُتِلَ مِنْ خَيْلِ خَالِدٍ

انہیں ایسے ہی مقام پر روک کر کھڑے ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قبائل کے دستے ایک ایک کر کے ابوسفیان کے سامنے سے گزرنے لگے۔ ایک دستہ گزرا تو انہوں نے پوچھا، عباس! یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ قبیلہ غفار ہے۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے غفار سے کیا سروکار، پھر قبیلہ جہینہ گزرا تو ان کے متعلق بھی انہوں نے یہی کہا، قبیلہ سلیم گزرا تو ان کے متعلق بھی یہی کہا۔ آخر ایک دستہ سامنے آیا۔ اس جیسا فوجی دستہ نہیں دیکھا گیا ہو گیا۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ انصار کا دستہ ہے۔ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اس کے امیر ہیں اور انہیں کے ہاتھ میں انصار کا علم ہے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ابوسفیان! آج کا دن قتل عام کا ہے۔ آج کعبہ میں بھی لڑنا درست کر دیا گیا ہے۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ اس پر بولے: اے عباس! (قریش کی) ہلاکت و بربادی کا دن اچھا آ لگا ہے۔ پھر ایک اور دستہ آیا یہ سب سے چھوٹا دستہ تھا۔ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اٹھائے ہوئے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوسفیان کے قریب سے گزرے تو انہوں نے کہا آپ کو معلوم نہیں، سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کیا کہہ گئے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: ''انہوں نے کیا کہا ہے؟'' تو ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ یہ یہ کہہ گئے کہ آپ قریش کا کام تمام کر دیں گے (سب کو قتل کر ڈالیں گے۔) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سعد نے غلط کہا ہے بلکہ آج کا دن وہ ہے جس میں اللہ کعبہ کی عظمت اور زیادہ کر دے گا۔ آج کعبہ کو غلاف پہنایا جائے گا۔'' عروہ نے بیان کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ آپ کا علم مقام حجون میں گاڑ دیا جائے۔ عروہ نے بیان کیا کہ مجھے نافع نے خبر دی، کہا کہ میں نے عباس رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے کہا (فتح مکہ کے بعد) کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہاں ہی جھنڈا گاڑنے کے لیے حکم فرمایا تھا۔ راوی نے بیان کیا کہ اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ مکہ کے بالائی علاقہ کداء کی طرف سے داخل ہوں اور خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کداء کے (نشیبی علاقہ) کی طرف سے داخل ہوئے۔ اس دن خالد رضی اللہ عنہ کے دستہ کے دو صحابی، حبیش بن اشعر اور

ابْنِ الْوَلِيدِ يَوْمَئِذٍ رَجُلَانِ حُبَيْشُ بْنُ الْأَشْعَرِ وَكُرْزُ بْنُ جَابِرٍ الْفِهْرِيُّ.

کرز بن جابر فہری رضی اللہ عنہما شہید ہوئے تھے۔

تشریح: روایت میں مرالظہران ایک مقام کا نام ہے مکہ سے ایک منزل پر۔ اب اس کو وادی فاطمہ کہتے ہیں۔ عرفات میں حاجیوں کی عادت تھی کہ ہر ایک آگ سلگاتا۔ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو الگ الگ آگ جلانے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ ہزاروں جگہ آگ روشن کی گئی۔ روایت کے آخر میں لفظ ((حبذ ایوم الذمار)) کا ترجمہ بعض نے یوں کیا ہے۔ "وہ دن اچھا ہے جب تم کو مجھے بچانا چاہیے۔" کہتے ہیں نبی کریم ﷺ سامنے سے گزرے تو ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے آپ کو قسم دے کر پوچھا کیا آپ نے اپنی قوم کے قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ ابوسفیان نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا کہنا بیان کیا آپ ﷺ نے فرمایا نہیں آج تو رحمت اور کرم کا دن ہے۔ آج اللہ قریش کو عزت دے گا اور سعد رضی اللہ عنہ سے جھنڈا لے کر ان کی بجائے قیس کو دیا۔ فتح مکہ کے دن علم نبوی مقام حجون میں گاڑا گیا تھا۔ کدآ بالمد اور کداء بالقصر دونوں مقاموں کے نام ہیں۔ پہلا مقام مکہ کے بالائی جانب ہے اور دوسرا نشیبی جانب میں۔ جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فوج کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے تو صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمرو نے کچھ آدمیوں کے ساتھ مسلمانوں کا مقابلہ کیا۔ کافر ۱۲۔ ۱۳ مارے گئے اور مسلمان دو شہید ہوئے۔

روایت میں مذکور شدہ حضرت ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ہیں جو رسول کریم ﷺ کے چچیرے بھائی ہیں۔ یہ شاعر بھی تھے اور ایک دفعہ نبی کریم ﷺ کی ہجو میں انہوں نے ایک قصیدہ کہا تھا۔ جس کا جواب حسان رضی اللہ عنہ نے بڑے شاندار شعروں میں دیا تھا۔ فتح کے دن اسلام لانے کا ارادہ کر رہے تھے مگر پچھلے حالات یاد کر کے شرم کے مارے سر نہیں اٹھا رہے تھے۔ آخر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ نبی کریم ﷺ کے منہ مبارک کی طرف منہ کر کے وہ الفاظ کہہ دیجئے جو حضرت یوسف کے سامنے ان کے خطا کار بھائیوں نے کہے تھے: ﴿تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِئِيْنَ﴾ (۱۲/ یوسف: ۹۱) یعنی اللہ کی قسم! آپ کو اللہ نے ہمارے اوپر بڑی فضیلت بخشی اور ہم بلاشک خطا کار ہیں۔ آپ یہ الفاظ کہیں گے تو رسول کریم ﷺ کے الفاظ بھی جواب میں وہی ہوں گے جو حضرت یوسف کے تھے: ﴿لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۭ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۡ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ﴾ (۱۲/ یوسف: ۹۲) اے بھائیو! آج کے دن تم پر کوئی ملامت نہیں ہے۔ اللہ تم کو بخشے وہ بہت بڑا رحم کرنے والا ہے۔ آخر مسلمان ہوئے اور اچھا پر خلوص اسلام لائے۔ آخر عمر میں حج کر رہے تھے جب حجام نے سر مونڈا تو سر میں ایک رسولی تھی اسے بھی کاٹ ڈالا جو کہ موت کا سبب ہوا۔ سنہ ۲۰ھ میں وفات پائی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

٤٢٨١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ ابْنَ مُغَفَّلٍ، يَقُوْلُ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ عَلَى نَاقَتِهِ. وَهُوَ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفَتْحِ يُرَجِّعُ، وَقَالَ: لَوْلَا أَنْ يَجْتَمِعَ النَّاسُ حَوْلِي لَرَجَّعْتُ كَمَا رَجَّعَ. [أطرافه في: ٤٨٣٥، ٥٠٣٤، ٥٠٤٧، ٧٥٤٠] [مسلم: ١٨٥٣؛ ابوداود: ١٤٢٧]

(۴۲۸۱) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے معاویہ بن قرہ نے بیان کیا، انہوں نے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے موقع پر اپنے اونٹ پر سوار ہیں اور خوش الحانی کے ساتھ سورۂ فتح کی تلاوت فرما رہے ہیں۔ معاویہ بن قرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر اس کا خطرہ نہ ہوتا کہ لوگ مجھے گھیر لیں گے تو میں بھی اسی طرح تلاوت کر کے دکھاتا جیسے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے پڑھ کر سنایا تھا۔

٤٢٨٢۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعْدَانُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنِي

(۴۲۸۲) ہم سے سلیمان بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا، کہا ہم سے سعدان بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن ابی حفصہ نے بیان کیا، کہا ان سے

مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، أَنَّهُ قَالَ زَمَنَ الْفَتْحِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مِنْ مَنْزِلٍ؟))

[راجع: ١٥٨٨]

زہری نے ان سے زین العابدین علی بن حسین نے، ان سے عمرو بن عثمان نے اور ان سے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے سفر میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: یارسول اللہ! کل (مکہ میں) آپ کہاں قیام فرمائیں گے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہمارے لیے عقیل نے کوئی گھر ہی کہاں چھوڑا ہے۔''

٤٢٨٣ـ ثُمَّ قَالَ: ((لَا يَرِثُ الْمُؤْمِنُ الْكَافِرَ، وَلَا يَرِثُ الْكَافِرُ الْمُؤْمِنَ)). قِيلَ لِلزُّهْرِيِّ: وَمَنْ وَرِثَ أَبَا طَالِبٍ؟ قَالَ: وَرِثَهُ عَقِيلٌ وَطَالِبٌ. قَالَ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ: أَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا؟ فِي حَجَّتِهِ، وَلَمْ يَقُلْ يُونُسُ: حَجَّتَهُ وَلَا زَمَنَ الْفَتْحِ. [راجع: ١٥٨٨]

(۴۲۸۳) پھر حضور ﷺ نے فرمایا: ''مومن، کافر کا وارث نہیں ہوسکتا اور نہ کافر مومن کا وارث ہوسکتا ہے۔'' زہری سے پوچھا گیا کہ پھر ابوطالب کی وراثت کسے ملی تھی؟ انہوں نے بتایا کہ ان کے وارث عقیل اور طالب ہوئے تھے۔ معمر نے زہری سے (اسامہ رضی اللہ عنہ کا سوال یوں نقل کیا ہے کہ) آپ اپنے حج کے دوران کہاں قیام فرمائیں گے؟ اور یونس نے (اپنی روایت میں) نہ حج کا ذکر کیا ہے اور نہ فتح مکہ کا۔

تشریح: عقیل اور طالب اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے۔ اس لیے ابوطالب کے وہ وارث ہوئے اور علی اور جعفر رضی اللہ عنہما کو کچھ ترکہ نہیں ملا کیونکہ یہ دونوں مسلمان ہوگئے تھے۔

٤٢٨٤ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْزِلُنَا ـ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، إِذَا فَتَحَ اللَّهُ ـ الْخَيْفُ، حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ)).

[راجع: ١٥٨٩]

(۴۲۸۴) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعیب نے بیان کیا: انہوں نے کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ان شاء اللہ ہماری قیام گاہ اگر اللہ تعالیٰ نے فتح عنایت فرمائی تو خیف بنی کنانہ میں ہوگی۔ جہاں قریش نے کفر کی حمایت کے لیے قسم کھائی تھی۔''

تشریح: خیف اس جگہ کو کہتے ہیں جو معمولی زمین سے اونچی پہاڑ سے کچھ اور نیچی ہو۔ مسجد خیف اسی جگہ واقع ہے۔ کسی وقت کفار مکہ نے اسلام دشمنی پر یہیں قسم کھائی تھی۔ اللہ نے ان کا غرور خاک میں ملایا اور اسلام کو عظمت عطا فرمائی۔ قریش نے قسمیں کھائی تھیں کہ وہ رسول کریم ﷺ کو آپ کے پورے خاندان بنو ہاشم اور بنو مطلب کو مکہ سے نکال کر ہی دم لیں گے آخر وہ دن آیا کہ وہ خود ہی نیست و نابود ہوگئے اور اسلام کا جھنڈا مکہ پر لہرایا سچ ہے: ﴿جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا﴾ (۱۷/بنی اسرائیل:۸۱) مسلمان اگر آج بھی سچے مسلمان بن جائیں تو نصرت خداوندی ان کی مدد کے لیے حاضر ہے۔

٤٢٨٥ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ

(۴۲۸۵) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو ابن شہاب نے خبر دی،

شِهَابٍ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ أَرَادَ حُنَيْنَ: ((مَنْزِلُنَا غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِخَيْفِ بَنِيْ كِنَانَةَ، حَيْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَى الْكُفْرِ)). [راجع: ١٥٨٩]

انہیں ابوسلمہ نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حنین کا ارادہ کیا تو فرمایا: ''ان شاء اللہ کل ہمارا قیام خیف بنی کنانہ میں ہوگا جہاں قریش نے کفر کے لیے قسم کھائی تھی۔''

تشریح: یہاں آپ اس لیے اترے کہ اللہ کا احسان ظاہر ہو کہ ایک دن تو وہ تھا کہ بنوہاشم قریش کے کافروں سے ایسے مغلوب اور مرعوب تھے یا ایک دن اللہ نے وہ دن دکھلایا کہ سارے قریش کے کافر مغلوب ہوگئے اور اللہ نے اسلام کو غالب کر دیا۔ اس سے اہم ترین تاریخی مقامات کو یاد رکھنا بھی ثابت ہوا۔

٤٢٨٦- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ، فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: ابْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ. فَقَالَ: ((اقْتُلْهُ)) قَالَ مَالِكٌ: وَلَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ فِيْمَا نُرَى- وَاللّٰهُ أَعْلَمُ- يَوْمَئِذٍ مُحْرِمًا. [راجع:١٨٤٦]

(۴۲۸۶) ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا، کہا ہم سے مالک نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے موقع پر جب نبی کریم ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو سر مبارک پر خود تھی۔ آپ نے اسے اتارا ہی تھا کہ ایک صحابی نے آکر عرض کیا کہ ابن خطل کعبہ کے پردہ سے چمٹا ہوا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''اسے (وہیں) قتل کر دو۔'' امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جیسا کہ ہم سمجھتے ہیں آگے اللہ جانے، نبی کریم ﷺ اس دن احرام باندھے ہوئے نہیں تھے۔

تشریح: ابن خطل اسلام سے پھر کر مرتد ہوگیا تھا۔ ایک آدمی کا قاتل بھی تھا اور رسول کریم ﷺ کی ہجو کے گیت گایا کرتا تھا۔ چنانچہ اس موقع پر وہ کعبہ کے پردوں سے باہر نکالا گیا اور زمزم اور مقام ابراہیم کے درمیان اس کی گردن ماری گئی۔ نبی کریم ﷺ نے آئندہ کے لیے اس طرح کرنے سے منع فرمادیا کہ اب قریش کا آدمی اس طرح بے بس کر کے نہ مارا جائے۔ خود لوہے کا کن ٹوپ جسے جنگ میں سر کی حفاظت کے لیے اوڑھ لیا جاتا تھا۔

٤٢٨٧- حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِيْ مَعْمَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَحَوْلَ الْبَيْتِ سِتُّوْنَ وَثَلَاثُمِائَةِ نُصُبٍ، فَجَعَلَ يَطْعُنُهَا بِعُوْدٍ فِيْ يَدِهِ وَيَقُوْلُ: ((جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ، جَاءَ الْحَقُّ، وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ)). [راجع: ٢٤٧٨]

(۴۲۸۷) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم کو سلیمان بن عیینہ نے خبر دی، انہیں ابن ابی نجیح نے، انہیں مجاہد نے، انہیں ابومعمر نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے دن جب نبی کریم ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو بیت اللہ کے چاروں طرف تین سو ساٹھ بت تھے۔ حضور اکرم ﷺ ایک چھڑی سے جو دست مبارک میں تھی، مارتے جاتے تھے اور اس آیت کی تلاوت کرتے جاتے تھے کہ ''حق قائم ہوگیا اور باطل مغلوب ہوگیا، حق قائم ہوگیا اور باطل سے نہ شروع میں کچھ ہوسکا ہے نہ آئندہ کچھ ہوسکتا ہے۔

تشریح: پہلی آیت سورۂ بنی اسرائیل میں اور دوسری آیت سورۂ سبا میں ہے۔ حق سے مراد دین اسلام اور باطل سے بت اور شیطان مراد ہے باطل کا آغاز اور انجام سب خراب ہی خراب ہے۔

٤٢٨٨- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ أَبَى أَنْ يَدْخُلَ الْبَيْتَ وَفِيهِ الْآلِهَةُ، فَأَمَرَ بِهَا فَأُخْرِجَتْ، فَأُخْرِجَ صُورَةُ إِبْرَاهِيمَ، وَإِسْمَاعِيلَ فِي أَيْدِيهِمَا مِنَ الْأَزْلَامِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((قَاتَلَهُمُ اللَّهُ لَقَدْ عَلِمُوا مَا اسْتَقْسَمَا بِهَا قَطُّ)). ثُمَّ دَخَلَ الْبَيْتَ، فَكَبَّرَ فِي نَوَاحِي الْبَيْتِ، وَخَرَجَ وَلَمْ يُصَلِّ فِيهِ. تَابَعَهُ مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ. وَقَالَ وُهَيْبٌ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٣٩٨]

(۴۲۸۸) مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالصمد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد عبدالوارث نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ میں آئے تو آپ بیت اللہ میں اس وقت تک داخل نہیں ہوئے جب تک اس میں بت موجود رہے بلکہ آپ نے حکم دیا اور بتوں کو باہر نکال دیا گیا۔ انہیں میں ایک تصویر ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کی بھی تھی اور ان کے ہاتھوں میں (پانسہ) کے تیر تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ ان مشرکین کا ستیا ناس کرے، انہیں خوب معلوم تھا کہ ان بزرگوں نے کبھی پانسہ نہیں پھینکا۔“ پھر آپ بیت اللہ میں داخل ہوئے اور اندر چاروں طرف تکبیر کہی پھر باہر تشریف لائے، آپ نے اندر نماز نہیں پڑھی تھی۔ عبدالصمد کے ساتھ اس حدیث کو معمر نے بھی ایوب سے روایت کیا اور وہیب بن خالد نے یوں کہا، ہم سے ایوب نے بیان کیا، انہوں نے عکرمہ سے، انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے۔

بَابُ دُخُولِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ

باب: نبی کریم ﷺ کا شہر کی بالائی جانب سے مکہ میں داخل ہونا

٤٢٨٩- وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَقْبَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ عَلَى رَاحِلَتِهِ، مُرْدِفًا أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَمَعَهُ بِلَالٌ وَمَعَهُ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ، مِنَ الْحَجَبَةِ حَتَّى أَنَاخَ فِي الْمَسْجِدِ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَأْتِيَ بِمِفْتَاحِ الْبَيْتِ، فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَعَهُ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ، فَمَكَثَ فِيهِ نَهَارًا طَوِيلًا ثُمَّ خَرَجَ، فَاسْتَبَقَ النَّاسُ، فَكَانَ عَبْدُاللَّهِ بْنُ عُمَرَ أَوَّلَ مَنْ دَخَلَ، فَوَجَدَ بِلَالًا وَرَاءَ الْبَابِ

(۴۲۸۹) اور لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا، کہا کہ مجھے نافع نے خبر دی اور انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر فتح مکہ کے دن مکہ کے بالائی علاقہ کی طرف سے شہر میں داخل ہوئے۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما آپ کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ اور کعبہ کے حاجب عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آخر اپنے اونٹ کو آپ نے مسجد (کے قریب باہر) بٹھایا اور بیت اللہ کی کنجی لانے کا حکم دیا پھر آپ بیت اللہ کے اندر تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ اسامہ بن زید، زید، بلال اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ آپ اندر کافی دیر تک ٹھہرے، جب باہر تشریف لائے تو لوگ جلدی سے آگے بڑھے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سب سے پہلے اندر جانے والوں میں تھے۔ انہوں نے بیت اللہ کے دروازے کے پیچھے بلال رضی اللہ عنہ کو کھڑے ہوئے

قَائِمًا، فَسَأَلَهُ: أَيْنَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ فَأَشَارَ لَهُ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ. قَالَ عَبْدُاللَّهِ: فَنَسِيتُ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلَّى مِنْ سَجْدَةٍ. [راجع: ٣٩٧]

دیکھا اور ان سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کہاں نماز پڑھی تھی؟ انہوں نے وہ جگہ بتلائی جہاں آپ نے نماز پڑھی تھی۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: میں یہ پوچھنا بھول گیا کہ آنحضرت ﷺ نے نماز میں کتنی رکعتیں پڑھی تھیں۔

تشریح: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے کعبہ کے اندر نماز نہیں پڑھی لیکن بلال رضی اللہ عنہ کی روایت میں نماز پڑھنے کا ذکر ہے اور یہی صحیح ہے ممکن ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما باہر ہوں ان کو آپ کے نماز پڑھنے کا علم نہ ہوا ہو، آپ نے فراغت کے بعد کعبے کی کنجی پھر عثمان رضی اللہ عنہ کے حوالہ کردی اور فرمایا کہ یہ ہمیشہ تیرے ہی خاندان میں رہے گی۔ یہ میں نے تجھ کو نہیں دی بلکہ اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ اور جو کوئی ظالم ہوگا وہ یہ کنجی تجھ سے چھینے گا۔ آج تک یہ کنجی اسی خاندان شیبی کے اندر محفوظ ہے اور کعبہ شریف جب بھی کھولا جاتا ہے، وہی لوگ آکر کھولتے ہیں۔ صدق رسول اللہ ﷺ۔ سنہ ۱۹۵۲ھ کے حج میں میں کعبہ شریف میں داخل ہوا تھا اور دروازہ پر شیبی خاندان کے بزرگ کو میں نے دیکھا تھا جو بہت ہی سفید ریش بزرگ تھے۔ غفر اللہ لہ۔

٤٢٩٠۔ حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ خَارِجَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَاءٍ الَّتِي بِأَعْلَى مَكَّةَ. تَابَعَهُ أَبُو أُسَامَةَ وَوُهَيْبٌ فِي كَدَاءٍ. [راجع: ١٥٧٧]

(۴۲۹۰) ہم سے ہیثم بن خارجہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حفص بن میسرہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ کے بالائی علاقہ کداء سے شہر میں داخل ہوئے تھے۔ اس روایت کی متابعت ابو اسامہ اور وہیب نے کداء کے ذکر کے ساتھ کی ہے۔

تشریح: کدآء بالمد اور کداء بالقصر دونوں مقاموں کے نام ہیں۔ پہلا مقام مکہ کے بالائی جانب میں ہے اور دوسرا نشیبی جانب میں اور یہ روایت ان صحیح روایتوں کے خلاف ہے جن میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کداء یعنی بالائی جانب سے داخل ہوئے اور خالد رضی اللہ عنہ کو کداء یعنی نشیبی جانب سے داخل ہونے کا حکم دیا۔ جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سپاہ گراں لیے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے تو مشرکوں نے ذرا سا مقابلہ کیا۔ کفار کو صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمرو نے اکٹھا کیا تھا۔ مسلمانوں میں سے دو شخص شہید ہوئے اور کافر بارہ تیرہ مارے گئے، باقی سب بھاگ نکلے، یہ پہلے بھی مذکور ہو چکا ہے۔

٤٢٩١۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ مِنْ كَدَاءٍ. [راجع: ١٥٧٧]

(۴۲۹۱) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے اور ان سے ان کے والد نے کہ نبی کریم ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ کے بالائی علاقہ کداء کی طرف سے داخل ہوئے تھے۔

بَابُ مَنْزِلِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ

باب: فتح مکہ کے دن قیام نبوی کا بیان

٤٢٩٢۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: مَا أَخْبَرَنَا أَحَدٌ، أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي الضُّحَى غَيْرَ أُمِّ هَانِئٍ، فَإِنَّهَا ذَكَرَتْ أَنَّهُ

(۴۲۹۲) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو نے، ان سے ابن ابی لیلیٰ نے کہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کے سوا ہمیں کسی نے یہ خبر نہیں دی کہ نبی کریم ﷺ نے چاشت کی نماز پڑھی، انہوں نے کہا کہ جب مکہ فتح ہوا تو آنحضرت ﷺ نے ان کے گھر غسل کیا اور آٹھ رکعت

يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ اغْتَسَلَ فِي بَيْتِهَا ثُمَّ صَلَّى ثَمَانَ رَكَعَاتٍ، قَالَتْ: لَمْ أَرَهُ صَلَّى صَلَاةً أَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ أَنَّهُ يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ.

[راجع: ۱۱۰۳]

نماز پڑھی۔ انہوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کو میں نے اتنی ہلکی نماز پڑھتے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ پھر بھی اس میں آپ رکوع اور سجدہ پوری طرح کرتے تھے۔

تشریح: ہلکی پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس نماز میں آپ نے قراءت بہت مختصر کی تھی حدیث سے مقصد یہاں یہ ثابت کرنا ہے کہ فتح مکہ کے دن نبی کریم ﷺ کا قیام ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھا۔

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے ہاں آپ نے جو نماز ادا فرمائی اس بابت حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب زاد المعاد میں لکھتے ہیں:

"ثم دخل رسول الله ﷺ دار ام هانیء بنت ابی طالب فاغتسل وصلی ثمان رکعات فی بیتها وکان ضحی فظنها من ظنها صلوٰة الضحیٰ وانما هذه صلوة الفتح وکان امراء الاسلام اذا فتحوا حصنا او بلدا صلوا عقیب الفتح هذه الصلوٰة اقتداء برسول الله ﷺ وفی القصة ما یدل علی انها بسبب الفتح شکراً لله علیه فان ام هانیء قالت ما رایته صلاها قبلها ولا بعدها۔" (زاد المعاد: الجزء الثانی صفحه ۱٦٦)

یعنی پھر رسول کریم ﷺ ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہوئے اور آپ نے وہاں غسل فرما کر آٹھ رکعات نماز ان کے گھر میں ادا کی اور یہ ضحیٰ کا وقت تھا۔ پس جس نے گمان کیا اس نے کہا کہ یہ ضحیٰ کی نماز تھی حالانکہ یہ فتح کے شکرانہ کی نماز تھی۔ بعد میں امرائے اسلام کا بھی یہی قاعدہ رہا کہ سنت نبوی پر عمل کرتے ہوئے جب بھی کوئی شہر یا قلعہ فتح کرتے اس نماز کو ادا کرتے تھے اور قصہ میں ایسی دلیل بھی موجود ہے جو اسے نماز شکرانہ ہی ثابت کرتی ہے۔ وہ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کا یہ قول ہے کہ میں نے نہیں دیکھا کہ آپ نے کبھی پہلے یا پیچھے اس نماز کو پڑھا ہو۔ اس سے بھی ثابت ہوا یہ فتح کی خوشی میں شکرانہ کی نماز تھی۔

بَابٌ

باب

٤٢٩٣۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ: ((سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ، رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اللَّهُمَّ اغْفِرْلِي)). [راجع: ٧٩٤]

(۴۲۹۳) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابوالضحیٰ نے، ان سے مسروق نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ اپنے رکوع میں اور سجدے میں یہ دعا پڑھتے تھے: "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِی۔"

تشریح: یعنی تو پاک ہے اے اللہ! ہمارے مالک تیری تعریف کرتے ہیں کہ یا اللہ مجھ کو بخش دے۔ حدیث سے یہ نکلا کہ رکوع یا سجدے میں دعا کرنا منع نہیں ہے۔ اس حدیث کا تعلق باب سے یوں ہے کہ اس حدیث کے دوسرے طریق میں یوں مذکور ہے کہ جب آپ پر سورۂ اذا جاء نصر الله نازل ہوئی یعنی فتح مکہ کے بعد تو آپ ہر نماز میں رکوع اور سجدے میں یوں ہی فرمانے لگے۔ اس سورت میں اللہ نے یہ حکم دیا ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ﴾ (۱۱۰/النصر:۳) پس "سبحانك اللهم ربنا وبحمدك اللهم اغفرلی" اسی کی تعلیم ہے۔ نبی کریم ﷺ کا آخری عمل یہی تھا کہ آپ رکوع اور سجدے میں بکثرت اس کو پڑھا کرتے تھے۔ لہٰذا اور دعاؤں پر اس کو فوقیت حاصل ہے۔ ضمنی طور پر اس میں بھی فتح مکہ کا ذکر ہے اور حدیث اور باب میں یہی مطابقت ہے۔

٤٢٩٤ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ عُمَرُ يُدْخِلُنِي مَعَ أَشْيَاخِ بَدْرٍ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لِمَ تُدْخِلُ هَذَا الْفَتَى مَعَنَا، وَلَنَا أَبْنَاءٌ مِثْلُهُ؟ فَقَالَ: إِنَّهُ مِمَّنْ قَدْ عَلِمْتُمْ. قَالَ: فَدَعَاهُمْ ذَاتَ يَوْمٍ، وَدَعَانِي مَعَهُمْ قَالَ: وَمَا رَايتُهُ دَعَانِي يَوْمَئِذٍ إِلَّا لِيُرِيَهُمْ مِنِّي فَقَالَ: مَا تَقُولُونَ: ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا﴾ حَتَّى خَتَمَ السُّورَةَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: أُمِرْنَا أَنْ نَحْمَدَ اللَّهَ وَنَسْتَغْفِرَهُ، إِذَا نُصِرْنَا وَفُتِحَ عَلَيْنَا. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا نَدْرِي. وَلَمْ يَقُلْ بَعْضُهُمْ شَيْئًا. فَقَالَ لِي: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ، أَكَذَاكَ تَقُولُ؟ قُلْتُ: لَا. قَالَ: فَمَا تَقُولُ؟ قُلْتُ: هُوَ أَجَلُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَعْلَمَهُ اللَّهُ لَهُ: ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾ فَتْحُ مَكَّةَ، فَذَاكَ عَلَامَةُ أَجَلِكَ ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾ قَالَ عُمَرُ: مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَعْلَمُ. [راجع: ٣٦٢٧] [ترمذي: ٣٣٦٢]

(۴۲۹۴) ہم سے ابونعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا، ان سے ابوبشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے، ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ مجھے اپنی مجلس میں اس وقت بھی بلا لیتے جب وہاں بدر کی جنگ میں شریک ہونے والے بزرگ صحابہ رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوتے۔ اس پر بعض لوگ کہنے لگے: اس جوان کو آپ ہماری مجلس میں کیوں بلاتے ہیں؟ اس کے جیسے تو ہمارے بچے بھی ہیں۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ تو ان لوگوں میں سے ہے جن کا علم و فضل تم جانتے ہو۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر ان بزرگ صحابیوں کو ایک دن عمر رضی اللہ عنہ نے بلایا اور مجھے بھی بلایا۔ بیان کیا کہ میں سمجھتا تھا کہ مجھے اس دن آپ میرا علم بتا سکیں۔ پھر آپ نے دریافت کیا ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا﴾ ختم سورت تک، کے متعلق تم لوگوں کا کیا خیال ہے؟ کسی نے کہا کہ ہمیں اس آیت میں حکم دیا گیا ہے کہ ہم اللہ کی حمد بیان کریں اور اس سے استغفار کریں کہ اس نے ہماری مدد کی اور ہمیں فتح عنایت فرمائی۔ بعض نے کہا کہ ہمیں اس کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہے اور بعض نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر انہوں نے مجھ سے دریافت کیا: ابن عباس! کیا تمہارا بھی یہی خیال ہے؟ میں نے جواب دیا کہ نہیں، پوچھا: پھر تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا کہ اس میں رسول اللہ ﷺ کی وفات کا اشارہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور فتح حاصل ہوگئی۔ یعنی فتح مکہ تو یہ آپ کی وفات کی نشانی ہے۔ اس لیے آپ اپنے رب کی حمد اور تسبیح کریں اور اس کی مغفرت طلب کریں کہ وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو کچھ تم نے کہا وہی میں بھی سمجھتا ہوں۔

تشریح: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دین کی ایک بات پوچھ کر ابن عباس رضی اللہ عنہما کی فضیلت بوڑھوں پر ظاہر کر دی جیسے اللہ تعالیٰ نے آدم کو علم دے کر بڑی بڑی عمر والے فرشتوں پر ان کی فضیلت ثابت کر دی اور ان فرشتوں سے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ حدیث میں وفات نبوی ﷺ پر اشارہ ہے۔ اس کا یہاں اندراج کا یہی مقصد ہے۔ سورۂ مبارکہ میں اشارہ تھا کہ ہر کمالے راز والے۔ ہر زوالے را کمالے۔ اس حدیث کے ذیل مولانا وحید الزماں کی تقریر دل پذیر یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کا عمل اس پر تھا بزرگی بعقل است نہ بہ سال۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس وقت کے بڑے عالم تھے اور عالم گو جوان ہو مگر علم کی فضیلت سے وہ بوڑھوں کے برابر بلکہ ان سے بھی افضل سمجھا جاتا ہے۔ ہمارے پیشوا خلفائے راشدین اور دوسرے شاہان اسلام نے علم کی ایسی قدردانی کی ہے جب مسلمان علم حاصل کرنے میں کوشش کرتے تھے مگر افسوس کہ ہمارے زمانہ کے مسلمان بادشاہ ایسے نالائق ہیں جن کے ایک بھی عالم، فاضل یا حکیم فیلسوف نہیں ہوتا نہ ان کو دینی علوم کی قدر ہے نہ دنیاوی علوم کی بلکہ سچ پوچھو تو علم ولیاقت کے دشمن ہیں۔ ان کے ملک میں کوئی شاذ و نادر دین کا عالم پیدا ہو گیا تو اس کو ستانے، بے عزت کرنے اور نکالنے کے فکر میں رہتے ہیں۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ اگر یہی لیل ونہار رہے تو ایسے

بادشاہوں کی حکومت کو بھی چراغ سحری سمجھنا چاہیے۔ (وحیدی) یہ پرانی باتیں ہیں اب تو گیا دور سرمایہ داری گیا۔ دکھا کر تماشہ مداری گیا۔

٤٢٩٥۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ شُرَحْبِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ، أَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ وَهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوْثَ إِلَى مَكَّةَ: ائْذَنْ لِي أَيُّهَا الْأَمِيْرُ أُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ، سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِيْ، وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ، حِيْنَ تَكَلَّمَ بِهِ: أَنَّهُ حَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ، لَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ بِهَا دَمًا، وَلَا يَعْضِدَ بِهَا شَجَرًا، فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْهَا فَقُوْلُوْا لَهُ: إِنَّ اللّٰهَ أَذِنَ لِرَسُوْلِهِ، وَلَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ. وَإِنَّمَا أَذِنَ لِي فِيْهَا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، وَقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ، وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ)). فَقِيْلَ لِأَبِي شُرَيْحٍ: مَاذَا قَالَ لَكَ عَمْرٌو؟ قَالَ: قَالَ: أَنَا أَعْلَمُ بِذَلِكَ مِنْكَ يَا أَبَا شُرَيْحٍ! إِنَّ الْحَرَمَ لَا يُعِيْذُ عَاصِيًا، وَلَا فَارًّا بِدَمٍ، وَلَا فَارًّا بِخَرْبَةٍ.

[راجع: ١٠٤]

(۴۲۹۵) ہم سے سعید بن شرحبیل نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے مقبری نے کہ ابو شریح عدوی ؓ نے (مدینہ کے امیر) عمرو بن سعید سے کہا جبکہ عمرو بن سعید (عبداللہ بن زبیر ؓ کے خلاف) مکہ کی طرف لشکر بھیج رہے تھے کہ اے امیر! مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ سے ایک حدیث بیان کروں جو رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دوسرے دن ارشاد فرمائی تھی اس حدیث کو میرے دونوں کانوں نے سنا، میرے قلب نے اس کو یاد رکھا اور جب حضور اکرم ﷺ ارشاد فرما رہے تھے تو میں اپنی آنکھوں سے آپ کو دیکھ رہا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے پہلے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور پھر فرمایا: ''بلاشبہ مکہ کو اللہ تعالیٰ نے حرمت والا شہر قرار دیا ہے، کسی انسان نے اسے اپنی طرف سے حرمت والا قرار نہیں دیا۔ اس لیے کسی شخص کے لیے بھی جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، جائز نہیں کہ اس میں کسی کا خون بہائے اور نہ کوئی اس سرزمین کا کوئی درخت کاٹے اور اگر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے (فتح مکہ کے موقع پر) جنگ سے اپنے لیے بھی رخصت نکالے تو تم اس سے کہہ دینا کہ اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے رسول کو (تھوڑی دیر کے لیے) اس کی اجازت دی تھی۔ تمہارے لیے بالکل اجازت نہیں ہے اور مجھے بھی اس کی اجازت دن کے تھوڑے سے حصے کے لیے ملی تھی اور آج پھر اس کی حرمت اسی طرح لوٹ آئی ہے جس طرح کل یہ شہر حرمت والا تھا۔ پس جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ (ان کو میرا کلام) پہنچادیں جو موجود نہیں۔'' ابو شریح سے پوچھا گیا کہ عمرو بن سعید نے آپ کو پھر جواب کیا دیا تھا؟ تو انہوں نے بتایا کہ اس نے کہا کہ میں یہ مسائل تم سے زیادہ جانتا ہوں، حرم کسی گنہگار کو پناہ نہیں دیتا، نہ کسی کا خون کر کے بھاگنے والے کو پناہ دیتا ہے، مفسد کو بھی پناہ نہیں دیتا۔

تشریح: حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ نے یزید کی بیعت نہیں کی تھی۔ اس لیے یزید نے ان کو زیر کرنے کے لیے گورنر مدینہ عمرو بن سعید کو مامور کیا تھا جس پر ابو شریح نے ان کو یہ حدیث سنائی اور مکہ پر حملہ آور ہونے سے روکا مگر عمرو بن سعید طاقت کے نشہ میں چور تھا۔ اس نے حدیث نبوی کو نہیں سنا اور مکہ پر چڑھائی کر دی اور ساتھ ہی یہ بہانے بنائے جو یہاں مذکور ہیں۔ اس طرح تاریخ میں ہمیشہ کے لیے بدنامی کو اختیار کیا اور حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ کے خون ناحق کا بوجھ اپنی گردن پر رکھا اور حدیث میں فتح مکہ وحرمت مکہ پر اشارہ ہے، یہی مقصود باب ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ اسدی قریشی ہیں، حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے نواسے ہیں۔ مدینہ میں مہاجرین میں یہ پہلے بچے ہیں جو سنہ اھ

میں پیدا ہوئے۔ محترم نانا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے کانوں میں اذان کہی، ان کی والدہ حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا ہیں۔ مقام قبا میں ان کو جناب نبی کریم ﷺ نے چھوہارہ چبا کر اپنے لعاب دہن کے ساتھ ان کے منہ میں ڈالا اور برکت کی دعا کی۔ بہت ہی بارعب صاف چہرے والے موٹے تازے قوی بہادر تھے۔ ان کی دادی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی پھوپھی تھیں۔ ان کی خالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ آٹھ سال کی عمر میں نبی کریم ﷺ سے بیعت کی اور انہوں نے آٹھ حج کئے اور حجاج بن یوسف نے ان کو مکہ میں منگل کے دن ۱۷/ جمادی الثانیہ سنہ ۷۳ھ کو شہید کر ڈالا۔ ایسی ہی ظالمانہ حرکتوں سے عذاب الٰہی میں گرفتار ہو کر حجاج بن یوسف بڑی ذلت کی موت مرا۔ اس نے جس بزرگ کو آخر میں ظلم سے قتل کیا، وہ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ ہیں۔ جب بھی حجاج بن یوسف سوتا حضرت سعید خواب میں آ کر اس کا پاؤں پکڑ کر ہلا دیتے اور اپنے خون ناحق کی یاد دلاتے: ﴿إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ﴾ (۳/آل عمران:۱۳)

٤٢٩٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ يَقُوْلُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ: ((إِنَّ اللَّهَ وَرَسُوْلَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ)).

[راجع: ٢٢٣٦]

(۴۲۹۶) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی حبیب نے، ان سے عطاء بن ابی رباح نے اور ان سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فتح مکہ کے موقع پر مکہ مکرمہ میں فرمایا تھا: ”اللہ اور اس کے رسول نے شراب کی خرید و فروخت مطلق حرام قرار دے دی ہے۔“

تشریح: یعنی اللہ نے جیسے شراب پینا حرام کیا ہے ویسے ہی شراب کی تجارت بھی حرام کر دی ہے۔ جو لوگ مسلمان کہلانے کے باوجود یہ دھندا کرتے ہیں وہ عنداللہ سخت ترین مجرم ہیں۔

بَابُ مَقَامِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَكَّةَ زَمَنَ الْفَتْحِ

باب: فتح مکہ کے زمانہ میں نبی کریم ﷺ کا مکہ میں قیام کرنا

٤٢٩٧- حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَقَمْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَشْرًا نَقْصُرُ الصَّلَاةَ.

[راجع: ١٠٨١]

(۴۲۹۷) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی اسحاق نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ (مکہ میں) دس دن ٹھہرے تھے اور اس مدت میں ہم نماز قصر کرتے تھے۔

تشریح: یہاں راوی نے صرف قیام مکہ کے دن شمار کئے ورنہ صحیح یہی ہے کہ آپ نے ۱۹ دن قیام کیا تھا اور منیٰ و عرفات کے دن چھوڑ دیئے ہیں۔

٤٢٩٨- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ بِمَكَّةَ تِسْعَةَ عَشَرَ يَوْمًا يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ. [راجع: ١٠٨٠]

(۴۲۹۸) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو عاصم نے خبر دی، انہیں عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مکہ میں انیس دن قیام فرمایا تھا اور اس مدت میں صرف نماز دو رکعتیں (قصر) پڑھتے تھے۔

تشریح: روایت میں صاف مذکور ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بحالت سفر انیس دن کے قیام میں نماز قصر ادا کی تھی، اہلحدیث کا یہی مسلک ہے۔ فتح مکہ کی تفصیلات لکھتے ہوئے علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے بعد رسول کریم ﷺ نے امن عام کا اعلان فرما دیا مگر نو آدمی ایسے تھے جن کے قتل کا حکم صادر فرمایا۔ اگر چہ وہ کعبہ کے پردوں میں چھپے ہوئے پائے جائیں۔ وہ یہ تھے، عبداللہ بن سعد بن ابی سرح، عکرمہ بن ابی جہل، عبدالعزیٰ بن خطل، حارث بن نفیل، مقیس بن صابہ، ہبار بن اسود اور ابن خطل کی دو لونڈیاں جو رسول کریم ﷺ کی ہجو میں گیت گایا کرتی تھیں اور سارہ نامی ایک (بعض کے نزدیک) بنی عبدالمطلب کی لونڈی۔ قیام امن کے لیے ان فسادیوں کا خاتمہ ضروری تھا۔ جب ان لوگوں نے یہ خبر سنی تو عکرمہ بن ابی جہل سنتے ہی فرار ہو گیا مگر اس کی عورت نے اس کے لیے امن طلب کیا اور آپ نے امن دے دیا، وہ مسلمان ہو گیا، بعد میں ان کا اسلام بہت بہتر ثابت ہوا۔ جنگ یرموک میں سنہ ۱۳ھ میں بعمر ۶۲ سال شہید ہوئے۔ باقی ان میں صرف ابن خطل، حارث مقیس اور حارث کی وہ دو لونڈیاں قتل کی گئیں، باقی اسلام قبول کر کے بچ گئے۔ ان ہی ایام فتح مکہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عزیٰ بت کا خاتمہ کیا تھا جس میں ایک عورت (چڑیل قسم کی) نکلی اور اسے بھی قتل کیا۔ عزیٰ قریش اور بنو کنانہ کا سب سے بڑا بت تھا۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے سواع نامی بت کو ختم کیا اور سعد بن زید اشہلی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں منات بت کو ختم کرایا گیا۔ اس میں سے بھی ایک چڑیل نکلی تھی جو قتل کر دی گئی۔ (مختصر زاد المعاد)

٤٢٩٩۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَقَمْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ تِسْعَ عَشْرَةَ نَقْصُرُ الصَّلَاةَ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَنَحْنُ نَقْصُرُ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ تِسْعَ عَشْرَةَ، فَإِذَا زِدْنَا أَتْمَمْنَا. [راجع: ١٠٨٠]

(۴۲۹۹) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوشہاب نے بیان کیا، ان سے عاصم نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں (فتح مکہ کے بعد) انیس دن تک مقیم رہے اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم (سفر میں) انیس دن تک تو نماز قصر پڑھتے تھے، لیکن جب اس سے زیادہ مدت گزر جاتی تو پھر پوری نماز پڑھتے تھے۔

تشریح: اسی حدیث کی بنا پر سفر میں نماز انیس دن تک قصر کی جا سکتی ہے، یہ آخری مدت ہے۔ اس سے زیادہ قیام کا ارادہ ہو تو پوری نماز پڑھنی چاہیے۔ جماعت اہلحدیث کا عمل یہی ہے۔

بَابٌ

باب

٤٣٠٠۔ وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُاللَّهِ بْنُ ثَعْلَبَةَ ابْنِ صُعَيْرٍ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ مَسَحَ وَجْهَهُ عَامَ الْفَتْحِ. [طرفه في: ٦٣٥٦]

(۴۳۰۰) اور لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، کہا مجھ کو عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے دن ان کے چہرے پر (شفقت کے طور پر) ہاتھ پھیرا تھا۔

تشریح: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اختصار کے لیے اصل حدیث بیان نہیں کی۔ صرف اسی جملہ پر اکتفا کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے سال ان کے منہ پر ہاتھ پھیرا تھا۔

٤٣٠١۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سُنَيْنٍ أَبِي جَمِيلَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا وَنَحْنُ

(۴۳۰۱) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی، انہیں معمر نے اور انہیں زہری نے، انہیں سنین ابو جمیلہ نے، زہری نے بیان کیا کہ جب ہم سے ابو جمیلہ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی تو

مَعَ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: وَزَعَمَ أَبُوْ جَمِيلَةَ أَنَّهُ أَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ، وَخَرَجَ مَعَهُ عَامَ الْفَتْحِ.

ہم سعید بن مسیب کے ساتھ تھے، بیان کیا کہ ابوجمیلہ نے کہا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی صحبت پائی اور وہ آپ کے ساتھ غزوۂ فتح مکہ کے لیے نکلے تھے۔

تشریح: ابن مندہ اور ابونعیم اور ابن عبدالبر نے بھی ان ابوجمیلہ رضی اللہ عنہ کو صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ حجۃ الوداع میں یہ جناب نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔

٤٣٠٢- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سَلِمَةَ، قَالَ: قَالَ لِي أَبُوْ قِلَابَةَ: أَلَا تَلْقَاهُ فَتَسْأَلَهُ؟ قَالَ: فَلَقِيْتُهُ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: كُنَّا بِمَاءٍ مَمَرَّ النَّاسِ، وَكَانَ يَمُرُّ بِنَا الرُّكْبَانُ فَنَسْأَلُهُمْ مَا لِلنَّاسِ؟ مَا لِلنَّاسِ؟ مَا هَذَا الرَّجُلُ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: يَزْعُمُ أَنَّ اللَّهَ أَرْسَلَهُ أَوْحَى إِلَيْهِ، أَوْ أَوْحَى اللَّهُ كَذَا. فَكُنْتُ أَحْفَظُ ذَاكَ الْكَلَامَ، وَكَأَنَّمَا يُقْرَأُ فِي صَدْرِي، وَكَانَتِ الْعَرَبُ تَلَوَّمُ بِإِسْلَامِهِمُ الْفَتْحَ، فَيَقُوْلُوْنَ: اتْرُكُوْهُ وَقَوْمَهُ، فَإِنَّهُ إِنْ ظَهَرَ عَلَيْهِمْ فَهُوَ نَبِيٌّ صَادِقٌ. فَلَمَّا كَانَتْ وَقْعَةُ أَهْلِ الْفَتْحِ بَادَرَ كُلُّ قَوْمٍ بِإِسْلَامِهِمْ، وَبَدَرَ أَبِي قَوْمِي بِإِسْلَامِهِمْ، فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ: جِئْتُكُمْ وَاللَّهِ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ حَقًّا فَقَالَ: ((صَلُّوْا صَلَاةَ كَذَا فِي حِيْنِ كَذَا، وَصَلَاةَ كَذَا فِي حِيْنِ كَذَا، فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ، فَلْيُؤَذِّنْ أَحَدُكُمْ، وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْثَرُكُمْ قُرْآنًا)). فَنَظَرُوْا فَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَكْثَرَ قُرْآنًا مِنِّي، لِمَا كُنْتُ أَتَلَقَّى مِنَ الرُّكْبَانِ، فَقَدَّمُوْنِي بَيْنَ أَيْدِيهِمْ، وَأَنَا ابْنُ سِتٍّ أَوْ سَبْعِ سِنِيْنَ وَكَانَتْ عَلَيَّ بُرْدَةٌ، كُنْتُ إِذَا سَجَدْتُ

(۴۳۰۲) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے اور ان سے ابوقلابہ نے اور ان سے عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ نے، ایوب نے کہا کہ مجھ سے ابوقلابہ نے کہا، عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ قصہ کیوں نہیں پوچھتے؟ ابوقلابہ نے کہا کہ پھر میں ان کی خدمت میں گیا اور ان سے سوال کیا، انہوں نے کہا جاہلیت میں ہمارا قیام ایک چشمہ پر تھا جہاں عام راستہ تھا۔ سوار ہمارے قریب سے گزرتے تو ہم ان سے پوچھتے، لوگوں کا کیا خیال ہے، اس شخص کا کیا معاملہ ہے؟ (یہ اشارہ نبی کریم ﷺ کی طرف ہوتا تھا) لوگ بتاتے کہ وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے انہیں اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے اور اللہ ان پر وحی نازل کرتا ہے، یا اللہ نے ان پر وحی نازل کی ہے (وہ قرآن کی کوئی آیت سناتے) میں وہ فوراً یاد کر لیتا، اس کی باتیں میرے دل کو لگتی تھیں۔ ادھر سارے عرب والے فتح مکہ پر اپنے اسلام کو موقوف کیے ہوئے تھے۔ ان کا کہنا یہ تھا کہ اس نبی کو اور اس کی قوم (قریش) کو نمٹنے دو، اگر وہ ان پر غالب آ گئے تو پھر واقعی وہ سچے نبی ہیں۔ چنانچہ جب مکہ فتح ہو گیا تو ہر قوم نے اسلام لانے میں پہل کی اور میرے والد نے بھی میری قوم کے اسلام میں جلدی کی۔ پھر جب وہ (مدینہ) سے واپس آئے تو کہا کہ میں اللہ کی قسم ایک سچے نبی کے پاس سے آ رہا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ فلاں نماز اس طرح فلاں وقت پڑھا کرو اور جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے کوئی ایک شخص اذان دے اور امامت وہ کرائے جسے قرآن سب سے زیادہ یاد ہو۔ لوگوں نے اندازہ کیا کہ کسے قرآن سب سے زیادہ یاد ہے تو کوئی شخص (ان کے قبیلے میں) مجھ سے زیادہ قرآن یاد کرنے والا نہیں ملا۔ کیونکہ میں آنے والے سواروں سے سن کر قرآن مجید یاد کر لیا کرتا تھا۔ اس لیے مجھے

تَقَلَّصَتْ عَنِّي، فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْحَيِّ: أَلَا تُغَطُّوا عَنَّا إِسْتَ قَارِئِكُمْ؟ فَاشْتَرَوْا فَقَطَعُوا لِي قَمِيصًا، فَمَا فَرِحْتُ بِشَيْءٍ فَرَحِي بِذَلِكَ الْقَمِيصِ.

[ابو داود: ٥٨٥، ٥٨٧، ٥٨٦]

لوگوں نے امام بنایا۔ حالانکہ اس وقت میری عمر چھ یا سات سال تھی۔ اور میرے پاس ایک ہی چادر تھی، جب میں (اسے لپیٹ کر) سجدہ کرتا تو اوپر ہو جاتی (اور پیچھے کی جگہ) کھل جاتی۔ اس قبیلہ کی ایک عورت نے کہا، تم اپنے قاری کا چوتڑ تو پہلے چھپا دو۔ آخر انہوں نے کپڑا خریدا اور میرے لیے ایک قمیص بنائی، میں جتنا خوش اس قمیص سے ہوا اتنا کسی اور چیز سے نہیں ہوا تھا۔

تشریح: اس سے اہلحدیث اور شافعیہ کا مذہب ثابت ہوتا ہے کہ نابالغ لڑکے کی امامت درست ہے اور جب وہ تمیز دار ہو فرائض اور نوافل سب میں، اور اس میں حنفیہ نے خلاف کیا ہے۔ فرائض میں امامت جائز نہیں رکھی (وحیدی) روایت میں لفظ ((فكنت احفظ ذلك الكلام و كانما يغرى في صدرى)) پس میں اس کلام قرآن کو یاد کر لیتا جیسے کوئی میرے سینے میں اتار دیتا۔ بعض لوگ ترجمہ یوں کرتے ہیں جیسے کوئی میرے سینے میں چپکا دیتا یا کوٹ کر بھر دیتا۔ یہ کئی ترجمے اس بنا پر ہیں کہ بعض نسخوں میں ((يغرى في صدرى)) ہے بعض میں ((يقر في صدرى)) ہے، بعض میں ((يقرا في صدرى)) ہے۔ عربوں کی قمیص ساتھ ہی تہ بند کا کام بھی دے دیتی ہے۔ اسی لیے کہ روایت میں صرف قمیص بنانے کا ذکر ہے۔ یعنی وہ ٹخنوں تک لمبی ہوتی ہے جس کے بعد تہ بند نہ ہو تب بھی جسم چھپ جاتا ہے۔

٤٣٠٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ عُتْبَةُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَى أَخِيهِ سَعْدٍ أَنْ يَقْبِضَ ابْنَ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ، وَقَالَ عُتْبَةُ: إِنَّهُ ابْنِي. فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَكَّةَ فِي الْفَتْحِ أَخَذَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ ابْنَ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ، فَأَقْبَلَ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَأَقْبَلَ مَعَهُ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ، قَالَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ: هَذَا ابْنُ أَخِي، عَهِدَ إِلَيَّ أَنَّهُ ابْنُهُ. قَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَذَا أَخِي، هَذَا ابْنُ زَمْعَةَ، وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ. فَنَظَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى ابْنِ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ، فَإِذَا أَشْبَهُ النَّاسِ بِعُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((هُوَ لَكَ،

(۴۳۰۳) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ بن زبیر نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، نبی کریم ﷺ سے (دوسری سند) اور لیث بن سعد نے کہا مجھ سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ عتبہ بن ابی وقاص نے (مرتے وقت زمانہ جاہلیت میں) اپنے بھائی (سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کو وصیت کی تھی کہ وہ زمعہ بن قیس کی باندی سے پیدا ہونے والے بچے کو اپنے قبضہ میں لے لیں۔ عتبہ نے کہا تھا کہ وہ میرا لڑکا ہوگا۔ چنانچہ جب فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اس بچے کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے ساتھ عبد بن زمعہ بھی آئے۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے تو یہ کہا یہ میرے بھائی کا لڑکا ہے۔ بھائی نے وصیت کی تھی کہ اسی کا لڑکا ہے۔ لیکن عبد بن زمعہ نے کہا: یا رسول اللہ یہ میرا بھائی (میرے والد) زمعہ کا بیٹا ہے کیونکہ انہی کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے زمعہ کی باندی کے لڑکے کو دیکھا تو وہ واقعی (سعد کے بھائی) عتبہ بن ابی وقاص کی شکل پر تھا لیکن حضور ﷺ نے (قانون شریعت کے مطابق) فیصلہ یہ کیا کہ "اے عبد بن زمعہ! تمہی اس بچے کو رکھو، یہ تمہارا بھائی

هُوَ أَخُوكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ)). مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ، وَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((احْتَجِبِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ!)) لِمَا رَأَى مِنْ شَبَهِ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: قَالَتْ عَائِشَةُ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((أَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ)). وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَكَانَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ يَصِيحُ بِذَلِكَ. [راجع: ٢٠٥٣]

[نسائي: ٦٣٥، ٧٦٦، ٧٨٨]

ہے۔'' کیونکہ یہ تمہارے والد کے فراش پر (اس کی باندی کے بطن سے) پیدا ہوا ہے۔ لیکن دوسری طرف ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا سے جو زمعہ کی بیٹی تھیں فرمایا: ''سودہ! اس لڑکے سے پردہ کیا کرنا۔'' کیونکہ آپ نے اس لڑکے میں عتبہ بن ابی وقاص کی مشابہت پائی تھی۔ ابن شہاب نے کہا: ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''لڑکا اس کا ہوتا ہے جس کی جورو یا لونڈی کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو اور زنا کرنے والے کے حصے میں پتھر ہی ہیں۔'' ابن شہاب نے بیان کیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کو پکار پکار کر بیان کرتے تھے۔

تشریح: حدیث میں ایک موقع پر رسول کریم ﷺ کے فتح مکہ میں مکہ میں داخلہ کا ذکر ہے۔ باب سے مطابقت یہی ہے کہ حدیث سے ایک اسلامی قانون کا بھی اثبات ہوا کہ بچہ جس بستر پر پیدا ہو بستر والے کا مانا جائے گا، زانی کے لیے سنگ ساری ہے اور بچہ بستر والے کا ہے۔ اس قانون کی وسعت پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ اس سے کتنی برائیوں کا سد باب ہو گیا ہے۔ بستر کا مطلب یہ بھی ہے کہ جس کی بیوی یا لونڈی کے بطن سے وہ بچہ پیدا ہوا ہے وہ اس کا مانا جائے گا۔ حضرت سودہ نامی خاتون بنت زمعہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا ہیں۔ یہ اپنے چچا کے بیٹے سکران بن عمر رضی اللہ عنہما کے نکاح میں تھیں۔ ان کے انتقال پر نبی کریم ﷺ کے حرم میں داخل ہوئیں۔ آپ کا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح سے پہلے ہوا۔ ماہ شوال سنہ ۵۴ھ میں مدینہ میں ان کا انتقال ہوا۔ (رضی اللہ عنہا)

٤٣٠٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يُوْنُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ امْرَأَةً، سَرَقَتْ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ الْفَتْحِ، فَفَزِعَ قَوْمُهَا إِلَى أُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ يَسْتَشْفِعُوْنَهُ، قَالَ عُرْوَةُ: فَلَمَّا كَلَّمَهُ أُسَامَةُ فِيهَا تَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَتُكَلِّمُنِي فِي حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللَّهِ)). قَالَ أُسَامَةُ: اسْتَغْفِرْ لِي يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! فَلَمَّا كَانَ الْعَشِيُّ قَامَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ خَطِيبًا، فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّمَا أَهْلَكَ النَّاسَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوْهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا

(۴۳۰۴) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں یونس نے خبر دی، انہیں زہری نے، کہا کہ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ غزوۂ فتح (مکہ) کے موقع پر ایک عورت نے نبی کریم ﷺ کے عہد میں چوری کر لی تھی۔ اس عورت کی قوم گھبرائی ہوئی اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے پاس آئی تاکہ وہ حضور ﷺ سے اس کی سفارش کر دیں (کہ اس کا ہاتھ چوری کے جرم میں نہ کاٹا جائے) عروہ نے بیان کیا کہ جب اسامہ رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کی تو آپ کے چہرۂ مبارک کا رنگ بدل گیا اور آپ نے فرمایا: ''تم مجھ سے اللہ کی قائم کی ہوئی ایک حد کے بارے میں سفارش کرنے آئے ہو۔'' اسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے لیے دعائے مغفرت کیجئے، یا رسول اللہ! پھر دوپہر کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو خطاب کیا، اللہ تعالیٰ کی اس کے شان کے مطابق تعریف کرنے کے بعد فرمایا: ''امابعد! تم میں سے پہلے لوگ اس لیے ہلاک ہو گئے کہ اگر ان میں سے کوئی معزز شخص چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے لیکن اگر کوئی کمزور چوری کر لیتا تو اس پر حد

عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا)). ثُمَّ أَمَرَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ بِتِلْكَ الْمَرْأَةِ، فَقُطِعَتْ يَدُهَا، فَحَسُنَتْ تَوْبَتُهَا بَعْدَ ذَلِكَ وَتَزَوَّجَتْ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَكَانَتْ تَأْتِي بَعْدَ ذَلِكَ فَأَرْفَعُ حَاجَتَهَا إِلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ.

قائم کرتے اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کر لے تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹوں گا۔'' اس کے بعد حضور ﷺ نے اس عورت کے لیے حکم دیا اور ان کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ پھر اس عورت نے صدق دل سے توبہ کر لی اور شادی بھی کر لی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بعد میں وہ میرے یہاں آتی تھیں۔ ان کو اگر کوئی ضرورت ہوتی تو میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کر دیتی۔

[راجع: ٢٦٤٨]

تشریح: امام احمد کی روایت میں ہے کہ اس عورت نے خود نبی کریم ﷺ سے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ! کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا آج تو تو ایسی ہے جیسے اس دن تھی جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئی تھی۔ حدود اسلامی کا پس منظر ہی یہ ہے ان کے قائم ہونے کے بعد مجرم گناہ سے بالکل پاک صاف ہو کر مقبول الٰہی ہو جاتا ہے اور حدود کے قائم ہونے سے جرائم کا سد باب بھی ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ مملکت سعودیہ ایدھا اللہ بنصرہ میں موجود ہے، جہاں حدود شرعی قائم ہوتے ہیں۔ اس لیے جرائم بہت کم پائے جاتے ہیں۔ آیت مبارکہ میں ﴿فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰأُولِي الْأَلْبَابِ﴾ (٢/البقرة:١٧٩) میں اسی طرف اشارہ ہے۔ روایت میں جس عورت کا مقدمہ مذکور ہے اس کا نام فاطمہ مخزومیہ تھا، بعد میں بنو سلیم کے ایک شخص سے اس نے شادی بھی کر لی تھی۔

٤٣٠٥، ٤٣٠٦۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُجَاشِعٌ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِأَخِي بَعْدَ الْفَتْحِ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! جِئْتُكَ بِأَخِي لِتُبَايِعَهُ عَلَى الْهِجْرَةِ. قَالَ: ((ذَهَبَ أَهْلُ الْهِجْرَةِ بِمَا فِيهَا)) فَقُلْتُ: عَلَى أَيِّ شَيْءٍ تُبَايِعُهُ؟ قَالَ: ((أُبَايِعُهُ عَلَى الْإِسْلَامِ وَالْإِيْمَانِ وَالْجِهَادِ)). فَلَقِيتُ أَبَا مَعْبَدٍ بَعْدُ وَكَانَ أَكْبَرَهُمَا فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: صَدَقَ مُجَاشِعٌ. [راجع: ٢٩٦٢، ٢٩٦٣]

(۴۳۰۵،۶) ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر بن معاویہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عاصم بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے ابو عثمان نہدی نے بیان کیا اور ان سے مجاشع بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے بعد میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے بھائی (مجالد) کو لے کر حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! میں اسے اس لیے لے کر حاضر ہوا ہوں تاکہ آپ ہجرت پر اس سے بیعت لے لیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''ہجرت کرنے والے اس کی فضیلت و ثواب کو حاصل کر چکے'' (یعنی اب ہجرت کرنے کا زمانہ تو گزر چکا) میں نے عرض کیا: پھر آپ اس سے کس چیز پر بیعت لیں گے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ''ایمان، اسلام اور جہاد پر۔'' ابو عثمان نہدی نے کہا کہ پھر میں (مجاشع کے بھائی) ابو سعید مجالد سے ملا وہ دونوں بھائیوں سے بڑے تھے، میں نے ان سے بھی اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ مجاشع نے حدیث ٹھیک طرح بیان کی ہے۔

تشریح: معلوم ہوا کہ صحابہ و تابعین کے پاک زمانوں میں احادیث نبوی کے مذاکرات مسلمانوں میں جاری رہا کرتے تھے اور وہ اپنے اکابر سے احادیث کی تصدیق کرایا بھی کرتے تھے۔ اس طرح سے احادیث نبوی کا ذخیرہ صحیح حالت میں قیامت تک کے واسطے محفوظ ہو گیا جس طرح قرآن مجید محفوظ ہے اور یہ صداقت محمدی کا ایک بڑا ثبوت ہے۔ جو لوگ احادیث صحیحہ کا انکار کرتے ہیں، درحقیقت اسلام کے نادان دوست ہیں اور وہ اس طرح

پیغمبر اسلام ﷺ کے پاکیزہ حالات زندگی کو مٹا دینا چاہتے ہیں مگر ان کی یہ ناپاک کوشش کبھی کامیاب نہ ہوگی۔ اسلام اور قرآن کے ساتھ احادیث محمدی ﷺ کا پاک ذخیرہ بھی ہمیشہ محفوظ رہے گا۔ اسی طرح بخاری شریف کے ساتھ خادم کا یہ عام فہم ترجمہ بھی کتنے پاک نفوس کے لیے ذریعہ ہدایت بنا رہے گا۔ ان شاء الله العزیز۔

٤٣٠٧، ٤٣٠٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ مُجَاشِعِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، انْطَلَقْتُ بِأَبِي مَعْبَدٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ لِيُبَايِعَهُ عَلَى الْهِجْرَةِ، قَالَ: ((مَضَتِ الْهِجْرَةُ لِأَهْلِهَا، أُبَايِعُهُ عَلَى الْإِسْلَامِ وَالْجِهَادِ)). فَلَقِيْتُ أَبَا مَعْبَدٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: صَدَقَ مُجَاشِعٌ. وَقَالَ خَالِدٌ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ مُجَاشِعٍ: أَنَّهُ جَاءَ بِأَخِيْهِ مُجَالِدٍ. [راجع: ٢٩٦٢، ٢٩٦٣]

(۴۳۰۷، ۸) ہم سے محمد بن ابی بکر نے بیان کیا، کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے عاصم بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے ابو عثمان نہدی نے اور ان سے مجاشع بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ میں اپنے بھائی (ابو معبد رضی اللہ عنہ) کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آپ سے ہجرت پر بیعت کرانے کے لیے لے گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''ہجرت کا ثواب تو ہجرت کرنے والوں کے ساتھ ختم ہو چکا۔ البتہ میں اس سے اسلام اور جہاد پر بیعت لیتا ہوں۔'' ابو عثمان نے کہا کہ پھر میں نے ابو معبد رضی اللہ عنہ سے مل کر ان سے ان کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ مجاشع رضی اللہ عنہ نے ٹھیک بیان کیا اور خالد حذاء نے بھی ابو عثمان سے بیان کیا، ان سے مجاشع رضی اللہ عنہ نے کہ وہ اپنے بھائی مجالد رضی اللہ عنہ کو لے کر آئے تھے، (پھر حدیث کو آخر تک بیان کیا۔ اس کو اسماعیل نے وصل کیا ہے)۔

٤٣٠٩۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: إِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ أُهَاجِرَ إِلَى الشَّأْمِ. قَالَ: لَا هِجْرَةَ وَلَكِنْ جِهَادٌ، فَانْطَلِقْ فَأَعْرِضْ نَفْسَكَ، فَإِنْ وَجَدْتَ شَيْئًا وَإِلَّا رَجَعْتَ. [راجع: ٣٨٩٩]

(۴۳۰۹) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو بشر نے اور ان سے مجاہد نے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ میرا ارادہ ہے کہ ملک شام کو ہجرت کر جاؤں۔ فرمایا: اب ہجرت باقی نہیں رہی، جہاد ہی باقی رہ گیا ہے۔ اس لیے جاؤ اور خود کو پیش کرو۔ اگر تم نے کچھ پالیا تو بہتر ورنہ واپس آ جانا۔

٤٣١٠۔ وَقَالَ النَّضْرُ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ بِشْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا، قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ، فَقَالَ: لَا هِجْرَةَ الْيَوْمَ۔ أَوْ بَعْدَ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ۔ مِثْلَهُ. [راجع: ٣٨٩٩]

(۴۳۱۰) نضر نے کہا کہ ہمیں شعبہ نے خبر دی، انہیں ابو بشر نے خبر دی، انہوں نے مجاہد سے سنا کہ جب میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا تو انہوں نے کہا کہ اب ہجرت باقی نہیں رہی یا (فرمایا کہ) رسول اللہ ﷺ کے بعد پھر ہجرت کہاں رہی۔ (اگلی روایت کی طرح بیان کیا)

٤٣١١۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيْدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُوْ عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ عَبْدَةَ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ، عَنْ

(۴۳۱۱) مجھ سے اسحاق بن یزید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن حمزہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابو عمرو اوزاعی نے بیان کیا، ان سے عبدہ بن ابی لبابہ نے، ان سے مجاہد بن جبر مکی نے کہ عبداللہ بن

مُجَاهِدِ بْنِ جَبْرٍ الْمَكِّيِّ، أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ: لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ . [راجع: ٣٨٩٩]

عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت باقی نہیں رہی۔

تشریح: یہ حکم مدنی ہجرت کی بابت ہے۔ اگر اہل اسلام کے لئے کسی بھی علاقہ میں مکہ جیسے حالات پیدا ہو جائیں تو دار الامان کی طرف وہ اب بھی ہجرت کر سکتے ہیں۔ جس سے ان کو یقیناً ہجرت کا ثواب مل سکتا ہے مگر "انما الاعمال بالنیات" کا سامنے رکھنا ضروری ہے۔

٤٣١٢ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، قَالَ: زُرْتُ عَائِشَةَ مَعَ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ فَسَأَلَهَا عَنِ الْهِجْرَةِ، فَقَالَتْ: لَا هِجْرَةَ الْيَوْمَ، كَانَ الْمُؤْمِنُ يَفِرُّ أَحَدُهُمْ بِدِينِهِ إِلَى اللّٰهِ وَإِلَى رَسُولِهِ مَخَافَةَ أَنْ يُفْتَنَ عَلَيْهِ، فَأَمَّا الْيَوْمَ فَقَدْ أَظْهَرَ اللّٰهُ الْإِسْلَامَ، فَالْمُؤْمِنُ يَعْبُدُ رَبَّهُ حَيْثُ شَاءَ، وَلَكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ. [راجع: ٣٠٨٠]

(۴۳۱۲) ہم سے اسحاق بن یزید نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن حمزہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام اوزاعی نے بیان کیا، ان سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا کہ میں عبید بن عمیر کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عبید نے ان سے ہجرت کا مسئلہ پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اب ہجرت باقی نہیں رہی، پہلے مسلمان اپنا دین بچانے کے لیے اللہ اور اس کے رسول کی طرف پناہ لینے کے لیے آتے تھے، اس خوف سے کہ کہیں دین کی وجہ سے فتنہ میں نہ پڑ جائیں۔ اس لیے اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کر دیا تو مسلمان جہاں بھی چاہے اپنے رب کی عبادت کر سکتا ہے۔ اب تو صرف جہاد اور جہاد کی نیت باقی ہے۔

تشریح: یہ سوال فتح مکہ کے بعد مدینہ شریف ہی کی طرف ہجرت کرنے سے متعلق تھا جس کا جواب وہ دیا گیا جو روایت میں مذکور ہے، باقی عام حیثیت سے حالات کے تحت دار الکفر سے دار الاسلام کی طرف ہجرت کرنا بوقت ضرورت اب بھی جائز ہے۔ بشرطیکہ ایسے حالات پائے جو اس کیلئے ضروری ہیں۔ روایت بالا میں کسی نہ کسی پہلو سے فتح مکہ کا ذکر ہوا ہے، اسی لیے ان کو اس باب کے تحت لایا گیا ہے۔

٤٣١٣ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي حَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ قَامَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ، فَهِيَ حَرَامٌ بِحَرَامِ اللّٰهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي، وَلَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِي، وَلَمْ تَحْلِلْ لِي قَطُّ إِلَّا سَاعَةً مِنَ الدَّهْرِ، لَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا، وَلَا يُعْضَدُ شَوْكُهَا، وَلَا يُخْتَلَى خَلَاهَا وَلَا تَحِلُّ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ)). فَقَالَ

(۴۳۱۳) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عاصم نبیل نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے بیان کیا، کہا مجھ کو حسن بن مسلم نے خبر دی اور انہیں مجاہد نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن خطبہ سنانے کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو پیدا کیا تھا، اسی دن اس نے مکہ کو حرمت والا شہر قرار دے دیا تھا۔ پس یہ شہر اللہ کے حکم کے مطابق قیامت تک کے لیے حرمت والا رہے گا۔ جو مجھ سے پہلے کبھی کسی کے لیے حلال نہیں ہوا اور نہ میرے بعد کسی کے لیے حلال ہوگا اور میرے لیے بھی صرف ایک گھڑی کے لیے حلال ہوا تھا۔ یہاں حدود حرم میں شکار کے قابل جانور نہ چھیڑے جائیں۔ یہاں کے کانٹے دار درخت نہ کاٹے جائیں نہ یہاں کی گھاس اکھاڑی جائے اور یہاں پر گری پڑی چیز

الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ: إِلَّا الإِذْخِرَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَإِنَّهُ لَا بُدَّ مِنْهُ لِلْقَيْنِ وَالْبُيُوْتِ، فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ: ((إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّهُ حَلَالٌ)). وَعَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْكَرِيْمِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِمِثْلِ هَذَا أَوْ نَحْوِ هَذَا. رَوَاهُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ١٣٤٩]

اس شخص کے سوا جو اعلان کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اور کسی کے لیے اٹھانی جائز نہیں۔" اس پر عباس بن عبد المطلب ؓ نے کہا یا رسول اللہ! اذخر (گھاس) کی اجازت دیجئے کیونکہ سناروں کے لیے اور مکانات (کی تعمیر وغیرہ) کیلئے یہ ضروری ہے۔ آپ خاموش ہو گئے پھر فرمایا: "اذخر اس حکم سے الگ ہے اس کا (کاٹنا) حلال ہے۔" دوسری روایت ابن جریج سے (اسی سند سے) ایسی ہے۔ انہوں نے عبدالکریم بن مالک سے، انہوں نے ابن عباس سے اور ابو ہریرہ ؓ نے بھی نبی ﷺ سے ایسی ہی روایت کی ہے۔

تشریح: مجاہد تابعی ہیں تو یہ حدیث مرسل ہوئی مگر امام بخاری ؒ نے اس کو کتاب الحدود، کتاب الجہاد میں وصل کیا ہے۔ مجاہد سے، انہوں نے طاؤس سے، انہوں نے ابن عباس ؓ سے۔ صداقت محمدی ﷺ اس سے ظاہر ہے کہ مکۃ المکرمہ آج بھی حرم ہے اور قیامت تک حرمت والا رہے گا۔ آج تک کسی غیر مسلم حکومت کا وہاں قیام نہیں ہوا اور نہ قیامت تک ہو سکے گا۔ حکومت سعودیہ نے بھی اس مقدس شہر کی حرمت و عزت کا بہت کچھ تحفظ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس حکومت کو قائم دائم رکھے۔ (آمین) حضرت علامہ ابن قیم ؒ نے فتح مکہ کو فتح اعظم سے تعبیر کرتے ہوئے لکھا ہے:

"فصل فی الفتح الاعظم الذی اعز اللہ بہ دینہ ورسولہ وجندہ وحذبہ الامین واستنقذ بہ بلدہ وبیتہ الذی جعلہ ہدی للعالمین من ایدی الکفار والمشرکین وھو الفتح الذی استبشر بہ اھل السماء وضربت اطناب عزۃ علی مناکب الجوزاء ودخل الناس بہ فی دین اللہ افواجا واشرق بہ وجہ الارض ضیاء وابتہاجاً۔" (زاد المعاد الجزء الثانی صفحہ ١٦٠)

یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے فتح مکہ سے اپنے دین کو اپنے رسول کو اپنی فوج کو اپنے امن والے شہر کو بہت بہت عزت عطا فرمائی اور شہر مکہ اور خانہ کعبہ کو جو سارے جہانوں کے لیے ذریعہ ہدایت ہے اس کو کفار اور مشرکین کے ہاتھوں سے آزادی نصیب کی۔ یہ وہ فتح ہے جس کی خوشی آسمانی مخلوق نے منائی اور جس کی عزت کے جھنڈے جوزا ستارے پر لہرائے اور لوگ جوق در جوق جس کی وجہ سے اللہ کے دین میں داخل ہو گئے جس کی برکت سے ساری زمین منور ہو کر روشنی اور مسرت سے بھرپور ہو گئی۔ غزوۂ فتح مکہ کا ذکر تفصیل کے ساتھ یوں ہے۔ غزوات نبوی کے سلسلے میں فتح مکہ کا کارنامہ (گو صحیح معنی میں غزوہ وہ بھی نہیں) کہنا چاہیے کہ سب سے بڑا کارنامہ ہے اور لڑائیاں چھوٹی بڑی جتنی بھی ہوئی سب کا مرکزی نقطہ یہی تھا صلح حدیبیہ کا زمانہ فتح مکہ سے کوئی دو سال قبل کا ہے قرآن مجید نے پیش خبری اسی وقت تعین کے ساتھ کر دی تھی ﴿اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا﴾ (٤٨/ الفتح:١) "ہم نے اے پیغمبر! آپ کو ایک فتح دے دی کھلی ہوئی۔" فتح آیت میں گو اشارہ قریب صلح حدیبیہ کی جانب ہے لیکن سب جانتے ہیں کہ اشارہ بعید فتح مکہ کی جانب ہے۔ عرب اب جوق در جوق ایمان لا رہے تھے اور قبیلے اسلام میں داخل ہوتے جا رہے تھے۔ فتح مکہ چیز ہی ایسی تھی۔ قرآن مجید نے اس کی اپنی زبان بلیغ میں یوں نقشہ کشی کی ہے: ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا﴾ (١١٠/ النصر:١-٢) جب آ گئی اللہ کی مدد اور فتح مکہ اور آپ نے لوگوں کو دیکھ لیا کہ فوج کی فوج اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں اور خیر یہ صورت تو فتح مکہ کے بعد واقع ہوئی خود فتح اس طرح حاصل ہوئی کہ گو نبی کریم ﷺ کے ہمراہ دس ہزار صحابیوں کا لشکر تھا اور عرب کے بڑے بڑے پر قوت قبیلے اپنے الگ الگ جیش بناتے ہوئے اور اپنے اپنے پرچم اڑاتے ہوئے جلو میں تھے لیکن خونریزی دشمن کے اس شہر بلکہ دار الحکومت میں برائے نام ہی ہونے پائی اور شہر پر قبضہ بغیر خون کی ندیاں بہے گویا چپ چپاتے ہو گیا: ﴿وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ﴾ (٤٨/ الفتح:٢٤) وہ اللہ ہی ہے جس نے روک دیئے ان کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ ان سے شہر مکہ میں بعد اس کے کہ تم کو اس نے ان پر فتح مند کر دیا تھا۔ اس آیت

میں اشارہ جہاں بقول شارحین کے حدیبیہ کی طرف ہے وہیں یہ قول بعض دوسرے شارحین کے غیر خون پر فتح مکہ کی جانب ہے۔ فتح مکہ کا یہ عظیم الشان اور دنیا کی تاریخ کے لیے نادر اور یادگار واقعہ رمضان سنہ ۸ ھ مطابق جنوری سنہ ۶۳۰ عیسوی میں پیش آیا۔ (قرآنی سیرت نبوی ﷺ)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى:

باب: (جنگ حنین کا بیان) اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُم مُّدْبِرِينَ ٥ ثُمَّ أَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾. [توبة: ٢٥، ٢٧]-

''یاد کرو حنین کے دن کو جب تم کو اپنی کثرت تعدا: پر گھمنڈ ہو گیا تھا پھر وہ کثرت تمہارے کچھ کام نہ آئی اور تم پر زمین باوجود اپنی فراخی کے تنگ ہونے لگی، پھر تم پیٹھ دے کر بھاگ کھڑے ہوئے، اس کے بعد اللہ نے تم پر اپنی طرف سے تسلی نازل کی'' غفور رحیم تک۔

تشریح: حنین ایک وادی کا نام ہے جو مکہ اور طائف کے بیچ میں واقع ہے، وہاں آپ فتح کے بعد چھ شوال کو تشریف لے گئے تھے۔ آپ کو یہ خبر پہنچی تھی کہ مالک بن عوف نے کئی قبیلے کے لوگ مسلمانوں سے لڑنے کے لیے جمع کیے ہیں جیسے ہوازن اور ثقیف وغیرہ۔ اس جنگ میں مسلمانوں کی تعداد بارہ ہزار اور کافروں کی چار ہزار تھی مسلمانوں کو اپنی کثرت تعداد پر کچھ غرور ہو گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس غرور کو توڑنے کے لیے پہلے مسلمانوں کے اندر کافروں کا خوف و ہراس پیدا کر دیا بعد میں آخری فتح مسلمانوں کو ہی نصیب ہوئی۔

٤٣١٤ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: رَأَيْتُ بِيَدِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى ضَرْبَةً، قَالَ: ضُرِبْتُهَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ. قُلْتُ: شَهِدْتَ حُنَيْنًا؟ قَالَ: قَبْلَ ذَلِكَ.

(۴۳۱۴) ہم سے محمد بن عبداللہ بن نمیر نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن ہارون نے بیان کیا، کہا ہم کو اسماعیل بن ابی خالد نے خبر دی، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں زخم کا نشان دیکھا پھر انہوں نے بتلایا کہ مجھے یہ زخم اس وقت آیا تھا جب میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ حنین میں شریک تھا۔ میں نے کہا: آپ حنین میں شریک تھے؟ انہوں نے کہا کہ اس سے بھی پہلے میں کئی غزوات میں شریک ہو چکا ہوں۔

٤٣١٥ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ وَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا أَبَا عُمَارَةَ! أَتَوَلَّيْتَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَقَالَ: أَمَّا أَنَا فَأَشْهَدُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ لَمْ يُوَلِّ، وَلَكِنْ عَجِلَ سَرَعَانُ الْقَوْمِ، فَرَشَقَتْهُمْ هَوَازِنُ، وَأَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ آخِذٌ بِرَأْسِ بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ يَقُولُ:

(۴۳۱۵) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے، کہا کہ میں نے براء رضی اللہ عنہ سے سنا، ان کے یہاں ایک شخص آیا اور ان سے کہنے لگا: اے ابو عمارہ! کیا تم نے حنین کی لڑائی میں پیٹھ پھیر لی تھی؟ انہوں نے کہا: میں اس کی گواہی دیتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ اپنی جگہ سے نہیں ہٹے تھے۔ البتہ جو لوگ قوم میں جلد باز تھے، انہوں نے اپنی جلد بازی کا ثبوت دیا تھا، پس قبیلہ ہوازن والوں نے ان پر تیر برسائے۔ ابو سفیان بن حارث رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے سفید خچر کی لگام تھامے ہوئے تھے اور حضور ﷺ فرما رہے تھے: ''میں نبی ہوں اس میں

((أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ
أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ))

بالکل جھوٹ نہیں، میں عبدالمطلب کی اولاد ہوں۔"

[راجع: ٢٨٦٤]

تشریح: حافظ صاحب فرماتے ہیں: "وابو سفیان بن الحارث ابن عبدالمطلب بن ہاشم وهو بن عم النبی ﷺ وكان اسلامه قبل فتح مكة لانه خرج الى النبی ﷺ فلقيه فی الطريق وهو سائر الى فتح مكة فاسلم وحسن اسلامه وخرج الى غزوة حنين فكان فيمن ثبت۔" (فتح) یعنی حضرت ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے چچا کے بیٹے تھے۔ یہ مکہ فتح ہونے سے پہلے ہی سے نکل کر راستے میں نبی کریم ﷺ سے جا کر ملے اور اسلام قبول کر لیا اور یہ غزوہ حنین میں ثابت قدم رہے تھے۔

٤٣١٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قِيلَ لِلْبَرَاءِ وَأَنَا أَسْمَعُ: أَوَلَّيْتُمْ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ؟ فَقَالَ: أَمَّا النَّبِيُّ ﷺ فَلَا، كَانُوا رُمَاةً فَقَالَ:

((أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ
أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ))

(۴۳۱۶) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے کہ براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا، میں سن رہا تھا کہ تم لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوۂ حنین میں پیٹھ پھیر لی تھی؟ انہوں نے کہا جہاں تک حضور اکرم ﷺ کا تعلق ہے، تو آپ نے پیٹھ نہیں پھیری تھی۔ ہوا یہ تھا کہ ہوازن والے بڑے تیرانداز تھے۔ حضور ﷺ نے اس موقع پر فرمایا تھا: "میں نبی ہوں، اس میں جھوٹ نہیں، میں عبدالمطلب کی اولاد ہوں۔"

[راجع: ٢٨٦٤]

تشریح: آپ نے اس نازک موقع پر دعا فرمائی یا اللہ! اپنی مدد اتار۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ کافروں نے آپ کو گھیر لیا آپ خچر پر سے اتر پڑے پھر خاک کی ایک مٹھی لی اور کافروں کے منہ پر ماری فرمایا ((شاهت الوجوه)) کوئی کافر باقی نہ رہا، جس کی آنکھ میں مٹی نہ گھسی ہو۔ آخر شکست پا کر سب بھاگ نکلے۔ شاہت الوجوہ کا معنی ان کے منہ برے ہوئے۔ قسطلانی نے کہا یہ آپ کا ایک بڑا معجزہ ہے۔ چار ہزار کافروں کی آنکھوں پر ایک مٹھی خاک کا ایسا اثر پڑنا بالکل عادت کے خلاف ہے۔ (مولانا وحید الزماں) مترجم نبی کریم ﷺ کی شجاعت اور بہادری کو اس معنی سے دریافت کر لینا چاہیے کہ سارے ساتھی بھاگ نکلے، تیروں کی بوچھاڑ ہو رہی ہے اور آپ خچر پر میدان میں جمے ہوئے ہیں۔ ایسے موقعوں پر بڑے بڑے بہادروں کے پاؤں اکھڑ جاتے ہیں۔ اگر آپ کا ہم کوئی معجزہ نہ دیکھیں صرف آپ کے صفات حسنہ اور اخلاق حمیدہ پر غور کر لیں تب بھی آپ کی پیغمبری میں کوئی شک نہیں رہتا۔ شجاعت ایسی سخاوت ایسی کہ کسی سائل کو محروم نہ کرتے۔ لاکھ روپیہ آیا تو سب کا سب اسی وقت بانٹ دیا۔ ایک روپیہ بھی اپنے لیے نہیں رکھا۔ ایک دفعہ گھر میں ذرا سا سونا رہ گیا تھا تو نماز کا سلام پھیرتے ہی تشریف لے گئے اس کو بانٹ دیا پھر سنتیں پڑھیں۔ قوت اور طاقت ایسی کہ نو بیویوں سے ایک ہی رات میں صحبت کر آئے۔ صبر اور تحمل ایسا کہ ایک گنوار نے تلوار کھینچ لی مار ڈالنا چاہا مگر آپ نے اس پر قابو پا کر اسے معاف کر دیا۔ ایک یہودی عورت نے زہر دے دیا مگر اس کو سزا نہ دی، عفت اور پاک دامنی ایسی کہ کسی غیر عورت پر آنکھ تک نہ اٹھائی۔ کیا یہ صفات کسی ایسے شخص میں جمع ہو سکتی ہیں جو موید من اللہ اور پیغمبر اور ولی نہ ہو اور بڑا بے وقوف ہے وہ شخص جو نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ کو پڑھ کر پھر آپ کی نبوت میں شک کرے۔ معلوم ہوا کہ اس کو عقل سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ ایک جاہل ناتربیت یافتہ قوم میں ایسے جامع کمالات اور مہذب اور صاحب علم و معرفت کا وجود بغیر تائید الٰہی اور تعلیم خداوندی کے ناممکن ہے پھر کیا وجہ ہے کہ حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت داؤد علیہم السلام تو پیغمبر ہوں اور حضرت محمد ﷺ پیغمبر نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ اہل کتاب کو انصاف اور سمجھ دے۔ (وحیدی)

٤٣١٧ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، سَمِعَ الْبَرَاءَ- وَسَأَلَهُ رَجُلٌ مِنْ قَيْسٍ- أَفَرَرْتُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ؟ فَقَالَ: لَكِنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَفِرَّ، كَانَتْ هَوَازِنُ رُمَاةً، وَإِنَّا لَمَّا حَمَلْنَا عَلَيْهِمْ انْكَشَفُوْا، فَأَكْبَبْنَا عَلَى الْغَنَائِمِ، فَاسْتُقْبِلْنَا بِالسِّهَامِ، وَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ عَلَى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ، وَإِنَّ أَبَا سُفْيَانَ آخِذٌ بِزِمَامِهَا وَهُوَ يَقُوْلُ: ((أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ)). قَالَ إِسْرَائِيْلُ وَزُهَيْرٌ: نَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ بَغْلَتِهِ. [راجع: ٢٨٦٤]

(۴۳۱۷) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے، انہوں نے براء ؓ سے سنا اور ان سے قبیلہ قیس کے ایک آدمی نے پوچھا کہ کیا تم لوگ رسول اللہ ﷺ کو غزوۂ حنین میں چھوڑ کر بھاگ نکلے تھے؟ انہوں نے کہا: لیکن رسول اللہ ﷺ اپنی جگہ سے نہیں ہٹے تھے۔ قبیلہ ہوازن کے لوگ تیر انداز تھے، جب ان پر ہم نے حملہ کیا تو وہ پسپا ہو گئے پھر ہم لوگ مال غنیمت میں لگ گئے۔ آخر ہمیں ان کے تیروں کا سامنا کرنا پڑا۔ میں نے خود دیکھا تھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے سفید خچر پر سوار تھے اور ابوسفیان ؓ اس کی لگام تھامے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ فرما رہے تھے: ”میں نبی ہوں، اس میں جھوٹ نہیں۔“ اسرائیل اور زہیر نے بیان کیا کہ بعد میں نبی ﷺ اپنے خچر سے اتر گئے۔

تشریح: میدان جنگ میں نبی کریم ﷺ ثابت قدم رہے اور چار آدمی آپ کے ساتھ جمے رہے۔ تین بنو ہاشم کے ایک حضرت عباس ؓ آپ کے سامنے تھے اور ابوسفیان ؓ آپ کے خچر کی باگ تھامے ہوئے تھے، عبداللہ بن مسعود ؓ آپ کے دوسری طرف تھے۔ ترمذی کی روایت میں ہے کہ سو آدمی بھی آپ کے ساتھ نہ رہے اور امام احمد اور حاکم کی روایت میں ہے، ابن مسعود ؓ سے کہ سب لوگ بھاگ نکلے صرف اسی (۸۰) آدمی مہاجرین اور انصار میں سے آپ کے ساتھ رہ گئے۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ کافروں نے آپ کو گھیر لیا آپ خچر سے اتر پڑے پھر خاک کی ایک مٹھی لی اور کافروں کے منہ پر ماری، کوئی کافر باقی نہ رہا جس کی آنکھ میں مٹی نہ گھسی ہو۔ آخر میں کافر ہار کر سب بھاگ گئے۔ آپ نے فرمایا: ((شاهت الوجوه)) یعنی ان کے منہ کالے ہوں۔ یہ بھی نبی کریم ﷺ کے بڑے معجزات میں سے ہے۔

٤٣١٨، ٤٣١٩ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي لَيْثٌ، حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ؛ ح: وَحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ شِهَابٍ: وَزَعَمَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ مَرْوَانَ، وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ، أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَامَ حِيْنَ جَاءَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ مُسْلِمِيْنَ، فَسَأَلُوْهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ، فَقَالَ لَهُمْ

(۴۳۱۸، ۱۹) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے (دوسری سند) اور مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن شہاب کے بھتیجے (محمد بن عبداللہ بن شہاب) نے بیان کیا کہ محمد بن شہاب نے کہا کہ ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ انہیں مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ ؓ نے خبر دی کہ جب قبیلہ ہوازن کا وفد مسلمان ہو کر حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ رخصت دینے کھڑے ہوئے، انہوں نے آپ سے یہ درخواست کی کہ ان کا مال اور ان کے (قبیلے کے قیدی) انہیں واپس دے دیئے جائیں۔ رسول اللہ ﷺ

رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((مَعِي مَنْ تَرَوْنَ، وَأَحَبُّ الْحَدِيْثِ إِلَيَّ أَصْدَقُهُ، فَاخْتَارُوْا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ إِمَّا السَّبْيَ، وَإِمَّا الْمَالَ، وَقَدْ كُنْتُ اسْتَأْنَيْتُ بِكُمْ)). وَكَانَ أَنْظَرَهُمْ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً، حِيْنَ قَفَلَ مِنَ الطَّائِفِ، فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ غَيْرُ رَادٍّ إِلَيْهِمْ إِلَّا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ قَالُوْا: فَإِنَّا نَخْتَارُ سَبْيَنَا. فَقَامَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ فِي الْمُسْلِمِيْنَ، فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ قَدْ جَاءُوْنَا تَائِبِيْنَ، وَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ، فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُطَيِّبَ ذَلِكَ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَكُوْنَ عَلَى حَظِّهِ، حَتَّى نُعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيْءُ اللَّهُ عَلَيْنَا، فَلْيَفْعَلْ)). فَقَالَ النَّاسُ: قَدْ طَيَّبْنَا ذَلِكَ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّا لَا نَدْرِي مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ فِي ذَلِكَ مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنْ فَارْجِعُوْا حَتَّى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرَفَاؤُكُمْ أَمْرَكُمْ)). فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوْا إِلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرُوْهُ أَنَّهُمْ قَدْ طَيَّبُوْا وَأَذِنُوْا. هَذَا الَّذِيْ بَلَغَنِي عَنْ سَبْيِ هَوَازِنَ. [راجع: ٢٣٠٧، ٢٣٠٨]

نے فرمایا: ”جیسا کہ تم لوگ دیکھ رہے ہو، میرے ساتھ کتنے اور لوگ بھی ہیں اور دیکھو سچی بات مجھے سب سے زیادہ پسند ہے۔ اس لیے تم لوگ ایک ہی چیز پسند کرلو یا تو اپنے قیدی لے لو یا مال لے لو۔ میں نے تم ہی لوگوں کے خیال سے (قیدیوں کی تقسیم میں) تاخیر کی تھی۔“ حضور اکرم ﷺ کے طائف سے واپس ہو کر تقریباً دس دن ان کا انتظار کیا تھا۔ آخر جب ان پر واضح ہوگیا کہ رسول اللہ ﷺ انہیں صرف ایک ہی چیز واپس کریں گے تو انہوں نے کہا کہ پھر ہم اپنے (قبیلے کے) قیدیوں کی واپسی چاہتے ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے مسلمانوں کو خطاب کیا، اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق ثنا کرنے کے بعد فرمایا: ”امابعد! تمہارے بھائی (قبیلہ ہوازن کے لوگ) توبہ کرکے ہمارے پاس آئے ہیں، مسلمان ہو کر اور میری رائے یہ ہے کہ ان کے قیدی انہیں واپس کردیئے جائیں۔ اس لیے جو شخص (بلاکسی دنیاوی صلہ کے) اپنی خوشی سے واپس کرنا چاہے وہ واپس کردے یہ بہتر ہے اور جو لوگ اپنا حصہ نہ چھوڑنا چاہتے ہوں، ان کا حق قائم رہے گا۔ وہ یوں کرلیں کہ اس کے بعد جو سب سے پہلے غنیمت اللہ تعالیٰ ہمیں عنایت فرمائے گا اس میں سے ہم انہیں اس کے بدلہ میں دے دیں گے تو وہ ان کے قیدی واپس کردیں۔“ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسول اللہ! ہم خوشی سے (بلاکسی بدلہ کے) واپس کرنا چاہتے ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس طرح ہمیں اس کا علم نہیں ہوا کہ کس نے اپنی خوشی سے واپس کیا ہے اور کس نے نہیں، اس لیے سب لوگ جائیں اور تمہارے چودھری لوگ تمہارا فیصلہ ہمارے پاس لائیں۔“ چنانچہ سب واپس آگئے اور ان کے چودھریوں نے ان سے گفتگو کی پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ سب نے خوشی اور فراخ دلی کے ساتھ اجازت دے دی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہی ہے وہ حدیث جو مجھے قبیلہ ہوازن کے قیدیوں کے متعلق پہنچی ہے۔

تشریح: ہوازن کے وفد میں ۲۴ آدمی آئے تھے جن میں ابو برقان سعدی بھی تھا۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! ان قیدیوں میں آپ کے دودھ کے رشتہ سے آپ کی کئی مائیں اور خالہ ہیں اور دودھ کی بہنیں بھی ہیں۔ آپ ہم پر کرم فرمائیں اور ان سب کو آزاد فرمادیں۔ آپ پر اللہ بہت کرم کرے گا۔ آپ نے جو جواب دیاوہ روایت میں یہاں تفصیل سے بیان ہوا ہے آپ نے سارے قیدیوں کو آزاد فرمادیا۔

٤٣٢٠ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا

(۴۳۲۰) ہم سے ابوالنعمان محمد بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن

حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عُمَرَ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! ح: وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: لَمَّا قَفَلْنَا مِنْ حُنَيْنٍ سَأَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ نَذْرٍ كَانَ نَذَرَهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اعْتِكَافٍ، فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِوَفَائِهِ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ. وَرَوَاهُ جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ وَحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ۲۰۳۲]

زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے نافع نے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! (دوسری سند) اور مجھ سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبردی، انہیں معمر نے خبردی، انہیں ایوب نے، انہیں نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب ہم غزوۂ حنین سے واپس ہو رہے تھے تو عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اپنی ایک نذر کے متعلق پوچھا جو انہوں نے زمانہ جاہلیت میں اعتکاف کی مانی تھی چنانچہ نبی ﷺ نے انہیں اسے پوری کرنے کا حکم دیا۔ اور بعض (احمد بن عبدہ ضبی) نے حماد سے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے۔ اور اس روایت کو جریر بن حازم اور حماد بن سلمہ نے ایوب سے بیان کیا، ان سے نافع نے، ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے، نبی کریم ﷺ سے۔

تشریح: حضرت نافع بن سرجس رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ ہیں۔ حدیث کے فن میں سند اور حجت ہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب بھی نافع سے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سن لیتا ہوں تو پھر کسی اور راوی سے سننے کی ضرورت نہیں رہتی۔ سنہ ۱۱۷ھ میں وفات پائی۔

۴۳۲۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيرِ بْنِ أَفْلَحَ، عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ، مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَامَ حُنَيْنٍ، فَلَمَّا الْتَقَيْنَا كَانَتْ لِلْمُسْلِمِينَ جَوْلَةٌ، فَرَأَيْتُ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، قَدْ عَلَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَضَرَبْتُهُ مِنْ وَرَائِهِ عَلَى حَبْلِ عَاتِقِهِ بِالسَّيْفِ، فَقَطَعْتُ الدِّرْعَ، وَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَضَمَّنِي ضَمَّةً وَجَدْتُ مِنْهَا رِيحَ الْمَوْتِ، ثُمَّ أَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَأَرْسَلَنِي، فَلَحِقْتُ عُمَرَ فَقُلْتُ: مَا بَالُ النَّاسِ؟ قَالَ: أَمْرُ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ. ثُمَّ رَجَعُوا وَجَلَسَ

(۴۳۲۱) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے خبردی، انہیں یحییٰ بن سعید نے، انہیں عمرو بن کثیر بن افلح نے، انہیں قتادہ کے مولیٰ ابومحمد نے اور ان سے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوۂ حنین کے لیے ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ نکلے۔ جب جنگ ہوئی تو مسلمان ذرا ڈگمگا گئے (یعنی آگے پیچھے ہوگئے) میں نے دیکھا کہ ایک مشرک ایک مسلمان کے اوپر غالب ہو رہا ہے، میں نے پیچھے سے اس کی گردن پر تلوار ماری اور اس کی زرہ کاٹ ڈالی۔ اب وہ مجھ پر پلٹ پڑا اور مجھے اتنی زور سے بھینچا کہ موت کی تصویر میری آنکھوں میں پھر گئی۔ آخر وہ مر گیا اور مجھے چھوڑ دیا۔ پھر میری ملاقات عمر رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ میں نے پوچھا: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہی اللہ عزوجل کا حکم ہے پھر مسلمان پلٹے اور (جنگ ختم ہونے کے بعد) حضور ﷺ تشریف فرما ہوئے اور فرمایا: ”جس نے کسی کو قتل کیا ہو اور اس کے لیے کوئی گواہ بھی رکھتا ہو تو اس کا تمام سامان وہتھیار اسے ہی ملے گا۔“ میں نے اپنی دل میں کہا کہ میرے لیے کون گواہی

النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((مَنْ قَتَلَ قَتِيْلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ)). فَقُلْتُ: مَنْ يَشْهَدُ لِيْ ثُمَّ جَلَسْتُ. قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مِثْلَهُ. فَقُمْتُ مَنْ يَشْهَدُ لِيْ؟ ثُمَّ جَلَسْتُ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مِثْلَهُ، ثُمَّ قُمْتُ فَقَالَ: ((مَالَكَ يَا أَبَا قَتَادَةَ؟)) فَأَخْبَرْتُهُ. فَقَالَ رَجُلٌ: صَدَقَ وَسَلَبُهُ عِنْدِيْ، فَأَرْضِهِ مِنِّيْ. فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: لَاهَا اللَّهِ! إِذًا لَا يَعْمِدُ إِلَى أَسَدٍ مِنْ أُسْدِ اللَّهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللَّهِ وَرَسُوْلِهِ فَيُعْطِيَكَ سَلَبَهُ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((صَدَقَ فَأَعْطِهِ)). فَأَعْطَانِيْهِ فَابْتَعْتُ بِهِ مَخْرَفًا فِيْ بَنِيْ سَلِمَةَ، فَإِنَّهُ لَأَوَّلُ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ فِي الْإِسْلَامِ. [راجع: ٢١٠٠]

٤٣٢٢ـ وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيْرِ بْنِ أَفْلَحَ، عَنْ أَبِيْ مُحَمَّدٍ، مَوْلَى أَبِيْ قَتَادَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ نَظَرْتُ إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يُقَاتِلُ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، وَآخَرُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ يَخْتِلُهُ مِنْ وَرَاءِهِ لِيَقْتُلَهُ، فَأَسْرَعْتُ إِلَى الَّذِيْ يَخْتِلُهُ فَرَفَعَ يَدَهُ لِيَضْرِبَنِيْ، وَأَضْرِبُ يَدَهُ، فَقَطَعْتُهَا، ثُمَّ أَخَذَنِيْ، فَضَمَّنِيْ ضَمًّا شَدِيْدًا حَتَّى تَخَوَّفْتُ، ثُمَّ تَرَكَ فَتَحَلَّلَ، وَدَفَعْتُهُ ثُمَّ قَتَلْتُهُ، وَانْهَزَمَ الْمُسْلِمُوْنَ، وَانْهَزَمْتُ مَعَهُمْ، فَإِذَا بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي النَّاسِ، فَقُلْتُ لَهُ: مَا شَأْنُ النَّاسِ؟ قَالَ: أَمْرُ اللَّهِ، ثُمَّ تَرَاجَعَ النَّاسُ إِلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ أَقَامَ بَيِّنَةً عَلَى قَتِيْلٍ

دے گا؟ پھر میں بیٹھ گیا۔ بیان کیا کہ پھر آپ نے دوبارہ یہی فرمایا۔ اس مرتبہ پھر میں نے دل میں کہا کہ میرے لیے کون گواہی دے گا؟ اور پھر بیٹھ رہا۔ نبی ﷺ نے پھر اپنا فرمان دہرایا تو میں اس مرتبہ کھڑا ہو گیا۔ حضور نے اس مرتبہ فرمایا: ''کیا بات ہے اے ابو قتادہ!'' میں نے آپ کو بتایا تو ایک صاحب (اسود بن خزاعی اسلمی) نے کہا کہ یہ سچ کہتے ہیں اور ان کے مقتول کا سامان میرے پاس ہے۔ آپ میرے حق میں انہیں راضی کر دیں (کہ سامان مجھ سے نہ لیں) اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں اللہ کی قسم! اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر، جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے لڑتا ہے پھر حضور ﷺ اس کا حق تمہیں ہرگز نہیں دے سکتے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''سچ کہا، تم سامان ابو قتادہ کو دے دو۔'' انہوں نے سامان مجھے دے دیا میں نے اس سامان سے قبیلہ سلمہ کے محلہ میں ایک باغ خریدا۔ اسلام کے بعد یہ میرا پہلا مال تھا۔ جسے میں نے حاصل کیا تھا۔

(۴۳۲۲) اور لیث بن سعد نے بیان کیا، مجھ سے یحییٰ بن سعید انصاری نے بیان کیا تھا کہ ان سے عمر بن کثیر بن افلح نے، ان سے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، غزوہ حنین کے دن میں نے ایک مسلمان کو دیکھا کہ ایک مشرک سے لڑ رہا تھا اور دوسرا مشرک پیچھے سے مسلمان کو قتل کرنے کی گھات میں تھا، پہلے تو میں اسی کی طرف بڑھا، اس نے اپنا ہاتھ مجھے مارنے کے لیے اٹھایا تو میں نے اس کے ہاتھ پر وار کر کے کاٹ دیا۔ اس کے بعد وہ مجھ سے چمٹ گیا اور اتنی زور سے مجھے بھینچا کہ میں ڈر گیا۔ آخر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور ڈھیلا پڑ گیا۔ میں نے اسے دھکا دے کر قتل کر دیا اور مسلمان بھاگ نکلے اور میں بھی ان کے ساتھ بھاگ پڑا۔ لوگوں میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نظر آئے تو میں نے ان سے پوچھا: لوگ بھاگ کیوں رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا یہی حکم ہے، پھر لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اس پر گواہ قائم کر دے گا کہ کسی مقتول کو اسی نے قتل کیا ہے تو اس کا سارا سامان اسے ملے گا۔'' میں اپنے مقتولوں پر گواہ کے لیے اٹھا لیکن مجھے کوئی گواہ دکھائی نہیں دیا۔ آخر میں بیٹھ گیا پھر میرے سامنے ایک صورت آئی۔ میں نے اپنے معاملے کی

قَتَلَهُ فَلَهُ سَلَبُهُ)). فَقُمْتُ لِأَلْتَمِسَ بَيِّنَةً عَلَى قَتِيلِيْ، فَلَمْ أَرَ أَحَدًا يَشْهَدُ لِيْ فَجَلَسْتُ، ثُمَّ بَدَا لِيْ، فَذَكَرْتُ أَمْرَهُ لِرَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ جُلَسَاءِهِ: سِلَاحُ هَذَا الْقَتِيْلِ الَّذِيْ يَذْكُرُ عِنْدِيْ فَأَرْضِهِ مِنْهُ. فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: كَلَّا لَا يُعْطِهِ أُصَيْبِغَ مِنْ قُرَيْشٍ، وَتَدَعَ أَسَدًا مِنْ أُسْدِ اللَّهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللَّهِ وَرَسُوْلِهِ قَالَ: فَقَامَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ فَأَدَّاهُ إِلَيَّ، فَاشْتَرَيْتُ مِنْهُ خِرَافًا فَكَانَ أَوَّلَ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ فِي الْإِسْلَامِ. [راجع: ٢١٠٠]

اطلاع حضور اکرم ﷺ کو دی۔ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے ایک صاحب (اسود بن خزاعی اسلمی رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ ان کے مقتول کا سامان میرے پاس ہے، آپ میرے حق میں انہیں راضی کر دیں۔ اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہرگز نہیں، اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر کو چھوڑ کر جو اللہ اور اس کے رسول کے لیے جنگ کرتا ہے، اس کا حق قریش کے ایک بزدل کو آنحضرت ﷺ نہیں دے سکتے۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا چنانچہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور مجھے وہ سامان عطا فرمایا۔ میں نے اس سے ایک باغ خریدا اور یہ سب سے پہلا مال تھا جسے میں نے اسلام لانے کے بعد حاصل کیا تھا۔

تشریح: غزوۂ حنین کے بارے میں مزید معلومات درج ذیل ہیں۔ غزوۂ بدر کے بعد دوسرا غزوہ جس کا تذکرہ اشارۃً نہیں بلکہ نام کی صراحت کے ساتھ قرآن مجید میں آیا ہے وہ غزوۂ حنین ہے۔ حنین ایک وادی کا نام ہے جو شہر طائف سے ۳۰۔۴۰ میل شمال و مشرق میں جبل اوطاس میں واقع ہے۔ یہ عرب کے مشہور جنگجو و جنگ باز قبیلہ ہوازن کا مسکن تھا اور اس قبیلہ کے ملکۂ تیر اندازی کی شہرت دور دور تھی۔ انہوں نے فتح مکہ کی خبر پا کر دل میں کہا کہ جب قریش مقابلہ میں نہ ٹھہر سکے تو اب ہماری بھی خیر نہیں اور خود ہی جنگ و قتال کا سامان شروع کر دیا اور چاہا کہ مسلمانوں پر جو ابھی مکہ ہی میں یکجا تھا، یک بیک آ پڑیں اور اسی منصوبہ میں ایک دوسرا پر قوت اور جنگجو قبیلہ بنی ثقیف بھی ان کا شریک ہو گیا اور ہوازن اور ثقیف کے اتحاد نے دشمن کی جنگی قوت کو بہت ہی بڑھا دیا۔ نبی کریم ﷺ کو جب اس کی معتبر خبر مل گئی تو ایک اچھے جنرل کی طرح آپ خود ہی پیش قدمی کر کے باہر نکل آئے اور مقام حنین پر غنیم کے سامنے صف آرائی کر لی۔ آپ کے لشکر کی تعداد بارہ ہزار تھی۔ ان میں دس ہزار تو وہی فدائی جو مدینہ سے ہم رکاب آئے تھے دو ہزار آدمی مکہ کے بھی شامل ہو گئے مگر ان میں سب مسلمان نہ تھے کچھ تو ابھی بہ دستور مشرک ہی تھے اور کچھ نو مسلم کی بجائے، نیم مسلم تھے۔ بہر حال مجاہدین کی اس جمعیت کثیر پر مسلمانوں کو ناز ہو چلا کہ جب ہم تعداد قلیل میں رہ کر برابر فتح پاتے آئے تو اب ہماری تعداد اتنی بڑی ہے، اب فتح میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ لیکن جب جنگ شروع ہوئی تو اس کے بعض دور اسلامی لشکر پر بہت ہی سخت گزرے اور مسلمانوں کا اپنی کثرت تعداد پر فخر کرنا ذرا بھی ان کے کام نہ آیا۔ ایک موقع ایسا بھی پیش آیا کہ اسلامی فوج کو ایک تنگ نشیبی وادی میں اترنا پڑا اور دشمن نے کمین گاہ سے یک بیک ان پر تیروں کی بارش شروع کر دی۔ خیر پھر غیبی امداد کا نزول ہوا اور آخری فتح مسلمانوں ہی کے حصہ میں رہی۔ قرآن مجید نے اس سارے نشیب و فراز کی نقشہ کشی اپنے الفاظ میں کر دی ہے: ﴿لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِىْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ﴾ (۹/ التوبۃ: ۲۵) ”اللہ نے یقیناً بہت سے موقعوں پر تمہاری نصرت کی ہے اور حنین کے دن بھی جبکہ تم کو اپنی کثرت تعداد پر غرور ہو گیا تھا تو وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی اور تم پر زمین باوجود اپنی فراخی کے تنگی کرنے لگی پھر تم پیٹھ دے کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس کے بعد اللہ نے اپنی طرف سے اپنے رسول اور مؤمنین پر تسلی نازل فرمائی اور اس نے ایسے لشکر اتارے جنہیں تم دیکھ نہ سکے اور اللہ نے کافروں کو عذاب میں پکڑا۔ یہی بدلہ ہے کافروں کے لیے۔“ غزوہ حنین کا زمانہ شوال سنہ ۸ ھ مطابق جنوری سنہ ۶۶۳ء کا ہے (قرآنی سیرت نبوی ﷺ) حدیث ہذا کے ذیل علامہ قسطلانی لکھتے ہیں:

”قال الحافظ ابو عبد اللہ الحمیدی الاندلسی سمعت بعض اهل العلم يقول بعد ذكر هذا الحديث لو لم يكن من

فضيلة الصديق الا هذا فانه بثاقب عمله وشدة ضرامته وقوة انصافه وصحة توفيقه وصدق تحقيقه بادر الى القول الحق فزجروا فتي وحكم وامضى واخبرنى الشريعة عنه ﷺ بحضرته وبين يديه بما صدقه فيه واجراه على قوته وهذا من خصائصه الكبرى الى مالا يحصى من فضائله الاخرى۔" (قسطلانی)

یعنی حافظ ابوعبداللہ حمیدی اندلسی نے کہا کہ میں نے اس حدیث کے ذکر میں بعض اہل علم سے سنا کہ اگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل میں اور کوئی حدیث نہ ہوتی صرف یہی ایک ہوتی تو بھی ان کے فضائل کے لیے یہی کافی تھی جس سے ان کا علم ان کی پختگی قوت انصاف اور عمدہ توفیق اور تحقیق حق وغیرہ اوصاف حمیدہ ظاہر ہیں انہوں نے حق بات کہنے میں کس قدر دلیری سے کام لیا اور فتویٰ دینے کے ساتھ غلط گو کو ڈانٹا اور سب سے بڑی خوبی یہ کہ نبی کریم ﷺ کے دربار عالی میں آواز حق کو بلند کیا، جس کی نبی کریم ﷺ نے بھی تصدیق فرمائی اور ہو بہو اسے جاری فرما دیا۔ یہ امور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خصائص میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی روح پر بے شمار سلام اور رحمت نازل فرمائے۔ آمین (راز)

بَابُ غَزَاةِ أَوْطَاسٍ

باب: غزوۂ اوطاس کا بیان

تشریح: اوطاس قبیلہ ہوازن کے ملک میں ایک وادی کا نام ہے۔ یہ جنگ حنین کے بعد ہوئی کیونکہ ہوازن کے کچھ لوگ بھاگ کر اوطاس کی طرف چلے گئے کچھ طائف کی طرف تو اوطاس پر آپ نے ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ کو سردار کر کے لشکر بھیجا اور طائف کی طرف بذات خاص تشریف لے گئے۔ اوطاس میں درید بن صمہ سردار اوطاس کو ربیعہ بن رفیع یا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔

٤٣٢٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ، عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيْ مُوْسَى قَالَ: لَمَّا فَرَغَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ حُنَيْنٍ بَعَثَ أَبَا عَامِرٍ عَلَى جَيْشٍ إِلَى أَوْطَاسٍ فَلَقِيَ دُرَيْدَ بْنَ الصِّمَّةِ، فَقُتِلَ دُرَيْدٌ وَهَزَمَ اللَّهُ أَصْحَابَهُ. قَالَ أَبُوْ مُوْسَى: وَبَعَثَنِي مَعَ أَبِيْ عَامِرٍ فَرُمِيَ أَبُوْعَامِرٍ فِيْ رُكْبَتِهِ، رَمَاهُ جُشَمِيٌّ بِسَهْمٍ فَأَثْبَتَهُ فِي رُكْبَتِهِ، فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ: يَا عَمِّ! مَنْ رَمَاكَ؟ فَأَشَارَ إِلَى أَبِيْ مُوْسَى فَقَالَ: ذَاكَ قَاتِلِي الَّذِيْ رَمَانِيْ. فَقَصَدْتُ لَهُ: فَلَحِقْتُهُ فَلَمَّا رَآنِيْ وَلَّى فَاتَّبَعْتُهُ وَجَعَلْتُ أَقُوْلُ لَهُ: أَلَا تَسْتَحِيْ؟ أَلَا تَثْبُتُ؟ فَكَفَّ فَاخْتَلَفْنَا ضَرْبَتَيْنِ بِالسَّيْفِ فَقَتَلْتُهُ ثُمَّ قُلْتُ لِأَبِيْ عَامِرٍ: قَتَلَ اللَّهُ صَاحِبَكَ. قَالَ: فَانْزِعْ هَذَا

(۴۳۲۳) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے برید بن عبداللہ نے، ان سے ابوبردہ نے اور ان سے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ حنین سے فارغ ہو گئے تو آپ نے ایک دستے کے ساتھ ابو عامر رضی اللہ عنہ کو وادی اوطاس کی طرف بھیجا۔ اس معرکہ میں درید بن صمہ سے مقابلہ ہوا درید قتل کر دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لشکر کو شکست دے دی۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابو عامر رضی اللہ عنہ کے ساتھ آنحضرت ﷺ نے مجھے بھی بھیجا تھا۔ ابو عامر رضی اللہ عنہ کے گھٹنے میں تیر آ کر لگا۔ بنی جشم کے ایک شخص نے ان پر تیر مارا اور ان کے گھٹنے میں اتار دیا تھا۔ میں ان کے پاس پہنچا اور کہا چچا! یہ تیر آپ پر کس نے پھینکا ہے؟ انہوں نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو اشارے سے بتایا کہ وہ جشمی میرا قاتل ہے جس نے مجھے نشانہ بنایا ہے۔ میں اس کی طرف لپکا اور اس کے قریب پہنچ گیا لیکن جب اس نے مجھے دیکھا تو وہ بھاگ پڑا میں نے اس کا پیچھا کیا اور میں یہ کہتا جاتا تھا، تجھے شرم نہیں آتی، تجھ سے مقابلہ نہیں کیا جاتا۔ آخر وہ رک گیا اور ہم نے ایک دوسرے پر تلوار سے وار کیا میں نے اسے قتل کر دیا اور ابو عامر رضی اللہ عنہ سے جا کر کہا کہ اللہ نے آپ کے قاتل کو

السَّهْمَ فَنَزَعْتُهُ فَنَزَا مِنْهُ الْمَاءُ. قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي أَقْرِىءِ النَّبِيَّ ﷺ السَّلَامَ، وَقُلْ لَهُ: اسْتَغْفِرْلِيْ وَاسْتَخْلَفَنِي أَبُوْ عَامِرٍ عَلَى النَّاسِ، فَمَكَثَ يَسِيْرًا ثُمَّ مَاتَ، فَرَجَعْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فِيْ بَيْتِهِ عَلَى سَرِيْرٍ مُرَمَّلٍ وَعَلَيْهِ فِرَاشٌ قَدْ أَثَّرَ رِمَالُ السَّرِيْرِ بِظَهْرِهِ وَجَنْبَيْهِ، فَأَخْبَرْتُهُ بِخَبَرِنَا وَخَبَرِ أَبِي عَامِرٍ، وَقَالَ: قُلْ لَهُ: اسْتَغْفِرْ لِيْ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِيْ عَامِرٍ)). وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيْرٍ مِنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ)). فَقُلْتُ: وَلِيْ فَاسْتَغْفِرْ. فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللَّهِ ابْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهُ وَأَدْخِلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُدْخَلًا كَرِيْمًا)). قَالَ أَبُوْ بُرْدَةَ: إِحْدَاهُمَا لِأَبِيْ عَامِرٍ وَالْأُخْرَى لِأَبِيْ مُوْسَى. [راجع: ٢٨٨٤]

قتل کروا دیا۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے (گھٹنے میں سے) تیر نکال لے تو اس سے پانی جاری ہو گیا پھر انہوں نے فرمایا بھتیجے! نبی اکرم ﷺ کو میرا سلام پہنچانا اور عرض کرنا کہ میرے لیے مغفرت کی دعا فرمائیں۔ ابو عامر رضی اللہ عنہ نے لوگوں پر مجھے نائب بنا دیا۔ اس کے بعد وہ تھوڑی دیر اور زندہ رہے اور شہادت پائی۔ میں واپس ہوا اور حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پہنچا۔ آپ اپنے گھر میں بانوں کی ایک چارپائی پر تشریف رکھتے تھے۔ اس پر کوئی بستر بچھا ہوا نہیں تھا اور بانوں کے نشانات آپ کی پیٹھ اور پہلو پر پڑ گئے تھے۔ میں نے آپ سے اپنے اور ابو عامر رضی اللہ عنہ کے واقعات بیان کئے اور یہ کہ انہوں نے دعائے مغفرت کے لیے درخواست کی ہے، آپ ﷺ نے پانی طلب فرمایا اور وضو کیا پھر ہاتھ اٹھا کر دعا کی: ''اے اللہ! عبید ابو عامر کی مغفرت فرما۔'' میں نے آپ کی بغل میں سفیدی (جب آپ دعا کر رہے تھے) دیکھی پھر حضور ﷺ نے دعا کی: ''اے اللہ! قیامت کے دن ابو عامر کو اپنی بہت سی مخلوق سے بلند تر درجہ عطا فرمانا۔'' میں نے عرض کیا اور میرے لیے بھی اللہ سے مغفرت کی دعا فرما دیجئے۔ حضور ﷺ نے دعا کی: ''اے اللہ! عبداللہ بن قیس کے گناہوں کو بھی معاف فرما اور قیامت کے دن اچھا مقام عطا فرما۔'' اور بردہ نے بیان کیا کہ ایک دعا ابو عامر رضی اللہ عنہ کے لیے تھی اور دوسری ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے۔

تشریح: حدیث میں ایک جگہ لفظ ((وعلیه فروش)) آیا ہے۔ یہاں (ما) نافیہ راوی کی بھول سے رہ گیا ہے۔ اسی لیے ترجمہ یہ کیا گیا ہے کہ جس چارپائی پر آپ بیٹھے ہوئے تھے۔ اس پر کوئی بستر بچھا ہوا نہیں تھا۔ اس حدیث میں دعا کرنے کے لیے رسول کریم ﷺ کے ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے جس میں ان لوگوں کے قول کی تردید ہے جو دعا میں ہاتھ اٹھانا صرف دعائے استسقاء کے ساتھ خاص کرتے ہیں۔ (قسطلانی)

بَابُ غَزْوَةِ الطَّائِفِ فِيْ شَوَّالٍ سَنَةَ ثَمَانٍ

باب: غزوۂ طائف کا بیان جو شوال سنہ ۸ ھ میں ہوا

قَالَهُ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ.

یہ موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا ہے۔

تشریح: طائف مکہ سے تیس میل کے فاصلے پر ایک بستی کا نام ہے۔ اس کو طائف اس لیے کہتے ہیں کہ یہ طوفان نوح میں پانی کے اوپر تیرتی رہی تھی یا حضرت جبرائیل نے اسے ملک شام سے لا کر کعبہ کے گرد طواف کرایا۔ بعض نے کہا اس کے گرد ایک دیوار بنائی گئی تھی اس لیے اس کا نام طائف ہوا۔ یہ دیوار قبیلہ صدف کے ایک شخص نے بنوائی تھی جو حضر موت سے خون کر کے یہاں چلا آیا تھا۔ بڑی زرخیز جگہ ہے یہاں کی زمین میں جملہ اقسام کے میوے پھل، غلے پیدا ہوتے ہیں۔ موسم بھی بہت خوشگوار معتدل رہتا ہے گرما میں رؤسائے مکہ بیشتر طائف چلے جاتے ہیں۔

٤٣٢٤ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، سَمِعَ سُفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّهَا أُمِّ سَلَمَةَ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ وَعِنْدِي مُخَنَّثٌ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ: يَا عَبْدَاللَّهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ الطَّائِفَ غَدًا فَعَلَيْكَ بِابْنَةِ غَيْلَانَ، فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ. وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا يَدْخُلَنَّ هَؤُلَاءِ عَلَيْكُمْ)). قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ الْمُخَنَّثُ: هِيتٌ. حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا، وَزَادَ: وَهُوَ مُحَاصِرٌ الطَّائِفَ يَوْمَئِذٍ. [طرفاه في: ٥٢٣٥، ٥٨٨٧] [مسلم: ٥٦٩٠؛ ابوداود: ٤٩٢٩؛ ابن ماجه: ٢٦١٤]

(۴۳۲۴) ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم نے سفیان بن عیینہ سے سنا، ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، اسے زینب بن ابی سلمہ نے اور ان سے ان کی والدہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ میرے یہاں تشریف لائے تو میرے پاس ایک مخنث بیٹھا ہوا تھا پھر آنحضرت ﷺ نے سنا کہ وہ عبداللہ بن امیہ سے کہہ رہا تھا: اے عبداللہ! دیکھو اگر کل اللہ تعالیٰ نے طائف کی فتح تمہیں عنایت فرمائی تو غیلان بن سلمہ کی بیٹی (بادیہ نامی) کو لے لینا وہ جب سامنے آتی ہے تو پیٹ پر چار بل اور پیٹھ موڑ کر جاتی ہے تو آٹھ بل دکھائی دیتے ہیں (یعنی بہت موٹی تازہ عورت ہے) اس لیے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''یہ شخص اب تمہارے گھر میں نہ آیا کرے۔'' ابن عیینہ نے بیان کیا کہ ابن جریج نے کہا، اس مخنث کا نام ہیت تھا۔ ہم سے محمود نے کہا، ان سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے اسی طرح بیان کیا اور یہ اضافہ کیا کہ حضور ﷺ اس وقت طائف کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔

٤٣٢٥ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ الشَّاعِرِ الْأَعْمَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: لَمَّا حَاصَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الطَّائِفَ فَلَمْ يَنَلْ مِنْهُمْ شَيْئًا قَالَ: ((إِنَّا قَافِلُونَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ)). فَثَقُلَ عَلَيْهِمْ وَقَالُوا: نَذْهَبُ وَلَا نَفْتَحُهُ؟ وَقَالَ مَرَّةً: ((نَقْفُلُ)) فَقَالَ: ((اغْدُوا عَلَى الْقِتَالِ)). فَغَدَوْا فَأَصَابَهُمْ جِرَاحٌ فَقَالَ: ((إِنَّا قَافِلُونَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ)) فَأَعْجَبَهُمْ فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ، وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً: فَتَبَسَّمَ. قَالَ الْحُمَيْدِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الْخَبَرَ كُلَّهُ. [طرفاه في: ٦٠٨٦، ٧٤٨٠] [مسلم: ٤٦٢٠]

(۴۳۲۵) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے ابوالعباس نابینا شاعر نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے، انہوں نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے طائف کا محاصرہ کیا تو دشمن کا کچھ بھی نقصان نہیں کیا۔ آخر آپ نے فرمایا: ''اب ان شاء اللہ ہم واپس ہو جائیں گے۔'' مسلمانوں کے لیے ناکام لوٹنا بڑا شاق گزرا۔ انہوں نے کہا کہ واہ بغیر فتح کے ہم واپس چلے جائیں (راوی نے) ایک مرتبہ (نذهب) کے بجائے، نقفل کا لفظ استعمال کیا یعنی ہم لوٹ جائیں اور طائف کو فتح نہ کریں (یہ کیونکر ہو سکتا ہے) اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''پھر صبح سویرے میدان میں جنگ کے لیے آ جاؤ۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم صبح سویرے ہی آ گئے لیکن ان کی بڑی تعداد زخمی ہو گئی۔ اب پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''ان شاء اللہ ہم کل واپس چلیں گے۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسے بہت پسند کیا۔ آنحضرت ﷺ اس پر ہنس پڑے۔ اور سفیان رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ

مسکرا دیئے۔ بیان کیا کہ حمیدی نے کہا کہ ہم سے سفیان نے یہ پوری خبر بیان کی۔

تشریح: اس جنگ میں الٹا مسلمانوں ہی کا نقصان ہوا کیونکہ طائف والے قلعہ کے اندر تھے اور ایک برس کا ذخیرہ انہوں نے اس کے اندر رکھ لیا تھا۔ نبی کریم ﷺ اٹھارہ دن یا پچیس دن یا اور کم وبیش اسی کا محاصرہ کئے رہے۔ کافر قلعہ کے اندر سے مسلمانوں پر تیر برساتے رہے، لوہے کے ٹکڑے گرم گرم کر کے پھینکتے جس سے کئی مسلمان شہید ہو گئے۔ آپ نے نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا، انہوں نے کہا یہ لوگ لومڑی کی طرح ہیں جو اپنے بل میں گھس گئی ہے۔ اگر آپ یہاں ٹھہرے رہیں گے تو لومڑی پکڑ پائیں گے اگر چھوڑ دیں گے تو لومڑی آپ کا کچھ نقصان نہیں کر سکتی۔ (وحیدی)

٤٣٢٦، ٤٣٢٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَاصِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدًا۔ وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ۔ وَأَبَا بَكْرَةَ۔ وَكَانَ تَسَوَّرَ حِصْنَ الطَّائِفِ فِي أُنَاسٍ۔ فَجَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَا: سَمِعْنَا النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ)). وَقَالَ هِشَامٌ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، أَوْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدًا، وَأَبَا بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ عَاصِمٌ: قُلْتُ: لَقَدْ شَهِدَ عِنْدَكَ رَجُلَانِ حَسْبُكَ بِهِمَا. قَالَ: أَجَلْ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَأَوَّلُ مَنْ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَنَزَلَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ثَالِثَ ثَلَاثَةٍ وَعِشْرِينَ مِنَ الطَّائِفِ. [طرفاه في: ٦٧٦٦، ٦٧٦٧] [مسلم: ٢١٩، ٢٢٠؛ ابوداود: ٥١١٣؛ ابن ماجه: ٢٦١٠]

(۴۳۲۶، ۲۷) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر (محمد بن جعفر) نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عاصم بن سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے ابوعثمان نہدی سے سنا، کہا میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سنا، جنہوں نے سب سے پہلے اللہ کے راستے میں تیر چلایا تھا اور ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے جو طائف کے قلعہ پر چند مسلمانوں کے ساتھ چڑھے تھے اور اس طرح نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ ان دونوں صحابیوں نے بیان کیا کہ ہم نے حضور اکرم ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ”جو شخص جانتے ہوئے اپنے باپ کے سوا کسی دوسرے کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرے تو اس پر جنت حرام ہے۔“ اور ہشام نے بیان کیا اور انہیں معمر نے خبر دی، انہیں عاصم نے، انہیں ابوالعالیہ یا ابوعثمان نہدی نے، کہا کہ میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ عاصم نے بیان کیا کہ میں نے (ابوالعالیہ یا ابوعثمان نہدی رضی اللہ عنہ) سے کہا آپ سے یہ روایت ایسے دو اصحاب (سعد اور ابوبکرہ رضی اللہ عنہما) نے بیان کی ہے کہ یقین کے لیے ان کے نام کافی ہیں۔ انہوں نے کہا یقیناً ان میں سے ایک سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تو وہ ہیں جنہوں نے اللہ کے راستے میں سب سے پہلے تیر چلایا تھا اور دوسرے (ابوبکرہ رضی اللہ عنہ) وہ ہیں جو تیسویں آدمی تھے ان لوگوں میں جو طائف کے قلعہ سے اتر کر آنحضرت ﷺ کے پاس آئے تھے۔

تشریح: حافظ نے کہا یہ ہشام کی تعلیق مجھے موصولاً نہیں ملی اور اس سند کے بیان کرنے سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی غرض یہ ہے کہ اگلی روایت کی تفصیل ہو جائے، اس میں مجملاً یہ مذکور تھا کہ کئی آدمیوں کے ساتھ قلعہ پر چڑھے تھے، اس میں بیان ہے کہ وہ تیس آدمی تھے۔

٤٣٢٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ،

(۴۳۲۸) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے برید بن عبداللہ نے، ان سے ابوبردہ نے اور ان سے ابوموسیٰ

عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ نَازِلٌ بِالْجِعْرَانَةِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ وَمَعَهُ بِلَالٌ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: أَلَا تُنْجِزُ لِي مَا وَعَدْتَنِي. فَقَالَ لَهُ: ((أَبْشِرْ)). فَقَالَ: قَدْ أَكْثَرْتَ عَلَيَّ مِنْ أَبْشِرْ. فَأَقْبَلَ عَلَى أَبِي مُوسَى وَبِلَالٍ كَهَيْئَةِ الْغَضْبَانِ فَقَالَ: ((رَدَّ الْبُشْرَى فَاقْبَلَا أَنْتُمَا)). قَالَا: قَبِلْنَا. ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ فِيهِ مَاءٌ فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ فِيهِ، وَمَجَّ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: ((اشْرَبَا مِنْهُ، وَأَفْرِغَا عَلَى وُجُوهِكُمَا وَنُحُورِكُمَا، وَأَبْشِرَا)). فَأَخَذَا الْقَدَحَ فَفَعَلَا، فَنَادَتْ أُمُّ سَلَمَةَ مِنْ وَرَاءِ السِّتْرِ أَنْ أَفْضِلَا لِأُمِّكُمَا. فَأَفْضَلَا لَهَا مِنْهُ طَائِفَةً. [راجع: ١٨٨]

اشعری ؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے قریب ہی تھا جب آپ جعرانہ سے، جو مکہ اور مدینہ کے درمیان میں ایک مقام ہے اتر رہے تھے۔ آپ کے ساتھ بلال ؓ تھے۔ اسی عرصہ میں نبی ﷺ کے پاس ایک بدوی آیا اور کہنے لگا کہ آپ نے جو مجھ سے وعدہ کیا ہے اسے پورا کیوں نہیں کرتے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں بشارت ہو۔'' اس پر وہ بدوی بولا: بشارت تو آپ مجھے بہت دے چکے پھر حضور ﷺ نے چہرۂ مبارک ابو موسیٰ اور بلال کی طرف پھیرا۔ آپ بہت غصے میں معلوم ہو رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''اس نے بشارت واپس کر دی اب تم دونوں اسے قبول کرلو۔'' ان دونوں حضرات نے عرض کیا ہم نے قبول کیا۔ پھر آپ نے پانی کا ایک پیالہ طلب فرمایا اور اپنے دونوں ہاتھوں اور چہرے کو اس میں دھویا اور اسی میں کلی کی اور (ابو موسیٰ اشعری اور بلال ؓ ہر دو سے) فرمایا: ''اس کا پانی پی لو اور اپنے چہروں اور سینوں پر اسے ڈال لو اور بشارت حاصل کرو۔'' ان دونوں نے پیالہ لے لیا اور ہدایت کے مطابق عمل کیا۔ پردہ کے پیچھے سے ام سلمہ ؓ نے بھی کہا کہ اپنی ماں کے لیے بھی کچھ چھوڑ دینا۔ چنانچہ ان ہر دو نے ان کے لیے ایک حصہ چھوڑ دیا۔

تشریح: اس حدیث کی باب سے مناسبت اس فقرے سے نکلتی ہے کہ آپ جعرانہ میں اترے ہوئے تھے کیونکہ جعرانہ میں آپ غزوۂ طائف میں ٹھہرے تھے۔

بدوی کو نبی کریم ﷺ نے شاید کچھ روپے پیسے یا مال غنیمت دینے کا وعدہ فرمایا ہوگا جب وہ تقاضا کرنے آیا تو آپ نے فرمایا مال کی کیا حقیقت ہے جنت تجھ کو مبارک ہو لیکن بدقسمتی سے وہ بے ادب گنوار اس بشارت پر خوش نہ ہوا۔ آپ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور ابو موسیٰ ؓ اور بلال ؓ کو یہ نعمت سرفراز فرمائی سچ ہے:

تہی دستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل　　که خضر از آب حیوان تشنه می آرد سکندر را

جعرانہ کو مکہ اور مدینہ کے درمیان کہنا راوی کی بھول ہے۔ جعرانہ مکہ اور طائف کے درمیان واقع ہے۔ سنہ ۷۰ھ کے حج میں جعرانہ جانے اور اس تاریخی جگہ کو دیکھنے کا شرف مجھ کو بھی حاصل ہے۔ (راز)

٤٣٢٩۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ، أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ، أَخْبَرَهُ أَنَّ يَعْلَى كَانَ يَقُولُ: لَيْتَنِي

(۴۳۲۹) ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابراہیم بن علیہ نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے بیان کیا، کہا مجھ کو عطاء بن ابی رباح نے خبر دی، انہیں صفوان بن یعلی بن امیہ نے خبر دی کہ یعلی نے کہا: کاش! میں رسول اللہ ﷺ کو اس وقت دیکھ سکتا جب آپ پر وحی

أَرَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ. قَالَ: فَبَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ بِالْجِعْرَانَةِ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ قَدْ أُظِلَّ بِهِ، مَعَهُ فِيْهِ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، إِذْ جَاءَهُ أَعْرَابِيٌّ عَلَيْهِ جُبَّةٌ مُتَضَمِّخٌ بِطِيْبٍ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ تَرَى فِيْ رَجُلٍ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ فِيْ جُبَّةٍ بَعْدَ مَا تَضَمَّخَ بِالطِّيْبِ؟ فَأَشَارَ عُمَرُ إِلَى يَعْلَى بِيَدِهِ أَنْ تَعَالَ. فَجَاءَ يَعْلَى فَأَدْخَلَ رَأْسَهُ، فَإِذَا النَّبِيُّ ﷺ مُحْمَرُّ الْوَجْهِ، يَغِطُّ كَذٰلِكَ سَاعَةً، ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ: ((أَيْنَ الَّذِيْ يَسْأَلُنِيْ عَنِ الْعُمْرَةِ آنِفًا؟)) فَالْتُمِسَ الرَّجُلُ فَأُتِيَ بِهِ فَقَالَ: ((أَمَّا الطِّيْبُ الَّذِيْ بِكَ فَاغْسِلْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَأَمَّا الْجُبَّةُ فَانْزِعْهَا، ثُمَّ اصْنَعْ فِيْ عُمْرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِيْ حَجِّكَ)). [راجع: ١٥٣٦]

نازل ہوتی ہے۔ بیان کیا کہ حضور اکرم ﷺ جعرانہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ آپ کے لیے ایک کپڑے سے سایہ کر دیا گیا تھا اور اس میں چند صحابہ ؓ بھی آپ کے ساتھ موجود تھے۔ اتنے میں ایک اعرابی آیا وہ ایک جبہ پہنے ہوئے تھا، خوشبو میں بسا ہوا۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ایک ایسے شخص کے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے جو اپنے جبہ میں خوشبو لگانے کے بعد عمرہ کا احرام باندھے؟ فوراً ہی عمر ؓ نے یعلیٰ ؓ کو آنے کے لیے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ یعلیٰ ؓ حاضر ہو گئے اور اپنا سر (آنحضرت ﷺ کو دیکھنے کے لیے) اندر کیا (نزول وحی کی کیفیت سے) نبی ﷺ کا چہرۂ مبارک سرخ ہو رہا تھا اور زور زور سے سانس چل رہا تھا۔ تھوڑی دیر تک یہی کیفیت رہی پھر ختم ہو گئی تو آپ نے دریافت فرمایا: ''ابھی عمرہ کے متعلق جس نے سوال کیا تھا وہ کہاں ہے؟'' انہیں تلاش کر کے لایا گیا تو آپ نے فرمایا: ''جو خوشبو تم نے لگا رکھی ہے اسے تین مرتبہ دھو لو اور جبہ اتار دو اور پھر عمرہ میں وہی کام کرو جو حج میں کرتے ہو۔''

تشریح: اس حدیث کی بحث کتاب الحج میں گزر چکی ہے۔ قسطلانی نے کہا حجۃ الوداع کی حدیث اس کی ناسخ ہے اور یہ حدیث منسوخ ہے۔ حجۃ الوداع کی حدیث میں مذکور ہے کہ حضرت عائشہ ؓ نے احرام باندھتے وقت نبی کریم ﷺ کے خوشبو لگائی تھی لہٰذا خوشبو کا استعمال جائز ہے۔

٤٣٣٠- حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ، قَالَ: لَمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَى رَسُوْلِهِ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَسَمَ فِي النَّاسِ فِي الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ، وَلَمْ يُعْطِ الْأَنْصَارَ شَيْئًا، فَكَأَنَّهُمْ وَجَدُوْا إِذْ لَمْ يُصِبْهُمْ مَا أَصَابَ النَّاسَ أَوْ كَأَنَّهُمْ وَجَدُوْا إِذْ لَمْ يُصِبْهُمْ مَا أَصَابَ النَّاسَ فَخَطَبَهُمْ فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! أَلَمْ أَجِدْكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللّٰهُ بِيْ؟ وَكُنْتُمْ

(۴۳۳۰) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا، ان سے عمرو بن یحییٰ نے، ان سے عباد بن تمیم نے، ان سے عبداللہ بن زید بن عاصم ؓ نے بیان کیا کہ غزوۂ حنین کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو جو غنیمت دی تھی آپ نے اس کی تقسیم کمزور ایمان کے لوگوں میں (جو فتح مکہ کے بعد ایمان لائے تھے) کر دی اور انصار کو اس میں سے کچھ نہیں دیا۔ گویا کہ انہوں نے غصہ کیا کہ جو مال دوسروں کو ملا ہے ان کو کیوں نہیں ملا یا اس کا انہیں کچھ ملال ہوا کہ وہ مال جو آنحضرت ﷺ نے دوسروں کو دیا انہیں کیوں نہیں دیا۔ آپ نے اس کے بعد انہیں خطاب کیا اور فرمایا: ''اے انصاریو! کیا میں نے تمہیں گمراہ نہیں پایا تھا پھر تم کو میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت نصیب کی اور تم میں آپس میں دشمنی اور

مُتَفَرِّقِيْنَ فَأَلَّفَكُمُ اللّٰهُ بِيْ وَعَالَةً فَأَغْنَاكُمُ اللّٰهُ بِيْ؟)) كُلَّمَا قَالَ شَيْئًا قَالُوْا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَمَنُّ. قَالَ: ((مَا يَمْنَعُكُمْ أَنْ تُجِيْبُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟)) كُلَّمَا قَالَ شَيْئًا قَالُوا: اللّٰهُ رَسُوْلُهُ أَمَنُّ. قَالَ: ((لَوْ شِئْتُمْ قُلْتُمْ جِئْتَنَا كَذَا وَكَذَا. أَتَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاةِ وَالْبَعِيْرِ، وَتَذْهَبُوْنَ بِالنَّبِيِّ إِلَى رِحَالِكُمْ؟ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ، وَلَوْسَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَشِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ وَشِعْبَهَا، الْأَنْصَارُ شِعَارٌ وَالنَّاسُ دِثَارٌ، إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِيْ أَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتَّى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ؟)) [طرفه في: ٧٢٤٥] [مسلم: ٢٤٤٦]

نا اتفاقی تھی تو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ تم میں باہم الفت پیدا کی اور تم محتاج تھے اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ غنی کیا۔'' آپ کے ایک ایک جملے پر انصار کہتے جاتے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول کے ہم سب سے زیادہ احسان مند ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''میری باتوں کا جواب دینے سے تمہیں کیا چیز مانع رہی؟'' بیان کیا کہ حضور ﷺ کے ہر اشارے پر انصار عرض کرتے جاتے کہ اللہ اور اس کے رسول کے ہم سب سے زیادہ احسان مند ہیں۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم چاہتے تو مجھ سے اس اس طرح بھی کہہ سکتے تھے (کہ آپ آئے تو لوگ آپ کو جھٹلا رہے تھے، لیکن ہم نے آپ کی تصدیق کی وغیرہ) کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ جب لوگ اونٹ اور بکریاں لے جا رہے ہوں گے تو تم اپنے گھروں کی طرف رسول اللہ ﷺ کو ساتھ لیے جا رہے ہو گے؟ اگر ہجرت کی فضیلت نہ ہوتی تو میں بھی انصار کا ایک آدمی بن جاتا۔ لوگ خواہ کسی گھاٹی یا وادی میں چلیں، میں تو انصار کی وادی اور گھاٹی میں چلوں گا۔ انصار اس کپڑے کی طرح ہیں یعنی استر جو ہمیشہ جسم سے لگا رہتا ہے اور دوسرے لوگ اوپر کے کپڑے کی طرح ہیں یعنی ابرہ۔ تم لوگ (انصار) دیکھو گے کہ میرے بعد تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی۔ تم ایسے وقت میں صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے حوض پر آملو۔''

تشریح: اس حدیث کی سند میں حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم زمانی کا ذکر ہے جو مشہور صحابی ہیں۔ کہتے ہیں مسیلمہ کذاب کو انہوں نے ہی مارا تھا۔ یہ واقعہ حرہ سنہ ۶۳ھ میں یزید کی فوج کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ روایت میں نبی کریم ﷺ کے مال تقسیم کرنے کا ذکر ہے۔ آپ نے یہ مال قریش کے ان لوگوں کو دیا تھا جو نو مسلم تھے، ابھی ان کا اسلام مضبوط نہیں ہوا تھا، جیسے ابوسفیان، سہیل، حویطب، حکیم بن حزام، ابوالسنابل، صفوان بن امیہ، عبدالرحمٰن بن یربوع وغیرہ (رضی اللہ عنہم) شعار سے مراد یا استر میں سے نیچے کا کپڑا اور دثار سے ابرہ یعنی اوپر کا کپڑا مراد ہے۔ انصار کے لیے آپ نے یہ شرف عطا فرمایا کہ ان کو ہر وقت اپنے جسم مبارک سے لگا ہوا کپڑا کی مثال قرار دیا۔ فی الواقع قیامت تک کے لیے یہ شرف انصار مدینہ کو حاصل ہے کہ آپ ان کے شہر میں آرام فرما رہے ہیں۔ (ﷺ)

٤٣٣١۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ نَاسٌ مِنَ الْأَنْصَارِ حِيْنَ أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَى رَسُوْلِهِ مَا أَفَاءَ مِنْ أَمْوَالِ هَوَازِنَ، فَطَفِقَ

(۴۳۳۱) مجھ سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، انہیں معمر نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا اور انہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی، بیان کیا کہ جب قبیلہ ہوازن کے مال میں سے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو جو دینا تھا وہ دیا تو انصار کے کچھ لوگوں کو رنج ہوا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے کچھ لوگوں کو سو سو اونٹ دے دیئے تھے کچھ لوگوں نے کہا:

النَّبِيُّ ﷺ يُعْطِي رِجَالاً الْمِائَةَ مِنَ الإِبِلِ فَقَالُوا: يَغْفِرُ اللَّهُ لِرَسُولِ اللَّهِ يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَتْرُكُنَا، وَسُيُوفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ. قَالَ أَنَسٌ: فَحُدِّثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمَقَالَتِهِمْ، فَأَرْسَلَ إِلَى الأَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ وَلَمْ يَدَعْ مَعَهُمْ غَيْرَهُمْ، فَلَمَّا اجْتَمَعُوا قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((مَا حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكُمْ)). فَقَالَ فُقَهَاءُ الأَنْصَارِ: أَمَّا رُؤَسَاؤُنَا يَارَسُولَ اللَّهِ! فَلَمْ يَقُولُوا: شَيْئًا، وَأَمَّا نَاسٌ مِنَّا حَدِيثَةٌ أَسْنَانُهُمْ فَقَالُوا: يَغْفِرُ اللَّهُ لِرَسُولِ اللَّهِ يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَتْرُكُنَا، وَسُيُوفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَإِنِّي أُعْطِي رِجَالاً حَدِيثِي عَهْدٍ بِكُفْرٍ، أَتَأَلَّفُهُمْ، أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالأَمْوَالِ وَتَذْهَبُونَ بِالنَّبِيِّ إِلَى رِحَالِكُمْ، فَوَاللَّهِ! لَمَا تَنْقَلِبُونَ بِهِ خَيْرٌ مِمَّا يَنْقَلِبُونَ بِهِ)). قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَدْ رَضِينَا. فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ: ((سَتَجِدُونَ أُثْرَةً شَدِيدَةً، فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوُا اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنِّي عَلَى الْحَوْضِ)). قَالَ أَنَسٌ: فَلَمْ يَصْبِرُوا. [راجع: ٣١٤٦]

اللہ اپنے رسول کی مغفرت کرے، قریش کو تو آپ عنایت فرما رہے ہیں اور ہم کو چھوڑ دیا ہے حالانکہ ابھی ہماری تلواروں سے ان کا خون ٹپک رہا ہے۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انصار کی یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آپ نے انہیں بلا بھیجا اور چمڑے کے ایک خیمے میں انہیں جمع کیا، ان کے ساتھ ان کے علاوہ کسی کو بھی آپ نے نہیں بلایا تھا، جب سب لوگ جمع ہو گئے تو آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”تمہاری جو بات مجھے معلوم ہوئی ہے کیا وہ صحیح ہے؟“ انصار کے جو سمجھدار لوگ تھے، انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جو لوگ ہمارے معزز اور سردار ہیں، انہوں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی ہے۔ البتہ ہمارے کچھ لوگ جو ابھی نوعمر ہیں، انہوں نے کہا ہے کہ اللہ رسول اللہ ﷺ کی مغفرت کرے، قریش کو آپ دے رہے ہیں اور ہمیں چھوڑ دیا ہے حالانکہ ابھی ہماری تلواروں سے ان کا خون ٹپک رہا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس پر فرمایا: ”میں ایسے لوگوں کو دیتا ہوں۔ جو ابھی نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے ہیں، اس طرح میں ان کی دل جوئی کرتا ہوں۔ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ دوسرے لوگ تو مال و دولت ساتھ لے جائیں اور تم نبی ﷺ کو اپنے ساتھ اپنے گھر لے جاؤ۔ اللہ کی قسم کہ جو چیز تم اپنے ساتھ لے جاؤ گے وہ اس سے بہتر ہے جو وہ لے جا رہے ہیں۔“ انصار نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم اس پر راضی ہیں۔ اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”میرے بعد تم دیکھو گے کہ تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی۔ اس وقت صبر کرنا، یہاں تک کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے آملو۔ میں حوض کوثر پر ملوں گا۔“ انس رضی اللہ عنہ نے کہا: لیکن انصار نے صبر نہیں کیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا اشارہ غالباً سردار انصار حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی طرف ہے، جنہوں نے وفات نبوی کے بعد ((منا امیر ومنکم)) امیر کی آواز اٹھائی تھی مگر جمہور انصار نے اس سے موافقت نہیں کی اور خلفائے قریش کو تسلیم کر لیا۔ (رضی اللہ عنہ ورضوا عنہ)

تشریح: سند میں حضرت ہشام بن عروہ کا نام آیا ہے۔ یہ مدینہ کے مشہور تابعین میں سے ہیں جن کا شمار اکابر علما میں ہوتا ہے۔ سنہ ۶۱ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۴۶ھ میں بمقام بغداد انتقال ہوا۔ امام زہری بھی مدینہ کے مشہور جلیل القدر تابعی ہیں۔ زہری بن کلاب کی طرف منسوب ہیں کنیت ابو بکر نام محمد بن عبداللہ بن شہاب ہے، وقت کے بہت بڑے عالم باللہ تھے۔ ماہ رمضان سنہ ۱۲۴ھ میں وفات پائی۔

٤٣٣٢۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ أَنَسٍ،

(۴۳۳۲) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو التیاح نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان

قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ قَسَمَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ غَنَائِمَ بَيْنَ قُرَيْشٍ. فَغَضِبَتِ الْأَنْصَارُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا، وَتَذْهَبُوْنَ بِرَسُوْلِ اللَّهِ؟)) قَالُوْا: بَلَى. قَالَ: ((لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ أَوْ شِعْبَهُمْ)). [راجع: ٣١٤٦] [مسلم: ٢٤٤٠]

کیا کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے قریش میں مال غنیمت کو تقسیم کر دیا۔ انصار رضی اللہ عنہم اس سے رنجیدہ ہوئے۔ آپ نے فرمایا: ”کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ دوسرے لوگ دنیا اپنے ساتھ لے جائیں اور تم اپنے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو لے جاؤ۔“ انصار نے عرض کیا کہ ہم اس پر خوش ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ”لوگ دوسری کسی وادی یا گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی وادی یا گھاٹی میں چلوں گا۔“

تشریح: *حضرت سلیمان بن حرب بصری مکہ کے قاضی ہیں۔ تقریباً دس ہزار احادیث ان سے مروی ہیں۔ بغداد میں ان کی مجلس درس میں شرکائے درس کی تعداد چالیس ہزار ہوتی تھی۔ سنہ ۱۴۰ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۵۸ھ تک طلب حدیث میں سرگرداں رہے۔ انیس سال حماد بن زید نامی استاد کی خدمت میں گزارے۔ سنہ ۲۲۴ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بزرگ ترین استاذ ہیں۔ (رحمۃ اللہ علیہ)*

٤٣٣٣۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَزْهَرُ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، قَالَ: أَنْبَأَنَا هِشَامُ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ الْتَقَى هَوَازِنُ وَمَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَشَرَةُ آلَافٍ وَالطُّلَقَاءُ فَأَدْبَرُوْا قَالَ: ((يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ)). قَالُوْا: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ، لَبَّيْكَ نَحْنُ بَيْنَ يَدَيْكَ، فَنَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((أَنَا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُوْلُهُ)). فَانْهَزَمَ الْمُشْرِكُوْنَ، فَأَعْطَى الطُّلَقَاءَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَلَمْ يُعْطِ الْأَنْصَارَ شَيْئًا فَقَالُوْا، فَدَعَاهُمْ فَأَدْخَلَهُمْ فِي قُبَّةٍ فَقَالَ: ((أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاةِ وَالْبَعِيْرِ، وَتَذْهَبُوْنَ بِرَسُوْلِ اللَّهِ؟)) فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ شِعْبًا لَاخْتَرْتُ شِعْبَ الْأَنْصَارِ)).

[راجع: ٣١٤٦] [مسلم: ٢٤٤٩]

(۴۳۳۳) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے ازہر بن سعد سمان نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عون نے، انہیں ہشام بن زید بن انس نے خبر دی اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوۂ حنین میں جب قبیلہ ہوازن سے جنگ شروع ہوئی تو نبی کریم ﷺ کے ساتھ دس ہزار فوج تھی۔ قریش کے وہ لوگ بھی ساتھ تھے جنہیں فتح مکہ کے بعد آنحضرت ﷺ نے چھوڑ دیا تھا پھر سب نے پیٹھ پھیر لی۔ حضور ﷺ نے پکارا: ”اے انصاریو!“ انہوں نے جواب دیا کہ ہم حاضر ہیں، یا رسول اللہ! آپ کے ہر حکم کی تعمیل کے لیے ہم حاضر ہیں۔ ہم آپ کے سامنے ہیں۔ پھر نبی ﷺ اپنی سواری سے اتر گئے اور فرمایا: ”میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔“ پھر مشرکین کو ہار ہو گئی۔ جن لوگوں کو حضور ﷺ نے فتح مکہ کے بعد چھوڑ دیا تھا ان کو اور مہاجرین کو آنحضرت ﷺ نے دیا لیکن انصار کو کچھ نہیں دیا۔ اس پر انصار رضی اللہ عنہم نے اپنے غم کا اظہار کیا تو آپ نے انہیں بلایا اور ایک خیمہ میں جمع کیا پھر فرمایا: ”تم اس پر راضی نہیں ہو کہ دوسرے لوگ بکری اور اونٹ اپنے ساتھ لے جائیں اور تم رسول اللہ ﷺ کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔“ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اگر لوگ کسی وادی یا گھاٹی میں چلیں اور انصار دوسری گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی گھاٹی میں چلنا پسند کروں گا۔“

تشریح: روایت میں ((طلقاء)) سے مراد وہ لوگ ہیں جن کو آپ نے فتح مکہ کے دن چھوڑ دیا (احساناً) ان کے پہلے جرائم پر ان سے کوئی گرفت نہیں کی جیسے ابوسفیان، ان کے بیٹے معاویہ، حکیم بن حزام ؓ وغیرہ۔ ان لوگوں کو عام معافی دے دی گئی اور ان کو بہت نوازا بھی گیا۔ بعد میں یہ حضرات اسلام کے سچے جانثار مددگار ثابت ہوئے اور کانه ولی حمیم کا نمونہ بن گئے۔ انصار کے لیے آپ نے جو شرف عطا فرمایا دنیا کا مال و دولت اس کے مقابلہ پر ایک بال برابر بھی وزن نہیں رکھتا تھا۔ چنانچہ انصار نے بھی اس کو سمجھا اور اس شرف کی قدر کی اور اول سے آخر تک آپ کے ساتھ پوری وفاداری سے برتاؤ کیا۔ (رضی الله عنه و رضوا عنه)۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ وفات نبوی کے بعد جملہ انصار نے بخوشی و رغبت خلفائے قریش کی اطاعت کو قبول کیا اور اپنے لیے کوئی منصب نہیں چاہا۔ ﴿صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ﴾ (۳۳/الاحزاب:۲۳) جنگ حنین میں حضرت ابوسفیان ؓ نبی کریم ﷺ کی سواری کی لگام تھامے ہوئے تھے۔

٤٣٣٤- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: جَمَعَ النَّبِيُّ ﷺ نَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: ((إِنَّ قُرَيْشًا حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ وَمُصِيبَةٍ، وَإِنِّي أَرَدْتُ أَنْ أَجْبُرَهُمْ وَأَتَأَلَّفَهُمْ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَرْجِعَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا، وَتَرْجِعُونَ بِرَسُولِ اللَّهِ إِلَى بُيُوتِكُمْ)). قَالُوا: بَلَى. قَالَ: ((لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ أَوْ شِعْبَ الْأَنْصَارِ)). [راجع: ٣١٤٦]

(۴۳۳۴) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے قتادہ سے سنا اور ان سے انس بن مالک ؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے انصار کے کچھ لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا: ”قریش کے کفر کا اور ان کی بربادیوں کا زمانہ قریب کا ہے۔ میرا مقصد صرف ان کی دلجوئی اور تالیف قلب تھا کیا تم اس پر راضی اور خوش نہیں ہو کہ لوگ دنیا لے کر اپنے ساتھ جائیں اور تم اللہ کے رسول ﷺ کو اپنے گھر لے جاؤ۔“ سب انصاری بولے، کیوں نہیں (ہم اسی پر راضی ہیں) حضور ﷺ نے فرمایا: ”اگر دوسرے لوگ کسی وادی میں چلیں اور انصار کسی اور گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی وادی یا گھاٹی میں چلوں گا۔“

٤٣٣٥- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: لَمَّا قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ قِسْمَةَ حُنَيْنٍ قَالَ: رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: مَا أَرَادَ بِهَا وَجْهَ اللَّهِ. فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ، فَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ: ((رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَى مُوسَى، قَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هَذَا فَصَبَرَ)). [راجع: ٣١٥٠] [مسلم: ٢٤٤٨]

(۴۳۳۵) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابو وائل نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود ؓ نے کہ جب رسول اللہ ﷺ حنین کے مال غنیمت کی تقسیم کر رہے تھے تو انصار کے ایک شخص نے (جو منافق تھا) کہا کہ اس تقسیم میں اللہ کی خوشنودی کا کوئی خیال نہیں رکھا گیا ہے۔ میں نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو اس بدگو کی اطلاع دی تو آپ کے چہرۂ مبارک کا رنگ بدل گیا پھر آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے، انہیں اس سے بھی زیادہ دکھ پہنچایا گیا تھا، پس انہوں نے صبر کیا۔“

تشریح: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مزاج میں شرم اور حیا بہت تھی۔ وہ چھپ کر تنہائی میں نہایا کرتے تھے۔ بنی اسرائیل کو یہ شگوفہ ہاتھ آیا۔ کسی نے کہا کہ ان کے خصیے بڑھ گئے ہیں۔ کسی نے کہا، ان کو برص ہو گیا ہے۔ اس قسم کے بہتان لگانے شروع کئے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ان کی پاکی اور بے عیبی ظاہر کر دی۔ یہ

قصہ قرآن شریف میں مذکور: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى﴾ (۳۳/الاحزاب:۶۹) آخر تک۔ روایت میں جس منافق کا ذکر مذکور ہے۔ اس کم بخت نے اتنا غور نہیں کیا کہ دنیا کا مال و دولت اسباب سب پروردگار کی ملک ہیں جس پیغمبر کو اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول بنا کر دنیا میں بھیج دیا اس کو پورا اختیار ہے کہ جیسی مصلحت ہو اسی طرح دنیا کا مال تقسیم کرے۔ اللہ کی رضامندی کا خیال جتنا اس کے پیغمبر کو ہوگا، اس کا عشر عشیر بھی دوسروں کو نہیں ہوسکتا۔ بدباطن قسم کے لوگوں کا شیوہ ہی یہ رہا ہے کہ خواہ مخواہ دوسروں پر الزام بازی کرتے رہتے ہیں اور اپنے عیوب پر کبھی ان کی نظر نہیں جاتی۔ سند میں حضرت سفیان ثوری کا نام آیا ہے۔ یہ کوفی ہیں اپنے زمانہ میں فقہ اور اجتہاد کے جامع تھے۔ خصوصاً علم حدیث میں مرجع تھے۔ ان کا ثقہ اور زاہد عابد ہونا مسلم ہے۔ ان کو اسلام کا قطب کہا گیا ہے۔ ائمہ مجتہدین میں ان کا شمار ہے۔ سنہ ۹۹ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۶۱ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔ حشرنا الله معهم آمین

٤٣٣٦ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ آثَرَ النَّبِيُّ ﷺ نَاسًا، أَعْطَى الْأَقْرَعَ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ، وَأَعْطَى عُيَيْنَةَ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَأَعْطَى نَاسًا، فَقَالَ رَجُلٌ: مَا أُرِيْدَ بِهٰذِهِ الْقِسْمَةِ وَجْهُ اللّٰهِ. فَقُلْتُ: لَأُخْبِرَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((رَحِمَ اللّٰهُ مُوْسٰى قَدْ أُوْذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ)). [راجع: ٣١٥٠] [مسلم: ٢٤٤٧]

(۴۳۳۶) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابووائل نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ غزوۂ حنین کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے چند لوگوں کو بہت بہت جانور دیئے۔ چنانچہ اقرع بن حابس کو جن کا دل بہلانا منظور تھا، سو اونٹ دیئے۔ عیینہ بن حصن فزاری کو بھی اتنے ہی دیئے اور اسی طرح دوسرے اشراف عرب کو دیا۔ اس پر ایک شخص نے کہا کہ اس تقسیم میں اللہ کی رضا کا کوئی خیال نہیں کیا گیا۔ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ) میں نے کہا کہ میں اس کی خبر رسول اللہ ﷺ کو کروں گا۔ جب آنحضرت ﷺ نے یہ کلمہ سنا تو فرمایا: ''اللہ موسیٰ پر رحم فرمائے کہ انہیں اس سے بھی زیادہ دکھ دیا گیا تھا لیکن انہوں نے صبر کیا۔''

تشریح: صبر عجیب نعمت ہے پیغمبروں کی خصلت ہے۔ جس نے صبر کیا وہ کامیاب ہوا، آخر میں اس کا دشمن ذلیل و خوار ہوا۔ اللہ کا لاکھ بار شکر ہے کہ مجھ ناچیز کو بھی اپنی زندگی میں بہت سے خبیث النفس دشمنوں سے پالا پڑا۔ مگر صبر سے کام لیا، آخر وہ دشمن ہی ذلیل و خوار ہوئے۔ خدمت بخاری کے دوران بھی بہت سے حاسدین کی ہفوات پر صبر کیا، آخر اللہ کا لاکھوں لاکھ شکر جس نے اس خدمت کے لیے مجھ کو ہمت عطا فرمائی، والحمد لله علی ذالك۔

٤٣٣٧ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ هِشَامِ ابْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ أَقْبَلَتْ هَوَازِنُ وَغَطَفَانُ وَغَيْرُهُمْ بِنَعَمِهِمْ وَذَرَارِيِّهِمْ، وَمَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَشَرَةُ آلَافٍ وَمِنَ الطُّلَقَاءِ، فَأَدْبَرُوْا عَنْهُ حَتّٰى بَقِيَ وَحْدَهُ، فَنَادَى يَوْمَئِذٍ نِدَائَيْنِ لَمْ يَخْلِطْ بَيْنَهُمَا، الْتَفَتَ عَنْ يَمِيْنِهِ، فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ)). قَالُوْا: لَبَّيْكَ يَا

(۴۳۳۷) ہم سے محمد بن بشار نے بیان، کہا ہم سے معاذ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن عون نے، ان سے ہشام بن زید بن انس بن مالک نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب حنین کا دن ہوا تو قبیلہ ہوازن اور غطفان اپنے مویشی اور بال بچوں کو ساتھ لے کر جنگ کے لیے نکلے۔ اس وقت نبی ﷺ کے ساتھ دس ہزار کا لشکر تھا۔ ان میں کچھ لوگ وہ بھی تھے، جنہیں آنحضور ﷺ نے فتح مکہ کے بعد احسان رکھ کر چھوڑ دیا تھا، پھر ان سب نے پیٹھ پھیر لی اور حضور اکرم ﷺ تنہا رہ گئے۔ اس دن حضور ﷺ نے دو مرتبہ پکارا دونوں پکار ایک دوسرے سے الگ الگ تھیں، آپ نے دائیں طرف متوجہ ہو کر پکارا: ''اے انصاریو!'' انہوں نے

رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ . ثُمَّ الْتَفَتَ عَنْ يَسَارِهِ، فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ)). قَالُوْا: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ. وَهُوَ عَلَى بَغْلَةٍ بَيْضَاءَ، فَنَزَلَ فَقَالَ: **((أَنَا عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ))**، فَانْهَزَمَ الْمُشْرِكُوْنَ، فَأَصَابَ يَوْمَئِذٍ غَنَائِمَ كَثِيْرَةً، فَقَسَمَ فِي الْمُهَاجِرِيْنَ وَالطُّلَقَاءِ وَلَمْ يُعْطِ الْأَنْصَارَ شَيْئًا، فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ: إِذَا كَانَتْ شَدِيْدَةٌ فَنَحْنُ نُدْعَى، وَيُعْطَى الْغَنِيْمَةَ غَيْرُنَا. فَبَلَغَهُ ذٰلِكَ، فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ، فَقَالَ: **((يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! مَا حَدِيْثٌ بَلَغَنِي))**. فَسَكَتُوْا فَقَالَ: **((يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! أَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا، وَتَذْهَبُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ تَحُوْزُوْنَهُ إِلَى بُيُوْتِكُمْ؟))** فَقَالُوْا بَلَى. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: **((لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا، وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ شِعْبًا لَأَخَذْتُ شِعْبَ الْأَنْصَارِ))**. قَالَ هِشَامٌ: قُلْتُ: يَا أَبَا حَمْزَةَ! وَأَنْتَ شَاهِدٌ ذَاكَ قَالَ: وَأَيْنَ أَغِيْبُ عَنْهُ؟

[راجع: ٣١٤٦]

جواب دیا ہم حاضر ہیں یا رسول اللہ! آپ کو بشارت ہو، ہم آپ کے ساتھ ہیں، لڑنے کو تیار ہیں۔ پھر آپ بائیں طرف متوجہ ہوئے اور آواز دی: ”اے انصاریو!“ انہوں نے ادھر سے جواب دیا کہ ہم حاضر ہیں یا رسول اللہ! بشارت ہو، ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ حضور ﷺ اس وقت ایک سفید خچر پر سوار تھے پھر آپ اتر گئے اور فرمایا: ”میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔“ انجام کار کافروں کو ہار ہوئی اور اس لڑائی میں بہت زیادہ غنیمت حاصل ہوئی۔ حضور ﷺ نے اسے مہاجرین میں اور قریشیوں میں تقسیم کر دیا (جنہیں فتح مکہ کے موقع پر احسان رکھ کر چھوڑ دیا تھا) انصار کو اس میں سے کچھ نہیں عطا فرمایا۔ انصار (کے بعض نوجوانوں) نے کہا کہ جب سخت وقت آتا ہے تو ہمیں بلایا جاتا ہے اور غنیمت دوسروں کو تقسیم کر دی جاتی ہے۔ یہ بات حضور اکرم ﷺ تک پہنچی تو آپ نے انصار کو ایک خیمہ میں جمع کیا اور فرمایا: ”اے انصاریو! کیا وہ بات صحیح ہے جو تمہارے بارے میں مجھے معلوم ہوئی ہے؟“ اس پر وہ خاموش ہو گئے پھر آنحضور ﷺ نے فرمایا: ”اے انصاریو! کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ لوگ دنیا اپنے ساتھ لے جائیں گے اور تم رسول اللہ ﷺ کو اپنے گھر لے جاؤ گے۔“ انصاریوں نے عرض کیا ہم اسی پر خوش ہیں۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا: ”اگر لوگ کسی وادی میں چلیں اور انصار کسی گھاٹی میں چلیں تو میں انصار ہی کی گھاٹی میں چلنا پسند کروں گا۔“ اس پر ہشام نے پوچھا: اے ابوحمزہ! کیا آپ وہاں موجود تھے؟ انہوں نے کہا کہ میں حضور ﷺ سے غائب ہی کب ہوتا تھا۔

تشریح: مسلم کی روایت میں ہے آپ نے حضرت عباس ؓ سے فرمایا شجرہ رضوان والوں کو آواز دو۔ ان کی آواز بلند تھی انہوں نے پکارا اے شجرہ رضوان والو! تم کہاں چلے گئے ہو، ان کی پکار سنتے ہی یہ لوگ ایسے لپکے جیسے مائیں شفقت سے اپنے بچوں کی طرف دوڑتی ہیں۔ سب کہنے لگے ہم حاضر ہیں، ہم حاضر ہیں۔..

بَابُ السَّرِيَّةِ الَّتِي قِبَلَ نَجْدٍ

باب: نجد کی طرف جو لشکر آنحضرت ﷺ نے روانہ کیا تھا اس کا بیان

تشریح: امام بخاری ؒ نے اس کو جنگ طائف کے بعد ذکر کیا ہے لیکن اہل مغازی نے کہا ہے کہ یہ لشکر فتح مکہ کے جانے سے پہلے آپ نے روانہ کیا تھا۔ ابن سعد نے کہا یہ آٹھویں سنہ ہجری کے ماہ شعبان کا واقعہ ہے۔ بعض نے کہا ماہ رمضان میں یہ لشکر روانہ کیا تھا۔ اس کے سردار ابوقتادہ ؓ

تھے۔ اس میں صرف پچیس آدمی تھے، جنھوں نے غطفان سے مقابلہ کیا دو سو اونٹ اور دو ہزار بکریاں حاصل کیں۔

٤٣٣٨ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ سَرِيَّةً قِبَلَ نَجْدٍ، فَكُنْتُ فِيهَا، فَبَلَغَتْ سِهَامُنَا اثْنَيْ عَشَرَ بَعِيرًا، وَنُفِّلْنَا بَعِيرًا بَعِيرًا، فَرَجَعْنَا بِثَلَاثَةَ عَشَرَ بَعِيرًا. [راجع: ٣١٣٤] [مسلم: ٤٥٦٢]

(۴۳۳۸) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے نجد کی طرف ایک لشکر روانہ کیا تھا، میں بھی اس میں شریک تھا۔ اس میں ہمارا حصہ (مال غنیمت میں) بارہ بارہ اونٹ آئے اور ایک ایک اونٹ ہمیں اور فالتو دیا گیا۔ اس طرح ہم تیرہ تیرہ اونٹ ساتھ لے کر واپس آئے۔

بَابُ بَعْثِ النَّبِيِّ ﷺ خَالِدَ ابْنَ الْوَلِيدِ إِلَى بَنِي جَذِيمَةَ

باب: نبی کریم ﷺ کا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنی جذیمہ قبیلے کی طرف بھیجنا

تشریح: یہ بعد فتح مکہ کے تھا باتفاق مغازی آپ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو تین سو پچاس آدمی ساتھ دے کر اس لیے روانہ کیا تھا کہ بنو جذیمہ کو اسلام کی دعوت دیں۔ لڑائی کے لیے نہیں بھیجا تھا۔

٤٣٣٩ـ حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ؛ح: وَحَدَّثَنِي نُعَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ إِلَى بَنِي جَذِيمَةَ، فَدَعَاهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ فَلَمْ يُحْسِنُوا أَنْ يَقُولُوا أَسْلَمْنَا. فَجَعَلُوا يَقُولُونَ: صَبَأْنَا، صَبَأْنَا. فَجَعَلَ خَالِدٌ يَقْتُلُ مِنْهُمْ وَيَأْسِرُ، وَدَفَعَ إِلَى كُلِّ رَجُلٍ مِنَّا أَسِيرَهُ، حَتَّى إِذَاكَانَ يَوْمٌ أَمَرَ خَالِدٌ أَنْ يَقْتُلَ كُلُّ رَجُلٍ مِنَّا أَسِيرَهُ فَقُلْتُ: وَاللَّهِ! لَا أَقْتُلُ أَسِيرِي، وَلَا يَقْتُلُ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِي أَسِيرَهُ، حَتَّى قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرْنَاهُ لَهُ، فَرَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ)) مَرَّتَيْنِ. [طرفه في: ٧١٨٩]

(۴۳۳۹) مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، انہیں معمر نے خبر دی۔ (دوسری سند) اور مجھ سے نعیم بن حماد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں معمر نے، انہیں زہری نے، انہیں سالم نے اور ان سے ان کے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنی جذیمہ کی طرف بھیجا۔ خالد بن ولید نے انہیں اسلام کی دعوت دی لیکن انہیں "اسلمنا" (ہم اسلام لائے) کہنا نہیں آتا تھا، اس کے بجائے وہ "صبانا، صبانا" (ہم بے دین ہو گئے، یعنی اپنے آبائی دین سے ہٹ گئے) کہنے لگے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں قتل کرنا اور قید کرنا شروع کر دیا اور پھر ہم میں سے ہر شخص کو اس کا قیدی حفاظت کے لئے دے دیا پھر جب ایک دن خالد رضی اللہ عنہ نے ہم سب کو حکم دیا کہ ہم اپنے قیدیوں کو قتل کر دیں۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم میں اپنے قیدی کو قتل نہیں کروں گا اور نہ میرے ساتھیوں میں کوئی اپنے قیدی کو قتل کرے گا۔ آخر جب ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ نے صورت حال بیان کی تو آپ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی: "اے اللہ! میں اس فعل سے بیزاری کا اعلان کرتا ہوں، جو خالد رضی اللہ عنہ نے کیا۔" دو مرتبہ آپ نے یہی فرمایا۔

تشریح: خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فوج کے سردار تھے مگر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس حکم میں ان کی اطاعت نہیں کی کیونکہ ان کا یہ حکم شرع کے خلاف تھا۔ جب بنی جذیمہ کے لوگوں نے لفظ صبانا سے مسلمان ہونا مراد لیا تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو ان کے قتل کرنے سے رک جانا ضروری تھا اور یہی وجہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد رضی اللہ عنہ کے فعل سے اپنی براءت ظاہر فرمائی۔ ان کی خطا اجتہادی تھی۔ وہ صبانا کے معنی اسلما نہ سمجھے اور انہوں نے ظاہر حکم پر عمل کیا کہ جب تک وہ اسلام نہ لائیں، ان سے لڑو۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ ولید قریشی کے بیٹے ہیں جو مخزومی ہیں۔ ان کی والدہ لبابۃ الصغریٰ نامی ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔ یہ اشراف قریش سے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سیف اللہ کا خطاب دیا تھا۔ سنہ ۲۱ھ میں وفات پائی۔ (رضی اللہ عنہ)

اس سریہ کے کچھ حالات علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کے لفظوں میں یہ ہیں:

"قال ابن سعد ولما رجع خالد بن الوليد من هدم العزى ورسول الله صلی اللہ علیہ وسلم مقيم بمكة بعثه الیٰ بنی جذيمة داعيًا الى الاسلام ولم يبعثه مقاتلا فخرج فی ثلاث مائة وخمسين رجلا من المهاجرين والانصار وبنی سليم فانتهٰی اليهم فقال ما انتم قالوا مسلمون قد صلينا وصدقنا بمحمد وبنينا المساجد فی ساحتنا واذنا فيها قال فما بال السلاح عليكم قالوا ان بيننا وبين قوم من العرب عداوة فخفنا ان تكونو هم وقد قيل انهم قالوا صبانا صبانا ولم يحسنوا ان يقولوا اسلمنا قال فضعوا السلاح فوضعوه فقال لهم استاسروا فاستاسر القوم فامر بعضهم فكتف بعضاً وفر قهم فی اصحابه فلما كان فی السحر نادى خالد بن الوليد من كان معه اسير فليضرب عنقه فاما بنو سليم فقتلوا من كان فی ايديهم واما المهاجرون والانصار فارسلوا أسراهم فبلغ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما صنع خالد فقال اللهم انی ابرا اليك مما صنع خالد وبعث علياً يودی لهم قتلاهم وما ذهب منهم۔" (زاد المعاد صفحه ١٦٨ الجزء الثانی)

یعنی جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ عزیٰ کو ختم کر کے لوٹے اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ ہی میں موجود تھے۔ آپ نے ان کو بنی جذیمہ کی طرف تبلیغ کی غرض سے بھیجا اور لڑائی کے لیے نہیں بھیجا تھا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ ساڑھے تین سو مہاجر اور انصار صحابیوں کے ساتھ نکلے۔ کچھ بنو سلیم کے لوگ بھی ان کے ساتھ تھے۔ جب وہ بنو جذیمہ کے ہاں پہنچے تو انہوں نے ان سے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو؟ وہ بولے ہم مسلمان ہیں، نمازی ہیں، ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھا ہوا ہے اور ہم نے اپنے دالانوں میں مساجد بھی بنا رکھی ہیں اور ہم وہاں اذان بھی دیتے ہیں، وہ سب ہتھیار بند تھے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تمہارے جسموں پر یہ ہتھیار کیوں ہیں؟ وہ بولے کہ ایک عرب قوم کے اور ہمارے درمیان عداوت چل رہی ہے۔ ہمارا گمان ہوا کہ شاید تم وہی لوگ ہو۔ یہ بھی منقول ہے کہ ان لوگوں نے بجائے اسلمنا کے صبانا صبانا کہا کہ ہم اپنے پرانے دین سے ہٹ گئے ہیں۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان کو حکم دیا کہ ہتھیار اتار دو۔ انہوں نے ہتھیار اتار دیئے اور خالد رضی اللہ عنہ نے ان کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔ پس حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے ان سب کو قید کر لیا اور ان کے ہاتھ باندھ دیئے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے ساتھیوں میں حفاظت کے لیے تقسیم کر دیا۔ صبح کے وقت انہوں نے پکارا کہ جن کے پاس جس قدر بھی قیدی ہوں وہ ان کو قتل کر دیں۔ بنو سلیم نے تو اپنے قیدی قتل کر دیئے مگر انصار اور مہاجرین نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے اس حکم کو نہیں مانا اور ان قیدیوں کو آزاد کر دیا۔ جب اس واقعہ کی خبر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی تو آپ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے اس فعل سے اظہار بیزاری فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وہاں بھیجا تا کہ جو لوگ قتل ہوئے ہیں ان کا فدیہ ادا کیا جائے اور ان کے نقصان کی تلافی کی جائے۔

بَابُ سَرِيَّةِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ وَعَلْقَمَةَ بْنِ مُجَزِّزٍ الْمُدْلِجِيِّ وَيُقَالُ: إِنَّهَا سَرِيَّةُ الْأَنْصَارِ

باب: عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ اور علقمہ بن مجزز مدلجی رضی اللہ عنہ کی ایک لشکر میں روانگی جسے انصار کا لشکر کہا جاتا تھا

٤٣٤٠ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ سَرِيَّةً فَاسْتَعْمَلَ رَجُلاً مِنَ الْأَنْصَارِ، وَأَمَرَهُمْ أَنْ يُطِيْعُوْهُ، فَغَضِبَ قَالَ: أَلَيْسَ أَمَرَكُمُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تُطِيْعُوْنِيْ. قَالُوْا: بَلَى. قَالَ: فَاجْمَعُوْا لِيْ حَطَبًا. فَجَمَعُوْا، فَقَالَ: أَوْقِدُوْا نَارًا. فَأَوْقَدُوْهَا، فَقَالَ: ادْخُلُوْهَا. فَهَمُّوْا وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يُمْسِكُ بَعْضًا، وَيَقُوْلُوْنَ: فَرَرْنَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ مِنَ النَّارِ. فَمَا زَالُوْا حَتَّى خَمَدَتِ النَّارُ، فَسَكَنَ غَضَبُهُ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((لَوْ دَخَلُوْهَا مَا خَرَجُوْا مِنْهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ)). [طرفاه في: ٧١٤٥، ٧٢٥٧] [مسلم: ٤٧٦٥، ٤٧٦٦، ٤٧٧٧؛ ابوداود: ٢٦٢٥؛ نسائي: ٤٢١٦]

(۴۳۴۰) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سعد بن عبیدہ نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن اسلمی نے اور ان سے علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مختصر لشکر روانہ کیا اور اس کا امیر ایک انصاری صحابی (عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ) کو بنایا اور لشکریوں کو حکم دیا کہ سب اپنے امیر کی اطاعت کریں پھر امیر کسی وجہ سے غصہ میں آگئے اور اپنے فوجیوں سے پوچھا کہ کیا تمہیں رسول اللہ ﷺ نے میری اطاعت کرنے کا حکم نہیں فرمایا ہے؟ سب نے کہا کہ ہاں فرمایا ہے۔ انہوں نے کہا پھر تم سب لکڑیاں جمع کرو۔ انہوں نے لکڑیاں جمع کیں تو امیر نے حکم دیا کہ اس میں آگ لگاؤ اور انہوں نے آگ لگا دی۔ اب انہوں نے حکم دیا کہ سب اس میں کود جاؤ۔ فوجی کود جانا ہی چاہتے تھے کہ انہی میں سے بعض نے بعض کو روکا اور کہا کہ ہم تو اس آگ ہی کے خوف سے رسول اللہ ﷺ کی طرف آئے ہیں! ان باتوں میں وقت گزر گیا اور آگ بھی بجھ گئی۔ اس کے بعد امیر کا غصہ بھی ٹھنڈا ہو گیا۔ جب اس کی خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا: ''اگر یہ لوگ اس میں کود جاتے تو پھر قیامت تک اس میں سے نہ نکلتے۔ اطاعت کا حکم صرف نیک کاموں کے لیے ہے۔''

تشریح: امام، خلیفہ، پیر، مرشد کی اطاعت صرف قرآن وحدیث کے مطابق احکام کے اندر ہے۔ اگر وہ خلاف بات کہیں تو پھر ان کی اطاعت کرنا جائز نہیں ہے۔ اسی لیے ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "اذا صح الحديث فهو مذهبي۔" جب صحیح حدیث مل جائے تو وہی میرا مذہب ہے۔ ایسے موقع پر میرے فتویٰ کو چھوڑ کر صحیح حدیث پر عمل کرنا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت کے باوجود کتنے لوگ ہیں جو قول امام کے آگے صحیح احادیث کو ٹھکرا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو سمجھ عطا کرے۔ بقول حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ ایسے لوگ قیامت کے دن اللہ کی عدالت میں کیا جواب دے سکیں گے۔ مروجہ تقلید شخصی کے خلاف یہ حدیث ایک مشعل ہدایت ہے۔ بشرطیکہ آنکھ کھول کر اس سے روشنی حاصل کی جائے۔ ائمہ کرام کا ہرگز یہ منشا نہ تھا کہ ان کے ناموں پر الگ الگ مذاہب بنائے جائیں کہ وہ اسلامی وحدت کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیں: "صدق الله ان الذين فرقوا دينهم وكانوا شيعا لست منهم في شيء انما امرهم الى الله۔"

بَابُ بَعْثِ أَبِيْ مُوْسَى وَمُعَاذٍ إِلَى الْيَمَنِ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ

باب: حجۃ الوداع سے پہلے آنحضرت ﷺ کا ابو موسیٰ اشعری اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو یمن بھیجنا

٤٣٤١، ٤٣٤٢ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا

(۴۳۴۱، ۴۳۴۲) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ

أَبُو عَوَانَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْمَلِكِ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَبَا مُوسَى وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ إِلَى الْيَمَنِ، قَالَ: بَعَثَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى مِخْلَافٍ قَالَ: وَالْيَمَنُ مِخْلَافَانِ ثُمَّ قَالَ: ((يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا، وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا)). فَانْطَلَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا إِلَى عَمَلِهِ، قَالَ: وَكَانَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا إِذَا سَارَ فِي أَرْضِهِ كَانَ قَرِيبًا مِنْ صَاحِبِهِ أَحْدَثَ بِهِ عَهْدًا، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَسَارَ مُعَاذٌ فِي أَرْضِهِ قَرِيبًا مِنْ صَاحِبِهِ أَبِي مُوسَى، فَجَاءَ يَسِيرُ عَلَى بَغْلَتِهِ حَتَّى انْتَهَى إِلَيْهِ، وَإِذَا هُوَ جَالِسٌ، وَقَدِ اجْتَمَعَ إِلَيْهِ النَّاسُ، وَإِذَا رَجُلٌ عِنْدَهُ قَدْ جُمِعَتْ يَدَاهُ إِلَى عُنُقِهِ فَقَالَ لَهُ مُعَاذٌ: يَا عَبْدَاللَّهِ بْنَ قَيْسٍ، أَيَّمَ هَذَا؟ قَالَ: هَذَا رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلَامِهِ. قَالَ: لَا أَنْزِلُ حَتَّى يُقْتَلَ. قَالَ: إِنَّمَا جِيءَ بِهِ لِذَلِكَ فَانْزِلْ. قَالَ: مَا أَنْزِلُ حَتَّى يُقْتَلَ فَأَمَرَ بِهِ فَقُتِلَ ثُمَّ نَزَلَ فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللَّهِ، كَيْفَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟ قَالَ: أَتَفَوَّقُهُ تَفَوُّقًا. قَالَ: فَكَيْفَ تَقْرَأُ أَنْتَ يَا مُعَاذُ؟ قَالَ: أَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ فَأَقُومُ وَقَدْ قَضَيْتُ جُزْئِي مِنَ النَّوْمِ فَأَقْرَأُ مَا كَتَبَ اللَّهُ لِي، فَأَحْتَسِبُ نَوْمَتِي كَمَا أَحْتَسِبُ قَوْمَتِي.

[طرفه في:٢٢٦١]

نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالملک بن عمیر نے بیان کیا، ان سے ابوبردہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوموسیٰ اشعری اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا۔ راوی نے بیان کیا کہ دونوں صحابیوں کو اس کے ایک ایک صوبے میں بھیجا۔ راوی نے بیان کیا کہ یمن کے دو صوبے تھے پھر آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا: ”دیکھو لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کرنا، دشواریاں نہ پیدا کرنا، انہیں خوش کرنے کی کوشش کرنا، دین سے نفرت نہ دلانا۔“ یہ دونوں بزرگ اپنے اپنے کاموں پر روانہ ہو گئے۔ دونوں میں سے جب کوئی اپنے علاقے کا دورہ کرتے کرتے اپنے ساتھی کے قریب پہنچ جاتا تو ان سے تازی (ملاقات) کے لیے آتا اور سلام کرتا۔ ایک مرتبہ معاذ اپنے علاقہ میں اپنے صاحب ابوموسیٰ کے قریب پہنچ گئے اور اپنے خچر پر ان سے ملاقات کے لیے چلے۔ جب ان کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ وہ بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے پاس کچھ لوگ جمع ہیں اور ایک شخص ان کے سامنے ہے جس کی مشکیں کسی ہوئی ہیں۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: اے عبداللہ بن قیس! یہ کیا واقعہ ہے؟ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ یہ شخص اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پھر جب تک اسے قتل نہ کر دیا جائے میں اپنی سواری سے نہیں اتروں گا۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قتل کرنے ہی کے لیے اسے یہاں لایا گیا ہے۔ آپ اتر جائیں لیکن انہوں نے اب بھی یہی کہا کہ جب تک اسے قتل نہ کیا جائے گا میں نہ اتروں گا۔ آخر ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا اور اسے قتل کر دیا گیا۔ تب وہ اپنی سواری سے اترے اور پوچھا، عبداللہ! آپ قرآن کس طرح پڑھتے ہیں؟ انہوں نے کہا میں تو تھوڑا تھوڑا ہر وقت پڑھتا رہتا ہوں پھر انہوں نے معاذ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: معاذ! آپ قرآن مجید کس طرح پڑھتے ہیں؟ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تورات کے شروع میں سوتا ہوں پھر اپنی نیند کا ایک حصہ پورا کر کے میں اٹھ بیٹھتا ہوں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے مقدر کر رکھا ہے اس میں قرآن مجید پڑھتا ہوں۔ اس طرح بیداری میں جس ثواب کی امید اللہ تعالیٰ سے رکھتا ہوں سونے کی حالت کے ثواب کا بھی اس سے اسی طرح امیدوار رہتا ہوں۔

تشریح: حضرت معاذ ؓ کا یہ کمال جوش ایمان تھا کہ مرتد کو دیکھ کر فوراً ان کو وہ حدیث یاد آ گئی جس میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اسلام سے پھر جائے اس کو قتل کر دو۔ حضرت معاذ ؓ نے جب تک شریعت کی حد جاری نہ ہوئی، اس وقت ابو موسیٰ ؓ کے پاس اترنا اور ٹھہرنا بھی مناسب نہ سمجھا۔ یمن کے بلند حصے پر معاذ ؓ کو حاکم بنایا گیا تھا اور نشیبی علاقہ ابو موسیٰ ؓ کو دیا گیا تھا۔ رسول کریم ﷺ نے ملک یمن کی بہت تعریف فرمائی۔ جس کی برکت ہے کہ وہاں بڑے بڑے عالم فاضل محدث پیدا ہوئے۔ حضرت علامہ شوکانی ؒ یمنی مشہور اہلحدیث عالم یمنی ہیں جن کی حدیث کی شرح کی کتاب نیل الاوطار مشہور ہے۔ یا اللہ! میں ان بزرگوں سے خاص عقیدت محبت رکھتا ہوں، ان کے ساتھ مجھ کو جمع فرما۔ آمین۔ یا رب العالمین۔ (راز)

٤٣٤٣۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، قَالَ: حَدَّثَنِي خَالِدٌ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ، فَسَأَلَهُ عَنْ أَشْرِبَةٍ تُصْنَعُ بِهَا، فَقَالَ: ((وَمَا هِيَ؟)) قَالَ: الْبِتْعُ وَالْمِزْرُ. فَقُلْتُ لِأَبِي بُرْدَةَ: مَا الْبِتْعُ؟ قَالَ: نَبِيذُ الْعَسَلِ، وَالْمِزْرُ: نَبِيذُ الشَّعِيرِ. فَقَالَ: ((كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ)). رَوَاهُ جَرِيرٌ وَعَبْدُالْوَاحِدِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ أَبِي بُرْدَةَ.

[راجع: ٢٢٦١] [نسائي: ٥٦١١]

(۴۳۴۳) مجھ سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد نے، ان سے شیبانی نے، ان سے سعید بن ابی بردہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری ؓ نے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں یمن بھیجا۔ ابو موسیٰ ؓ نے آنحضرت ﷺ سے ان شربتوں کا مسئلہ پوچھا جو یمن میں بنائے جاتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا: ”وہ کیا ہیں۔“ ابو موسیٰ ؓ نے بتایا کہ ”البتع“ اور ”المزر“ (سعید بن ابی بردہ نے کہا کہ) میں نے ابو بردہ (اپنے والد) سے پوچھا بتع کیا چیز ہے؟ انہوں نے بتایا کہ شہد سے تیار کی ہوئی شراب اور مزر جو سے تیار کی ہوئی شراب۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا: ”ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔“ اس کی روایت جریر اور شیبانی سے کی ہے اور انہوں نے ابو بردہ سے کی ہے۔

تشریح: جو چیزیں کھانے کی ہوں یا پینے کی نشہ آور ہوں ان کا استعمال حرام ہے۔ افیون مدک چنڈو شراب وغیرہ یہ سب اسی میں داخل ہیں۔

٤٣٤٤، ٤٣٤٥۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ جَدَّهُ أَبَا مُوسَى، وَمُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ: ((يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا، وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا)). فَقَالَ أَبُو مُوسَى: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! إِنَّ أَرْضَنَا بِهَا شَرَابٌ مِنَ الشَّعِيرِ الْمِزْرُ، وَشَرَابٌ مِنَ الْعَسَلِ الْبِتْعُ. فَقَالَ: ((كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ)). فَانْطَلَقَا فَقَالَ مُعَاذٌ لِأَبِي مُوسَى: كَيْفَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟ قَالَ: قَائِمًا وَقَاعِدًا وَعَلَى رَاحِلَتِي

(۴۳۴۴، ۴۵) ہم سے مسلم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن ابی بردہ نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے دادا ابو موسیٰ ؓ اور معاذ بن جبل ؓ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا اور فرمایا: ”لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرنا، ان کو دشواریوں میں نہ ڈالنا۔ لوگوں کو خوش خبریاں دینا، دین سے نفرت نہ دلانا اور تم دونوں آپس میں موافقت رکھنا۔“ اس پر ابو موسیٰ اشعری ؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! ہمارے ملک میں جو سے ایک شراب تیار ہوتی ہے۔ جس کا نام ”المزر“ ہے اور شہد سے ایک شراب تیار ہوتی ہے جو ”البتع“ کہلاتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے۔“ پھر دونوں بزرگ روانہ ہوئے۔ معاذ ؓ نے ابو موسیٰ ؓ سے پوچھا: آپ قرآن کس

وَأَتَفَوَّقُهُ تَفَوُّقًا. قَالَ: أَمَّا أَنَا فَأَنَامُ وَأَقُومُ، فَأَحْتَسِبُ نَوْمَتِي كَمَا أَحْتَسِبُ قَوْمَتِي، وَضَرَبَ فُسْطَاطًا، فَجَعَلَا يَتَزَاوَرَانِ، فَزَارَ مُعَاذٌ أَبَا مُوسَى فَإِذَا رَجُلٌ مُوثَقٌ، فَقَالَ: مَا هَذَا؟ فَقَالَ أَبُو مُوسَى: يَهُودِيٌّ أَسْلَمَ ثُمَّ ارْتَدَّ. فَقَالَ مُعَاذٌ: لَأَضْرِبَنَّ عُنُقَهُ. تَابَعَهُ الْعَقَدِيُّ وَوَهْبٌ عَنْ شُعْبَةَ.

وَقَالَ وَكِيعٌ وَالنَّضْرُ وَأَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. رَوَاهُ جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ. [راجع: ٢٢٦١، ٤٢٤٢]

طرح پڑھتے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ کھڑے ہو کر بھی بیٹھ کر بھی اور اپنی سواری پر بھی اور میں تھوڑے تھوڑے عرصہ بعد پڑھتا ہی رہتا ہوں۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا لیکن میرا معمول یہ ہے کہ شروع رات میں، میں سو جاتا ہوں اور پھر بیدار ہو جاتا ہوں۔ اس طرح میں اپنی نیند کیثواب کا امیدوار ہوں جس طرح بیدار ہو کر (عبادت کرنے پر) ثواب کی مجھے امید ہے اور انہوں نے ایک خیمہ لگا لیا اور ایک دوسرے سے ملاقات برابر ہوتی رہتی۔ ایک مرتبہ معاذ رضی اللہ عنہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے ملنے کے لئے آئے، دیکھا ایک شخص بندھا ہوا ہے۔ پوچھا: یہ کیا بات ہے؟ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ یہ ایک یہودی ہے، پہلے خود اسلام لایا اور اب یہ مرتد ہو گیا ہے۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اسے قتل کیے بغیر ہرگز نہ رہوں گا۔ مسلم بن ابراہیم کے ساتھ اس حدیث کو عبدالملک بن عمرو عقدی اور وہب بن جریر نے شعبہ سے روایت کیا ہے۔ اور وکیع اور نضر اور ابوداؤد نے اس کو شعبہ سے، انہوں نے اپنے باپ بردہ سے، انہوں نے سعید کے دادا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے آنحضرت ﷺ سے روایت کیا اور جریر بن عبدالحمید نے اس کو شیبانی سے روایت کیا، انہوں نے ابو بردہ سے۔

تشریح: عقدی کی روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے احکام میں اور وہب کی روایت کو اسحاق بن راہویہ نے وصل کیا ہے۔ وکیع کی روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جہاد میں اور ابوداؤد طیالسی کی روایت کو امام نسائی نے اور نضر کی روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ادب میں وصل کیا ہے۔ مطلب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ وکیع، نضر اور ابوداؤد نے اس حدیث کو شعبہ سے موصولاً روایت کیا اور مسلم بن ابراہیم اور عقدی اور وہب بن جریر نے مرسلاً روایت کیا۔ اس میں مبلغین کے لیے خاص ہدایات ہیں کہ لوگوں کو نفرت نہ دلائیں، دشوار باتیں ان کے سامنے نہ رکھیں، آپس میں مل جل کر کام کریں۔ اللہ یہی توفیق بخشے۔ امین یا رب العالمین۔ مگر آج کل ایسے مبلغین بہت کم ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔

٤٣٤٦- حَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ عَائِذٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ طَارِقَ بْنَ شِهَابٍ، يَقُولُ: حَدَّثَنِي أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ، قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى أَرْضِ قَوْمِي، فَجِئْتُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُنِيخٌ بِالْأَبْطَحِ فَقَالَ: ((أَحَجَجْتَ يَا عَبْدَ

(۴۳۴۶) مجھ سے عباس بن ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے بیان کیا، ان سے ایوب بن عائذ نے، ان سے قیس بن مسلم نے بیان کیا، کہا میں نے طارق بن شہاب سے سنا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے میری قوم کے وطن (یمن) میں بھیجا۔ پھر میں آیا تو آنحضرت ﷺ (مکہ کی) وادی ابطح میں پڑاؤ کئے ہوئے تھے۔ آپ نے دریافت فرمایا: ''عبداللہ بن قیس! تم نے حج کا احرام باندھ لیا؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں یا رسول اللہ! آپ نے

اللَّهِ بْنَ قَيْسٍ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ((كَيْفَ قُلْتَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: لَبَّيْكَ إِهْلَالًا كَإِهْلَالِكَ. قَالَ: ((فَهَلْ سُقْتَ مَعَكَ هَدْيًا)). قُلْتُ: لَمْ أَسُقْ. قَالَ: ((فَطُفْ بِالْبَيْتِ وَاسْعَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حِلَّ)). فَفَعَلْتُ حَتَّى مَشَطَتْ لِي امْرَأَةٌ مِنْ نِسَاءِ بَنِي قَيْسٍ، وَمَكُثْنَا بِذَلِكَ حَتَّى اسْتُخْلِفَ عُمَرُ. [راجع: ١٥٥٩]

دریافت فرمایا: ”کلمات احرام کس طرح کہے؟“ بیان کیا کہ میں نے عرض کیا (کہ یوں کلمات ادا کئے) اے اللہ میں حاضر ہوں، اور جس طرح آپ نے احرام باندھا ہے، میں نے بھی اسی طرح باندھا ہے۔ فرمایا: ”تم اپنے ساتھ قربانی کا جانور بھی لائے ہو؟“ میں نے کہا کہ کوئی جانور تو میں اپنے ساتھ نہیں لایا۔ فرمایا: ”تم پھر پہلے بیت اللہ کا طواف اور صفا اور مروہ کی سعی کرلو۔ ان رکنوں کی ادائیگی کے بعد حلال ہو جانا۔“ میں نے اسی طرح کیا اور بنو قیس کی خاتون نے میرے سر میں کنگھا کیا اور اسی قاعدے پر ہم اس وقت تک چلتے رہے جب تک عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے۔ (اسی کو حج تمتع کہتے ہیں اور یہ بھی سنت ہے)۔

٤٣٤٧- حَدَّثَنِي حِبَّانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ صَيْفِيٍّ، عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ حِينَ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ: ((إِنَّكَ سَتَأْتِي قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَإِذَا جِئْتَهُمْ فَادْعُهُمْ إِلَى أَنْ يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لَكَ بِذَلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لَكَ بِذَلِكَ، فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمْ صَدَقَةً، تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ، فَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لَكَ بِذَلِكَ، فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ، وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ)). قَالَ أَبُو عَبْدِاللَّهِ: طَوَّعَتْ: طَاعَتْ وَأَطَاعَتْ لُغَةٌ، طِعْتُ وَطُعْتُ وَأَطَعْتُ. [راجع: ١٣٩٥]

(۴۳۴۷) مجھ سے حبان بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں زکریا بن اسحاق نے، انہیں یحییٰ بن عبداللہ بن صیفی نے، انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام ابو معبد نافذ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا (حاکم بنا کر بھیجتے وقت انہیں) ہدایت فرمائی تھی کہ ”تم ایک ایسی قوم کی طرف بھیجے جا رہے ہو جو اہل کتاب یہودی نصرانی وغیرہ میں سے ہیں، اس لیے جب تم وہاں پہنچو تو پہلے انہیں اس کی دعوت دو کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اگر اس میں وہ تمہاری بات مان لیں تو پھر انہیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے روزانہ ان پر پانچ وقت کی نماز فرض کی ہیں، جب یہ بھی مان لیں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ کو بھی فرض کیا ہے، جو ان کے مالدار لوگوں سے لی جائے گی اور انہی کے غریبوں میں تقسیم کر دی جائے گی۔ جب یہ بھی مان جائیں تو (پھر زکوٰۃ وصول کرتے وقت) ان کا سب سے عمدہ مال لینے سے پرہیز کرنا اور مظلوم کی آہ سے ہر وقت ڈرتے رہنا کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی ہے۔“ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ سورۂ مائدہ میں جو طَوَّعَت کا لفظ آیا ہے اس کا وہی معنی ہے جو طاعت اور اطاعت کا ہے جیسے کہتے ہیں طِعْتُ طُعْتُ اَطَعْتُ سب کا معنی ایک ہی ہے۔

تشریح: حدیث میں اِطاعوا یا طاعوا کا لفظ آیا تھا۔ امام بخاری ؒ نے اپنی عادت کے مطابق قرآن کے لفظ طوعت کی تفسیر کردی کیونکہ دونوں کا مادہ ایک ہی ہے اور غرض یہ ہے کہ اس میں تین لغات ہیں طوع طاع اطاع معنی ایک ہی ہیں یعنی راضی ہوا، مان لیا۔ مظلوم کی بددعا سے بچنا اس کا مطلب یہ کہ کسی کو نہ ستاؤ کہ وہ مظلوم بن کر بددعا کر بیٹھے۔

٤٣٤٨۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، أَنَّ مُعَاذًا لَمَّا قَدِمَ الْيَمَنَ صَلَّى بِهِمُ الصُّبْحَ فَقَرَأَ: ﴿وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا﴾ [النساء:١٢٥] فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: لَقَدْ قَرَّتْ عَيْنُ أُمِّ إِبْرَاهِيمَ. زَادَ مُعَاذٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حَبِيبٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ، فَقَرَأَ مُعَاذٌ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ سُورَةَ النِّسَاءِ فَلَمَّا قَالَ: ﴿وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا﴾. [النساء: ١٢٥] قَالَ رَجُلٌ خَلْفَهُ: قَرَّتْ عَيْنُ أُمِّ إِبْرَاهِيمَ.

(۴۳۴۸) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حبیب بن ابی ثابت نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا، ان سے عمرو بن میمون اور ان سے معاذ ؓ نے بیان کیا کہ جب وہ یمن پہنچے تو یمن والوں کو صبح کی نماز پڑھائی اور نماز میں آیت ﴿وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا﴾ کی قرأت کی تو ان میں سے ایک صاحب (نماز ہی میں) بولے کہ ابراہیم کی والدہ کی آنکھ ٹھنڈی ہوگئی ہو گی۔ معاذ بن معاذ بغوی نے شعبہ سے، انہوں نے حبیب سے، انہوں نے سعید سے، انہوں نے عمرو بن میمون سے اس حدیث میں صرف اتنا بڑھایا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے معاذ ؓ کو یمن بھیجا وہاں انہوں نے صبح کی نماز میں سورۂ نساء پڑھی جب اس آیت پر پہنچے: ﴿وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا﴾ تو ایک صاحب جو ان میں کھڑے ہوئے تھے کہا کہ ابراہیم کی والدہ کی آنکھ ٹھنڈی ہوگئی ہوگی۔

تشریح: یعنی ان کو تو بڑی خوشی اور مبارک بادی ہے کہ ان کا بیٹا اللہ کا خلیل ہوا۔ اس شخص نے مسئلہ نہ جان کر نماز میں بات کر لی ایسی نادانی کی حالت میں نماز فاسد نہیں ہوتی۔

بَابُ بَعْثِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ إِلَى الْيَمَنِ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ

باب: حجۃ الوداع سے پہلے علی بن ابی طالب اور خالد بن ولید ؓ کو یمن بھیجنا

٤٣٤٩۔ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ ابْنُ يُوسُفَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَعَ خَالِدِ ابْنِ الْوَلِيدِ إِلَى الْيَمَنِ، قَالَ: ثُمَّ بَعَثَ عَلِيًّا

(۴۳۴۹) مجھ سے احمد بن عثمان بن حکیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شریح بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن یوسف بن اسحاق بن ابی اسحاق نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے کہا کہ میں نے براء بن عازب ؓ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خالد بن ولید کے ساتھ یمن بھیجا، بیان کیا کہ پھر اس کے بعد ان کی جگہ علی ؓ کو بھیجا اور آپ نے انہیں ہدایت کی کہ خالد ؓ کے ساتھیوں

بَعْدَ ذَلِكَ مَكَانَهُ فَقَالَ: ((مُرْ أَصْحَابَ خَالِدٍ، مَنْ شَاءَ مِنْهُمْ أَنْ يُعَقِّبَ مَعَكَ فَلْيُعَقِّبْ، وَمَنْ شَاءَ فَلْيُقْبِلْ)). فَكُنْتُ فِيمَنْ عَقَّبَ مَعَهُ قَالَ: فَغَنِمْتُ أَوَاقِ ذَوَاتِ عَدَدٍ.

سے کہو کہ جو ان میں سے تمہارے ساتھ یمن میں رہنا چاہے وہ تمہارے ساتھ پھر یمن کو لوٹ جائے اور جو وہاں سے واپس آنا چاہے وہ چلا آئے۔ براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں سے تھا جو یمن کو لوٹ گئے۔ انہوں نے بیان کیا کہ مجھے غنیمت میں کئی اوقیہ چاندی کے ملے تھے۔

تشریح: اسماعیل کی روایت میں ہے کہ جب ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ پھر یمن کو لوٹ گئے تو کافروں کی ایک قوم ہمدان سے مقابلہ ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو نبی کریم ﷺ کا خط سنایا۔ وہ سب مسلمان ہو گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ حال نبی کریم ﷺ کو لکھا۔ آپ نے سجدۂ شکر ادا کیا اور فرمایا ہمدان سلامت رہے۔

٤٣٥٠- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سُوَيْدِ ابْنِ مَنْجُوفٍ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ عَلِيًّا إِلَى خَالِدٍ لِيَقْبِضَ الْخُمُسَ وَكُنْتُ أُبْغِضُ عَلِيًّا، وَقَدِ اغْتَسَلَ، فَقُلْتُ لِخَالِدٍ: أَلَا تَرَى إِلَى هَذَا فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ: ((يَا بُرَيْدَةُ! أَتُبْغِضُ عَلِيًّا)). فَقُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: ((لَا تُبْغِضْهُ فَإِنَّ لَهُ فِي الْخُمُسِ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ)).

(۴۳۵۰) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے روح بن عبادہ نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن سوید بن منجوف نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن بریدہ نے اور ان سے ان کے والد (بریدہ بن حصیب) نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی جگہ علی رضی اللہ عنہ کو (یمن) بھیجا تا کہ غنیمت کے خمس (پانچواں حصہ) کو ان سے لے آئیں۔ مجھے علی رضی اللہ عنہ سے بہت بغض تھا اور میں نے انہیں غسل کرتے دیکھا تھا۔ میں نے خالد رضی اللہ عنہ سے کہا تم دیکھتے ہو علی رضی اللہ عنہ نے کیا کیا (اور ایک لونڈی سے صحبت کی) پھر جب ہم آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے آپ سے بھی اس کا ذکر کیا۔ آپ نے دریافت فرمایا: ''بریدہ! کیا تمہیں علی کی طرف سے بغض ہے؟'' میں نے عرض کیا کہ جی ہاں، فرمایا: ''علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی نہ رکھنا کیونکہ خمس (غنیمت کے پانچویں حصے) میں اس کا اس سے بھی زیادہ حق ہے۔''

تشریح: دوسری روایت میں ہے کہ بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا تو میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سب سے زیادہ محبت کرنے لگا۔ امام احمد رحمہ اللہ کی روایت میں ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی مت رکھ، وہ میرا ہے میں اس کا ہوں اور میرے بعد وہی تمہارا ولی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب میں نے شکایت کی تو آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ فرمایا میں جس کا ولی ہوں علی بھی اس کا ولی ہے۔ (رضی الله عنه وارضاه) اصل معاملہ یہ تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خمس میں سے ایک لونڈی لے لی جو سب قیدیوں میں عمدہ تھی اور اس سے صحبت کی۔ بریدہ رضی اللہ عنہ کو یہ گمان ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مال غنیمت میں خیانت کی ہے۔ اس وجہ سے ان کو برا سمجھا۔ حالانکہ یہ خیانت نہ تھی کیونکہ خمس اللہ اور رسول کا حصہ تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے بڑے حقدار تھے اور شاید نبی کریم ﷺ نے ان کو تقسیم کے لیے اختیار بھی دیا ہوگا۔ اب استبراء سے قبل لونڈی سے جماع کرنا تو وہ اس وجہ سے ہوگا کہ وہ لونڈی باکرہ ہوگی اور باکرہ کے لیے بعض کے نزدیک استبراء لازم نہیں ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اس دن حیض سے پاک ہو گئی ہو۔ (وحیدی) بہر حال حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنا اہل ایمان کی شان نہیں ہے۔ اللهم انى احب عليا كما امر رسول الله ﷺ۔

٤٣٥١- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ،

(۴۳۵۱) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد

عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ شُبْرُمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي نُعْمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ، يَقُوْلُ: بَعَثَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ إِلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْيَمَنِ بِذُهَيْبَةٍ فِي أَدِيْمٍ مَقْرُوْظٍ لَمْ تُحَصَّلْ مِنْ تُرَابِهَا، قَالَ: فَقَسَمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ بَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ، وَأَقْرَعَ بْنِ حَابِسٍ وَزَيْدِ الْخَيْلِ، وَالرَّابِعُ إِمَّا عَلْقَمَةُ وَإِمَّا عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ: كُنَّا نَحْنُ أَحَقَّ بِهَذَا مِنْ هَؤُلَاءِ. قَالَ: فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((أَلَا تَأْمَنُوْنِي وَأَنَا أَمِيْنُ مَنْ فِي السَّمَاءِ، يَأْتِيْنِي خَبَرُ السَّمَاءِ صَبَاحًا وَمَسَاءً؟)) قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ، مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ، نَاشِزُ الْجَبْهَةِ، كَثُّ اللِّحْيَةِ، مَحْلُوْقُ الرَّأْسِ، مُشَمَّرُ الْإِزَارِ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! اتَّقِ اللَّهَ. قَالَ: ((وَيْلَكَ أَوَلَسْتُ أَحَقَّ أَهْلِ الْأَرْضِ أَنْ يَتَّقِيَ اللَّهَ؟)) قَالَ: ثُمَّ وَلَّى الرَّجُلُ، قَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهُ قَالَ: ((لَا، لَعَلَّهُ أَنْ يَكُوْنَ يُصَلِّيْ)). فَقَالَ خَالِدٌ: وَكَمْ مِنْ مُصَلٍّ يَقُوْلُ بِلِسَانِهِ مَا لَيْسَ فِي قَلْبِهِ. قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنِّي لَمْ أُوْمَرْ أَنْ أَنْقُبَ قُلُوْبَ النَّاسِ، وَلَا أَشُقَّ بُطُوْنَهُمْ)). قَالَ: ثُمَّ نَظَرَ إِلَيْهِ وَهُوَ مُقَفٍّ فَقَالَ: ((إِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هَذَا قَوْمٌ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللَّهِ رَطْبًا، لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا

نے بیان کیا، ان سے عمارہ بن قعقاع بن شبرمہ نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن بن ابی نعم نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ یمن سے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بیری کے پتوں سے دباغت دیئے چمڑے کے ایک تھیلے میں سونے کے چند ڈلے بھیجے۔ ان سے (کان کی) مٹی بھی ابھی صاف نہیں کی گئی تھی۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے وہ سونا چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا، عیینہ بن بدر، اقرع بن حابس، زید خیل اور چوتھے علقمہ یا عامر بن طفیل رضی اللہ عنہ۔ آپ کے اصحاب میں سے ایک صاحب نے اس پر کہا کہ ان لوگوں سے زیادہ ہم اس سونے کے مستحق تھے۔ راوی نے بیان کیا کہ جب آنحضرت ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا: ''تم مجھ پر اعتبار نہیں کرتے حالانکہ اس اللہ نے مجھ پر اعتبار کیا ہے جو آسمان پر ہے اور اس کی وحی میرے پاس صبح و شام آتی ہے۔'' راوی نے بیان کیا کہ پھر ایک شخص جس کی آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں، دونوں رخسار پھولے ہوئے تھے، پیشانی بھی ابھری ہوئی تھی، گھنی داڑھی اور سر منڈا ہوا، تہبند اٹھائے ہوئے تھا، کھڑا ہوا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! اللہ سے ڈریئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''افسوس تجھ پر کیا میں اس روئے زمین پر اللہ سے ڈرنے کا سب سے زیادہ مستحق نہیں ہوں۔'' راوی نے بیان کیا پھر وہ شخص چلا گیا۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں کیوں نہ اس شخص کی گردن مار دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں شاید وہ نماز پڑھتا ہو'' اس پر خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ بہت سے نماز پڑھنے والے ایسے ہیں جو زبان سے اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں اور ان کے دل میں وہ نہیں ہوتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اس کا حکم نہیں ہوا ہے کہ لوگوں کے دلوں کی کھوج لگاؤں اور نہ اس کا حکم ہوا ہے کہ ان کے پیٹ چاک کروں۔'' راوی نے کہا پھر آنحضرت ﷺ نے اس (منافق) کی طرف دیکھا تو وہ پیٹھ پھیر کر جا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''اس کی نسل سے ایک ایسی قوم نکلے گی جو کتاب اللہ کی تلاوت بڑی خوش الحانی کے ساتھ کرے گی لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ دین سے وہ لوگ اس طرح نکل چکے ہوں گے جیسے تیر جانور کے پار نکل جاتا ہے۔'' اور میرا خیال ہے کہ

يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ)). وَأَظُنُّهُ قَالَ: ((لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُودَ)).

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: "اگر میں ان کے دور میں ہوا تو ثمود کی قوم کی طرح ان کو بالکل قتل کر ڈالوں گا۔"

[راجع: ٣٣٤٤]

تشریح: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ لوگ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑیں گے۔ یہ پیش گوئی آپ کی پوری ہوئی۔ خارجی جن کے یہی اطوار تھے، حضرت علی ؓ کی خلافت میں ظاہر ہوئے۔ آپ نے ان کو خوب قتل کیا۔ ہمارے زمانہ میں بھی ان خارجیوں کے پیرو موجود ہیں۔ سر منڈے، ڈاڑھی نیچی، ازار اونچی، ظاہر میں بڑے متقی پرہیز گار غریب مسلمانوں خصوصاً اہلحدیث کو لا مذہب اور وہابی قرار دے کر ان پر حملے کرتے ہیں اور یہود و نصاریٰ اور مشرکوں سے برابر میل جول رکھتے ہیں۔ ان سے کچھ معترض نہیں ہوتے۔ ہائے افسوس! مسلمانوں کو کیا خبط ہو گیا ہے اپنے بھائیوں میں حضرت محمد ﷺ کا کلمہ پڑھنے والوں کو تو ایک ایک مسئلہ پر ستائیں اور غیر مسلموں سے دوستی رکھیں۔ ایسے مسلمان قیامت کے دن نبی کریم ﷺ کو منہ کیا دکھلائیں گے۔ حدیث کے آخری لفظوں کا مطلب یہ ہے کہ ان کے دلوں پر قرآن کا ذرہ برابر بھی اثر نہ ہوگا۔ ہمارے زمانے میں یہی حال ہے۔ قرآن پڑھنے کو تو سینکڑوں آدمی پڑھتے ہیں لیکن اس کے معنی اور مطلب میں غور کرنے والے بہت تھوڑے ہیں اور بعض شیاطین کا تو یہ حال ہے کہ وہ قرآن حدیث کا ترجمہ پڑھنے پڑھانے ہی سے منع کرتے ہیں۔ ﴿أُولَئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَى أَبْصَارَهُمْ﴾ (۴۷/محمد:۲۳)

٤٣٥٢ـ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ عَطَاءٌ: قَالَ جَابِرٌ: أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ عَلِيًّا أَنْ يُقِيمَ عَلَى إِحْرَامِهِ. زَادَ مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ: قَالَ عَطَاءٌ: قَالَ جَابِرٌ: فَقَدِمَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ بِسِعَايَتِهِ، قَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((بِمَا أَهْلَلْتَ يَا عَلِيُّ؟)) قَالَ: بِمَا أَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: ((فَأَهْدِ وَامْكُثْ حَرَامًا كَمَا أَنْتَ)). قَالَ: وَأَهْدَى لَهُ عَلِيٌّ هَدْيًا. [راجع: ١٥٥٧]

(۴۳۵۲) ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے کہ عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا اور ان سے جابر ؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے علی ؓ سے (جب وہ یمن سے مکہ آئے) فرمایا تھا کہ وہ اپنے احرام پر باقی رہیں۔ محمد بن بکر نے ابن جریج سے اتنا بڑھایا کہ ان سے عطاء نے بیان کیا کہ جابر ؓ نے کہا: علی ؓ اپنی ولایت (یمن) سے آئے تو آپ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا: "علی! تم نے احرام کس طرح باندھا ہے؟" عرض کیا کہ جس طرح احرام آپ نے باندھا ہو۔ فرمایا: "پھر قربانی کا جانور بھیج دو اور جس طرح احرام باندھا ہے، اسی کے مطابق عمل کرو۔" بیان کیا علی ؓ آنحضرت ﷺ کے لیے قربانی کے جانور لائے تھے۔

٤٣٥٣، ٤٣٥٤ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرٌ، أَنَّهُ ذَكَرَ لِابْنِ عُمَرَ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ، فَقَالَ: أَهَلَّ النَّبِيُّ ﷺ بِالْحَجِّ، وَأَهْلَلْنَا بِهِ مَعَهُ، فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ قَالَ: ((مَنْ

(۴۳۵۳، ۵۴) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے بشر بن مفضل نے بیان کیا، ان سے حمید طویل نے، کہا ہم سے بکر بن عبداللہ نے بیان کیا، انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ذکر کیا تھا کہ انس ؓ نے ان سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے عمرہ اور حج دونوں کا احرام باندھا تھا اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ حج ہی کا احرام باندھا تھا پھر ہم جب مکہ آئے تو آپ نے فرمایا: "جس کے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہو وہ اپنے حج کے احرام کو

لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً)). وَكَانَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ هَدْيٌ، فَقَدِمَ عَلَيْنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ مِنَ الْيَمَنِ حَاجًّا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بِمَا أَهْلَلْتَ فَإِنَّ مَعَنَا أَهْلَكَ؟)) قَالَ: أَهْلَلْتُ بِمَا أَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ. قَالَ: ((فَأَمْسِكْ، فَإِنَّ مَعَنَا هَدْيًا)). [مسلم: ٢٩٩٤؛ نسائي: ٢٩٣١]

عمرہ کا کر لے۔'' (اور طواف اور سعی کر کے احرام کھول دے) اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ قربانی کا جانور تھا، پھر علی بن ابی طالب ؓ یمن سے لوٹ کر حج کا احرام باندھ کر آئے۔ آپ نے ان سے دریافت فرمایا: ''کس طرح احرام باندھا ہے؟ ہمارے ساتھ تمہاری زوجہ فاطمہ ؓ بھی ہیں۔'' انہوں نے عرض کیا کہ میں نے اس طرح کا احرام باندھا ہے جس طرح آپ نے باندھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر اپنے احرام پر قائم رہو، کیونکہ ہمارے ساتھ قربانی کا جانور ہے۔''

تشریح: ان جملہ روایات میں کسی نہ کسی پہلو سے حضرت علی ؓ کا یمن جانا مذکور ہے۔ باب سے یہی وجہ مطابقت ہے اور اسی لیے ان روایات کو یہاں لایا گیا ہے۔ باقی حج کے دیگر مسائل بھی ان سے ثابت ہوتے ہیں جیسا کہ کتاب الحج میں گزر چکا ہے۔

بَابُ غَزْوَةِ ذِي الْخَلَصَةِ

باب: غزوہ ذوالخلصہ کا بیان

تشریح: یہ ایک بت خانہ تھا جو یمن میں مشرکوں نے تیار کیا تھا۔ اس کو کعبہ یمانیہ بھی کہتے ہیں اور کعبہ شامیہ بھی کہ اس کا دروازہ ملک شام کے مقابل بنایا گیا تھا۔

٤٣٥٥۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا بَيَانٌ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ جَرِيرٍ، قَالَ: كَانَ بَيْتٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يُقَالُ لَهُ: ذُو الْخَلَصَةِ وَالْكَعْبَةُ الْيَمَانِيَّةُ وَالْكَعْبَةُ الشَّأْمِيَّةُ، فَقَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: ((أَلَا تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ)). فَنَفَرْتُ فِي مِائَةٍ وَخَمْسِينَ رَاكِبًا، فَكَسَرْنَاهُ وَقَتَلْنَا مَنْ وَجَدْنَا عِنْدَهُ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ، فَدَعَا لَنَا وَلِأَحْمَسَ. [راجع: ٣٠٢٠]

(۴۳۵۵) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن عبداللہ طحان نے بیان کیا، ان سے بیان بن بشر نے بیان کیا، ان سے قیس نے اور ان سے جریر بن عبداللہ بجلی ؓ نے بیان کیا کہ جاہلیت میں ایک بت خانہ ذوالخلصہ نامی تھا۔ اسے کعبہ یمانیہ اور کعبہ شامیہ بھی کہا جاتا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''ذوالخلصہ کی تکلیف سے مجھے کیوں نہیں نجات دلاتے؟'' چنانچہ میں نے ڈیڑھ سو سواروں کے ساتھ سفر کیا، پھر ہم نے اس کو مسمار کر دیا اور اس میں ہم نے جس کو بھی پایا قتل کر دیا پھر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس کی خبر دی تو آپ نے ہمارے قبیلہ احمس کے لیے بہت دعا فرمائی۔

تشریح: ایک روایت میں یوں ہے کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت جریر بن عبداللہ ؓ کے سر پر ہاتھ رکھا اور منہ اور سینے پر زیر ناف تک پھیر دیا پھر سر پر ہاتھ رکھا اور پیٹھ پر سیرین تک پھیرا یا سینے پر خاص طور سے ہاتھ پھیرا۔ ان پاکیزہ دعاؤں کا یہ اثر ہوا کہ حضرت جریر بن عبداللہ ؓ ایک بہترین شہسوار بن کر اس مہم پر روانہ ہوئے اور کامیابی سے واپس آئے۔ آپ نے اس بت خانے کے بارے میں جو فرمایا اس کی وجہ یہ تھی کہ وہاں کفار و مشرکین اسلام کے خلاف سازشیں کرتے، رسول کریم ﷺ کی ایذا رسانی کی تدابیر سوچتے اور کعبہ مقدس کی تنقیص کرتے اور ہر طرح سے اسلام دشمنی کا مظاہرہ کرتے، لہٰذا قیام امن کے لیے اس کا ختم کرنا ضروری ہوا۔ حالت امن میں کسی قوم و مذہب کی عبادت گاہ کو اسلام نے مسمار کرنے کا حکم نہیں دیا ہے۔ حضرت عمر ؓ نے اپنے عہد خلافت میں ذمی یہود اور نصاریٰ کے گرجاؤں کو محفوظ رکھا اور ہندوستان میں مسلمان بادشاہوں نے اس ملک کی عبادت گاہوں کی حفاظت کی اور ان کے لیے جاگیریں وقف کی ہیں۔ جیسا کہ تاریخ شاہد ہے۔

٤٣٥٦ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَيْسٌ، قَالَ: قَالَ لِي جَرِيرٌ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: ((أَلَا تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ)). وَكَانَ بَيْتًا فِي خَثْعَمَ يُسَمَّى الْكَعْبَةَ الْيَمَانِيَّةَ، فَانْطَلَقْتُ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِنْ أَحْمَسَ، وَكَانُوا أَصْحَابَ خَيْلٍ، وَكُنْتُ لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ، فَضَرَبَ فِي صَدْرِي حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ أَصَابِعِهِ فِي صَدْرِي، وَقَالَ: ((اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ، وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا)). فَانْطَلَقَ إِلَيْهَا فَكَسَرَهَا وَحَرَّقَهَا، ثُمَّ بَعَثَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ جَرِيرٍ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، مَا جِئْتُكَ حَتَّى تَرَكْتُهَا كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْرَبُ. قَالَ: فَبَارَكَ فِي خَيْلِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ. [راجع: ٣٠٢٠]

(۴۳۵۶) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے قیس بن ابی حازم نے بیان کیا، کہا مجھ سے جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”تم مجھے ذوالخلصہ سے کیوں نہیں بےفکر کرتے؟“ یہ قبیلہ خثعم کا ایک بت خانہ تھا۔ اسے کعبہ یمانیہ بھی کہتے تھے۔ چنانچہ میں ڈیڑھ سو قبیلہ احمس کے سواروں کو ساتھ لے کر روانہ ہوا۔ یہ سب اچھے سوار تھے۔ مگر میں گھوڑے کی سواری اچھی طرح نہیں کر پاتا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا یہاں تک کہ میں نے آپ کی انگلیوں کا اثر اپنے سینے میں پایا، پھر آپ نے دعا کی: ”اے اللہ! اسے گھوڑے کا اچھا سوار بنا دے اور اسے راستہ بتلانے والا اور خود راستہ پایا ہوا بنا دے۔“ پھر وہ اس بت خانے کی طرف روانہ ہوئے اور اسے ڈھا کر اس میں آگ لگا دی پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اطلاع بھیجی۔ جریر کے ایلچی نے آ کر عرض کیا: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا، میں اس وقت تک آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے نہیں چلا جب تک وہ خارش زدہ اونٹ کی طرح جل کر (سیاہ) نہیں ہو گیا۔ بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے قبیلہ احمس کے گھوڑوں اور لوگوں کے لیے پانچ مرتبہ برکت کی دعا فرمائی۔

تشریح: خارش زدہ اونٹ پر ڈامر وغیرہ ملتے ہیں تو اس پر کالے کالے دھبے پڑ جاتے ہیں۔ جل بھن کر، بالکل یہی حال ذی الخلصہ کا ہو گیا۔ ذی الخلصہ والے اسلام کے حریف بن کر ہر وقت مخالفانہ سازشیں کرتے رہتے تھے۔

٤٣٥٧ـ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ جَرِيرٍ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَلَا تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ)). فَقُلْتُ: بَلَى. فَانْطَلَقْتُ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةِ فَارِسٍ أَحْمَسَ وَكَانُوا أَصْحَابَ خَيْلٍ وَكُنْتُ لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَضَرَبَ يَدَهُ عَلَى صَدْرِي حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ يَدِهِ فِي

(۴۳۵۷) ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو خبر دی ابو اسامہ نے، انہیں اسماعیل بن خالد نے، انہیں قیس بن ابی حازم نے اور ان سے جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ذوالخلصہ سے مجھے کیوں نہیں بےفکری دلاتے!“ میں نے عرض کیا: میں حکم کی تعمیل کروں گا۔ چنانچہ قبیلہ احمس کے ڈیڑھ سو سواروں کو ساتھ لے کر میں روانہ ہوا۔ یہ سب اچھے سوار تھے، لیکن میں سواری اچھی طرح نہیں کر پاتا تھا۔ میں نے اس کے متعلق آنحضرت ﷺ سے ذکر کیا تو آپ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر مارا جس کا اثر میں نے اپنے سینے میں دیکھا اور آنحضرت ﷺ نے دعا فرمائی: ”اے اللہ! اسے اچھا سوار

صَدْرِي وَقَالَ: ((اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا)). قَالَ: فَمَا وَقَعْتُ عَنْ فَرَسِي بَعْدُ. قَالَ: وَكَانَ ذُو الْخَلَصَةِ بَيْتًا بِالْيَمَنِ لِخَثْعَمَ وَبَجِيلَةَ، فِيهِ نُصُبٌ تُعْبَدُ، يُقَالُ لَهُ: الْكَعْبَةُ . قَالَ: فَأَتَاهَا فَحَرَّقَهَا بِالنَّارِ وَكَسَرَهَا.قَالَ: وَلَمَّا قَدِمَ جَرِيرٌ الْيَمَنَ كَانَ بِهَا رَجُلٌ يَسْتَقْسِمُ بِالْأَزْلَامِ فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ رَسُولَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ هَاهُنَا فَإِنْ قَدَرَ عَلَيْكَ ضَرَبَ عُنُقَكَ . قَالَ: فَبَيْنَمَا هُوَ يَضْرِبُ بِهَا إِذْ وَقَفَ عَلَيْهِ جَرِيرٌ فَقَالَ: لَتَكْسِرَنَّهَا وَلَتَشْهَدَنَّ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَوْ لَأَضْرِبَنَّ عُنُقَكَ . قَالَ: فَكَسَرَهَا وَشَهِدَ، ثُمَّ بَعَثَ جَرِيرٌ رَجُلًا مِنْ أَحْمَسَ يُكْنَى أَبَا أَرْطَاةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يُبَشِّرُهُ بِذَلِكَ، فَلَمَّا أَتَى النَّبِيَّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! مَا جِئْتُ حَتَّى تَرَكْتُهَا كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْرَبُ. قَالَ: فَبَرَّكَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى خَيْلِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ. [راجع: ٣٠٢٠]

بنا دے اور اسے ہدایت کرنے والا اور خود ہدایت یافتہ بنا دے۔'' راوی نے بیان کیا کہ پھر اس کے بعد میں کبھی کسی گھوڑے سے نہیں گرا۔ راوی نے بیان کیا کہ ذوالخلصہ ایک (بت خانہ) تھا، یمن میں قبیلہ خثعم اور بجیلہ کے، اس میں بت تھے جن کی پوجا کی جاتی تھی اور اسے کعبہ بھی کہتے تھے۔ بیان کیا کہ پھر جریر وہاں پہنچے اور اسے آگ لگا دی اور منہدم کر دیا۔ بیان کیا کہ جب جریر رضی اللہ عنہ یمن پہنچے تو وہاں ایک شخص تھا جو تیروں سے فال نکالا کرتا تھا۔ اسی سے کسی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی یہاں آ گئے ہیں۔ اگر انہوں نے تمہیں پا لیا تو تمہاری گردن مار دیں گے۔ بیان کیا کہ ابھی وہ فال نکال ہی رہے تھے کہ جریر رضی اللہ عنہ وہاں پہنچ گئے۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ ابھی یہ فال کے تیر توڑ کر کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھ لے ورنہ میں تیری گردن مار دوں گا۔ راوی نے بیان کیا کہ اس شخص نے تیر وغیرہ توڑ ڈالے اور کلمہ ایمان کی گواہی دی۔ اس کے بعد جریر نے قبیلہ احمس کے ایک صحابی ابوارطاہ رضی اللہ عنہ نامی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آپ کو خوشخبری سنانے کے لیے بھیجا۔ جب وہ خدمت نبوی میں حاضر ہوا تو عرض کیا یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے اس وقت تک نہیں چلا جب تک اس بت کدہ کو خارش زدہ اونٹ کی طرح جلا کر سیاہ نہیں کر دیا۔ بیان کیا کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ احمس کے گھوڑوں اور سواروں کے لیے پانچ مرتبہ برکت کی دعا فرمائی۔

تشریح: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''وفی الحدیث مشروعیة ازالة ما یفتتن به الناس من بناء وغیره سواء کان انسانا او حیوانا او جماداً وفیه استمالة نفوس القوم بتامیر من هو منهم والاستمالة بالدعاء والثناء والبشارة فی الفتوح وفضل رکوب الخیل فی الحرب وقبول خبر الواحد والمبالغة فی نکایة العدو ومناقب لجریر ولقومه وبرکة ید النبی ﷺ ودعائه وانه کان یدعو وترا وقد یجاوز الثلاث...... الخ۔''(فتح الباری جلد۸ صفحة ۹۲) یعنی حدیث ہذا سے ثابت ہوا کہ جو چیزیں لوگوں کی گمراہی کا سبب بنیں وہ مکان ہوں یا کوئی انسان ہو یا حیوان ہو یا کوئی جمادات سے ہو، شرعی طور پر ان کا زائل کر دینا جائز ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی قوم کی دلجوئی کے لیے امیر قوم خود ان ہی میں سے بنانا بہتر ہے اور فتوحات کے نتیجہ میں دعا کرنا، بشارت دینا اور مجاہدین کی تعریف کرنا بھی جائز ہے اور جنگ میں گھوڑے کی سواری کی فضیلت بھی ثابت ہوئی اور خبر واحد کا قبول کرنا بھی ثابت ہوا اور دشمن کو سزا دینے میں مبالغہ بھی ثابت ہوا اور حضرت جریر رضی اللہ عنہ اور ان کی قومی فضیلت بھی ثابت ہوئی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک اور آپ کی دعاؤں کی برکت بھی ثابت ہوئی اور یہ بھی کہ آپ دعاؤں میں بھی وتر کا خیال رکھتے اور کبھی تین سے زیادہ بار بھی دعا فرمایا کرتے تھے۔

بَابُ غَزْوَةِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ

باب: غزوہ ذات السلاسل کا بیان

وَهِيَ غَزْوَةُ لَخْمٍ وَجُذَامٍ. قَالَهُ إِسْمَاعِيلُ ابْنُ أَبِي خَالِدٍ. وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ يَزِيدَ عَنْ عُرْوَةَ: هِيَ بِلَادُ بَلِيٍّ وَعُذْرَةَ وَبَنِي الْقَيْنِ.

یہ وہ غزوہ ہے جو قبائل لخم و جذام کے ساتھ پیش آیا تھا۔ ابن اسحاق نے یزید سے بیان کیا اور انہوں نے عروہ سے کہ ذات السلاسل، قبائل بلی، عذرہ اور بنی القین کو کہتے ہیں۔

تشریح: یہ غزوہ سنہ ۸ھ میں بماہ جمادی الاخری بمقام وادی القریٰ میں ہوا تھا یہ جگہ مدینہ سے پرے دس دن کی راہ پر ہے۔ اس کو ذات السلاسل اس لیے کہتے ہیں کہ کافروں نے اس میں جم کر لڑنے کے لیے اپنے جسموں کو زنجیروں سے باندھ لیا تھا۔ بعض نے کہا کہ سلسل وہاں پانی کا ایک چشمہ تھا۔ لخم اور جذام دونوں قبیلوں کے نام ہیں یہ بھی اس جنگ میں شریک تھے۔

٤٣٥٨ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ ابْنُ عَبْدِاللَّهِ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ عَلَى جَيْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ، قَالَ: فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: ((عَائِشَةُ)). قُلْتُ: مِنَ الرِّجَالِ قَالَ: ((أَبُوهَا)). قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((عُمَرُ)). فَعَدَّ رِجَالًا فَسَكَتُّ مَخَافَةَ أَنْ يَجْعَلَنِي فِي آخِرِهِمْ. [راجع: ٣٦٦٢]

(۴۳۵۸) ہم سے اسحاق بن شہاب نے بیان کیا، کہا ہم کو خالد بن عبداللہ نے خبر دی، انہیں خالد حذاء نے، انہیں ابو عثمان نہدی رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو غزوۂ ذات السلاسل کے لیے امیر لشکر بنا کر بھیجا۔ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (غزوہ سے واپس آ کر) میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے پوچھا: آپ کو سب سے زیادہ عزیز کون شخص ہے؟ فرمایا کہ "عائشہ رضی اللہ عنہا" میں نے پوچھا اور مردوں میں؟ فرمایا: "اس کے والد" میں نے پوچھا: اس کے بعد کون؟ فرمایا: "عمر رضی اللہ عنہ" اس طرح آپ نے کئی آدمیوں کے نام لیے بس میں خاموش ہو گیا کہ کہیں آپ مجھے سب سے بعد میں نہ کر دیں۔

تشریح: اس لڑائی میں تین سو مہاجرین اور انصار مع تیس گھوڑے آپ نے بھیجے تھے۔ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو ان کا سردار بنایا تھا۔ جب عمرو رضی اللہ عنہ دشمن کے ملک کے قریب پہنچے تو انہوں نے اور مزید فوج طلب کی۔ آپ نے ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو سردار مقرر کر کے دو سو آدمی اور بھیجے۔ ان میں حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ جب عمرو رضی اللہ عنہ سے ملے تو انہوں نے امام بننا چاہا لیکن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم ﷺ نے آپ کو میری مدد کے لیے بھیجا ہے، سردار تو میں ہی رہوں گا۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس معقول بات کو مان لیا اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ امامت کرتے رہے۔ حاکم کی روایت میں ہے کہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے لشکر میں انگار روشن کرنے سے منع کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر انکار فرمایا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا چپ رہو، نبی کریم ﷺ نے جو عمرو رضی اللہ عنہ کو سردار مقرر کیا ہے تو اس وجہ سے کہ وہ لڑائی کے فن سے خوب واقف کار ہے۔ بیہقی کی روایت میں ہے کہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ جب لوٹ کر آئے تو اپنے دل میں یہ سمجھے کہ میں حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے زیادہ درجہ رکھتا ہوں۔ اسی لیے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا، جس کا روایت میں تذکرہ ہے۔ جس کو، سن کر ان کو حقیقت حال کا علم ہو گیا۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ مفضول کی امامت بھی افضل کے لیے جائز ہے کیونکہ حضرات شیخین اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ سے افضل تھے۔

بَابُ ذَهَابِ جَرِيرٍ إِلَى الْيَمَنِ

باب: جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کا یمن کی طرف جانا

٤٣٥٩ـ حَدَّثَنِي عَبْدُاللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ الْعَبْسِيُّ،

(۴۳۵۹) مجھ سے عبداللہ بن ابی شیبہ عبسی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن

قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيْسَ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ جَرِيْرٍ، قَالَ: كُنْتُ بِالْيَمَنِ فَلَقِيْتُ رَجُلَيْنِ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ ذَا كَلَاعٍ وَذَا عَمْرٍو، فَجَعَلْتُ أُحَدِّثُهُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ ذُوْ عَمْرٍو: لَئِنْ كَانَ الَّذِيْ تَذْكُرُ مِنْ أَمْرِ صَاحِبِكَ، لَقَدْ مَرَّ عَلَى أَجَلِهِ مُنْذُ ثَلَاثٍ. وَأَقْبَلَا مَعِيْ حَتَّى إِذَا كُنَّا فِيْ بَعْضِ الطَّرِيْقِ رُفِعَ لَنَا رَكْبٌ مِنْ قِبَلِ الْمَدِيْنَةِ فَسَأَلْنَاهُمْ فَقَالُوْا: قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاسْتُخْلِفَ أَبُوْ بَكْرٍ وَالنَّاسُ صَالِحُوْنَ. فَقَالَا: أَخْبِرْ صَاحِبَكَ أَنَّا قَدْ جِئْنَا وَلَعَلَّنَا سَنَعُوْدُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، وَرَجَعَا إِلَى الْيَمَنِ فَأَخْبَرْتُ أَبَا بَكْرٍ بِحَدِيْثِهِمْ قَالَ: أَفَلَا جِئْتَ بِهِمْ؟ فَلَمَّا كَانَ بَعْدُ قَالَ لِيْ ذُوْ عَمْرٍو: يَا جَرِيْرُ! إِنَّ بِكَ عَلَيَّ كَرَامَةً، وَإِنِّيْ مُخْبِرُكَ خَبَرًا، إِنَّكُمْ مَعْشَرَ الْعَرَبِ لَنْ تَزَالُوْا بِخَيْرٍ مَا كُنْتُمْ إِذَا هَلَكَ أَمِيْرٌ تَأَمَّرْتُمْ فِيْ آخَرَ، فَإِذَا كَانَتْ بِالسَّيْفِ كَانُوْا مُلُوْكًا يَغْضَبُوْنَ غَضَبَ الْمُلُوْكِ وَيَرْضَوْنَ رِضَا الْمُلُوْكِ.

ادریس نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے، ان سے قیس بن ابی حازم نے اور ان سے جریر بن عبداللہ بجلی ؓ نے بیان کیا کہ (یمن سے واپسی پر مدینہ آنے کے لیے) میں دریا کے راستے سے سفر کر رہا تھا۔ اس وقت یمن کے دو آدمیوں ذو کلاع اور ذو عمرو سے میری ملاقات ہوئی میں ان سے رسول اللہ ﷺ کی باتیں کرنے لگا اس پر ذو عمرو نے کہا: اگر تمہارے صاحب (یعنی حضور اکرم ﷺ) وہی ہیں جن کا ذکر تم کر رہے ہو تو ان کی وفات کو بھی تین دن گزر چکے۔ یہ دونوں میرے ساتھ ہی (مدینہ) کی طرف چل رہے تھے۔ راستے میں ہمیں مدینہ کی طرف سے آتے ہوئے کچھ سوار دکھائی دیئے، ہم نے ان سے پوچھا تو انہوں نے اس کی تصدیق کی کہ آنحضرت ﷺ وفات پا گئے ہیں۔ آپ کے خلیفہ ابوبکر ؓ منتخب ہوئے ہیں اور لوگ اب بھی سب خیریت سے ہیں۔ ان دونوں نے مجھ سے کہا کہ اپنے صاحب (ابوبکر ؓ) سے کہنا کہ ہم آئے تھے اور ان شاءاللہ پھر مدینہ آئیں گے یہ کہہ کر دونوں یمن کی طرف واپس چلے گئے۔ پھر میں نے ابوبکر ؓ کو ان کی باتوں کی اطلاع دی تو آپ نے فرمایا کہ پھر انہیں اپنے ساتھ لائے کیوں نہیں؟ بہت دنوں بعد خلافت عمری میں ذو عمرو نے ایک مرتبہ مجھ سے کہا کہ جریر! تمہارا مجھ پر احسان ہے اور تمہیں ایک بات بتاؤں گا کہ تم اہل عرب اس وقت تک خیر و بھلائی کیساتھ رہو گے جب تک تمہارا طرز عمل یہ ہوگا کہ جب تمہارا کوئی امیر وفات پا جائے گا تو تم اپنا کوئی دوسرا امیر منتخب کر لیا کرو گے۔ لیکن جب (امارت کے لیے) تلوار تک بات پہنچ جائے تو تمہارے امیر بادشاہ بن جائیں گے۔ بادشاہوں کی طرح غصہ ہوا کریں گے اور انہی کی طرح خوش ہوا کریں گے۔

تشریح: حضرت جریر بن عبداللہ بجلی ؓ کا یہ سفر یمن میں دعوت اسلام کے لیے تھا۔ ذوالخلصہ کے ڈھانے کا سفر دوسرا ہے۔ راستہ میں ذوعمر آپ کو ملا اور اس نے وفات نبوی کی خبر سنائی جس پر تین دن گزر چکے تھے۔ ذوعمرو کو یہ خبر کسی ذریعہ سے مل چکی ہوگی۔

دیوبندی ترجمہ بخاری میں یہاں وفات نبوی پر تین سال گزرنے کا ذکر لکھا گیا ہے۔ جو عقلا بھی بالکل غلط ہے۔ اس لیے کہ تین سال تو خلافت صدیقی کی مدت بھی نہیں ہے۔ حضرت مولانا وحید الزماں نے تین دن کا ترجمہ کیا ہے، وہی ہم نے نقل کیا ہے اور یہی صحیح ہے۔

ذوعمرو کی آخری نصیحت جو یہاں مذکور ہے وہ بالکل ٹھیک ثابت ہوئی۔ خلفائے راشدین کے زمانے تک خلافت مسلمانوں کے مشورے اور صلاح سے ہوتی رہی۔ اس دور کے بعد کسریٰ اور قیصر کی طرح لوگ طاقت کے بل پر بادشاہ بننے لگے اور مسلمانوں کا شیرازہ منتشر ہو گیا۔ حضرت امیر معاویہ ؓ نے جب خلافت یزید کا اعلان کیا تو کئی بابصیرت مسلمانوں نے صاف کہہ دیا تھا کہ آپ سنت رسول ﷺ کو چھوڑ کر اب کسریٰ اور قیصر کی

سنت کو زندہ کر رہے ہیں۔ بہر حال اسلامی خلافت کی بنیاد امرھم شوریٰ بینھم پر ہے جس کو ترقی دے کر آج کی جمہوریت لائی گئی ہے۔ اگرچہ اس میں بہت سی خرابیاں ہیں، تاہم شوریٰ کی ایک ادنیٰ جھلک ہے۔

بَابُ غَزْوَةِ سِيفِ الْبَحْرِ

باب: غزوۂ سیف البحر کا بیان

وَهُمْ يَتَلَقَّوْنَ عِيْرًا لِقُرَيْشٍ وَأَمِيْرُهُمْ أَبُو عُبَيْدَةَ.

یہ دستہ قریش کے قافلہ تجارت کی گھات میں تھا۔ اس کے سردار ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ تھے۔

تشریح: اس میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ یہ واقعہ رجب سنہ ۸ھ کا ہے۔ مگر ان دنوں قریش سے صلح تھی۔ اس لیے بعض نے کہا کہ یہ غزوہ جہینہ کی قوم سے ہوا تھا جو سمندر کے متصل رہتی تھی۔ یہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔

٤٣٦٠۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّهُ قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْثًا قِبَلَ السَّاحِلِ وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ وَهُمْ ثَلَاثُمِائَةٍ، فَخَرَجْنَا وَكُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ فَنِيَ الزَّادُ فَأَمَرَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بِأَزْوَادِ الْجَيْشِ، فَجُمِعَ فَكَانَ مِزْوَدَيْ تَمْرٍ، فَكَانَ يَقُوْتُنَا كُلَّ يَوْمٍ قَلِيْلٌ قَلِيْلٌ حَتَّى فَنِيَ، فَلَمْ يَكُنْ يُصِيْبُنَا إِلَّا تَمْرَةٌ تَمْرَةٌ فَقُلْتُ: مَا تُغْنِيْ عَنْكُمْ تَمْرَةٌ؟ فَقَالَ: وَاللّٰهِ! لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حِيْنَ فَنِيَتْ. ثُمَّ انْتَهَيْنَا إِلَى الْبَحْرِ، فَإِذَا حُوْتٌ مِثْلُ الظَّرِبِ فَأَكَلَ مِنْهَا الْقَوْمُ ثَمَانَ عَشْرَةَ لَيْلَةً، ثُمَّ أَمَرَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بِضِلَعَيْنِ مِنْ أَضْلَاعِهِ فَنُصِبَا، ثُمَّ أَمَرَ بِرَاحِلَةٍ فَرُحِلَتْ ثُمَّ مَرَّتْ تَحْتَهُمَا فَلَمْ تُصِبْهُمَا. [راجع: ٢٤٨٣]

(۴۳۶۰) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، ان سے وہیب بن کیسان نے بیان کیا اور ان سے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ساحل سمندر کی طرف ایک لشکر بھیجا، اور اس کا امیر ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بنایا۔ اس میں تین سو آدمی شریک تھے۔ خیر ہم مدینہ سے روانہ ہوئے اور ابھی راستے ہی میں تھے کہ راشن ختم ہو گیا، جو کچھ بچ رہا تھا وہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے جمع کیا گیا تو دو تھیلے کھجوروں کے جمع ہو گئے۔ اب ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ہمیں روزانہ تھوڑا تھوڑا اسی میں سے کھانے کو دیتے رہے۔ آخر جب یہ بھی ختم کے قریب پر پہنچ گیا تو ہمارے حصے میں صرف ایک ایک کھجور آتی تھی۔ وہب نے کہا میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ایک کھجور سے کیا ہوتا رہا ہوگا؟ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا وہ ایک کھجور ہی غنیمت تھی۔ جب وہ بھی نہ رہی تو ہم کو اس کی قدر معلوم ہوئی تھی، آخر ہم سمندر کے کنارے پہنچ گئے۔ وہاں کیا دیکھتے ہیں بڑے ٹیلے کی طرح ایک مچھلی نکل کر پڑی ہے۔ اس مچھلی کو سارا لشکر اٹھارہ راتوں تک کھاتا رہا۔ بعد میں ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے اس کی پسلی کی دو ہڈیاں کھڑی کی گئیں وہ اتنی اونچی تھیں کہ اونٹ پر کجاوہ کسا گیا وہ ان کے تلے سے نکل گیا اور ہڈیوں کو بالکل نہیں لگا۔

تشریح: اللہ نے اس طرح اپنے پیارے مجاہدین بندوں کے رزق کا سامان مہیا فرمایا۔ سچ ہے ﴿وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ (۶۵/ الطارق: ۳)

٤٣٦١۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: الَّذِيْ حَفِظْنَاهُ مِنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ

(۴۳۶۱) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم نے عمرو بن دینار سے جو یاد کیا وہ یہ ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہمیں رسول

عَبْدَاللّٰهِ، يَقُوْلُ: بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَمِائَةِ رَاكِبٍ أَمِيْرُنَا أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ نَرْصُدُ عِيْرَ قُرَيْشٍ، فَأَقَمْنَا بِالسَّاحِلِ نِصْفَ شَهْرٍ فَأَصَابَنَا جُوْعٌ شَدِيْدٌ حَتّٰى أَكَلْنَا الْخَبَطَ، فَسُمِّيَ ذٰلِكَ الْجَيْشُ جَيْشَ الْخَبَطِ، فَأَلْقَى لَنَا الْبَحْرُ دَابَّةً يُقَالُ لَهَا: الْعَنْبَرُ، فَأَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ وَادَّهَنَّا مِنْ وَدَكِهِ حَتّٰى ثَابَتْ إِلَيْنَا أَجْسَامُنَا، فَأَخَذَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ ضِلَعًا مِنْ أَعْضَائِهِ فَنَصَبَهُ فَعَمَدَ إِلَى أَطْوَلِ رَجُلٍ مَعَهُ. قَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً: ضِلَعًا مِنْ أَضْلَاعِهِ فَنَصَبَهُ وَأَخَذَ رَجُلًا وَبَعِيْرًا۔ فَمَرَّ تَحْتَهُ قَالَ جَابِرٌ: وَكَانَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ نَحَرَ ثَلَاثَ جَزَائِرَ، ثُمَّ نَحَرَ ثَلَاثَ جَزَائِرَ، ثُمَّ نَحَرَ ثَلَاثَ جَزَائِرَ، ثُمَّ إِنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ نَهَاهُ. وَكَانَ عَمْرٌو يَقُوْلُ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ صَالِحٍ، أَنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ قَالَ لِأَبِيْهِ: كُنْتُ فِي الْجَيْشِ فَجَاعُوْا. قَالَ: انْحَرْ. قَالَ: نَحَرْتُ. قَالَ: ثُمَّ جَاعُوْا قَالَ: انْحَرْ. قَالَ: نَحَرْتُ. ثُمَّ جَاعُوْا قَالَ: انْحَرْ. قَالَ: نَحَرْتُ. قَالَ: ثُمَّ جَاعُوْا قَالَ: انْحَرْ. قَالَ: نُهِيْتُ. [راجع: ٢٤٨٣] [مسلم: ٤٩٩٩، ٥٠٠٠؛ نسائي: ٤٣٦٣]

اللہ ﷺ نے تین سو سواروں کے ساتھ بھیجا اور ہمارا امیر ابو عبیدہ بن جراح ؓ کو بنایا۔ تاکہ ہم قریش کے قافلہ تجارت کی تلاش میں رہیں۔ ساحل سمندر پر ہم پندرہ دن تک پڑاؤ ڈالے رہے۔ ہمیں (اس سفر میں) بڑی سخت بھوک اور فاقے کا سامنا کرنا پڑا، یہاں تک نوبت پہنچی کہ ہم نے ببول کے پتے کھا کر وقت گزارا۔ اسی لیے اس فوج کا لقب پتوں کی فوج ہوگیا۔ پھر اتفاق سے سمندر نے ہمارے لیے ایک مچھلی جیسا جانور ساحل پر پھینک دیا، اس کا نام عنبر تھا، ہم نے اس کو پندرہ دن تک کھایا اور اس کی چربی کو تیل کے طور پر (اپنے جسموں پر) ملا۔ اس سے ہمارے بدن کی طاقت وقوت پھر لوٹ آئی۔ بعد میں ابو عبیدہ ؓ نے اس کی ایک پسلی نکال کر کھڑی کروائی اور جو لشکر میں سب سے لمبے آدمی تھے، انہیں اس کے نیچے سے گزارا۔ سفیان بن عیینہ نے ایک مرتبہ اس طرح بیان کیا کہ ایک پسلی نکال کر کھڑی کر دی اور ایک شخص کو اونٹ پر سوار کرایا وہ اس کے نیچے سے نکل گیا۔ جابر ؓ نے بیان کیا کہ لشکر کے ایک آدمی نے پہلے تین اونٹ ذبح کئے، پھر تین اونٹ ذبح کئے اور جب تیسری مرتبہ تین اونٹ ذبح کئے تو ابو عبیدہ ؓ نے انہیں روک دیا کیونکہ اگر سب اونٹ ذبح کر دیئے جاتے تو سفر کیسے ہوتا اور عمرو بن دینار نے بیان کیا کہ ہم کو ابو صالح ذکوان نے خبر دی کہ قیس بن سعد ؓ نے (واپس آ کر) اپنے والد (سعد بن عبادہ ؓ) سے کہا کہ میں بھی لشکر میں تھا جب لوگوں کو بھوک لگی تو ابو عبیدہ ؓ نے کہا کہ اونٹ ذبح کرو، قیس بن سعد ؓ نے بیان کیا کہ میں نے ذبح کر دیا کہا کہ پھر بھوکے ہوئے تو انہوں نے کہا کہ اونٹ ذبح کرو، میں نے ذبح کیا، بیان کیا کہ جب پھر بھوکے ہوئے تو کہا کہ اونٹ ذبح کرو، میں نے ذبح کیا، پھر بھوکے ہوئے تو کہا کہ اونٹ ذبح کرو، پھر قیس ؓ نے بیان کیا کہ اس مرتبہ مجھے امیر لشکر کی طرف سے منع کر دیا گیا۔

تشریح: بعد میں یہ سوچا گیا کہ اگر اونٹ سارے اس طرح ذبح کر دیئے گئے تو پھر سفر کیسے ہوگا۔ لہٰذا اونٹوں کا ذبح بند کر دیا گیا مگر اللہ نے مچھلی کے ذریعہ لشکر کی خوراک کا انتظام کر دیا۔ ﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ﴾ (۵۷/ الحدید:۲۱)

٤٢٦٢- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرٌو، أَنَّهُ

(۴۳۶۲) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے بیان کیا، انہیں عمرو بن دینار نے

سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ: غَزَوْنَا جَيْشَ الْخَبَطِ وَأُمِّرَ عَلَيْنَا أَبُوْ عُبَيْدَةَ، فَجُعْنَا جُوْعًا شَدِيْدًا فَأَلْقَى الْبَحْرُ حُوْتًا مَيِّتًا، لَمْ نَرَ مِثْلَهُ، يُقَالُ لَهُ: الْعَنْبَرُ، فَأَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ، فَأَخَذَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ عَظْمًا مِنْ عِظَامِهِ فَمَرَّ الرَّاكِبُ تَحْتَهُ. فَأَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ: أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ: قَالَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ: كُلُوْا. فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ ذَكَرْنَا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((كُلُوْا رِزْقًا أَخْرَجَهُ اللَّهُ، أَطْعِمُوْنَا إِنْ كَانَ مَعَكُمْ)). فَأَتَاهُ بَعْضُهُمْ فَأَكَلَهُ. [راجع: ٢٤٨٣]

خبر دی اور انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری ؓ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم پتوں کی فوج میں شریک تھے۔ ابو عبیدہ ؓ ہمارے امیر تھے۔ پھر ہمیں شدت سے بھوک لگی، آخر سمندر نے ایک ایسی مردہ مچھلی باہر پھینکی کہ ہم نے ویسی مچھلی پہلے نہیں دیکھی تھی۔ اسے عنبر کہتے تھے۔ وہ مچھلی ہم نے پندرہ دن تک کھائی۔ پھر ابو عبیدہ ؓ نے اس کی ہڈی کھڑی کروادی تو اونٹ کا سوار اس کے نیچے سے گزر گیا۔ (ابن جریج نے بیان کیا کہ) پھر مجھے ابو الزبیر نے خبر دی اور انہوں نے جابر ؓ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ابو عبیدہ ؓ نے کہا اس مچھلی کو کھاؤ، پھر جب ہم مدینہ لوٹ کر آئے تو ہم نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا، آپ نے فرمایا: ”وہ روزی کھاؤ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے بھیجی ہے۔ اگر تمہارے پاس اس میں سے کچھ بچی ہو تو مجھے بھی کھلاؤ۔“ چنانچہ ایک آدمی نے اس کا گوشت لا کر آپ کی خدمت میں پیش کیا اور آپ نے بھی اسے تناول فرمایا۔

تشریح: اس حدیث سے یہ نکلا کہ سمندر کی مردہ مچھلی کا کھانا درست ہے اور حنفیہ نے جو تاویل کی ہے کہ لشکر والے مضطر تھے ان کے لیے درست تھی وہ تاویل اس روایت سے غلط ٹھہرتی ہے چونکہ یہاں اس مچھلی کا گوشت نبی کریم ﷺ کا بھی کھانا مذکور ہے جو یقیناً مضطر نہیں تھے۔

بَابُ حَجِّ أَبِيْ بَكْرٍ بِالنَّاسِ فِيْ سَنَةِ تِسْعٍ

باب: ابو بکر ؓ کا لوگوں کے ساتھ سنہ ۹ ھ میں حج کرنا

٤٣٦٣۔ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو الرَّبِيْعِ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ بَعَثَهُ فِي الْحَجَّةِ الَّتِيْ أَمَّرَهُ النَّبِيُّ ﷺ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَوْمَ النَّحْرِ فِيْ رَهْطٍ يُؤَذِّنُ فِي النَّاسِ: لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوْفَنَّ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ. [أطرافه في: ٣٦٩]

(۴۳۶۳) مجھ سے سلیمان بن داؤد ابو الربیع نے بیان کیا، کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے بیان کیا کہ ان سے زہری نے، ان سے حمید بن عبدالرحمٰن نے اور ان سے ابو ہریرہ ؓ نے کہ نبی کریم ﷺ نے ابو بکر ؓ کو حجۃ الوداع سے پہلے جس حج کا امیر بنا کر بھیجا تھا، اس میں ابو بکر ؓ نے مجھے کئی آدمیوں کے ساتھ قربانی کے دن (منیٰ) میں یہ اعلان کرنے کے لیے بھیجا تھا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک (بیت اللہ) کا حج کرنے نہ آئے اور نہ کوئی شخص بیت اللہ کا طواف ننگے ہو کر کرے۔

تشریح: یہ واقعہ سنہ ۹ ھ کا ہے۔ سنہ ۱۰ھ میں تو حجۃ الوداع ہوا۔ حضرت ابو بکر صدیق ؓ ماہ ذی القعدہ سنہ ۹ ھ میں مدینہ سے نکلے تھے۔ ان کے ساتھ تین سو اصحاب تھے اور نبی کریم ﷺ نے بیس اونٹ ان کے ساتھ بھیجے تھے۔ اس حج میں حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے یہ سرکاری اعلان فرمایا جو روایت میں مذکور ہے کہ آیندہ سال سے کعبہ مشرکین سے بالکل پاک ہو گیا اور ننگ دھڑنگ ہو کر حج کرنے کی باطل رسم بھی ختم ہو گئی، جو عرصہ سے جاری تھی۔

٤٣٦٤ـ حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: آخِرُ سُورَةٍ نَزَلَتْ كَامِلَةً: سُورَةُ بَرَاءَةَ، وَآخِرُ سُورَةٍ نَزَلَتْ خَاتِمَةُ سُورَةِ النِّسَاءِ: ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾

(۴۳۶۴) مجھ سے عبداللہ بن رجاء نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے بیان کیا اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ سب سے آخری سورت جو پوری اتری وہ سورۂ براءت (توبہ) تھی اور آخری آیت جو اتری وہ سورۂ نساء کی یہ آیت ہے: ﴿ویستفتونك قل الله یفتیكم فی الكلالة﴾۔

[النساء: ١٧٦] [راجع: ٤٦٠٥، ٤٦٥٤، ٦٧٤٤]

تشریح: مسائل میراث سے متعلق آخری آیت مراد ہے ورنہ نبی کریم ﷺ کی وفات سے چند دن قبل آخری آیت نازل ہوئی وہ آیت: ﴿وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللّٰهِ﴾ (۲/البقرۃ:۲۸۱) والی ہے۔

بَابُ وَفْدِ بَنِي تَمِيمٍ

باب: بنی تمیم کے وفد کا بیان

تشریح: یہ سنہ ۸ھ کے آخر میں آئے تھے۔ جب نبی کریم ﷺ جعرانہ سے واپس لوٹ کر آئے تھے۔ ان ایلچیوں میں عطارد، اقرع، زبرقان، عمرو، خباب، نعیم، قیس اور عیینہ بن حصن تھے۔

٤٣٦٥ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي صَخْرَةَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ الْمَازِنِيِّ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ: أَتَى نَفَرٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((اقْبَلُوا الْبُشْرَى يَا بَنِي تَمِيمٍ)). قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَدْ بَشَّرْتَنَا فَأَعْطِنَا. فَرِيءَ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ فَجَاءَ نَفَرٌ مِنَ الْيَمَنِ فَقَالَ: ((اقْبَلُوا الْبُشْرَى إِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُو تَمِيمٍ)). قَالُوا: قَدْ قَبِلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! [راجع: ٣١٩٠]

(۴۳۶۵) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابوصخرہ نے، ان سے صفوان بن محرز مازنی نے اور ان سے عمران بن حصین نے بیان کیا کہ بنوتمیم کے چند لوگوں کا (ایک وفد) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ان سے فرمایا: ''اے بنوتمیم! بشارت قبول کرو۔'' وہ کہنے لگے کہ بشارت تو آپ ہمیں دے چکے، کچھ مال بھی دیجئے۔ ان کے اس جواب پر حضور اکرم ﷺ کے چہرۂ مبارک پر ناگواری کا اثر دیکھا گیا، پھر یمن کے چند لوگوں کا ایک (وفد) آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ان سے فرمایا: ''بنوتمیم نے بشارت نہیں قبول کی، تم قبول کرلو۔'' انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم کو بشارت قبول ہے۔

تشریح: نبی کریم ﷺ کی ناراضگی کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے جنت کی دائمی نعمتوں کی بشارت کو قبول نہ کیا اور دنیائے فانی کے طالب ہوئے۔ حالانکہ وہ اگر بشارت نبوی ﷺ کو قبول کرلیتے تو کچھ نہ کچھ دنیا بھی مل ہی جاتی مگر "خسر الدنیا والاخرۃ" کے مصداق ہوئے، یمن کی خوش قسمتی ہے کہ وہاں والوں نے بشارت نبوی ﷺ کو قبول کیا۔ اس سے یمن کی فضیلت بھی ثابت ہوئی، مگر آج کل کی خانہ جنگی نے یمن کو داغدار کردیا ہے۔ "اللھم الف بین قلوب المسلمین۔" آمین۔ بنوتمیم سارے ہی ایسے نہ تھے یہ چند لوگ تھے جن سے یہ غلطی ہوئی باقی بنوتمیم کے فضائل بھی ہیں جیسا کہ آگے ذکر آرہا ہے۔

بَابٌ

باب

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: غَزْوَةُ عُيَيْنَةَ بْنِ حِصْنِ بْنِ

محمد بن اسحاق نے کہا کہ عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر کو رسول اللہ ﷺ

حُذَيْفَةَ بْنِ بَدْرٍ بَنِي الْعَنْبَرِ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ بَعَثَهُ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْهِمْ فَأَغَارَ وَأَصَابَ مِنْهُمْ نَاسًا وَسَبَى مِنْهُمْ نِسَاءً.

نے بنی تمیم کی شاخ بنو عنبر کی طرف بھیجا تھا، اس نے ان کو لوٹا اور کئی آدمیوں کو قتل کیا اور ان کی کئی عورتوں کو قید کیا۔

تشریح: اس لڑائی کا سبب یہ تھا کہ بنی عنبر نے خزاعہ کی قوم پر زیادتی کی۔ آپ ﷺ نے عیینہ کو پچاس آدمیوں کے ساتھ ان پر بھیجا۔ کوئی انصاری یا مہاجر اس لڑائی میں شریک نہ تھا۔ کہتے ہیں عیینہ نے اس تھوڑی سی فوج سے بنی عنبر کی گیارہ عورتوں کو اور گیارہ مردوں کو اور تیس بچوں کو قیدی بنالیا۔

٤٣٦٦ـ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: لَا أَزَالُ أُحِبُّ بَنِي تَمِيمٍ بَعْدَ ثَلَاثٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَقُولُهَا فِيهِ: ((هُمْ أَشَدُّ أُمَّتِي عَلَى الدَّجَّالِ)). وَكَانَتْ فِيهِمْ سَبِيَّةٌ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَ: ((أَعْتِقِيهَا فَإِنَّهَا مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ)). وَجَاءَتْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ: ((هَذِهِ صَدَقَاتُ قَوْمٍ، أَوْ قَوْمِي)). [راجع: ٢٥٤٣]

(۴۳۶۶) مجھ سے زہیر بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے بیان کیا، ان سے عمارہ بن قعقاع نے، ان سے ابو زرعہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں اس وقت سے ہمیشہ بنو تمیم سے محبت رکھتا ہوں جب سے نبی کریم ﷺ کی زبانی ان کی تین خوبیاں میں نے سنی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے متعلق فرمایا تھا کہ ”بنو تمیم دجال کے حق میں میری امت کے سب سے زیادہ سخت لوگ ثابت ہوں گے۔“ اور بنو تمیم کی ایک قیدی خاتون عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”اسے آزاد کردو کیونکہ یہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے۔“ اور ان کے یہاں سے زکوٰۃ وصول ہو کر آئی تو آپ نے فرمایا: ”یہ ایک قوم کی یا (یہ فرمایا کہ) یہ میری قوم کی زکوٰۃ ہے۔“

تشریح: کیونکہ بنو تمیم الیاس بن مضر میں جا کر نبی کریم ﷺ سے مل جاتے ہیں۔

٤٣٦٧ـ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ، أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَهُمْ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، أَنَّ عَبْدَاللَّهِ ابْنَ الزُّبَيْرِ، أَخْبَرَهُمْ أَنَّهُ، قَدِمَ رَكْبٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَمِّرِ الْقَعْقَاعَ بْنَ مَعْبَدِ بْنِ زُرَارَةَ. قَالَ عُمَرُ: بَلْ أَمِّرِ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ. قَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا أَرَدْتَ إِلَّا خِلَافِي. قَالَ عُمَرُ: مَا أَرَدْتُ خِلَافَكَ. فَتَمَارَيَا حَتَّى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا فَنَزَلَ فِي ذَلِكَ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ حَتَّى

(۴۳۶۷) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، انہیں ابن جریج نے خبر دی، انہیں ابن ابی ملیکہ نے اور انہیں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ بنو تمیم کے چند سوار نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ آپ ہمارا کوئی امیر منتخب کر دیجئے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قعقاع بن معبد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کو امیر منتخب کر دیجئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! بلکہ آپ اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر منتخب فرما دیجئے۔ اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تمہارا مقصد صرف مجھ سے اختلاف کرنا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں میری غرض مخالفت کی نہیں ہے۔ دونوں اتنا جھگڑے کہ آواز بلند ہو گئی۔ اسی پر سورہ حجرات کی یہ آیت نازل ہوئی: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ آخر آیت تک۔

انْقَضَتْ. [أطرافه في: ٤٨٤٥، ٤٨٤٧، ٧٣٠٢] [ترمذي: ٣٢٦٦؛ نسائي: ٥٢٦، ٥٤٠١]

تشریح: ایک خطرناک غلطی: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے جواب میں کہا ما اردت خلافك میرا ارادہ آپ کی مخالفت کرنا نہیں ہے صرف بطور مشورہ و مصلحت یہ میں نے عرض کیا ہے۔ اس کا ترجمہ، صاحب تفہیم البخاری نے یوں کیا ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ٹھیک ہے میرا مقصد صرف تمہاری رائے سے اختلاف کرنا ہی ہے۔ یہ ایسا خطرناک ترجمہ ہے کہ حضرات شیخین کی شان اقدس میں اس سے بڑا دھبہ لگتا ہے جبکہ حضرات شیخین میں باہمی طور پر بہت ہی خلوص تھا۔ اگر کبھی کوئی موقع باہمی اختلافات کا آ بھی گیا تو وہ اس کو فوراً رفع دفع کرلیا کرتے تھے۔ خاص طور پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی حال تھا۔

بَابُ وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ

باب: وفد عبدالقیس کا بیان

تشریح: عبدالقیس ایک مشہور قبیلہ تھا جو بحرین میں رہتا تھا۔ سب سے پہلے مدینہ منورہ کے بعد ایک گاؤں میں وہیں جمعہ کی نماز قائم کی گئی جس گاؤں کا نام جواثی تھا۔ مزید تفصیل آگے ملاحظہ ہو۔

٤٣٦٨ـ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا قُرَّةُ، عَنْ أَبِي جَمْرَةَ، قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: إِنَّ لِي جَرَّةً تُنْتَبَذُ لِيْ نَبِيْذًا، فَأَشْرَبُهُ حُلْوًا فِيْ جَرٍّ إِنْ أَكْثَرْتُ مِنْهُ، فَجَالَسْتُ الْقَوْمَ، فَأَطَلْتُ الْجُلُوْسَ خَشِيْتُ أَنْ أَفْتَضِحَ فَقَالَ: قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامَى)). فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! إِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ مُضَرَ، وَإِنَّا لَا نَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِيْ أَشْهُرِ الْحُرُمِ، حَدِّثْنَا بِجُمَلٍ مِنَ الْأَمْرِ، إِنْ عَمِلْنَا بِهِ دَخَلْنَا الْجَنَّةَ، وَنَدْعُوْ بِهِ مَنْ وَرَائَنَا. قَالَ: ((آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ، وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ الْإِيْمَانِ بِاللَّهِ، وَهَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْإِيْمَانُ بِاللَّهِ؟ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَإِقَامُ الصَّلَاةِ، وَإِيْتَاءُ الزَّكَاةِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ، وَأَنْ تُعْطُوْا مِنَ الْمَغَانِمِ الْخُمُسَ، وَأَنْهَاكُمْ عَنْ

(٤٣٦٨) مجھ سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو ابوعامر عقدی نے خبر دی، کہا ہم سے قرہ بن خالد نے بیان کیا، ان سے ابوجمرہ نے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ میرے پاس ایک گھڑا ہے جس میں میرے لیے نبیذ یعنی کھجور کا شربت بنایا جاتا ہے۔ میں وہ میٹھے رہنے تک پیا کرتا ہوں۔ بعض وقت بہت پی لیتا ہوں اور لوگوں کے پاس دیر تک بیٹھا رہتا ہوں تو ڈرتا ہوں کہ کہیں رسوائی نہ ہو۔ (لوگ کہنے لگیں کہ یہ نشہ باز ہے) اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قبیلہ عبدالقیس کا وفد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: ''اچھے آئے نہ ذلیل ہوئے نہ شرمندہ'' (خوشی سے مسلمان ہوگئے نہ ہوتے تو ذلت اور شرمندگی حاصل ہوتی) انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے اور آپکے درمیان مشرکین کے قبائل پڑتے ہیں۔ اس لیے ہم آپکی خدمت میں صرف حرمت والے مہینوں میں ہی حاضر ہوسکتے ہیں۔ آپ ہمیں وہ احکام وہدایات سنا دیں کہ اگر ہم ان پر عمل کرتے رہیں تو جنت میں داخل ہوں اور جو لوگ ہمارے ساتھ نہیں آسکے ہیں انہیں بھی وہ ہدایات پہنچا دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں تمہیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے روکتا ہوں۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں اللہ پر ایمان لانے کا، تمہیں معلوم ہے اللہ پر ایمان لانا کسے کہتے ہیں؟ اسکی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، نماز قائم کرنے کا، زکوٰۃ دینے،

أَرْبَعٍ: مَا انْتُبِذَ فِي الدُّبَّاءِ، وَالنَّقِيرِ، وَالْحَنْتَمِ، وَالْمُزَفَّتِ)). [راجع: ٥٣]

رمضان کے روزے رکھنے اور مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ (بیت المال کو) ادا کرنے کا حکم دیتا ہوں اور میں تمہیں چار چیزوں سے روکتا ہوں: کدو کے تونبے میں اور کریدی ہوئی لکڑی کے برتن میں اور سبز لاکھی برتن میں اور روغنی برتن میں نبیذ بھگونے سے منع کرتا ہوں۔"

تشریح: یہ ایلچی دو بار آئے تھے۔ پہلی بار بارہ تیرہ آدمی تھے اور دوسری بار میں چالیس تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے پہنچنے سے پہلے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ان کے آنے کی خوشخبری بذریعہ وحی سنادی تھی۔ ان برتنوں سے اس لیے منع فرمایا کہ ان میں نبیذ کو ڈالا جاتا اور وہ جلد سڑ کر شراب بن جایا کرتی تھی۔ اس سے شراب کی انتہائی برائی ثابت ہوئی کہ اس کے برتن بھی گھروں میں نہ رکھے جائیں۔ افسوس ان مسلمانوں پر جو شراب پیتے بلکہ اس کا دھندا کرتے ہیں۔ اللہ ان کو توبہ کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

٤٣٦٩۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي جَمْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُولُ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا هَذَا الْحَيَّ مِنْ رَبِيعَةَ، وَقَدْ حَالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ، فَلَسْنَا نَخْلُصُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي شَهْرٍ حَرَامٍ، فَمُرْنَا بِأَشْيَاءَ نَأْخُذُ بِهَا وَنَدْعُو إِلَيْهَا مَنْ وَرَائَنَا. قَالَ: ((آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ: الْإِيْمَانِ بِاللَّهِ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔ وَعَقَدَ وَاحِدَةً۔ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ، وَأَنْ تُؤَدُّوا لِلَّهِ خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ، وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ، وَالنَّقِيرِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ)). [راجع: ٥٣]

(۴۳۶۹) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ابو جمرہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا کہ وہ بیان کرتے تھے کہ جب قبیلہ عبدالقیس کا وفد نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم قبیلہ ربیعہ کی ایک شاخ ہیں اور ہمارے اور آپ کے درمیان کفار مضر کے قبائل پڑتے ہیں۔ ہم حضور ﷺ کی خدمت میں صرف حرمت والے مہینوں میں ہی حاضر ہو سکتے ہیں۔ اس لیے آپ چند ایسی باتیں بتلا دیجئے کہ ہم بھی ان پر عمل کریں اور جو لوگ ہمارے ساتھ نہیں آ سکے ہیں، انہیں بھی اس کی دعوت دیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "میں تمہیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے روکتا ہوں (میں تمہیں حکم دیتا ہوں) اللہ پر ایمان لانے کا یعنی اس کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، پھر آپ نے (اپنی انگلی سے) ایک اشارہ کیا، اور نماز قائم کرنے کا، زکوٰۃ دینے کا اور اس کا مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ (بیت المال کو) ادا کرتے رہنا اور میں تمہیں دباء، نقیر، مزفت اور حنتم کے برتنوں کے استعمال سے روکتا ہوں۔"

٤٣٧٠۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرٌو، ح: قَالَ أَبُو عَبْدِاللَّهِ: وَقَالَ بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ بُكَيْرٍ: أَنَّ كُرَيْبًا، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ

(۴۳۷۰) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے، کہا مجھ کو عمرو بن حارث نے خبر دی اور بکر بن مضر نے یوں بیان کیا کہ عبداللہ بن وہب نے عمرو بن حارث سے روایت کیا، ان سے بکیر نے اور ان سے کریب (ابن عباس کے غلام) نے بیان کیا کہ ابن عباس، عبدالرحمٰن بن ازہر اور مسور بن مخرمہ نے انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا اور کہا

وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَزْهَرَ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَرْسَلُوْا إِلٰى عَائِشَةَ فَقَالُوْا: اقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنَّا جَمِيْعًا، وَسَلْهَا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ، وَإِنَّا أُخْبِرْنَا أَنَّكِ تُصَلِّيْهِمَا، وَقَدْ بَلَغَنَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْهَا، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَكُنْتُ أَضْرِبُ مَعَ عُمَرَ النَّاسَ عَنْهُمَا. قَالَ كُرَيْبٌ: فَدَخَلْتُ عَلَيْهَا، وَبَلَّغْتُهَا مَا أَرْسَلُوْنِيْ، فَقَالَتْ: سَلْ أُمَّ سَلَمَةَ، فَأَخْبَرْتُهُمْ، فَرَدُّوْنِيْ إِلٰى أُمِّ سَلَمَةَ بِمِثْلِ مَا أَرْسَلُوْنِيْ إِلٰى عَائِشَةَ، فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَنْهٰى عَنْهُمَا، وَإِنَّهُ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيَّ وَعِنْدِيْ نِسْوَةٌ مِنْ بَنِيْ حَرَامٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَصَلَّاهُمَا، فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ الْخَادِمَ فَقُلْتُ: قُوْمِيْ إِلٰى جَنْبِهِ فَقُوْلِيْ: تَقُوْلُ أُمُّ سَلَمَةَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلَمْ أَسْمَعْكَ تَنْهٰى عَنْ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ فَأَرَاكَ تُصَلِّيْهِمَا؟ فَإِنْ أَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَأْخِرِيْ. فَفَعَلَتِ الْجَارِيَةُ، فَأَشَارَ بِيَدِهِ، فَاسْتَأْخَرَتْ عَنْهُ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ((يَا بِنْتَ أَبِيْ أُمَيَّةَ، سَأَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ، إِنَّهُ أَتَانِيْ أُنَاسٌ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ بِالْإِسْلَامِ مِنْ قَوْمِهِمْ، فَشَغَلُوْنِيْ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ، فَهُمَا هَاتَانِ)). [راجع: ۱۲۳۳]

کہ ام المومنین سے ہمارا سب کا سلام کہنا اور عصر کے بعد دو رکعتوں کے متعلق ان سے پوچھنا اور یہ کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ انہیں پڑھتی ہیں اور ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں پڑھنے سے روکا تھا۔ ابن عباس نے کہا کہ میں نے ان دو رکعتوں کے پڑھنے پر عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ (ان کے دور خلافت میں) لوگوں کو مارا کرتا تھا۔ کریب نے بیان کیا کہ پھر میں ام المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کا پیغام پہنچایا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اس کے متعلق ام سلمہ سے پوچھو، میں نے ان حضرات کو آ کر اس کی اطلاع دی تو انہوں نے مجھ کو ام سلمہ کی خدمت میں بھیجا، وہ باتیں پوچھنے کے لیے جو عائشہ سے انہوں نے پچھوائی تھیں۔ ام سلمہ نے فرمایا کہ میں نے خود بھی رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ عصر کے بعد دو رکعتوں سے منع کرتے تھے لیکن ایک مرتبہ آپ نے عصر کی نماز پڑھی، پھر میرے یہاں تشریف لائے، میرے پاس اس وقت قبیلہ بنو حرام کی کچھ عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں اور آپ نے دو رکعت نماز پڑھی۔ یہ دیکھ کر میں نے خادمہ کو آپ کی خدمت میں بھیجا اور اسے ہدایت کر دی کہ حضور ﷺ کے پہلو میں کھڑی ہو جانا اور عرض کرنا کہ ام سلمہ نے پوچھا ہے: یا رسول اللہ! میں نے تو آپ سے ہی سنا تھا اور آپ نے عصر کے بعد ان دو رکعتوں کے پڑھنے سے منع کیا تھا لیکن آج میں خود آپ کو دو رکعت پڑھتے دیکھ رہی ہوں۔ اگر آنحضرت ﷺ ہاتھ سے اشارہ کریں تو پھر پیچھے ہٹ جانا۔ خادمہ نے میری ہدایت کے مطابق کیا اور حضور ﷺ نے ہاتھ سے اشارہ کیا تو وہ پیچھے ہٹ گئی۔ پھر جب فارغ ہوئے تو فرمایا: ”اے ابو امیہ کی بیٹی! عصر کے بعد کی دو رکعتوں کے متعلق تم نے سوال کیا ہے، وجہ یہ ہوئی تھی کہ قبیلہ عبد القیس کے کچھ لوگ میرے یہاں اپنی قوم کا اسلام لے کر آئے تھے اور ان کی وجہ سے ظہر کے بعد کی دو رکعتیں میں نہیں پڑھ سکا تھا یہ وہی دو رکعتیں ہیں۔“

تشریح: ترجمۃ الباب اس سے نکلتا ہے کہ آخر حدیث میں وفد عبد القیس کے آنے کا ذکر ہے۔ جس دوگانہ کا ذکر ہے یہ عصر کا دوگانہ نہ تھا بلکہ ظہر کا دوگانہ تھا۔ طحاوی رحمہ اللہ کی روایت میں یہی ہے کہ میرے پاس زکوٰۃ کے اونٹ آئے تھے، میں ان کو دیکھنے میں یہ دوگانہ پڑھنا بھول گیا تھا۔ پھر مجھے یاد آیا تو گھر آ کر ہمارے پاس ان کو پڑھ لیا۔ ابو امیہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے والد تھے۔

۴۳۷۱۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ، (۴۳۷۱) مجھ سے عبد اللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عامر

قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ عَبْدُالْمَلِكِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ أَبِيْ جَمْرَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَوَّلُ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ بَعْدَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ مَسْجِدِ عَبْدِ الْقَيْسِ بِجُوَاثَى مِنَ الْبَحْرَيْنِ.

عبدالملک نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم نے بیان کیا (یہ طہمان کے بیٹے ہیں) ان سے ابو جمرہ نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد یعنی مسجد نبوی ﷺ کے بعد سب سے پہلا جمعہ جواثی کی مسجد عبدالقیس میں قائم ہوا۔ جواثی بحرین کا ایک گاؤں تھا۔

[راجع: ۸۹۲]

تشریح: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو یہاں صرف وفد عبدالقیس کے تعارف کے سلسلہ میں لائے ہیں اور بتلایا ہے کہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے گاؤں جواثی نامی میں جمعہ قائم کیا تھا۔ یہ دوسرا جمعہ ہے جو مسجد نبوی کے بعد دنیائے اسلام میں قائم کیا گیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ گاؤں میں بھی قیام جماعت کے ساتھ قیام جمعہ جائز ہے۔ مگر صد افسوس کہ غالی علمائے احناف نے اقامت جمعہ فی القریٰ کی شدید مخالفت کی ہے۔ میرے سامنے تجلی بابت اپریل سنہ ۱۹۵۷ء کا پرچہ رکھا ہوا ہے جس کے ص ۱۹ پر حضرت مولانا سیف اللہ مبلغ دیوبند کا ذکر خیر لکھا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ دیہات میں جو جمعہ پڑھتے ہیں مجھ سے لکھا لو وہ دوزخی ہیں۔ یہ حضرت مولانا سیف اللہ صاحب ہی کا خیال نہیں بلکہ بیشتر اکابر دیوبند ایسا ہی کہتے چلے آ رہے ہیں۔ اس مسئلہ کے متعلق ہم کتاب الجمعہ میں کافی لکھ چکے ہیں۔ مزید ضرورت نہیں ہے۔ ہاں ایک زبردست حنفی عالم مترجم وشارح بخاری شریف کی تقریر یہاں نقل کر دیتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ احناف کی عائد کردہ شرائط جمعہ کا وزن کیا ہے اور گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا ناجائز۔ انصاف کے لیے یہ تقریر دل پذیر کافی وافی ہے۔

ایک معتبر حنفی عالم کی تقریر: جواثی بحرین کے متعلقات سے ایک گاؤں ہے۔ نماز جمعہ مثل اور نمازوں فریضہ کے ہے جو شروط اور نمازوں کے واسطے مثل طہارت بدن وجامہ اور سوائے اس کے مقرر ہیں وہی اس کے واسطے ہیں، سوائے مشروعیت دو خطبہ کے اور کوئی دلیل قابل استدلال ایسی ثابت نہیں ہوئی جس سے اور نمازوں سے اس کی مخالفت پائی جائے۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ اس نماز کے واسطے شروط ثابت کرنے کے واسطے مثل امام اعظم اور مصر جامع اور عدد مخصوص کی سند صحیح پائی نہیں جاتی بلکہ ان سے ثابت بھی نہیں ہوتا اگر دو شخص نماز جمعہ کی بھی پڑھ لیں تو ان کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گی اور اکیلے آدمی کا جمعہ پڑھنا ابوداؤد کی اس روایت کے خلاف ہے: "الجمعة حق وأجب على كل مسلم في جماعة۔" اور نہ نبی کریم ﷺ نے سوائے جماعت کے جمعہ پڑھا ہے اور عدد مخصوص کی بابت شوکانی نے نیل الاوطار میں لکھا ہے جیسا کہ ایک شخص کے اکیلا نماز پڑھنے کے واسطے کوئی دلیل نہیں پائی ہے۔ ایسا ہی تیس یا بیس یا نو یا سات آدمیوں کے واسطے بھی کوئی دلیل نہیں پائی گئی اور جس نے کم آدمیوں کی شرط قرار دی ہے دلیل اس کی یہ ہے، اجماع اور حدیث سے وجوب کا عدد ثابت ہے اور عدم ثبوت دلیل کا واسطے اشتراط عدد مخصوص کے اور صحت نماز دو آدمیوں کے باقی نمازوں میں اور عدم فرق درمیان جمعہ اور جماعت کے شیخ عبدالحق نے فرمایا ہے۔ عدد جمعہ کی بابت کوئی دلیل ثابت نہیں اور ایسا ہی سیوطی نے کہا ہے اور وہ روایتیں جن سے عدد مخصوص ثابت ہوتا ہے وہ سب کی سب ضعیف قابل استدلال کے ان سے کوئی نہیں اور شرط امام اعظم یعنی سلطان کی جو فقط امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے دلیل ان کی یہ ہے: "اربعة الى السلطان وفى رواية الى الائمة الجمعة والحدود والزكوة والفىء اخرجه ابن ابى شيبة۔" لیکن یہ روایت نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں بلکہ یہ چند تابعیوں کا قول ہے ان میں سے حسن بصری ہیں اور عبداللہ بن محریز اور عمر بن عبدالعزیز اور عطاء اور مسلم بن یسار، پس اس سے حجت خصم ثابت نہیں ہو سکتی اور یہ روایت جو بزار نے جابر رضی اللہ عنہ سے، طبرانی نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے اور بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان لفظوں سے: "ان الله افترض عليكم الجمعة فى شهركم هذا فمن تركها وله امام عادل او جابر......الحديث۔" نکالی ہے اضعف ہے بلکہ موضوع اور ابن ماجہ سے جو روایت میں وله امام عادل اور جابر کا لفظ نہیں اور یہی لفظ محل حجت کے ہے۔ بزار کی روایت میں عبداللہ بن محمد سہمی ہے، وکیع نے کہا ہے کہ وہ وضاع ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ وہ منکر الحدیث ہے اور ابن

حبان نے کہا ہے اس سے حجت پکڑنی درست نہیں اور بیہقی کی روایت زکریا سے ہے اس کو صالح اور ابن عدی اور مغنی نے کذب اور وضع سے متہم کیا ہے۔ (فضل الباری ترجمہ صحیح بخاری ترجمہ مولانا فضل احمد شائع کردہ شرف الدین وفخر الدین حنفی المذہب لاہور درسنہ ۱۸۸۶ عیسوی پارہ نمبر ۳، ص ۳۰۱)

بَابُ وَفْدِ بَنِي حَنِيفَةَ، وَحَدِيثِ ثُمَامَةَ بْنِ أُثَالٍ

باب: وفد بنو حنیفہ اور ثمامہ بن اثال کے واقعات کا بیان

تشریح: بنوحنیفہ یمامہ کا ایک مشہور قبیلہ ہے یہ وفد سنہ ۹ھ میں آیا تھا۔ جس میں بروایت واقدی سترہ آدمی تھے اور ان میں مسیلمہ کذاب بھی تھا۔ ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ فضلائے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں، ان کا قصہ بنی حنیفہ کے قاصدوں کے آنے سے پہلے کا ہے۔

٤٣٧٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيْدُ بْنُ أَبِي سَعِيْدٍ، سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ خَيْلاً قِبَلَ نَجْدٍ، فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنِيْفَةَ يُقَالُ لَهُ: ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ، فَرَبَطُوْهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ؟)) فَقَالَ: عِنْدِيْ خَيْرٌ يَا مُحَمَّدُ! إِنْ تَقْتُلْنِيْ تَقْتُلْ ذَا دَمٍ، وَإِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلَى شَاكِرٍ، وَإِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ الْمَالَ فَسَلْ مِنْهُ مَا شِئْتَ فَتَرَكَهُ. حَتَّى كَانَ الْغَدُ ثُمَّ قَالَ لَهُ: ((مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ؟)) قَالَ: مَا قُلْتُ لَكَ: إِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلَى شَاكِرٍ. فَتَرَكَهُ حَتَّى كَانَ بَعْدَ الْغَدِ، فَقَالَ: ((مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ؟)) فَقَالَ: عِنْدِيْ مَا قُلْتُ لَكَ. فَقَالَ: ((أَطْلِقُوْا ثُمَامَةَ)) فَانْطَلَقَ إِلَى نَخْلٍ قَرِيْبٍ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللَّهِ، يَا مُحَمَّدُ! وَاللَّهِ! مَا كَانَ عَلَى الْأَرْضِ وَجْهٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ وَجْهِكَ، فَقَدْ أَصْبَحَ وَجْهُكَ أَحَبَّ الْوُجُوْهِ إِلَيَّ،

(۴۳۷۲) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سعید بن ابی سعید نے بیان کیا، انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے نجد کی طرف کچھ سوار بھیجے وہ قبیلہ بنوحنیفہ کے (سرداروں میں سے) ایک شخص ثمامہ بن اثال نامی کو پکڑ کر لائے اور مسجد نبوی کے ایک ستون سے باندھ دیا۔ نبی اکرم ﷺ گھر سے نکل کر اس کی طرف تشریف لائے اور پوچھا: ”تو کیا چاہتا ہے؟“ (میں تیرے ساتھ کیا کروں گا) انہوں نے کہا: محمد! میرے پاس خیر ہے (اس کے باوجود) اگر آپ مجھے قتل کر دیں تو آپ ایک ایسے شخص کو قتل کریں گے جو خونی ہے، اس نے جنگ میں مسلمانوں کو مارا ہے اور اگر آپ مجھ پر احسان کریں گے تو ایک ایسے شخص پر احسان کریں گے جو (احسان کرنے والے کا) شکر ادا کرتا ہے لیکن اگر آپ کو مال مطلوب ہے تو جتنا چاہیں مجھ سے مال طلب کر سکتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ وہاں سے چلے آئے، دوسرے دن آپ نے پھر پوچھا: ”ثمامہ اب تو کیا چاہتا ہے؟“ انہوں نے کہا: وہی جو میں پہلے کہہ چکا ہوں، کہ اگر آپ نے احسان کیا تو ایک ایسے شخص پر احسان کریں گے جو شکر ادا کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ پھر چلے گئے، تیسرے دن پھر آپ نے ان سے پوچھا: ”اب تو کیا چاہتا ہے ثمامہ؟“ انہوں نے کہا کہ وہی جو میں آپ سے پہلے کہہ چکا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ”ثمامہ کو چھوڑ دو“ (رسی کھول دی گئی) تو وہ مسجد نبوی ﷺ سے قریب ایک باغ میں گئے اور غسل کر کے مسجد نبوی میں حاضر ہوئے اور پڑھا ”اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ“ اور کہا اے محمد! اللہ کی قسم روئے زمین پر کوئی چہرہ آپ کے

وَاللَّهِ! مَا كَانَ مِنْ دِينٍ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ دِينِكَ، فَأَصْبَحَ دِينُكَ أَحَبَّ الدِّينِ إِلَيَّ، وَاللَّهِ! مَا كَانَ مِنْ بَلَدٍ أَبْغَضُ إِلَيَّ مِنْ بَلَدِكَ، فَأَصْبَحَ بَلَدُكَ أَحَبَّ الْبِلَادِ إِلَيَّ، وَإِنَّ خَيْلَكَ أَخَذَتْنِي وَأَنَا أُرِيْدُ الْعُمْرَةَ، فَمَاذَا تَرَى فَبَشَّرَهُ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ وَأَمَرَهُ أَنْ يَعْتَمِرَ، فَلَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ قَالَ لَهُ قَائِلٌ: صَبَوْتَ؟ قَالَ: لَا، وَلَكِنْ أَسْلَمْتُ مَعَ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ وَلَا وَاللَّهِ! لَا تَأْتِيكُمْ مِنَ الْيَمَامَةِ حَبَّةُ حِنْطَةٍ حَتَّى يَأْذَنَ فِيهَا النَّبِيُّ ﷺ. [راجع: ٤٦٢]

چہرے سے زیادہ میرے لیے برا نہیں تھا لیکن آج آپ کے چہرہ سے زیادہ مجھے کوئی چہرہ محبوب نہیں ہے۔ اللہ کی قسم! کوئی دین آپ کے دین سے زیادہ مجھے برا نہیں لگتا تھا لیکن آج آپ کا دین مجھے سب سے زیادہ پسندیدہ اور عزیز ہے۔ اللہ کی قسم! کوئی شہر آپ کے شہر سے زیادہ مجھے برا نہیں لگتا تھا لیکن آج آپ کا شہر میرا سب سے زیادہ محبوب شہر ہے۔ آپ کے سواروں نے مجھے پکڑا تو میں عمرہ کا ارادہ کر چکا تھا۔ اب آپ کا کیا حکم ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے انہیں بشارت دی اور عمرہ ادا کرنے کا حکم دیا۔ جب وہ مکہ پہنچے تو کسی نے کہا کہ وہ بے دین ہو گئے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ میں محمد ﷺ کے ساتھ ایمان لے آیا ہوں اور اللہ کی قسم! اب تمہارے یہاں یمامہ سے گیہوں کا ایک دانہ بھی اس وقت تک نہیں آئے گا جب تک نبی کریم ﷺ اجازت نہ دے دیں۔

تشریح: مکہ کے کافروں نے ثمامہ سے پوچھا تو نے اپنا دین بدل دیا؟ تو ثمامہ نے یہ جواب دیا، میں نے دین نہیں بدلا بلکہ اللہ کا تابعدار بن گیا ہوں۔ کہتے ہیں ثمامہ نے یمامہ جا کر یہ حکم دیا کہ مکہ کے کافروں کو غلہ نہ بھیجا جائے۔ آخر مکہ والوں نے مجبور ہو کر نبی کریم ﷺ کو لکھ بھیجا کہ آپ اقربا کی پرورش کرتے ہیں، صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں، ثمامہ نے ہمارا غلہ کیوں روک دیا ہے اسی وقت آپ نے ثمامہ کو اجازت دی کہ مکہ غلہ بھیجنا ہو تو ضرور بھیجو۔ **((وان تقتل تقتل ذا دم))** کا بعض نے یوں ترجمہ کیا ہے اگر آپ مجھ کو مار ڈالیں گے تو ایک ایسے شخص کو ماریں گے جس کا خون بے کار نہ جائے گا یعنی میری قوم والے میرا بدلہ لے لیں گے۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں:

"وفی قصة ثمامة من الفوائد ربط الكافر فی المسجد والمن علی الاسير الكافر وتعظيم امر العفو عن المسیء لان ثمامة اقسم آن بغضه انقلب حبا فی ساعة واحدة لما أسداه النبی ﷺ اليه من العفو والمن بغير مقابل وفيه الاغتسال عند الاسلام وان الاحسان يزيل البغض ويثبت الحب وان الكافر اذا اراد عمل خير ثم اسلم شرع له ان يستمر فی عمل ذالك الخير وفيه الملاطفة بمن يرجی علی اسلامه العدد الكثير من قومه وفيه بعث السرايا الی بلاد الكفار واسر من وجدمنهم والتخيير بعد ذالك فی قتله او الا بقاء عليه۔" (فتح الباریؒ)

یعنی ثمامہ کے قصے میں بہت سے فوائد ہیں اس سے کافر کا مسجد میں قید کرنا بھی ثابت ہوا (تا کہ وہ مسلمانوں کی نماز وغیرہ دیکھ کر اسلام کی رغبت کر سکے) اور کافر قیدی پر احسان کرنا بھی ثابت ہوا اور برائی کرنے والے کے ساتھ بھلائی کرنا ایک بڑی نیکی کے طور پر ثابت ہوا۔ اس لیے کہ ثمامہ نے نبی کریم ﷺ کے احسان و کرم کو دیکھ کر کہا تھا کہ ایک ہی گھڑی میں اس کے دل کا بغض جو نبی کریم ﷺ کی طرف سے اس کے دل میں تھا، وہ محبت سے بدل گیا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اسلام قبول کرتے وقت غسل کرنا چاہیے اور یہ بھی کہ احسان بغض کو زائل کر دیتا اور محبت کو قائم کرتا ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ کافر اگر کوئی نیک کام کرتا ہوا مسلمان ہو جائے تو اسلام قبول کرنے کے بعد بھی اسے وہ نیک عمل جاری رکھنا چاہیے اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جس قیدی سے اسلام لانے کی امید ہو اس کے ساتھ ہر ممکن نرمی برتنا مناسب ہے۔ خاص طور پر ایسا آدمی جس کے اسلام سے اس کی قوم کے بہت سے لوگوں کے مسلمان ہونے کی امید ہو، اس کے ساتھ ہر ممکن نرمی برتنا ضروری ہے۔ جیسا ثمامہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا گیا اور اس سے بلاد کفار کی طرف سے بوقت ضرورت لشکر بھیجنا بھی ثابت ہوا اور یہ بھی کہ جو ان میں پائے جائیں وہ قید کر لیے جائیں بعد میں حسب مصلحت ان کے ساتھ معاملہ کیا جائے۔

٤٣٧٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَدِمَ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَجَعَلَ يَقُولُ: إِنْ جَعَلَ لِي مُحَمَّدٌ مِنْ بَعْدِهِ تَبِعْتُهُ. وَقَدِمَهَا فِي بَشَرٍ كَثِيرٍ مِنْ قَوْمِهِ، فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَعَهُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، وَفِي يَدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قِطْعَةُ جَرِيدٍ حَتَّى وَقَفَ عَلَى مُسَيْلِمَةَ فِي أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: ((لَوْ سَأَلْتَنِي هَذِهِ الْقِطْعَةَ مَا أَعْطَيْتُكَهَا وَلَنْ تَعْدُوَ أَمْرَ اللَّهِ فِيكَ، وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللَّهُ، وَإِنِّي لَأُرَاكَ الَّذِي أُرِيتُ فِيهِ مَا رَأَيْتُ، وَهَذَا ثَابِتٌ يُجِيبُكَ عَنِّي)). ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْهُ. [راجع: ٣٦٢٠]

(۴۳۷۳) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں عبداللہ بن ابی حسین نے، کہا ہم کو نافع بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے عہد میں مسیلمہ کذاب آیا، اس دعویٰ کے ساتھ کہ اگر محمد مجھے اپنے بعد (اپنا نائب وخلیفہ) بنا دیں تو میں ان کی اتباع کرلوں۔ اس کے ساتھ اس کی قوم (بنوحنیفہ) کا بہت بڑا لشکر تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس کے طرف تبلیغ کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آپ کے ہاتھ میں کھجور کی ایک ٹہنی تھی۔ جہاں مسیلمہ اپنی فوج کے ساتھ پڑاؤ کیے ہوئے تھا۔ آپ وہیں جا کر ٹھہر گئے اور آپ نے اس سے فرمایا: ''اگر تو مجھ سے یہ ٹہنی مانگے گا تو میں تجھے یہ بھی نہیں دوں گا اور تو اللہ کے اس فیصلے سے آگے نہیں بڑھ سکتا جو تیرے بارے میں پہلے ہی ہو چکا ہے۔ تو نے اگر میری اطاعت سے روگردانی کی تو اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کر دے گا۔ میرا تو خیال ہے کہ تو وہی ہے جو مجھے خواب میں دکھایا گیا تھا۔ اب تیری باتوں کا جواب میری طرف سے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ دیں گے۔'' پھر آپ واپس تشریف لائے۔

٤٣٧٤۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَسَأَلْتُ عَنْ قَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّكَ أُرَى الَّذِي أُرِيتُ فِيهِ مَا أُرِيتُ)). فَأَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ فِي يَدَيَّ سِوَارَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ فَأَهَمَّنِي شَأْنُهُمَا، فَأُوحِيَ إِلَيَّ فِي الْمَنَامِ أَنِ انْفُخْهُمَا، فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ بَعْدِي، أَحَدُهُمَا الْعَنْسِيُّ، وَالْآخَرُ مُسَيْلِمَةُ)). [راجع: ٣٦٢١]

(۴۳۷۴) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کے متعلق پوچھا: ''میرا خیال تو یہ ہے کہ تو وہی ہے جو مجھے خواب میں دکھایا گیا تھا'' تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں سویا ہوا تھا کہ میں نے اپنے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن دیکھے، مجھے انہیں دیکھ کر بڑا دکھ ہوا پھر خواب ہی میں مجھ پر وحی کی گئی کہ میں ان میں پھونک ماردوں۔ چنانچہ میں نے ان پر پھونکا تو وہ اُڑ گئے۔ میں نے اس کی تعبیر دو جھوٹوں سے کی جو میرے بعد نکلیں گے۔ ایک اسود عنسی تھا اور دوسرا مسیلمہ کذاب۔'' جن ہر دو کو خدا نے پھونک کی طرح ختم کر دیا۔

تشریح: اسود عنسی تو نبی کریم ﷺ کے ہی زمانہ میں مارا گیا اور مسیلمہ کذاب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ختم ہوا۔ سچ آخر سچ ہوتا ہے اور جھوٹ چند روز چلتا ہے پھر مٹ جاتا ہے۔ آج اسود اور مسیلمہ کا ایک ماننے والا باقی نہیں اور حضرت محمد ﷺ کے تابعدار قیامت تک باقی رہیں گے۔ عیسائی مشنریاں کس قدر جانفشانی سے کام کر رہی ہیں پھر وہ ناکام ہیں اسلام اپنی برکتوں کے نتیجے میں خود بخود پھیلتا ہی جا رہا ہے۔ سچ ہے:

نور خدا ہے کفر کی حرکت پر خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

٤٣٧٥۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا

(۴۳۷۵) ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے

عَبْدُالرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامٍ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيْتُ بِخَزَائِنِ الْأَرْضِ، فَوُضِعَ فِيْ كَفِّيْ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ، فَكَبُرَا عَلَيَّ فَأُوْحِيَ إِلَيَّ أَنِ انْفُخْهُمَا، فَنَفَخْتُهُمَا فَذَهَبَا فَأَوَّلْتُهُمَا الْكَذَّابَيْنِ اللَّذَيْنِ أَنَا بَيْنَهُمَا صَاحِبَ صَنْعَاءَ، وَصَاحِبَ الْيَمَامَةِ)).

بیان کیا، ان سے معمر نے، ان سے ہمام نے اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خواب میں میرے پاس زمین کے خزانے لائے گئے اور میرے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن رکھ دیئے گئے۔ یہ مجھ پر بڑا شاق گزرا۔ اس کے بعد مجھے وحی کی گئی کہ میں ان میں پھونک ماردوں۔ میں نے پھونک ماری تو وہ اڑ گئے۔ میں نے اس کی تعبیر دو جھوٹوں سے کی جن کے درمیان میں، میں ہوں یعنی صاحب صنعاء (اسود عنسی) اور صاحب یمامہ (مسیلمہ کذاب)۔“

[راجع: ٣٦٢١] [مسلم: ٥٩٣٦]

تشریح: چنانچہ ہر دو پھونک کی طرح اڑ گئے۔

٤٣٧٦ـ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ مَهْدِيَّ بْنَ مَيْمُوْنٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيَّ، يَقُوْلُ: كُنَّا نَعْبُدُ الْحَجَرَ، فَإِذَا وَجَدْنَا حَجَرًا هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ أَلْقَيْنَا وَأَخَذْنَا الْآخَرَ، فَإِذَا لَمْ نَجِدْ حَجَرًا جَمَعْنَا جُثْوَةً مِنْ تُرَابٍ، ثُمَّ جِئْنَا بِالشَّاةِ فَحَلَبْنَا عَلَيْهِ، ثُمَّ طُفْنَا بِهِ، فَإِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَجَبٍ قُلْنَا: مُنَصِّلُ الْأَسِنَّةِ. فَلَا نَدَعُ رُمْحًا فِيْهِ حَدِيْدَةٌ وَلَا سَهْمًا فِيْهِ حَدِيْدَةٌ إِلَّا نَزَعْنَاهُ فَأَلْقَيْنَاهُ شَهْرَ رَجَبٍ.

(۴۳۷۶) ہم سے صلت بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے مہدی بن میمون سے سنا، کہا میں نے ابو رجاء عطاردی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ ہم پہلے پتھر کی پوجا کرتے تھے اور اگر کوئی پتھر ہمیں اس سے اچھا مل جاتا تو اسے پھینک دیتے اور اس دوسرے کی پوجا شروع کر دیتے۔ اگر ہمیں پتھر نہ ملتا تو مٹی کا ایک ٹیلہ بنا لیتے اور بکری لا کر اس پر دوہتے اور اس کے گرد طواف کرتے۔ جب رجب کا مہینہ آ جاتا تو ہم کہتے یہ مہینہ نیزوں کو دور رکھنے کا ہے۔ چنانچہ ہمارے پاس لوہے سے بنے ہوئے جتنے بھی نیزے یا تیر ہوتے ہم رجب کے مہینے میں اپنے سے دور رکھتے اور انہیں کسی طرف پھینک دیتے۔

٤٣٧٧ـ قَالَ: وَسَمِعْتُ أَبَا رَجَاءٍ، يَقُوْلُ: كُنْتُ يَوْمَ بُعِثَ النَّبِيُّ ﷺ غُلَامًا أَرْعَى الْإِبِلَ عَلَى أَهْلِيْ، فَلَمَّا سَمِعْنَا بِخُرُوْجِهِ فَرَرْنَا إِلَى النَّارِ إِلَى مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ.

(۴۳۷۷) اور میں نے ابو رجاء سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے تو میں ابھی کم عمر تھا اور اپنے گھر کے اونٹ چرایا کرتا تھا پھر جب ہم نے آپ کی فتح (مکہ) کی خبر سنی تو ہم آپ کو چھوڑ کر دوزخ میں چلے گئے، یعنی مسیلمہ کذاب کے تابعدار بن گئے۔

تشریح: حضرت ابو رجاء پہلے مسیلمہ کذاب کے تابعدار بن گئے تھے پھر اللہ نے ان کو اسلام کی توفیق دی، مگر انہوں نے نبی کریم ﷺ کو نہیں دیکھا۔

بَابُ قِصَّةِ الْأَسْوَدِ الْعَنْسِيِّ

باب: اسود عنسی کا قصہ

٤٣٧٨ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرْمِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا

(۴۳۷۸) ہم سے سعید بن محمد جرمی نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا مجھ سے ان کے والد ابراہیم بن سعد نے، ان سے

أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ عُبَيْدَةَ بْنِ نَشِيطٍ ـوَكَانَ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ اسْمُهُ عَبْدُ اللَّهِـ أَنَّ عُبَيْدَاللَّهِ بْنَ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ: بَلَغَنَا أَنَّ مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ، فَنَزَلَ فِي دَارِ بِنْتِ الْحَارِثِ، وَكَانَتْ تَحْتَهُ ابْنَةُ الْحَارِثِ بْنِ كُرَيْزٍ، وَهِيَ أُمُّ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ، فَأَتَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَعَهُ ثَابِتُ ابْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، وَهُوَ الَّذِي يُقَالُ لَهُ: خَطِيبُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَفِي يَدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَضِيبٌ، فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَكَلَّمَهُ فَقَالَ لَهُ مُسَيْلِمَةُ: إِنْ شِئْتَ خَلَّيْتَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الأَمْرِ، ثُمَّ جَعَلْتَهُ لَنَا بَعْدَكَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْ سَأَلْتَنِي هَذَا الْقَضِيبَ مَا أَعْطَيْتُكَهُ وَإِنِّي لأَرَاكَ الَّذِي أُرِيتُ فِيهِ مَا أُرِيتُ، وَهَذَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ وَسَيُجِيبُكَ عَنِّي)) فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ. [راجع: ٣٦٢٠]

صالح بن کیسان نے، ان سے ابن عبیدہ نشیط نے، دوسرے موقع پر (ابن عبیدہ رضی اللہ عنہ) کے نام کی تصریح ہے یعنی عبداللہ اوران سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے بیان کیا کہ ہمیں معلوم ہے کہ جب مسیلمہ کذاب مدینہ آیا تو بنت حارث کے گھر اس نے قیام کیا، کیونکہ بنت حارث بن کریز اس کی بیوی تھی۔ یہی عبداللہ بن عبداللہ بن عامر کی بھی ماں ہے، پھر رسول اللہ ﷺ اس کے یہاں تشریف لائے (تبلیغ کے لئے) آپ کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ثابت وہی ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے خطیب کے نام سے مشہور تھے حضور اکرم ﷺ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ حضور ﷺ اس کے پاس آ کر ٹھہر گئے اور اس سے گفتگو کی، اسلام کی دعوت دی۔ مسیلمہ نے کہا کہ میں اس شرط پر مسلمان ہوتا ہوں کہ آپ کے بعد مجھ کو حکومت ملے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم مجھ سے یہ چھڑی مانگو گے تو میں تمہیں یہ بھی نہیں دے سکتا اور میں تو سمجھتا ہوں کہ تم وہی ہو جو مجھے خواب میں دکھائے گئے تھے۔ یہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ ہیں اور میری طرف سے تمہاری باتوں کا یہی جواب دیں گے۔'' پھر حضور ﷺ واپس تشریف لائے۔

٤٣٧٩ـ قَالَ عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ: سَأَلْتُ عَبْدَاللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ عَنْ رُؤْيَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الَّتِي ذُكِرَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ذُكِرَ لِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُرِيتُ أَنَّهُ وُضِعَ فِي يَدَيَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ، فَفُظِعْتُهُمَا وَكَرِهْتُهُمَا، فَأُذِنَ لِي فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا، فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ)). قَالَ عُبَيْدُاللَّهِ: أَحَدُهُمَا الْعَنْسِيُّ الَّذِي قَتَلَهُ فَيْرُوزُ بِالْيَمَنِ، وَالآخَرُ مُسَيْلَمَةُ.

[راجع: ٣٦٢١]

(۴۳۷۹) عبیداللہ بن عبداللہ نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے حضور اکرم ﷺ کے اس خواب کے متعلق پوچھا جس کا ذکر آپ نے فرمایا تھا تو انہوں نے بتایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے خواب میں دکھایا گیا تھا کہ میرے ہاتھوں پر سونے کے دو کنگن رکھ دیئے گئے ہیں۔ میں اس سے بہت گھبرایا اور ان کنگنوں سے مجھے اضطراب سا ہوا، پھر مجھے حکم ہوا اور میں نے انہیں پھونک دیا تو دونوں کنگن اُڑ گئے۔ میں نے اس کی تعبیر دو جھوٹوں سے کی جو خروج کرنے والے ہیں۔'' عبیداللہ نے بیان کیا کہ ان میں سے ایک اسود عنسی تھا، جسے فیروز نے یمن میں قتل کیا اور دوسرا مسیلمہ کذاب تھا۔

تشریح: مسیلمہ کذاب کی جورو کا نام کیسہ بنت حارث بن کریز تھا۔ مسیلمہ کے قتل کے بعد عبداللہ بن عامر نے ان سے نکاح کر لیا تھا۔ اس کے پیٹ سے عبداللہ بن عامر پیدا ہوئے۔ راوی نے غلطی سے ایک عبداللہ کا لفظ چھوڑ دیا لیکن ہم نے ترجمہ میں بڑھا دیا۔ بعض نسخوں میں یوں ہے کہ وہ عبداللہ

بن عامر کی اولاد کی ماں تھی۔ مسیلمہ کذاب کو وحشی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور اسود عنسی کو یمن میں فیروز نے مار ڈالا۔ اسود کے قتل کی خبر وحی سے نبی کریم ﷺ کو وفات سے ایک رات دن پہلے ہوگئی تھی جو آپ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سنا دی تھی۔ بعد میں اس کے آدمیوں کے ذریعہ سے یہ خبر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں آئی۔ یہ اسود صنعاء میں ظاہر ہوا تھا اور نبوت کا دعویٰ کر کے نبی کریم ﷺ کے عامل مہاجر بن امیہ پر غالب آ گیا تھا بعض نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی طرف سے باذان وہاں کا عامل تھا تو اسود نے اس کی جورو مرزبانہ سے نکاح کر لیا اور یمن کا حاکم بن بیٹھا۔ آخر فیروز ایک روز رات میں نقب لگا کر اس کے گھر گھس گئے۔ دروازے پر ایک ہزار چوکیداروں کا پہرہ تھا۔ اس لیے نقب لگایا گیا تھا۔ آخر فیروز نے اس کا سر کاٹ لیا اور باذان کی عورت کو مال واسباب سمیت نکال لائے۔ اسی رات کو باذان کی عورت نے اس کو خوب شراب پلائی تھی اور وہ نشہ میں مدہوش تھا۔ اللہ نے اس طرح سے اسود عنسی کے فتنے کو ختم کرایا: ﴿فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (٦/ الانعام: ۴۵) یہ ثابت بن قیس انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ ہیں۔ غزوہ احد اور بعد کے سب غزوات میں شریک ہوئے۔ انصار کے بڑے علما میں سے تھے۔ رسول کریم ﷺ کے خطیب تھے۔ آپ نے ان کو جنت کی بشارت دی۔ سنہ ۱۲ھ میں یمامہ کی جنگ میں شہید ہوئے۔

بَابُ قِصَّةِ أَهْلِ نَجْرَانَ

باب: نجران کے نصاریٰ کا قصہ

تشریح: نجران ایک بڑا شہر تھا مکہ سے سات منزل وہاں نصاریٰ بہت آباد تھے۔

٤٣٨٠۔ حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْحُسَيْنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنْ إِسْرَائِيْلَ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ، عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: جَاءَ الْعَاقِبُ وَالسَّيِّدُ صَاحِبَا نَجْرَانَ إِلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ يُرِيْدَانِ أَنْ يُلَاعِنَاهُ، قَالَ: فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: لَا تَفْعَلْ، فَوَاللَّهِ! لَئِنْ كَانَ نَبِيًّا فَلَاعَنَّا، لَا نُفْلِحُ نَحْنُ وَلَا عَقِبُنَا مِنْ بَعْدِنَا. قَالَا: إِنَّا نُعْطِيْكَ مَا سَأَلْتَنَا، وَابْعَثْ مَعَنَا رَجُلًا أَمِيْنًا، وَلَا تَبْعَثْ مَعَنَا إِلَّا أَمِيْنًا. فَقَالَ: ((لَأَبْعَثَنَّ مَعَكُمْ رَجُلًا أَمِيْنًا حَقَّ أَمِيْنٍ حَقَّ أَمِيْنٍ)). فَاسْتَشْرَفَ لَهَا أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((قُمْ يَا أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ)). فَلَمَّا قَامَ قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((هَذَا أَمِيْنُ هَذِهِ الْأُمَّةِ)).

(۴۳۸۰) مجھ سے عباس بن حسین نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن آدم نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے، ان سے ابو اسحاق نے، ان سے صلہ بن زفر نے اور ان سے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نجران کے دو سردار عاقب اور سید، رسول اللہ ﷺ سے مباہلہ کرنے کے لیے آئے تھے لیکن ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا کہ ایسا نہ کرو کیونکہ اللہ کی قسم! اگر یہ نبی ہوئے اور پھر بھی ہم نے ان سے مباہلہ کیا تو ہم پنپ نہیں سکتے اور نہ ہمارے بعد ہماری نسلیں رہ سکیں گی، پھر ان دونوں نے آنحضور ﷺ سے کہا کہ جو کچھ آپ مانگیں ہم جزیہ دینے کے لیے تیار ہیں۔ آپ ہمارے ساتھ کوئی امین بھیج دیجئے، جو بھی آدمی ہمارے ساتھ بھیجیں وہ امین ہونا ضروری ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہارے ساتھ ایک ایسا آدمی بھیجوں گا جو امانت دار ہو بلکہ پورا پورا امانت دار ہوگا۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرت ﷺ کے منتظر تھے۔ آپ نے فرمایا: ''ابو عبیدہ بن جراح! اٹھو۔'' جب وہ کھڑے ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اس امت کے امین ہیں۔''

[راجع: ۳۷٤٥]

تشریح: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وفی قصة اهل نجران من الفوائد ان اقرار الكافر بالنبوة فلا يدخله فی الاسلام حتى يلتزم احكام الاسلام وفيها جواز مجادلة اهل الكتاب وقد تجب اذا تعينت مصلحة وفيها مشروعية مباهلة المخالف اذا

اصر بعد ظهور الحجة وقد دعا ابن عباس الى ذلك ثم الاوزاعی ووقع ذلك لجماعة من العلماء او مما عرف بالتجربة ان من باهل وكان مبطلا لا تمضی عليه سنة من يوم المباهلة ووقع لی ذلك مع شخص كان يتعصب لبعض الملاحدة فلم يقم بعدها غير شهرين وفيها مصالحة اهل الهدنة على ما يراه الامام من اصناف المال وفيها بعث الامام الرجل العالم الامين الى اهل الذمة فی مصلحة الاسلام وفيها منقبة ظاهرة لابی عبيدة بن الجراح وقد ذكر ابن اسحاق ان النبی ﷺ بعث عليا الى اهل نجران ليأتيه بصدقاتهم وجزيتهم وهذه القصة غير قصة ابی عبيدة لان ابا عبيدة توجه معهم فقبض مال الصلح ورجع وعلی ارسله النبی ﷺ بعد ذلك يقبض منهم ما استحق عليهم من الجزية ويأخذ ممن اسلم منهم ما وجب عليه من الصدقة والله اعلم۔" (فتح الباری)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل نجران کے قصے میں بہت سے فوائد ہیں۔ جن میں یہ کہ کافر اگر نبوت کا اقرار کرے تو اس کو اسلام میں داخل نہیں کرے گا جب تک جملہ احکام اسلام کا التزام نہ کرے اور یہ اہل کتاب سے مذہبی امور میں مناظرہ کرنا جائز ہے بلکہ بعض دفعہ واجب، جب اس میں کوئی مصلحت مدنظر ہو اور یہ کہ مخالف سے مباہلہ کرنا بھی مشروع ہے جب وہ دلائل کے ظہور کے بعد بھی مباہلہ کا قصد کرے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی اپنے ایک حریف کو مباہلہ کی دعوت دی تھی اور امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ایک جماعت علما کے ساتھ مباہلہ کا موقع پیش آیا تھا اور یہ تجربہ کیا گیا ہے کہ مباہلہ کرنے والا باطل فریق ایک سال کے اندر اندر عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جاتا ہے اور میرے (علامہ ابن حجر کے) ساتھ بھی ایک ملحد نے مباہلہ کیا اور وہ دو ماہ کے اندر ہی ہلاک ہو گیا اور یہ کہ اس سے امام کے لیے مصلحتاً اختیار ثابت ہوا، وہ ذمی لوگوں کے اوپر مال کی قسموں میں سے حسب مصلحت جزیہ لگائے اور یہ کہ امام ذمیوں کے پاس جس آدمی کو بطور تحصیلدار مقرر کرے وہ عالم اور امانت دار ہو اور اس میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی منقبت بھی ہے اور ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نجران والوں کے ہاں تحصیل زکوٰۃ اور اموال جزیہ کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا۔ یہ موقع دوسرا ہے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ صرف صلح نامہ کے وقت طے شدہ رقم کی وصولی کے لیے بھیجا تھا۔ بعد میں علی رضی اللہ عنہ کو ان سے مقررہ جزیہ سالانہ وصول کرنے اور جو مسلمان ہو گئے تھے، ان سے اموال زکوٰۃ حاصل کرنے کے لیے بھیجا تھا۔

یہی نجرانی تھے جن کے لیے نبی کریم ﷺ نے مسجد نبوی کا آدھا حصہ ان کی اپنے مذہب کے مطابق عبادت کے لیے خالی فرما دیا تھا۔ رسول کریم ﷺ کی اہل مذاہب کے ساتھ یہ رواداری ہمیشہ سنہری حرفوں سے لکھی جاتی رہی گی۔ (ﷺ) صد افسوس کہ آج خود اسلامی فرقوں میں یہ رواداری مفقود ہے ایک سنی شیعہ مسجد میں اجنبی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ ایک وہابی کو دیکھ کر ایک بریلوی کی آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں۔ فلیبك علی الآسلام من كان باكيا۔

٤٣٨١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ، عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ، عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: جَاءَ أَهْلُ نَجْرَانَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا: ابْعَثْ لَنَا رَجُلًا أَمِينًا. فَقَالَ: ((لَأَبْعَثَنَّ إِلَيْكُمْ رَجُلًا أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ)). فَاسْتَشْرَفَ لَهُ النَّاسُ، فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ.

(۴۳۸۱) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابواسحاق سے سنا، انہوں نے صلہ بن زفر سے اور ان سے ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اہل نجران نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے ساتھ کوئی امانت دار آدمی بھیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "میں تمہارے ساتھ ایسا آدمی بھیجوں گا جو ہر حیثیت سے امانت دار ہو گا۔" صحابہ رضی اللہ عنہم منتظر تھے۔ آخر حضور ﷺ نے ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

[راجع: ٣٧٤٥]

تشریح: حضرت ابوعبیدہ عامر بن عبداللہ بن جراح رضی اللہ عنہ فہری قریشی ہیں۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور اس امت کے امین کہلاتے ہیں۔ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے ساتھ اسلام لائے۔ حبشہ کی طرف دوسری مرتبہ ہجرت کی۔ تمام غزوات میں حاضر رہے۔ جنگ احد میں انہوں نے خود کی ان دو کڑیوں کو جو نبی کریم ﷺ کے چہرہ مبارک میں گھس گئی تھیں کھینچا تھا جن کی وجہ سے آپ کے آگے کے دو دانت شہید ہوگئے تھے۔ یہ لمبے قد والے خوبصورت چہرے والے، ہلکی ڈاڑھی والے تھے۔ طاعون عمواس میں ۱۸ھ میں بمقام اردن انتقال ہوا اور بیسان میں دفن ہوئے۔ عمر اٹھاون سال کی تھی ان کا نسب نامہ رسول کریم ﷺ سے فہر بن مالک پر مل جاتا ہے۔ (رضي الله عنه وارضاه) آمین

٤٣٨٢ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ، وَأَمِينُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ)). [راجع: ٦٧٤٤]

(۴۳۸۲) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے خالد نے، ان سے ابوقلابہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ہر امت میں امین (امانتدار) ہوتے ہیں اور اس امت کے امین ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہیں۔“

تشریح: نبی کریم ﷺ نے ان کو اسلام کی دعوت دی، سنایا پھر انہوں نے مانا آخر آپ نے فرمایا کہ آؤ ہم تم مباہلہ کرلیں یعنی دونوں فریق مل کر اللہ سے دعا کریں کہ یا اللہ! جو ہم میں سے ناحق پر ہو اس پر اپنا عذاب نازل کر۔ وہ مباہلہ کے لیے بھی تیار نہیں ہوئے بلکہ اس شرط پر صلح کرلی کہ وہ ہزار جوڑے کپڑے رجب میں اور ہزار جوڑے صفر میں دیا کریں گے اور ہر جوڑے کے ساتھ ایک اوقیہ چاندی بھی دیں گے قرآن کی آیت ان ہی کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

بَابُ قِصَّةِ عُمَانَ وَالْبَحْرَيْنِ

باب: عمان اور بحرین کا قصہ

٤٣٨٣ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، سَمِعَ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ، جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللَّهِ، يَقُولُ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ قَدْ جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ لَقَدْ أَعْطَيْتُكَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا)) ثَلَاثًا. فَلَمْ يَقْدَمْ مَالُ الْبَحْرَيْنِ حَتَّى قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا قَدِمَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ أَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادَى مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ دَيْنٌ أَوْ عِدَةٌ فَلْيَأْتِنِي. قَالَ جَابِرٌ: فَجِئْتُ أَبَا بَكْرٍ، فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَوْ جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ أَعْطَيْتُكَ هَكَذَا وَهَكَذَا)) ثَلَاثًا. قَالَ: فَأَعْطَانِي. قَالَ جَابِرٌ: فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ بَعْدَ ذَلِكَ فَسَأَلْتُهُ، فَلَمْ يُعْطِنِي، ثُمَّ أَتَيْتُهُ

(۴۳۸۳) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ انہوں نے محمد بن منکدر سے سنا، انہوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا: ”جب میرے پاس بحرین سے روپیہ آئے گا تو میں تمہیں اتنا اتنا تین لپ بھر کر روپیہ دوں گا۔“ لیکن بحرین سے جس وقت روپیہ آیا تو حضور اکرم ﷺ کی وفات ہوچکی تھی۔ اس لیے وہ روپیہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور انہوں نے اعلان کروادیا کہ اگر کسی کا حضور اکرم ﷺ پر قرض یا کسی سے حضور اکرم ﷺ کا کوئی وعدہ ہو تو وہ میرے پاس آئے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ان کے پاس آیا اور انہیں بتایا کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ ”اگر بحرین سے میرے پاس روپیہ آیا تو میں تمہیں اتنا اتنا تین لپ بھر کر دوں گا۔“ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے اتنا روپیہ دیا۔ جابر نے بیان کیا کہ پھر میں نے ان سے ملاقات کی اور ان سے اس کے متعلق کہا لیکن انہوں نے اس مرتبہ مجھے نہیں دیا۔ میں پھر ان کے یہاں

الثَّانِيَةَ فَلَمْ يُعْطِنِيْ ثُمَّ أَتَيْتُهُ الثَّالِثَةَ فَلَمْ يُعْطِنِيْ، فَقُلْتُ لَهُ: قَدْ أَتَيْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِيْ، ثُمَّ أَتَيْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِيْ، ثُمَّ أَتَيْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِيْ، فَإِمَّا أَنْ تُعْطِيَنِيْ، وَإِمَّا أَنْ تَبْخَلَ عَنِّيْ. فَقَالَ: أَقُلْتَ: تَبْخَلُ عَنِّيْ؟ وَأَيُّ دَاءٍ أَدْوَأُ مِنَ الْبُخْلِ؟ قَالَهَا ثَلَاثًا مَا مَنَعْتُكَ مِنْ مَرَّةٍ إِلَّا وَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ أُعْطِيَكَ. وَعَنْ عَمْرٍو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللَّهِ، يَقُوْلُ: جِئْتُهُ، فَقَالَ لِيْ أَبُوْ بَكْرٍ: عُدَّهَا. فَعَدَدْتُهَا فَوَجَدْتُهَا خَمْسَمِائَةٍ، قَالَ: خُذْ مِثْلَهَا مَرَّتَيْنِ. [راجع: ٢٢٩٦]

گیا اس مرتبہ بھی انہوں نے نہیں دیا۔ میں تیسری مرتبہ گیا، اس مرتبہ بھی انہوں نے دیا۔ اس لیے میں نے ان سے کہا کہ میں آپ کے یہاں ایک مرتبہ آیا، آپ نے نہیں دیا، پھر آیا اور آپ نے نہیں دیا۔ پھر تیسری مرتبہ آیا ہوں اور آپ اس مرتبہ بھی نہیں دے رہے۔ اگر آپ کو مجھے دینا ہے تو دے دیجیے ورنہ صاف کہہ دیجئے کہ میرا دل دینے کو نہیں چاہتا، میں بخیل ہوں۔ اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے کہا ہے کہ میرے معاملہ میں بخل کر لو، بھلا بخل سے بڑھ کر اور کیا عیب ہو سکتا ہے۔ تین مرتبہ انہوں نے یہ جملہ دہرایا اور کہا میں نے تمہیں جب بھی ٹالا تو میرا ارادہ یہی تھا کہ بہر حال تمہیں دینا ہے۔ اور اسی سند سے عمرو بن دینار سے روایت ہے، ان سے محمد بن علی باقر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں حاضر ہوا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک لپ بھر کر روپیہ دیا اور کہا کہ اسے گن لو۔ میں نے گنا تو پانچ سو تھا فرمایا کہ دو مرتبہ اتنا ہی اور لے لو۔

تشریح: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فرمان کا یہ مطلب تھا کہ میں اپنے حصے یعنی خمس میں سے دینا چاہتا ہوں۔ خمس خاص خلیفہ اسلام کو ملتا ہے اور وہ مختار ہیں جسے چاہیں دیں۔

بَابُ قُدُوْمِ الْأَشْعَرِيِّيْنَ وَأَهْلِ الْيَمَنِ

باب: قبیلہ اشعر اور اہل یمن کی آمد کا بیان

وَقَالَ أَبُوْ مُوْسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((هُمْ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْهُمْ)).

(یہ لوگ بصورت وفد ۷ھ میں خیبر کے فتح ہونے پر حاضر خدمت ہوئے تھے) اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا: ''اشعری لوگ مجھ سے ہیں میں ان میں سے ہوں۔''

٤٣٨٤ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَإِسْحَاقُ ابْنُ نَصْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ زَائِدَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ، عَنْ أَبِيْ مُوْسَى قَالَ: قَدِمْتُ أَنَا وَأَخِيْ، مِنَ الْيَمَنِ، فَمَكَثْنَا حِيْنًا مَا نُرَى ابْنَ مَسْعُوْدٍ وَأُمَّهُ إِلَّا

(۴۳۸۴) مجھ سے عبداللہ بن محمد اور اسحاق بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابواسحاق عمرو بن عبداللہ نے، ان سے اسود بن یزید نے اور ان سے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہ میں اور میرے بھائی ابورہم یا ابوبردہ یمن سے آئے تو ہم (ابتدا میں) بہت دنوں تک یہ سمجھتے رہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ ام عبداللہ رضی اللہ عنہما دونوں

مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ، مِنْ كَثْرَةِ دُخُوْلِهِمْ وَلُزُوْمِهِمْ لَهُ. [راجع: ٣٧٦٣]

آنحضرت ﷺ کے اہل بیت میں سے ہیں کیونکہ یہ آنحضرت ﷺ کے گھر میں رات دن بہت آیا جایا کرتے تھے اور ہر وقت حضور ﷺ کے ساتھ رہا کرتے تھے۔

تشریح: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ دوسرے یمن والوں کے ساتھ پہلے حبش پہنچ گئے تھے۔ وہاں سے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو کر خدمت نبوی میں تشریف لائے۔

٤٣٨٥- حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ، عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ أَبُوْ مُوْسَى أَكْرَمَ هَذَا الْحَيَّ مِنْ جَرْمٍ، وَإِنَّا لَجُلُوْسٌ عِنْدَهُ وَهُوَ يَتَغَدَّى دَجَاجًا، وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ جَالِسٌ، فَدَعَاهُ إِلَى الْغَدَاءِ، فَقَالَ: إِنِّيْ رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهُ. قَالَ: هَلُمَّ، فَإِنِّيْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَأْكُلُهُ. قَالَ: إِنِّيْ حَلَفْتُ لَا آكُلُهُ. قَالَ: هَلُمَّ أُخْبِرْكَ عَنْ يَمِيْنِكَ إِنَّا أَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ نَفَرٌ مِنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ، فَاسْتَحْمَلْنَاهُ فَأَبَى أَنْ يَحْمِلَنَا فَاسْتَحْمَلْنَاهُ، فَحَلَفَ أَنْ لَا يَحْمِلَنَا، ثُمَّ لَمْ يَلْبَثِ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ أُتِيَ بِنَهْبِ إِبِلٍ، فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ، فَلَمَّا قَبَضْنَاهَا قُلْنَا: تَغَفَّلْنَا النَّبِيَّ ﷺ يَمِيْنَهُ، لَا نُفْلِحُ بَعْدَهَا أَبَدًا فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّكَ حَلَفْتَ أَنْ لَا تَحْمِلَنَا وَقَدْ حَمَلْتَنَا. قَالَ: ((أَجَلْ، وَلَكِنْ لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِيْنٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ مِنْهَا)). [راجع: ٣١٣٣]

(۴۳۸۵) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالسلام بن حرب نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے ابوقلابہ نے اور ان سے زہدم نے کہ جب ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ (کوفہ کے امیر بن کر عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں) آئے تو اس قبیلہ جرم کا انہوں نے بہت اعزاز کیا۔ زہدم کہتے ہیں کہ ہم آپ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے اور وہ مرغ کا ناشتہ کر رہے تھے۔ حاضرین میں سے ایک اور صاحب بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے انہیں بھی کھانے پر بلایا تو اس صاحب نے کہا جب سے میں نے مرغیوں کو کچھ (گندی) چیزیں کھاتے دیکھا ہے، اسی وقت سے مجھے اس کے گوشت سے گھن آنے لگی ہے۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا آؤ بھئی میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کا گوشت کھاتے دیکھا ہے۔ اس صاحب نے کہا لیکن اس کا گوشت نہ کھانے کی قسم کھا رکھی ہے۔ انہوں نے کہا تم آ تو جاؤ میں تمہیں تمہاری قسم کے بارے میں علاج بتاؤں گا۔ ہم قبیلہ اشعر کے چند لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے (غزوۂ تبوک کے لیے) جانور مانگے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ سواری نہیں ہے۔ ہم نے پھر آپ سے مانگا تو آپ نے اس مرتبہ قسم کھائی کہ آپ ہم کو سواری نہیں دیں گے لیکن ابھی کچھ زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ غنیمت میں کچھ اونٹ آئے اور آنحضرت ﷺ نے ان میں سے پانچ اونٹ ہم کو دلائے۔ جب ہم نے انہیں لے لیا تو پھر ہم نے کہا کہ یہ تو ہم نے نبی ﷺ کو دھوکا دیا۔ آپ کو غفلت میں رکھا قسم یاد نہیں دلائی۔ ایسی حالت میں ہماری بھلائی کبھی نہیں ہوگی۔ آخر میں آپ کے پاس آیا اور میں نے کہا: یارسول اللہ! آپ نے تو قسم کھالی تھی کہ آپ ہم کو سواری نہیں دیں گے پھر آپ نے سواری دے دی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”ٹھیک ہے لیکن جب بھی میں کوئی

قسم کھاتا ہوں اور پھر اس کے سوا دوسری صورت مجھے اس سے بہتر نظر آتی ہے تو میں وہی کرتا ہوں جو بہتر ہوتا ہے۔" (اور قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں)۔

٤٣٨٦۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ صَخْرَةَ، جَامِعُ بْنُ شَدَّادٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا صِفْوَانُ بْنُ مُحْرِزٍ الْمَازِنِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ ابْنُ حُصَيْنٍ، قَالَ: جَاءَتْ بَنُوْ تَمِيْمٍ إِلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَبْشِرُوْا يَا بَنِي تَمِيْمٍ)). قَالُوْا: أَمَّا إِذْ بَشَّرْتَنَا فَأَعْطِنَا. فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ، فَجَاءَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اقْبَلُوا الْبُشْرَى إِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُوْ تَمِيْمٍ)). قَالُوْا: قَدْ قَبِلْنَا يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! [راجع: ٣١٩٠]

(۴۳۸۶) مجھ سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عاصم نبیل نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو صخرہ جامع بن شداد نے بیان کیا، ہم سے صفوان بن محرز مازنی نے بیان کیا، کہا ہم سے عمران بن حصین ؓ نے بیان کیا کہ بنو تمیم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: "اے بنو تمیم! بشارت قبول کرلو۔" انہوں نے کہا کہ جب آپ نے ہمیں بشارت دی ہے تو کچھ روپے بھی عنایت فرمایئے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا، پھر یمن کے کچھ اشعری لوگ آئے، آپ ﷺ نے فرمایا: "بنو تمیم نے بشارت قبول نہیں کی۔ یمن والو! تم قبول کرلو۔" وہ بولے کہ ہم نے قبول کی یارسول اللہ!

تشریح: یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے۔ حافظ ابن حجر ؒ کہتے ہیں کہ اس میں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ بنو تمیم کے لوگ تو ۹ھ میں آئے تھے اور اشعری اس سے پہلے ۷ھ میں، اس کا جواب یوں دیا ہے کہ کچھ اشعری لوگ بنو تمیم کے بعد بھی آئے ہوں گے۔

٤٣٨٧۔ حَدَّثَنِي عَبْدُاللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((الْإِيْمَانُ هَاهُنَا۔ وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى الْيَمَنِ۔ وَالْجَفَاءُ وَغِلَظُ الْقُلُوْبِ فِي الْفَدَّادِيْنَ، عِنْدَ أُصُوْلِ أَذْنَابِ الْإِبِلِ مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ)). [راجع: ٣٣٠٢]

(۴۳۸۷) ہم سے عبداللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا، کہا ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے، ان سے قیس بن ابی حازم نے اور ان سے ابو مسعود ؓ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ایمان تو ادھر ہے آپ نے اپنے ہاتھ سے یمن کی طرف اشارہ کیا اور بے رحمی اور سخت دلی اونٹ کی دم کے پیچھے پیچھے چلنے والوں میں ہے، جدھر شیطان کے دونوں سینگ نکلتے ہیں (یعنی مشرق) قبیلہ ربیعہ اور مضر کے لوگوں میں۔"

تشریح: طلوع شمس کے وقت سورج کی کرنیں دائیں بائیں پھیل جاتی ہیں، مشرکین اس وقت سورج کی پوجا کرتے ہیں جو شیطانی فعل ہے، حدیث میں اشارہ اسی طرف ہے۔

٤٣٨٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا

(۴۳۸۸) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن ابی عدی نے

ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ ذَكْوَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ، هُمْ أَرَقُّ أَفْئِدَةً وَأَلْيَنُ قُلُوبًا، الْإِيمَانُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ، وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي أَصْحَابِ الْإِبِلِ، وَالسَّكِينَةُ وَالْوَقَارُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ)).

بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے سلیمان نے، ان سے ذکوان نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے یہاں اہل یمن آ گئے ہیں، ان کے دل کے پردے باریک، دل نرم ہوتے ہیں، ایمان یمن والوں کا ہے اور حکمت بھی یمن کی اچھی ہے اور فخر وتکبر اونٹ والوں میں ہوتا ہے اور اطمینان اور سہولت بکری والوں میں۔“

وَقَالَ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، سَمِعْتُ ذَكْوَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٣٣٠١] [مسلم: ١٩٢]

اور غندر نے بیان کیا اس حدیث کو شعبہ سے ان سے سلیمان نے، انہوں نے ذکوان سے سنا، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے۔

تشریح: غندر کی روایت کو امام احمد رحمہ اللہ نے وصل کیا ہے، اس سند کے بیان کرنے سے غرض یہ ہے کہ اعمش کا سماع ذکوان سے بصراحت معلوم ہو جائے۔

٤٣٨٩۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((الْإِيمَانُ يَمَانٍ، وَالْفِتْنَةُ هَاهُنَا، هَاهُنَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ)). [راجع: ٣٣٠١]

(۴۳۸۹) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے بھائی عبدالحمید نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے، ان سے ثور بن زید نے، ان سے ابو الغیث (سالم) نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایمان یمن کا ہے اور فتنہ (دین کی خرابی) ادھر سے ہے اور ادھر ہی سے شیطان کا سینگ نمودار ہوگا۔“

٤٣٩٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ، أَضْعَفُ قُلُوبًا وَأَرَقُّ أَفْئِدَةً، الْفِقْهُ يَمَانٍ، وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ)). [راجع: ٣٣٠١]

(۴۳۹۰) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم سے ابو الزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے یہاں اہل یمن آئے ہیں جو نرم دل رقیق القلب ہیں، دین کی سمجھ یمن والوں میں ہے اور حکمت بھی یمن کی ہے۔“

تشریح: اس حدیث سے یمن والوں کی بڑی فضیلت نکلتی ہے۔ علم حدیث کا جیسا یمن میں رواج ہے ویسا دوسرے ملکوں میں نہیں ہے اور یمن میں تقلید شخصی کا تعصب نہیں ہے، دل کا پردہ نرم اور باریک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ حق بات کو جلد قبول کر لیتے ہیں جو ایمان کی علامت ہے۔

٤٣٩١۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا مَعَ ابْنِ مَسْعُودٍ، فَجَاءَ خَبَّابٌ، فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ! أَيَسْتَطِيعُ هَؤُلَاءِ الشَّبَابُ أَنْ يَقْرَؤُوا كَمَا تَقْرَأُ؟ قَالَ:

(۴۳۹۱) ہم سے عبدان نے بیان کیا، ان سے ابو حمزہ محمد بن میمون نے، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نخعی نے اور ان سے علقمہ نے بیان کیا کہ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں خباب بن ارت رضی اللہ عنہ مشہور صحابی تشریف لائے اور کہا: ابو عبدالرحمٰن! کیا یہ نوجوان لوگ (جو تمہارے شاگرد ہیں) اسی طرح قرآن پڑھ سکتے ہیں

أَمَا إِنَّكَ لَوْ شِئْتَ أَمَرْتُ بَعْضَهُمْ يَقْرَأُ عَلَيْكَ قَالَ: أَجَلْ. قَالَ: اقْرَأْ يَا عَلْقَمَةُ! فَقَالَ زَيْدُ بْنُ حُدَيْرٍ أَخُوْ زِيَادِ بْنِ حُدَيْرٍ: أَتَأْمُرُ عَلْقَمَةَ أَنْ يَقْرَأَ وَلَيْسَ بِأَقْرَإِنَا قَالَ: أَمَا إِنَّكَ إِنْ شِئْتَ أَخْبَرْتُكَ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ قَوْمِكَ وَقَوْمِهِ. فَقَرَأْتُ خَمْسِيْنَ آيَةً مِنْ سُوْرَةِ مَرْيَمَ، فَقَالَ عَبْدُاللَّهِ: كَيْفَ تَرَى؟ قَالَ: قَدْ أَحْسَنَ. قَالَ عَبْدُاللَّهِ: مَا أَقْرَأُ شَيْئًا إِلَّاوَهُوَ يَقْرَؤُهُ، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى خَبَّابٍ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ: أَلَمْ يَأْنِ لِهَذَا الْخَاتَمِ أَنْ يُلْقَى؟ قَالَ أَمَا إِنَّكَ لَنْ تَرَاهُ عَلَيَّ بَعْدَ الْيَوْمِ، فَأَلْقَاهُ. رَوَاهُ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ.

جیسے آپ پڑھتے ہیں؟ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں کسی سے تلاوت کے لیے کہوں؟ انہوں نے فرمایا کہ ضرور۔ اس پر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا، علقمہ! تم پڑھو، زید بن حدیر، زیاد بن حدیر کے بھائی، بولے آپ علقمہ سے تلاوت قرآن کے لیے فرماتے ہیں حالانکہ وہ ہم سب سے اچھے قاری نہیں ہیں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تم چاہو تو میں تمہیں وہ حدیث سنا دوں جو رسول اللہ ﷺ نے تمہاری قوم کے حق میں فرمائی تھی۔ خیر علقمہ کہتے ہیں کہ میں نے سورۂ مریم کی پچاس آیتیں پڑھ کر سنائیں۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے خباب رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کہو کیسا پڑھتا ہے؟ خباب رضی اللہ عنہ نے کہا بہت خوب پڑھا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو آیت بھی میں جس طرح پڑھتا ہوں علقمہ بھی اسی طرح پڑھتا ہے، پھر انہوں نے خباب رضی اللہ عنہ کو دیکھا، ان کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی، تو کہا کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ یہ انگوٹھی پھینک دی جائے۔ خباب نے کہا آج کے بعد آپ یہ انگوٹھی میرے ہاتھ میں نہیں دیکھیں گے۔ چنانچہ انہوں نے انگوٹھی اتار دی۔ اس حدیث کو غندر نے شعبہ سے روایت کیا ہے۔

تشریح: زید بن حدیر بنو اسد میں سے تھے، نبی کریم ﷺ نے جہینہ کو بنو اسد اور غطفان سے بتلایا اور علقمہ نخع قبیلے کے تھے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور بزار نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نکالا کہ نبی کریم ﷺ نخع قبیلے کے لیے دعا فرمایا کرتے تھے، اس کی تعریف کرتے یہاں تک کہ میں نے تمنا کی کہ کاش! میں بھی اس قبیلہ سے ہوتا۔ غندر کی روایت کو ابونعیم نے مستخرج میں وصل کیا ہے۔ شاید خباب سونا پہننے کو مکروہ تنزیہی سمجھتے ہوں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی تنبیہ پر کہ سونا پہننا حرام ہے، انہوں نے اس انگوٹھی کو نکال پھینکا۔

بَابُ قِصَّةِ دَوْسٍ وَالطُّفَيْلِ بْنِ عَمْرٍو الدَّوْسِيِّ

باب: قبیلہ دوس اور طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ کا بیان

تشریح: دوس یمن میں ایک قوم ہے۔ طفیل بن عمرو اسی قوم سے تھے۔ ان کو ذوالنور بھی کہتے تھے۔ وہ آ کر مسلمان ہو گئے تو نبی کریم ﷺ نے ان کو ان کی قوم کی طرف مبلغ بنا کر بھیجا۔ انؓ کا باپ مسلمان ہو گیا لیکن ماں مسلمان نہیں ہوئی اور قوم والوں نے بھی ان کا کہنا نہ مانا، صرف حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ نبی کریم ﷺ نے طفیل رضی اللہ عنہ کی درخواست پر دوس کی ہدایت کے لیے دعا کی، وہ مسلمان ہو گئے۔ کہتے ہیں طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے کچھ نشانی چاہی۔ آپ نے دعا کی یا اللہ! طفیل کو نور دے، ان کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں سے نور نکلتا جو رات کو روشن ہو جاتا۔ ابن کلبی نے کہا حبیب بن عمرو دوس کا حاکم تھا، اس کی عمر تین سو برس کی تھی۔ وہ ۷۵ آدمیوں کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور مسلمان ہو گیا۔ اس کے ساتھی بھی سب مسلمان ہو گئے۔

٤٣٩٢۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ،

(۴۳۹۲) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان

عَنِ ابْنِ ذَكْوَانَ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ دَوْسًا قَدْ هَلَكَتْ، عَصَتْ وَأَبَتْ، فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهِمْ. فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَأْتِ بِهِمْ)). [راجع: ٢٩٣٧]

کیا، ان سے عبداللہ بن ذکوان نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ قبیلہ دوس تو تباہ ہوا۔ نافرمانی اور انکار کیا (اسلام قبول نہیں کیا) آپ اللہ سے ان کے لیے دعا کیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! قبیلہ دوس کو ہدایت دے اور انہیں میرے یہاں لے آ۔“

٤٣٩٣ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: لَمَّا قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قُلْتُ: فِي الطَّرِيقِ:

يَا لَيْلَةً مِنْ طُولِهَا وَعَنَائِهَا
عَلَى أَنَّهَا مِنْ دَارَةِ الْكُفْرِ نَجَّتِ

وَأَبَقَ غُلَامٌ لِي فِي الطَّرِيقِ، فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَبَايَعْتُهُ، فَبَيْنَا أَنَا عِنْدَهُ إِذْ طَلَعَ الْغُلَامُ، فَقَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! هٰذَا غُلَامُكَ)). فَقُلْتُ: هُوَ لِوَجْهِ اللّٰهِ. فَأَعْتَقْتُهُ. [راجع: ٢٥٣٠]

(۴۳۹۳) مجھ سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا، ان سے قیس نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب میں اپنے وطن سے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے چلا تو راستے میں، میں نے یہ شعر پڑھا: کیسی ہے تکلیف کی لمبی یہ رات، خیر اس نے کفر سے دی ہے نجات۔ اور میرا غلام راستے میں بھاگ گیا تھا میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے بیعت کی۔ ابھی آپ کے پاس میں بیٹھا ہی ہوا تھا کہ وہ غلام دکھائی دیا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: ”ابو ہریرہ! یہ ہے تمہارا غلام!“ میں نے کہا: اللہ کے لیے میں نے اس کو اب آزاد کر دیا۔

تشریح: حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے بعد میں اللہ نے ان کو ایسا فدائے رسول ﷺ بنایا کہ یہ ہزاروں احادیث کے حافظ قرار پائے۔ آج کتب احادیث میں جگہ جگہ زیادہ تر انہی کی روایات پائی جاتی ہیں۔ تاحیات ایک دن کے لیے بھی نبی کریم ﷺ کے دارالعلوم سے غیر حاضری نہیں کی۔ بھوکے پیاسے چوبیس گھنٹے خدمت نبوی میں موجود رہے۔ (رضی اللہ عنہ وارضاہ)

بَابُ قِصَّةِ وَفْدِ طَيِّئٍ وَحَدِيثِ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ

باب: قبیلہ طے کے وفد اور عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کا قصہ

تشریح: بنی طے ایک قبیلہ ہے اس کا نام طے اس لیے ہوا کہ سب سے پہلے گول کنواں اسی نے بنوایا تھا۔

٤٣٩٤ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْمَلِكِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: أَتَيْنَا عُمَرَ فِي وَفْدٍ، فَجَعَلَ

(۴۳۹۴) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالملک بن عمیر نے بیان کیا، ان سے عمرو بن حریث نے اور ان سے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں (ان کے دور خلافت میں) ایک وفد کی شکل میں آئے۔ وہ ایک ایک

يَدْعُوْ رَجُلاً رَجُلاً وَيُسَمِّيْهِمْ فَقُلْتُ: أَمَا تَعْرِفُنِيْ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ؟ قَالَ: بَلَى، أَسْلَمْتَ إِذْ كَفَرُوْا، وَأَقْبَلْتَ إِذْ أَدْبَرُوْا، وَوَفَيْتَ إِذْ غَدَرُوْا، وَعَرَفْتَ إِذْ أَنْكَرُوْا. فَقَالَ عَدِيٌّ: فَلَا أُبَالِيْ إِذًا.

شخص کو نام لے لے کر بلاتے جاتے تھے میں نے ان سے کہا: کیا آپ مجھے پہچانتے نہیں؟ یا امیر المومنین! فرمایا کہ تمہیں بھی نہیں پہچانوں گا، تم اس وقت اسلام لائے جب یہ سب کفر پر قائم تھے۔ تم نے اس وقت توجہ کی جب یہ سب منہ موڑ رہے تھے۔ تم نے اس وقت وفا کی جب یہ سب بے وفائی کر رہے تھے اور اس وقت پہچانا جب ان سب نے انکار کیا تھا۔ عدی ؓ نے کہا: بس اب مجھے کوئی پروا نہیں۔

تشریح: عدی بن حاتم ؓ قبیلے طے میں سے تھے۔ ان کے باپ وہی حاتم طائی ہیں جن کا نام سخاوت میں مشہور عالم ہے۔ حضرت عمر ؓ سے عدی ؓ نے اپنا تعارف کرایا جس کا جواب حضرت عمر ؓ نے وہ دیا جو روایت میں مذکور ہے۔ اس پر عدی ؓ نے کہا کہ جب آپ میرا حال جانتے ہیں اور میری قدر پہچانتے ہیں تو اب مجھ کو اس کا کوئی رنج نہیں ہے کہ پہلے اور لوگوں کو بلایا مجھ کو نہیں بلایا۔ عدی بن حاتم پہلے نصرانی تھے، ان کی بہن کو نبی کریم ﷺ کے سوار پکڑ لائے۔ آپ نے ان کو خاندانی اعزاز کی بنا پر مفت آزاد کر دیا۔ اس کے بعد بہن کے کہنے پر عدی بن حاتم ؓ خدمت نبی ﷺ میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہو گئے۔

حضرت حافظ ابن حجر ؒ نے عدی بن حاتم کا نسب نامہ سبا تک پہنچایا ہے جو کسی زمانہ میں یمن کی ملکہ تھی۔ آگے حافظ صاحب فرماتے ہیں:

"اخرج مسلم من وجه آخر عن عدی بن حاتم قال اتیت عمر فقال ان اول صدقة بیضت وجه رسول الله ﷺ ووجوه اصحابه صدقة طی جئت بها الی النبی ﷺ وزاد احمد فی اوله اتیت عمر فی اناس من قومی فجعل یعرض عنی فاستقبلته فقلت اتعرفنی فذکر نحوما اورده البخاری ونحو ما اورده مسلم جمیعا۔" (فتح) یعنی حضرت عمر ؓ نے فرمایا کہ سب سے پہلا صدقہ جسے دیکھ کر نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام ؓ کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگ گیا وہ قبیلہ طے کا پیش کردہ صدقہ تھا جسے میں خود لے کر خدمت نبوی میں حاضر ہوا تھا۔ امام احمد ؒ نے اس کے اول میں یہ زیادہ کیا ہے کہ میں اپنی قوم میں حضرت عمر ؓ کے پاس آیا تو آپ نے مجھ سے منہ پھیر لیا پھر میں آپ کے سامنے ہو گیا اور میں نے وہ کہا جو روایت میں مذکور ہے۔ جسے بخاری و مسلم ہر دو نے وارد کیا ہے۔ حضرت عمر ؓ کا منہ پھیرنا صرف اس لیے تھا کہ یہ حضرت تو میرے جانے پہچانے ہیں۔ اس وقت نو واردوں کی طرف توجہ ضروری ہے۔ اس سے حضرت عدی ؓ کی حضرت عمر ؓ کی نگاہوں میں بڑی وقعت ثابت ہوئی۔ (ؓ) حضرت عدی بن حاتم شعبان ۷ھ میں خدمت نبوی میں آئے اور بعد میں کوفہ میں سکونت اختیار کی۔ جنگ جمل میں حضرت علی ؓ کے ساتھ تھے۔ ۶۷ھ میں کوفہ میں ایک سو بیس سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ ان کے باپ حاتم طائی سخاوت کے لیے مشہور زمانہ گزرا ہے۔ لفظ طائی قبیلہ طے کی نسبت ہے۔

خاتمہ

بعونہ تعالیٰ پچھلے سال سری نگر میں ۲۷-۸-۲۵ کو اس پارے کی تسوید کے لیے قلم ہاتھ میں لی تھی سال بھر سفر و حضر میں اس خدمت کو انجام دیا گیا اور آج غریب خانہ پر قیام کی حالت میں اس کی تسوید کا کام مکمل کر رہا ہوں۔ بلا مبالغہ ترجمہ و متن و تشریحات کو بڑے غور و فکر کے بعد قید کتابت میں لایا گیا ہے اور بعد میں بکرات و مرات ان پر نظر ڈالی گئی پھر بھی سہو اور لغزش کا امکان ہے۔ جس کے لیے میں علمائے ماہرین فن کی طرف سے اصلاح کے لیے بصد شکریہ منتظر رہوں گا۔ قارئین کرام و ہمدردان عظام سے بصد ادب گزارش ہے کہ وہ بوقت مطالعہ مجھ ناچیز کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں تاکہ یہ خدمت مکمل ہو سکے جو میری زندگی کا مقصد وحید ہے۔ جسے میں نے اپنا اوڑھنا بچھونا بنا رکھا ہے۔ جن حضرات کی ہمدردیاں اور دعائیں میرے شامل حال ہیں، ان سب کا بہت بہت مشکور ہوں اور ان سب کے لیے دعا گو ہوں کہ اللہ پاک اپنے حبیب ﷺ کے پاکیزہ کلام کی برکت سے ہم سب کو دونوں جہانوں کی برکتوں سے نوازے۔ خاص طور پر اس دنیا سے جانے کے بعد اس صدقہ جاریہ کو ہم سب کے لیے باعث نجات بنائے اور قیامت کے

دن نبی کریم ﷺ کی شفاعت کبریٰ ہم سب کو نصیب کرے۔

یا اللہ! جس طرح یہاں تک تو نے مجھ کو پہنچایا ہے۔ اسی طرح سے آخر تک تو ہم کو اس خدمت کی تکمیل کی توفیق عطا فرما اور قلم کی لغزش سے بچا کہ سب کچھ تیرے ہی اختیار میں ہے۔

"وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ وعلی خیر خلقه محمد وعلی اٰله واصحابه اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین۔"

(خادم حدیث نبوی محمد داؤد راز ولد عبداللہ السلفی موضع رہپواہ ڈاک خانہ پنگواں ضلع گوڑگاؤں (ہریانہ) (۳-۷-۱۲-۳۰)

بَابُ حَجَّةِ الْوَدَاعِ

باب: حجۃ الوداع کا بیان

تشریح: لفظ وداع کے معنی رخصت کرنے کے ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے ۱۰ھ میں یہ حج کیا اور اس موقع پر آپ نے امت سے صاف لفظوں میں فرمادیا کہ اب آیندہ سال شاید میری ملاقات تم سے نہ ہو سکے گی۔ میں دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا۔ اس لحاظ سے اس حج کو حجۃ الوداع کہا گیا۔ اس میں آپ ﷺ امت سے رخصت ہو گئے۔ اس موقع پر آپ نے امت کو بہت قیمتی نصیحتیں فرمائیں، جن کا ذکر کتب سیر میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ یہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حج کے مختلف واقعات کا ذکر فرمایا ہے، جیسا کہ بغور [illegible] کرنے والوں پر ظاہر ہوگا۔ اس حج کے لئے آپ ۲۶ ذی القعدہ ۱۰ھ میں بعد نماز ظہر مدینہ منورہ سے تقریباً ایک لاکھ ۲۴ ہزار مسلمانوں کے ہمراہ نکلے اور نو روز کا سفر کرنے کے بعد ۴ ذی الحجہ بروز اتوار صبح کے وقت آپ مکہ شریف پہنچ گئے۔ اس حج کے تین ماہ بعد آپ وفات پا گئے۔ (ﷺ) اس سال غرہ ذی الحجہ جمعرات کے دن تھا اور وقوف عرفہ جمعہ کے دن واقع ہوا تھا۔

٤٣٩٥ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، فَأَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْىٌ فَلْيُهْلِلْ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ، ثُمَّ لَا يَحِلَّ حَتَّى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا)). فَقَدِمْتُ مَعَهُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ، وَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَوْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((انْقُضِي رَأْسَكِ، وَامْتَشِطِي وَأَهِلِّي بِالْحَجِّ وَدَعِي الْعُمْرَةَ)). فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْنَا الْحَجَّ أَرْسَلَنِي رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ مَعَ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَاعْتَمَرْتُ فَقَالَ: ((هَذِهِ مَكَانَ

(۴۳۹۵) ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ بن زبیر نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حجۃ الوداع کے موقع پر ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ ہم نے عمرہ کا احرام باندھا تھا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس کے ساتھ ہدی ہو وہ عمرہ کے ساتھ حج کا بھی احرام باندھ لے اور جب تک دونوں کے ارکان نہ اُدا کر لے احرام نہ کھولے۔" پھر میں آپ ﷺ کے ساتھ جب مکہ آئی تو مجھ کو حیض آ گیا۔ اس لیے نہ بیت اللہ کا طواف کر سکی اور نہ صفا اور مروہ کی سعی کر سکی۔ میں نے اس کی شکایت آپ سے کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "سر کھول لے اور کنگھا کر لے۔ اس کے بعد حج کا احرام باندھ لو اور عمرہ چھوڑ دو۔" میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر جب ہم حج ادا کر چکے تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے (میرے بھائی) عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تنعیم سے (عمرہ کی) نیت کرنے کے لیے بھیجا اور میں نے عمرہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ تمہارے اس چھوٹے ہوئے عمرہ کی قضا ہے۔" عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جن لوگوں نے صرف عمرہ کا

عُمْرَتِكِ)). قَالَتْ: فَطَافَ الَّذِينَ أَهَلُّوا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ حَلُّوا، ثُمَّ طَافُوا طَوَافًا آخَرَ بَعْدَ أَنْ رَجَعُوا مِنْ مِنًى، وَأَمَّا الَّذِينَ جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَإِنَّمَا طَافُوا طَوَافًا وَاحِدًا. [راجع: ٢٩٤]

احرام باندھا تھا۔ انہوں نے بیت اللہ کے طواف اور صفا اور مروہ کی سعی کے بعد احرام کھول دیا۔ پھر منیٰ سے واپسی کے بعد انہوں نے دوسرا طواف (حج کا) کیا، لیکن جن لوگوں نے حج اور عمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھا تھا، انہوں نے ایک ہی طواف کیا۔

تشریح: کیونکہ عمرہ کے ارکان حج میں شریک ہوگئے۔ علیحدہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ اس میں حنفیہ کا اختلاف ہے۔ یہ حدیث کتاب الحج میں گزر چکی ہے لیکن صرف اس لیے لائے کہ اس میں حجۃ الوداع کا ذکر ہے۔

٤٣٩٦۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَطَاءٌ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ فَقَدْ حَلَّ. فَقُلْتُ: مِنْ أَيْنَ؟ قَالَ: هَذَا ابْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: مِنْ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ﴾ [الحج: ٣٣] وَمِنْ أَمْرِ النَّبِيِّ ﷺ أَصْحَابَهُ أَنْ يَحِلُّوا فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ. قُلْتُ: إِنَّمَا كَانَ ذَلِكَ بَعْدَ الْمُعَرَّفِ. قَالَ: كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَرَاهُ قَبْلُ وَبَعْدُ. [مسلم: ٣٠٢٠]

(۴۳۹۶) مجھ سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن جریج نے بیان کیا، کہا مجھ سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ (عمرہ کرنے والا) صرف بیت اللہ کے طواف سے حلال ہو سکتا ہے۔ (ابن جریج نے کہا) میں نے عطاء سے پوچھا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ مسئلہ کہاں سے نکالا؟ انہوں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ﴾ سے اور نبی کریم ﷺ کے اس حکم کی وجہ سے جو آپ نے اپنے اصحاب کو حجۃ الوداع میں احرام کھول دینے کے لیے دیا تھا۔ میں نے کہا کہ یہ حکم تو عرفات میں ٹھہرنے کے بعد کے لیے ہے۔ انہوں نے کہا لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ مذہب تھا کہ عرفات میں ٹھہرنے سے پہلے اور بعد ہر حال میں جب طواف کر لے تو احرام کھول ڈالنا درست ہے۔

تشریح: آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ پھر ان کا حلال ہونا پرانے گھر یعنی خانہ کعبہ کے پاس ہے۔

٤٣٩٧۔ حَدَّثَنِي بَيَانٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَيْسٍ قَالَ: سَمِعْتُ طَارِقًا، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِالْبَطْحَاءِ فَقَالَ: ((أَحَجَجْتَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: ((كَيْفَ أَهْلَلْتَ؟)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ بِإِهْلَالٍ كَإِهْلَالِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. قَالَ: ((**طُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حِلَّ**)). فَطُفْتُ بِالْبَيْتِ

(۴۳۹۷) مجھ سے بیان بن عمرو نے بیان کیا، کہا ہم سے نضر بن شمیل نے بیان کیا، انہیں شعبہ نے خبر دی، ان سے قیس بن مسلم نے بیان کیا، انہوں نے طارق بن شہاب سے سنا اور ان سے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ ﷺ وادی بطحا (سنگریزی زمین) میں قیام کیے ہوئے تھے۔ آپ نے پوچھا: ”تم نے حج کا احرام باندھ لیا؟“ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ دریافت فرمایا: ”احرام کس طرح باندھا ہے؟“ عرض کیا (اس طرح) کہ میں بھی اسی طرح احرام باندھتا ہوں جس طرح رسول اللہ ﷺ نے باندھا ہے۔ آپ

وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَأَتَيْتُ امْرَأَةً مِنْ قَيْسٍ فَفَلَتْ رَأْسِي. [راجع: ١٥٥٩]

نے فرمایا: ''پہلے (عمرہ کرنے کے لیے) بیت اللہ کا طواف کر، پھر صفا اور مروہ کی سعی کر، پھر حلال ہو جا۔'' چنانچہ میں بیت اللہ کا طواف اور صفا اور مروہ کی سعی کر کے قبیلہ قیس کی ایک عورت کے گھر آیا اور انہوں نے میرے سر سے جوئیں نکالیں۔

تشریح: اسی قسم کے احرام کو حج تمتع کا احرام کہا جاتا ہے۔ آپ کا احرام حج قران کا تھا مگر ان کے لیے آپ نے حج تمتع ہی کو آسان خیال فرمایا۔ اب بھی حج تمتع ہی بہتر ہے کیونکہ اس میں حاجی کو آسانی ہو جاتی ہے۔ بعض لوگوں نے حج بدل والوں کے لیے حج قران کی شرط لگائی ہے جس کی دلیل نہیں ملی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

٤٣٩٨۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى ابْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، أَخْبَرَهُ: أَنَّ حَفْصَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يَحْلِلْنَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، فَقَالَتْ حَفْصَةُ: فَمَا يَمْنَعُكَ؟ فَقَالَ: ((لَبَّدْتُ رَأْسِي وَقَلَّدْتُ هَدْيِي، فَلَسْتُ أَحِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ هَدْيِي)). [راجع: ١٥٦٦]

(۴۳۹۸) مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا ہم کو انس بن عیاض نے خبر دی، کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے، انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے انہیں خبر دی کہ حضور اکرم نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنی بیویوں کو حکم دیا کہ (عمرہ کرنے کے بعد) حلال ہو جائیں (یعنی احرام کھول دیں) حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا (یا رسول اللہ!) پھر آپ کیوں نہیں حلال ہوتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تو اپنے بالوں کو جما لیا ہے اور اپنی قربانی کو ہار پہنا دیا ہے، اس لیے میں جب تک قربانی نہ کر لوں اس وقت تک احرام نہیں کھول سکتا۔''

تشریح: گوند لگا کر آپ ﷺ نے سر مبارک کے بکھرے ہوئے بالوں کو جما لیا تھا، اس کو لفظ تلبید سے تعبیر کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کا احرام حج قران کا تھا۔ اس لیے آپ نے احرام نہیں کھولا مگر صحابہ رضی اللہ عنہم کو آپ نے حج تمتع ہی کے احرام کی تاکید فرمائی تھی۔

٤٣٩٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنِي شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ؛ ح: وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً، مِنْ خَثْعَمَ اسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ۔ وَالْفَضْلُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَدِيفُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ فَرِيضَةَ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ

(۴۳۹۹) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے شعیب نے بیان کیا، ان سے زہری نے، (دوسری سند) (اور امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا) مجھ سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا، کہا ہم سے امام اوزاعی نے بیان کیا، کہا کہ مجھے ابن شہاب نے خبر دی، انہیں سلیمان بن یسار نے اور انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت نے حجۃ الوداع کے موقع پر رسول کریم ﷺ سے ایک مسئلہ پوچھا، فضل بن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ ہی کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! اللہ کا جو فریضہ اس کے بندوں پر ہے (یعنی حج) میرے والد پر بھی فرض ہو چکا ہے لیکن بڑھاپے کی وجہ سے ان کی حالت یہ ہے کہ وہ سواری پر

يَسْتَوِيَ عَلَى الرَّاحِلَةِ، فَهَلْ يَقْضِي أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ قَالَ: ((نَعَمْ)). [راجع: ١٥١٣]

نہیں بیٹھ سکتے۔ تو کیا میں ان کی طرف سے حج ادا کر سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں! کر سکتی ہو۔''

تشریح: اس حدیث سے حج بدل کرنا ثابت ہوا مگر یہ حج کرنا اسی کے لیے جائز ہے جو پہلے اپنا حج ادا کر چکا ہو۔ جیسا کہ حدیث شبرمہ میں وضاحت موجود ہے۔ روایت میں حجۃ الوداع کا ذکر ہے یہی باب سے مناسبت ہے۔

٤٤٠٠ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أَقْبَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ مُرْدِفٌ أُسَامَةَ عَلَى الْقَصْوَاءِ. وَمَعَهُ بِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ حَتَّى أَنَاخَ عِنْدَ الْبَيْتِ، ثُمَّ قَالَ لِعُثْمَانَ: ((ائْتِنَا بِالْمِفْتَحِ)) فَجَاءَهُ بِالْمِفْتَحِ فَفَتَحَ لَهُ الْبَابَ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ وَأُسَامَةُ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ، ثُمَّ أَغْلَقُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ، فَمَكَثَ نَهَارًا طَوِيلًا ثُمَّ خَرَجَ، وَابْتَدَرَ النَّاسُ الدُّخُولَ، فَسَبَقْتُهُمْ فَوَجَدْتُ بِلَالًا قَائِمًا مِنْ وَرَاءِ الْبَابِ فَقُلْتُ لَهُ: أَيْنَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ فَقَالَ: صَلَّى بَيْنَ ذَيْنِكَ الْعَمُودَيْنِ الْمُقَدَّمَيْنِ. وَكَانَ الْبَيْتُ عَلَى سِتَّةِ أَعْمِدَةٍ سَطْرَيْنِ، صَلَّى بَيْنَ الْعَمُودَيْنِ مِنَ السَّطْرِ الْمُقَدَّمِ، وَجَعَلَ بَابَ الْبَيْتِ خَلْفَ ظَهْرِهِ، وَاسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ الَّذِي يَسْتَقْبِلُكَ حِينَ تَلِجُ الْبَيْتَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِدَارِ، قَالَ: وَنَسِيتُ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلَّى؟ وَعِنْدَ الْمَكَانِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ مَرْمَرَةٌ حَمْرَاءُ. [راجع: ٣٩٧]

(۴۴۰۰) مجھ سے محمد بن رافع نے بیان کیا، کہا ہم سے سریج بن نعمان نے بیان کیا، ان سے فلیح بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے دن نبی کریم ﷺ تشریف لائے، آپ ﷺ کی قصواء اونٹنی پر پیچھے اسامہ رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے ساتھ بلال اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ آپ ﷺ نے کعبہ کے پاس اپنی اونٹنی بٹھادی اور عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''کعبہ کی کنجی لاؤ۔'' وہ کنجی لائے اور دروازہ کھولا۔ حضور اندر داخل ہوئے تو آپ ﷺ کے ساتھ اسامہ، بلال اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی اندر گئے، پھر دروازہ اندر سے بند کر لیا اور دیر تک اندر (نماز اور دعاؤں میں مشغول) رہے۔ جب آپ ﷺ باہر تشریف لائے تو لوگ اندر جانے کے لیے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے لگے اور میں سب سے آگے بڑھ گیا۔ میں نے دیکھا کہ بلال رضی اللہ عنہ دروازے کے پیچھے کھڑے ہوئے ہیں۔ میں۔ نے ان سے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ نے نماز کہاں پڑھی تھی؟ انہوں نے بتایا کہ خانہ کعبہ میں چھ ستون تھے۔ دو قطاروں میں اور حضور ﷺ نے آگے کی قطار کے دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھی تھی۔ کعبہ کا دروازہ آپ ﷺ کی پیٹھ کی طرف تھا اور چہرۂ مبارک اس طرف تھا، جدھر دروازہ سے اندر جاتے ہوئے چہرہ کرنا پڑتا ہے۔ آپ کے اور دیوار کے درمیان (تین ہاتھ کا فاصلہ تھا) ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ یہ پوچھنا میں بھول گیا کہ آنحضرت ﷺ نے کتنی رکعت نماز پڑھی تھی۔ جس جگہ آپ نے نماز پڑھی تھی وہاں سرخ سنگ مرمر بچھا ہوا تھا۔

تشریح: اس حدیث کی مناسبت باب سے معلوم نہیں ہوتی۔ فتح مکہ ۸ھ میں ہوا اور حجۃ الوداع ۱۰ھ میں وقوع میں آیا۔ شاید یہی فرق بتلانا مقصود ہو کہ حجۃ الوداع فتح مکہ کے بعد وقوع میں آیا ہے۔

٤٤٠١ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا

(۴۴۰۱) ہم سے ابوالیمان حکم بن نافع نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے

شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ، وَأَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُمَا: أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ حَاضَتْ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَحَابِسَتُنَا هِيَ؟)) فَقُلْتُ: إِنَّهَا قَدْ أَفَاضَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَطَافَتْ بِالْبَيْتِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَلْتَنْفِرْ)). [راجع: ٢٩٤]

خبر دی، انہیں زہری نے، کہا مجھ سے عروہ بن زبیر اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا اور انہیں نبی کریم ﷺ کی زوجۂ مطہرہ عائشہ ؓ نے خبر دی کہ حضور ﷺ کی زوجہ صفیہ ؓ حجۃ الوداع کے موقع پر حائضہ ہو گئی تھیں۔ نبی ﷺ نے دریافت فرمایا: ''ابھی ہمیں ان کی وجہ سے رکنا پڑے گا؟'' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ تو مکہ لوٹ کر طواف زیارت کر چکی ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''پھر اسے چلنا چاہیے۔'' (طواف وداع کی ضرورت نہیں)۔

٤٤٠٢ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَنَّ أَبَاهُ، حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا نَتَحَدَّثُ بِحَجَّةِ الْوَدَاعِ وَالنَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِنَا، وَلَا نَدْرِيْ مَا حَجَّةُ الْوَدَاعِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ ذَكَرَ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ فَأَطْنَبَ فِيْ ذِكْرِهِ وَقَالَ: ((مَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا أَنْذَرَ أُمَّتَهُ، أَنْذَرَهُ نُوْحٌ وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ بَعْدِهِ، وَإِنَّهُ يَخْرُجُ فِيْكُمْ، فَمَا خَفِيَ عَلَيْكُمْ مِنْ شَأْنِهِ فَلَيْسَ يَخْفَى عَلَيْكُمْ أَنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ، وَإِنَّهُ أَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنَى، كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ)). [راجع: ٣٠٥٧] [مسلم: ٢٢٣، ٢٢٤؛ نسائي: ٤١٣٦؛ ابن ماجه: ٣٩٤٣]

(۴۴۰۲) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عبداللہ بن وہب نے خبر دی، کہا کہ مجھ سے عمر بن محمد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عمر ؓ نے بیان کیا کہ ہم حجۃ الوداع کہا کرتے تھے، جبکہ حضور اکرم ﷺ موجود تھے اور ہم نہیں سمجھتے تھے کہ حجۃ الوداع کا مفہوم کیا ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے اللہ کی حمد اور اس کی ثنا بیان کی پھر مسیح دجال کا ذکر تفصیل کے ساتھ کیا۔ آپ نے فرمایا: ''جتنے بھی انبیا اللہ نے بھیجے ہیں، سب نے دجال سے اپنی امت کو ڈرایا ہے۔ نوح علیہ السلام نے اپنی امت کو اس سے ڈرایا اور دوسرے بعد میں آنے والے انبیا نے بھی اور وہ تم ہی میں سے نکلے گا۔ پس یاد رکھنا کہ تم کو اس کے جھوٹے ہونے کی اور کوئی دلیل نہ معلوم ہو تو یہی دلیل کافی ہے کہ وہ مردود کانا ہوگا اور تمہارا رب کانا نہیں ہے۔ اس کی آنکھ ایسی معلوم ہوگی جیسے انگور کا دانہ۔''

٤٤٠٣ـ ((أَلَا إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَائَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا، فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا، أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟)) قَالُوْا: نَعَمْ. قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ، ثَلَاثًا، وَيْلَكُمْ، أَوْ وَيْحَكُمْ، انْظُرُوْا لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ

(۴۴۰۳) ''خوب سن لو! اللہ تعالیٰ نے تم پر تمہارے آپس کے خون اور اموال اسی طرح حرام کیے ہیں جیسے اس دن کی حرمت اس شہر اور اس مہینے میں ہے۔ ہاں بولو! کیا میں نے پہنچا دیا؟'' صحابہ ؓ بولے کہ آپ نے پہنچا دیا۔ فرمایا: ''اے اللہ! تو گواہ رہ تین مرتبہ آپ نے یہ جملہ دہرایا۔ افسوس! (آپ نے وَيْلَكُمْ فرمایا یا وَيْحَكُمْ راوی کو شک

كُفَّارًا، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)). [راجع: ١٧٤٢]

ہے) دیکھو! میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے (مسلمان) کی گردن مارنے لگ جاؤ۔“

تشریح: اس طور پر کہ کافروں کو چھوڑ کر آپس ہی میں لڑنے لگو۔ ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مسلمان کا بلاوجہ شرعی خون کرنا کفر ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہی قول ہے لیکن دوسرے علمانے تاویل کی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کافروں کا سا فعل نہ کرو۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وداع کے بارے میں شک میں رہے کہ نبی کریم ﷺ کا وداع مراد ہے یا مکہ کا وداع مراد ہے۔ مگر بعد میں معلوم ہوا کہ خود آپ ﷺ کا وداع مراد تھا۔ آپ پھر چند دنوں بعد ہی انتقال فرما گئے۔ نبی کریم ﷺ کا یہ خطبہ بھی حجۃ الوداع کا خطبہ ہے۔

٤٤٠٤ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ غَزَا تِسْعَ عَشْرَةَ غَزْوَةً، وَأَنَّهُ حَجَّ بَعْدَ مَا هَاجَرَ حَجَّةً وَاحِدَةً لَمْ يَحُجَّ بَعْدَهَا حَجَّةَ الْوَدَاعِ. قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: وَبِمَكَّةَ أُخْرَى. [راجع: ٣٩٤٩]

(۴۴۰۴) ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر بن معاویہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسحاق سبیعی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے انیس غزوے کیے اور ہجرت کے بعد صرف ایک حج کیا۔ اس حج کے بعد پھر آپ ﷺ نے کوئی حج نہیں کیا۔ یہ حج، حجۃ الوداع تھا۔ ابواسحاق نے بیان کیا کہ دوسرا حج آپ نے (ہجرت سے پہلے) مکہ میں کیا تھا۔

تشریح: یہ ابواسحاق کا خیال ہے۔ صحیح یہ ہے کہ آپ نے مکہ میں رہتے وقت بہت حج کیے تھے۔ آپ ہر سال حج کرتے تھے۔ (وحیدی)

٤٤٠٥ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ جَرِيرٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ لِجَرِيرٍ: ((اسْتَنْصِتِ النَّاسَ)). فَقَالَ: ((لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)). [راجع: ١٢١]

(۴۴۰۵) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا، ان سے علی بن مدرک نے بیان کیا، ان سے ابوزرعہ بن عمرو بن جریر نے بیان کیا اور ان سے جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر جریر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: ”لوگوں کو خاموش کر دو۔“ پھر فرمایا: ”میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔“

تشریح: مطلب یہ ہے کہ میرے بعد پھر عہد جاہلیت جیسے کام نہ کرنے لگ جانا، آپس کا جھگڑا فساد قتل غارت یہ بھی عہد کفر کے کام ہیں۔ اب مسلمان ہونے کے بعد پھر جاہلیت کی تاریخ نہ دہرانے لگ جانا، مگر یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ عہد نبوت کے بعد مسلمانوں میں خانہ جنگیوں کا ایک خطرناک سلسلہ شروع ہو گیا جو آج تک بھی جاری ہے۔ اہل اسلام نے ہدایت نبوی کو فراموش کر دیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

٤٤٠٦ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الزَّمَانُ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ،

(۴۴۰۶) مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوہاب ثقفی نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے، ان سے عبدالرحمن بن ابی بکرہ نے اور ان سے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”زمانہ اپنی اصل حالت پر گھوم کر آ گیا ہے۔ اس دن کی طرح جب اللہ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا تھا۔ دیکھو! سال کے بارہ

السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثٌ مُتَوَالِيَاتٌ: ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ، وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ، أَيُّ شَهْرٍ هَذَا؟)) قُلْنَا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ. قَالَ: ((أَلَيْسَ ذُوالْحِجَّةِ)). قُلْنَا: بَلَى. قَالَ: ((فَأَيُّ بَلَدٍ هَذَا؟)) قُلْنَا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ. قَالَ: ((أَلَيْسَ الْبُلْدَةَ)). قُلْنَا: بَلَى. قَالَ: ((فَأَيُّ يَوْمٍ هَذَا؟)) قُلْنَا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ. قَالَ: ((أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ؟)) قُلْنَا: بَلَى. قَالَ: ((فَإِنَّ دِمَائَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ- قَالَ مُحَمَّدٌ: وَأَحْسِبُهُ قَالَ: وَأَعْرَاضَكُمْ- عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ، فَسَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ، أَلَا فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِي ضُلَّالًا، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ، أَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ، فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يُبَلَّغُهُ أَنْ يَكُوْنَ أَوْعَى لَهُ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهُ)) فَكَانَ مُحَمَّدٌ إِذَا ذَكَرَهُ يَقُوْلُ: صَدَقَ مُحَمَّدٌ ﷺ ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ)). مَرَّتَيْنِ

[راجع:٦٧]

مہینے ہوتے ہیں۔ چار ان میں سے حرمت والے مہینے ہیں۔ تین لگاتار ہیں، ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم (اور چوتھا) رجب مضر جو جمادی الاولیٰ اور شعبان کے بیچ میں پڑتا ہے۔ (پھر آپ نے دریافت فرمایا) یہ کون سا مہینہ ہے؟" ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو بہتر علم ہے۔ اس پر آپ ﷺ خاموش ہوگئے۔ ہم نے سمجھا شاید آپ مشہور نام کے سوا اور کوئی نام رکھیں گے۔ لیکن آپ نے فرمایا: "کیا ذی الحجہ نہیں ہے؟" ہم بولے کہ کیوں نہیں۔ پھر دریافت فرمایا: "یہ شہر کون سا ہے؟" ہم بولے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو بہتر علم ہے۔ آپ ﷺ پھر خاموش ہوگئے۔ ہم نے سمجھا شاید اس کا کوئی اور نام آپ رکھیں گے، جو مشہور نام کے علاوہ ہوگا۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا یہ مکہ نہیں ہے؟" ہم بولے کہ کیوں نہیں (یہ مکہ ہی ہے) پھر آپ نے دریافت فرمایا: "اور یہ دن کون سا ہے؟" ہم بولے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو زیادہ بہتر علم ہے، پھر آپ خاموش ہوگئے اور ہم نے سمجھا شاید اس کا آپ اس کے مشہور نام کے سوا کوئی اور نام رکھیں گے۔ لیکن آپ نے فرمایا: "کیا یہ یوم النحر (قربانی کا دن) نہیں ہے؟" ہم بولے کہ کیوں نہیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا: "پس تمہارا خون اور تمہارا مال۔ محمد نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ ابوبکرہ ؓ نے یہ بھی کہا، اور تمہاری عزت تم پر اسی طرح حرام ہے جس طرح یہ دن، تمہارے اس شہر اور تمہارے اس مہینے میں اور تم بہت جلد اپنے رب سے ملو گے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں سوال کرے گا۔ ہاں! پس میرے بعد تم گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔ ہاں اور جو یہاں موجود ہیں وہ ان لوگوں کو پہنچا دیں جو موجود نہیں ہیں، ہوسکتا کہ جسے وہ پہنچائیں ان میں سے کوئی ایسا بھی ہو جو یہاں بعض سننے والوں سے زیادہ اس (حدیث) کو یاد رکھ سکتا ہو۔" محمد بن سیرین جب اس حدیث کا ذکر کرتے تو فرماتے کہ محمد ﷺ نے سچ فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "تو کیا میں نے پہنچا دیا۔" آپ ﷺ نے دومرتبہ یہ جملہ فرمایا۔

تشریح: ہوا یہ تھا کہ مشرک کمبخت حرام مہینوں کو اپنے مطلب سے پیچھے ڈال دیتے۔ محرم میں لڑنا حرام تھا مگر ان کو اگر اس ماہ میں لڑنا ہوتا تو محرم کو صفر بنا دیتے اور صفر کو محرم قرار دے دیتے۔ اسی طرح مدتوں سے وہ اپنے اغراض کے تحت مہینوں کو الٹ پھیر کرتے چلے آرہے تھے۔ اتفاق سے جس سال

آپ نے حجۃ الوداع کیا تو ذی الحجہ کا ٹھیک مہینہ پڑا جو واقعی حساب سے ہونا چاہیے تھا۔ اس وقت آپ نے یہ حدیث فرمائی۔ مطلب آپ کا یہ تھا کہ اب آیندہ غلط حساب نہ ہونا چاہیے اور مہینوں کا شمار بالکل ٹھیک گنتی کے موافق ہونا چاہیے۔ ماہ رجب کو قبیلہ مضر کی طرف اس لیے منسوب کیا کہ قبیلہ مضر والے دوسرے عربوں سے زیادہ ماہ رجب کی تعظیم کرتے، اس میں لڑائی بھڑائی کے لیے ہرگز تیار نہ ہوتے۔ اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے بہت سے اصولی احکام کا ابلاغ فرمایا اور مسلمانوں کو آپس میں لڑنے جھگڑنے سے خاص طور پر منع فرمایا، مگر صد افسوس! کہ امت میں اختلاف پھر انشقاق وافتراق کا جو منظر دیکھا جا رہا۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں نے اپنے رسول ﷺ کی آخری وصیت پر کہاں تک عمل درآمد کیا ہے۔ صد افسوس:

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

روایت میں حجۃ الوداع کا ذکر ہے۔ باب سے یہی وجہ مطابقت ہے۔ حضرت محمد بن سیرین تابعین میں بڑے زبردست عالم، فقیہ، محدث، متقی، اللہ والے بزرگ گزرے ہیں۔ اتنے نیک تھے کہ ان کو دیکھنے سے اللہ یاد آ جاتا تھا۔ موت کو بکثرت یاد فرماتے تھے۔ خواب کی تعبیر میں بھی امام فن تھے۔ ۷۷ سال کی عمر پا کر ۱۱۰ھ میں انتقال فرمایا۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

٤٤٠٧ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، أَنَّ أُنَاسًا مِنَ الْيَهُوْدِ قَالُوْا: لَوْ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِيْنَا لَاتَّخَذْنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ عِيْدًا. فَقَالَ عُمَرُ: أَيَّةُ آيَةٍ؟ فَقَالُوْا: ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ﴾. [المائدة: ٣] فَقَالَ عُمَرُ: إِنِّيْ لَأَعْلَمُ أَيَّ مَكَانٍ أُنْزِلَتْ، أُنْزِلَتْ وَرَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَاقِفٌ بِعَرَفَةَ. [راجع: ٤٥]

(۴۴۰۷) ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے قیس بن مسلم نے، ان سے طارق بن شہاب نے کہا چند یہودیوں نے کہا کہ اگر یہ آیت ہمارے یہاں نازل ہوئی ہوتی تو ہم اس دن عید منایا کرتے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کون سی آیات؟ انہوں نے کہا: ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ﴾ (آج میں نے تم پر اپنے دین کو کامل کیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی) اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے خوب معلوم ہے کہ یہ آیت کہاں نازل ہوئی تھی۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ میدانِ عرفات میں کھڑے ہوئے تھے (یعنی حجۃ الوداع میں)۔

تشریح: ترمذی کی روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یوں مروی ہے کہ اس دن تو دوہری عید تھی۔ ایک تو جمعہ کا دن تھا جو اسلام کی ہفتہ وار عید ہے۔ دوسرے یوم عرفات تھا جو عید سے بھی بڑھ کر فضیلت رکھتا ہے۔ حجۃ الوداع کا ذکر ہی باب سے وجہ مناسبت ہے۔

٤٤٠٨ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ، مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ، وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجَّةٍ، وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ، وَأَهَلَّ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِالْحَجِّ، فَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ أَوْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَلَمْ يَحِلُّوْا حَتَّى يَوْمِ

(۴۴۰۸) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابوالاسود محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل نے، ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا اور ان سے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہم جب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (حج کے لیے) نکلے تو کچھ لوگ ہم میں سے عمرہ کا احرام باندھے ہوئے تھے، کچھ حج کا اور کچھ عمرہ اور حج دونوں کا۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی حج کا احرام باندھا تھا۔ جو لوگ حج کا احرام باندھے ہوئے تھے یا جنہوں نے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا تھا، وہ قربانی کے دن حلال ہوئے تھے۔

النَّحرِ.

تشریح: سفر حج میں میقات پر پہنچنے کے بعد حاجی کو اختیار ہے کہ وہ تین قسم کی نیت میں سے جس نیت کے ساتھ چاہے احرام باندھے۔ (۱) حج تمتع (۲) حج قران (۳) حج افراد۔ حج تمتع سے احرام باندھنا بہتر ہے۔ جس میں حاجی مکہ شریف پہنچ کر فوراً ہی عمرہ کر کے احرام کھول دیتا ہے اور پھر آٹھویں ذی الحجہ کو از سر نو حج کا احرام باندھ کر منیٰ کا سفر شروع کرتا ہے۔ اس احرام میں حاجی کے لیے ہر قسم کی سہولتیں ہیں۔ حج قران جس میں عمرہ پھر حج ایک ہی احرام سے کیا جاتا ہے اور خالی حج ہی کی نیت کرنا حج افراد کہلاتا ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ وَقَالَ: مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ. حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ مِثْلَهُ. [راجع: ٢٩٤]

٤٤٠٩ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ- هُوَ ابْنُ سَعْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: عَادَنِي النَّبِيُّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ وَجَعٍ، أَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! بَلَغَ بِيْ مِنَ الْوَجَعِ مَا تَرَى، وَأَنَا ذُوْ مَالٍ وَلَا يَرِثُنِيْ إِلَّا ابْنَةٌ لِيْ وَاحِدَةٌ أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِيْ؟ قَالَ: ((لَا)). قُلْتُ: أَفَأَتَصَدَّقُ بِشَطْرِهِ؟ قَالَ: ((لَا)). قُلْتُ: فَالثُّلُثُ: ((وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ، إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ، وَلَسْتَ تُنْفِقُ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا أُجِرْتَ بِهَا، حَتَّى اللُّقْمَةَ تَجْعَلُهَا فِيْ فِيْ امْرَأَتِكَ)). قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِيْ؟ قَالَ: ((إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تَبْتَغِيْ بِهِ وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ دَرَجَةً وَرِفْعَةً، وَلَعَلَّكَ تُخَلَّفُ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُوْنَ،

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، پھر یہی حدیث بیان کی، اس میں یوں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع (کے لیے ہم نکلے) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، ہم سے امام مالک نے بیان کیا، اسی طرح جو پہلے مذکور ہوا۔

(۴۴۰۹) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن شہاب نے، ان سے عامر بن سعد بن ابی وقاص نے اور ان سے ان کے والد سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ بیماری نے مجھے موت کے منہ میں لا ڈالا تھا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے، میرا مرض اس حد کو پہنچ گیا ہے اور میرے پاس مال ہے، جس کی وارث خالی میری ایک لڑکی ہے، تو کیا میں اپنا دو تہائی مال خیرات کر دوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے عرض کیا: آدھا کر دوں۔ فرمایا کہ ''نہیں۔'' میں نے کہا: پھر تہائی کر دوں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تہائی بھی بہت ہے۔ تم اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑ کر جاؤ تو یہ اس سے بہتر ہے کہ انہیں محتاج چھوڑو اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں اور تم جو کچھ بھی خرچ کرو گے، اگر اس سے اللہ کی رضا مقصود ہو تو تمہیں اس پر ثواب ملے گا۔ حتیٰ کہ اس لقمہ پر بھی تمہیں ثواب ملے گا جو تم اپنی بیوی کے منہ میں رکھو گے۔'' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (بیماری کی وجہ سے) کیا میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ (مدینہ) نہیں جا سکوں گا؟ فرمایا: ''اگر تم نہیں جا سکے تب بھی اگر تم اللہ کی رضا جوئی کے لیے کوئی عمل کرو گے تو تمہارا درجہ اللہ کے یہاں اور بلند ہوگا اور امید ہے کہ تم ابھی زندہ رہو گے اور تم سے کچھ لوگوں (مسلمانوں) کو نفع پہنچے گا اور کچھ لوگوں

اللّٰهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِيْ هِجْرَتَهُمْ، وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلَى أَعْقَابِهِمْ. لٰكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ)) رَثَى لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تُوُفِّيَ بِمَكَّةَ.

(اسلام کے دشمنوں) کو نقصان پہنچے گا۔ اے اللہ! میرے ساتھیوں کی ہجرت کو کامل فرما اور انہیں پیچھے نہ ہٹا لیکن نقصان میں تو سعد بن خولہ رہے۔" حضور اکرم ﷺ نے ان کے مکہ میں وفات پا جانے کی وجہ سے رنج ظاہر فرمایا۔

[راجع:٥٦]

تشریح: حجۃ الوداع کے ذکر کی وجہ سے حدیث کو یہاں لایا گیا۔

٤٤١٠۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حَلَقَ رَأْسَهُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

(۴۴۱۰) مجھ سے ابراہیم بن منذر خزامی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابوضمرہ انس بن عیاض نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور انہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں اپنا سر منڈوایا تھا۔

[راجع: ١٧٢٦] [مسلم: ٣١٥١؛ ابوداود: ١٩٨٠]

٤٤١١۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ: أَخْبَرَهُ ابْنُ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَلَقَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَأُنَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ وَقَصَّرَ بَعْضُهُمْ.

(۴۴۱۱) ہم سے عبیداللہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن بکر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن جریج نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن عقبہ نے، انہیں نافع نے اور انہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھ بعض اصحاب نے حجۃ الوداع کے موقع پر سر منڈوایا اور بعض دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم نے بالوں کو ترشوالیا تھا۔

[راجع: ١٧٢٦]

٤٤١٢۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ؛ ح: وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ: أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ، أَقْبَلَ يَسِيرُ عَلَى حِمَارٍ، وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَائِمٌ بِمِنًى فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ يُصَلِّي بِالنَّاسِ، فَسَارَ الْحِمَارُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ، ثُمَّ نَزَلَ عَنْهُ، فَصَفَّ مَعَ النَّاسِ. [راجع: ٧٦]

(۴۴۱۲) ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا (دوسری سند) اور لیث بن سعد نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ بن عبداللہ نے بیان کیا اور انہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ وہ ایک گدھے پر سوار ہو کر آئے تو رسول اللہ ﷺ منیٰ میں کھڑے لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ یہ حجۃ الوداع کا موقع تھا۔ ان کا گدھا صف کے کچھ حصے سے گزرا، پھر وہ اتر کر لوگوں کے ساتھ صف میں کھڑے ہو گئے۔

٤٤١٣۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ هِشَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ: سُئِلَ

(۴۴۱۳) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے

أُسَامَةُ وَأَنَا شَاهِدٌ، عَنْ سَيْرِ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَجَّتِهِ. قَالَ: الْعَنَقَ، فَإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ. [راجع: ١٦٦٦]

والد عروہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ اسامہ رضی اللہ عنہ سے حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم ﷺ کی (سفر میں) رفتار کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ بیچ کی چال چلتے تھے اور جب کشادہ جگہ ملتی تو اس سے تیز چلتے تھے۔

٤٤١٤ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَدِيِّ ابْنِ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ يَزِيدَ الْخَطْمِيِّ، أَنَّ أَبَا أَيُّوبَ، أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ، صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا. [راجع: ١٦٧٤]

(۴۴۱۴) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید نے، ان سے عدی بن ثابت نے اور ان سے عبداللہ بن یزید خطمی نے اور انہیں ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع کے موقع پر مغرب اور عشاء ملا کر ایک ساتھ پڑھیں تھیں۔

تشریح: جملہ احادیث مذکورہ میں کسی نہ کسی طرح سے حجۃ الوداع کا ذکر آیا ہے۔ اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان احادیث کو یہاں نقل فرمایا جو ان کے کمال اجتہاد کی دلیل ہے۔ ویسے ہر ہر حدیث سے بہت سے مسائل کا اثبات ہوتا ہے۔ اس لیے ان میں اکثر احادیث کئی بابوں کے تحت مذکور ہوئی ہیں جیسا کہ بغور مطالعہ کرنے والے حضرات پر خود روشن ہو سکے گا۔

بَابُ غَزْوَةِ تَبُوكَ، وَهِيَ غَزْوَةُ الْعُسْرَةِ

باب: غزوۂ تبوک کا بیان، اس کا دوسرا نام غزوۂ عسرت (تنگی کا غزوہ) بھی ہے

تشریح: عسرت کے معنی تنگی اور تکلیف کے ہیں۔ اس جنگ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے سواری، راشن، کپڑے ہر چیز کی انتہائی تنگی تھی۔ یہ ماہ رجب ۹ھ کا واقعہ ہے۔ اس جنگ کا ذکر سورۂ توبہ میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہوا ہے۔ سخت ترین گرمی کا موسم تھا۔ کھجوروں کی فصل بالکل تیار تھی۔ ان حالات میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا تیار ہونا بڑے ہی عزم و ایمان کا ثبوت پیش کرنا تھا۔ منافقین نے کھل کر انکار کر دیا اور بہت سے حیلے بہانے پیش کرنے لگے۔ آیات ﴿يَعْتَذِرُونَ إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ﴾ (۹/التوبۃ: ۹۴) میں ان ہی منافقین کا ذکر ہے۔

٤٤١٥ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: أَرْسَلَنِي أَصْحَابِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَسْأَلُهُ الْحُمْلَانَ لَهُمْ، إِذْ هُمْ مَعَهُ فِي جَيْشِ الْعُسْرَةِ وَهِيَ غَزْوَةُ تَبُوكَ فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! إِنَّ أَصْحَابِي أَرْسَلُونِي إِلَيْكَ لِتَحْمِلَهُمْ. فَقَالَ: ((وَاللَّهِ! لَا أَحْمِلُكُمْ عَلَى شَيْءٍ)). وَوَافَقْتُهُ، وَهُوَ غَضْبَانُ وَلَا أَشْعُرُ، وَرَجَعْتُ

(۴۴۱۵) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے برید بن عبداللہ بن ابی بردہ نے اور ان سے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھے میرے ساتھیوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا کہ میں آپ ﷺ سے ان کے لیے سواری کے جانوروں کی درخواست کروں۔ وہ لوگ آپ کے ساتھ جیش عسرت (یعنی غزوۂ تبوک) میں شریک ہونا چاہتے تھے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ساتھیوں نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے تاکہ آپ ان کے لیے سواری کے جانوروں کا انتظام کرا دیں۔ آپ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! میں تم کو سواری کے جانور نہیں دے سکتا۔“ میں جب آپ کی خدمت میں

حَزِيْنًا مِنْ مَنْعِ النَّبِيِّ ﷺ وَمِنْ مَخَافَةِ أَنْ يَكُوْنَ النَّبِيُّ ﷺ وَجَدَ فِيْ نَفْسِهِ عَلَيَّ، فَرَجَعْتُ إِلَى أَصْحَابِيْ فَأَخْبَرْتُهُمُ الَّذِيْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ، فَلَمْ أَلْبَثْ إِلَّا سُوَيْعَةً إِذْ سَمِعْتُ بِلَالًا يُنَادِيْ: أَيْنَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ قَيْسٍ. فَأَجَبْتُهُ، فَقَالَ: أَجِبْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَدْعُوْكَ، فَلَمَّا أَتَيْتُهُ، قَالَ: ((خُذْ هٰذَيْنِ الْقَرِيْنَيْنِ وَهٰذَيْنِ الْقَرِيْنَيْنِ. لِسِتَّةِ أَبْعِرَةٍ ابْتَاعَهُنَّ حِيْنَئِذٍ مِنْ سَعْدٍ. فَانْطَلِقْ بِهِنَّ إِلَى أَصْحَابِكَ فَقُلْ: إِنَّ اللّٰهَ. أَوْ قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَحْمِلُكُمْ عَلَى هٰؤُلَاءِ فَارْكَبُوْهُنَّ)). فَانْطَلَقْتُ إِلَيْهِمْ بِهِنَّ، فَقُلْتُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ يَحْمِلُكُمْ عَلَى هٰؤُلَاءِ وَلٰكِنِّيْ وَاللّٰهِ! لَا أَدَعُكُمْ حَتَّى يَنْطَلِقَ مَعِيْ بَعْضُكُمْ إِلَى مَنْ سَمِعَ مَقَالَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَا تَظُنُّوْا أَنِّيْ حَدَّثْتُكُمْ شَيْئًا لَمْ يَقُلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا لِيْ: وَاللّٰهِ! إِنَّكَ عِنْدَنَا لَمُصَدَّقٌ، وَلَنَفْعَلَنَّ مَا أَحْبَبْتَ. فَانْطَلَقَ أَبُوْ مُوْسَى بِنَفَرٍ مِنْهُمْ حَتَّى أَتَوُا الَّذِيْنَ سَمِعُوْا قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَنْعَهُ إِيَّاهُمْ، ثُمَّ إِعْطَاءَهُمْ بَعْدُ، فَحَدَّثُوْهُمْ بِمِثْلِ مَا حَدَّثَهُمْ بِهِ أَبُوْ مُوْسَى.

[راجع: ٣١٣٣][مسلم: ٤٢٦٤]

حاضر ہوا تھا تو آپ غصہ میں تھے اور میں اسے معلوم نہ کر سکا تھا۔ آپ ﷺ کے انکار سے میں بہت غمگین واپس ہوا۔ یہ خوف تھا کہ کہیں آپ سواری مانگنے کی وجہ سے خفا نہ ہو گئے ہوں۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور انہیں نبی اکرم ﷺ کے ارشاد کی خبر دی، لیکن ابھی کچھ زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ میں نے بلال رضی اللہ عنہ کی آواز سنی، وہ پکار رہے تھے: اے عبداللہ بن قیس! میں نے جواب دیا تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ تمہیں بلا رہے ہیں۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: ''یہ دو جوڑے اور یہ دو جوڑے اونٹ کے لے جاؤ۔'' آپ نے چھ اونٹ عنایت فرمائے۔ ان اونٹوں کو آپ نے اسی وقت سعد رضی اللہ عنہ سے خریدا تھا اور فرمایا کہ ''انہیں اپنے ساتھیوں کو دے دو اور انہیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے یا آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہاری سواری کے لیے انہیں دیا ہے، ان پر سوار ہو جاؤ۔'' میں ان اونٹوں کو لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس گیا اور ان سے میں نے کہا کہ آنحضور ﷺ نے تمہاری سواری کے لیے یہ عنایت فرمائے ہیں لیکن اللہ کی قسم! کہ اب تمہیں ان پر صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس چلنا پڑے گا، جنہوں نے حضور اکرم ﷺ کا انکار فرمانا سنا تھا، کہیں تم یہ خیال نہ کر بیٹھو کہ میں نے تم سے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے متعلق غلط بات کہہ دی تھی۔ انہوں نے کہا کہ تمہاری سچائی میں ہمیں کوئی شبہ نہیں ہے لیکن اگر آپ کا اصرار ہے تو ہم ایسا بھی کر لیں گے۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان میں سے چند لوگوں کو لے کر ان صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس گئے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کا وہ ارشاد سنا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے پہلے تو دینے سے انکار کیا تھا لیکن پھر عنایت فرمایا۔ ان صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی اسی طرح حدیث کو بیان کیا کہ جس طرح ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کی تھی۔

تشریح: روایت میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا رسول کریم ﷺ سے سواریاں مانگنے کا ذکر ہے۔ اتفاق سے اس وقت سواریاں موجود نہ تھیں۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ نے انکار فرما دیا۔ تھوڑی دیر بعد سواریاں مہیا ہو گئیں اور رسول پاک ﷺ نے ابوموسیٰ کو واپس بلوا کر پانچ چھ اونٹ ان کو دلوا دیئے۔ اب ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ ڈر ہوا کہ میرے ساتھی مجھ کو جھوٹا نہ سمجھ بیٹھیں کہ ابھی تو اس نے یہ کہا تھا کہ نبی کریم ﷺ سواری نہیں دے رہے ہیں اور ابھی سواریاں لے کر آ گیا۔ اس لیے حضرت ابوموسیٰ ﷺ نے ان سے یہ کہا کہ میرے ہمراہ چل کر میری بات کی تصدیق نبی کریم ﷺ سے کر لو تا کہ میری بات کا تم کو یقین ہو جائے۔ چنانچہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے اصرار شدید پر چھ آدمی خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور انہوں نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے بیان کی تصدیق کی۔ حضرت ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس اشعری رضی اللہ عنہ مشہور مہاجر صحابی ہیں۔ جنہوں نے حبشہ کی طرف بھی ہجرت کی تھی اور یہ اہل سفینہ کے ساتھ

مدینہ آئے تھے جب کہ رسول اللہ ﷺ خیبر میں تھے۔ حضرت فاروق اعظم ؓ نے ۲۰ھ میں ان کو بصرہ کا حاکم مقرر کیا اور خلافت عثمانی میں ان کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا گیا جب ہی یہ مکہ آ گئے تھے۔ ۵۲ھ میں مکہ ہی میں ان کا انتقال ہوا۔ (رضی الله عنه وارضاه)

٤٤١٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى تَبُوكَ، فَاسْتَخْلَفَ عَلِيًّا، قَالَ: أَتُخَلِّفُنِي فِي الصِّبْيَانِ وَالنِّسَاءِ؟ قَالَ: ((أَلَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدِي)). وَقَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ، قَالَ: سَمِعْتُ مُصْعَبًا.

[راجع: ٣٧٠٦][مسلم: ٦٢١٨]

(۴۴۱۶) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے حکم بن عتبہ نے، ان سے مصعب بن سعد نے اور ان سے ان کے والد نے کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک کے لیے تشریف لے گئے تو علی ؓ کو مدینہ میں اپنا نائب بنایا۔ علی ؓ نے عرض کیا: آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑے جا رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس پر خوش نہیں ہو کہ میرے لیے تم ایسے ہو جیسے موسیٰ کے لیے ہارون تھے۔ لیکن فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔'' اور ابوداؤد طیالسی نے اس حدیث کو یوں بیان کیا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حکم بن عتبہ نے اور انہوں نے کہا میں نے مُصعَب سے سنا۔

تشریح: غزوۂ تبوک کی وجہ یہ ہوئی کہ رسول کریم ﷺ کو یہ خبر پہنچی تھی کہ روم کے نصاریٰ مسلمانوں سے لڑنے کی تیاری کر رہے ہیں اور عرب کے بھی کئی قبائل لخم جذام وغیرہ کو اپنے ساتھ ملا رہے ہیں۔ یہ خبر سن کر نبی کریم ﷺ نے خود پیش قدمی کرنے کا فیصلہ فرمایا تاکہ نصاریٰ کو مسلمانوں کی تیاریوں کا علم ہو جائے اور وہ خود لڑائی کا خیال چھوڑ دیں اور جنگ نہ ہونے پائے۔ اس جنگ میں حضرت عثمان غنی ؓ نے دوسو اونٹ مع سامان کے مسلمانوں کے لیے پیش فرمائے تھے۔ جس پر نبی کریم ﷺ نے خوش ہو کر فرمایا کہ اب عثمان جیسے بھی عمل کریں ان کے لیے رضائے الٰہی واجب ہو چکی ہے۔ روایت میں حضرت علی ؓ کی فضیلت کا بھی ذکر ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو اپنے لیے ایسا ہی معاون قرار دیا جیسے ہارون ؑ حضرت موسیٰ ؑ کے معاون تھے۔ اس سے حضرت علی ؓ کی خلافت بلافصل پر دلیل پکڑنا غلط ہے۔ کیونکہ حضرت ہارون ؑ کو موسوی خلافت نہیں ملی۔ وہ حضرت موسیٰ ؑ سے پہلے ہی انتقال کر چکے تھے۔ حضرت موسیٰ ؑ نے صرف طور پہاڑ پر جاتے وقت حضرت ہارون ؑ کو اپنا جانشین بنایا تھا۔ ایسا ہی نبی کریم ﷺ نے جنگ تبوک میں جاتے وقت حضرت علی ؓ کو مدینہ میں اپنا جانشین بنایا۔ بس اس مماثلت کا تعلق صرف اسی حد تک ہے۔ اس ارشاد نبوی کا مفہوم خود حضرت علی ؓ نے بھی یہ نہیں سمجھا تھا جو شیعہ حضرات نے سمجھا ہے۔ اگر حضرت علی ؓ ایسا سمجھتے تو خود کیونکر حضرت ابوبکر ؓ کے دست حق پر بیعت کر کے ان کو خلیفہ برحق سمجھتے۔ حدیث ہذا سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد رسالت و نبوت کا سلسلہ قیامت تک کے لیے بند ہو چکا ہے۔ اب جو بھی کسی بھی قسم کا نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا دجال ہے، خواہ وہ کیسی ہی اسلام دوستی کی بات کرے، وہ غدار ہے مکار ہے۔ تخت نبوت کا باغی ہے۔ ہر کلمہ گو مسلمان کا فرض ہے کہ ایسے مدعی کا منہ توڑ مقابلہ کر کے ناموس رسالت کے تحفظ کے لیے اپنی پوری پوری جدوجہد کرے۔ اس دور آخر میں فرقہ قادیانیہ ایک ایسا ہی باطل پرست فرقہ ہے جو پنجاب کے قصبہ قادیان کے ایک شخص مسمّٰی مرزا غلام احمد کے لیے نبوت و رسالت کا مدعی ہے اور جس نے دجل و مکر پھیلانے میں ہو بہو دجال کی نقل کی ہے۔

٤٤١٧۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَطَاءً، يُخْبِرُ قَالَ: أَخْبَرَنِي

(۴۴۱۷) ہم سے عبیداللہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن بکر نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی، کہا کہ میں نے عطاء سے سنا، انہوں نے خبر دیتے ہوئے کہا کہ مجھے صفوان بن یعلی بن امیہ نے خبر دی اور ان

صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْعُسْرَةَ، قَالَ: كَانَ يَعْلَى يَقُولُ: تِلْكَ الْغَزْوَةُ أَوْثَقُ أَعْمَالِي عِنْدِي. قَالَ عَطَاءٌ: فَقَالَ صَفْوَانُ: قَالَ يَعْلَى: فَكَانَ لِي أَجِيرٌ فَقَاتَلَ إِنْسَانًا فَعَضَّ أَحَدُهُمَا يَدَ الْآخَرِ۔ قَالَ عَطَاءٌ: فَلَقَدْ أَخْبَرَنِي صَفْوَانُ أَيُّهُمَا عَضَّ الْآخَرَ فَنَسِيتُهُ۔ قَالَ: فَانْتَزَعَ الْمَعْضُوضُ يَدَهُ مِنْ فِي الْعَاضِّ، فَانْتَزَعَ إِحْدَى ثَنِيَّتَيْهِ، فَأَتَيَا النَّبِيَّ ﷺ فَأَهْدَرَ ثَنِيَّتَهُ. قَالَ عَطَاءٌ: وَحَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَفَيَدَعُ يَدَهُ فِي فِيكَ تَقْضَمُهَا، كَأَنَّهَا فِي فِي فَحْلٍ يَقْضَمُهَا؟))

[راجع: ١٨٤٨]

سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوۂ عسرت میں شریک تھا۔ بیان کیا کہ یعلی رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ مجھے اپنے تمام عملوں میں اسی پر سب سے زیادہ بھروسہ ہے۔ عطاء نے بیان کیا، ان سے صفوان نے بیان کیا کہ یعلی رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے ایک مزدور بھی اپنے ساتھ لے لیا تھا۔ وہ ایک شخص سے لڑ پڑا اور ایک نے دوسرے کا ہاتھ دانت سے کاٹا۔ عطاء نے بیان کیا کہ مجھے صفوان نے خبر دی کہ ان دونوں میں سے کس نے اپنے مقابل کا ہاتھ کاٹا تھا، یہ مجھے یاد نہیں ہے۔ بہرحال جس کا ہاتھ کاٹا گیا تھا اس نے اپنا ہاتھ کاٹنے والے کے منہ سے جو کھینچا تو کاٹنے والے کے آگے کا ایک دانت بھی ساتھ چلا آیا۔ وہ دونوں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے دانت کے ٹوٹنے پر کوئی قصاص نہیں دلوایا۔ عطاء نے بیان کیا میرا خیال ہے کہ انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''پھر کیا وہ تیرے منہ میں اپنا ہاتھ رہنے دیتا تا کہ تو اسے اونٹ کی طرح چبا جاتا۔''

تشریح: یہ واقعہ بھی جنگ تبوک میں پیش آیا تھا۔ اس لیے اس حدیث کو یہاں ذکر کیا گیا۔

بَابُ حَدِيثِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ

باب: کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے واقعہ کا بیان

وَقَوْلُ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا﴾. [التوبة: ١١٨]

(جو جنگ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے) اور اللہ عزوجل کا ارشاد: ﴿وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا﴾

تشریح: یعنی اللہ نے ان تین شخصوں کا بھی قصور معاف کر دیا جو اس جنگ میں نہ جا سکے تھے۔ یہ تین شخص کعب بن مالک اور مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہم تھے۔ حدیث ذیل میں بڑی تفصیل کے ساتھ یہ واقعہ خود حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا، جسے پڑھ کر جی چاہتا ہے کہ میں آج اس واقعہ پر چودہ سو برس گزرنے کے باوجود حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عالم روحانیت میں مبارکباد پیش کروں۔ کیونکہ جس پامردی اور سچائی کا آپ نے اس نازک موقع پر ثبوت دیا، اس کی مثالیں ملنی مشکل ہیں۔ (والسلام، خادم، محمد داود راز ۳/ ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ)

٤٤١٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ عَبْدَاللَّهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ: -وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيهِ حِينَ عَمِيَ- قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ، يُحَدِّثُ

(۴۴۱۸) ہم سے یحییٰ نے بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے، ان سے عبداللہ بن کعب بن مالک نے، (جب کعب رضی اللہ عنہ نابینا ہو گئے تو ان کے لڑکوں میں وہی کعب کو راستے میں پکڑ کر چلا کرتے تھے) انہوں نے بیان کیا کہ میں نے کعب رضی اللہ عنہ سے ان کے غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہو سکنے کا واقعہ سنا۔ انہوں نے بتایا کہ غزوۂ

حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ قِصَّةِ تَبُوْكَ قَالَ كَعْبٌ: لَمْ أَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا إِلَّا فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ، غَيْرَ أَنِّيْ كُنْتُ تَخَلَّفْتُ فِيْ غَزْوَةِ بَدْرٍ، وَلَمْ يُعَاتِبْ أَحَدًا تَخَلَّفَ عَنْهَا، إِنَّمَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُرِيْدُ عِيْرَ قُرَيْشٍ، حَتَّى جَمَعَ اللّٰهُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلَى غَيْرِ مِيْعَادٍ وَلَقَدْ شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ حِيْنَ تَوَاثَقْنَا عَلَى الْإِسْلَامِ، وَمَا أُحِبُّ أَنَّ لِيْ بِهَا مَشْهَدَ بَدْرٍ، وَإِنْ كَانَتْ بَدْرٌ أَذْكَرَ فِي النَّاسِ مِنْهَا، كَانَ مِنْ خَبَرِيْ أَنِّيْ لَمْ أَكُنْ قَطُّ أَقْوَى وَلَا أَيْسَرَ حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْهُ فِيْ تِلْكَ الْغَزَاةِ، وَاللّٰهِ! مَا اجْتَمَعَتْ عِنْدِيْ قَبْلَهُ رَاحِلَتَانِ قَطُّ حَتَّى جَمَعْتُهُمَا فِيْ تِلْكَ الْغَزَاةِ، وَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُرِيْدُ غَزْوَةً إِلَّا وَرَّى بِغَيْرِهَا، حَتَّى كَانَتْ تِلْكَ الْغَزْوَةُ، غَزَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حَرٍّ شَدِيْدٍ، وَاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيْدًا وَمَفَازًا وَعَدُوًّا كَثِيْرًا، فَجَلَّى لِلْمُسْلِمِيْنَ أَمْرَهُمْ لِيَتَأَهَّبُوْا أُهْبَةَ غَزْوِهِمْ، فَأَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِ الَّذِيْ يُرِيْدُ، وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَثِيْرٌ، وَلَا يَجْمَعُهُمْ كِتَابٌ حَافِظٌ۔ يُرِيْدُ الدِّيْوَانَ۔ قَالَ كَعْبٌ: فَمَا رَجُلٌ يُرِيْدُ أَنْ يَتَغَيَّبَ إِلَّا ظَنَّ أَنَّهُ سَيَخْفَى لَهُ مَا لَمْ يَنْزِلْ فِيْهِ وَحْيُ اللّٰهِ، وَغَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تِلْكَ الْغَزْوَةَ حِيْنَ طَابَتِ الثِّمَارُ وَالظِّلَالُ، وَتَجَهَّزَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَهُ، فَطَفِقْتُ

تبوک کے سوا اور کسی غزوہ میں ایسا نہیں ہوا تھا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک نہ ہوا ہوں۔ البتہ غزوۂ بدر میں بھی شریک نہیں ہوا تھا لیکن جو لوگ غزوۂ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے، ان کے متعلق آنحضرت ﷺ نے کسی قسم کی خفگی کا اظہار نہیں فرمایا تھا کیونکہ آپ ﷺ اس موقع پر صرف قریش کے قافلے کی تلاش میں نکلے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم سے کسی پہلی تیاری کے بغیر، آپ کی دشمنوں سے ٹکر ہو گئی اور لیکن میں لیلہ عقبہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ یہ وہی رات ہے جس میں ہم نے (مکہ میں) اسلام کے لیے عہد کیا تھا اور مجھے تو یہ غزوۂ بدر سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ اگرچہ بدر کا لوگوں کی زبانوں پر چرچا زیادہ ہے۔ تیسرا واقعہ یہ ہے کہ میں اپنی زندگی میں کبھی اتنا قوی، اتنا صاحب مال نہیں ہوا تھا جتنا اس موقع پر تھا۔ جبکہ میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ تبوک کے غزوے میں شریک نہ ہو سکا تھا۔ اللہ کی قسم! اس سے پہلے کبھی میرے پاس دو اونٹ جمع نہیں ہوئے تھے لیکن اس موقع پر میرے پاس دو اونٹ موجود تھے۔ رسول اللہ ﷺ جب کبھی کسی غزوے کے لیے تشریف لے جاتے تو آپ اس کے لیے ذو معنی الفاظ استعمال کیا کرتے تھے لیکن اس غزوۂ کا جب موقع آیا تو گرمی بڑی سخت تھی، سفر بھی بہت لمبا تھا، بیابانی راستہ اور دشمن کی فوج کی کثرت تعداد! تمام مشکلات سامنے تھیں۔ اس لیے آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں سے اس غزوے کے متعلق بہت تفصیل کے ساتھ بتا دیا تھا تاکہ اس کے مطابق پوری طرح تیاری کر لیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس سمت کی بھی نشاندہی کر دی جدھر سے آپ کا جانے کا ارادہ تھا۔ مسلمان بھی آپ ﷺ کے ساتھ بہت تھے۔ اتنے کہ کسی رجسٹر میں سب کے ناموں کا لکھنا بھی مشکل تھا۔ کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ کوئی بھی شخص اگر اس غزوہ میں شریک نہ ہونا چاہتا تو وہ یہ خیال کر سکتا تھا کہ اس کی غیر حاضری کا کسی کو پتہ نہیں چلے گا۔ سوا اس کے کہ اس کے متعلق وحی نازل ہو۔ رسول اللہ ﷺ جب اس غزوہ کے لیے تشریف لے جا رہے تھے تو پھل پکنے کا زمانہ تھا اور سایہ میں بیٹھ کر لوگ آرام کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ بھی تیاریوں میں مصروف تھے اور آپ کے ساتھ مسلمان بھی۔ لیکن میں روزانہ

أَغْدُو لِكَيْ أَتَجَهَّزَ مَعَهُمْ فَأَرْجِعُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا، فَأَقُولُ فِي نَفْسِي: أَنَا قَادِرٌ عَلَيْهِ. فَلَمْ يَزَلْ يَتَمَادَى بِي حَتَّى اشْتَدَّ بِالنَّاسِ الْجِدُّ، فَأَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُونَ مَعَهُ وَلَمْ أَقْضِ مِنْ جَهَازِي شَيْئًا، فَقُلْتُ: أَتَجَهَّزُ بَعْدَهُ بِيَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ ثُمَّ أَلْحَقُهُمْ، فَغَدَوْتُ بَعْدَ أَنْ فَصَلُوا لِأَتَجَهَّزَ، فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا، ثُمَّ غَدَوْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا، فَلَمْ يَزَلْ بِي حَتَّى أَسْرَعُوا وَتَفَارَطَ الْغَزْوُ، وَهَمَمْتُ أَنْ أَرْتَحِلَ فَأُدْرِكَهُمْ، وَلَيْتَنِي فَعَلْتُ، فَلَمْ يُقَدَّرْ لِي ذَلِكَ، فَكُنْتُ إِذَا خَرَجْتُ فِي النَّاسِ بَعْدَ خُرُوجِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَطُفْتُ فِيهِمْ، أَحْزَنَنِي أَنِّي لَا أَرَى إِلَّا رَجُلًا مَغْمُوصًا عَلَيْهِ النِّفَاقُ أَوْ رَجُلًا مِمَّنْ عَذَرَ اللَّهُ مِنَ الضُّعَفَاءِ، وَلَمْ يَذْكُرْنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى بَلَغَ تَبُوكًا، فَقَالَ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْقَوْمِ بِتَبُوكَ: ((مَا فَعَلَ كَعْبٌ؟)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! حَبَسَهُ بُرْدَاهُ وَنَظَرُهُ فِي عِطْفِهِ. فَقَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ: بِئْسَ مَا قُلْتَ، وَاللَّهِ! يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا. فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ: فَلَمَّا بَلَغَنِي أَنَّهُ تَوَجَّهَ قَافِلًا حَضَرَنِي هَمِّي، وَطَفِقْتُ أَتَذَكَّرُ الْكَذِبَ وَأَقُولُ: بِمَاذَا أَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهِ غَدًا؟ وَاسْتَعَنْتُ عَلَى ذَلِكَ بِكُلِّ ذِي رَأْيٍ مِنْ أَهْلِي، فَلَمَّا قِيلَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

سوچا کرتا تھا کہ کل سے میں بھی تیاری کروں گا اور اس طرح ہر روز اسے ٹالتا رہا۔ مجھے اس کا یقین تھا کہ تیاری کر لوں گا۔ مجھے آسانیاں میسر ہیں، یوں ہی وقت گزرتا رہا اور آخر لوگوں نے اپنی تیاریاں مکمل بھی کر لیں اور رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کو ساتھ لے کر روانہ بھی ہو گئے۔ اس وقت تک میں نے کوئی تیاری نہیں کی تھی۔ اس موقع پر بھی میں نے اپنے دل کو یہی کہہ کر سمجھا لیا کہ کل یا پرسوں تک تیاری کر لوں گا اور پھر لشکر سے جا ملوں گا۔ کوچ کے بعد دوسرے دن میں نے تیاری کے لیے سوچا لیکن اس دن بھی کوئی تیاری نہیں کی۔ پھر تیسرے دن کے لیے سوچا اور اس دن بھی کوئی تیاری نہیں کی۔ یوں ہی وقت گزر گیا اور اسلامی لشکر بہت آگے بڑھ گیا۔ غزوے میں شرکت میرے لیے بہت دور کی بات ہو گئی اور میں یہی ارادہ کرتا رہا کہ یہاں سے چل کر انہیں پا لوں گا۔ کاش! میں نے ایسا کر لیا ہوتا لیکن یہ میرے نصیب میں نہیں تھا۔ آنحضرت ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد جب میں باہر نکلتا تو مجھے بڑا رنج ہوتا کیونکہ یا تو وہ لوگ نظر آتے جن کے چہروں سے نفاق ٹپکتا تھا یا وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے معذور اور ضعیف قرار دے دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے میرے بارے میں کسی سے کچھ نہیں پوچھا تھا لیکن جب آپ تبوک پہنچ گئے تو وہیں ایک مجلس میں آپ نے دریافت فرمایا: ''کعب نے کیا کیا؟'' بنو سلمہ کے ایک صاحب نے کہا: یا رسول اللہ! اس کے غرور نے اسے آنے نہیں دیا۔ (وہ حسن و جمال یا لباس پر اترا کر رہ گیا) اس پر معاذ بن جبل ؓ بولے تم نے بری بات کہی۔ یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! ہمیں ان کے متعلق خیر کے سوا اور کچھ معلوم نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے کچھ نہیں فرمایا۔ کعب بن مالک ؓ نے بیان کیا کہ جب مجھے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ واپس تشریف لا رہے ہیں تو اب مجھ پر فکر سوار ہوئی اور میرا ذہن کوئی ایسا جھوٹا بہانہ تلاش کرنے لگا جس سے میں کل آنحضرت ﷺ کی خفگی سے بچ سکوں۔ اپنے گھر کے ہر عقلمند آدمی سے اس کے متعلق میں نے مشورہ لیا لیکن جب مجھے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ سے بالکل قریب آ چکے ہیں تو غلط خیالات میرے ذہن سے نکل گئے اور مجھے یقین ہو گیا کہ اس معاملہ میں جھوٹ بول کر میں اپنے

کو کسی طرح محفوظ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ میں نے سچی بات کہنے کا ارادہ کر لیا۔ صبح کے وقت آنحضرت ﷺ تشریف لائے۔ جب آپ کسی سفر سے واپس تشریف لاتے تو یہ آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے، پھر لوگوں کے ساتھ مجلس میں بیٹھتے۔ جب آپ اس عمل سے فارغ ہو چکے تو آپ کی خدمت میں لوگ آنے لگے جو غزوہ میں شریک نہیں ہو سکے تھے اور قسم کھا کھا کر اپنے عذر بیان کرنے لگے۔ ایسے لوگوں کی تعداد اسی کے قریب تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ظاہر کو قبول فرما لیا، ان سے عہد لیا۔ ان کے لیے مغفرت کی دعا فرمائی اور ان کے باطن کو اللہ کے سپرد کیا۔ اس کے بعد میں حاضر ہوا۔ میں نے سلام کیا تو آپ مسکرائے۔ آپ کی مسکراہٹ میں خفگی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''آؤ!'' میں چند قدم چل کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا: ''تم غزوہ میں کیوں شریک نہیں ہوئے۔ کیا تم نے کوئی سواری نہیں خریدی تھی؟'' میں نے عرض کیا: میرے پاس سواری موجود تھی، اللہ کی قسم! اگر میں آپ کے سوا کسی دنیا دار شخص کے سامنے آج بیٹھا ہوا ہوتا تو کوئی نہ کوئی عذر گھڑ کر اس کی خفگی سے بچ سکتا تھا، مجھے خوبصورتی کے ساتھ گفتگو کا سلیقہ معلوم ہے۔ لیکن اللہ کی قسم! مجھے یقین ہے کہ اگر آج میں آپ کے سامنے کوئی جھوٹا عذر بیان کر کے آپ کو راضی کر لوں تو بہت جلد اللہ تعالیٰ آپ کو مجھ سے ناراض کر دے گا۔ اس کے بجائے اگر میں آپ سے سچی بات بیان کر دوں تو یقیناً آپ کو میری طرف سے خفگی ہو گی لیکن اللہ سے مجھے معافی کی پوری امید ہے۔ نہیں، اللہ کی قسم! مجھے کوئی عذر نہیں تھا، اللہ کی قسم اس وقت سے پہلے میں اتنا فارغ البال نہیں تھا اور پھر بھی میں آپ کے ساتھ شریک نہیں ہو سکا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انہوں نے سچی بات بتا دی، اچھا اب جاؤ، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں خود کوئی فیصلہ کر دے۔'' میں اٹھ گیا اور میرے پیچھے بنو سلمہ کے کچھ لوگ بھی دوڑے ہوئے آئے اور مجھ سے کہنے لگے کہ اللہ کی قسم! ہمیں تمہارے متعلق یہ معلوم نہیں تھا کہ اس سے پہلے تم نے کوئی گناہ کیا ہے اور تم نے بڑی کوتاہی کی، رسول اللہ ﷺ کے سامنے ویسا ہی کوئی عذر نہیں بیان کیا جیسا دوسرے نہ

قَدْ أَظَلَّ قَادِمًا زَاحَ عَنِّي الْبَاطِلُ، وَعَرَفْتُ أَنِّي لَنْ أَخْرُجَ مِنْهُ أَبَدًا بِشَيْءٍ فِيهِ كَذِبٌ، فَأَجْمَعْتُ صِدْقَهُ، وَأَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَادِمًا، وَكَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَيَرْكَعُ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ، فَلَمَّا فَعَلَ ذَلِكَ جَاءَهُ الْمُخَلَّفُونَ، فَطَفِقُوا يَعْتَذِرُونَ إِلَيْهِ، وَيَحْلِفُونَ لَهُ، وَكَانُوا بِضْعَةً وَثَمَانِينَ رَجُلًا فَقَبِلَ مِنْهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَانِيَتَهُمْ، وَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ، وَوَكَلَ سَرَائِرَهُمْ إِلَى اللَّهِ، فَجِئْتُهُ فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ تَبَسَّمَ تَبَسُّمَ الْمُغْضَبِ، ثُمَّ قَالَ: **((تَعَالَ))**. فَجِئْتُ أَمْشِي حَتَّى جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ لِي: **((مَا خَلَّفَكَ أَلَمْ تَكُنْ قَدِ ابْتَعْتَ ظَهْرَكَ؟))** فَقُلْتُ: بَلَى، إِنِّي وَاللَّهِ! لَوْ جَلَسْتُ عِنْدَ غَيْرِكَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا، لَرَأَيْتُ أَنْ سَأَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهِ بِعُذْرٍ، وَلَقَدْ أُعْطِيتُ جَدَلًا، وَلَكِنِّي وَاللَّهِ! لَقَدْ عَلِمْتُ لَئِنْ حَدَّثْتُكَ الْيَوْمَ حَدِيثَ كَذِبٍ تَرْضَى بِهِ عَنِّي لَيُوشِكَنَّ اللَّهُ أَنْ يُسْخِطَكَ عَلَيَّ، وَلَئِنْ حَدَّثْتُكَ حَدِيثَ صِدْقٍ تَجِدُ عَلَيَّ فِيهِ إِنِّي لَأَرْجُو فِيهِ عَفْوَ اللَّهِ، لَا وَاللَّهِ! مَا كَانَ لِي مِنْ عُذْرٍ، وَاللَّهِ! مَا كُنْتُ قَطُّ أَقْوَى وَلَا أَيْسَرَ مِنِّي حِينَ تَخَلَّفْتُ عَنْكَ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: **((أَمَّا هَذَا فَقَدْ صَدَقَ، فَقُمْ حَتَّى يَقْضِيَ اللَّهُ فِيكَ))**. فَقُمْتُ وَسَارَ رِجَالٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ فَاتَّبَعُونِي، فَقَالُوا لِي: وَاللَّهِ! مَا عَلِمْنَاكَ كُنْتَ أَذْنَبْتَ ذَنْبًا قَبْلَ هَذَا، وَلَقَدْ عَجَزْتَ

أَنْ لَا تَكُوْنَ اعْتَذَرْتَ إِلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ بِمَا اعْتَذَرَ إِلَيْهِ الْمُتَخَلِّفُوْنَ، قَدْ كَانَ كَافِيَكَ ذَنْبَكَ اسْتِغْفَارُ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ لَكَ، فَوَاللَّهِ! مَا زَالُوْا يُؤَنِّبُوْنَنِي حَتَّى أَرَدْتُ أَنْ أَرْجِعَ فَأُكَذِّبَ نَفْسِي، ثُمَّ قُلْتُ لَهُمْ: هَلْ لَقِيَ هَذَا مَعِي أَحَدٌ قَالُوْا: نَعَمْ، رَجُلَانِ قَالَا: مِثْلَ مَا قُلْتَ، فَقِيْلَ لَهُمَا مِثْلُ مَا قِيْلَ لَكَ. فَقُلْتُ: مَنْ هُمَا؟ قَالُوْا: مُرَارَةُ بْنُ الرَّبِيْعِ الْعَمْرِيُّ وَهِلَالُ بْنُ أُمَيَّةَ الْوَاقِفِيُّ. فَذَكَرُوْا لِي رَجُلَيْنِ صَالِحَيْنِ قَدْ شَهِدَا بَدْرًا فِيْهِمَا أُسْوَةٌ، فَمَضَيْتُ حِيْنَ ذَكَرُوْهُمَا لِي، وَنَهَى رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ الْمُسْلِمِيْنَ عَنْ كَلَامِنَا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ مِنْ بَيْنِ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُ، فَاجْتَنَبَنَا النَّاسُ وَتَغَيَّرُوْا لَنَا حَتَّى تَنَكَّرَتْ فِي نَفْسِي الْأَرْضُ، فَمَا هِيَ الَّتِي أَعْرِفُ، فَلَبِثْنَا عَلَى ذَلِكَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً، فَأَمَّا صَاحِبَايَ فَاسْتَكَانَا وَقَعَدَا فِي بُيُوْتِهِمَا يَبْكِيَانِ، وَأَمَّا أَنَا فَكُنْتُ أَشَبَّ الْقَوْمِ وَأَجْلَدَهُمْ، فَكُنْتُ أَخْرُجُ فَأَشْهَدُ الصَّلَاةَ مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ وَأَطُوْفُ فِي الْأَسْوَاقِ، وَلَا يُكَلِّمُنِي أَحَدٌ، وَآتِي رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ فَأُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي مَجْلِسِهِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَأَقُوْلُ فِي نَفْسِي هَلْ حَرَّكَ شَفَتَيْهِ بِرَدِّ السَّلَامِ عَلَيَّ أَمْ لَا؟ ثُمَّ أُصَلِّي قَرِيْبًا مِنْهُ فَأُسَارِقُهُ النَّظَرَ، فَإِذَا أَقْبَلْتُ عَلَى صَلَاتِي أَقْبَلَ إِلَيَّ، وَإِذَا الْتَفَتُّ نَحْوَهُ أَعْرَضَ عَنِّي، حَتَّى إِذَا طَالَ عَلَيَّ ذَلِكَ مِنْ

شریک ہونے والوں نے بیان کردیا تھا۔ تمہارے گناہ کے لیے رسول اللہ ﷺ کا استغفار ہی کافی ہوجاتا۔ خدا کی قسم! ان لوگوں نے مجھے اس پر اتنی ملامت کی کہ مجھے خیال آیا کہ واپس جاکر آنحضرت ﷺ سے کوئی جھوٹا عذر کرآؤں، پھر میں نے ان سے پوچھا: کیا میرے علاوہ کسی اور نے بھی مجھ جیسا عذر بیان کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہاں دو حضرات نے اسی طرح معذرت کی جس طرح تم نے کی ہے اور انہیں جواب بھی وہی ملا ہے جو تمہیں ملا۔ میں نے پوچھا کہ ان کے نام کیا ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ مرارہ بن ربیع عمری اور ہلال بن امیہ واقفی رضی اللہ عنہما۔ ان دو ایسے صحابہ کا نام انہوں نے لے دیا تھا جو صالح تھے اور بدر کی جنگ میں شریک ہوئے تھے۔ ان کا طرز عمل میرے لیے نمونہ بن گیا۔ چنانچہ انہوں نے جب ان بزرگوں کا نام لیا تو میں اپنے گھر چلا آیا اور رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو ہم سے بات چیت کرنے کی ممانعت کردی، بہت سے لوگ جو غزوے میں شریک نہیں تھے، ان میں صرف ہم تین تھے! لوگ ہم سے الگ رہنے لگے اور سب لوگ بدل گئے۔ ایسا نظر آتا تھا کہ ہم سے ساری دنیا بدل گئی ہے۔ ہمارا اس سے کوئی واسطہ ہی نہیں ہے۔ پچاس دن تک ہم اسی طرح رہے، میرے دو ساتھیوں نے اپنے گھروں سے نکلنا ہی چھوڑ دیا، بس روتے رہتے تھے لیکن میرے اندر ہمت تھی کہ میں باہر نکلتا تھا، مسلمانوں کے ساتھ نماز میں شریک ہوتا تھا اور بازاروں میں گھوما کرتا تھا لیکن مجھ سے بولتا کوئی نہ تھا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھی حاضر ہوتا تھا، آپ کو سلام کرتا، جب آپ نماز کے بعد مجلس میں بیٹھتے، میں اس کی جستجو میں لگا رہتا تھا کہ دیکھوں سلام کے جواب میں آنحضرت ﷺ کے مبارک ہونٹ ہلے یا نہیں، آپ کے قریب ہی نماز پڑھنے لگ جاتا اور آپ کو چرائی ہوئی نظروں سے دیکھتا رہتا۔ جب میں اپنی نماز میں مشغول ہوجاتا تو آنحضرت ﷺ میری طرف دیکھتے جونہی میں آپ کی طرف دیکھتا آپ رخ مبارک پھیر لیتے۔ آخر جب اس طرح لوگوں کی بے رخی بڑھتی ہی گئی تو میں (ایک دن) ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے باغ کی دیوار پر چڑھ گیا، وہ میرے چچازاد بھائی تھے اور مجھے ان سے بہت گہرا تعلق تھا، میں نے انہیں سلام کیا، لیکن اللہ کی قسم!

انہوں نے بھی میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا: ابوقتادہ! تمہیں اللہ کی قسم! کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے مجھے کتنی محبت ہے۔ انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے دوبارہ ان سے یہی سوال کیا اللہ کی قسم دے کر، لیکن اب پھر وہ خاموش تھے، پھر میں نے اللہ کا واسطہ دے کر ان سے یہی سوال کیا۔ اس مرتبہ انہوں نے صرف اتنا کہا کہ اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ اس پر میرے آنسو پھوٹ پڑے۔ میں واپس چلا آیا اور دیوار پر چڑھ کر (نیچے باہر اتر آیا) انہوں نے بیان کیا کہ ایک دن میں مدینہ کے بازار میں جا رہا تھا کہ ایک کاشتکار جو غلہ بیچنے مدینہ آیا تھا، پوچھ رہا تھا کہ کعب بن مالک کہاں رہتے ہیں؟ لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا تو وہ میرے پاس آیا اور ملک غسان (عیسائی بادشاہ) کا ایک خط مجھے دیا، اس خط میں یہ تحریر تھا: ”اما بعد! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے صاحب (یعنی آنحضرت ﷺ) تمہارے ساتھ زیادتی کرنے لگے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں کوئی ذلیل نہیں پیدا کیا ہے کہ تمہارا حق ضائع کیا جائے، تم ہمارے پاس آ جاؤ، ہم تمہارے ساتھ بہتر سلوک کریں گے۔“

جب میں نے یہ خط پڑھا تو میں نے کہا کہ یہ ایک اور امتحان آ گیا ہے۔ میں نے اس خط کو تنور میں جلا دیا۔ ان پچاس دنوں میں سے جب چالیس دن گزر چکے تو رسول کریم ﷺ کے ایلچی میرے پاس آئے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ اپنی بیوی کے بھی قریب نہ جاؤ۔ میں نے پوچھا میں اسے طلاق دے دوں یا پھر مجھے کیا کرنا چاہیے؟ انہوں نے بتایا کہ نہیں صرف ان سے جدا رہو، ان کے قریب نہ جاؤ میرے دونوں ساتھیوں کو (جنہوں نے میری طرح معذرت کی تھی) بھی یہی حکم آپ نے بھیجا تھا۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ اب اپنے میکے چلی جاؤ اور اس وقت تک وہیں رہو جب تک اللہ تعالیٰ اس معاملہ کا کوئی فیصلہ نہ کر دے۔ کعب ؓ نے بیان کیا کہ ہلال بن امیہ ؓ (جن کا مقاطعہ ہوا تھا) کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ! ہلال بن امیہ بہت ہی بوڑھے اور کمزور ہیں، ان کے پاس کوئی خادم

جَفْوَةِ النَّاسِ مَشَيْتُ حَتَّى تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَائِطِ أَبِي قَتَادَةَ- وَهُوَ ابْنُ عَمِّي وَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ- فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَوَاللَّهِ! مَا رَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا قَتَادَةَ! أَنْشُدُكَ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُنِيْ أُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُوْلَهُ فَسَكَتَ، فَعُدْتُ لَهُ فَنَشَدْتُهُ فَسَكَتَ، فَعُدْتُ لَهُ فَنَشَدْتُهُ. فَقَالَ: اللَّهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ. فَفَاضَتْ عَيْنَايَ وَتَوَلَّيْتُ حَتَّى تَسَوَّرْتُ الْجِدَارَ، قَالَ: فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي بِسُوْقِ الْمَدِيْنَةِ إِذَا نَبَطِيٌّ مِنْ أَنْبَاطِ أَهْلِ الشَّأْمِ مِمَّنْ قَدِمَ بِالطَّعَامِ يَبِيْعُهُ بِالْمَدِيْنَةِ يَقُوْلُ: مَنْ يَدُلُّ عَلَى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ فَطَفِقَ النَّاسُ يُشِيْرُوْنَ لَهُ، حَتَّى إِذَا جَاءَنِي دَفَعَ إِلَيَّ كِتَابًا مِنْ مَلِكِ غَسَّانَ، فَإِذَا فِيْهِ: أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّ صَاحِبَكَ قَدْ جَفَاكَ، وَلَمْ يَجْعَلْكَ اللَّهُ بِدَارِ هَوَانٍ وَلَا مَضْيَعَةٍ، فَالْحَقْ بِنَا نُوَاسِكَ. فَقُلْتُ لَمَّا قَرَأْتُهَا: وَهٰذَا أَيْضًا مِنَ الْبَلَاءِ. فَتَيَمَّمْتُ بِهَا التَّنُّوْرَ فَسَجَرْتُهُ بِهَا، حَتَّى إِذَا مَضَتْ أَرْبَعُوْنَ لَيْلَةً مِنَ الْخَمْسِيْنَ إِذَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ يَأْتِيْنِي فَقَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُكَ أَنْ تَعْتَزِلَ امْرَأَتَكَ فَقُلْتُ: أُطَلِّقُهَا أَمْ مَاذَا أَفْعَلُ؟ قَالَ: لَا بَلِ اعْتَزِلْهَا وَلَا تَقْرَبْهَا وَأَرْسَلَ إِلَى صَاحِبَيَّ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَقُلْتُ لِامْرَأَتِي: الْحَقِي بِأَهْلِكِ فَتَكُوْنِي عِنْدَهُمْ حَتَّى يَقْضِيَ اللَّهُ فِي هٰذَا الْأَمْرِ. قَالَ كَعْبٌ: فَجَاءَتِ امْرَأَةُ هِلَالِ بْنِ أُمَيَّةَ رَسُوْلَ

اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ هِلَالَ ابْنَ أُمَيَّةَ شَيْخٌ ضَائِعٌ لَيْسَ لَهُ خَادِمٌ فَهَلْ تَكْرَهُ أَنْ أَخْدُمَهُ قَالَ: ((لَا وَلٰكِنْ لَا يَقْرَبُكِ)). قَالَتْ: إِنَّهُ وَاللّٰهِ! مَا بِهِ حَرَكَةٌ إِلَى شَيْءٍ، وَاللّٰهِ! مَا زَالَ يَبْكِي مُنْذُ كَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَا كَانَ إِلَى يَوْمِهِ هٰذَا. فَقَالَ لِي بَعْضُ أَهْلِي: لَوِ اسْتَأْذَنْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي امْرَأَتِكَ كَمَا أَذِنَ لِامْرَأَةِ هِلَالِ بْنِ أُمَيَّةَ أَنْ تَخْدُمَهُ فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ! لَا أَسْتَأْذِنُ فِيهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَمَا يُدْرِينِي مَا يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اسْتَأْذَنْتُهُ فِيهَا وَأَنَا رَجُلٌ شَابٌّ فَلَبِثْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ عَشْرَ لَيَالٍ حَتَّى كَمَلَتْ لَنَا خَمْسُوْنَ لَيْلَةً مِنْ حِيْنَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ كَلَامِنَا، فَلَمَّا صَلَّيْتُ صَلَاةَ الْفَجْرِ صُبْحَ خَمْسِينَ لَيْلَةً، وَأَنَا عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ مِنْ بُيُوْتِنَا، فَبَيْنَا أَنَا جَالِسٌ عَلَى الْحَالِ الَّتِي ذَكَرَ اللّٰهُ، قَدْ ضَاقَتْ عَلَيَّ نَفْسِي، وَضَاقَتْ عَلَيَّ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ، سَمِعْتُ صَوْتَ صَارِخٍ أَوْفَى عَلَى جَبَلِ سَلْعٍ بِأَعْلَى صَوْتِهِ: يَا كَعْبُ بْنَ مَالِكٍ! أَبْشِرْ. قَالَ: فَخَرَرْتُ سَاجِدًا، وَعَرَفْتُ أَنْ قَدْ جَاءَ فَرَجٌ، وَآذَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَلَيْنَا حِيْنَ صَلَّى صَلَاةَ الْفَجْرِ، فَذَهَبَ النَّاسُ يُبَشِّرُوْنَنَا، وَذَهَبَ قِبَلَ صَاحِبَيَّ مُبَشِّرُوْنَ، وَرَكَضَ إِلَيَّ رَجُلٌ فَرَسًا، وَسَعَى سَاعٍ مِنْ أَسْلَمَ، فَأَوْفَى عَلَى الْجَبَلِ، وَكَانَ الصَّوْتُ أَسْرَعَ مِنَ الْفَرَسِ، فَلَمَّا جَاءَنِي الَّذِي

بھی نہیں ہے، کیا اگر میں ان کی خدمت کر دیا کروں تو آپ ناپسند فرمائیں گے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”صرف وہ تم سے صحبت نہ کریں۔“ انہوں نے عرض کی: اللہ کی قسم! وہ تو کسی چیز کے لیے حرکت بھی نہیں کر سکتے۔ جب سے یہ خفگی ان پر ہوئی ہے وہ دن ہے اور آج کا دن ہے ان کے آنسو تھمنے میں نہیں آتے۔ میرے گھر کے لوگوں نے کہا کہ جس طرح ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کی بیوی کو ان کی خدمت کرتے رہنے کی اجازت رسول اللہ ﷺ نے دے دی ہے، آپ بھی اسی طرح کی اجازت حضور ﷺ سے لے لیجئے۔ میں نے کہا نہیں، اللہ کی قسم! میں اس کے لیے رسول اللہ ﷺ سے اجازت نہیں لوں گا، میں جوان ہوں، معلوم نہیں جب اجازت لینے جاؤں تو رسول اللہ ﷺ کیا فرمائیں۔ اس طرح دس دن اور گزر گئے اور جب سے رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بات چیت کرنے کی ممانعت فرمائی تھی اس کے پچاس دن پورے ہو گئے۔ پچاسویں رات کی صبح کو جب میں فجر کی نماز پڑھ چکا اور اپنے گھر کی چھت پر بیٹھا ہوا تھا، اس طرح جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے، میرا دم گھٹا جا رہا تھا اور زمین اپنی تمام وسعتوں کے باوجود میرے لیے تنگ ہوتی جا رہی تھی کہ میں نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی، جبل سلع پر چڑھ کر کوئی بلند آواز سے کہہ رہا تھا: اے کعب بن مالک! تمہیں بشارت ہو۔ انہوں نے بیان کیا کہ یہ سنتے ہی میں سجدے میں گر پڑا اور مجھے یقین ہو گیا کہ اب فراخی ہو جائے گی۔ فجر کی نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی بارگاہ میں ہماری توبہ کی قبولیت کا اعلان کر دیا تھا۔ لوگ میرے یہاں بشارت دینے کے لیے آنے لگے اور میرے دو ساتھیوں کو بھی جا کر بشارت دی۔ ایک صاحب (زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ) اپنا گھوڑا دوڑائے آ رہے تھے، ادھر قبیلہ اسلم کے ایک صحابی نے پہاڑی پر چڑھ کر (آواز دی) اور آواز گھوڑے سے زیادہ تیز تھی۔ جس صحابی نے (سلع پہاڑی پر چڑھ کر) آواز دی تھی، جب وہ میرے پاس بشارت دینے آئے تو اپنے دونوں کپڑے اتار کر اس بشارت کی خوشی میں انہیں دے دیئے۔ اللہ کی قسم! کہ اس وقت ان دو کپڑوں کے سوا (دینے کے لائق) اور میرے پاس کوئی چیز نہیں تھی۔ پھر میں نے

سَمِعْتُ صَوْتَهُ يُبَشِّرُنِي نَزَعْتُ لَهُ ثَوْبَيَّ، فَكَسَوْتُهُ إِيَّاهُمَا بِبُشْرَاهُ، وَاللَّهِ! مَا أَمْلِكُ غَيْرَهُمَا يَوْمَئِذٍ، وَاسْتَعَرْتُ ثَوْبَيْنِ فَلَبِسْتُهُمَا، وَانْطَلَقْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَيَتَلَقَّانِي النَّاسُ فَوْجًا فَوْجًا يُهَنُّونِّي بِالتَّوْبَةِ، يَقُولُونَ: لِتَهْنِكَ تَوْبَةُ اللَّهِ عَلَيْكَ. قَالَ كَعْبٌ: حَتَّى دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ، فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسٌ حَوْلَهُ النَّاسُ فَقَامَ إِلَيَّ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِاللَّهِ يُهَرْوِلُ حَتَّى صَافَحَنِي وَهَنَّأَنِي، وَاللَّهِ! مَا قَامَ إِلَيَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ غَيْرُهُ، وَلَا أَنْسَاهَا لِطَلْحَةَ، قَالَ كَعْبٌ: فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهُ مِنَ السُّرُورِ: **((أَبْشِرْ بِخَيْرِ يَوْمٍ مَرَّ عَلَيْكَ مُنْذُ وَلَدَتْكَ أُمُّكَ))**. قَالَ: قُلْتُ: أَمِنْ عِنْدِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَمْ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ؟ قَالَ: **((لَا، بَلْ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ))**. وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ حَتَّى كَأَنَّهُ قِطْعَةُ قَمَرٍ، وَكُنَّا نَعْرِفُ ذَلِكَ مِنْهُ، فَلَمَّا جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِ اللَّهِ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: **((أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ))**. قُلْتُ: فَإِنِّي أُمْسِكُ سَهْمِي الَّذِي بِخَيْبَرَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ اللَّهَ إِنَّمَا نَجَّانِي بِالصِّدْقِ، وَإِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ لَا أُحَدِّثَ إِلَّا صِدْقًا مَا بَقِيتُ، فَوَاللَّهِ! مَا أَعْلَمُ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ

(ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے) دو کپڑے مانگ کر پہنے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، جوق در جوق لوگ مجھ سے ملاقات کرتے جاتے اور مجھے توبہ کی قبولیت پر بشارت دیتے جاتے تھے، کہتے تھے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کی قبولیت مبارک ہو۔ کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، آخر میں مسجد میں داخل ہوا رسول اللہ ﷺ تشریف رکھتے تھے۔ چاروں طرف صحابہ کا مجمع تھا۔ طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ دوڑ کر میری طرف بڑھے اور مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارک باد دی۔ اللہ کی قسم! (وہاں موجود) مہاجرین میں سے کوئی بھی ان کے سوا، میرے آنے پر کھڑا نہیں ہوا۔ طلحہ رضی اللہ عنہ کا یہ احسان میں کبھی نہیں بھولوں گا۔ کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب میں نے آنحضرت ﷺ کو سلام کیا تو آپ نے فرمایا، (چہرہ مبارک خوشی اور مسرت سے دمک اٹھا تھا) ''اس مبارک دن کے لیے تمہیں بشارت ہو جو تمہاری عمر کا سب سے مبارک دن ہے۔'' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ بشارت آپ کی طرف سے ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے؟ فرمایا: ''نہیں، بلکہ اللہ کی طرف سے ہے۔'' آنحضرت ﷺ جب کسی بات پر خوش ہوتے تو چہرۂ مبارک روشن ہو جاتا، ایسا جیسے چاند کا ٹکڑا ہو۔ آپ کی مسرت ہم چہرۂ مبارک سے سمجھ جاتے تھے۔ پھر جب میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا تو عرض کیا: یارسول اللہ! اپنی توبہ کی قبولیت کی خوشی میں، میں اپنا مال اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں صدقہ کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ''لیکن کچھ مال اپنے پاس بھی رکھ لو، یہ زیادہ بہتر ہے۔'' میں نے عرض کیا پھر میں خیبر کا حصہ اپنے پاس رکھ لوں گا۔ پھر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے سچ بولنے کی وجہ سے نجات دی۔ اب میں اپنی توبہ کی قبولیت کی خوشی میں یہ عہد کرتا ہوں کہ جب تک زندہ رہوں گا سچ کی سوا اور کوئی بات زبان پر نہ لاؤں گا۔ پس اللہ کی قسم! جب سے میں نے آنحضرت ﷺ کے سامنے یہ عہد کیا، میں کسی ایسے مسلمان کو نہیں جانتا جسے اللہ تعالیٰ نے سچ بولنے کی وجہ سے اتنا نوازا ہو، جتنی بشارت اس کی مجھ پر سچ بولنے کی وجہ سے ہیں۔ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے یہ عہد کیا، پھر آج تک کبھی جھوٹ کا ارادہ بھی نہیں کیا اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ باقی زندگی میں بھی مجھے اس

أَبْلَاهُ اللَّهُ فِي صِدْقِ الْحَدِيْثِ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ إِلَى يَوْمِي هَذَا أَحْسَنَ مِمَّا أَبْلَانِي، مَا تَعَمَّدْتُ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ إِلَى يَوْمِي هَذَا كَذِبًا، وَإِنِّي لَأَرْجُوْ أَنْ يَحْفَظَنِي اللَّهُ فِيْمَا بَقِيْتُ وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى رَسُوْلِهِ ﷺ: ﴿لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَكُونُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ﴾ [التوبة: ١١٩، ١١٧] فَوَاللَّهِ! مَا أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيَّ مِنْ نِعْمَةٍ قَطُّ بَعْدَ أَنْ هَدَانِي لِلْإِسْلَامِ أَعْظَمَ فِي نَفْسِي مِنْ صِدْقِي لِرَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ أَنْ لَا أَكُوْنَ كَذَبْتُهُ، فَأَهْلِكَ كَمَا هَلَكَ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا، فَإِنَّ اللَّهَ قَالَ لِلَّذِيْنَ كَذَبُوْا حِيْنَ أُنْزِلَ الْوَحْيُ شَرَّ مَا قَالَ لِأَحَدٍ، فَقَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: ﴿سَيَحْلِفُوْنَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَى عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِيْنَ﴾ [التوبة: ٩٦، ٩٥]. قَالَ كَعْبٌ: وَكُنَّا تَخَلَّفْنَا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ عَنْ أَمْرِ أُولَئِكَ الَّذِيْنَ قَبِلَ مِنْهُمْ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ حِيْنَ حَلَفُوْا لَهُ، فَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ وَأَرْجَأَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ أَمْرَنَا حَتَّى قَضَى اللَّهُ فِيْهِ، فَبِذَلِكَ قَالَ اللَّهُ: ﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا﴾ [التوبة: ١١٨] وَلَيْسَ لِلَّذِي ذَكَرَ اللَّهُ مِمَّا خُلِّفْنَا عَنِ الْغَزْوِ، وَإِنَّمَا هُوَ تَخْلِيْفُهُ إِيَّانَا وَإِرْجَاؤُهُ أَمْرَنَا عَمَّنْ حَلَفَ لَهُ وَاعْتَذَرَ إِلَيْهِ، فَقَبِلَ مِنْهُ. [راجع: ٢٧٥٧]

سے محفوظ رکھے گا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر آیت (ہمارے بارے میں) نازل کی تھی: ''یقیناً اللہ تعالیٰ نے نبی، مہاجرین اور انصار کی توبہ قبول کی'' اس کے ارشاد ''وَكُونُوْا مَعَ الصَّادِقِيْن'' تک۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلام کے لیے ہدایت کے بعد، میری نظر میں آنحضرت ﷺ کے سامنے اس سچ بولنے سے بڑھ کر اللہ کا مجھ پر اور کوئی انعام نہیں ہوا کہ میں نے جھوٹ نہیں بولا اور اس طرح اپنے کو ہلاک نہیں کیا۔ جیسا کہ جھوٹ بولنے والے ہلاک ہوگئے تھے۔ نزول وحی کے زمانہ میں جھوٹ بولنے والوں پر اللہ تعالیٰ نے اتنی شدید وعید فرمائی جتنی شدید کسی دوسرے کے لیے نہیں فرمائی ہوگی۔ فرمایا: ﴿سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ﴾ ارشاد ﴿فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَى عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِيْنَ﴾ تک۔ کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: چنانچہ ہم تین، ان لوگوں کے معاملے سے جدا رہے جنہوں نے آنحضرت ﷺ کے سامنے قسم کھالی تھی اور آپ نے ان کی بات مان بھی لی تھی، ان سے بیعت بھی لی تھی اور ان کے لیے طلب مغفرت بھی فرمائی تھی۔ ہمارا معاملہ آنحضرت ﷺ نے چھوڑ دیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے خود اس کا فیصلہ فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا﴾ سے یہی مراد ہے کہ ہمارا مقدمہ ملتوی رکھا گیا اور ہم ڈھیل میں ڈال دیئے گئے۔ یہ نہیں مراد ہے کہ جہاد سے پیچھے رہ گئے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کے پیچھے رہے جنہوں نے قسمیں کھا کر اپنے عذر بیان کئے اور آنحضرت ﷺ نے ان کے عذر قبول کر لیے۔

تشریح: اس طویل حدیث میں اگرچہ مذکورہ تین بزرگوں کا جنگ تبوک سے پیچھے رہ جانے اور ان کی توبہ قبول ہونے کا تفصیلی ذکر ہے مگر اس سے حضرت حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سے مسائل کا استنباط فرمایا ہے۔ جس کی تفصیل کے لیے اہل علم فتح الباری کا مطالعہ فرمائیں۔ اس واقعہ کے ذیل علامہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد گرامی یاد رکھنے کے قابل ہے: "یا سبحان الله! ما اکل هولاء الثلاثة مالاً حراماً ولا سفکوا دما حراما ولا افسدوا فی الارض اصابهم ما سمعتم وضاقت علیهم الارض بما رحبت فکیف بمن یواقع الفواحش والکبائر۔" (فتح الباری جلد ٨ صفحه ١٥٦) یعنی سبحان اللہ! ان تینوں بزرگوں نے نہ کوئی حرام مال کھایا تھا نہ کوئی خون بہایا تھا اور نہ زمین میں فساد برپا کیا تھا، پھر بھی ان کو یہ سزا دی گئی جس کا ذکر تم نے سنا ہے۔ ان کے لیے زمین اپنی فراخی کے باوجود تنگ ہو گئی پس ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو بے حیائی اور ہر بڑے گناہوں میں ملوث ہوتے رہتے ہیں؟ ان پر اللہ اور رسول اللہ ﷺ کا کس قدر عتاب ہونا چاہیے۔ اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ گناہوں کا ارتکاب کس قدر خطرناک ہے۔ حضرت کعب بن مالک انصاری خزرجی ہیں۔ بیعت عقبہ ثانیہ میں شریک ہوئے۔ ۵۰ھ میں ۷۷ سال کی عمر طویل پا کر انتقال فرمایا۔ (رضی الله عنه وارضاه)

بَابُ نُزُوْلِ النَّبِيِّ ﷺ الْحِجْرَ

باب: حجر بستی سے نبی اکرم ﷺ کا گزرنا

٤٤١٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: لَمَّا مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِالْحِجْرِ قَالَ: ((لَا تَدْخُلُوْا مَسَاكِنَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ، أَنْ يُصِيْبَكُمْ مَا أَصَابَهُمْ إِلَّا أَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ)). ثُمَّ قَنَّعَ رَأْسَهُ وَأَسْرَعَ السَّيْرَ حَتَّى أَجَازَ الْوَادِيَ. [راجع: ٤٣٣]

(۴۴۱۹) ہم سے عبداللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں سالم بن عبداللہ نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ مقام حجر سے گزرے تو آپ نے فرمایا: ''ان لوگوں کی بستیوں سے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا، جب گزرنا ہو تو روتے ہوئے ہی گزرو، ایسا نہ ہو کہ تم پر بھی وہی عذاب آ جائے جو ان پر آیا تھا۔'' پھر آپ نے سر مبارک پر چادر ڈالی اور بڑی تیزی کے ساتھ چلنے لگے، یہاں تک کہ اس وادی سے نکل آئے۔

تشریح: روایت میں مذکورہ مقام ''حجر'' حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ثمود کی بستی کا نام ہے۔ یہ وہی قوم ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا عذاب زلزلہ شدید، دھماکوں اور بجلی کی کڑک کی صورت میں نازل ہوا تھا۔ جب نبی کریم ﷺ غزوۂ تبوک کے لیے تشریف لے جا رہے تھے تو یہ مقام راستے میں پڑا تھا۔ حجر، شام اور مدینہ کے درمیان ایک بستی ہے۔

٤٤٢٠۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَصْحَابِ الْحِجْرِ: ((لَا تَدْخُلُوْا عَلَى هَؤُلَاءِ الْمُعَذَّبِيْنَ إِلَّا أَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ، أَنْ يُصِيْبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَهُمْ)). [راجع: ٤٣٣]

(۴۴۲۰) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن دینار نے بیان کیا اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے اصحاب حجر کے متعلق فرمایا: ''اس معذب قوم کی بستی سے جب تمہیں گزرنا ہی ہے تو تم روتے ہوئے گزرو، کہیں تم پر بھی وہ عذاب نہ آ جائے جو ان پر آیا تھا۔''

بَابٌ

باب

٤٤٢١- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، عَنِ اللَّيْثِ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ أَبِيهِ الْمُغِيرَةِ ؓ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ ذَهَبَ النَّبِيُّ ﷺ لِبَعْضِ حَاجَتِهِ، فَقُمْتُ أَسْكُبُ عَلَيْهِ الْمَاءَ- لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ- فَغَسَلَ وَجْهَهُ، وَذَهَبَ يَغْسِلُ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَ عَلَيْهِ كُمُّ الْجُبَّةِ، فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتِ جُبَّتِهِ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ مَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ. [راجع: ١٨٢]

(۴۴۲۱) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے، ان سے عبدالعزیز بن ابی سلمہ نے، ان سے سعد بن ابراہیم نے، ان سے نافع بن جبیر نے، ان سے عروہ بن مغیرہ نے اور ان سے ان کے والد مغیرہ بن شعبہ ؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے تھے، پھر (جب آپ ﷺ فارغ ہو کر واپس آئے تو) آپ ﷺ کے وضو کے لیے میں پانی لے کر حاضر ہوا، جہاں تک مجھے یقین ہے انہوں نے یہ بیان کیا کہ یہ واقعہ غزوۂ تبوک کا ہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے چہرۂ مبارک دھویا اور جب کہنیوں تک دھونے کا ارادہ کیا تو جبہ کی آستین تنگ نکلی۔ چنانچہ آپ نے ہاتھ جبے کے نیچے سے نکال لیے اور انہیں دھویا، پھر موزوں پر مسح کیا۔

٤٤٢٢- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيَى، عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ، قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ حَتَّى إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ قَالَ: ((هَذِهِ طَابَةُ، وَهَذَا أُحُدٌ، جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ)). [راجع: ١٤٨١]

(۴۴۲۲) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عمرو بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عباس بن سہل بن سعد نے اور ان سے ابوحمید ؓ نے کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوۂ تبوک سے واپس آرہے تھے۔ جب آپ مدینہ کے قریب پہنچے تو (مدینہ کی طرف اشارہ کر کے) فرمایا: ”یہ طابہ ہے اور یہ احد پہاڑ ہے، یہ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔“

٤٤٢٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَجَعَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ فَدَنَا مِنَ الْمَدِينَةِ فَقَالَ: ((إِنَّ بِالْمَدِينَةِ أَقْوَامًا مَا سِرْتُمْ مَسِيرًا وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِيًا إِلَّا كَانُوا مَعَكُمْ)). قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَهُمْ بِالْمَدِينَةِ؟ قَالَ: ((وَهُمْ بِالْمَدِينَةِ، حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ)). [راجع: ٢٨٣٨]

(۴۴۲۳) ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو حمید طویل نے خبر دی اور انہیں انس بن مالک ؓ نے کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس ہوئے اور مدینہ کے قریب پہنچے تو آپ نے فرمایا: ”مدینہ میں بہت سے ایسے لوگ ہیں کہ جہاں بھی تم چلے اور جس وادی کو بھی تم نے قطع کیا وہ (اپنے دل سے) تمہارے ساتھ ساتھ تھے۔“ صحابہ ؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگرچہ ان کا قیام اس وقت بھی مدینہ میں ہی رہا ہو؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ”ہاں، وہ مدینہ میں رہتے ہوئے بھی (اپنے دل سے تمہارے ساتھ تھے) وہ کسی عذر کی وجہ سے رک گئے تھے۔“

تشریح: ان جملہ مرویات میں کسی نہ کسی طرح سے سفر تبوک کا ذکر آیا ہے۔ باب اور احادیث میں یہی وجہ مطابقت ہے۔

[بَابُ] كِتَابِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى

باب: کسریٰ (شاہِ ایران) اور قیصر (شاہِ روم) کو

كِسْرَى وَقَيْصَرَ

رسول اللہ ﷺ کا خطوط لکھنا

تشریح: امام بخاری رحمہ اللہ کا اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ شاہان عالم کو جو خطوط نبی کریم ﷺ نے لکھوائے، یہ سب غزوۂ تبوک ہی کے سال کے واقعات ہیں۔

٤٤٢٤ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ، أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ بِكِتَابِهِ إِلَى كِسْرَى مَعَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ الْبَحْرَيْنِ، فَدَفَعَهُ عَظِيمُ الْبَحْرَيْنِ إِلَى كِسْرَى، فَلَمَّا قَرَأَهُ مَزَّقَهُ ـ فَحَسِبْتُ أَنَّ ابْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ:ـ فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُمَزَّقُوا كُلَّ مُمَزَّقٍ. [راجع: ٦٤]

(۴۴۲۴) ہم سے اسحاق بن رباح نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد (ابراہیم بن سعد) نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں عبیداللہ بن عبداللہ نے خبر دی اور انہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے (شاہ فارس) کسریٰ کے پاس اپنا خط عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کو دے کر بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ یہ خط بحرین کے گورنر کو دے دیں (جو کسریٰ کا عامل تھا) کسریٰ نے جب آپ کا خط مبارک پڑھا تو اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے، میرا خیال یہ ہے کہ ابن مسیب نے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے بددعا کی کہ وہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔

تشریح: کسریٰ نے صرف یہی گستاخی نہیں کی بلکہ اپنے گورنر باذان کو لکھا کہ وہ مدینہ جا کر اس نبی سے ملیں اگر وہ دعوی نبوت سے توبہ کرے تو بہتر ہے ورنہ اس کا سر اتار کر میرے پاس حاضر کریں۔ چنانچہ باذان مدینہ آیا اور اس نے کسریٰ کا یہ فرمان سنایا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ آج رات کو میرے رب تعالیٰ نے اسے اس کے بیٹے شیرویہ کے ہاتھ سے قتل کرا دیا ہے اور اب تمہاری حکومت پارہ پارہ ہونے والی ہے۔ یہ واقعہ ۷ھ میں بماہ جمادی الاولیٰ ہوا۔ چھ ماہ تک شیرویہ فارس کا بادشاہ رہا۔ ایک دن خزانے میں اس کو ایک دوا کی شیشی ملی جس پر قوت باہ کی دوا لکھا ہوا تھا۔ اس نے اسے کھایا اور ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد کسریٰ کی پوتی پوران نامی قومی حاکم ہوئی جو شیرویہ کی بیٹی تھی جس کے لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے جس پر عورت حاکم ہو۔

٤٤٢٥ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، قَالَ: لَقَدْ نَفَعَنِي اللّٰهُ بِكَلِمَةٍ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَيَّامَ الْجَمَلِ، بَعْدَ مَا كِدْتُ أَنْ أَلْحَقَ بِأَصْحَابِ الْجَمَلِ فَأُقَاتِلَ مَعَهُمْ قَالَ: لَمَّا بَلَغَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ أَهْلَ فَارِسَ قَدْ مَلَّكُوا عَلَيْهِمْ بِنْتَ كِسْرَى قَالَ: ((لَنْ يُفْلِحَ

(۴۴۲۵) ہم سے عثمان بن ہیثم نے بیان کیا، کہا ہم سے عوف اعرابی نے بیان کیا، ان سے امام حسن بصری نے، ان سے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ جمل کے موقع پر وہ جملہ میرے کام آ گیا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا۔ میں ارادہ کر چکا تھا کہ اصحاب جمل، عائشہ رضی اللہ عنہا اور آپ کے لشکر کے ساتھ شریک ہو کر (علی رضی اللہ عنہ کی) فوج سے لڑوں۔ انہوں نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا کہ اہل فارس نے کسریٰ کی لڑکی کو وارثِ تخت و تاج بنایا ہے تو آپ نے فرمایا: ”وہ قوم کبھی فلاح نہیں

قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً)). [طرفه في: ٧٠٩٩]

[ترمذي: ٢٢٦٢؛ نسائي: ٥٤٠٣]

پا سکتی جس نے اپنا حکمران کسی عورت کو بنایا ہو۔“

٤٤٢٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ، عَنِ السَّائِبِ ابْنِ يَزِيْدَ يَقُوْلُ: أَذْكُرُ أَنِّيْ خَرَجْتُ مَعَ الْغِلْمَانِ إِلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ نَتَلَقَّى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ. وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً: مَعَ الصِّبْيَانِ. [راجع: ٣٠٨٣]

(۴۴۲۶) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے زہری سے سنا، انہوں نے سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ مجھے یاد ہے جب میں بچوں کے ساتھ ثنیۃ الوداع کی طرف رسول اللہ ﷺ کا استقبال کرنے گیا تھا۔ سفیان نے ایک مرتبہ (مع الغلمان کے بجائے) مع الصبیان بیان کیا۔

٤٤٢٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ السَّائِبِ: أَذْكُرُ أَنِّيْ خَرَجْتُ مَعَ الصِّبْيَانِ نَتَلَقَّى النَّبِيَّ ﷺ إِلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ مَقْدَمَهُ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ. [راجع: ٣٠٨٣]

(۴۴۲۷) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے اور ان سے سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے کہ مجھے یاد ہے، جب میں بچوں کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کا استقبال کرنے گیا تھا۔ آپ غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لا رہے تھے۔

تشریح: حدیث بالا میں ثنیۃ الوداع تک استقبال کے لیے جانا مذکور ہے۔ یہ غزوہ تبوک ہی کی واپسی پر ہوا ہے۔

بَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ ﷺ وَوَفَاتِهِ

باب: نبی کریم ﷺ اور آپ کی وفات کا بیان

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى: ﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ﴾ [الزمر: ٣٠، ٣١]

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ ”آپ کو بھی مرنا ہے اور انہیں بھی مرنا ہے، پھر تم سب قیامت کے دن اپنے رب کے حضور میں جھگڑا کرو گے۔“

٤٤٢٨- وَقَالَ يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ: قَالَ عُرْوَةُ: قَالَتْ عَائِشَةُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُوْلُ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ: ((يَا عَائِشَةُ! مَا أَزَالُ أَجِدُ أَلَمَ الطَّعَامِ الَّذِيْ أَكَلْتُ بِخَيْبَرَ، فَهَذَا أَوَانُ وَجَدْتُ انْقِطَاعَ أَبْهَرِيْ مِنْ ذَلِكَ السَّمِّ)).

(۴۴۲۸) اور یونس نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عروہ نے بیان کیا اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ اپنے مرض وفات میں فرماتے تھے: ”عائشہ! خیبر میں (زہر آلود) لقمہ جو میں نے اپنے منہ میں رکھ لیا تھا، اس کی تکلیف آج بھی میں محسوس کرتا ہوں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میری شہ رگ اس زہر کی تکلیف سے کٹ جائے گی۔“

٤٤٢٩- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ

(۴۴۲۹) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبیداللہ بن

عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ، قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ: ﴿بِالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا﴾ . ثُمَّ مَا صَلَّى لَنَا بَعْدَهَا حَتَّى قَبَضَهُ اللّٰهُ. [راجع: ٧٦٣]

٤٤٣٠۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يُدْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ: إِنَّ لَنَا أَبْنَاءً مِثْلَهُ. فَقَالَ: إِنَّهُ مِنْ حَيْثُ تَعْلَمُ. فَسَأَلَ عُمَرُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ: ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ [النصر: ١] فَقَالَ: أَجَلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَعْلَمَهُ إِيَّاهُ، فَقَالَ: مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَعْلَمُ. [راجع: ٣٦٢٧]

٤٤٣١۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يَوْمُ الْخَمِيْسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيْسِ اشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَجَعُهُ فَقَالَ: ((ائْتُوْنِي أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ أَبَدًا)). فَتَنَازَعُوْا، وَلَا يَنْبَغِي عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ، فَقَالُوْا: مَا شَأْنُهُ أَهَجَرَ؟ اسْتَفْهِمُوْهُ فَذَهَبُوْا يَرُدُّوْنَ عَنْهُ. فَقَالَ: ((دَعُوْنِي أَنَا فِيْهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُوْنِي إِلَيْهِ)). وَأَوْصَاهُمْ بِثَلَاثٍ قَالَ: ((أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ، وَأَجِيْزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ أُجِيْزُهُمْ)). وَسَكَتَ عَنِ الثَّالِثَةِ. أَوْ قَالَ:۔

عبداللہ نے، ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اور ان سے ام فضل بن حارث رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے سنا: رسول اللہ ﷺ مغرب کی نماز میں ﴿والمرسلات عرفا﴾ کی قرأت کررہے تھے، اس کے بعد پھر آپ نے ہمیں کبھی نماز نہیں پڑھائی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح قبض کرلی۔

(۴۴۳۰) ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابوبشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ آپ کو (مجالس میں) اپنے قریب بٹھاتے تھے۔ اس پر عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اعتراض کیا کہ اس جیسے تو ہمارے بچے ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے یہ طرزِ عمل جس وجہ سے اختیار کیا، وہ آپ کو معلوم بھی ہے؟ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت: ﴿اذا جآء نصر اللہ والفتح﴾ کے متعلق پوچھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی وفات تھی، آپ کو اللہ تعالیٰ نے (آیت میں) اسی کی اطلاع دی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو تم نے بتایا وہی میں بھی اس آیت کے متعلق جانتا ہوں۔

(۴۴۳۱) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے سلیمان احول نے، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جمعرات کے دن کا ذکر کیا اور فرمایا معلوم بھی ہے جمعرات کے دن کیا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے مرض میں تیزی پیدا ہوئی تھی۔ اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا: ”لاؤ، میں تمہارے لیے وصیت نامہ لکھ دوں کہ تم اس پر چلو گے تو اس کے بعد پھر تم کبھی صحیح راستے کو نہ چھوڑو گے۔“ لیکن یہ سن کر وہاں اختلاف پیدا ہوگیا، حالانکہ نبی ﷺ کے سامنے نزاع نہ ہونا چاہیے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ کیا آپ ﷺ شدت مرض کی وجہ سے بے معنی کلام فرما رہے ہیں؟ (جو آپ کی شان اقدس سے بعید ہے) پھر آپ سے بات سمجھنے کی کوشش کرو۔ پس آپ سے صحابہ پوچھنے لگے۔ آپ نے فرمایا: ”جاؤ (یہاں شور وغل نہ کرو) میں جس کام میں مشغول ہوں، وہ اس سے بہتر ہے جس کے لیے تم کہہ رہے ہو۔“ اس کے

فَنَسِيتُهَا. [راجع: ١١٤]

بعد آپ نے صحابہ کو تین چیزوں کی وصیت کی، فرمایا: ''مشرکین کو جزیرۂ عرب سے نکال دو۔ ایلچی (جو قبائل کے تمہارے پاس آئیں) ان کی اس طرح خاطر کیا کرنا جس طرح میں کرتا آیا ہوں۔'' اور تیسری بات ابن عباس نے یا سعید نے بیان نہیں کی یا سعید بن جبیر نے یا سلیمان نے کہا میں تیسری بات بھول گیا ہوں۔

تشریح: کہتے ہیں تیسری بات یہ تھی کہ میری قبر کو بت نہ بنالینا۔ اسے مؤطا میں امام مالک نے روایت کیا ہے۔

٤٤٣٢۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا حُضِرَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((**هَلُمُّوا أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوْا بَعْدَهُ**)). قَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَدْ غَلَبَهُ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْآنُ، حَسْبُنَا كِتَابُ اللَّهِ. فَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْبَيْتِ فَاخْتَصَمُوْا، فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ: قَرِّبُوْا يَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوْا بَعْدَهُ. وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ غَيْرَ ذَلِكَ. فَلَمَّا أَكْثَرُوا اللَّغْوَ وَالْإِخْتِلَافَ، قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((**قُوْمُوْا**)). قَالَ عُبَيْدُاللَّهِ: فَكَانَ يَقُوْلُ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ وَبَيْنَ أَنْ يَكْتُبَ لَهُمْ ذَلِكَ الْكِتَابَ لِإِخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ.

[راجع: ١١٤]

(۴۴۳۲) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالرزاق بن ہمام نے بیان کیا، انہیں معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو گھر میں بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لاؤ، میں تمہارے لئے ایک دستاویز لکھ دوں، اگر تم اس پر چلتے رہے تو پھر تم گمراہ نہ ہو سکو گے۔'' اس پر (عمر رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ پر بیماری کی سختی ہو رہی ہے، تمہارے پاس قرآن موجود ہے۔ ہمارے لئے تو اللہ کی کتاب بس کافی ہے۔ پھر گھر والوں میں جھگڑا ہونے لگا، بعض نے تو یہ کہا کہ آنحضرت ﷺ کو کوئی چیز لکھنے کی دے دو کہ اس پر آپ ہدایت لکھوا دیں اور تم اس کے بعد گمراہ نہ ہو سکو۔ بعض لوگوں نے اس کے خلاف دوسری رائے پر اصرار کیا۔ جب شور وغل اور نزاع زیادہ ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہاں سے جاؤ۔'' عبیداللہ نے بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ مصیبت سب سے بڑی یہ تھی کہ لوگوں نے اختلاف اور شور کر کے رسول اللہ ﷺ کو وہ ہدایت نہیں لکھنے دی۔

تشریح: یہ رحلت سے چار دن پہلے کی بات ہے۔ جب مرض نے شدت اختیار کی تو آپ ﷺ نے فرمایا، لاؤ تمہیں کچھ لکھ دوں تا کہ تم میرے بعد گمراہ نہ ہو۔'' بعض نے کہا کہ آپ پر شدت درد غالب ہے، قرآن ہمارے پاس موجود ہے اور ہم کو کافی ہے۔ اس پر آپس میں اختلاف ہوا۔ کوئی کہتا تھا سامان کتابت لے آؤ کہ ایسا نوشتہ لکھا جائے، کوئی کچھ اور کہتا تھا یہ شور وشغف بڑھا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم سب اٹھ جاؤ۔ یہ جمعرات کا واقعہ ہے۔ اسی روز آپ نے تین وصیتیں فرمائیں۔ یہود کو عرب سے نکال دیا جائے۔ وفود کی عزت ہمیشہ اسی طرح کی جائے جیسا میں کرتا رہا ہوں۔ قرآن مجید کو ہر کام میں معمول بنایا جائے۔ بعض روایات کے مطابق کتاب اللہ اور سنت پر تمسک کا حکم فرمایا۔ آج مغرب تک کی جملہ نمازیں نبی کریم ﷺ نے خود

پڑھائی تھیں مگر عشاء میں نہ جا سکے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ وہ نماز پڑھائیں۔ جس کے تحت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے حیات نبوی ﷺ میں سترہ نمازوں کی امامت فرمائی۔ رضی اللہ وارضاہ آمین۔

٤٤٣٣، ٤٤٣٤۔ حَدَّثَنَا يَسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ ابْنِ جَمِيلٍ اللَّخْمِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ ابْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَعَا النَّبِيُّ ﷺ فَاطِمَةَ فِي شَكْوَاهُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ، فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ، فَبَكَتْ، ثُمَّ دَعَاهَا فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَضَحِكَتْ فَسَأَلْنَا عَنْ ذَلِكَ. فَقَالَتْ: سَارَّنِي النَّبِيُّ ﷺ أَنَّهُ يُقْبَضُ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ فَبَكَيْتُ، ثُمَّ سَارَّنِي فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوَّلُ أَهْلِهِ يَتْبَعُهُ فَضَحِكْتُ. [راجع: ٣٦٢٣، ٣٦٢٤]

(۴۴۳۳،۳۴) ہم سے یسرہ بن صفوان بن جمیل لخمی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے عروہ نے اور ان سے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مرض الموت میں رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور آہستہ سے کوئی بات ان سے کہی جس پر وہ رونے لگیں، پھر دوبارہ آہستہ سے کوئی بات کہی جس پر وہ ہنسنے لگیں۔ پھر ہم نے ان سے اس کے متعلق پوچھا۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ آپ کی وفات اسی مرض میں ہو جائے گی، میں یہ سن کر رونے لگی۔ دوسری مرتبہ آپ ﷺ نے مجھ سے جب سرگوشی کی تو یہ فرمایا کہ آپ کے گھر کے آدمیوں میں سب سے پہلے میں آپ سے جا ملوں گی تو میں ہنسی تھی۔

٤٤٣٥۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كُنْتُ أَسْمَعُ أَنَّهُ لَا يَمُوتُ نَبِيٌّ حَتَّى يُخَيَّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ۔ وَأَخَذَتْهُ بُحَّةٌ۔ يَقُولُ: ﴿مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ﴾ الْآيَةَ. [النساء: ٦٩] فَظَنَنْتُ أَنَّهُ خُيِّرَ. [أطرافه في: ٤٤٣٦، ٤٤٣٧، ٤٤٦٣، ٤٥٨٦، ٦٣٤٨، ٦٥٠٩] [مسلم: ٦٢٩٥، ٦٢٩٦؛ ابن ماجه: ١٦٢٠]

(۴۴۳۵) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سعد نے، ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں سنتی آئی تھی کہ ہر نبی کو وفات سے پہلے دنیا اور آخرت کے رہنے میں اختیار دیا جاتا ہے، پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے بھی سنا، آپ اپنے مرض الموت میں فرما رہے تھے، آپ کی آواز بھاری ہو چکی تھی۔ آپ آیت ﴿مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ﴾ کی تلاوت فرما رہے تھے (یعنی ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام کیا ہے) مجھے یقین ہو گیا کہ آپ کو بھی اختیار دے دیا گیا ہے۔

تشریح: یعنی آپ نے آخرت کو اختیار کیا۔ واقدی نے کہا نبی کریم ﷺ نے دنیا میں آنے پر سب سے پہلے جو کلمہ زبان سے نکالا وہ اللہ اکبر تھا اور آخری کلمہ جو وفات کے وقت فرمایا، وہ الرفیق الاعلی تھا۔ (وحیدی)

٤٤٣٦۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَمَّا مَرِضَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَرَضَ الَّذِي مَاتَ فِيهِ جَعَلَ

(۴۴۳۶) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے سعد بن ابراہیم نے، ان سے عروہ بن زبیر نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے مرض الموت میں بار بار فرماتے

يَقُوْلُ: ((فِي الرَّفِيْقِ الْأَعْلَى)). [راجع: ٤٤٣٥]

٤٤٣٧ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: إِنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ صَحِيْحٌ يَقُوْلُ: ((إِنَّهُ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ قَطُّ حَتَّى يَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُحَيَّ أَوْ يُخَيَّرَ)). فَلَمَّا اشْتَكَى وَحَضَرَهُ الْقَبْضُ وَرَأْسُهُ عَلَى فَخِذِ عَائِشَةَ غُشِيَ عَلَيْهِ، فَلَمَّا أَفَاقَ شَخَصَ بَصَرُهُ نَحْوَ سَقْفِ الْبَيْتِ ثُمَّ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ فِي الرَّفِيْقِ الْأَعْلَى)). فَقُلْتُ: إِذًا لَا يُجَاوِرُنَا. فَعَرَفْتُ أَنَّهُ حَدِيْثُهُ الَّذِي كَانَ يُحَدِّثُنَا وَهُوَ صَحِيْحٌ. [راجع: ٤٤٣٥]

٤٤٣٨ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ، عَنْ صَخْرِ بْنِ جُوَيْرِيَةَ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَأَنَا مُسْنِدَتُهُ إِلَى صَدْرِي، وَمَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ سِوَاكٌ رَطْبٌ يَسْتَنُّ بِهِ، فَأَبَدَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَصَرَهُ، فَأَخَذْتُ السِّوَاكَ فَقَضِمْتُهُ وَنَفَضْتُهُ وَطَيَّبْتُهُ، ثُمَّ دَفَعْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاسْتَنَّ بِهِ، فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَنَّ اسْتِنَانًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ، فَمَا عَدَا أَنْ فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَفَعَ يَدَهُ أَوْ إِصْبَعَهُ ثُمَّ قَالَ: ((فِي الرَّفِيْقِ الْأَعْلَى)). ثَلَاثًا ثُمَّ قَضَى، وَكَانَتْ تَقُوْلُ: مَاتَ بَيْنَ حَاقِنَتِي وَذَاقِنَتِي. [راجع: ٨٩٠]

تھے: "فی الرفیق الاعلیٰ" اے اللہ! مجھے میرے رفقا (انبیا اور صدیقین) میں پہنچا دے (جو اعلیٰ علیین میں رہتے ہیں)۔

(۴۴۳۷) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے کہ عروہ بن زبیر نے بیان کیا اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا تندرستی کے زمانے میں رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ "جب بھی کسی نبی کی روح قبض کی گئی تو پہلے جنت میں اس کی قیام گاہ اسے ضرور دکھا دی گئی، پھر اسے اختیار دیا گیا" (راوی کو شک تھا کہ لفظ یُحَیّٰ ہے یا یخیر، دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے) پھر جب آنحضرت ﷺ بیمار پڑے اور وقت آ گیا تو سر مبارک عائشہ رضی اللہ عنہا کی ران پر تھا اور آپ پر غشی طاری ہو گئی تھی، جب کچھ افاقہ ہوا تو آپ کی آنکھیں گھر کی چھت کی طرف اٹھ گئیں اور آپ نے فرمایا: "اللّٰھم فی الرفیق الاعلیٰ۔" میں سمجھ گئی کہ اب حضور اکرم ﷺ ہمیں (یعنی دنیاوی زندگی کو) پسند نہیں فرمائیں گے۔ مجھے وہ حدیث یاد آ گئی جو آپ نے تندرستی کے زمانے میں فرمائی تھی۔

(۴۴۳۸) ہم سے محمد بن یحییٰ ذہلی نے بیان کیا، کہا ہم سے عفان بن مسلم نے بیان کیا، ان سے صخر بن جویریہ نے، ان سے عبدالرحمٰن بن قاسم نے، ان سے ان کے والد (قاسم بن محمد) نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ (ان کے بھائی) عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ عبدالرحمٰن کے ہاتھ میں ایک تازہ مسواک استعمال کے لیے تھی۔ آپ ﷺ اس مسواک کی طرف دیکھتے رہے۔ چنانچہ میں نے ان سے مسواک لے لی اور اسے اپنے دانتوں سے چبا کر اچھی طرح جھاڑنے اور صاف کرنے کے بعد نبی ﷺ کو دے دی۔ آپ نے وہ مسواک استعمال کی جتنے عمدہ طریقہ سے رسول اللہ ﷺ اس وقت مسواک کر رہے تھے، میں نے آپ کو اتنی اچھی طرح مسواک کرتے کبھی نہیں دیکھا۔ مسواک سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے اپنا ہاتھ یا اپنی انگلی اٹھائی اور فرمایا: "فی الرفیق الاعلیٰ" تین مرتبہ، اور آپ کا انتقال ہو گیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھی کہ حضور اکرم ﷺ کی وفات ہوئی تو سر مبارک میری ہنسلی اور ٹھوڑی

کے درمیان میں تھا۔

تشریح: اس میں یہ اشارہ تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا اور آخرت دونوں میں ایک جگہ رہیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ جانتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دنیا اور آخرت میں آپ کی بیوی ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں کھانا تیار کر کے ایصال ثواب کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت فاطمہ اور حسنین رضی اللہ عنہم کے ثواب کی نیت کیا کرتا تھا۔ ایک شب خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا کہ آپ عتاب کی نظر سے مجھ کو دیکھ رہے ہیں۔ میں نے سبب پوچھا ارشاد ہوا یہ امر سب کو معلوم ہے کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں کھانا کھایا کرتا ہوں۔ (لہٰذا تم کو بھی ایصال ثواب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی شامل کرنا چاہیے) حضرت مجدد کہتے ہیں میں نے اس روز سے آپ کی ازواج مطہرات خصوصاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی ایصال ثواب میں شریک کرنا شروع کر دیا۔ کھانا کھلانے کے لیے مطلقاً ایسا ایصال ثواب جو کسی قید یا رسم کے بغیر ہو اور خالص اللہ کی رضا کے لیے کسی غریب مسکین یتیم کو کھلایا جائے اور اس کا ثواب بزرگوں کو بخشا جائے، اس کے جواز میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

٤٤٣٩ـ حَدَّثَنِي حِبَّانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ، أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا اشْتَكَى نَفَثَ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَمَسَحَ عَنْهُ بِيَدِهِ فَلَمَّا اشْتَكَى وَجَعَهُ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ طَفِقْتُ أَنْفِثُ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ، الَّذِي كَانَ يَنْفِثُ، وَأَمْسَحُ بِيَدِ النَّبِيِّ ﷺ عَنْهُ. [أطرافه في: ٥٠١٦، ٥٧٣٥، ٥٧٥١] [مسلم: ٥٧١٦]

(۴۴۳۹) مجھ سے حبان بن موسیٰ مروزی نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں یونس نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے کہا کہ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار پڑتے تو اپنے اوپر معوذتین (سورۂ فلق اور سورۃ الناس) پڑھ کر دم کر لیا کرتے تھے اور اپنے جسم پر ہاتھ پھیر لیا کرتے تھے، پھر جب وہ مرض آپ کو لاحق ہوا جس میں آپ کی وفات ہوئی تو میں معوذتین پڑھ کر آپ پر دم کیا کرتی تھی اور ہاتھ پر دم کر کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر پھیرا کرتی تھی۔

٤٤٤٠ـ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُخْتَارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَائِشَةَ، أَخْبَرَتْهُ: أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ وَأَصْغَتْ إِلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ، وَهُوَ مُسْنِدٌ إِلَيَّ ظَهْرَهُ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ اغْفِرْلِي وَارْحَمْنِي، وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيقِ)). [طرفه في: ٥٦٧٤] [مسلم: ٦٢٩٣، ٦٢٩٤؛ ترمذي: ٣٤٩٦]

(۴۴۴۰) ہم سے معلّٰی بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن مختار نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، وفات سے کچھ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پشت سے ان کا سہارا لیے ہوئے تھے۔ آپ نے کان لگا کر سنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دعا کر رہے ہیں: ”اے اللہ! میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم کر اور میرے رفیقوں سے مجھے ملا۔“

٤٤٤١ـ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ هِلَالٍ الْوَزَّانِ، عَنْ

(۴۴۴۱) ہم سے صلت بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ وضاح یشکری نے بیان کیا، ان سے ہلال بن ابی حمید وزان نے، ان سے عروہ بن

عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ لَمْ يَقُمْ مِنْهُ: ((لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُوْدَ، اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ)). قَالَتْ عَائِشَةُ: لَوْلَا ذٰلِكَ لَأُبْرِزَ قَبْرُهُ. خَشِيَ أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا. [راجع: ٤٣٥]

زبیر نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے مرض الموت میں فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو اپنی رحمت سے دور کر دیا کہ انہوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا تھا۔'' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر یہ بات نہ ہوتی تو آپ کی قبر بھی کھلی رکھی جاتی لیکن آپ کو یہ خطرہ تھا کہ کہیں آپ کی قبر کو بھی سجدہ نہ کیا جانے لگے۔

تشریح: غالباً آپ کی اس مبارک دعا کی برکت تھی کہ قبر مبارک کو اب بالکل مسقف کر کے بند کر دیا گیا ہے۔ یہ کتنا بڑا معجزہ ہے کہ آج ساری دنیا میں صرف ایک ہی سچے آخری رسول ﷺ کی قبر محفوظ ہے اور وہ بھی اسی حالت میں کہ وہاں کوئی کسی بھی قسم کی پوجا پاٹ نہیں۔ (ﷺ)

٤٤٤٢- حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، أَنَّ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يُمَرَّضَ فِيْ بَيْتِيْ، فَأَذِنَّ لَهُ، فَخَرَجَ وَهُوَ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ فِي الْأَرْضِ، بَيْنَ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَبَيْنَ رَجُلٍ آخَرَ. قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ: فَأَخْبَرْتُ عَبْدَاللَّهِ بِالَّذِيْ قَالَتْ عَائِشَةُ، فَقَالَ لِيْ عَبْدُاللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ: هَلْ تَدْرِيْ مَنِ الرَّجُلُ الْآخَرُ الَّذِيْ لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: هُوَ عَلِيٌّ. فَكَانَتْ عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ تُحَدِّثُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا دَخَلَ بَيْتِيْ وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ قَالَ: ((هَرِيْقُوْا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ قِرَبٍ لَمْ تُحْلَلْ أَوْكِيَتُهُنَّ لَعَلِّيْ أَعْهَدُ إِلَى النَّاسِ)). فَأَجْلَسْنَاهُ فِيْ مِخْضَبٍ لِحَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ طَفِقْنَا نَصُبُّ عَلَيْهِ مِنْ تِلْكَ الْقِرَبِ، حَتَّى طَفِقَ يُشِيْرُ إِلَيْنَا بِيَدِهِ أَنْ قَدْ فَعَلْتُنَّ قَالَتْ: ثُمَّ

(۴۴۴۲) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے کہا کہ مجھے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے خبر دی اور ان سے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کے لیے اٹھنا بیٹھنا دشوار ہوگیا اور آپ کے مرض نے شدت اختیار کرلی تو تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے آپ نے میرے گھر میں ایام مرض گزارنے کے لیے اجازت مانگی۔ سب نے جب اجازت دے دی تو آپ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے نکلے، آپ دو آدمیوں کا سہارا لیے ہوئے تھے اور آپ کے پاؤں زمین سے گھسٹ رہے تھے۔ جن دو صحابہ کا آپ ﷺ سہارا لیے ہوئے تھے، ان میں ایک عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ تھے اور ایک اور صاحب۔ عبیداللہ نے بیان کیا کہ پھر میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت کی خبر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو دی تو انہوں نے بتلایا، معلوم ہے دوسرے صاحب کا نام عائشہ رضی اللہ عنہا نے نہیں لیا، کون ہیں؟ بیان کیا کہ میں نے عرض کیا مجھے تو نہیں معلوم ہے۔ انہوں نے بتلایا کہ وہ علی رضی اللہ عنہ تھے اور نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ جب میرے گھر میں آ گئے اور تکلیف بہت بڑھ گئی، تو آپ نے فرمایا: ''سات مشکیزے پانی کے بھر کر لاؤ اور مجھ پر ڈال دو، ممکن ہے اس طرح میں لوگوں کو کچھ نصیحت کرنے کے قابل ہو جاؤں۔'' چنانچہ ہم نے آپ کو آپ کی زوجہ مطہرہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے ایک لگن میں بٹھایا اور انہی مشکیزوں سے آپ پر پانی بہانے لگے۔ آخر حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ کے اشارہ سے روکا کہ بس

خَرَجَ إِلَى النَّاسِ فَصَلَّى لَهُمْ وَخَطَبَهُمْ. [راجع: ١٩٨]

ہو چکا، بیان کیا کہ پھر آپ لوگوں کے مجمع میں گئے اور نماز پڑھائی اور لوگوں کو خطاب کیا۔

٤٤٤٣، ٤٤٤٤ـ وَأَخْبَرَنِي عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ: أَنَّ عَائِشَةَ، وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ، قَالَا: لَمَّا نَزَلَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيصَةً لَهُ عَلَى وَجْهِهِ، فَإِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ ـ وَهُوَ كَذَلِكَ ـ يَقُولُ: ((لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى، اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ)). يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوا. [راجع: ٤٣٥، ٤٣٦]

(۴۴۴۳،۴۴) اور مجھے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ شدت مرض کے دنوں میں حضور اکرم ﷺ اپنی چادر کھینچ کر بار بار اپنے چہرے پر ڈالتے تھے، پھر جب دم گھٹنے لگتا تو چہرے سے ہٹا دیتے۔ آپ اسی شدت کے عالم میں فرماتے تھے: ''یہود و نصاریٰ اللہ کی رحمت سے دور ہوئے کیونکہ انہوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا تھا۔'' اسی طرح آپ (اپنی امت کو) ان کا عمل اختیار کرنے سے بچتے رہنے کی تاکید فرما رہے تھے۔

٤٤٤٥ـ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُاللَّهِ: أَنَّ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَقَدْ رَاجَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي ذَلِكَ، وَمَا حَمَلَنِي عَلَى كَثْرَةِ مُرَاجَعَتِهِ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَقَعْ فِي قَلْبِي أَنْ يُحِبَّ النَّاسُ بَعْدَهُ رَجُلًا قَامَ مَقَامَهُ أَبَدًا، إِلَّا كُنْتُ أُرَى أَنَّهُ لَنْ يَقُومَ أَحَدٌ مَقَامَهُ إِلَّا تَشَاءَمَ النَّاسُ بِهِ، فَأَرَدْتُ أَنْ يَعْدِلَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ أَبِي بَكْرٍ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: رَوَاهُ ابْنُ عُمَرَ وَأَبُو مُوسَى وَابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ١٩٨] [مسلم: ٩٣٩]

(۴۴۴۵) مجھے عبیداللہ نے خبر دی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، میں نے اس معاملہ (یعنی ایام مرض میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امام بنانے) کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ سے بار بار پوچھا، میں بار بار آپ سے صرف اس لیے پوچھ رہی تھی کہ مجھے یقین تھا کہ جو شخص (حضور اکرم ﷺ کی زندگی میں) آپ کی جگہ پر کھڑا ہوگا، لوگ اس سے کبھی محبت نہیں رکھ سکتے بلکہ میرا خیال تھا کہ لوگ اس سے بدفالی لیں گے، اس لیے میں چاہتی تھی کہ رسول اللہ ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس کا حکم نہ دیں۔ ابوعبداللہ (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ) کہتے ہیں کہ اس کی روایت ابن عمر، ابوموسیٰ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ سے کی ہے۔

٤٤٤٦ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَاتَ النَّبِيُّ ﷺ وَإِنَّهُ لَبَيْنَ حَاقِنَتِي وَذَاقِنَتِي، فَلَا أَكْرَهُ شِدَّةَ الْمَوْتِ لِأَحَدٍ أَبَدًا بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٨٩٠] [نسائي: ١٨٢٩]

(۴۴۴۶) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے یزید بن الہاد نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن بن قاسم نے، ان سے ان کے والد قاسم بن محمد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ میری ہنسلی اور ٹھوڑی کے درمیان (سر رکھے ہوئے) تھے۔ نبی اکرم ﷺ (کی شدت سکرات) دیکھنے کے بعد اب میں کسی کے لیے بھی نزع کی شدت کو برا نہیں سمجھتی۔

٤٤٤٧ـ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ

(۴۴۴۷) مجھ سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو بشر بن شعیب

شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيُّ- وَكَانَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ أَحَدَ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ تِيبَ عَلَيْهِمْ-: أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، فَقَالَ النَّاسُ: يَا أَبَا حَسَنٍ، كَيْفَ أَصْبَحَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ: أَصْبَحَ بِحَمْدِ اللّٰهِ بَارِئًا، فَأَخَذَ بِيَدِهِ عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ، فَقَالَ لَهُ: أَنْتَ وَاللّٰهِ! بَعْدَ ثَلَاثٍ عَبْدُ الْعَصَا، وَإِنِّي وَاللّٰهِ! لَأُرَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سَوْفَ يُتَوَفَّى مِنْ وَجَعِهِ هٰذَا، إِنِّي لَأَعْرِفُ وُجُوهَ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عِنْدَ الْمَوْتِ، اذْهَبْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَلْنَسْأَلْهُ فِيمَنْ هٰذَا الْأَمْرُ؟ إِنْ كَانَ فِينَا عَلِمْنَا ذٰلِكَ، وَإِنْ كَانَ فِي غَيْرِنَا عَلِمْنَاهُ فَأَوْصَى بِنَا. فَقَالَ عَلِيٌّ: إِنَّا وَاللّٰهِ! لَئِنْ سَأَلْنَاهَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَمَنَعَنَاهَا لَا يُعْطِينَاهَا النَّاسُ بَعْدَهُ، وَإِنِّي وَاللّٰهِ! لَا أَسْأَلُهَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ. [انظر: ٦٢٦٦]

بن ابی حمزہ نے خبر دی، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں عبداللہ بن کعب بن مالک انصاری نے خبر دی اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ان تین صحابہ میں سے ایک تھے جن کی (غزوۂ تبوک میں شرکت نہ کرنے کی) توبہ قبول ہوئی تھی۔ انہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے باہر آئے۔ یہ اس مرض کا واقعہ ہے جس میں آپ ﷺ نے وفات پائی تھی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ سے پوچھا: ابوالحسن! رسول اللہ ﷺ کا آج صبح مزاج کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ الحمدللہ اب آپ کو افاقہ ہے۔ پھر عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کے کہا: اللہ کی قسم تین دن کے بعد غلامی کی زندگی گزارنے پر تم مجبور ہو جاؤ گے۔ اللہ کی قسم! مجھے تو ایسے آثار نظر آ رہے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اس مرض سے صحت نہیں پا سکیں گے۔ موت کے وقت بنو عبدالمطلب کے چہروں کی مجھے خوب شناخت ہے۔ اب ہمیں آپ کے پاس سے چلنا چاہیے اور آپ سے پوچھنا چاہیے کہ ہمارے بعد خلافت کسے ملے گی۔ اگر ہم اس کے مستحق ہیں تو ہمیں معلوم ہو جائے گا اور اگر کوئی دوسرا مستحق ہوگا تو وہ بھی معلوم ہو جائے گا اور حضور ﷺ ہمارے متعلق اپنے خلیفہ کو ممکن ہے کچھ وصیتیں کر دیں لیکن علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اگر ہم نے اس وقت آپ سے اس کے متعلق کچھ پوچھا اور آپ نے انکار کر دیا تو پھر لوگ ہمیں ہمیشہ کے لیے اس سے محروم کر دیں گے۔ میں تو ہرگز رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق کچھ نہیں پوچھوں گا۔

تشریح: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کمال دانائی تھی جو انہوں نے یہ خیال ظاہر فرمایا جس سے کئی فتنوں کا دروازہ بند ہو گیا۔ (رضی اللہ عنہ)

٤٤٤٨ـ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ الْمُسْلِمِينَ، بَيْنَا هُمْ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ مِنْ يَوْمِ الْإِثْنَيْنِ وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي لَهُمْ لَمْ يَفْجَأْهُمْ إِلَّا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ كَشَفَ سِتْرَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ،

(۴۴۴۸) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے لیث نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پیر کے دن مسلمان فجر کی نماز پڑھ رہے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے کہ اچانک رسول اکرم ﷺ نظر آئے۔ آپ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کا پردہ اٹھا کر صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھ رہے تھے،

فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ وَهُمْ فِيْ صُفُوْفِ الصَّلَاةِ. ثُمَّ تَبَسَّمَ يَضْحَكُ، فَنَكَصَ أَبُوْ بَكْرٍ عَلَى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ، وَظَنَّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُرِيْدُ أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَقَالَ أَنَسٌ: وَهَمَّ الْمُسْلِمُوْنَ أَنْ يَفْتَتِنُوْا فِيْ صَلَاتِهِمْ فَرَحًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ بِيَدِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أَتِمُّوْا صَلَاتَكُمْ، ثُمَّ دَخَلَ الْحُجْرَةَ وَأَرْخَى السِّتْرَ. [راجع: ٦٨٠]

صحابہ رضی اللہ عنہم نماز میں صف باندھے کھڑے ہوئے تھے۔ حضور اکرم ﷺ دیکھ کر ہنس پڑے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹنے لگے تاکہ صف میں آ جائیں۔ آپ نے سمجھا کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے تشریف لانا چاہتے ہیں۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، قریب تھا کہ مسلمان اس خوشی کی وجہ سے جو رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر انہیں ہوئی تھی کہ وہ اپنی نماز توڑنے ہی کو تھے لیکن حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ نماز پوری کرلو، پھر آپ حجرہ کے اندر تشریف لے گئے اور پردہ ڈال لیا۔

تشریح: یہ حیات مبارکہ کے آخری دن دوشنبہ کی فجر کی نماز تھی، تھوڑی دیر تک آپ اس نماز باجماعت کے پاک مظاہرہ کو ملاحظہ فرماتے رہے، جس سے رخ انور پر بشاشت اور ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ اس وقت وجہ مبارک ورق قرآن معلوم ہو رہا تھا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ پر دنیا میں کسی دوسری نماز کا وقت نہیں آیا۔ اس موقع پر آپ نے حاضرین کو بار بار تاکید فرمائی تھی! "الصلوۃ الصلوۃ وما ملکت ایمانکم۔" یہی آپ کی آخری وصیت تھی جسے آپ نے کئی بار دہرایا، پھر نزع کا عالم طاری ہوگیا۔ (ﷺ)

٤٤٤٩۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ: أَنَّ أَبَا عَمْرٍو، ذَكْوَانَ مَوْلَى عَائِشَةَ أَخْبَرَهُ: أَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ تَقُوْلُ: إِنَّ مِنْ نِعَمِ اللّٰهِ عَلَيَّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تُوُفِّيَ فِيْ بَيْتِيْ وَفِيْ يَوْمِيْ، وَبَيْنَ سَحْرِيْ وَنَحْرِيْ، وَأَنَّ اللّٰهَ جَمَعَ بَيْنَ رِيْقِيْ وَرِيْقِهِ عِنْدَ مَوْتِهِ، دَخَلَ عَلَيَّ عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَبِيَدِهِ السِّوَاكُ وَأَنَا مُسْنِدَةٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَرَأَيْتُهُ يَنْظُرُ إِلَيْهِ، وَعَرَفْتُ أَنَّهُ يُحِبُّ السِّوَاكَ فَقُلْتُ: آخُذُهُ لَكَ فَأَشَارَ بِرَأْسِهِ أَنْ نَعَمْ، فَتَنَاوَلْتُهُ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ وَقُلْتُ أُلَيِّنُهُ لَكَ؟ فَأَشَارَ بِرَأْسِهِ أَنْ نَعَمْ، فَلَيَّنْتُهُ، فَأَمَرَّهُ وَبَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ۔ أَوْ عُلْبَةٌ، يَشُكُّ عُمَرُ۔ فِيْهَا مَاءٌ، فَجَعَلَ يُدْخِلُ يَدَيْهِ فِيْ

(۴۴۴۹) مجھ سے محمد بن عبید نے بیان کیا، کہا ہم سے عیسیٰ بن یونس نے بیان کیا، ان سے عمر بن سعید نے، انہیں ابن ابی ملیکہ نے خبر دی اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا کے غلام ابوعمرو ذکوان نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں، اللہ کی بہت سی نعمتوں میں ایک نعمت مجھ پر یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات میرے گھر میں اور میری باری کے دن ہوئی۔ آپ اس وقت میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی وفات کے وقت میرے اور آپ کے تھوک کو ایک ساتھ جمع کیا تھا کہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ گھر میں آئے تو ان کے ہاتھ میں ایک مسواک تھی۔ حضور ﷺ مجھ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے، میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اس مسواک کو دیکھ رہے ہیں۔ میں سمجھ گئی کہ آپ مسواک کرنا چاہتے ہیں، اس لیے میں نے آپ سے پوچھا، یہ مسواک آپ کے لیے لے لوں؟ آپ نے سر کے اشارہ سے اثبات میں جواب دیا، میں نے وہ مسواک ان سے لے لی۔ حضور ﷺ اسے چبا نہ سکے، میں نے پوچھا: آپ کے لیے میں اسے نرم کردوں؟ آپ نے سر کے اشارہ سے اثبات میں جواب دیا۔ میں نے مسواک نرم کردی۔ آپ کے سامنے ایک بڑا پیالہ تھا، چمڑے کا یا لکڑی

الْمَاءِ فَيَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ يَقُوْلُ: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، إِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ)). ثُمَّ نَصَبَ يَدَهُ فَجَعَلَ يَقُوْلُ: ((فِي الرَّفِيْقِ الْأَعْلَى)). حَتَّى قُبِضَ وَمَالَتْ يَدُهُ. [راجع: ٨٩٠]

کا (راوی حدیث) عمر کو اس سلسلے میں شک تھا، اس کے اندر پانی تھا، آنحضرت ﷺ بار بار اپنے ہاتھ اس کے اندر داخل کرتے اور پھر انہیں اپنے چہرے پر پھیرتے اور فرماتے: "لا الہ الا اللہ۔ موت کے وقت شدت ہوتی ہے۔" پھر آپ اپنا ہاتھ اٹھا کر کہنے لگے "فی الرفیق الاعلی" یہاں تک کہ آپ رحلت فرما گئے اور آپ کا ہاتھ جھک گیا۔

٤٤٥٠ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَسْأَلُ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ يَقُوْلُ: ((أَيْنَ أَنَا غَدًا، أَيْنَ أَنَا غَدًا؟)) يُرِيْدُ يَوْمَ عَائِشَةَ، فَأَذِنَ لَهُ أَزْوَاجُهُ يَكُوْنُ حَيْثُ شَاءَ، فَكَانَ فِيْ بَيْتِ عَائِشَةَ حَتَّى مَاتَ عِنْدَهَا، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَمَاتَ فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ كَانَ يَدُوْرُ عَلَيَّ فِيْهِ فِيْ بَيْتِيْ، فَقَبَضَهُ اللّٰهُ وَإِنَّ رَأْسَهُ لَبَيْنَ نَحْرِيْ وَسَحْرِيْ، وَخَالَطَ رِيْقُهُ رِيْقِيْ. ثُمَّ قَالَتْ: دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ وَمَعَهُ سِوَاكٌ يَسْتَنُّ بِهِ فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ: أَعْطِنِيْ هَذَا السِّوَاكَ يَا عَبْدَالرَّحْمٰنِ! فَأَعْطَانِيْهِ فَقَضِمْتُهُ، ثُمَّ مَضَغْتُهُ فَأَعْطَيْتُهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَنَّ بِهِ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلَى صَدْرِيْ. [راجع: ٨٩٠]

(۴۴۵۰) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، انہیں ان کے والد نے خبر دی اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ مرض الموت میں رسول اللہ ﷺ پوچھتے رہتے تھے کہ کل میرا قیام کہاں ہوگا، کل میرا قیام کہاں ہوگا؟ آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے منتظر تھے، پھر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر قیام کی اجازت دے دی اور آپ کی وفات انہی کے گھر میں ہوئی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آپ کی وفات اسی دن ہوئی جس دن قاعدہ کے مطابق میرے یہاں آپ کے قیام کی باری تھی۔ رحلت کے وقت سر مبارک میرے سینے پر تھا اور میرا تھوک آپ کے تھوک کے ساتھ ملا تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما داخل ہوئے اور ان کے ہاتھ میں استعمال کے قابل مسواک تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا تو میں نے کہا کہ عبدالرحمن! یہ مسواک مجھے دے دو۔ انہوں نے مسواک مجھے دے دی۔ میں نے اسے اچھی طرح چبایا اور جھاڑ کر رسول اللہ ﷺ کو دی، پھر آپ نے وہ مسواک کی، اس وقت میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔

٤٤٥١ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ بَيْتِيْ وَفِيْ يَوْمِيْ، وَبَيْنَ سَحْرِيْ وَنَحْرِيْ، وَكَانَ أَحَدُنَا يُعَوِّذُهُ بِدُعَاءٍ إِذَا مَرِضَ،

(۴۴۵۱) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات میرے گھر میں، میری باری کے دن ہوئی۔ آپ اس وقت میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ جب آپ بیمار پڑے تو ہم آپ کی صحت کے لیے دعائیں کیا

فَذَهَبْتُ أُعَوِّذُهُ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ وَقَالَ: ((فِي الرَّفِيْقِ الْأَعْلَى فِي الرَّفِيْقِ الْأَعْلَى)). وَمَرَّ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَفِي يَدِهِ جَرِيْدَةٌ رَطْبَةٌ، فَنَظَرَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَظَنَنْتُ أَنَّ لَهُ بِهَا حَاجَةً فَأَخَذْتُهَا، فَمَضَغْتُ رَأْسَهَا وَنَفَضْتُهَا فَدَفَعْتُهَا إِلَيْهِ، فَاسْتَنَّ بِهَا كَأَحْسَنِ مَا كَانَ مُسْتَنًّا ثُمَّ نَاوَلَنِيهَا فَسَقَطَتْ يَدُهُ- أَوْ سَقَطَتْ مِنْ يَدِهِ- فَجَمَعَ اللَّهُ بَيْنَ رِيقِي وَرِيقِهِ فِي آخِرِ يَوْمٍ مِنَ الدُّنْيَا وَأَوَّلِ يَوْمٍ مِنَ الْآخِرَةِ. [راجع: ٨٩٠]

کرتے تھے۔ اس بیماری میں بھی میں آپ کے لیے دعا کرنے لگی لیکن آپ فرما رہے تھے اور آپ ﷺ کا سر آسمان کی طرف اٹھا ہوا تھا: ''فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی، فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی'' اور عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما آئے تو ان کے ہاتھ میں ایک تازہ ٹہنی تھی۔ نبی ﷺ نے اس کی طرف دیکھا تو میں سمجھ گئی کہ آپ مسواک کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ وہ ٹہنی میں نے ان سے لے لی۔ پہلے میں نے اسے چبایا۔ پھر صاف کرکے آپ کو دے دی۔ حضور ﷺ نے اس سے مسواک کی، جس طرح پہلے آپ مسواک کیا کرتے تھے اس سے بھی اچھی طرح سے، پھر حضور ﷺ نے وہ مسواک مجھے عنایت فرمائی اور آپ کا ہاتھ جھک گیا، یا (راوی نے یہ بیان کیا کہ) مسواک آپ کے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے میرے اور حضور ﷺ کے تھوک کو اس دن جمع کر دیا جو آپ کی دنیا کی زندگی کا سب سے آخری اور آخرت کی زندگی کا سب سے پہلا دن تھا۔

٤٤٥٢، ٤٤٥٣- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ: أَنَّ عَائِشَةَ، أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ أَقْبَلَ عَلَى فَرَسٍ مِنْ مَسْكَنِهِ بِالسُّنْحِ حَتَّى نَزَلَ، فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمْ يُكَلِّمِ النَّاسَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ، فَتَيَمَّمَ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ مُغَشًّى بِثَوْبِ حِبَرَةٍ، فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهُ وَبَكَى. ثُمَّ قَالَ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، وَاللَّهِ! لَا يَجْمَعُ اللَّهُ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ، أَمَّا الْمَوْتَةُ الَّتِي كُتِبَتْ عَلَيْكَ فَقَدْ مُتَّهَا. [راجع: ١٢٤١، ١٢٤٢]

(۴۴۵۲، ۵۳) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں سلمہ نے خبر دی اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی قیام گاہ، سُنح سے گھوڑے پر آئے اور آکر اترے، پھر مسجد کے اندر گئے۔ کسی سے آپ نے کوئی بات نہیں کی۔ اس کے بعد آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں آئے اور رسول اللہ ﷺ کی طرف گئے، نعش مبارک ایک یمنی چادر سے ڈھکی ہوئی تھی۔ آپ نے چہرہ کھولا اور جھک کر چہرۂ مبارک کو بوسہ دیا اور رونے لگے۔ پھر کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ پر دو مرتبہ موت طاری نہیں کرے گا۔ جو ایک موت آپ کے مقدر میں تھی، وہ آپ پر طاری ہو چکی ہے۔

٤٤٥٤- قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَحَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ، خَرَجَ وَعُمَرُ يُكَلِّمُ النَّاسَ. فَقَالَ: اجْلِسْ يَا عُمَرُ! فَأَبَى عُمَرُ، أَنْ يَجْلِسَ. فَأَقْبَلَ النَّاسُ إِلَيْهِ

(۴۴۵۴) زہری نے بیان کیا اور ان سے ابوسلمہ نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے کچھ کہہ رہے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: عمر! بیٹھ جاؤ، لیکن عمر رضی اللہ عنہ نے بیٹھنے سے انکار کیا۔ اتنے میں لوگ عمر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ گئے

وَتَرَكُوا عُمَرَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَمَّا بَعْدُ! مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ، وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ﴾ إِلَى ﴿الشَّاكِرِينَ﴾ [آل عمران: ١٤٤] وَقَالَ: وَاللَّهِ! لَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ هَذِهِ الْآيَةَ حَتَّى تَلَاهَا أَبُو بَكْرٍ، فَتَلَقَّاهَا مِنْهُ النَّاسُ كُلُّهُمْ فَمَا أَسْمَعُ بَشَرًا مِنَ النَّاسِ إِلَّا يَتْلُوهَا. فَأَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ، قَالَ: وَاللَّهِ! مَا هُوَ إِلَّا أَنْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ تَلَاهَا فَعَقِرْتُ حَتَّى مَا تُقِلُّنِي رِجْلَايَ، وَحَتَّى أَهْوَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ حِينَ سَمِعْتُهُ تَلَاهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ مَاتَ.

[راجع: ١٢٤٢]

اور آپ نے خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا: امابعد! تم میں جو بھی محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ آپ کی وفات ہو چکی ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا تو (اس کا معبود) اللہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اور اس کو کبھی موت نہیں آئے گی۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ ”محمد ﷺ صرف رسول ہیں، ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں“ ارشاد ”الشاکرین“ تک۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: اللہ کی قسم! ایسا محسوس ہوا کہ جیسے پہلے سے لوگوں کو معلوم ہی نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ہے اور جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کی تلاوت کی تو سب نے ان سے یہ آیت سیکھی۔ اب یہ حال تھا کہ جو بھی سنتا تھا وہی اس کی تلاوت کرنے لگ جاتا تھا۔ (زہری نے بیان کیا کہ) پھر مجھے سعید بن مسیب نے خبر دی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے اس وقت ہوش آیا، جب میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس آیت کی تلاوت کرتے سنا، جس وقت میں نے انہیں تلاوت کرتے سنا کہ حضور اکرم ﷺ کی وفات ہوگئی ہے تو میں سکتے میں آ گیا اور ایسا محسوس ہوا کہ میرے پاؤں میرا بوجھ نہیں اٹھا پائیں گے اور میں زمین پر گر جاؤں گا۔

تشریح: ایسے نازک وقت میں امت کو سنبھالنا یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کا مقام تھا۔ اس لیے رسول کریم ﷺ نے اپنی وفات سے پہلے ہی ان کو اپنا خلیفہ بنا کر امام نماز بنا دیا تھا جو ان کی خلافت حقہ کی روشن دلیل ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر کہ اللہ آپ پر دو موت طاری نہیں کرے گا، ان صحابہ رضی اللہ عنہم کا رد کیا جو یہ سمجھتے تھے کہ نبی کریم ﷺ پھر زندہ ہوں گے اور منافقوں کے ہاتھ پاؤں کاٹیں گے کیونکہ اگر ایسا ہو تو پھر وفات ہوگی گویا دو بار موت ہو جائے گی۔ بعض نے کہا دوبار موت نہ ہونے سے یہ مطلب ہے کہ پھر قبر میں آپ کو موت نہ ہوگی بلکہ آپ زندہ رہیں گے۔ امام احمد رحمہ اللہ کی روایت میں یوں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوگئی، میں نے آپ کو ایک کپڑے سے ڈھانک دیا۔ اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ اور مغیرہ رضی اللہ عنہ آئے۔ دونوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ میں نے اجازت دے دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نعش کو دیکھ کر کہا ہائے آپ بے ہوش ہو گئے ہیں۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ انتقال فرما چکے ہیں۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مغیرہ رضی اللہ عنہ کو ڈانٹتے ہوئے کہا کہ نبی کریم ﷺ اس وقت تک مرنے والے نہیں ہیں جب تک سارے منافقین کا قلع قمع نہ کر دیں۔ ایک روایت میں یوں ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ یوں کہہ رہے تھے خبردار! جو کوئی یہ کہے گا کہ نبی کریم ﷺ فوت ہو گئے ہیں، میں تلوار سے اس کا سر اڑا دوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو واقعی یہ یقین تھا کہ نبی کریم ﷺ فوت نہیں ہوئے ہیں یا ان کا یہ فرمانا بڑی مصلحت اور سیاست پر مبنی ہوگا۔ انہوں نے یہ چاہا کہ پہلے خلافت کا انتظام ہو جائے بعد میں آپ کی وفات کو ظاہر کیا جائے، ایسا نہ ہو آپ کی وفات کا حال سن کر دین میں کوئی خرابی پیدا ہو جائے۔

٤٤٥٥، ٤٤٥٦، ٤٤٥٧۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ،

(۴۴۵۵، ۵۶، ۵۷) مجھ سے عبداللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، ان سے سفیان بن عیینہ نے، ان سے موسیٰ بن

عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ، عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ قَبَّلَ النَّبِيَّ ﷺ بَعْدَ مَوْتِهِ. [طرفه في: ٥٧٠٩] [راجع: ١٢٤١، ١٢٤٢] [نسائي: ١٨٣٩؛ ابن ماجه: ١٤٥٧]

ابی عائشہ نے، ان سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو بوسہ دیا تھا۔

٤٤٥٨ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، وَزَادَ، قَالَتْ عَائِشَةُ: لَدَدْنَاهُ فِي مَرَضِهِ فَجَعَلَ يُشِيرُ إِلَيْنَا أَنْ لَا تَلُدُّونِي فَقُلْنَا: كَرَاهِيَةَ الْمَرِيضِ لِلدَّوَاءِ. فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ: ((أَلَمْ أَنْهَكُمْ أَنْ تَلُدُّونِي)). قُلْنَا: كَرَاهِيَةَ الْمَرِيضِ لِلدَّوَاءِ. فَقَالَ: ((لَا يَبْقَى أَحَدٌ فِي الْبَيْتِ إِلَّا لُدَّ ـ وَأَنَا أَنْظُرُ ـ إِلَّا الْعَبَّاسَ، فَإِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْكُمْ)). رَوَاهُ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [أطرافه في: ٥٧١٢، ٦٨٨٦، ٦٨٩٧] [مسلم: ٥٧٦١]

(۴۴۵۸) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا عبداللہ بن ابی شیبہ کی حدیث کی طرح، لیکن انہوں نے اپنی اس روایت میں یہ اضافہ کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا آنحضرت ﷺ کے مرض میں ہم آپ کے منہ میں دوا دینے لگے تو آپ نے اشارہ سے دوا دینے سے منع کیا۔ ہم نے سمجھا کہ مریض کو دوا پینے سے (بعض اوقات) ناگواری ہوتی ہے یہ بھی اسی کا نتیجہ ہے (اس لیے ہم نے اصرار کیا) پھر جب افاقہ ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں دوا دینے سے منع نہیں کرتا رہا۔'' کہا: ہم نے خیال کیا کہ مریض کو دوا سے کراہت کی وجہ سے آپ انکار کر رہے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: ''گھر میں جتنے آدمی ہیں سب کے منہ میں میرے سامنے دوا ڈالی جائے۔ صرف عباس اس سے الگ ہیں کہ وہ تمہارے ساتھ اس کام میں شریک نہیں تھے۔'' اس کی روایت ابن الزناد نے بھی کی، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کے حوالہ سے۔

٤٤٥٩ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَزْهَرُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَوْصَى إِلَى عَلِيٍّ، فَقَالَتْ: مَنْ قَالَهُ؟ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَإِنِّي لَمُسْنِدَتُهُ إِلَى صَدْرِي، فَدَعَا بِالطَّسْتِ فَانْخَنَثَ وَمَاتَ، فَمَا شَعَرْتُ، فَكَيْفَ أَوْصَى إِلَى عَلِيٍّ. [راجع: ٢٧٤١]

(۴۴۵۹) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم کو ازہر بن سعد سمان نے خبر دی، کہا ہم کو عبداللہ بن عون نے خبر دی، انہیں ابراہیم نخعی نے اور ان سے اسود بن یزید نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے اس کا ذکر آیا کہ نبی کریم ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو کوئی (خاص) وصیت کی تھی؟ تو انہوں نے بتلایا یہ کون کہتا ہے، میں خود نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھی، آپ میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے، آپ نے طشت منگوایا، پھر آپ ایک طرف جھک گئے اور آپ کی وفات ہو گئی۔ اس وقت مجھے بھی کچھ معلوم نہیں ہوا، پھر علی رضی اللہ عنہ کو آپ نے کب وصی بنا دیا۔

٤٤٦٠ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ

(۴۴۶۰) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے مالک بن مغول نے بیان

ابْنُ مِغْوَلٍ، عَنْ طَلْحَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَاللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى أَوْصَى النَّبِيُّ ﷺ؟ فَقَالَ: لَا. فَقُلْتُ: كَيْفَ كُتِبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةُ أَوْ أُمِرُوْا بِهَا؟ قَالَ: أَوْصَى بِكِتَابِ اللَّهِ. [راجع: ٢٧٤٠]

کیا، ان سے طلحہ بن مصرف نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے پوچھا، کیا رسول اللہ ﷺ نے کسی کو وصی بنایا تھا۔ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ میں نے پوچھا کہ لوگوں پر وصیت کرنا کیسے فرض ہے یا وصیت کرنے کا کیسے حکم ہے؟ انہوں نے بتایا کہ آپ نے کتاب اللہ کے مطابق عمل کرتے رہنے کی وصیت کی تھی۔

٤٤٦١- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ الْحَارِثِ، قَالَ: مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلَا عَبْدًا وَلَا أَمَةً، إِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ الَّتِي كَانَ يَرْكَبُهَا، وَسِلَاحَهُ، وَأَرْضًا جَعَلَهَا لِابْنِ السَّبِيْلِ صَدَقَةً. [راجع: ٢٧٣٩]

(۴۴۶۱) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابوالاحوص (سلام بن حکیم) نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے، ان سے عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے نہ درہم چھوڑے تھے، نہ دینار، نہ کوئی غلام نہ باندی، سوا اپنے سفید خچر کے جس پر آپ سوار ہوا کرتے تھے اور آپ کا ہتھیار اور کچھ وہ زمین جو آپ ﷺ نے اپنی زندگی میں مجاہدوں اور مسافروں کے لیے وقف کر رکھی تھی۔

٤٤٦٢- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ ﷺ جَعَلَ يَتَغَشَّاهُ، فَقَالَتْ فَاطِمَةُ: وَاكَرْبَ أَبَاهُ! فَقَالَ لَهَا: ((لَيْسَ عَلَى أَبِيْكِ كَرْبٌ بَعْدَ الْيَوْمِ)). فَلَمَّا مَاتَ قَالَتْ: يَا أَبَتَاهُ، أَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ، يَا أَبَتَاهُ مَنْ جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَأْوَاهُ، يَا أَبَتَاهُ إِلَى جِبْرِيْلَ نَنْعَاهُ! فَلَمَّا دُفِنَ قَالَتْ فَاطِمَةُ: يَا أَنَسُ! أَطَابَتْ أَنْفُسُكُمْ أَنْ تَحْثُوْا عَلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ التُّرَابَ؟ [ابن ماجه: ١٦٣٠]

(۴۴۶۲) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ثابت بنانی نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ شدت مرض کے زمانے میں نبی کریم ﷺ کی بے چینی بہت بڑھ گئی تھی۔ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے کہا: آہ! ابا جان کو کتنی بے چینی ہے۔ حضور ﷺ نے اس پر فرمایا: ''آج کے بعد تمہارے ابا جان کی یہ بے چینی نہیں رہے گی۔'' پھر جب آنحضرت ﷺ کی وفات ہوگئی تو فاطمہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں: ہائے ابا جان! آپ اپنے رب کے بلاوے پر چلے گئے، ہائے ابا جان! آپ جنت الفردوس میں اپنے مقام پر چلے گئے۔ ہم جبرئیل علیہ السلام کو آپ کی وفات کی خبر سناتے ہیں۔ پھر جب آنحضرت ﷺ دفن کر دیے گئے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا: انس! تمہارے دل رسول اللہ ﷺ کی نعش پر مٹی ڈالنے کے لیے کس طرح آمادہ ہو گئے تھے۔

بَابُ آخِرِ مَا تَكَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ

باب: نبی کریم ﷺ کا آخری کلمہ جو زبانِ مبارک سے نکلا

٤٤٦٣- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، قَالَ يُوْنُسُ: قَالَ الزُّهْرِيُّ: أَخْبَرَنِي

(۴۴۶۳) ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے بیان کیا، ان سے یونس نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں

سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، فِيْ رِجَالٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُوْلُ وَهُوَ صَحِيْحٌ: ((إِنَّهُ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ حَتَّى يَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ، ثُمَّ يُخَيَّرُ)). فَلَمَّا نَزَلَ بِهِ وَرَأْسُهُ عَلَى فَخِذِيْ غُشِيَ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَفَاقَ، فَأَشْخَصَ بَصَرَهُ إِلَى سَقْفِ الْبَيْتِ ثُمَّ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْأَعْلَى)) فَقُلْتُ: إِذًا لَا يَخْتَارُنَا. وَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَدِيْثُ الَّذِيْ كَانَ يُحَدِّثُنَا وَهُوَ صَحِيْحٌ قَالَتْ: فَكَانَتْ آخِرَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا: ((اللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْأَعْلَى)). [راجع: ٤٤٣٥] [مسلم: ٦٢٩٧]

سعید بن مسیب نے کئی اہل علم کی موجودگی میں خبردی اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ حالت صحت میں فرمایا کرتے تھے کہ ”ہر نبی کی روح قبض کرنے سے پہلے انہیں جنت میں ان کی قیام گاہ دکھائی گئی، پھر اختیار دیا گیا۔“ پھر جب آپ ﷺ بیمار ہوئے اور آپ کا سر مبارک میری ران پر تھا۔ اس وقت آپ پر غشی طاری ہوگئی۔ جب ہوش میں آئے تو آپ نے اپنی نظر گھر کی چھت کی طرف اٹھائی اور فرمایا: "اللّٰهم الرفيق الاعلى" (اے اللہ! مجھے اپنی بارگاہ میں انبیا اور صدیقین سے ملادے) میں اسی وقت سمجھ گئی کہ اب آپ ہمیں پسند نہیں کر سکتے اور مجھے وہ حدیث یاد آگئی جو آپ حالت صحت میں ہم سے بیان کیا کرتے تھے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آخری کلمہ جو زبان مبارک سے نکلا وہ یہی تھا کہ "اللّٰهم الرفيق الاعلىٰ"۔

تشریح: نزع کی حالت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو سہارا دیئے ہوئے پس پشت بیٹھی ہوئی تھیں۔ پانی کا پیالہ نبی کریم ﷺ کے سرہانے رکھا ہوا تھا۔ آپ پیالہ میں ہاتھ ڈالتے اور چہرہ پر پھیر لیتے تھے۔ چہرہ مبارک کبھی سرخ ہوتا کبھی زرد پڑ جاتا، زبان مبارک سے فرما رہے تھے: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٌ۔" اتنے میں عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ ہاتھ میں تازہ مسواک لئے ہوئے آگئے۔ آپ ﷺ نے مسواک پر نظر ڈالی تو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مسواک کو اپنے دانتوں سے نرم کر کے پیش کردیا۔ نبی کریم ﷺ نے مسواک کی پھر ہاتھ کو بلند فرمایا اور زبان اقدس سے فرمایا: "اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى" اس وقت ہاتھ لٹک گیا اور پتلی اوپر کو اٹھ گئی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

بَابُ وَفَاةِ النَّبِيِّ ﷺ

باب: نبی کریم ﷺ کی وفات کا بیان

٤٤٦٤، ٤٤٦٥ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَبِثَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ، وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرًا. [طرفه في: ٤٩٧٨] [راجع: ٣٨٥١]

(۴۴۶۴، ۶۵) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، ان سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے اور ان سے عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے کہ نبی کریم ﷺ نے (بعثت کے بعد) مکہ میں دس سال تک قیام کیا۔ جس میں آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی رہی اور مدینہ میں بھی دس سال تک آپ کا قیام رہا۔

٤٤٦٦ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّيْنَ.

(۴۴۶۶) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ بن زبیر نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ کی عمر تریسٹھ سال تھی۔ ابن شہاب نے

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَأَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ مِثْلَهُ. [راجع: ٣٥٣٦]

کہا کہ مجھے سعید بن مسیب نے بھی اسی طرح خبر دی تھی۔

تشریح: ۱۳ ربیع الاول ۱۱ھ بروز سوموار وقت چاشت تھا کہ جسم اطہر سے روح انور نے پرواز کیا، اس وقت عمر مبارک ۶۳ سال قمری پر چار دن تھی۔ انا لله وانا اليه راجعون۔ (ﷺ)

بَابٌ

باب

٤٤٦١- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ وَدِرْعُهُ مَرْهُونَةٌ عِنْدَ يَهُودِيٍّ بِثَلَاثِينَ صَاعًا. [راجع: ٢٠٦٨]

(۴۴۶۷) ہم سے قبیصہ بن عتبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے اسود بن یزید نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ کی زرہ ایک یہودی کے یہاں تیس صاع جو کے بدلے میں گروی رکھی ہوئی تھی۔

تشریح: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس یہودی کا قرض ادا کر کے آپ کی زرہ چھڑالی۔ ان حالات میں اگر ذرا سی بھی عقل والا آدمی غور کرے گا تو صاف سمجھ لے گا کہ آپ سچے پیغمبر تھے۔ دنیا میں بادشاہوں کی طرح ایک بادشاہ نہ تھے۔ اگر آپ دنیا کے بادشاہوں کی طرح ہوتے تو لاکھوں کروڑوں روپے کی جائیداد اپنے بچوں اور بیویوں کے لیے چھوڑ دیتے۔

بَابُ بَعْثِ النَّبِيِّ ﷺ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فِي مَرَضِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ

باب: نبی کریم ﷺ کا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو مرض الموت میں ایک مہم پر روانہ کرنا

٤٤٦٨- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ، عَنِ الْفُضَيْلِ بْنِ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ: اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ ﷺ أُسَامَةَ. فَقَالُوا فِيهِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((**قَدْ بَلَغَنِي أَنَّكُمْ قُلْتُمْ فِي أُسَامَةَ، وَإِنَّهُ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ**)). [راجع: ٣٧٣٠]

(۴۴۶۸) ہم سے ابوعاصم ضحاک بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے سالم نے اور ان سے ان کے والد (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) نے کہ نبی کریم ﷺ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو ایک لشکر کا امیر بنایا تو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان کی امارت پر اعتراض کیا۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم اسامہ پر اعتراض کر رہے ہو حالانکہ وہ مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے۔''

٤٤٦٩- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَ بَعْثًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، فَطَعَنَ النَّاسُ فِي

(۴۴۶۹) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن دینار نے ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ فرمایا اور اس کا امیر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بنایا۔ بعض لوگوں نے ان کی امارت پر اعتراض کیا۔ اس پر نبی

إِمَارَتِهِ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((إِنْ تَطْعَنُوا فِي إِمَارَتِهِ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُونَ فِي إِمَارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلُ، وَايْمُ اللَّهِ! إِنْ كَانَ لَخَلِيقًا لِلْإِمَارَةِ، وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ، وَإِنَّ هَذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ)).

[راجع: ۳۷۳۰] [ترمذي: ۳۸۱۶]

کریم ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو خطاب کیا اور فرمایا: "اگر آج تم اس کی امارت پر اعتراض کرتے ہو تو تم اس سے پہلے اس کے والد کی امارت پر اسی طرح اعتراض کر چکے ہو اور اللہ کی قسم! اس کے والد (زید رضی اللہ عنہ) امارت کے بہت لائق تھے اور مجھے سب سے زیادہ عزیز تھے اور یہ (یعنی اسامہ رضی اللہ عنہ) بھی ان کے بعد مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے۔"

تشریح: باوجودیکہ اس لشکر میں بڑے بڑے مہاجرین جیسے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما شریک تھے مگر آپ نے اسامہ رضی اللہ عنہ کو سردار لشکر بنایا۔ اس سے یہ غرض تھی کہ ان کی دلجوئی ہو اور وہ اپنے والد زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے خوب دل کھول کر لڑیں۔ اس لشکر کی تیاری کا نبی کریم ﷺ کو بڑا خیال تھا۔ مرض موت میں بھی کئی بار فرمایا کہ اسامہ کا لشکر روانہ کرو مگر اسامہ رضی اللہ عنہ شہر سے باہر نکلے ہی تھے کہ آپ کی وفات ہو گئی اور اسامہ رضی اللہ عنہ مع لشکر واپس آ گئے۔ بعد میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں اس لشکر کو روانہ کیا اور اسامہ رضی اللہ عنہ گئے۔ انہوں نے اپنے باپ کے قاتل کو قتل کیا۔

بَابٌ

باب

٤٤٧٠- حَدَّثَنَا أَصْبَغُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرٌو، عَنِ ابْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنِ الصُّنَابِحِيِّ، أَنَّهُ قَالَ لَهُ: مَتَى هَاجَرْتَ؟ قَالَ: خَرَجْنَا مِنَ الْيَمَنِ مُهَاجِرِينَ، فَقَدِمْنَا الْجُحْفَةَ، فَأَقْبَلَ رَاكِبٌ فَقُلْتُ لَهُ: الْخَبَرَ الْخَبَرَ؟ فَقَالَ: دَفَنَّا النَّبِيَّ ﷺ مُنْذُ خَمْسٍ. قُلْتُ: هَلْ سَمِعْتَ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ شَيْئًا؟ قَالَ: نَعَمْ، أَخْبَرَنِي بِلَالٌ مُؤَذِّنُ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ فِي السَّبْعِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ.

(۴۴۷۰) ہم سے اصبغ بن فرج نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عبداللہ بن وہب نے خبر دی، کہا کہ مجھے عمرو بن حارث نے خبر دی، انہیں عمرو بن ابی حبیب نے، ان سے ابوالخیر نے عبدالرحمن بن عسیلہ صنابحی سے، ابوالخیر نے ان سے پوچھا تھا کہ تم نے کب ہجرت کی تھی؟ انہوں نے بیان کیا کہ ہم ہجرت کے ارادے سے یمن سے چلے، ابھی ہم مقام جحفہ میں پہنچے تھے کہ ایک سوار سے ہماری ملاقات ہوئی۔ ہم نے ان سے مدینہ کی خبر پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کو پانچ دن ہو چکے ہیں۔ میں نے پوچھا تم نے لیلۃ القدر کے بارے میں کوئی حدیث سنی ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں، حضور اکرم ﷺ کے موذن بلال رضی اللہ عنہ نے مجھے خبر دی ہے کہ لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرہ کے سات دنوں میں (ایک طاق رات) ہوتی ہے۔

تشریح: یعنی اکیس تاریخ سے ستائیسویں تک کی طاق راتوں میں سے وہ ایک رات ہے یا یہ کہ وہ غالباً ستائیسویں رات ہوتی ہے۔

بَابٌ كَمْ غَزَا النَّبِيُّ ﷺ

باب: نبی کریم ﷺ نے کل کتنے غزوے کیے ہیں؟

٤٤٧١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَأَلْتُ

(۴۴۷۱) ہم سے عبداللہ بن رجاء نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے بیان کیا کہ میں نے زید بن

زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ: كَمْ غَزَوْتَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: سَبْعَ عَشْرَةَ. قُلْتُ: كَمْ غَزَا النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: تِسْعَ عَشْرَةَ. [راجع: ٣٩٤٩]

ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ آپ نے کتنے غزوے کیے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ سترہ۔ میں نے پوچھا اور نبی ﷺ نے کتنے غزوے کیے تھے؟ فرمایا کہ انیس۔

تشریح: یعنی ان جہادوں میں نبی کریم ﷺ بہ نفس نفیس تشریف لے گئے۔ جنگ ہو یا نہ ہو۔ ابویعلیٰ کی روایت میں اکیس جہاد ایسے منقول ہیں جن میں نبی کریم ﷺ تشریف لے گئے ہیں۔ بعض نے کہا کہ آپ ستائیس جہادوں میں خود تشریف لے گئے ہیں اور ۴۷ لشکر ایسے روانہ کئے ہیں جن میں خود شریک نہیں ہوئے۔ جن جہادوں میں جنگ ہوئی وہ نو ہیں۔ بدر، احد، مریسیع، خندق، بنی قریظہ، خیبر، فتح مکہ، حنین اور طائف۔

٤٤٧٢ - حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ، قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ خَمْسَ عَشْرَةَ.

(۴۴۷۲) ہم سے عبداللہ بن رجاء نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے، کہا ہم سے براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پندرہ غزووں میں شریک رہا ہوں۔

٤٤٧٣ - حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلِ بْنِ هِلَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ كَهْمَسٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: غَزَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ سِتَّ عَشْرَةَ غَزْوَةً. [مسلم: ٤٦٩٦]

(۴۴۷۳) مجھ سے احمد بن حسن نے بیان کیا، کہا ہم سے احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے کہمس نے، ان سے عبداللہ بن بریدہ نے اور ان سے ان کے والد (بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سولہ غزووں میں شریک تھے۔

ABU UMAIMAH OWAIS

www.minhajusunat.com

DARUL ILM
PUBLISHERS & DISTRIBUTORS

242, J.B.B. Marg, (Belasis Road),
Nagpada, Mumbai-8 (INDIA)
Tel,: (+91-22) 2308 8989, 2308 2231
fax :(+91-22) 2302 0482
E-mail : ilmpublication@yahoo.co.in